قرآن کریم

کے ہندوستانی تراجم وتفاسیر کا اجمالی جائزہ

مرتب
غلام یحییٰ انجم

(Assamese) বাংলা (Bengali)
(Gujarati) हिन्दी (Hindi) ಕನ್ನಡ (Kannada) کأشُر (Kashmiri)
മലയാളം (Malayalam) মৈতৈলোন্ (Manipuri/Methei)
मैथिली (Maithili) मराठी (Marathi) नेपाली (Nepali) ଓଡ଼ିଆ (Oriya)
ਪੰਜਾਬੀ (Punjabi) संस्कृत (Sanskrit) संताली (Santali)
தமிழ் (Tamil) తెలుగు (Telugu) اردو (Urdu) العَرَبِيةُ (Arabic)
မြန်မာစာ (Burmese) ဘာသာ မန် (Mon) සිංහල (Sinhalese)

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (الحجر:۹)

(بیشک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بیشک ہم خود اس کے نگہبان ہیں)

قرآن کریم

کے ہندوستانی تراجم وتفاسیر کا اجمالی جائزہ

(قدیم وجدید ہندوستان میں مختلف زبانوں میں لکھے گئے قرآن کریم کی
آیتوں، سورتوں، پاروں کے مکمل ونامکمل، منظوم ومنثور تراجم وتفاسیر کا اجمالی جائزہ)

مرتب

پروفیسر غلام یحییٰ انجم

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی

وزارت ترقی انسانی وسائل، حکومت ہند

فروغ اردو بھون ایف سی، 33/9، انسٹی ٹیوشنل ایریا، جسولا، نئی دہلی۔110025

© قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی

پہلی اشاعت	:	2017
تعداد	:	550
قیمت	:	-/260روپے
سلسلۂ مطبوعات	:	1967

Quran-e-Karim ke Hindustani Tarajum wa
Tafasir ka Ijmali Jaiza

By: Prof. Ghulam Yahya Anjum

ISBN :978-93-87510-05-0

ناشر: ڈائرکٹر، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، فروغ اردو بھون، FC-33/9، انسٹی ٹیوشنل ایریا، جسولہ، نئی دہلی 110025، فون نمبر:49539000، فیکس:49539099
شعبۂ فروخت: ویسٹ بلاک-8، آر۔ کے۔ پورم، نئی دہلی-110066 فون نمبر:26109746
فیکس:26108159 ای میل:ncpulsaleunit@gmail.com
ای میل:urducouncil@gmail.com، ویب سائٹ:www.urducouncil.nic.in
طابع: جے۔ کے۔ آفسیٹ پرنٹرز، بازار مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی-110006
اس کتاب کی چھپائی میں 70GSM, TNPL Maplitho کاغذ استعمال کیا گیا ہے۔

پیش لفظ

انسان اور حیوان میں بنیادی فرق نطق اور شعور کا ہے۔ ان دو خداداد صلاحیتوں نے انسان کو نہ صرف اشرف المخلوقات کا درجہ دیا بلکہ اسے کائنات کے ان اسرار و رموز سے بھی آشنا کیا جو اسے ذہنی اور روحانی ترقی کی معراج تک لے جا سکتے تھے۔ حیات و کائنات کے مخفی عوامل سے آگہی کا نام ہی علم ہے۔ علم کی دو اساسی شاخیں ہیں باطنی علوم اور ظاہری علوم۔ باطنی علوم کا تعلق انسان کی داخلی دنیا اور اس دنیا کی تہذیب و تطہیر سے رہا ہے۔ مقدس پیغمبروں کے علاوہ، خدارسیدہ بزرگوں، سچے صوفیوں اور سنتوں اور فکر رسا رکھنے والے شاعروں نے انسان کے باطن کو سنوارنے اور نکھارنے کے لیے جو کوششیں کی ہیں وہ سب اسی سلسلے کی مختلف کڑیاں ہیں۔ ظاہری علوم کا تعلق انسان کی خارجی دنیا اور اس کی تشکیل و تعمیر سے ہے تاریخ اور فلسفہ، سیاست اور اقتصاد، سماج اور سائنس وغیرہ علم کے ایسے ہی شعبے ہیں۔ علوم داخلی ہوں یا خارجی ان کے تحفظ و ترویج میں بنیادی کردار لفظ نے ادا کیا ہے۔ بولا ہوا لفظ ہو یا لکھا ہوا لفظ، ایک نسل سے دوسری نسل تک علم کی منتقلی کا سب سے موثر وسیلہ رہا ہے۔ لکھے ہوئے لفظ کی عمر بولے ہوئے لفظ سے زیادہ ہوتی ہے۔ اسی لیے انسان نے تحریر کا فن ایجاد کیا اور جب آگے چل کر چھپائی کا فن ایجاد ہوا تو لفظ کی زندگی اور اس کے حلقۂ اثر میں اور بھی اضافہ ہو گیا۔

کتابیں لفظوں کا ذخیرہ ہیں اور اسی نسبت سے مختلف علوم و فنون کا سرچشمہ۔ قومی کونسل

برائے فروغ اردو زبان کا بنیادی مقصد اردو میں اچھی کتابیں طبع کرنا اور انھیں کم سے کم قیمت پر علم و ادب کے شائقین تک پہنچانا ہے۔ اردو پورے ملک میں سمجھی جانے والی، بولی جانے والی اور پڑھی جانے والی زبان ہے بلکہ اس کے سمجھنے، بولنے اور پڑھنے والے اب ساری دنیا میں پھیل گئے ہیں۔ کونسل کی کوشش ہے کہ عوام اور خواص میں یکساں مقبول اس ہردلعزیز زبان میں اچھی نصابی اور غیر نصابی کتابیں تیار کرائی جائیں اور انھیں بہتر سے بہتر انداز میں شائع کیا جائے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے کونسل نے مختلف النوع موضوعات پر طبع زاد کتابوں کے ساتھ ساتھ تنقیدیں اور دوسری زبانوں کی معیاری کتابوں کے تراجم کی اشاعت پر بھی پوری توجہ صرف کی ہے۔

یہ امر ہمارے لیے موجب اطمینان ہے کہ ترقی اردو بیورو نے اور اپنی تشکیل کے بعد قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نے مختلف علوم وفنون کی جو کتابیں شائع کی ہیں، اردو قارئین نے ان کی بھرپور پذیرائی کی ہے۔ کونسل نے ایک مرتب پروگرام کے تحت بنیادی اہمیت کی کتابیں چھاپنے کا سلسلہ شروع کیا ہے، یہ کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جو امید ہے کہ ایک اہم علمی ضرورت کو پورا کرے گی۔

اہل علم سے میں یہ گزارش بھی کروں گا کہ اگر کتاب میں انھیں کوئی بات نادرست نظر آئے تو ہمیں لکھیں تاکہ جو خامی رہ گئی ہو وہ اگلی اشاعت میں دور کر دی جائے۔

پروفیسر سید علی کریم
(ارتضیٰ کریم)
ڈائرکٹر

فہرست

ابتدائیہ مصنف ix

کلمات تبریک پروفیسر سید احتشام حسنین xiii
وائس چانسلر، جامعہ ہمدرد، نئی دہلی

کلمات تقریظ شیخ الاسلام مولانا سید محمد مدنی میاں اشرفی الجیلانی xv
سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف

کلمات تکریم پروفیسر سید شاہ محمد امین میاں قادری xvii
سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ، ایٹہ

کلمات تشجیع ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد نقشبندی xix
شاہی امام وخطیب شاہی مسجد فتح پوری، دہلی

کلمات تحسین پدم شری پروفیسر ڈاکٹر شرف عالم xxi
سابق وائس چانسلر مولانا مظہر الحق یونیورسٹی پٹنہ، بہار

-1	فہرست کتب تراجم وتفاسیر (باعتبار حروف تہجی)	1
-2	فہرست کلماتِ تقدیم	61
-3	کلماتِ تقدیم	65
-4	قرآن کریم کی ہندوستانی تفاسیر	171
-5	قرآن کریم کے بعض اجزا کی تفاسیر	301
-6	قرآن کریم کے اردو فارسی تراجم	365
-7	قرآن کریم کے بعض اجزا کے تراجم	397
-8	قرآن کریم کے تراجم مع تفاسیر وحواشی	401
-9	قرآن کریم کے منظوم تراجم وتفاسیر	421
-10	قرآن کریم کی آیات احکام کی تفاسیر	449
-11	تفاسیر قرآن کریم کی ہندوستانی شروح وحواشی اور تعلیقات	455
-12	شیعی علما کے قرآنی تراجم وتفاسیر	485
-13	قرآن کریم کی موضوعی تفسیر	543
-14	قرآن کریم کے قادیانی تراجم وتفاسیر	545
-15	عیسائی علما کے قرآنی تراجم	549
-16	قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم	551
-17	قرآن کریم کے تیلگو تراجم وتفاسیر	551
-18	قرآن کریم کے پشتو تراجم وتفاسیر	553
-19	قرآن کریم کے سنسکرت میں تراجم وتفاسیر	555

-20	قرآن کریم کے گورمکھی تراجم وتفاسیر	555
-21	قرآن کریم کے کنٹر زبان میں تراجم	556
-22	قرآن کریم کے سندھی تراجم وتفاسیر	557
-23	قرآن کریم کے پنجابی تراجم وتفاسیر	559
-24	قرآن کریم کے مرہٹی تراجم وتفاسیر	560
-25	قرآن کریم کے تیلگو تراجم	560
-26	قرآن کریم کے کشمیری تراجم وتفاسیر	562
-27	قرآن کریم کے گجراتی تراجم وتفاسیر	563
-28	قرآن کریم کے ملیباری تراجم وتفاسیر	565
-29	قرآن کریم کے بنگلہ تراجم وتفاسیر	566
-30	قرآن کریم کے ہندی تراجم وتفاسیر	568
-31	قرآن کریم کے انگریزی تراجم	568
-32	قرآن کریم کے فرانسیسی تراجم وتفاسیر	575
-33	قرآن کریم کے لاطینی تراجم وتفاسیر	579
-34	قرآن کریم کے جرمن تراجم وتفاسیر	583
-35	قرآن کریم کے اٹالین تراجم وتفاسیر	584
-36	قرآن کریم کے اسپینش تراجم وتفاسیر	585
-37	قرآن کریم کے ڈچ تراجم	586
-38	قرآن کریم کے یونانی تراجم	587

-39	قرآن کریم کے مکاسرین وبلغاری تراجم	588
-40	قرآن کریم کے روسی تراجم وتفاسیر	588
-41	قرآن کریم کے ڈینش تراجم وتفاسیر	589
-42	قرآن کریم کے پولش اور سویڈش تراجم وتفاسیر	589
-43	قرآن کریم کے پرتگالی تراجم	590
-44	قرآن کریم کے ہنگری والبانی تراجم	591
-45	قرآن کریم کے ارمنی ورومانی تراجم	591
-46	قرآن کریم کے آسٹرین وبوہمائی تراجم	592
-47	قرآن کریم کا سواحلی ترجمہ وتفسیر	592
	کتابیات	593

ابتدائیہ

قرآن کریم پوری نسل انسانیت کے لیے دستور زندگی اور ضابطۂ حیات ہے۔ اسی لیے اسے پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی بار بار تاکید کی گئی ہے۔ اسی مقصد کے تحت لوگوں نے اسے سمجھنے کی کوشش کی کچھ لوگ براہ راست اور کچھ لوگ قرآن کریم کے مترجمین، مفسرین اور شارحین کے ذریعہ اس مقصد تک پہونچے جس کی تکمیل کے لیے قرآن مقدس کا نزول ہوا تھا۔

ایک کہاوت ہے کہ قرآن اترا عربوں میں پڑھا مصریوں نے اور سمجھا ہندوستانیوں نے۔ ایک مدت تک میں اس جملہ پر حیران تھا کہ کیا واقعی ایسا ہے؟ اگر واقعی ایسا ہے تو یہ ہندوستان کے لیے بلاشبہ باعث فخر ہے ہمیں اس پر توجہ کرنی چاہئے اور اپنے دوسرے بھائیوں کو اس کے بارے میں بتلانا چاہئے۔ اسی مقصد کے تحت میں نے اس موضوع پر قلم اٹھایا، اور ایران کلچر ہاؤس کی جانب سے نکلنے والے رسالہ راہ اسلام کے قرآن نمبر کے لیے 68 صفحات پر مشتمل ایک مقالہ لکھا اس مقالہ کی بڑی پذیرائی ہوئی ہمارے بعض احباب نے اسے کتابی شکل دینے پر زور دیا اور نہ صرف زور دیا بلکہ اصرار بھی کرتے رہے یہ انھی احباب کے پیہم اصرار کا ثمرہ ہے کہ مسلسل مصروفیات کے باوجود میں اس مقالہ کو مکمل کتاب بنانے میں کسی حد تک کامیاب ہو سکا۔

جب کتاب تکمیل کے مرحلہ میں تھی تو بعض احباب کا یہ بھی مشورہ سامنے آیا کہ قرآن کریم کے جتنے ترجمے مختلف زبانوں میں ہندوستان یا ہندوستان سے باہر ہوئے ہیں وہ بھی یکجا کر دئے جائیں تا کہ قارئین کو قرآن کریم کی عظمت اور بندگان خدا کی کتاب مقدس سے وابستگی کا پتا چل سکے، میں نے یہ مشورہ قارئین کے حق

میں مفید سمجھا اور اس پر عمل پیرا ہوگیا۔ اس کتاب کا تذکرہ کسی موقع سے جناب ڈاکٹر غلام نبی قاضی شیخ الجامعہ ہمدرد یونیورسٹی کی سامنے آگیا موصوف نے کہا کہ کیوں نہ اس کی اشاعت جامعہ ہمدرد سے ہو جائے شیخ الجامعہ کے اس مشورہ کو بسر وچشم میں نے قبول کرلیا اور برائے طباعت یہ کتاب یونیورسٹی کے حوالہ کردی۔ یونیورسٹی کے ضابطے کے مطابق اس کتاب پر کچھ کارروائی بھی ہوئی مگر پھر ارادہ یہ ہوا کیوں نہ باہر کسی ایجنسی سے اس کی طباعت کی کوشش کی جائے تاکہ اس کی اشاعت ملک وبیرون ملک ممکن ہو سکے، اس مقصد کے تحت یہ کتاب میں نے قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان حکومت ہند نئی دہلی کے حوالہ کردی تاکہ اس ادارہ کے ذریعہ یہ کتاب نہ صرف قومی سطح پر بلکہ عالمی سطح پر درسگاہوں، لائبریریوں اور اہل علم کی میز کی زینت بن سکے۔

کتاب کی تصنیف میں کئی مشکلات سامنے آئیں جس میں سے ایک یہ ہے کہ بعض مصنفین نے ایک ہی جلد میں قرآن کریم کا ترجمہ اور تفسیر دونوں لکھی ہے اگر اس کے ترجمہ اور تفسیر دونوں کی اہمیت ہے تو ہم نے تفسیر کو تفسیر کی بحث میں اور ترجمہ کو ترجمہ کے ضمن میں ذکر کیا ہے، اگر کہیں کتاب میں تکرار ہے تو اسی طرح کی ہے۔ ایسا صرف افادۂ عام کے لیے کیا گیا ہے۔ جو مشہور تراجم وتفاسیر ہیں ان کا تفصیلی تعارف ہے اور جو غیر معروف تراجم وتفاسیر ہیں یا معروف تراجم وتفاسیر ہیں مگر دستیاب نہیں ان کی بھی مختصر وضاحت کردی گئی ہے تاکہ قارئین اس تفسیر وترجمہ تک بآسانی رسائی حاصل کرسکیں۔

اس کتاب میں مختلف عقائد ونظریات کے حامل لوگوں کی تفاسیر شامل ہیں کہیں کہیں ان کی تفسیری محاسن کا ذکر بھی ہوگیا ہے، ان تفاسیر کی خوبی بیان کرنے کا مقصد ہرگز یہ نہیں کہ میں نے ان کے مصنفین کے عقائد کے بارے میں کوئی اچھی یا بری رائے قائم کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ واضح رہے کہ عقائد ونظریات سے قطع نظر صرف اور صرف ان کے تراجم وتفاسیر کے تعلق سے دلائل کی روشنی میں غیر جانبدارانہ توضیح وتشریح ہے۔ اس کتاب میں قدیم وجدید ہندوستان کے ان تمام مفسرین ومترجمین کی نگارشات شامل کی گئی ہیں جو قدیم ہندوستان میں پیدا ہوئے اگرچہ انھوں نے اپنی تفسیر موجودہ ہندوستان میں لکھی یا پاکستان میں، یا اس تفسیر کا آغاز ہندوستان میں کیا لیکن اس کی تکمیل پاکستان میں ہوئی، البتہ تقسیم ہند کے بعد جو مفسرین پاکستان میں پیدا ہوئے ان کی تفسیری نگارشات شامل کتاب نہیں۔ راقم السطور نے اس کتاب میں تمام مفسرین کی تفاسیر، مترجمین کے تراجم اور شارحین کی شروح کا احاطہ کرلیا ہے اس کا دعویٰ میں نے کہیں نہیں کیا ہے اور نہ ہی کرسکتا ہوں تاہم یہ کہنے میں مجھے کوئی تامل نہیں ہے کہ اکثر ہندوستانی مصنفین کا جنھوں نے قرآن کریم کے تراجم وتفاسیر اور شروح وحواشی لکھے

ہیں، ان تک پہنچنے کی میں نے ضرور کوشش کی ہے۔ جن حضرات کی تصانیف کا ذکر کسی وجہ سے نہیں ہو سکا ہے، علم ہونے پر اشاعت ثانی میں ضرور اضافہ کر دیا جائے گا۔

اس کتاب میں بیشتر ایسی تفاسیر کا ذکر بھی آ گیا ہے جن کے بارے میں یہ کہنا مشکل ہے کہ وہ مکمل ہیں یا نامکمل، میں نے ایسی تمام تفاسیر کا ذکر ''قرآن کریم کی ہندوستانی تفاسیر'' کے ضمن میں کر دیا ہے۔ اور جن کے بارے میں یہ یقین سے معلوم ہو گیا کہ یہ نامکمل ہیں ان کا ذکر قرآن کریم کے بعض اجزا کی تفسیر کی ضمن میں کر دیا ہے، مقصد صرف یہ ہے کہ اس کتاب کے ذریعہ قارئین کو تمام تفاسیر کے تعلق سے معلومات فراہم ہو سکے۔

پوری دنیا میں قرآنیات پر کتنا کام ہوا ہے میرے ناتواں قلم میں اتنی طاقت نہیں کہ اس کا احاطہ کر سکے۔ البتہ حسب استطاعت قدیم وجدید ہندوستان میں ہمارے علما کرام اور افاضل روزگار نے جو کچھ قرآن حکیم کے ترجمہ وتفسیر کے تعلق سے لکھا ہے اس کی ایک مختصر تفصیل کتب ورسائل اور مطبوعہ مقالات کی مدد سے ذیل میں دی جارہی ہے تا کہ اس کی روشنی میں کوئی بڑا کام کیا جا سکے۔ تفاسیر کے حوالے سے جہاں تک راقم السطور کی رسائی ہوسکی ہے اس کا ذکر کر دیا گیا ہے جو تفسیریں چھپ چکی ہیں اور وہ میری نظر سے گذری ہیں ان کی تاریخ اشاعت بھی دے دی گئی ہے اور بعض تفاسیر کی نشاندھی بھی کر دی گئی ہے کہ وہ اس وقت ہندوستان کی کس لائبریری میں موجود ہیں تا کہ قارئین کو وہاں تک پہنچنے میں آسانی ہو۔ جامعہ ہمدرد کی سینٹرل لائبریری میں کتب تفاسیر کا اچھا خاصا ذخیرہ موجود ہے جن سے اس مقالے کی ترتیب میں کافی مدد ملی ہے۔ جن تفاسیر کے تعلق سے کچھ تفصیل ملی اس کی وضاحت کر دی گئی ہے اور جن تفاسیر کے اسماء ملے انھیں بھی مصنف کے نام کے ساتھ کتاب میں شامل کر لیا گیا ہے، تا کہ قرآنیات کے تعلق سے ہندوستانی علما وفضلاء کی رغبت اور دلچسپی کا اندازہ لگایا جا سکے۔ میرا یہ دعویٰ ہرگز نہیں کہ قرآن کے تراجم وتفاسیر کے تعلق سے میں نے تمام مآخذ وذخائر کو تلاش کر لیا ہے۔ تاہم مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں ہے کہ ممکن الحصول مصادر تک پہنچنے میں میں نے کوئی کوتاہی نہیں برتی ہے۔ پھر بھی قارئین میری معلومات میں اگر کسی قسم کا اضافہ کر سکتے ہیں تو مجھے خوشی ہوگی میں ان کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکر گذار رہوں گا۔

کتب تفاسیر وتراجم کے تعارف میں کہیں اجمال اور کہیں تفصیل سے کام لیا گیا ہے، ان تصانیف کے حوالہ سے جو بھی بات کہی گئی ہے وہ دلیلوں سے کہی گئی ہے، اگر اس میں مزید تفصیل

وتشریح کی طرف توجہ کی جائے تو پھر دفتر کا دفتر چاہیے اس کے لیے صلاحیت اور وقت دونوں کی ضرورت ہے اور راقم السطور ان دونوں چیزوں سے عاری ہے۔ البتہ یہ بات بڑے وثوق کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ اگر اس موضوع پر تفصیل سے کام کیا جائے تو تقریباً سات سو صفحات پر مشتمل یہ کتاب انسائیکلوپیڈیا کی شکل اختیار کر سکتی ہے۔

اگر چہ سلسلۂ نطق من گسست اما　　چہ گویم اینکہ ہنوزم چہ آرزو باقیست
بجرعہ ہمۂ اہل بزم بد مستند　　لبالب از مئے دوشینہ صد صبو باقیست
ورق تمام شد وقصہ ناتمام بماند　　شب آخر آمد وصد گونہ گفتگو باقیست

اس کتاب کی تالیف میں ہمارے جن احباب نے میری رہنمائی کی ہے اور لائبریری کے ذمہ داران نے جو تعاون پیش کیا ہے اس کے لیے میں خلوص دل کے ساتھ سب کی جناب میں ارمغان تشکر پیش کرتا ہوں اور محبوب ادارہ کے محبوب شیخ الجامعہ جناب ڈاکٹر غلام نبی قاضی اور رجسٹرار جناب ڈاکٹر فردوس احمد وانی صاحب کا تہہ دل سے ممنون ہوں کہ انھوں نے اس کتاب کی طباعت کے سلسلے میں دلچسپی دکھائی اگر چہ قرعۂ فال کسی اور کے نام نکلا۔ یہ لکھتے ہوئے مجھے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ جب کتاب طباعت کے مراحل سے گزرنے والی تھی اس وقت ہمارے نئے شیخ الجامعہ عزت مآب پروفیسر ڈاکٹر سید احتشام حسنین صاحب قبلہ نے بحیثیت وائس چانسلر جامعہ ہمدرد کا چارج لیا۔ اس کتاب کی توسط سے میں انھیں مبارکباد دیتا ہوں اور مستقبل میں ادارہ کے تعلق سے ان کی کامیابی وکامرانی کے لئے دُعا گو ہوں۔ ساتھ ہی اپنے رفقائے کار اور عزیز طلبہ وطالبات کا بھی ممنون ہوں جنہوں نے اس کتاب کی تالیف میں حوالوں کی فراہمی یا کسی بھی طرح کی میری مدد فرمائی۔ کسی بھی محقق کا کوئی تحقیقی کام حرف آخر نہیں ہوتا ہے اسی نظریئے سے اس کام کو بھی دیکھا جائے۔ اس کتاب کے تعلق سے میں صرف اتنا کہہ کے رخصت ہونا چاہتا ہوں۔

سنوار آئے ہیں زلفِ آدمیت　　جہاں تک ہاتھ پہونچے ہیں ہمارے

غلام یحیٰ انجم
صدر شعبہ، اسلامک اسٹڈیز، جامعہ ہمدرد نئی دہلی
تاریخ ۱۶/۱ اکتوبر ۲۰۱۶ء

کلماتِ تبریک

قرآن کریم وہ واحد کتاب ہے جو رہتی دنیا تک بلا تفریق مذہب وملت پوری نسل انسانیت کے لئے مشعل ہدایت ہے چوں کہ یہ کلام الٰہی ہے اس لئے ازلی وابدی ہے، اس کی تعلیمات قیامت تک عام انسانوں کے لئے زندگی کے ہر موڑ پر رہنمائی کرتی رہیں گی۔ اسی مقصد کے تحت ہند و بیرون ہند میں اس کتابِ مقدس کی تفسیریں لکھی گئیں، اور دنیا کی متعدد زبانوں میں اس کے ترجمے ہوئے، تاکہ ہر طبقہ، ہر نسل اور ہر علاقہ کے لوگ اس کتاب سے استفادہ کر سکیں۔ ہندوستان میں بھی ارباب دین ودانش نے اس کتاب مقدس کی تفسیر وتشریح اور ترجمے کا اہتمام کیا، ان کے نوک قلم سے سیکڑوں تفسیریں اور ترجمے ہندوستان کی مختلف زبانوں میں منظر عام پر آئے اور ہر ایک نے اس سے استفادہ کیا۔ ایک عرصہ سے ضرورت اس بات کی متقاضی تھی کہ ان تمام جزوی وکلی، تمام ونا تمام اور منظوم ومنثور تراجم وتفاسیر کا نہ صرف جائزہ لیا جائے بلکہ انھیں یکجا بھی کیا جائے جو قدیم وجدید ہندوستان میں لکھی گئیں ہیں تاکہ قرآنیات کے موضوع پر کام کرنے والے محققین کے لئے یہ خضر راہ کا کام کر سکے، یہ بتاتے ہوئے ہمیں خوشی محسوس ہورہی ہے کہ اس اہم کام کو ہمارے ادارہ کے ایک سینئر استاد ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم نے انجام دیا ہے۔

ہم اس اہم قرآنی خدمت پر مصنف کو مبارکباد دیتے ہیں اور مستقبل میں ایسے وقیع کاموں کی مزید امید رکھتے ہیں، مصنف کی یہ اٹھائیسویں تصنیف ہے۔ دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ تمام تصانیف کی طرح ڈاکٹر انجم کی اس تصنیف کو بھی قبول عام عطا فرمائے، آمین!۔

پروفیسر سید احتشام حسنین
وائس چانسلر
جامعہ ہمدرد (ہمدرد یونیورسٹی) نئی دہلی
۱۳؍ستمبر ۲۰۱۶ء

کلماتِ تقریظ

حامداً ومصلیاً ومبسملا

قرآن کریم وہ واحد کتاب ہے جو سارے جہاں کے لوگوں کے لئے زندگی کے تمام شعبوں میں ہدایت ورہنمائی کا کام بحسن وخوبی انجام دے سکتی ہے، اس کتاب کی یہی وہ خوبی ہے کہ اس کے نزول کو صدیاں گذر گئیں مگر اس کی صوری ومعنوی عظمت واہمیت میں کسی بھی اعتبار سے کوئی فرق نہ پڑا۔ جو جس نیت سے اس کتاب عظیم کا مطالعہ کرتا ہے اس بحر بیکراں سے اپنے مقاصد کے موتی ضرور تلاش کر لیتا ہے۔ ستم یہ ہے کہ جس کتاب کا مقصد تمام دنیا کے لوگوں کے لئے ہدایت ورہنمائی کا کام کرنا تھا اسے صرف مسلمانوں کے لئے خاص کردیا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ غیر مسلموں کی بہ نسبت مسلمانوں نے اس کتاب ہدایت کو اپنی جان سے زیادہ اہمیت دی اور اس کی تلاوت اور مطالعہ پر کافی زور دیا۔ اہل علم نے مختلف زبانوں میں اس کے ترجمے اور تفسیریں لکھیں تا کہ دیگر برادران وطن کے ساتھ کم خواندہ مسلم بھی اس کے اسرار ورموز سے بھرپور استفادہ کرسکیں۔

جن اہل علم کو من جانب اللہ اس کتاب مقدس کے ترجمہ وتفسیر کی توفیق ملی ان کی بھی ایک طویل فہرست ہے عالم اسلام میں اس حوالہ سے کتنا کام ہوا یقین کے ساتھ کچھ کہنا مشکل ہے، تاہم ملکی، علاقائی، لسانی اور شخصی طور پر اس حوالہ سے جو کام ہوا ہے اس موضوع پر کچھ کتابیں ضرور مطالعہ میں رہی ہیں۔ مولانا ڈاکٹر پروفیسر غلام یحیٰ انجم صدر شعبہ علوم اسلامیہ ہمدرد یونیورسٹی کی تصنیف 'ہندوستان میں قرآن کریم کے تراجم وتفاسیر'' اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ پروفیسر موصوف نے اپنی اس تصنیف میں قدیم وجدید ہندوستان میں مختلف زبانوں میں لکھے گئے قرآن کریم کی آیتوں، سورتوں، پاروں کے مکمل ونامکمل منظوم ومنثور تراجم وتفاسیر کا عالمانہ ومنصفانہ جائزہ لیا

ہے۔ جو تقریباً سات سو صفحات پر محیط ہے جس میں نوّے سے زائد صفحات پر مشتمل مصنف کا وقیع مقدمہ بھی شامل ہے۔ وثوق کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ پروفیسر موصوف نے قرآن کریم کے ترجمہ وتفسیر کے حوالہ سے تمام نگارشات کا احاطہ کرلیا ہے۔ تاہم اتنا ضرور کہا جاسکتا ہے ترجمہ وتفسیر کے تعلق سے بیشتر نگارشات تک مصنف کی رسائی ہو چکی ہے جیسا کہ کتابوں کے مندرجات سے واضح ہے۔

مسلک ومذہب کی رعایت کئے بغیر مصنف نے ہندوستان کے تمام مترجمین ومفسرین کا ذکر کیا ہے۔ ترجمہ وتفسیر کے حوالہ سے مصنف نے اپنی کوئی رائے نہیں قائم کی ہے جو کچھ لکھا ہے وہ دلائل وشواہد کی روشنی میں لکھا ہے۔ مصنف نے اگر کسی ترجمہ کے لب ولہجہ اور زبان وبیان کی ستائش کی ہے تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ مصنف کو اس مترجم کے عقیدہ سے بھی اتفاق ہے۔ علمی کام اپنی جگہ اور عقیدہ اپنی جگہ، ایک کی خوبی دوسرے کو ہرگز مستلزم نہیں ہوتی۔

ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم شمالی ہند کی عظیم درسگاہ الجامعۃ الاشرفیہ کے ان ہونہار فارغین میں سے ہیں جنہوں نے اپنی صلاحیت کی بنیاد پر عصری جامعات میں اپنی ایک منفرد شناخت بنائی ہے۔ تیس پینتیس سال سے یونیورسٹی کے ماحول میں مسلکی تصلب اور مذہبی شناخت کے ساتھ تعلیم وتدریس اور ریسرچ وتحقیق میں سرگرم عمل ہیں۔ پامال زمینوں پر قدم رکھنے کے عادی نہیں اپنے افکار وخیالات کو پابہ جولاں کرنے کے لئے ہمیشہ نئی زمینوں کا انتخاب کرتے ہیں۔ نادر اور اچھوتے موضوعات پر ان کی اب تک ستائیس کتابیں زیور طبع سے آراستہ ہو کر حلقۂ علم وادب سے داد تحسین حاصل کر چکی ہیں۔ عصری جامعات میں رہ کر ایک طرف انھوں نے دارالعلوم دیوبند کا بانی کون؟، ''مولانا حشمت علی لکھنوی۔ ایک تحقیقی مطالعہ'' اور ''امام احمد رضا کے افکار ونظریات'' جیسی اہم کتابیں لکھیں تو دوسری طرف ''ہندوستان میں سلسلہ قادریہ کا بانی کون؟'' ''تاریخ مشائخ قادریہ''، ''جانشین غریب نواز'' اور ''متنبی ایک تحقیقی مطالعہ'' جیسی علمی کتابیں اور سیکڑوں تحقیقی مقالات لکھ کر علمی ودینی ادب میں بیش بہا اضافہ کیا۔

میں پروفیسر موصوف کو اس اہم کام کی تکمیل پر مبارک باد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مصنف کی دیگر تصانیف کی طرح اس کتاب کو بھی قبول عام کا درجہ عطا فرمائے۔

آمین بجاہ حبیبه سید المرسلین وعلیٰ آلہ واصحابه اجمعین الی یوم الدین

شیخ الاسلام مولانا سید محمد مدنی میاں اشرفی الجیلانی
کچھوچھہ شریف، ضلع امبیڈکر نگر

۲۱/جون ۲۰۱۳ء

کلماتِ تکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ڈاکٹر پروفیسر غلام یحییٰ انجم صاحب جماعت اہل سنت کے بڑے مایۂ ناز قلم کار اور ممتاز محقق ہیں۔ ان کے علمی و تحقیقی مضامین اکثر علمی، ادبی و مذہبی رسائل و جرائد میں پڑھنے کو میسر آتے ہیں، علاوہ ازیں ڈاکٹر موصوف بہت سی کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ زمانہ طالب علمی سے کچھ نہ کچھ لکھتے رہنا ان کی طبیعت میں شامل ہے، جس میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ بہت پہلے میرے علم میں یہ بات آئی تھی کہ "**قرآن کریم کے هندوستانی تراجم وتفاسیر**" پر موصوف تجزیاتی مطالعہ فرما رہے ہیں، مگر خبر ملی کہ وہ کام جو تین سال پیشتر شروع ہوا تھا اب مکمل ہو کر طباعت و اشاعت کے مرحلے میں ہے تو دلی مسرت حاصل ہوئی جس کے لئے میں ڈاکٹر صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

کتاب کے مندرجات سے اندازہ ہوتا ہے کہ بڑی تحقیق و جستجو اور عرق ریزی سے کتاب تیار کی گئی ہے، کیوں کہ برصغیر ہند و پاک میں جتنی زبان میں بھی قرآن کریم کے ترجمے اب تک شائع ہو چکے ہیں میرے محدود علم کے مطابق ڈاکٹر موصوف نے کسی کا بھی تجزیہ پیش نہ کرنے کی بات نہیں کی بلکہ سارے تراجم و تفاسیر آپ کے مطالعہ کی میز کی زینت بنے اور ان سب کا تفصیلی

ذکر آپ نے فہرست مضامین میں کیا ہے۔ قرآن کریم کا ترجمہ کرنے کے لئے محض زبان وادب سے واقفیت ہونا کافی نہیں ہے اور یہ بات تو ڈاکٹر صاحب کی تحقیق ثابت کرے گی کہ زبان دانی کے ساتھ جب تک تائید غیبی اور توفیق الٰہی شامل حال نہ ہو کوئی محقق وحی الٰہی کا مفاد اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب رسالت ونبوت ومحبوبیت کے مطابق آیات قرآنی کا ترجمہ وتفسیر پیش نہیں کرسکتا ہے اور اگر یہ چیز نہ ہو تو کتنے ایسے مصنف اور مترجم ہیں جنہیں اپنی تحقیق پہ ناز تھا مگر سواد اعظم اسلام نے نہ صرف یہ کہ ان کے ترجمہ وتفسیر کو رد کیا بلکہ صاف لفظوں میں تنقیص شان الوہیت ونبوت سے تعبیر کیا اور ان پر توبہ واستغفار کو واجب قرار دیا۔

ڈاکٹر موصوف کی کتاب کے چند اقتباسات دیکھنے سے اندازہ ہوا کہ کتاب نافع ہوگی اور کم از کم مختلف نقطۂ نگاہ سے کیے گئے مختلف زبانوں کے تراجم کا تجزیاتی مطالعہ قارئین کے سامنے آئے گا جو خود اپنے آپ میں بہت ہی معلومات افزا ہوگا۔

یہ بھی قابل ذکر بات ہے کہ نزول قرآن سے لے کر اب تک اور تا آمد قیامت محققین اپنی اپنی فہم وفراست کے مطابق قرآن کریم کے معانی ومفاہیم اور تاویلات پیش کرتے رہیں گے مگر قرآن کریم کا ترجمہ وتفسیر وہی مقبول ہوگا جن میں رب تبارک وتعالیٰ کی شان وعظمت کا پورا لحاظ اور اس کے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند وبالا مرتبے کا پاس ہوگا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اس کتاب کو ہر خاص وعام کے لئے نفع بخش بنائے اور اس کے مصنف کو دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہٖ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

پروفیسر سید شاہ محمد امین میاں قادری

صدر البرکات ایجوکیشنل سوسائٹی علی گڑھ

سجادہ نشین خانقاہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ شریف ضلع ایٹہ

کلماتِ تشجیع

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم امابعد:

حضور اکرم نور مجسم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے خیر کم من تعلم القرآن وعلّمہ (بخاری شریف) صحابۂ کرام رضوان اللّٰہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے قرآن کریم کے لئے خاص اہتمام کیا۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے ایک خطبہ میں فرمایا: تم لوگ مجھ سے سوال کرو کیوں کہ اللہ کی قسم تم جو بات بھی پوچھو گے میں تم کو اس کی خبر دوں گا، ہاں مجھ سے قرآن پاک کے متعلق سوال کرو اس لئے کہ واللہ کوئی آیت ایسی نہیں جس کے بارے میں مجھ کو علم نہ ہو کہ آیا وہ رات میں نازل ہوئی یا دن میں اور ہموار میدان میں اتری یا پہاڑی علاقہ میں۔ (زبدۃ الاتقان فی علوم القرآن)

یہ بھی قرآن کریم کا اعجاز ہے کہ علوم قرآنیہ کے ماہرین اور مفسرین کی ایک بڑی جماعت ہر دور میں موجود رہی اور بلاشبہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ بھی قرآن پاک کے اعجاز کی روشن دلیل ہے، یہی وجہ ہے کہ آج یہ نعمت عظمیٰ ہمارے ہاتھوں میں ہے اور ہمیں اس سے سعادت اور فیض حاصل ہو رہا ہے۔

پروفیسر غلام یحییٰ انجم صاحب مدظلہ العالی صدر شعبہ اسلامک اسٹڈیز، جامعہ ہمدرد (ہمدرد

یونیورسٹی) نئی دہلی نے قرآن کریم کے تراجم وتفاسیر کے موضوع پر بہت محنت اور تحقیق کے ساتھ ایک جامع انسائیکلو پیڈیا تیار کیا ہے جسے قرآنی علوم اور خدمات پر ساڑھے چودہ سو سالہ خدمات کا خلاصہ کہا جاسکتا ہے۔ یہ امت پر ان کا احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

پروفیسر صاحب کا شمار عہد حاضر کے ممتاز ترین فضلاء اور محققین میں ہوتا ہے۔ جامعہ ہمدرد کی انتظامی اور تدریسی خدمات کے ساتھ ساتھ وہ تصنیف وتالیف کے لئے وقت نکالتے ہیں، مشہور ومعروف محقق ہونے کے ساتھ وہ شعلہ بیان خطیب بھی ہیں۔ مزید برآں وہ نیشنل اور انٹر نیشنل کانفرنسوں اور سیمیناروں میں شرکت کر کے مقالات پیش کرتے ہیں، جنہیں اہل علم قبولیت اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

فن شاعری میں بھی انھیں مہارت حاصل ہے اور جماعت اہل سنت کو بجا طور پر ان پر فخر ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ ان کی یہ نورانی اور قرآنی پیش کش بھی ارباب علم ودانش کی نظر میں قدر کی نگاہ سے دیکھی جائے گی۔ وماتوفیقی الا باللّٰہ العلی العظیم۔

ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد نقشبندی

شاہی امام وخطیب، شاہی مسجد فتح پوری، دہلی

کلماتِ تحسین

خدمت خلق کے بے شمار معلوم وغیر معلوم طریقے ہیں، ادبیات وعلوم کے ذریعہ خلق خدا کی خدمت ایک معروف راستہ ہے، جب کہ مذہبی میدان میں علمی خدمات انجام دینا انسان دوستی کا احسن طریقہ ہے، جسے مولانا پروفیسر ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم نے اختیار کیا ہوا ہے۔ان کی تازہ ترین مذہبی وعلمی اور ادبی کاوش "قرآن کریم کے ہندوستانی تراجم وتفاسیر" کا سرسری مطالعہ کرنے کی سعادت نصیب ہوئی، نامکمل مطالعہ کے بعد راقم السطور کے ذہن نارسا میں چند ژولیدہ تاثرات ابھرے، انھیں قارئین کرام کی نذر کرنے کی جسارت کررہا ہوں۔

قرآن کریم نادر وواحد تحفۂ ایزدی اور بنی آدم کی ہدایت ورہنمائی کے لئے روئے زمین پر بے مثل نسخۂ کیمیا ہے۔اس کی تعلیمات روئے زمین پر آباد مخلوقات کے درمیان بلاتفریق مذہب وملت، رنگ ونسل، ہر علاقہ وخطہ اور زماں ومکاں پر تا قیامت محتوی ہیں۔

ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نسلی تعلق خطۂ عرب سے تھا اس لئے رب کریم نے اسی مشعل ہدایت کو عربی زبان میں نازل فرمایا، فصاحت وبلاغت کے لحاظ سے دنیا کی تمام زبانوں کے درمیان عربی زبان کو منفرد وممتاز مقام حاصل ہے۔قرآن کریم کی فصاحت وبلاغت کے مقابلے میں دنیا کی کسی بھی زبان اور کسی بھی صحیفۂ آسمانی کو پیش نہیں کیا جاسکتا یہی وجہ ہے کہ عرب

قومیں بھی قرآن کریم کی تفسیر وتوضیح کی محتاج رہی ہیں چہ جائیکہ دیگر اقوام عالم۔ غیر عرب قوموں کے لئے تو ان کی اپنی مادری زبانوں میں قرآن مجید کے ترجموں، تفسیروں اور تشریحوں کی شدید ضرورت ہمیشہ ہی رہی ہے۔ اگر یہ خدمات انجام نہ پاتے تو اس صحیفۂ ابدی اور تعلیمات خداوندی کے اسرار ورموز سے دنیا کما حقہ واقف نہ ہوتی اور کارزار عالم میں افضل واحسن ہدایات، اوامر ونواہی سے آشنائی اور سربستہ رازہائے حیات وکائنات تک رسائی ممکن نہ ہوتی، ایک طرف خداوند قدوس اور رب کائنات نے اپنی مخلوق کے لئے مکمل ضابطۂ حیات نازل فرمایا تو دوسری جانب مترجمین، شارحین، اور مفسرین نے قرآنی تعلیمات اور ارشادات کو مختلف زبانوں میں خوب سے خوب تر انداز میں پیش کر کے ان کے ادراک وتفاہیم کی راہیں ہموار اور آسان کر دیں۔

مشاہدات وتجربات سے ظاہر ہے کہ قلم کاروں کی انفرادی ذہانت وذہنی میلانات، فطری جبلت، مطالعہ ومشاہدہ، اعتقادی تعہد، گردوپیش اور ماحول اور ہمہ جہت تربیت کے باوصف آب وہوا اور جغرافیائی وسیاسی حالات وغیرہ چند ایسے عوامل ہیں جو ان کے افکار واقوال پر اثر انداز ہوتے ہیں، قرآنی مترجمین، مفسرین اور شارحین بھی ان عوامل کی اثر اندازی سے محفوظ نہیں ہیں لہٰذا اگر دینی ودنیاوی کسی ادب پارے کا مطالعہ کرتے وقت فوق الذکر عوامل پیش نظر رہیں تو بہت ساری الجھنوں سے رہائی ممکن ہے۔

پروفیسر غلام یحیٰی انجم ایک معتبر عالم، معرف دانشور، مذہبی مفکر، کہنہ مشق شاعر وادیب، اچھے خطاط اور خوش بیان واعظ ہونے کے علاوہ کثیر التصانیف اہل قلم ہیں، زیر نظر تصنیف گویا ایک انسائیکلوپیڈیا ہے جو ان کی محنت شاقہ، جہد مسلسل، دینی بصیرت، اور غیر جانبدارانہ تحقیق کی بیّن دلیل ہے۔ برصغیر ہندوپاک میں قرآن شریف کے مختلف زبانوں میں تحریر شدہ منظوم ومنثور اور مکمل ونامکمل تراجم وتفاسیر وتشریحات کی فہرست سازی ان کی ترتیب وتنظیم اور ان پر اپنی رائے قائم کرنا ایک نہایت دشوار وصبر آزما مسئلہ تھا اور جیسا کہ کتاب کے عناوین کی فہرست سے ظاہر ہے کہ ہندوستانی زبانوں کے ساتھ ساتھ یوروپی زبانوں کے کارناموں کو بھی شامل کیا گیا ہے جن کی

مجموعی تعداد تمیں کے قریب ہے اور دوسری جانب مسلک وعقیدہ کے لحاظ سے قادیانیوں، عیسائیوں، اور شیعی علما کے اثرات کا بھی غیر جانبدارانہ احاطہ کیا گیا ہے، وثوق کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ کہنہ مشق محقق پروفیسر انجم نے اس کارگراں کو نہایت دلکش ودل پذیر انداز میں اور نہایت آسان زبان میں پیش کیا ہے۔ موضوع اور پیش کش پر ان کی مکمل گرفت کا ایک خوبصورت نمونہ ہے جو یقیناً قارئین سے خراج تحسین وصول کرے گا۔

تشنگان دین ودانش کے وافر سامان سے آراستہ یہ ایک قیمتی تحفہ ہے، قرآنی تعلیمات سے وابستگی رکھنے والوں کے لئے یہ کتاب فائدہ بخش بھی ہے اور رہنما و معلم بھی۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت پروفیسر انجم کے علوئے فکر اور زور قلم میں اضافہ فرمائے، آمین!

پدم شری پروفیسر ڈاکٹر محمد شرف عالم
سابق وائس چانسلر
مولانا مظہر الحق عربی وفارسی یونیورسٹی، پٹنہ، بہار
۱۳؍ستمبر ۲۰۱۳ء

فہرست کتب تراجم وتفاسیر (باعتبار حروف تہجی)

(ا)

آسان تفسیر	عبدالحئ	301
آسان تفسیر	عابد انصاری	301
آسان تفسیر	زاہد القادری	301
آسان قرآن مجید	علی احمد دانش مند جالندھر	171
آیات جلی فی شان علی	مرزا علی بیگ	485
آیات خلافت	حبیب الرحمان	302
آیات فطرت منظوم	دانش فرازی	421
آیات للسائلین	عنایت اللہ اثری	302
آیۃ النور	شیخ عبدالحق دہلوی	302
اتقان البرہان	محمد حسین زیدی	485
احادیث التفاسیر	حمید اللہ میرٹھی	171
احسن البیان لتفسیر القرآن	عبدالمصطفےٰ ازہری	171
احسن البیان	صلاح الدین یوسف	172

احسن البیان فی خواص القرآن	محمد احسن بہاری	172
احسن التفاسیر	سید احمد حسن دہلوی	172
احسن التفاسیر	محمد حسن قاسم محمود	173
احسن الحدائق	صفدر علی بن حیدر علی	486
احسن القصص	عبدالحکیم بھاول پوری	560
احسن القصص	غلام رسول کوٹلوی	560
اردو کلام الٰہی	خواجہ حسن نظامی	173
اُردو منظوم ترجمہ قرآن مجید	نامعلوم	421
ازالۃ الغین عن قصۃ ذی القرنین	سر سید احمد خاں	302
ازالۃ الرین من قصۃ ذی القرنین	عبدالحق حقانی	302
الازہار الفائحہ فی تفسیر سورۃ الفاتحہ	شیخ محمد حسین بیجاپوری	302
الازہار النافعہ فی تفسیر سورۃ الفاتحہ	سید اشرف شمسی	303
اساس القرآن	وحیدہ خانم	303
اسرار التنزیل فی تفسیر سورۃ الفیل	عبدالبصیر آزاد سیوہاروی	303
اسرار التنزیل	فیروز الدین ڈسکوی	423
اسرار الفاتحہ مع تفسیر قادری	ملا خیر محمد پشاوری	303
اسرار القرآن	احمد علی خاں	173
اشرف البیان مع تفسیر اظہار عرفان	سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی	401
اشرف الحواشی	عاصم الحداد	406
اضواء البیان فی ترجمۃ القرآن	یوسف موتارا	568
اعظم التفاسیر	محمد رحیم بخش دہلوی	174
اعظم التفاسیر	محمد اسماعیل دہلوی	174
اعظم المطالب فی آیات المطالب	احمد حسن امروہوی	484
افصح الکلام	صوفی تہور علی شاہ	175

افصح الکلام	آغا شاعر قزلباش	423
اکرام محمدی	عبدالستار	423
اکسیر اعظم	احتشام الدین	174
الاکلیل	شاہ عبدالحق الہ آبادی	455
الطاف الرحمان بتفسیر القرآن	عبدالباری فرنگی محلی	175
الہام الرحمٰن فی تفسیر القرآن	عبیداللہ سندھی	406
ام الکتاب	ابوالکلام آزاد	303
ام القرآن	ابوالمسعود اظہر غوری	175
امامۃ القرآن	محمد ہارون زنگی پوری	486
امداد الدیان فی تفسیر القرآن	حشمت علی پیلی بھیتی	175
الانتباء فی الدستور	محمد بدیع الزماں	303
انتخاب روح الجنان	احمد نذر امروہوی	488
انس الوحید فی آیۃ العدل والتوحید	نوراللہ شوستری	487
انعام عظیم	سید مرتضیٰ حسین	488
انوار الآیات	سید مرتضیٰ حسین	489
انوار الاسرار فی حقائق القرآن	شاہ عیسیٰ سندھی برہانپوری	177
انوار البیان فی تفسیر القرآن	غلام علی اسماعیل حاجی ناجی	489
انوار البیان فی کشف القرآن	عاشق الٰہی میرٹھی	178
انوار التفسیر	عبدالرحمان	305
انوار الفرقان وازہار القرآن	شیخ غلام نقشبند لکھنوی	303
انوار القرآن	انیس احمد علیگ	178
انوار القرآن	محمد نعیم	178
انوار القرآن	محمد دائر شاہ اجمل	179
انوار القرآن	راحت حسین گوپاموی	179

انوارالقرآن	سید راحت حسین	489
انوارالقرآن	ذیشان حیدر جوادی	490
انوارالقرآن	اولاد حسن امروہوی	491
انوارالقرآن	عبدالرحمان	561
انوار یوسفیہ	سید محمد عباس	492
ایجاز التحریر در آیۂ تطہیر	ناصر حسین جونپوری	492
ایضاح وانشراح	محمد عتیق فرنگی محلی	305

(ب)

باقیات ترجمان القرآن	غلام رسول مہر	397
بچوں کی تفسیر	ابو صالح حیدر آبادی	179
بچوں کی تفسیر	ابو محمد مصلح	305
بحرالاسرار	مرزا محمد تقی کرمانی	179
بحرالعلوم الاسلامیہ (تفسیر مرتضوی)	غلام مصطفےٰ تھانیسری	179
بحرالمعانی	محمد بن احمد خواجگی	492
البحر المواج	قاضی شہاب الدین دولت آبادی	179
بدیع التفسیر	محمد صدیق	181
برہان التاویل فی شرح الاکلیل	شیخ سراج الدین	455
برہان التفاسیر	ثناء اللہ امرتسری	181
البرہان علی تجھل من قال بغیر علم فی القرآن	محمد علی تحصیلدار	181
برہان الفرقان علیٰ صلوٰۃ القرآن	عبداللہ چکڑالوی	306
برہان المجادلہ فی تفسیر آیۂ مباہلہ	محمد اعجاز حسین بدایونی	493
برہان الہدیٰ فی تفسیر الرحمان علی العرش الاستویٰ	نصیر الدین برہانپوری	305
بستان التفاسیر (اردو ترجمہ)	محمد علی چاندپوری	181
البصائر العظمیٰ فی تفسیر سورۃ الضحیٰ	محمد عتیق فرنگی محلی	306

بصائر القرآن	نکہت شاہجہان پوری	182
بصیرۃ الایمان	انتخاب قدیری	406
بطش قدیر برقادیانی تفسیر کبیر	ثناءاللہ امرتسری	182
بلغۃ الحیران فی ربط آیات الفرقان	حسین علی	183
البیان فی علوم القرآن	ابومحمد عبدالحق	183
بیان التفسیر	جمعہ صدیقی	590
بیان السبحان	عبدالدائم جلالی	183
بیان الفرقان	ثناءاللہ امرتسری	184
بیان القرآن	قاضی عبدالشہید سیوہاروی	184
بیان القرآن	اشرف علی تھانوی	365
بیان القرآن	عبدالرزاق ملیح آبادی	365
بیان القرآن	محمد علی لاہوری	545
بیان القرآن المعروف بہ تعلیم القرآن	میرواعظ محمد یوسف شاہ	562
البیان لتراجم القرآن	عبداللہ چھپروی	365
بیان للناس	احمدالدین امرتسری	184
بیان المعانی	بدرالدین پھلواروی	185

(پ)

پارۂ عم (اُردو ترجمہ مع فوائد)	احسان اللہ عباسی	344
پارۂ عم کی قرآنی کرنیں	رحیم الدین	255
پوتر قرآن	راجہ سرشری کرشنا	556
پوتر قرآن	مجلس علماء	574

(ت)

تجمیل التجمیل	ناصرالدین محمود دہلوی	185
تبصیر الرحمان فی تفسیر القرآن	محمد ابراہیم میر سیالکوٹی	185

تبصیر الرحمان وتیسیر المنان	شیخ علی بن احمد علی مہائمی	185
تبیان القرآن	احمد حسن ندوی	187
تتمہ ینابیع الانوار	سید محمد ابراہیم	493
تجومایا قرآن	سید قاسم	596
تحصیل الغنائم والبرکات تفسیر سورہ والعادیات	شیخ عبدالحق دہلوی	306
تحریم الحرام	محمد طاہر بریلوی	456
تحفۃ الاحباب	محمد ابراہیم بہاری	306
تحفۃ الاسلام	اکرام الدین	306
تحفۃ المومنین منظوم	احمد الدین	424
تدبر قرآن	امین احسن اصلاحی	188
تذکیر القرآن	وحید الدین خاں	190
التذکیر بآیۃ التطہیر	تجمل حسین خاں گوپاموی	307
تذکیر بسورۃ الکہف	مناظر احسن گیلانی	307
تذکیر القرآن	محمد یوسف اصلاحی	307
تذکیر الکل تفسیر سورہ فاتحہ واربع قل	نامعلوم	307
ترتیب مطالب القرآن	نامعلوم	543
ترجمہ امانت اللہ	امانت اللہ شیدا	369
ترجمہ ابن عاقل	ابن عاقل	406
ترجمہ سید محمد بخاری	میر سید محمد بخاری	406
ترجمہ تفسیر اصفی	مظاہر حسین فرقانی	457
ترجمہ تفسیر اصفی	قائم رضا نسیم امروہوی	457
ترجمہ تفسیر جلالین	سراج الدین	458
ترجمہ تفسیر حسینی	سید عبدالرحمٰن	459
ترجمہ تفسیر رؤفی	رفعت رؤف احمد مجددی	459

ترجمہ تفسیر زاہدی	سید شاہ علی ارشد اشرفی	459
ترجمہ تفسیر ابن کثیر	محمد میمن جونا گڑھی	456
ترجمہ تفسیر شیخ ابن عربی	امیر حسن سہالوی	457
ترجمہ تفسیر ابن عباس	محمد بن ابراہیم جونا گڑھی	456
ترجمہ تفسیر ابن عباس مع لباب النقول فی اسباب النزول	عابد الرحمٰن صدیقی	457
ترجمہ تفسیر طبری	ملا محمد سعید اشرف	460
ترجمہ تفسیر فرات کوفی	ملک محمد شریف	461
ترجمہ تفسیر القرآن	حکیم شریف احمد خاں	410
ترجمہ تفسیر کبیر	صفی الدین قزوینی	461
ترجمہ تفسیر مظہری	سید عبدالدائم جلالی	462
ترجمہ تفسیر سورۂ اخلاص	غلام ربانی	308
ترجمہ تفسیر منثور جاوید	صفدر حسین نجفی	484
ترجمہ تفسیر منہج الصادقین	امداد علی لکھنوی	463
ترجمہ تفسیر مظہری	محمد اشرف	307
ترجمہ تفسیر فتح العزیز	محمد حسن خاں مصطفےٰ آبادی	191
ترجمہ تفسیر نسیم	نثار احمد زین پوری	464
ترجمہ تفہیم القرآن	فضل معبود	554
ترجمہ جلالین	واصف غلام مہدی	196
ترجمہ درس قرآن	درس قرآن بورڈ	460
ترجمۂ رؤفی	شاہ رؤف احمد	369
ترجمہ سورۂ فاتحہ منظوم	غلام یحییٰ انجم	424
ترجمہ سورۂ فاتحہ منظوم	نصیر الدین قریشی	427
ترجمۂ سورۂ یٰس منظوم	محمد ظہیر الدین	427
ترجمہ فوائد بہیہ	سید بابا قادری	410

ترجمۂ فیض الکریم مع تفسیر	قاضی صبغۃ اللہ مدراسی	406
ترجمۃ القرآن بآیات القرآن	غلام نبی عبداللہ چکڑالوی	369
ترجمۂ قرآن مع حواشی	سید علی نقی	494
ترجمۂ قرآن مع حواشی	فرمان علی	496
ترجمہ قرآن مع حواشی	نذیر احمد دہلوی	407
ترجمۂ قرآن مع مختصر تفسیر	حاجی غلام علی	497
ترجمۂ قرآن مع تفسیر عمدۃ البیان	سید عمار علی شیعی	495
ترجمۂ قرآن	ابوالاعلیٰ مودودی	370
ترجمۂ قرآن	شاہ رفیع الدین/وحید الزماں	381
ترجمۂ قرآن	حسن بن محمد علقمی	371
ترجمۂ قرآن	عبدالدائم جلالی	371
ترجمۂ قرآن	محمد امراؤ بیگ	371
ترجمۂ قرآن (جیبی سائز)	وحید الدین خاں	371
ترجمۂ قرآن	فخر الدین قادری	372
ترجمۂ قرآن (عنایت رسول کی)	شاہ حقانی مارہروی	372
ترجمۂ قرآن	جماعت علماء	373
ترجمۂ قرآن	حکیم شریف حسین خاں	373
ترجمۂ قرآن	سید احمد حسین صوفی	373
ترجمۂ قرآن	محمد باقر فضل اللہ خیرآبادی	373
ترجمۂ قرآن	عبدالحق حقانی	373
ترجمۂ قرآن	سرسید احمد خاں	373
ترجمۂ قرآن	شائق احمد عثمانی	373
ترجمۂ قرآن	نظام الدین حسن	376
ترجمۂ قرآن	غلام زرقانی	377

ترجمۂ قرآن	فتح محمد تائب لکھنوی	377
ترجمۂ قرآن	خواجہ حسن نظامی	377
ترجمۂ قرآن	سید فدا علی وامق بریلی	377
ترجمۂ قرآن	یعقوب حسن	377
ترجمۂ قرآن	محمد میمن جوناگڑھی	377
ترجمۂ قرآن	احمد حسن ندوی	377
ترجمۂ قرآن	عبدالمجید دہلوی	377
ترجمۂ قرآن	فتح محمد جالندھری	377
ترجمۂ قرآن	احمد سعید دہلوی	377
ترجمۂ قرآن	فیروزالدین	377
ترجمۂ قرآن	عاشق الٰہی میرٹھی	377
ترجمۂ قرآن	وحیدالزماں حیدرآبادی	377
ترجمۂ قرآن	شاہ رفیع الدین دہلوی	377
ترجمۂ قرآن	ڈپٹی نذیر احمد	382
ترجمۂ قرآن	محمد احسان اللہ عباسی	386
ترجمۂ قرآن	سید محمد کچھوچھوی	386
ترجمۂ قرآن	نوح ہالائی سندھی	386
ترجمۂ قرآن	کنہیا لال لکھداری	386
ترجمۂ قرآن	فرمان علی لکھنوی	387
ترجمۂ قرآن	شیخ مجیب اللہ	387
ترجمۂ قرآن	عبدالحق بن محمد میر	387
ترجمۂ قرآن	عبداللہ ہوگلی	387
ترجمۂ قرآن	نظام الدین نوتنوی	387
ترجمۂ قرآن	حسین علی خاں	387

ترجمۂ قرآن	فیروزالدین سیالکوٹی	387
ترجمۂ قرآن	نجم الدین سیوہاروی	387
ترجمۂ قرآن	ظہیرالدین بلگرامی	388
ترجمۂ قرآن	ابومحمد صالح حیدرآبادی	388
ترجمۂ قرآن	شیخ محمد علی	388
ترجمۂ قرآن	حکیم یٰسین شاہ	388
ترجمۂ قرآن	آغا رفیق بلندشہری	388
ترجمۂ قرآن	مرزا احمد علی	388
ترجمۂ قرآن بلا متن	نامعلوم	388
ترجمۂ قرآن	فیروزالدین روحی	388
ترجمۂ قرآن (چراغ ہدایت)	محمد اسماعیل قادری	388
ترجمۂ قرآن	محمد عتیق فرنگی محلی	388
ترجمۂ قرآن	محمد نعیم دہلوی	388
ترجمۂ قرآن	یٰسین شاہ	389
ترجمۂ قرآن	نامعلوم	389
ترجمۂ قرآن	شاہ مراداللہ انصاری	397
ترجمۂ قرآن	سید امیر علی	397
ترجمۂ قرآن	عبدالباری فرنگی محلی	398
ترجمۂ قرآن	حسین علی خاں	398
ترجمۂ قرآن	تہور علی خاں	398
ترجمۂ قرآن	عبدالمقتدر بدایونی	377
ترجمۂ قرآن	قاری نصیرالدین	398
ترجمۂ قرآن	سید مقبول احمد دہلوی	398
ترجمۂ قرآن	نامعلوم	407

ترجمۂ قرآن	نواب قطب الدین خاں	408
ترجمۂ قرآن	نامعلوم	408
ترجمۂ قرآن	نامعلوم	408
ترجمۂ قرآن	احمد ملاح	425
ترجمۂ قرآن	شمیم الحسن	425
ترجمۂ قرآن	فتح اللہ کاشانی	495
ترجمۂ قرآن	نواب محمد حسین قلی خاں	495
ترجمۂ قرآن	سید رضی جعفر نقوی	497
ترجمۂ قرآن	سید حسین بلگرامی	497
ترجمۂ قرآن	باقر علی خاں	497
ترجمۂ قرآن	پروفیسر عسکری	498
ترجمۂ قرآن	سعید اختر	498
ترجمۂ قرآن	نامعلوم	499
ترجمۂ قرآن	سید محمد صادق	499
ترجمۂ قرآن	زیرک حسین امروہوی	500
ترجمۂ قرآن	اظہر علی کھجوی	500
ترجمۂ قرآن	محمد علی دہلوی	500
ترجمۂ قرآن	سید محمد ابراہیم	501
ترجمۂ قرآن	حیدر رضا	501
ترجمۂ قرآن	مجاور حسین رضوی	501
ترجمۂ قرآن	علی محمد	502
ترجمۂ قرآن	محمد احسن زیدی	502
ترجمۂ قرآن	محمد حسن رضوی امروہوی	502
ترجمۂ قرآن	بندہ حسین لکھنوی	503

ترجمۂ قرآن	شیخ محمد یوسف قادیانی	545
ترجمۂ قرآن	میر محمد اسحاق	546
ترجمۂ قرآن	شیر علی	546
ترجمۂ قرآن	مالک غلام فری	546
ترجمۂ قرآن	پادری عماد الدین	549
ترجمۂ قرآن	امریکن مشن	549
ترجمۂ قرآن	اٹھوڈیسٹ مشن	549
ترجمۂ قرآن	پادری احمد شاہ عیسائی	549
ترجمۂ قرآن	امام الدین مسیحی	549
ترجمۂ قرآن	چلکوری نارائن	551
ترجمۂ قرآن	محمد قاسم خاں	551
ترجمۂ قرآن	شیخ حمید اللہ شریف	552
ترجمۂ قرآن	رکن الدین	553
ترجمۂ قرآن	عبد الحق دربھنگوی	554
ترجمۂ قرآن	مجلس علماء	554
ترجمۂ قرآن	سید جعفر حسین	428
ترجمۂ قرآن	محمد محسن	427
ترجمۂ قرآن	ستیہ دیو ورما	555
ترجمۂ قرآن	نامعلوم	555
ترجمۂ قرآن	ایچ گنڈے راؤ	555
ترجمۂ قرآن	شیخ محمد یوسف قادیانی	555
ترجمۂ قرآن	میر گل حسن خاں	558
ترجمۂ قرآن	محمد خاں لغاری	558
ترجمۂ قرآن	سید قاسم رضا نسیم امروہوی	558

ترجمۂ قرآن	حاج غلام علی اسماعیل	558
ترجمۂ قرآن	محمد رحیم سکندری	588
ترجمۂ قرآن	ہدایت اللہ غلزئی	559
ترجمۂ قرآن	شمس الدین بخاری	559
ترجمۂ قرآن	صوفی میر محمد یعقوب	560
ترجمۂ قرآن	محمد یوسف عطار	560
ترجمۂ قرآن	داؤد شاہ	561
ترجمۂ قرآن	نامعلوم	562
ترجمۂ قرآن	ضیاء الدین بخاری	562
ترجمۂ قرآن	سید میر میرک اندرابی	562
ترجمۂ قرآن	حافظ عبدالرشید	563
ترجمۂ قرآن	محمد احمد مقبول سبحانی	562
ترجمۂ قرآن	صوفی محمد یعقوب چشتی	563
ترجمۂ قرآن	عزیز اللہ خطیب	563
ترجمۂ قرآن	شیخ محمد اصفہانی	564
ترجمۂ قرآن	نامعلوم	564
ترجمۂ قرآن	غلام محمد صادق راندیری	564
ترجمۂ قرآن	حاجی غلام علی	564
ترجمۂ قرآن	مایان کٹی	565
ترجمۂ قرآن	وکیم عبدالقادر	565
ترجمۂ قرآن	اواسری	565
ترجمۂ قرآن	کے عمر	565
ترجمۂ قرآن	سرل یم کویا کٹی	566
ترجمۂ قرآن	ایس، ایم، کرشنا راؤ	566

ترجمۂ قرآن	سی این احمد باقوی	566
ترجمۂ قرآن	آفتاب احمد رحمانی	566
ترجمۂ قرآن	گولڈ ساک	567
ترجمۂ قرآن	نعیم الدین وغلام سرور	567
ترجمۂ قرآن	عباس علی	567
ترجمۂ قرآن	غلام اکبر علی	567
ترجمۂ قرآن	مجلس علمائے بنگال	567
ترجمۂ قرآن	گریش چندر سین	567
ترجمۂ قرآن	مدھومیاں	567
ترجمۂ قرآن	ولایت حسین بیر بھومی	567
ترجمۂ قرآن	نامعلوم	569
ترجمۂ قرآن	مرزا کاظم علی	569
ترجمۂ قرآن (من موہن کی باتیں)	فضل الرحمان گنج مرادآبادی	569
ترجمۂ قرآن	محفوظ الرحمان نگرامی	571
ترجمۂ قرآن	عابد علی بلہوری	571
ترجمۂ قرآن	امام الدین رام نگری	571
ترجمۂ قرآن	اچاریہ ونوبا بھاوے	571
ترجمۂ قرآن	ستیہ دیو جی	571
ترجمۂ قرآن	احمد شاہ مسیحی	572
ترجمۂ قرآن	محمد فاروق خاں سلطان پوری	572
ترجمۂ قرآن	بشیر احمد فرنگی محلی	573
ترجمۂ قرآن	محمد یوسف قادیانی	573
ترجمۂ قرآن	برہمن پنڈت لیٹھ	573
ترجمۂ قرآن	عبدالحلیم خاں پٹیالوی	575

ترجمۂ قرآن	امام الدین مسیحی	575
ترجمۂ قرآن	سید جمال الدین اسلم	575
ترجمۂ قرآن	نواب عماد الملک	575
ترجمۂ قرآن	عبدالماجد دریا آبادی	575
ترجمۂ قرآن	مرزا ابوالفضل	575
ترجمۂ قرآن	مرزا حیرت	575
ترجمۂ قرآن	غلام سرور	575
ترجمۂ قرآن	عبداللہ یوسف	575
ترجمۂ قرآن	س،م،الف جعفری	575
ترجمۂ قرآن	علی احمد خاں جالندھری	576
ترجمۂ قرآن	شاہ فرید الحق	576
ترجمۂ قرآن	میر احمد علی	576
ترجمۂ قرآن	طارق عبدالرحمان	576
ترجمۂ قرآن	م،ح شاکر	576
ترجمۂ قرآن	محمد اکبر	576
ترجمۂ قرآن	محمد علی	576
ترجمۂ قرآن	پیر صلاح الدین	576
ترجمۂ قرآن	اطہر حسین	576
ترجمۂ قرآن	محمد حسن و سید احمد عثمانی	577
ترجمۂ قرآن	بشیر احمد محی الدین	577
ترجمۂ قرآن	خادم رحمان نوری	577
ترجمۂ قرآن	فریدہ خانم	577
ترجمۂ قرآن	عبدالرزاق کیرلا	577
ترجمۂ قرآن	جارج سیل	577

ترجمۂ قرآن	ریونڈ جے ایم راڈ	577
ترجمۂ قرآن	ای، ایچ پامر	577
ترجمۂ قرآن	ماماڈیوک پکتھال	577
ترجمۂ قرآن	سکندرروس	577
ترجمۂ قرآن	ٹی ایف مائکل	578
ترجمۂ قرآن	ماکولن	578
ترجمۂ قرآن	رابرٹ	578
ترجمۂ قرآن	الیگزنڈرراس	578
ترجمۂ قرآن	اے جے آربری	578
ترجمۂ قرآن	سید حسین بلگرای	578
ترجمۂ قرآن	باقرعلی خاں نجفی	578
ترجمۂ قرآن	عبدالرحیم قدوائی	578
ترجمۂ قرآن	دون ابراہام	580
ترجمۂ قرآن	سیواری	580
ترجمۂ قرآن	نتورسیو	580
ترجمۂ قرآن	لائش وابن داؤد	580
ترجمۂ قرآن	ڈورائر	580
ترجمۂ قرآن	اوبل	580
ترجمۂ قرآن	ایم سواری	581
ترجمۂ قرآن	رینو	581
ترجمۂ قرآن	گارسن وتاسی	581
ترجمۂ قرآن	کازیمری	581
ترجمۂ قرآن	آندری ڈیورائر	581
ترجمۂ قرآن	پوتیئے سے کازیمری	581

ترجمۂ قرآن	ایم کشمیرسکی	581
ترجمۂ قرآن	گیلان	582
ترجمۂ قرآن	جی پاتھر	582
ترجمۂ قرآن	فاطمہ زاہدہ	582
ترجمۂ قرآن	مرڈروس	582
ترجمۂ قرآن	ایڈورڈ مونیٹر	582
ترجمۂ قرآن	ریثرے بلاشیر	582
ترجمۂ قرآن	احمد تیجانی	582
ترجمۂ قرآن	قدریتونسی	582
ترجمۂ قرآن	رابرٹس کیٹی نس	583
ترجمۂ قرآن	روبرٹس، ہرمانس	583
ترجمۂ قرآن	لودوویکومراچیو	583
ترجمۂ قرآن	ڈومی نیکس	583
ترجمۂ قرآن	جے ایف فروائپ	583
ترجمۂ قرآن	جرمانوس	583
ترجمۂ قرآن	بلیانڈر	583
ترجمۂ قرآن	ماروس	584
ترجمۂ قرآن	مارٹن لوتھر	584
ترجمۂ قرآن	لینگی	584
ترجمۂ قرآن	ڈیوڈنارٹر	584
ترجمۂ قرآن	آرنلڈ	584
ترجمۂ قرآن	مگرلین	584
ترجمۂ قرآن	بولیس	584
ترجمۂ قرآن	روگرٹ	584

ترجمۂ قرآن	المان	585
ترجمۂ قرآن	ہیننگ	585
ترجمۂ قرآن	گریگول	585
ترجمۂ قرآن	کلامروٹ	585
ترجمۂ قرآن	گولڈاسمتھ	585
ترجمۂ قرآن	گریم	585
ترجمۂ قرآن	روڈی پاریٹ	585
ترجمۂ قرآن	احمدیہ انجمن	585
ترجمۂ قرآن	آندرے اری وابنی	585
ترجمۂ قرآن	اریفابین	586
ترجمۂ قرآن	کلزہ	586
ترجمۂ قرآن	بزیری	586
ترجمۂ قرآن	ویولانٹی	586
ترجمۂ قرآن	برانسی	586
ترجمۂ قرآن	فراقاسی	586
ترجمۂ قرآن	فروجو	586
ترجمۂ قرآن	بوتلی	586
ترجمۂ قرآن	ڈی جوزیگر برڈی روبلس	587
ترجمۂ قرآن	ڈی رولس	587
ترجمۂ قرآن	اورنٹر	587
ترجمۂ قرآن	مرگیونڈو	587
ترجمۂ قرآن	کاٹو	587
ترجمۂ قرآن	اندریس برادو	587
ترجمۂ قرآن	اینڈرس	587

ترجمۂ قرآن	ہرفن ڈز	587
ترجمۂ قرآن	شالوسن شوئیگر	587
87ترجمۂ قرآن	گلاشار	587
ترجمۂ قرآن	زولنس	587
ترجمۂ قرآن	کئی زر	588
ترجمۂ قرآن	محمد علی لاہوری	588
ترجمۂ قرآن	ہرمینس وانڈرہارٹ	588
ترجمۂ قرآن	پنٹاکی	588
ترجمۂ قرآن	ڈبلیو دونسلا	588
ترجمۂ قرآن	ٹوموفوسکولوف	588
ترجمۂ قرآن	پایوٹر دیسل	588
ترجمۂ قرآن	ڈیمٹریوس	588
ترجمۂ قرآن	فربکین	588
ترجمۂ قرآن	سوارے	589
ترجمۂ قرآن	کاسرسکی	589
ترجمۂ قرآن	گورڈی سیلوکوف	589
ترجمۂ قرآن	لاگ نیتی کراڈکورسکی	589
ترجمۂ قرآن	پیڈرسن	589
ترجمۂ قرآن	بہل	589
ترجمۂ قرآن	پوئی یکسعیہ	589
ترجمۂ قرآن	عبدالسلام مدین	589
ترجمۂ قرآن	جانامرزے تارک بزکچو	589
ترجمۂ قرآن	فریڈرک کروسنس ٹولپے	589
ترجمۂ قرآن	بوشکیو	590

ترجمۂ قرآن	جیکب زنکوک	590
ترجمۂ قرآن	کرسنوٹولپ	590
ترجمۂ قرآن	ٹوربنرگ	590
ترجمۂ قرآن	زنٹرشٹین	590
ترجمۂ قرآن	الکوراؤ	590
ترجمۂ قرآن	نامعلوم	590
ترجمۂ قرآن	بکاراویگو	590
ترجمۂ قرآن	جوزیڈرومیگاڈو	590
ترجمۂ قرآن	ہٹی	590
ترجمۂ قرآن	امری بزڈے	591
ترجمۂ قرآن	مکولوبیرانک	591
ترجمۂ قرآن	زیڈماسریجن	591
ترجمۂ قرآن	ا،م،ق	591
ترجمۂ قرآن	ابراہیم امیرچائر	591
ترجمۂ قرآن	سلومتروا کتادیئن ایسوپسیکل	591
ترجمۂ قرآن	امیرچنگیزی	591
ترجمۂ قرآن	لورنز	591
ترجمۂ قرآن	کوربی ٹین	591
ترجمۂ قرآن	ایسوپسیکل	591
ترجمۂ قرآن	زومایروگردین	592
ترجمۂ قرآن	گیروسین	592
ترجمۂ قرآن	ویزلی	592
ترجمۂ قرآن	نائیکی	592
ترجمۃ القرآن (مقبول ترجمہ)	مقبول احمد دہلوی	495

ترجمۂ قرآن بلا متن قرآن	محمد قلی خاں کانپوری	571
ترجمۂ قرآن مع مختصر خواشی	احمد بشیر رغلام محمد قریشی	572
ترجمۂ قرآن مع مختصر حواشی	احمد سلیمان بھائی	563
ترجمۂ قرآن مع مختصر حواشی	شمس الدین بزودوی	564
ترجمۂ قرآن مع مختصر تفسیر	غلام علی بھاؤنگری	497
ترجمۂ قرآن مع مختصر تفسیر	محمد عبدالباری	410
ترجمۂ قرآن مع تفسیر	خواجہ حسن نظامی	571
ترجمۂ قرآن مع تفسیر	عبدالغفور کرنولی	552
ترجمۂ قرآن مع تفسیر	انشاءاللہ	409
ترجمہ قرآن مع تفسیر	اسلامک پبلشنگ ہاؤس	566
ترجمہ قرآن مع تفسیر وحیدی	وحیدالزمان حیدرآبادی	408
ترجمۂ قرآن مع احسن التفاسیر	محمد احسن	409
ترجمۂ قرآن مع تفسیر طویل	مرزا بشیرالدین	545
ترجمۂ قرآن وتفسیری نوٹس	حمیداللہ حیدرآبادی	582
ترجمۂ قرآن حکیم	نورالدین قادیانی	545
ترجمۂ قرآن منظوم (مفہوم القرآن	کیف بھوپالی	443
ترجمۂ قرآن منظوم	شمیم الحسن	425
ترجمۂ قرآن منظوم	مرزا ابراہیم بیگ چغتائی	424
ترجمۂ قرآن منظوم	محمد محسن	427
ترجمۂ قرآن منظوم	جعفر حسین شاہ	424
ترجمۂ قرآن اور تفسیر منظوم	غلام محی الدین اویسی	409
ترجمۂ قرآن مع تفسیر ثنائی	ثناءاللہ امرتسری	409
ترجمۂ قرآن مع حواشی	فیروزالدین لاہوری	409
ترجمۂ قرآن مع حواشی	فرمان علی	496

ترجمۂ قرآن مع تفسیر ماجدی	عبدالماجد دریا آبادی	409
ترجمہ قرآن مع تفسیر رؤفی	شاہ رؤف احمد	409
ترجمۃ القرآن مع تفسیر مواہب الرحمان	سید امیر علی	407
ترجمۂ قرآن مع تفسیر حواشی	نذیر احمد دہلوی	407
ترجمۂ قرآن مع تفسیر تبیان القرآن	غلام وارث	410
ترجمۂ قرآن وتفسیر	محمد نور الدین قادری	564
ترجمہ کلام اللہ	شاہ رفیع الدین	398
ترجمہ مع تفسیر قادری	فخر الدین قادری	407
ترجمہ مع خلاصۃ التفاسیر	فتح محمد تائب لکھنوی	407
ترجمہ معارف القرآن	ڈاکٹر قاضی مبارک	554
ترجمہ وتشریح پارۂ عم	احسان اللہ عباسی	307
ترجمہ وتفسیر حسینی	عبداللہ وارث کوٹی	554
ترجمان القرآن	عبدالحق عباس	379
ترجمان القرآن	ذوالفقار احمد نقوی	503
ترجمان القرآن فی الطاف البیان	عبدالحمید باقوی	561
ترجمان القرآن	ابوالکلام آزاد	191
ترجمان القران بلطائف البیان	نواب صدیق حسن خاں	196
ترجمانی قرآن	نامعلوم	411
ترغیب القرآن	ظہیر الدین بلگرامی	196
الترقیم فی قصۃ اصحاب الکہف والرقیم	سر سید احمد خاں	308
تشریح اہل اللہ فی تفسیر ما اہل بہ لغیر اللہ	سید شاہ مصطفےٰ حیدر قادری	308
تشریح سورۂ فاتحہ	عبدالخبیر صادق پوری	308
تشریح القرآن	عبدالکریم پاریکھ	379
تشریح القرآن	محمد عثمان سلیم	196

تطمئن القلوب معروف بہ تحفہ محبوب	یعقوب حسن	307
تعلیق الحاوی علی تفسیر البیصاوی	شیخ عبدالحق دہلوی	465
تعلیقات تفسیر البیصاوی	شیخ عبداللہ دہلوی	465
تعلیقات تفسیر رضوی	سید آغا مہدی	465
تعلیقات تفسیر البیصاوی	عبدالحکیم لکھنوی	465
تعلیقات تفسیر البیصاوی	شیخ محمد طاہر عباسی الہ آبادی	465
تعلیقات تفسیر البیصاوی	حسن بن احمد عمری	466
تعلیقات تفسیر بیضاوی	مصلح الدین لاری	466
التعلیقات علی تفسیر القمی	طیب آقا جزائری	466
التعلیقات علی الجلالین	فیض الحسن سہارنپوری	466
تعلیم القرآن	محمد عبدالرحیم	309
تعلیم القرآن	غلام دستگیر رشید	309
تفریح الجنان فی تفسیر القرآن	عبدالقادر ہزاروی	197
التفسیرات الاحمدیہ فی بیان الآیات الشرعیة	ملا احمد جیون	449
تفسیرات احمدیہ	محمد نصیرالدین	451
تفسیر آثار حیدری	شریف حسین بھریلوی	504
تفسیر آیات الاحکام	شیخ عبدالعلی نگرامی	452
تفسیر آیات الاحکام	سید علی بن دیدار علی	452
تفسیر آیات الاحکام	شیخ ناصر عباسی الہ آبادی	452
تفسیر آیات الاحکام	سید انور علی	452
تفسیر آیات الاحکام	احمد حسن	452
تفسیر آیات الاحکام	بشیر حسین نجفی	505
تفسیر آیات اللہ	نور محمد	452
تفسیر آیات بعض الاحکام	قاضی بزدوی	453

تفسیر آیات فضائل	محمد تقی لکھنوی	506
تفسیر آیات قرآن	آل محمد امروہوی	504
تفسیر الآیات	سید اعجاز حسین	504
تفسیر آیات	سید دلدار حسین نقوی	504
تفسیر آیۃ التطہیر	ناصر حسین جونپوری	507
تفسیر آیۃ التطہیر	محمد باقر دہلوی	507
تفسیر آیۃ التطہیر	غلام حسین حیدر آبادی	508
تفسیر آیۃ التطہیر	مجتبیٰ حسن کامونپوری	508
تفسیر آیۃ التطہیر	سید محمد جعفر زیدی	509
تفسیر آیۃ التطہیر	سید محمد سعید	509
تفسیر آیت جمعہ	سید نجم الدین	309
تفسیر آیۃ الجمعہ	غلام حسین رام پوری	510
تفسیر آیات مشکلہ	شاہد حسین میثم نونہرہ	506
تفسیر آیات المواریث	شیخ محمد معین الدین	309
تفسیر آیت ولکم فی الحیاۃ قصاص	امین الدین عظیم آبادی	309
تفسیر آیات الاسریٰ	اشرف علی تھانوی	310
تفسیر آیۃ اینما تولوا فثم وجہ اللہ	غلام حسین کنتوری	510
تفسیر آیۃ صلوٰۃ الوسطیٰ	سید محمد تقی	511
تفسیر آیۃ کنتم خیر امۃ اُخرجت للناس	سید حسین	511
تفسیر آیۃ وسیجنبھا الاتقیٰ	محمد عباس لکھنوی	511
تفسیر آیۃ المعراج	محمد حسین لکھنوی	511
تفسیر آیۃ اکملت لکم دینکم	سید مرتضیٰ حسین	511
تفسیر آیۃ نجویٰ	شیخ محمد اسحاق	510
تفسیر آیۃ النور	غلام نقشبند لکھنوی	309

تفسیر آیۃ النور	شاہ رفیع الدین دہلوی	309
تفسیر آیۃ النور	محمد علی طبسی	510
تفسیر ابر رحمت	امیر الدین	310
تفسیر ابن عباس (ترجمہ)	محمد رمضان اکبر آبادی	197
تفسیر ابن عربی (ترجمہ)	عبد القیوم خاکی	197
تفسیر احسن القصص	حافظ برخوردار	432
تفسیر احسن القصص	سید علی محمد	511
تفسیر احمدی	احمد علی لاہوری	197
تفسیر احمدی	سید امیر حسن	197
تفسیر اسماعیلی	محمد اسماعیل شافعی	310
تفسیر اعجاز التنزیل	خلیفہ محمد حسین	197
تفسیر اکبری	ابو الفضل علامی	512
تفسیر اعوذ	رحمت حسین	310
تفسیر اللہ نور السموات والارض	علی الحق	310
تفسیر ام القرآن	محمد عبد اللہ نظامی	197
تفسیر ام الکتاب	احمد سعید خاں	311
تفسیر امینی	محمد امین الدین	197
تفسیر اوضح القرآن	میر محمد سعید قادری	198
تفسیر ایوبی	محمد ایوب دہلوی	198
تفسیر بسم اللہ	عبد الحلیم شرر	198
تفسیر بسم اللہ (مختصر البیان فی تسمیۃ القرآن)	قادر علی قادری	311
تفسیر البشریٰ للیاسین	عبد اللطیف بھوپالی	311
تفسیر بعض الآیات	علی بن سید انور	311
تفسیر بعض سورہائے قرآن مجید	نامعلوم	311

تفسیر بالحدیث	مرزا محمد امراؤ	198
تفسیر بے نظیر	حسین الوانی	198
تفسیر البیان فی مقاصد القرآن	سید ممتاز علی دیوبندی	249
تفسیر البیان بفصاحۃ القرآن	ابواحمد محمد عبداللہ	198
تفسیر البیان فی ترجمۃ القرآن	عبدالمجید دہلوی	311
تفسیر بیان السبحان	عبدالدائم جلالی	198
تفسیر تاتارخانی	امیر تاتارخاں	199
تفسیر ترجمان القرآن بلطائف البیان	ذوالفقار احمد بھوپالی	199
تفسیر تقریر القرآن	محمد طاہر قاسمی	312
تفسیر تنویر البیان	محمد حسین	312
تفسیر توضیح	نامعلوم	199
تفسیر پارۂ الم	غضنفر علی شیعی	425
تفسیر پارۂ عم	عبدالعلیم ساحل	200
تفسیر پارۂ عم	محمد رحیم الدین	312
تفسیر پارۂ عم	نامعلوم	312
تفسیر پارۂ عم	قاضی کبیر چاندپوری	313
تفسیر پارۂ عم	شمس اللہ قادری	313
تفسیر پارۂ عم	محمد عبدالرحیم	313
تفسیر پارۂ عم وسیقول	غلام جیلانی روہتکی	314
تفسیر پارۂ عم منظوم	نامعلوم	314
تفسیر پارۂ عم یتساءلون	نور محمد جھجھر	425
تفسیر پارۂ عم یتساءلون	خواجہ عبدالحئی فاروقی	313
تفسیر پنج سی پارہ	حافظ شجاع الدین	313
تفسیر ثنائی	عبداللہ بن بہادر	314
	ثناء اللہ امرتسری	200

تفسیر جاناں بیگم	عبدالرحیم خان خاناں	202
تفسیر الجزءالآخر	ابراہیم بن عبدالعلی آروی	314
تفسیر الجزءالآخر من القرآن	ابراہیم بن عبدالرحیم سندھی	314
تفسیر الجزءالآخر من القرآن	شیخ صوفی حمیدالدین ناگوری	314
تفسیر جزائے صبر تفسیر سورۂ دہر	رئیس احمد جارجوی	512
تفسیر جلالین (ترجمہ)	ابوذر سنبھلی	203
تفسیر جلالی	جلال الدین حسامی	203
تفسیر الجن والجان علی مافی القرآن	سرسید احمد خاں	314
تفسیر الجواہر الفرید فی سورۃ التوحید	شمس اللہ قادری	315
تفسیر جواہر الفضائل	سید حیدر حسین	513
تفسیر جواہر مع اردو ترجمہ	عبیدالرحمان عثمانی	314
تفسیر جہاں گیر	خواجہ حسن نظامی دہلوی	203
تفسیر جہاں گیری	شیخ نعمت اللہ فیروز پوری	203
تفسیر حبیبی	حبیب اللہ حیدرآبادی	204
تفسیر حبیبی	حبیب الرحمان	554
تفسیر الحسنات	سید محمد قادری	204
تفسیر حسنی	سید محمد حکیم حسنی رائے بریلی	204
تفسیر حسینی	شیخ یحییٰ بن محمود گجراتی	204
تفسیر حسینی	ملا حسین کاشفی	204
تفسیر حضرت شاہ	نصرت شاہ	315
تفسیر حضرت شاہی (معاملات الاسرار)	محمد حسین امروہوی	205
تفسیر حقانی	عبدالحق حقانی	205
تفسیر حل القرآن	حبیب احمد کیرانوی	206
تفسیر الحمید فی تفسیر القرآن المجید	عبدالقادر باقوی	561
تفسیر خدا کی نعمت (تفسیر مرادی)	مراداللہ انصاری	238

تفسیر خلاصہ	نامعلوم	207
تفسیر خلق الانسان علی مافی القرآن	سرسید احمد خاں	315
تفسیر خلیقی	سید فیض الحسن	207
تفسیر خلیلی	محمد ابراہیم آروی	207
تفسیر درس قرآن	محمد ظفیر الدین	207
تفسیر دعوۃ القرآن	شمس پیرزادہ	207
تفسیر دلپذیر منظوم سورۂ فاتحہ	محمد عباسی دلپذیر	432
تفسیر ذوالفقار خانی	عبدالباسط قنوجی	208
تفسیر ربانی	محمد حسین منشی	315
التفسیر الربانی (سورۂ بقرہ)	شیخ نورالدین گجراتی	315
تفسیر ربع سامانی	سید مخدوم اشرف	208
تفسیر ربانی	شیخ نورالدین احمد آبادی	425
تفسیر رحیمی	امیر اسماعیل خاں	208
تفسیر رضی	محمد رضی زنگی پوری	513
تفسیر رفیعی	شاہ رفیع الدین دہلوی	209
تفسیر رفیعی (تفسیر سورۃ البقرہ)	شاہ رفیع الدین دہلوی	209
تفسیر رفیعی	محمد عبدالرزاق	209
تفسیر روح الایمان	محمد فتح الدین انصاری	209
تفسیر روحی	اصغر علی	315
تفسیر رؤفی	شیخ رؤف احمد	209
تفسیر ریاض القدس	نظام الدین تھانیسری	315
تفسیر زبدۃ البیان	علماء الرحمان صدیقی	211
تفسیر ستاری	عبدالستار دہلوی	211
تفسیر سراج البیان	محمد حنیف ندوی	316
تفسیر سروری	سرور شاہ احمدی	546

تفسیر سعیدی	عبدالرحمان بخاری	211
تفسیر ثنا منظوم	خواجہ ثناءاللہ خراباتی	425
تفسیر السموٰت	سر سید احمد خاں	316
تفسیر سورۂ آل عمران	اشفاق علی	316
تفسیر سورۂ آل عمران	خواجہ عبدالحیٔ فاروقی	318
تفسیر سورۂ اعراف	شیخ غلام نقشبند لکھنوی	317
تفسیر سورۂ اخلاص	احمد سعید دہلوی	316
تفسیر سورۂ اخلاص	حمیدالدین فراہی	316
تفسیر سورۂ اخلاص	امیر ابوالمعالی	317
تفسیر سورۂ اخلاص	غلام نقش بند لکھنوی	317
تفسیر سورۂ اخلاص	غلام ربانی	317
تفسیر سورۂ اخلاص	سید ابوالمعالی	514
تفسیر سورۂ اخلاص	محمد علی حزین	515
تفسیر سورۂ اخلاص مع عربی متن	نامعلوم	317
تفسیر سورۂ اخلاص والفلق	محمد عبدالرحمٰن	317
تفسیر سورۂ اعراف	غلام نقشبند لکھنوی	317
تفسیر سورۃ الاعلیٰ	مشتاق احمد حنفی	317
تفسیر سورۂ انفال و سورۂ توبہ	خواجہ عبدالحیٔ فاروقی	318
تفسیر سورۃ البروج منظوم	عبدالحق	425
تفسیر سورۂ بلد	محمد ابراہیم رضا خاں بریلی	318
تفسیر سورۂ بقرہ	محمد نور بخش توکلی	318
تفسیر سورۂ بقرہ	شیخ نورالدین احمد آبادی	318
تفسیر سورۂ بقرہ	خواجہ عبدالحیٔ فاروقی	318
تفسیر سورۂ بقرہ	عبدالعزیز ہزاروی	318
تفسیر سورۂ بقرہ	عبدالحکیم صادق پوری	318

تفسیر سورۂ بقرہ	شیخ محمد اکرام	319
تفسیر سورۂ بنی اسرائیل	احمد سعید دہلی	319
تفسیر سورۃ التحریم	عبدالحمید فراہی	319
تفسیر سورۂ تحریم منظوم	محمد کریم آروری	425
تفسیر سورۃ الجاسیۃ	محمد ہاشم گیلانی	319
تفسیر سورۂ جمعہ منظوم	نامعلوم	426
تفسیر سورۂ جمعہ	حکیم نورالدین	546
تفسیر سورۂ حجرات	ابوبکر غزنوی	319
تفسیر سورۂ حجرات	خواجہ عبدالحیٔ فاروقی	319
تفسیر سورۂ حجرات	شبیر احمد عثمانی	319
تفسیر سورۃ الحمد	سید حسین	514
تفسیر سورۃ الحمد	شیخ عبدالعلی تہرانی	514
تفسیر سورۂ رحمٰن	شیخ غلام نقشبند لکھنوی	320
تفسیر سورۂ رحمٰن	محمد حیات القادری	320
تفسیر سورۂ رحمٰن	فیروزالدین ڈسکوی	320
تفسیر سورۂ رحمٰن	فیض الرحمان	320
تفسیر سورۂ رحمٰن منظوم	غلام کبریا فتح آبادی	431
تفسیر سورۂ شفا منظوم	ابوالحسن نانوتوی	425
تفسیر سورۃ الکوثر	شمس اللہ علوی دہلوی	327
تفسیر سورۃ الشعراء	نامعلوم	320
تفسر سورۂ عبس	حمیدالدین فراہی	320
تفسیر سورۃ العصر	سید محمد شاہ رام پوری	320
تفسیر سورۃ العصر	نامعلوم	320
تفسیر سورۃ العصر والفاتحہ	غلام احمد ربانی احمدی	546
تفسیر سورۂ فاتحہ (منظوم)	شاہ علی نعمت جعفری	426

تفسیر سورۂ فاتحہ منظوم	محمد قاسم نانوتوی	429
تفسیر سورۂ فاتحہ	سید شاہ برکت اللہ مارہروی	321
تفسیر سورۂ فاتحہ	عبدالغفار صادق پوری	321
تفسیر سورۂ فاتحہ	شیخ عبداللہ سیال کوٹی	325
تفسیر سورۂ فاتحہ	عبدالحکیم صادق پوری	321
تفسیر سورۂ فاتحہ	محمد عاشقین	321
تفسیر سورۂ فاتحہ	محمد عبدالکریم قلعہ داری	321
تفسیر سورۂ فاتحہ	محمد جوناگڑھی	321
تفسیر سورۂ فاتحہ	محی الدین احمد	322
تفسیر سورۂ فاتحہ	سید احمد، سید عبدالحئ	322
تفسیر سورۂ فاتحہ	عبدالستار دہلوی	322
تفسیر سورۂ فاتحہ	ابوسعد محمد اسماعیل	322
تفسیر سورۂ فاتحہ	دیدار علی شاہ پوری	322
تفسیر سورۂ فاتحہ	مرزا ابوالفضل	322
تفسیر سورۂ فاتحہ	محمد عالم آسی امرتسری	323
تفسیر سورۂ فاتحہ	اکرام الدین دہلوی	324
تفسیر سورۂ فاتحہ	عبدالخبیر صادق پوری	323
تفسیر سورۂ فاتحہ	لطف اللہ لکھنوی	323
تفسیر سورۂ فاتحہ	محمد نورالحق دہلوی	323
تفسیر سورۂ فاتحہ	محمد عاشق پھلتی	323
تفسیر سورۂ فاتحہ	میر محمد حسینی کالپوی	323
تفسیر سورۂ فاتحہ	محمد احمد جہانگیر خاں	324
تفسیر سورۂ فاتحہ	خواجہ عبدالحئ فاروقی	324
تفسیر سورۂ فاتحہ	اکرام الدین	324
تفسیر سورۂ فاتحہ	محمد اکرام الدین	327

تفسیر سورۂ فاتحہ	غلام ربانی	327
تفسیر سورۂ فاتحہ	عبدالرحمان عاجز	325
تفسیر سورۂ فاتحہ	نور بخش توکلی	325
تفسیر سورۂ فاتحہ	عبدالقدیر صدیقی	325
تفسیر سورۂ فاتحہ	عبداللہ سیالکوٹی	325
تفسیر سورۂ فاتحہ	حافظ محمد ابراہیم سیالکوٹی	326
تفسیر سورۂ فاتحہ	بہاءالدین زکریا ملتانی	326
تفسیر سورۂ فاتحۃ الکتاب	محمد یوسف جے پوری	325
تفسیر سورۂ فاتحہ و سورۂ اخلاص	خدا بخش خاں	326
تفسیر سورۂ فاتحہ تا سورۂ ناس	نورالدین خلیفہ اوّل	546
تفسیر سورۂ فتح	ابوبکر غزنوی	327
تفسیر سورۂ فجر منظوم	نامعلوم	429
تفسیر سورۃ الفجر	سید رجب علی	515
تفسیر سورۂ فیل منظوم	ابوالحسن نانوتوی	429
تفسیر سورۂ فیل منظوم	نامعلوم	429
تفسیر سورۂ ق	عین الحق پھلواروی	327
تفسیر سورۂ کافرون	عبدالغفار حسن	327
تفسیر سورۃ الکوثر	مرزا جان دہلوی	327
تفسیر سورۃ الکوثر	غلام نقشبند لکھنوی	327
تفسیر سورۂ کوثر	عبدالرزاق ملیح آبادی	327
تفسیر سورۂ کوثر فی فضائل خیر البشر	نادر حسین خالص	328
تفسیر سورۃ الکہف	سلطان حسن سنبھلی	328
تفسیر سورۃ الکہف	محمد ابراہیم میر سیالکوٹی	329
تفسیر سورۃ الکہف	محمد عبدالباری	329
تفسیر سورۂ لہب	حمید الدین فراہی	329

تفسیر سورۂ محمد	ابوبکر غزنوی	329
تفسیر سورۂ محمد	شیخ غلام نقشبند لکھنوی	329
تفسیر سورۂ محمد	حافظ کوئی	329
تفسیر سورۂ مریم	غلام نقشبند لکھنوی	329
تفسیر سورۂ مریم	نامعلوم	330
تفسیر سورۃ مریم تا والناس	نامعلوم	330
تفسیر سورۂ مزمل منظوم	فیض	429
تفسیر سورۂ مزمل و مدثر	بشیر احمد لدھیانوی	330
تفسیر سورۂ مزمل و سورۂ مدثر	شاہ ولی اللہ	330
تفسیر سورۂ معوذتین	محمد افضل خاں اصلاحی	330
تفسیر سورۃ الملک	شیخ غلام مرتضیٰ شاہجہان پوری	429
تفسیر سورۃ الملک	ابوالکلام آزاد	331
تفسیر سورۃ الملک	عبدالحکیم صادق پوری	331
تفسیر سورۂ نازعات (منظوم)	نامعلوم	431
تفسیر سورۃ النباء	غلام نقشبند بن عطا لکھنوی	331
تفسیر سورۂ نوح	خواجہ عبدالحئی فاروقی	331
تفسیر سورۂ والتین	ابوالکلام آزاد	331
تفسیر سورۂ والتین	سید ابراہیم رضوی	331
تفسیر سورۂ والضحیٰ	محمد حبیب اللہ نعمانی	331
تفسیر سورۂ والضحیٰ	معز الدین	431
تفسیر سورۂ والضحیٰ	محمد احسن پشاوری	331
تفسیر سورۂ والضحیٰ	قاضی احمد علی قادری	331
تفسیر سورۂ والضحیٰ	غلام محمد نائی	553
تفسیر سورۂ والضحیٰ	عبدالستار	559
تفسیر سورۂ والعصر	سید محمود	332

تفسیر سورۂ والعصر	عبدالقادر جان ہزاروی	332
تفسیر سورۂ والعصر	عبدالباری ندوی	332
تفسیر سورۂ والعصر (منظوم)	نامعلوم	432
تفسیر سورۂ نازعات	ابوالحسن نانوتوی	431
تفسیر سورۂ والنازعات وعم یتساءلون	نامعلوم	333
تفسیر سورۂ ویل للمطففین	سید اولاد حسن قنوجی	333
تفسیر سورۂ ہل اتی	سید علی محمد	515
تفسیر سورۂ ہل اتی	معزالدین اردستانی	516
تفسیر سورۂ یٰس	زاہد القادری	333
تفسیر سورۂ یٰس	عزیز حسن بقائی	333
تفسیر سورۂ یٰس	محمد یوسف	334
تفسیر سورۂ یٰس	محمد حبیب اللہ نعمانی	334
تفسیر سورۂ یٰس	سید ظہور احمد شاہجہاں پوری	334
تفسیر سورۂ یوسف	نامعلوم	432
تفسیر سورۂ یوسف	خواجہ عبدالحئی فاروقی	335
تفسیر سورۂ یوسف	شیخ صفدر علی فیض آبادی	335
تفسیر سورۂ یوسف	سید محمد بن ابوسعید	335
تفسیر سورۂ یوسف	شیخ غلام نقشبند لکھنوی	335
تفسیر سورۂ یوسف	راجہ امداد علی کنتوری	335
تفسیر سورۂ یوسف	صاحبزادہ علی عباس	335
تفسیر سورۂ یوسف	اشرف علی	336
تفسیر سورۂ یوسف منظوم	اشرف علی کاندھلوی	429
تفسیر سورۂ یوسف	سلطان قلی جونپوری	336
تفسیر سورۂ یوسف	میر سید محمد کالپوی	336
تفسیر سورۂ یوسف	عمر بن محمد سنای	326

تفسیر سورۂ یوسف	محمد احسن واعظ	336
تفسیر سورۂ یوسف	احمد سعید دہلوی	337
تفسیر سورۂ یوسف	قطب الدین وامام الدین	337
تفسیر سورۂ یوسف	نامعلوم	337
تفسیر سورۂ یوسف	صفدر علی بن حیدر علی	515
تفسیر سورۂ یوسف	علی اکبر لکھنوی	516
تفسیر سورۂ یوسف	سید محمد تقی	516
تفسیر سورۂ یوسف	سلامت علی دبیر لکھنوی	516
تفسیر سورۂ یوسف	مرزا ارجمند	516
تفسیر سورۂ یوسف	سید بہادر علی	517
تفسیر سورۂ یوسف	احمد یار خاں گجراتی	560
تفسیر سورۂ یوسف	محمد اظہر حنفی بھروی	560
تفسیر سورۂ یوسف (قصص القرآن)	ابوالکلام آزاد	334
تفسیر سورۂ یوسف منظوم	اشرف کاندھلوی	430
تفسیر سورۂ یوسف منظوم	راجہ امداد علی شیعی	430
تفسیر سورۂ یوسف منظوم	نامعلوم	431
تفسیر سورۂ یوسف منظوم	نامعلوم	431
تفسیر سورۂ یوسف منظوم	نامعلوم	431
تفسیر سورۂ یوسف منظوم	نامعلوم	431
تفسیر سورۂ یونس	احمد سعید دہلوی	337
تفسیر سورۂ یونس	مرتضیٰ زبیدی بلگرامی	337
تفسیر سورۂ یونس	زور آور الدین	337
تفسیر سیر النبی	معین الدین واعظ ہروی	211
تفسیر سید محمد رضوی	محمد بن جعفر بخاری	212
تفسیر شاہ سعید اللہ	میر سید سعید اندرابی	212

تفسیر شاہبہ	محبوب عالم گجراتی	212
تفسیر شاہی	شاہ نعمت اللہ بہاری	212
تفسیر شیرازی	حکیم فتح اللہ	517
تفسیر شریف لاہجی	بہاء الدین محمد لاہجی	516
تفسیر صغیر بطرز جلالین	عبداللہ قنوجی	212
تفسیر عبس	عنایت اللہ اثری	338
تفسیر عباسی	عبدالمقتدر بدایونی	213
تفسیر عثمانی	شبیر احمد عثمانی دیوبندی	213
تفسیر علی رضا	علی رضا اردکانی	517
تفسیر غریب	نجف علی جھجری	214
تفسیر غرائب القرآن	فتح محمد	338
تفسیر غرائب القرآن	محمود بن احمد	338
تفسیر غرائب القرآن	نظام نیشاپوری	213
تفسیر غنی	محمد عبدالغنی	338
تفسیر غوثی	غوثی حیدرآبادی	339
تفسیر فاتحۃ الکتاب	لطف اللہ بنگالی	339
تفسیر فاتحۃ الکتاب	احمد سعید دہلوی	339
تفسیر فاضل	محمد حسام الدین	215
تفسیر الفائدہ	عنایت اللہ اثری	339
تفسیر فتح محمدی	عیسیٰ بن قاسم سندھی	215
تفسیر فرقان حمید	محمد انشاء اللہ	215
تفسیر فریدی	محمد حسین صابری	216
تفسیر فیروزی	فیروز الدین ڈسکوی	240
تفسیر فیض القرآن	یعقوب الرحمان عثمانی	340
تفسیر فیض الکریم	محمد صبغۃ اللہ قاضی بدرالدولہ	216

تفسیر فیض الکریم	محمد غوث	217
تفسیر فوائد بہتیہ	سید بابا قادری	217
تفسیر قادری	غلام قادر	340
تفسیر قادری	فخر الدین لکھنوی	217
تفسیر قادری	محمد عمر الحسینی	204
تفسیر القرآن	عبد العزیز	340
تفسیر القرآن	ملا شاہ محمد بدخشی	340
تفسیر القرآن	سید شاہ محمد قادری	341
تفسیر القرآن	محمد نور الحق علوی	341
تفسیر القرآن	محمد سعید	341
تفسیر القرآن	محمد ہاشم سندھی	217
تفسیر القرآن	حکیم محمد شریف خان	217
تفسیر القرآن	قاضی محمد معظم نابھوی	218
تفسیر القرآن	سید محمد اشرفی جیلانی	218
تفسیر القرآن	عبد المجید باجوڑی	218
تفسیر القرآن	سید نور الحق منعم	218
تفسیر القرآن	عبد المقتدر بدایونی	218
تفسیر القرآن	حاجی عبد الوہاب بخاری	218
تفسیر القرآن مع ترجمہ	محمد صادق نظامی	244
تفسیر القرآن	میر کلاں محدث اکبر آبادی	224
تفسیر القرآن	شیخ محب اللہ الہ آبادی	225
تفسیر القرآن	شیخ محمد بن یوسف دہلوی	225
تفسیر القرآن	شیخ نعمت اللہ نارنولی	225
تفسیر القرآن	محمد سعید اسلمی مدراسی	225
تفسیر القرآن	محمد سعید شبلی	225

تفسیر القرآن	قاضی سید نور الحق منعم خاں	226
تفسیر القرآن	محبوب عالم گجراتی	226
تفسیر القرآن	احمد حسن فاضل کانپوری	226
تفسیر القرآن	حسن بن احمد عمری	227
تفسیر القرآن	سلامت اللہ اعظمی	227
تفسیر القرآن	نامعلوم (عہد عالمگیری)	227
تفسیر القرآن	فتح اللہ شیرازی	227
تفسیر القرآن	شاہ اہل اللہ دہلوی	227
تفسیر القرآن	شاہ ولی اللہ شاعر دہلوی	227
تفسیر القرآن	عبد الحق فاروقی	228
تفسیر القرآن	شائق احمد بھاگلپوری	228
تفسیر القرآن	شیخ یعقوب بن حسن صرفی	228
تفسیر القرآن	زاہد القادری	229
تفسیر القرآن	سید ناصر الدین محمود دہلوی	229
تفسیر القرآن	عبد الواجد سنبھلی	230
تفسیر القرآن	محمد اشرف لکھنوی	230
تفسیر القرآن	حسن بن محمد نیشاپوری	230
تفسیر القرآن	ملا خیر محمد پشاوری	230
تفسیر القرآن	محمد وارث رسول نما بنارسی	231
تفسیر القرآن	نامعلوم	224
تفسیر القرآن	انتظام اللہ شہابی	231
تفسیر القرآن	محمد انشاء اللہ	231
تفسیر القرآن	فیروز الدین روحی	232
تفسیر القرآن	شاہ مراد رسول	232
تفسیر القرآن	سید نجف علی	521

تفسیر القرآن	محمد رضا لاہرپوری	518
تفسیر القرآن	اولاد حیدر فوق بلگرامی	518
تفسیر القرآن	مرتضیٰ حسین لکھنوی	518
تفسیر القرآن	مرزا محمد علی خاں عالی	519
تفسیر القرآن	علی رضا تجلی	519
تفسیر القرآن	بادشاہ حسین	520
تفسیر القرآن	عبد العلی ہروی	520
تفسیر القرآن	وزیر علی	521
تفسیر القرآن	مرزا محمد اخباری	521
تفسیر القرآن	سید ظفر امروہوی	522
تفسیر القرآن	ولی الحسن رضوی	522
تفسیر القرآن	افتخار حسین	522
تفسیر القرآن	حیدر حسین نکہت	522
تفسیر القرآن	علی محمد نقوی	524
تفسیر القرآن	محمد احمد سونی پتی	525
تفسیر القرآن	علی حیدر کھجوی	525
تفسیر القرآن	شیخ عبد الاحد	525
تفسیر القرآن	ابوالحسن ٹھٹھوی	557
تفسیر القرآن	رؤف احمد رام پوری	573
تفسیر قرآن مجید	دین محمد میاں جان	573
تفسیر قرآن مع ترجمہ	محمد صادق نظامی	243
تفسیر القرآن لتخریج الفرقان	محمد سلیم	230
تفسیر القرآن الکریم	قاضی نور الحق رام پوری	230
تفسیر القرآن الکریم	ظہور علی	230
تفسیر القرآن ھو الھدیٰ والفرقان	سر سید احمد خاں	219

تفسیر القرآن بالقرآن	محمد عبدالحکیم خاں	221
تفسیر القرآن بالقرآن	سید سلیمان ندوی	222
تفسیر القرآن بآیات القرآن	اقبال حاتم	223
تفسیر قرآن بطرز جلالین	شیخ محمد بن جعفر گجراتی	218
تفسیر القرآن بکلام الرحمان	ثناء اللہ امرتسری	223
تفسیر قرآن موسوم بہ حسن بیان	غلام حسین نیازی	547
تفسیر القرآن مع ترجمہ فرقان حمید	انشاء اللہ خاں	467
تفسیر القرآن منظوم	شائق احمد بھاگلپوری	432
تفسیر قرآن مجید منظوم	بہاء الدین باجن	432
تفسیر القرآن منظوم	محبوب گگے زئی	432
تفسیر قرآن اردو منظوم	قاضی عبدالسلام بدایونی	433
تفسیر کبیر	بشیر الدین محمود	547
تفسیر الکل بتفسیر الفاتحہ وار بع قل	نواب صدیق حسن	341
تفسیر کلام ربانی منظوم	عبداللطیف اکبرآبادی	341
تفسیر کلام علام الغیوب	عبدالعزیز	342
تفسیر کلام الرحمان	غلام محمد	342
تفسیر کوثر	پیر پگاڑو	557
تفسیر کوکب دری	جمال احمد خاں	232
تفسیر لطیفی	محی الدین سید عبداللطیف ذوقی	232
تفسیر لوامع البیان	محمد اشرف علی شمسی	232
تفسیر لوامع البیان	محمد سعادت اللہ خاں	232
تفسیر ماجدی	عبدالماجد دریا آبادی	232
تفسیر المتقین	سید امداد حسین	525
تفسیر مجمع البحار	شیخ طاہر سندھی	235
تفسیر محمدی	شیخ حسن محمد گجراتی	235

تفسیر محمدی	حافظ محمد لکھنوی	237
تفسیر محمدی	شیخ فتح محمد حسینی	237
تفسیر محمدی	محمد بن عاشق چریا کوٹی	237
تفسیر محمدی	محمد دہلوی	237
تفسیر محمدی منظوم	محمد بن بارک اللہ	433
تفسیر مختصر	شیخ جمال الدین گجراتی	237
تفسیر مختصر کلام اللہ	نور الدین احمد آبادی	238
تفسیر مدارک التنزیل (ترجمہ)	سید محمد انظر شاہ	235
تفسیر مرادی	شاہ مراد اللہ	238
تفسیر مرتضوی	شیخ زین الدین شیرازی	239
تفسیر مرتضوی	شیخ مرتضیٰ بن احمد بخاری	239
تفسیر مرتضوی (منظوم)	شاہ غلام مرتضیٰ الہ آبادی	433
تفسیر مصطفوی	سید محمد حکم	239
تفسیر مصطفوی	غلام مصطفیٰ	239
تفسیر مطابق روایات ائمہ	مقبول احمد دہلوی	527
تفسیر مطالب الفرقان	غلام محمد خاں واصف	467
تفسیر مظہر البیان	مظہر علی سیوانی	239
تفسیر مظہر القرآن	محمد مظہر اللہ دہلوی	240
تفسیر مظہر العجائب منظوم	نامعلوم	430
تفسیر مظہری	قاضی ثناء اللہ پانی پتی	240
تفسیر معارف القرآن	حفاظت حسین	526
تفسیر معارف القرآن	محمد شفیع	243
تفسیر معالم القرآن	محمد علی صدیقی کاندھلوی	243
تفسیر معینی	سید رفیع اللہ صفوی	244
تفسیر مقبول	سید حاجی عبداللہ	242

تفسیر ملا شاہ	ملا شاہ	244
تفسیر ملتقط	شیخ محمد بن یوسف حسینی گیسودراز	244
تفسیر مواہب الرحمان	سید امیر علی	244
تفسیر المواہب	شیخ محمد صالح خیرآبادی	246
تفسیر منہاج القرآن	مصطفٰے حسین انصاری	527
تفسیر منہج البیان	سید بن حسن رضوی	526
تفسیر منہج السداد	راجہ امداد علی	526
تفسیر منظوم	سید محمد نور بخش	434
تفسیر منظوم	شاہ غلام محی الدین	434
تفسیر میزان الایمان	مرزا یوسف حسین	342
تفسیر نبوی	نبی بخش حلوائی	434
تفسیر نظامی	نظام الدین تھانیسری	246
تفسیر نعیمی (اشرف التفاسیر)	احمد یار خاں گجراتی	246
تفسیر نعمانی	محمد حبیب اللہ	342
تفسیر نکہت	سید حیدر حسین نکہت	528
تفسیر نور پارۂ عم	غلام مرتضٰی جنون الہ آبادی	435
التفسیر النورانی للسبع المثانی (منظوم)	شیخ نورالدین احمد آبادی	435
تفسیر نورانی	نامعلوم	343
تفسیر نور النبی	شیخ حسین بن خالد ناگوری	247
تفسیر نور بخشیہ	شیخ سید اشرف جہانگیر سمنانی	348
تفسیر واضح البیان فی تفسیر ام القرآن	میر محمد ابراہیم	343
تفسیر واضح البیان	عبدالماجد دہلوی	248
تفسیر وجیز	شاہ عبدالحکیم	343
تفسیر وحیدی	وحیدالزماں خاں لکھنوی	248
تفسیر وحیدی	وحیدالزماں شاہجہاں پوری	249

تفسیر ودودی	فضل ودود	553
تفسیر وہابی	عبدالصمد بن نواب شکوہ الملک	249
تفسیر ہاشمی	مخدوم ہاشم ٹھٹھوی	557
تفسیر ہدایت القرآن	سعید احمد پالن پوری	343
تفسیر یاوری	یاور حسین عمری	343
تفسیر یسیر (منظوم)	عبدالغفور جالندھری	436
تفسیر یسیر	مراد علی	553
تفسیر یعقوب صرفی (مطلب الطالبین الکریم)	شیخ یعقوب صرفی کشمیری	287
تفسیری حواشی قرآن مجید	مرزا محمد امراؤ	411
تفصیل البیان فی مقاصد القرآن	ممتاز علی	249
تفہیم القرآن	سید ابوالاعلیٰ مودودی	250
تقبیح الشعراء الغاوین	جماعت علماء	343
تقریب الافہام فی تفسیر آیات الاحکام	محمد قلی شیعی	449
تقریب القرآن	عبدالوہاب خاں رام پوری	252
التقریر الحاوی فی حل تفسیر البیضاوی	سید فخر الدین	467
تقریر القرآن	محمد طاہر قاسمی	252
التقویم فی تفسیر اھدنا الصراط المستقیم	میاں محمد علی شیر	343
تکملہ تفسیر عزیزی	سید علی عزیزی	252
تکملہ تفسیر ترجمان القرآن	ذوالفقار احمد	344
تکملہ لوامع التنزیل	سید علی الحائری	528
التکمیل	حکیم مرتضیٰ حسین	529
تلخیص البیان	ظفر احمد تھانوی	253
تنقیح البیان	سید ناصر الدین دہلوی	253
تنویر الایمان	عثمان نورنگ	558
تنویر البیان	عبدالمقتدر دہلوی	253

تنویر البیان فی تفسیر القرآن	محمد حسین لکھنوی	253
تنویر البیان فی تفسیر القرآن	محمد حسین عرف علّن	529
تنویر البیان	راحت حسین کاتب الہ آبادی	253
تنویر القرآن	اعجاز ولی خاں	411
تنویر المقیاس فی تفسیر ابن عباس	مجد الدین شافعی	253
تنویر المقیاس علی تفسیر ابن عباس	عبد الرحمان کاندھلوی	467
توضیح مجید	سید علی بن دلدار علی	529
توضیح الفرقان	محمد سلیمان فاروقی	253
توضیح القرآن	محمد تقی عثمانی	411
توضیح القرآن	سید مجاور حسین رضوی	530
تیسیر البیان فی ترجمۃ القرآن	محمد عبد المجید دہلوی	390
تیسیر البیان فی ترجمۃ القرآن	نامعلوم	390
تیسیر التفسیر	محمد ہاشم حسینی	344
تیسیر الرحمان لبیان القرآن	محمد لقمان سلفی	254
تیسیر القرآن	عبد الوحید فتح پوری	254
تیسیر القرآن	عبد الرحمان کیلانی	254
تیسیر القرآن وتسہیل الفرقان	محمد سلیم بن مستور علی	255
تیسیر الکلام لرکوع الصیام	محمد ہدایت اللہ	453
	(ث)	
ثواقب التنزیل فی انارۃ التاویل	علی اصغر قنوجی	255
	(ج)	
جامع البیان	ظہور الباری اعظمی	256
جامع البیان فی تفسیر القرآن	سید معین الدین	260
جامع التفاسیر	قطب الدین خاں دہلوی	260
جامع التفاسیر	محمد بدیع الزماں	257

الجداول النورانیۃ	سید ناصر النجمی	547
الجمال والکمال	قاضی محمد سلیمان منصور پوری	344
جمالین ترجمہ جلالین	حکیم مظفر احمد بدایونی	467
جمالین حاشیہ تفسیر جلالین	میر کلاں محدث اکبر آبادی	467
جواہر الایقان فی توضیح کنز الایمان	محمد حشمت علی پیلی بھیتی	345
جواہر البیان	محمد ارشاد الٰہی	257
جواہر التفسیر	عبد الرحمان رحمانی	257
جواہر التفسیر	عبد الحئی قادری	436
جواہر التفاسیر	عبد الحکیم	257
جواہر التفاسیر	عبد الحکیم لکھنوی	345
جواہر التفاسیر	محب اللہ فرنگی محلی	257
جواہر التفاسیر لتحفۃ الامیر	ملا حسین واعظ کاشفی	257
جواہر التنزیل	محمد ریاست علی	346
جواہر الصمدیہ	عبد الصمد دہلوی	413
جواہر العلوم	عبد الرحیم	346
جواہر القرآن فی بیان معانی القرآن	شیخ ابو بکر اسحاق ملتانی	257
جواہر القرآن	آغا رفیق بلند شہری	258
جواہر القرآن	محمد رکانہ	258
جواہر القرآن	غلام اللہ راولپنڈی	258
جواہر القرآن	نامعلوم	258
جواہر القرآن	قدرت اللہ رضوی	346
جواہر المعانی تفسیر سبع المثانی	محمد لطیف	347

(چ)

چراغ ابدی	عزیز اللہ ہمرنگ	436

(ح)

حاشیہ انوار التنزیل	شیخ محمد بن عبد الرحیم جونپوری	468
حاشیہ انوار التنزیل	سید صبغۃ اللہ	468
حاشیۃ البیضاوی	طاہر بن رضی الدین	468
حاشیۃ البیضاوی	ملا عبد الحکیم سیالکوٹی	469
حاشیۃ البیضاوی	شیخ یعقوب لاہوری	469
حاشیۃ البیضاوی	شیخ عثمان برہانپوری	470
حاشیۃ البیضاوی	شرف الدین اعظمی	470
حاشیۃ البیضاوی	عبد الحکیم بن عبد الرب	470
حاشیۃ البیضاوی	شاہ احمد رضا خاں قادری	470
حاشیۃ البیضاوی	سید محمد طیب مارہروی	472
حاشیۃ البیضاوی	شیخ حسن چشتی گجراتی	472
حاشیۃ البیضاوی	شیخ نور الدین گجراتی	472
حاشیۃ البیضاوی	پیر محمد ہاشم استاذ اورنگ زیب	472
حاشیۃ البیضاوی	یعقوب بنیادی عباسی	472
حاشیۃ البیضاوی	نور اللہ شوستری	472
حاشیۃ البیضاوی	شریف الدین شوستری	473
حاشیۃ البیضاوی	حسین بن شہاب الدین عاملی	473
حاشیۃ البیضاوی	علاء الدین شوستری	474
حاشیۃ البیضاوی	شیخ شمس الدین شطاری	474
حاشیۃ البیضاوی	شیخ وجیہ الدین گجراتی	474
حاشیۃ البیضاوی	سید جار اللہ الہ آبادی	475
حاشیۃ البیضاوی	امان اللہ بن نور اللہ بنارسی	475
حاشیۃ البیضاوی	شرف الدین منیری	475
حاشیۃ البیضاوی	عبد السلام لاہوری	475
حاشیۃ البیضاوی	ملا عبد السلام دیوی	476

حاشیۃ البیضا ی	محمد یوسف حنفی	476
حاشیۃ البیضاوی	ابوالفضل گازرونی	476
حاشیۃ البیضاوی	عبدالرحمان امروہوی	476
حاشیۃ البیضاوی	شیخ جمال الدین گجراتی	476
حاشیۃ البیضاوی	محمد احمد اکبرآبادی	476
حاشیۃ البیضاوی	فیض الحسن سہارنپوری	477
حاشیہ تفسیر احمدی	شیخ مصطفےٰ رضا قادری	477
حاشیہ تفسیر حسینی	شیخ جمال الدین گجراتی	477
حاشیہ تفسیر خازن	شاہ احمد رضا قادری	477
حاشیہ تفسیر محمدی	شیخ جمال الدین گجراتی	477
حاشیہ تفسیر مہائمی	وجیہ الدین گجراتی	477
حاشیہ جامع البیان	سید محمد غزنوی	477
حاشیہ جلالین	شائستہ گل	477
حاشیہ جلالین	شاہ وصی احمد سورتی	477
حاشیہ الدر المنثور	شاہ احمد رضا قادری	478
حاشیۂ قرآن	ذاکر حسین بارہوی	478
حاشیۂ قرآن بنام حدیث وتفاسیر	عبدالقہار دہلوی	413
حاشیۃ الکشاف	محمد یوسف حسنی	478
حاشیۃ الکشاف	ابوالحسن تاناشاہ	478
حاشیہ عنات القاضی	شاہ احمد رضا قادری	479
حاشیۃ المدارک	شیخ جمال الدین گجراتی	479
حاشیہ مدارک التنزیل	وصی احمد سورتی	480
حاشیہ مدارک التنزیل	شائستہ گل	480
حاشیہ معالم التنزیل	شاہ احمد رضا خاں قادری	530
حب شغف یا فیض غیب	عبدالاحد الہ آبادی	260

حبیب التفاسیر	محمد حبیب اللہ	347
حبیب الحقائق فی تفسیر الدقائق	حبیب اللہ دکنی	260
حدیث التفاسیر	عبدالستار دہلوی	260
حدائق الحقائق فی کشف الاسرار الدقائق	ملا مبین الدین	347
حمائل شریف	نذیر احمد	390
حمائل التفاسیر (تفسیر القرآن بالقرآن)	عبدالحکیم خاں پٹیالوی	260
حل القرآن	حبیب احمد کیرانوی	260
حواشی ترجمہ قرآن	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	480
حواشی التفسیریہ	محمد عباس	480
	(خ)	
خزائن العرفان	سید محمد نعیم الدین مرادآبادی	260
خزینۃ المعارف	غلام احمد قادیانی	547
خلاصۃ التفاسیر	محمد خلیل خاں برکاتی	262
خلاصۃ التفاسیر	فتح محمد تائب لکھنوی	262
خلاصۃ التفاسیر	محمد علی شیعی	262
خلاصۃ التفاسیر	محمد حسین	530
خلاصۃ التفاسیر	محمد ہارون زنگی پوری	530
خلاصہ تفسیر مدارک	طاہر بن یوسف سندھی	480
خلاصہ تفسیر القرآن منظوم	عبدالقادر عبداللہ خاں	437
خلاصۂ تفسیر عزیزی	بہادر علی دہلوی	262
خلاصۂ جواہر القرآن	شیخ ابوبکر بن تاج ملتانی	262
خلق الانسان علی مافی القرآن	سرسید احمد خاں	348
	(د)	
درس قرآن	شیخ فضل الرحمان گنج مرادآبادی	262
درس قرآن	محمد ظفیر الدین مفتاحی	262

درس قرآن	احتشام الحق	348
درس قرآن	غلام محمد قادیانی	547
درس قرآن کریم	محمد رضی	531
الدر المکنون فی تفسیر الماعون	عبد الصارم	348
الدر النظیم فی ترتیب الآی وسور القرآن الکریم	شیخ محمد منور لاہوری	262
دستور الارتقاء	عبد اللطیف افغانی	348
دستور انقلاب	عبید اللہ سندھی	348
دستور المفسرین	عماد الدین محمد عارف	348
دعوۃ القرآن	شمس پیرزادہ	413
دیوا قرآن	جماعت علما (کنڑ)	556
	(ذ)	
ذخیرۂ عقبیٰ سورۃ الانشراح	محمد عبد القادر	349
ذیل تفسیر فتح العزیز	حیدر علی فیض آبادی	349
ذریعۃ المغفرت	سید ذاکر علی جونپوری	531
ذریعۃ النجات	محمد ہاشم	264
ذیل البیان فی تفسیر القرآن	سید آغا حسن	532
ذیل تفسیر فتح العزیز	حیدر علی فیض آبادی	359
	(ر)	
راز معرفت	لطیف اللہ سندھی	255
راہ ورسم منزلہا	محمد عبد اللہ	349
رحمت خاص تفسیر سورۂ اخلاص	محمد حسین خاں فقیر	437
رحمت الرحمن فی تفسیر القرآن	محمد سعید شبلی	264
رسالہ در بیان آیات قرآنیہ	نامعلوم	543
الرسالۃ العلویۃ	شیخ وجیہ الدین علوی	264
الرسالہ فی التفسیر	محمد الکریمی	359

رسالہ درآیہ الجمعہ	غلام حسین رام پوری	359
رفیق المسلمین	نواب زدرآورالدین	359
روح الایمان فی تشریح آیات القرآن	محمد فتح الدین ازہر انصاری	264
روح القدس	نصیر شاہ رفیع اللہ	351
روائح القرآن فی فضائل امناء الرحمان	محمد عباس شوستری	532
روح الایمان فی تشریح آیات القرآن	محمد فتح الدین ازبر	350
روح القرآن	عبدالسلام قدوائی	350
روح المعانی تفسیر سورۂ فاتحہ	زاہد القادری	351
روضات الجنان	غلام غوث	351
ریاض الحسنات	محمد ابراہیم میر سیالکوٹی	351
ریاض دلکشا منظوم	نامعلوم	437
	(ز)	
زاد الآخرت منظوم	قاضی عبدالسلام بدایونی	438
زبدۃ البیان فی اذکار محبوب کنعان	عطاء الرحمان صدیقی	351
زبدۃ البیان فی تفسیر القرآن	کریم اللہ بن لطف اللہ دہلوی	265
زبدۃ التفاسیر	شیخ معین الدین کشمیری	256
زبدۃ التفاسیر	شیخ جان محمد لاہوری	265
زبدہ التفاسیر	ملا فتح اللہ کاشانی	266
زبدہ التفاسیر للقدماء المشاہیر	شیخ الاسلام بن عبدالوہاب گجراتی	266
زلالین شرح جلالین	ریاست علی شاہجہاں پوری	480
زہراوین	شاہ ولی اللہ	266
زہراوین	ملا حسین واعظ	266
زیب التفاسیر	صفی الدین اردبیلی	266
	(س)	
سبق الغایات فی نسق الآیات	اشرف علی تھانوی	269

سبیل الرسوخ فی علم الناسخ والمنسوخ منظوم	عبدالکریم ٹونکی	438
سحر البیان منظوم	اثر زبیری	438
سر اکبر تفسیر سورۃ الفجر	رجب علی شاہ	533
سراج المبین تفسیر سورۂ یٰس	ظہور احمد وحشی	352
سعادت ازہری	نامعلوم	533
سلسلۃ المرجان	غلام محمد غوث حنفی	352
سلطان التفاسیر	سلطان محمد خاں	352
سواطع الالہام	ابوالفیض فیضی ناگوری	266
سورۂ فاتحہ	الطاف احمد اعظمی	352
سید التفاسیر (تفسیر اشرفی)	سید محمد مدنی میاں	266
	(ش)	
شجرۃ الطور	محمد علی بن ابی طالب	352
شرح آیات قرآن	محمد خلیل خاں برکاتی	352
شرح البیضاوی	شیخ عبداللہ دہلوی	481
شرح البیضاوی (المتن الکافی)	مختار احمد اختر فیضی	481
شرح تفسیر بیضاوی	سید طیب بن عبدالواحد بلگرامی	481
شرح تفسیر بیضاوی	مبین الدین امروہوی	481
شرح الصدر تفسیر سورۃ القدر	فقیر حسین	353
شرح الصدور تفسیر آیت نور	شیخ عبدالحق دہلوی	553
شرح القرآن معینی	خواجہ معین الدین کشمیری	270
شئون المنزلات	شیخ علی متقی برہان پوری	271
	(ص)	
صالحین	نواب محمد علی خاں	533
صحیفۂ سلطانیہ	نواب واجد علی	353

	(ض)	
ضیاءالقرآن	سید زیرک حسین	534
	(ظ)	
ظل ممدود	محمد ابراہیم	534
	(ع)	
عام فہم تفسیر	خواجہ حسن نظامی	271
عبرۃ الناظرین	نامعلوم	534
عجائب التفسیر	سید حیدر علی	534
عرائس البیان	شیخ بدرالدین سرہندی	271
عرفان القرآن	سلطان حسن سنبھلی	353
عزیز البیان فی تفسیر القرآن	فضل الرحمان	271
عزیز البیان فی تفسیر القرآن	محمد عبدالعزیز	271
علم القرآن	سید قاسم محمود	414
عمدۃ البیان	عمار علی سونی پتی	535
عمدۃ الکلام	کرم حسین حنفی	354
عین الیقین	صوفی عبدالوہاب	354
	(غ)	
غالیۃ المبہر فی تفسیر سورۂ دہر	محمد عباس شوستری	535
غایۃ البرہان فی تاویل القرآن	سید محمد حسن امروہوی	271
غرائب الرحمان	محمد سعید احمد مدراسی	271
غرائب القرآن ورغائب الفرقان	نظام اعرج نیشاپوری	274
غرائب القرآن	ڈپٹی نذیر احمد	415
غریب القرآن	سید نجف علی خاں	535
غلبۂ روم	ظفر علی خاں	354
	(ف)	
فاتحۃ العلوم	محمد انشاءاللہ	354

فاتحۃ الحکیم	حکیم عبدالحکیم	354
فتح البیان فی مقاصد القرآن	نواب صدیق حسن قنوجی	274
فتح الرحمان بترجمۃ القرآن	شاہ ولی اللہ دہلوی	390
فتح العزیز	شاہ عبدالعزیز دہلوی	274
الفتح القدسی فی تفسیر آیۃ الکرسی	ابوبکر محی الدین	354
فتح محمدی	عیسیٰ بن قاسم سندھی	278
فتح المقتدر تفسیر سورۃ المدثر	نورالحق علوی	355
فرقان جاوید منظوم	عبدالعزیز خالد جالندھری	439
الفرقان فی معارف القرآن	خواجہ عبدالحئی فاروقی	278
فصل الخطاب فی فضل الکتاب	حمیداللہ میرٹھی	415
فضائل بسم اللہ مع تفسیر قل ھواللہ	عبدالغنی شاہ	355
فوائد ستاریہ	عبدالستار دہلوی	481
الفوز العظیم	محمد عبدالجلیل نعمانی	355
فیض الرحمان	یعقوب الرحمان	355
الفیضان العظیم	مفتی غلام سرور	356
فیوض القرآن	سید حامد حسن بلگرامی	279
فیوض الرحمان	فیض احمد ادریسی	356
فیوضات حیدریہ	حیدر علی فیض آبادی	279
	(ق)	
قانون قدرت	زوار حسین	536
قرآن منظوم مع فرہنگ و تفسیر	محمد سمیع اللہ	440
قرآن پاک کی ایک قدیم تفسیر	محمود شیرانی	280
قرآن عظیم (پارۂ اول)	محمد عتیق فرنگی محلی	356
قران القرآن بالبیان	شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی	280
القرآن المبین مع ترجمہ تفسیر المتقین	امداد حسین کاظمی	536

قرآن مجید کا اردو ترجمہ و تفسیر	عبدالصمد بن عبدالوہاب	415
قرآن، مجید مع اردو ترجمہ و تفسیر	تحریک تبلیغ قرآن	415
قرآن مجید مترجم ومحشیٰ بحشیہ جدید	احمد علی	416
قرآن مجید مترجم ومحشیٰ تفسیر رحمانی	سکندر علی خاں	417
قرآن مجید مترجم مع حاشیہ	ظہیر الدین بلگرامی	417
قرآن مجید مع ترجمہ و تفسیر	عبدالسلام بستوی	282
قرآن مجید کی پہلی کتاب	عبدالسلام قدوائی	356
قرآن مجید کی عام فہم اور آسان تفسیر	شوکت علی فہمی	356
قرآن مجید مع عام فہم ترجمہ و تفسیر	قاری عبدالباری	356
قرآن آسان	خواجہ حسن نظامی	386
قرآنی آسان تفسیر	خواجہ حسن نظامی دہلوی	282
قرآن مجید مع تفسیر جلالین	محمد عبدالرؤف سراج الدین	282
قصب السکر تفسیر سورۃ الکوثر منظوم	عبدالودود سرحدی	442
قصص الحسنین	عبدالستار	559
قلب القرآن منظوم	غلام محمد مرتضیٰ روہتکی	357
القول الانور شرح سورۃ الکوثر	سید شاہ خضر حسینی	357
القول المتین فی تفسیر سورۂ والتین	مظہر الدین شیرکوٹی	357
	(ک)	
کاشر تفسیر	محمد نور الدین قادری	357
کاشف الاسرار	قطب الدین لکھنوی	357
کاشف الاسرار	محمد عبدالسلام چشتی نظامی	283
کاشف الحقائق وقاموس الدقائق	محمد بن احمد شریکی ماریکلی	283
کشاف القرآن	محمد ادریس	555
کتاب الہدیٰ	یعقوب حسن	417
کتاب مبین	شاہ صحوی	357

کتاب مبین	برکت علی شاہ	536
کتاب مفردات قرآن	حمید الدین فراہی	358
کشف الرحمان	احمد سعید دہلوی	282
کشف الکشاف	مخلص بن عبداللہ دہلوی	283
کلام اللہ	فرمان علی	536
کلام اللہ	حفظ الرحمٰن	418
کلام الٰہی	نعمان رضا خاں	574
الکلام الاعلیٰ فی تفسیر سورۃ الاعلیٰ	مشتاق احمد انبیٹھوی	357
الکلام الاوضح فی تفسیر الم نشرح	نقی علی خاں بریلوی	358
کلام ربانی کی منظوم ترجمانی	مقصود احمد	442
کلام الرحمان	غلام محمد	282
الکلام القدسی تفسیر آیۃ الکرسی	عبدالحمید بن عبدالحلیم	358
الکمالین شرح جلالین	شیخ سلام اللہ رام پوری	481
کنز الایمان (ہندی)	محمد توفیق رضوی	574
کنز الایمان (ہندی)	عبدالقدیر ناگپوری	574
کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن	شاہ احمد رضا خاں قادری	393
کنز الدارین شرح جلالین	شاہد علی مصباحی	481
کنز المعانی	شفق عماد پوری	360
کنز المتشابہات	حافظ محمد محبوب علی انجینئر	284
الکوکب الدری	محمد یحییٰ کاندھلوی	285
الکہف والرقیم شرح بسم اللہ الرحمان الرحیم	عبدالکریم الجیلی	359

(گ)

گلزار یوسف	محمد دلپذیر	559
گلزار یوسفی	فیروز الدین ڈسکوی	559
گلشن فیوض	سید نثار علی رام پوری	285

	(ل)	
لب الفوائد	یکے از مرید شیخ محمد معصوم	285
لطائف التفاسیر	ابونصر احمد سیف الدین	285
لطائف التفاسیر	خواجہ سید قاسم	285
لمع العرفان فی توضیح القرآن	قاضی سید احمد شاہ	537
لوامع البیان	محمد سعادت اللہ خاں	359
لوامع البیان فی تفسیر القرآن	سید اشرف شمسی حیدرآبادی	285
لوامع التنزیل وسواطع التاویل	سید ابوالقاسم رضوی	537
	(م)	
مجمع البحرین	شیخ طاہر بن یوسف سندھی	286
مجمع التفاسیر	نامعلوم	359
مجموعہ تفسیر آیات قرآنی	عبدالشکور فاروقی	359
مجموعۂ فوائد	قلی بن بادشاہ قلی	544
مجید البیان فی تفسیر القرآن	مسرور حسن مبارک پوری	537
محکم آیات	رضا حسین نقوی	538
محکم التنزیل	سید محمد حکیم رائے بریلوی	286
مختصر تفسیر القرآن	فتح محمد جالندھری	286
مختصر المدارک	شیخ طاہر بن یوسف سندھی	286
مخزن التفاسیر	محمد الیاس پشاوری	553
مرآۃ القرآن	محمد قطب الدین	360
مشکلات القرآن	محمد انور شاہ کشمیری	286
مصباح البیان فی تفسیر سورۂ رحمان	سید محمد محسن زنگی پوری	538
مصباح العاشقین	بہاء الدین نبیرہ قاضی حمید الدین	287
المصباح المنیر فی تہذیب ابن کثیر	ابوالاشبال	482
مطالب الفرقان فی ترجمۃ القرآن	سید محمد شاہ	287

مطالب القرآن	نذیر احمد خاں	287
مطالب القرآن	واحدہ خانم	360
مطالب القرآن	سید علی حسن	360
مطالب القرآن	صفۃ الرحمٰن صابر	361
مطالعۂ قرآن	سردار نقوی	539
مطلب الطالبین الکریم	شیخ یعقوب صرفی کشمیری	287
مظہر البیان	محمد مظہر علی سہسوانی	287
مظہر العجائب (تفسیر سورۂ فاتحہ)	لطف اللہ لکھنوی	324
مظہر علوم	محمد سپہ دار خاں	361
معارف التنزیل شرح مدارک التنزیل	عبداللہ خاں عزیزی	482
معارف القرآن	سید محمد کچھوچھوی	287
معارف القرآن	محمد شفیع دیوبندی	288
معارف القرآن	محمد ادریس کاندھلوی	289
معارف القرآن	چودھری غلام احمد پرویز	289
معلم القرآن	مظہر احمد	418
معالم الاسرار (تفسیر شاہی)	حکیم محمد حسن امروہوی	293
معدن الجواہر	ولی اللہ فرنگی محلی	290
معرکہ ایمان و مادیت	ابوالحسن ندوی	361
مفتاح الآیات	مقبول احمد دہلوی	544
مفتاح رشداللہ	محمد قطامانی	559
مفتاح القرآن	شبیر احمد ازہر میرٹھی	293
مفہوم القرآن منظوم	کیف بھوپالی	443
مفہوم القرآن	انجم عرفانی	444
المقام المحمود	عبیداللہ سندھی	362
مقدمہ تفسیر قرآن	سید اولاد حیدر فوق بلگرامی	293

مقدمہ تفسیر فتح العزیز	عبدالعزیز	544
مقرر القرآن الکریم	بہاءالدین ملیباری	362
ملخص التفاسیر	سید محمد ہارون زنگی پوری	293
ممتاز التفاسیر	سید امیرالدین حسین	294
منبع عیون المعانی ومطلع شموس الشانی	شیخ مبارک بن خضر ناگوری	294
منحۃ الجلیل ترجمہ تفسیر معالم التنزیل	عزیز الرحمان عثمانی	295
منتخب احکام القرآن	ابراہیم علی ماناپاڑوی	453
منظوم مضامین القرآن المجید	ڈاکٹر مختار عالم	445
منکشف الحقائق	حاجی امداد علی	540
منہاج السداد	یاد علی حسینی نصیر آبادی	540
منہج البیان فی تفسیر القرآن	ابن حسن کربلائی	540
منہج الصادقین	حکیم فتح اللہ	541
منہج الصادقین	صفیر بلگرامی	541
مواہب الرحمان	سید امیر علی ملیح آبادی	295
مواہب الجلیل لتجلیۃ مدارک التنزیل	محمد احمد مصباحی	483
موضح القرآن	شاہ عبدالقادر بن ولی اللہ دہلوی	296
موضح القرآن	محمود حسن دیوبندی	418
موضح الفرقان	ابوبکر سلفی	418
موضحۃ القرآن	نواب وحید الزماں حیدرآبادی	295
میزان الادیان بتفسیر القرآن	دیدار علی شاہ الوری	299
میزان الایمان	مرزا یوسف حسین	544
	(ن)	
ناصر التفاسیر	ناصر علی	362
الناس المفصل فی تفسیر سورۃ المزمل	محمد انوار الحق	362
نتائج الحرمین	احمد بن عبدالاحد فاروقی	362

نثر المرجان	غلام محمد غوث حنفی	362
نجوم الفرقان لتخریج آیات القرآن	مصطفٰے بن محمد افغانی	544
نخبۃ التفاسیر	محمد کاظم	541
النظر علی فتح العزیز	نواب رفیع الدین خاں	177
نظم الٰہی	سید آل رسول حسنین	579
نظم البیان	شاہ شمس الدین	447
نظم البیان فی مطالب القرآن	محمد شمس الدین	363
نظم الجواہر	ولی اللہ فرخ آبادی	299
نظام البیان	نامعلوم	363
نظام القرآن وتاویل الفرقان	حمید الدین فراہی	299
نظام القرآن وتاویل الفرقان	حمید الدین فراہی	363
نظم المعانی ترجمہ کلام ربانی منظوم	مطیع الرحمان خادم	447
نعمت عظمیٰ	مرزا نور الدین	299
نعم البیان	معین الدین	363
نغمۂ کشوری منظوم	نامعلوم	447
نکات القرآن فی تفسیر القرآن	محمد علی ایم، اے	299
نقد الدرر	مظہر حسن	541
نہایات البیان فی مقاصد القرآن	محمد حسین لکھنوی	300
نور الانوار (تفسیر بسم اللہ)	شیخ احمد شیعی بہبانی	542
نور الاسلام منظوم	علوم	447
نور مبین تفسیر سورۂ یٰسٓ	احمد عسکری	363
نور الحق فی تفسیر سورۃ العلق	محمد نور الحق علوی	363
نور العرفان	احمد یار خاں نعیمی	579
نور العرفان فی حاشیۃ القرآن	احمد یار خاں نعیمی	419
نور العیون	محمد یحیٰ	563

نورالقلوب	محمد حیات	300
نیل المرام من تفسیرات آیات الاحکام	نواب صدیق حسن خاں	453
	(و)	
واضح البیان فی تفسیر ام القرآن	محمد ابراہیم میر سیالکوٹی	364
وحی منظوم	سیماب اکبرآبادی	447
	(ہ)	
الہادی التراجم	شیخ عبدالہادی	364
ہدایت القرآن	سعید احمد پالنپوری	300
ہدایت القرآن	محمد عثمان کاشف ہاشمی	300
ہدایۃ المسالک فی حل تفسیر المدارک	عبدالہادی	489
ہلالین شرح جلالین	تراب علی لکھنوی	484
	(ی)	
ینابیع الانوار فی کلام الجبار	سید محمد تقی لکھنوی	542
یوسف ثانی منظوم	فتح محمد گودھرادی	448
یوسف نامہ	شاہ عبداللہ نقشبندی	364

فہرست کلماتِ تقدیم

قرآن کریم کی تعریف	65
قرآن کریم کی وجہ تسمیہ	67
لفظ قرآن کا مفہوم	67
قرآن مہموز ہے یا غیر مہموز	67
وحی اور اس کی حقیقت	68
وحی غیر متلو	70
قرآن کریم کے مرحلہ وار نزول کی حکمت	72
قرآن کریم ایک جلد میں	74
قرآن کریم کے ذاتی وصفاتی نام	75
قرآن کریم کی زبان	77
قرأت قرآن	78
آداب تلاوت قرآن کریم	80

رموز او قاف قرآن کریم	82
کتابت قرآن	83
سامان کتابت	84
علوم قرآن	85
علوم القرآن کا تاریخی جائزہ	98:
قرآن کریم کی آیات و سورتیں	102
تعداد آیات قرآن کریم	103
قرآن کریم کی سورتیں	105
ترجمہ کا مفہوم	111
تفسیر کی لغوی تعریف	113:
تفسیر کی اصطلاحی تعریف	114
تاویل کے لغوی معنیٰ	116
تفسیر و تاویل کا فرق	116
اقسام تفسیر	117
مفسر قرآن کے لیے ضروری شرائط	129
تفسیر کا موضوع اور غرض و غایت	121
تفسیر بحیثیت فن	121
طبقات مفسرین	122
پہلا طبقہ	122

دوسرا طبقہ	124
تیسرا طبقہ	125
چوتھا طبقہ	126
پانچواں طبقہ	126
چھٹا طبقہ	127
عہد نبوی میں تفسیر نویسی	129
تابعین و تبع تابعین کی قرآنی خدمات	129
قرآن کریم کی اہم تفسیریں	133
پہلی صدی ہجری	135
دوسری صدی ہجری	137
تیسری صدی ہجری	139
چوتھی صدی ہجری	140
تفسیر بالماثور	142
تفسیر بالرای	142
تفاسیر المعتزلہ	143
تفاسیر الامامیہ الاثنا عشریہ	144
تفاسیر الزیدیہ	145
تفاسیر الخوارج	146
تفاسیر الصوفیہ	146

تفاسیر الفقہاء	147
پانچویں صدی ہجری	148
چھٹی صدی ہجری	150
ساتویں صدی ہجری	151
آٹھویں صدی ہجری	152
نویں صدی ہجری	153
دسویں صدی ہجری	155
ہندوستان میں تفسیر نویسی کا آغاز وارتقاء	156
برصغیر میں لکھی جانے والی کتب تفاسیر	165

کلماتِ تقدیم

قرآن کی تعریف

"القرآن المنزل علی الرسول علیه السلام المکتوب فی المصاحف المنقول عنه نقلاً متواتراً بلا شبهة". (مناهل العرفان جلد ۱ ص ۱۲)

(یعنی قرآن وہ (جو اللہ تعالٰی کی طرف سے اس کے) رسول مکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر نازل کیا گیا، مصاحف میں لکھا گیا اور بغیر شک و شبہ کے نقل متواتر سے ہم تک پہنچا)

قرآن کی وجہ تسمیہ

قرآن کو قرآن اس لیے کہتے ہیں کہ تمام سابقہ نازل کردہ کتب کے علوم کی جامع کتاب ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ قرآن مقدس نے علوم کی کل اقسام کو متعدد وجوہ سے اپنے اندر جمع کر لیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالٰی ہے۔

مافرّطنا فی الکتب من شئی

(ہم نے کتاب میں کوئی چیز نہیں چھوڑی)

جمہور مفسرین، علمائے لغت اور قراء حضرات کے نزدیک لفظ قرآن مشتق ہے لیکن امام

شافعی، امام بیہقی اور امام سیوطی علیہم الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں مشتق نہیں ہے بلکہ یہ کتاب اللہ کا علم (اسم خاص) ہے۔ جیسا کہ کتب سابقہ کے لیے توریت، انجیل اور زبور خاص اسماء ہیں۔

جمہور مفسرین اور علمائے لغت وقراء کے نزدیک قرآن قراۃ" کا مصدر ہے اور قرء" سے مشتق ہے۔ بعض کے نزدیک یہ قرن" سے مشتق ہے، انھی جمہور کے نزدیک لفظ قرآن مہموز ہے، یعنی جمہور اسے قُرآنٌ بروزن فُعلان" پڑھتے ہیں۔ جب کہ قراء میں سے ابن کثیر اور فقہا میں سے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسے بلا ہمزہ قُرانٌ بروزن فُعالٌ پڑھتے ہیں۔

لفظ قرآن کے تعلق سے علما و مفکرین کے مختلف خیالات ہیں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۰۴ھ) فرماتے ہیں۔

یہ اسم خاص ہے اور صرف کتاب (قرآن کریم) کے لیے مخصوص ہے جو ہمارے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔

حضرت یحییٰ بن زیاد بن الفرا (وفات ۲۰۷ھ) کا عقیدہ ہے کہ یہ لفظ" قرائن " سے مشتق ہے جو لفظ قرینہ کی جمع ہے جس کے معنیٰ ہیں ایک رفیق یا ایک ساتھی کے جو کسی دوسرے رفیق یا دوسرے ساتھی سے تعلق رکھتا ہو چوں کہ قرآن کریم کے دیگر اجزا ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ ہیں اس لیے وہ سب قرائن ہیں، مطلب یہ ہے کہ ایسے دوست جو ایک دوسرے سے قریبی تعلق رکھتے ہیں۔

حضرت ابوالحسن بن اسماعیل الاشعری (وفات ۳۲۴ھ) اور دوسرے چند علما جنہوں نے ان سے روایت کی ہے وہ اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ قرآن کا لفظ قرنٌ سے مشتق ہے جس کا مطلب ہے مختلف چیزوں کو ایک دوسرے سے ملا دینا اور پھر ان کو ایک جگہ قریب قریب کر دینا۔ کوئی ۲۳ اور ۲۴ سال قرآن کی آیات تھوڑی تھوڑی نازل ہوتی گئیں لیکن قرآن کریم کے سارے اجزاء (آیات) جن کا وقفہ وقفہ سے نزول ہوتا رہا بالآخر ایک مکمل جامع کتابی صورت میں جمع کردیے گئے۔ (قرآن مجید کے تراجم جنوبی ہند کی زبانوں میں ص ۴۵)

لفظ قرآن کا مفہوم

قَرَءَ یَقرَءُ کا مصدر قِرَاۃٌ آتا ہے جس کے لغوی معنیٰ ہیں پڑھنا، قرآن بھی قراۃٌ کا ہم مصدر ہے جس کے لغوی معنیٰ ہیں جمع کرنا، انہیں معانی کو قرآن کریم نے اس آیت میں جمع کیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ان علینا جمعه وقرآنه (القیامة ۷۵)

(ہمارے ذمہ ہے اس کو جمع کرنا اور اس کو پڑھنا)

قرآن مجید کی اصطلاحی تعریف ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے۔

" المنزل علی الرسول المکتوب فی المصاحف المنقول الینا نقلاً متواتراً بلا شبهةٍ" (التلویح مع التوضیح ص ۳۲)

(قرآن اللہ تعالیٰ کا وہ کلام ہے جو محمد رسول اللہ پر نازل ہوا مصاحف میں لکھا گیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بغیر کسی شبہ کے تواتر کے ساتھ منقول ہے)

قرآن کریم کی تلاوت زمانۂ نزول سے لے کر آج تک کثرت کے ساتھ ہوتی رہی ہے، یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ نزول قرآن سے اب تک جس قدر قرآن پڑھا گیا ہے اس کے مقابلے میں کوئی دوسری الہامی کتاب یا انسان کی تصنیف کردہ کتاب نہیں پڑھی گئی۔ قرآن مجید کوئی خیالی کتاب نہیں ہے جس کے الفاظ کاغذ پر تو بھلے معلوم ہوتے ہیں مگر عملی دنیا میں ان الفاظ کی معنویت ساتھ نہیں دیتی۔ قرآن کریم ایک مکمل ترین دستور حیات اور اللہ تعالیٰ کا نازل کیا ہوا آخری اور قطعی منشور زندگی ہے۔

قرآن مہموز ہے یا غیر مہموز

لفظ قرآن مہموز ہے یا غیر مہموز، اس میں بھی علما کا اختلاف ہے۔ جمہور کا نظریہ یہ ہے کہ لفظ قرآن مہموز ہے۔ لیکن امام شافعی، امام بیہقی اور ابن کثیر کا موقف یہ ہے کہ غیر مہموز ہے۔ امام سیوطی فرماتے ہیں مجھے وہ قول پسند ہے جسے امام شافعی نے اختیار کیا ہے۔

جمہور کے نزدیک لفظ قرآن کو غیر مہموز قرار دینا درست نہیں البتہ ان کے نزدیک یہ جائز ہے ہمزہ کی حرکت ر کی طرف منتقل کر کے تخفیفاً قرآن کے بجائے قران پڑھا جا سکتا ہے جیسا کہ قد أ فلح سے قدافلح پڑھا جاتا ہے۔

علامہ حلبی فرماتے ہیں کہ القرآن پر الف لام 'عہدی' ہے الف لام 'تعریف' کا نہیں ہے اور قرآن ہر چند کہ مصدر اور قرءٌ یا قرنٌ سے مشتق ہے تاہم یہ اللہ تعالیٰ کے آخری کلام مقدس کا عَلم خاص بھی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ لفظ قرآن قرأةٌ کا مصدر ہے قرأ اور قرنٌ سے مشتق ہے۔ لفظ قرآن کے مادہ اشتقاق میں قریٰ کا ذکر بھی آتا ہے لیکن یہ قول شاذ ہے۔

(نور العرفان فی اسماء القرآن ص ۱۴)

وحی اور اس کی حقیقت

انسان کی تخلیق کے ساتھ تین چیزیں ایسی پیدا کی گئی ہیں جن کے ذریعہ اسے اشیا کا علم حاصل ہوتا ہے۔ ۱۔ حواس خمسہ۔ یعنی آنکھ، کان، ناک، منہ اور ہاتھ پاؤں ۲۔ عقل ۳۔ وحی۔ انسانوں کو بہت سی باتیں حواس سے اور بہت سی باتیں عقل سے اور جو باتیں ان دونوں ذرائع سے نہیں معلوم ہو سکتیں ان کا علم انہیں بذریعہ "وحی" عطا کیا جاتا ہے۔ المختصر یہ کہ جہاں تک حواس خمسہ کام دیتے ہیں وہاں تک عقل کوئی رہنمائی نہیں کرتی اور جہاں حواس خمسہ جواب دے دیتے ہیں وہیں سے عقل کا کام شروع ہو جاتا ہے۔ یہ واضح رہے کہ عقل کی رہنمائی محدود ہوتی ہے، ایک حد پر جا کر رک جاتی ہے، اس کے برخلاف جن چیزوں کا علم نہ تو حواس کے ذریعہ حاصل ہو سکتا ہے اور نہ ہی عقل کے ذریعہ مثال کے طور کسی چیز کے بارے میں اس کی معلومات حاصل کرنا کہ اس کے کس طرح استعمال کر نے سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور کس طرح استعمال نہ کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے، بندہ کو اس طرح کے علم سے آراستہ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو ذریعہ مقرر فرمایا ہے وہ "وحی" ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کچھ بندوں کو منتخب فرما کر پیغمبرانہ عظمت اور شان نبوت و رسالت سے سرفراز فرماتا ہے اور پھر اس پر اپنا کلام نازل فرماتا ہے اسی کلام کو 'وحی' کہا جاتا ہے۔

وحی کے لغوی معنیٰ اشارہ کرنا، لکھنا، ارسال کرنا، الہام کرنا، سراً کلام کرنا اور کسی غیر کی

طرف کوئی چیز القا کرنے کے آتے ہیں۔ اپنے اس لغوی معنیٰ کے اعتبار سے وحی صرف انبیا کے لیے خاص ہے؟ وحی واردات قلبی اور القاء میں فرق ہے وحی صرف رسولوں کا حق رہا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔

" وَاَوۡحَيۡنَا اِلٰى اُمِّ مُوسٰى اَنۡ اَرۡضِعِيۡهِ فَاِذَا خِفۡتِ عَلَيۡهِ فَاَلۡقِيۡهِ فِى الۡيَمِّ وَلَا تَخَافِىۡ وَلَا تَحۡزَنِىۡ (القصص: ۷)

(اور ہم نے الہام کیا موسیٰ کی والدہ کی طرف کہ اسے بے خطر دودھ پلاتی رہ، پھر جب اس کے متعلق تمھیں اندیشہ لاحق ہوتو ڈال دینا اسے دریا میں اور نہ ہراساں ہونا اور نہ غمگین ہونا)

اصطلاح شرع میں وحی سے مراد اللہ تعالیٰ کا اپنے منتخب بندوں کو علوم اور ہدایت میں سے ان تمام چیزوں سے آگاہ کرنا جن سے وہ مطلع کرنے کا ارادہ فرمائے۔ وحی اپنے اس معنیٰ کے اعتبار سے گروہ انبیا کے ساتھ خاص ہے کوئی دوسرا اس میں ان کے ساتھ شریک نہیں، لہٰذا حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر سلسلۂ رسالت مکمل ہوجانے کے ساتھ ہی نزول وحی کا سلسلہ بھی اپنے اختتام کو پہنچ گیا، اس لیے اب آپ کے بعد نہ ہی کوئی رسول مبعوث ہوگا اور نہ ہی کسی پر وحی کا نزول ہوگا۔

جن مختلف طریقوں سے اللہ تبارک تعالیٰ نے انبیا ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کو اپنی مخصوص ہدایات اور پیغامات سے نوازا اس اعتبار سے وحی کی چار قسمیں ہیں۔

۱۔ القاء فی القلوب

۲۔ پس پردہ ہم کلام ہونا

۳۔ بذریعہ فرشتہ پیغام پہنچانا

۴۔ رویائے صادقہ

ان مذکورہ اقسام میں سے جس بھی طرح اللہ تعالیٰ نے انبیا علیہم السلام کو اپنے پیغامات سے سرفراز فرمایا اسے دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ وحی متلو

۲۔ وحی غیر متلو

وحی متلو۔ وحی کی وہ قسم ہے جس کے الفاظ و معانی حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عالم بیداری میں بواسطہ جبرئیل امین علیہ السلام نازل کئے گئے، جس کی حفاظت وصیانت کی ذمہ داری اپنے سپرد کرتے ہوئے، خالق کائنات نے فرمایا:

" إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (الحجر۔ ۹)

(بیشک ہم نے ہی اتارا ہے اس ذکر (قرآن کریم) کو اور یقیناً ہم ہی اس کے محافظ ہیں)۔

وحی غیر متلو

اس سے مراد وحی کی وہ قسم ہے جس میں رب کریم کی طرف سے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف قرآن کریم کے علاوہ دیگر احکامات وحی کے مذکورہ طریقوں کے مطابق حالت بیداری یا عالم خواب میں نازل کئے گئے۔ وحی کی یہ قسم "سنت" کہلاتی ہے قرآن کریم نے متعدد مقامات پر اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحىٰ ۔ (النجم۔ ۳)

(اور وہ بولتا ہی نہیں اپنی خواہش سے مگر وحی جو ان کی طرف کی جاتی ہے)

وحی غیر متلو کی ایک صورت حدیث قدسی بھی ہے اس سے مراد وہ حدیث ہے جو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے بطریق آحاد منقول ہو اور رب کریم کی طرف منسوب ہو، اس کے بارے میں علما کے دو قول ہیں۔

۱۔ حدیث قدسی وہ کلام الٰہی ہے جسے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قران کی رو سے اللہ روایت فرماتے ہیں۔

۲۔ دوسرا قول یہ ہے کہ دیگر احادیث کی طرح یہ احادیث بھی حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے الفاظ پر مشتمل ہیں۔ صرف ان کے معانی اور مطالب اللہ تعالیٰ کی طرف سے القا کئے جاتے ہیں۔

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بذریعہ وحی تین چیزوں کا نزول ہوا۔ ۱۔ قرآن کریم ۲۔ حدیث قدسی ۳۔ حدیث نبوی

قرآن کریم کی تنزیل تین مرتبہ ہوئی۔

۱۔لوح محفوظ کی طرف

سب سے پہلے قرآن مجید کی تنزیل لوح محفوظ کی طرف ہوئی ارشاد باری تعالیٰ ہے

بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ (البروج۔ ۲۲،۲۱)

(وہ کمال شرف والا قرآن ایسی لوح میں لکھا ہے جو محفوظ ہے)

۲۔بیت العزت کی طرف

دوسری مرتبہ قرآن کریم ''لوح محفوظ'' سے ''بیت العزت'' کی طرف نازل ہوا۔ یہ نزول بھی نزول اول کی طرح یکبارگی ہوا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ۔ (الدخان۔ ۳)

(بے شک ہم نے اتارا اسے ایک بابرکت رات میں)

اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ۔ (القدر۔ ۱)

(بے شک ہم نے اس قرآن کو اتارا ہے شب قدر میں)

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ۔ (البقرہ۔ ۱۸۵)

(ماہ رمضان المبارک جس میں قرآن اتارا گیا)

۳۔قلب مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تنزیل

نزول قرآن کی تیسری اور آخری صورت یہ ہے کہ ''بیت العزت'' سے ''قلب مصطفےٰ'' پر حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کے واسطہ سے نازل ہوا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

نَزَّلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ۔ (الشعراء۔ ۱۹۳)

اور بلاشبہ یہ کتاب رب العالمین کی اتاری ہوئی ہے۔ اترا ہے اسے لے کر روح الامین (یعنی جبرئیل) آپ کے قلب (منیر) پر تاکہ بن جائیں آپ (لوگوں کو) ڈرانے والوں سے)(تفسیر مظہری جلد اول ص ۲۰)

چوں کہ قرآن کریم سارے عالم کے لیے مصدر نور اور تمام مخلوق کے لیے ہدایت کا

سرچشمہ ہے اس لیے یکبارگی نازل ہونے کے بجائے ۲۳ سال کی طویل مدت میں نازل ہوا۔

پہلی وحی شب قدر ماہ رمضان المبارک یکم ہجری مطابق اگست ۶۱۰ء میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوئی، اس وقت سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحلت یعنی ربیع الاول ۲۳ نبوی یا ۱۱ھ مطابق جون ۶۳۲ء تک نزول وحی کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ کل چھ ہزار دو سو بچاسی آیتیں نازل ہوئیں، ان آیتوں کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک سو چودہ سورتوں میں ترتیب وار جمع کروادیا تھا، ان میں ۸۶ سورتیں مکہ میں نازل ہوئیں اور اٹھائیس سورتیں مدینہ میں، قرآن کریم کے وقتاً فوقتاً اتارے جانے کے تعلق سے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّانَحنُ نَزَّلنَا عَلَیکَ القُرآنَ تَنزِیلًا (الدھر۔ ۲۳)

(بیشک ہم نے تم پر قرآن بتدریج اتارا)

دوسری جگہ فرمایا گیا ہے۔

وَقُرآنًا فَرَقنَاهُ لِتَقرَاَهُ عَلَی النَّاسِ عَلیٰ مُکثٍ وَّنَزَّلنَاهُ تَنزِیلًا

(بنی اسرائیل۔ ۱۰۶)

(اور قرآن ہم نے جدا جدا کر کے اتارا تم اسے لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر کے پڑھو اور ہم نے اسے بتدریج رہ رہ کر اتارا)

وَقَالَ الَّذِینَ کَفَرُوا لَولَانُزِّلَ عَلَیهِ القُرآنُ جُملَةً وَّاحِدَةً کَذٰلِکَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَکَ وَرَتَّلنَاهُ تَرتِیلًا (فرقان۔ ۳۲)

(اور کافر بولے قرآن ان پر ایک ساتھ کیوں نہ اتار دیا، ہم نے یوں ہی بتدریج اسے اتارا ہے کہ اس سے تمہارا دل مضبوط کریں، اور ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا)

قرآن کریم کے مرحلہ وار نزول کی حکمت

قرآن کریم بتدریج تھوڑا تھوڑا نازل ہوا پہلے وحی کے نزول کے بارے میں قرآن کریم کا ارشاد ہے:

بَل هُوَ قُرآنٌ مَجِیدٌ فِی لَوحٍ مَّحفُوظٍ (البروج۔ ۲۱)

(بلکہ وہ کمال شرف والا قرآن ہے لوح محفوظ میں)

یعنی پہلا نزول لوح محفوظ پہ ہوا جس کا انداز اور وقت معلوم نہیں، دوسرے نزول کے بارے میں ارشاد ربانی ہے۔

اِنَّا اَنزَلْنَاهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ (القدر۔ ۱)

(بے شک اسے ہم نے شب قدر میں اتارا)

دوسرے مقام پر فرمایا

اِنَّا اَنزَلْنَاهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبَارَکَةٍ اِنَّا کُنَّا مُنْذِرِیْنَ (الدخان۔ ۳)

(بے شک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا)

مذکورہ بالا دونوں آیتوں سے یہ پتا چلتا ہے کہ وحی کا دوسرا مرحلہ ایک ہی رات میں تکمیل پذیر ہوا جو رمضان المبارک کی آخری دس راتوں میں سے ایک بیان کی جاتی ہے۔ قرآن کریم آخری تین مرحلے میں تھوڑا تھوڑا کر کے نوع انسان پر نازل ہوا یہ عمل تئیس برس پر محیط تھا۔ اس میں حکمت کیا تھی اس طرف اشارہ قرآن کریم نے خود ان لفظوں میں کیا ہے۔

وقَالَ الذینَ کَفَرُوا لَولَا نُزِّلَ عَلَیهِ القُرآنُ جُملَةً وَاحِدَةً کَذالِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُوَادَكَ ورَتَّلنَاهُ تَرتِیلا (الفرقان۔ ۳۲)

(اور کافر بولے قرآن ان پر ایک ساتھ کیوں نہ اتار دیا، ہم نے یوں ہی بتدریج اسے اتارا ہے کہ اس سے تمہارا دل مضبوط کریں اور ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا)

قرآن کریم کے مرحلہ وار نزول کا فائدہ اہل ایمان کو یہ ہوا کہ انھوں نے اسے ازبر کر لیا اس عہد کے عربوں کی وسیع پیمانے پر ناخواندگی کے پیش نظر اگر سارا قرآن ایک ہی بار میں نازل ہو جاتا تو اسے سمجھنا اور یاد کرنا بہت مشکل ہوتا۔ نزول قرآن کریم کی ترتیب احکامات اس وقت کے حالات وضروریات کے مطابق تھی۔ ابتدا میں ساری توجہ جھوٹے عقائد اور توہمات کی تردید پر مرکوز ہے یہ اسلام سکھانے کے اگلے مرحلے کی تیاری تھی جس کا تعلق اساسی عقیدے اور اسلام کے نظام اقدار سے تھا، پھر عبادت کے اصول بتائے گئے جن کے ذریعہ معاملات کے قواعد کی بھرپور توضیح ہوگئی، قرآن کریم کا ایک بڑا حصہ ان سوالات کے جواب میں نازل ہوا جو لوگوں نے

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وقتاً فوقتاً دریافت کیے اور ان واقعات کے حوالے سے بھی جو زمانہ وحی کے دوران پیش آئے۔ آخر میں نسخ کا موضوع آتا ہے یعنی حالات میں تبدیلی کی وجہ سے کسی سابقہ حکم کو منسوخ کر کے نیا حکم آنا، یہ امر بھی قرآن کریم کے مرحلہ بہ مرحلہ نزول کے ساتھ منسلک ہے، چنانچہ لوگوں کی زندگیوں سے مربوط معاملات کے حوالے سے قرآنی قانون سازی ایک دم نافذ نہ ہوئی یہ بھی ٹکڑوں میں نازل ہوئی تاکہ مشرکین کو مشکل نہ پیش آئے۔

(محمد ہاشمی کمالی، اسلامی فقہ کا انسائیکلوپیڈیا ص ۳۰ الاہور ۲۰۰۹ء)

قرآن کریم کی ان آیات کی روشنی میں بصد وثوق یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہر ضرورت کے موقع پر خدا کے احکام نازل ہوتے رہے۔ اس احکام خداوندی کے مطابق ہمارے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عمل فرماتے تھے، اسی وجہ سے قرآن کریم میں ہر طرح کی باتیں ہیں قصے اور نصیحتیں بھی ہیں، اوامر ونواہی بھی ہیں، معتقدات وعبادات کی آیات بھی ہیں، معاملات اور جہاد کے احکامات بھی ہیں، اخلاقی وتمدنی تعلیم بھی ہے، معاشی ومعاشرتی درس بھی ہے، اس میں پرہیز گاروں کے لیے وعدے بھی ہیں اور نافرمانوں کے لیے وعیدیں بھی ہیں، اس میں گذرے ہوئے واقعات اور آنے والے حالات کی پیشین گوئیاں بھی ہیں۔ یہ تمام مضامین ایسے مربوط پیرائے میں بیان ہوئے ہیں کہ سلسلۂ کلام شروع سے آخر تک نہ تو کہیں ٹوٹنے پایا ہے اور نہ ہی اس کی یکسانیت میں بھی کوئی فرق پڑا ہے، دنیا میں کوئی کتاب خواہ الہامی ہو یا غیر الہامی، قرآن کریم کے اس عجیب وغریب طرز کو لگا نہیں کھا سکتی''۔ (کشاف الہدیٰ ص ۸۲)

قرآن کریم ایک جلد میں

قرآن کریم یوں تو سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات ہی میں معرض تحریر میں آچکا تھا اس کا ایک بڑا حصہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے عہد میں مدون ہو چکا تھا۔ مگر ایک جلد میں نقل کرنے کا کام نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد انجام کو پہنچا، جنگ یمامہ میں حفاظ قرآن کی شہادت نے خلیفۂ دوم حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں اندیشہ پیدا کردیا کہ اگر حفاظ قرآن اسی کثرت سے جنگ میں شہید ہوتے رہے تو قرآن کریم کا بہت سا حصہ ضائع ہوجائے گا، اس لیے قرآن کریم کو ایک جلد میں نقل کر لینا

چاہیے۔آپ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تحریک کی، زید بن ثابت جو کاتب وحی تھے اس کام پر مامور ہوئے اور قرآن مجید ایک مجلد میں نقل کرلیا گیا۔(پیام امین ص ۱۱)

اس طرح قرآن کریم کے مجلدات کی اشاعت سے پہلے قرآن کریم کی اشاعت چاروں طرف پھیل چکی تھی، مجلدات کے بغیر ابتری کا جو اندیشہ تھا اسے قرآن کریم کو ایک مجلد میں نقل کر کے رفع کر دیا گیا۔

قرآن کریم کا سب سے پہلا مرتب و مدون نسخہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہا، آپ کے بعد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبضہ میں آیا، آپ کی وفات کے بعد آپ کی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو منتقل ہوا حضرت حفصہ اس نسخہ کو بہت عزیز رکھتی تھیں، جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور خلافت آیا تو یہ نسخہ انھوں نے اپنے قبضہ میں کرلیا اور ۲۵ھ میں اس کی سات اور بروایت دیگر پانچ نقلیں کرا کر مختلف صوبوں میں بھیجی گئیں۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن کریم کی جو نقلیں تیار کرائیں ان میں ایک نقل مدینہ منورہ میں رکھی گئی اور باقی جلدیں مکہ، شام، یمن، بحرین، بصرہ اور کوفہ میں بھیج دی گئیں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو نسخے لکھوائے تھے وہ نقطوں اور اعراب سے خالی تھے۔عربوں کو ان کے پڑھنے میں کوئی دقت نہ تھی کیوں کہ عربی زبان ان کی مادری زبان تھی وہ قرأت رسولؐ سے بخوبی واقف تھے، لیکن جب عجمی قومیں جوق در جوق دین فطرت اسلام میں داخل ہونے لگیں تو زبان عرب سے نا آشنا ہونے ے باعث ان کو سخت دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا، ابوالاسود دیلی (وفات ۶۹ھ) نے جن کو حضرت لی نے کوفہ میں تدوین قواعد نحو کا حکم دیا تھا اس طرف سب سے پہلے توجہ کی اور قرآن مجید میں نقطے لگوائے بعض مورخین کی رائے میں یہ خیال معاویہ اور بعض کے نزدیک عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں پیدا ہوا۔(پیام امین ص ۱۸)

قرآن کریم کے ذاتی وصفاتی نام

قرآن کریم اس کتاب الٰہی کا نام ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر رمضان المبارک کے مقدس مہینہ میں نازل فرمایا۔ اس کتاب مقدس کے نام کے تعلق سے امام ابن جریر طبری نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے چار نام ذکر کیئے ہیں۔

۱۔ القرآن۔ یہ نام اس لیے ہے کہ پڑھا جاتا ہے۔ آیات وسور کا مجموعہ ہے۔ مختلف علوم اور احکامات کو نہایت بلیغ انداز میں جمع کیا گیا ہے۔

۲۔ الفرقان۔ اس نام سے اس لیے موسوم ہے کہ اس میں حق و باطل کے درمیان تفریق کردی گئی ہے۔

۳۔ الکتاب۔ اس نام کی وجہ یہ ہے کہ یہ مکتوب ہے اس کو باقاعدہ تحریر میں لایا گیا ہے۔

۴۔ الذکر۔ یہ نام اس لیے دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو پند ونصائح سے نوازا ہے حدود وفرائض پر عمل کرنے کی ہدایت دی ہے۔

امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسمائے صفات میں سے دس نام لے کر قرآن کریم کے بھی وہی نام رکھے ہیں۔

۱۔ اللہ کا ایک نام عزیز ہے تو قرآن کا بھی ایک نام عزیز رکھا۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے "وَاِنَّهٗ لَكِتَابٌ عَزِيْزٌ" (فصلت ۴۱)

۲۔ اللہ تعالیٰ کا ایک نام حکیم ہے تو قرآن کریم کو بھی حکیم فرمایا گیا ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۔ (یٰس ۲)

۳۔ اللہ تعالیٰ کا ایک نام عظیم ہے تو قرآن کریم کو بھی عظیم کہا۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "سَبْعاً مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ" (الحجر ۸۷)

۴۔ اللہ تعالیٰ کا ایک نام نور ہے تو قرآن کریم کا بھی نام نور رکھا گیا
ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "اَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ نُوْراً مُّبِيْناً"۔ (النساء ۱۷۴)

۵۔ اللہ تعالیٰ کا ایک نام مہیمن ہے تو قرآن کریم کو بھی یہی لقب دیا گیا۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے مُصَدِّقاً لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِناً عَلَيْهِ"۔ (المائدہ ۴۸)

۶۔ اللہ تعالیٰ کا ایک نام مجید ہے تو قرآن کریم کو بھی اسی نام سے پکارا گیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔" قٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ "۔ (قٓ۱)

۷۔ اللہ تعالیٰ کا ایک نام کریم ہے تو قرآن کو بھی کریم نام دیا گیا۔

قرآن پاک میں ہے۔" وَاِنَّه لَقُرْآنٌ كَرِيْمٌ "۔ (الواقعہ ۷۸)

۸۔ اللہ تعالیٰ کا ایک نام حق ہے تو قرآن کے متعلق ارشاد ہے۔

"حَتّٰى جَاءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ"۔ (الزخرف ۲۹)

۹۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کو بے مثال فرمایا: لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ تو قرآن کی بھی یہی صفت ان الفاظ میں فرمائی" لَايَأْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ "۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ فرمایا تو قرآن کریم کے لیے کہا "لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّىْ " (الکہف ۱۰۹)

قرآن کی عظمت وجلالت کے لیے یہ کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے دس اسماء صفات دیے، قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی صفت علم اور صفت کلام دونوں کا اعلیٰ مظہر ہے۔

(تعارف القرآن ص ۵)

اس کے علاوہ قرآن کریم کے درج ذیل اور صفاتی نام بھی ہیں جیسے:

المبارك، الحكيم، المبين، العجب، المجيد، العزيز، العظيم، الصراط المستقيم، النور، الموعظة، البرهان، البصائر، البيان، الروح، الوحى، الهدىٰ، الرحمة، الذكر، كلام اللّٰه، الفصل، احسن الحديث، ذكرىٰ، الحق، التذكرة، التنزيل، العلىٰ، الشفاء، المصدق، النور، الحكمة، القيم العروة الوثقىٰ الهادى، البيان، المنادى، الوحى، الكتاب وغيره۔

ابوالمعالی عزیز بن عبدالملک نے اپنی کتاب البرہان میں اس طرح قرآن کریم کے پچپن صفاتی نام شمار کرائے ہیں۔

قرآن کریم کی زبان

قرآن کریم عربی زبان میں نازل ہوا خود قرآن میں اسے عربیٌ مبینٌ کہا گیا، یعنی

واضح عربی، عربی زبان دیگر زبانوں کے مقابلے میں آسان ومحترم ہے اس کے قواعد مقررہ اصولوں پر مبنی ہیں، فصاحت وبلاغت میں اپنی مثال آپ ہے، اس زبان میں بے شمار الفاظ کا ذخیرہ موجود ہے، مترادف اور متضاد الفاظ کی بہتات ہے، قرآن کریم کی عربی اتنی فصیح اور عمدہ ہے کہ چودہ سو برس گذر جانے کے بعد بھی اس کا اسلوب ابھی تک نرالا اور اچھوتا ہے۔ اس کی اسی خوبی کی بنا پر چیلنج کے باوجود بھی اہل عرب جنہیں اپنی زبان دانی پر ناز تھا اس کی ایک چھوٹی سی چھوٹی آیت کی مثال نہ پیش کر سکے۔

قرأت قرآن

قرآن کریم کو درست اور عمدگی کے ساتھ صحیح صحیح پڑھنے کے سلسلے میں علم قرأت وتجوید ایجاد ہوا ہے، جب علوم اسلامیہ مدوّن ہونے لگے تو تقریباً پانچویں صدی میں تو فن قرأت ایک باقاعدہ علم ہو گیا جس کے ماہر کو "مقری" کہتے ہیں۔ علم قرأت میں چار فنون شامل ہیں۔

۱۔ تجوید ۲۔ قرأت ۳۔ رسم ۴۔ وقف

بے شمار مجودین کرام نے قرآن کریم کی قرأت کے سلسلے میں محنت کی اور اصول مرتب کئے، اب صرف سات مشہور قراء حضرات کی قرأت کا رواج باقی ہے۔

۱۔ حضرت نافع بن عبدالرحمان بن ابی نعیم المدنی (وفات ۱۶۹ھ)
۲۔ حضرت ابن عامر عبداللہ شامی تابعی (وفات ۱۱۸ھ)
۳۔ حضرت حمزہ بن حبیب الزیات الکوفی تبع تابعین (وفات ۱۵۶ھ)
۴۔ حضرت عاصم بن ابی الجود کوفی (وفات ۱۲۷ھ)
۵۔ حضرت ابن کثیر، عبداللہ بن کثیر الدارمی (وفات ۱۲۰ھ)
۶۔ حضرت ابوعمر المازنی بن العلا بن عمار بصری (وفات ۱۵۴ھ)
۷۔ حضرت الکسائی، ابوالحسن بن حمزہ الکسائی النحوی الکوفی (وفات ۱۸۹ھ)

ہندوستان میں قرأت کے لفظ سے عام طور پر لوگ یہ معنی سمجھتے ہیں کہ حروف اپنے اصلی مخارج سے نکالے جائیں اور خوبی کے ساتھ ادا کئے جائیں، حالانکہ حقیقت میں یہ قرأت نہیں بلکہ

اس کو تجوید کہتے ہیں، ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تجوید کی بڑی تاکید فرمایا کرتے تھے اور لوگوں سے کہتے تھے کہ عبد اللہ بن مسعود کی تجوید کے مطابق پڑھو کیوں کہ وہ حروف کو ان کے اصلی مخارج سے ادا کرتے اور ترتیل کے ساتھ پڑھتے تھے۔ صحابہ اور تابعین تک قرأت نہایت سادگی اور خوبی کے ساتھ کی جاتی تھی اور تمام حروف اپنے اصلی مخارج سے نکالے جاتے تھے، لیکن پھر تجوید قرآن بھی گانے کی ایک شکل ہو گئی اور عوام کی پسندیدگی کی بنیاد پر اس کے مختلف لہجے قرار پائے۔

۱۔ ترعید

قرآن کریم کو اس طرح پڑھنا جیسے معلوم ہو کہ پڑھنے والا کانپ رہا ہے ہر ایک حرف اور لفظ کے نکالتے وقت لرزہ کا اظہار کرنا جیسے کوئی خوف یا سردی سے کانپنے لگتا ہے۔

۲۔ ترقیص

قرآن کریم اس طرح پڑھنا کہ سکون کی جگہ بظاہر سکون کا اظہار کرتے ہوئے جھٹکے سے آگے بڑھ جانا، جیسے معلوم ہو کہ دوڑتی ہوئی، ناچتی ہوئی کوئی چیز نکل گئی ہے۔

۳۔ تطریب

قرآن کریم ترنم اور نغمہ کے ساتھ پڑھنا جہاں مد نہ ہو وہاں بھی مد کھینچنا اور جہاں ہو وہاں اور بڑھا دینا۔

۴۔ تحزین

قرآن کریم اس طرح پڑھنا جیسے معلوم ہو کہ پڑھنے والا رو رہا ہے جس سے زیادہ خشوع اور خضوع کا اظہار مقصود ہوتا تھا۔ (دیباچہ تاریخ القرآن ص ۲۶)

قرأت قرآن کی ایک دوسری تقسیم متواترہ اور شاذہ سے بھی کی جاتی ہے۔ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ قرآن صرف وہ ہے جو بطریق تواتر منقول ہے اور جو بطریق شاذ یا آحاد منقول ہے وہ قرآن نہیں۔ علامہ جزری نے قرأت کے تواتر کے لیے تین شرائط مقرر کی ہیں۔

۱۔ عربیت سے موافقت

۲۔ خط مصحف عثمانی سے موافقت

۳۔ سند کی صحت

جس قرأت میں ان میں سے کوئی شرط مفقود ہو علامہ جزری اسے ضعیف اور شاذ کہتے ہیں خواہ وہ ائمۂ سبعہ سے منقول ہو یا کسی اور سے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی قرآن کے لیے تواتر کی شرط کو ضروری قرار دیتے ہیں اور جو متواتر نہ ہو اسے قرآن قرار نہیں دیتے لکھتے ہیں۔

''جو بذریعہ احاد منقول ہے تو وہ مردود ہے اور جو بذریعہ تواتر منقول ہے وہ رسول کریم کے اس ارشاد میں داخل ہے کہ قرآن سات حرفوں پر نازل کیا گیا ہے''۔

آپ سے پوچھا گیا کہ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ میں شَانِئَكَ یا کے ساتھ ہے یا ہمزہ کے ساتھ؟ تو آپ نے جواب میں جو تحریر فرمایا وہ قرأت متواترہ کے سلسلہ میں آپ کے موقف کو واضح کرتا ہے اور وہ یہ ہے۔

''جاننا چاہئے شانئك ہمزہ کے ساتھ ہے اور جس نے یا سے لکھا ہے وہ غیر مشہور قرأت ہوگی''۔

آداب تلاوت قرآن کریم

۱۔ قاری کے لیے ضروری ہے کہ باوضو قبلہ رو کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر بڑے ادب واحترام کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کرے۔

۲۔ **مقدار قرأت:** بعض لوگ دن رات میں ایک مرتبہ بعض دو مرتبہ اور بعض تین مرتبہ قرآن کریم ختم کرتے ہیں اور بعض ہفتہ میں ایک بار، اور بعض ایک ماہ ایک مرتبہ یہ واضح رہے کہ قرأت قرآن کا مدعا صحیح طور پر سمجھنا اور اس سے ہدایت حاصل کرنا ہے اور ایک دن میں اسے ختم کرنے سے یہ مدعا پورا نہیں ہوتا ہے اس لیے اس کو مکروہ کہا گیا ہے۔ الختم فی یوم ولیلة قد کرهه جماعة (احیاء العلوم) حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے من قرأ القرآن فی اقل من ثلاث لم یفقهه جس نے تین دن

سے کم میں قرآن کریم کو ختم کیا اس نے اسے سمجھا ہی نہیں۔

۳۔ ترتیل: ٹھہر ٹھہر کر آہستہ پڑھنا کیوں کہ اس صورت میں ہی انسان آیات قرآنی پر غور کر سکتا ہے۔

۴۔ قرآن کریم پڑھو اور روؤ اور اگر رونا نہ آئے تو بہ تکلف رونے کی کوشش کرو گریہ وزاری سے ہی رحمت الٰہی کو اپنی طرف متوجہ کیا جا سکتا ہے۔

۵۔ تلاوت شروع کرتے وقت تعوذ اور تسمیہ ضرور پڑھے اور جب تلاوت ختم کرنے لگے تو صدق اللہ تعالیٰ وبلغ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللھم انفعنا بہ وبارك لنا فیہ الحمد للہ رب العالمین واستغفر اللہ الحی القیوم پڑھے۔

۶۔ تلاوت کرتے وقت آواز اتنا بلند کرے کہ کم از کم خود سن لے اس سے زیادہ بلند آواز سے قرأت اگر کسی دوسرے شخص کے لیے تکلیف دہ نہ ہو تو محبوب ہے ورنہ مکروہ۔

۷۔ تلاوت کرتے وقت خوش الحانی کا لحاظ کرو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو قرآن کریم کو خوش الحانی سے نہیں پڑھتا ہے وہ ہم میں سے نہیں، اس لیے تصنع وتکلف کے بغیر جس قدر ممکن ہو خوش الحانی سے پڑھے۔

۸۔ تلاوت کرنے والے کا دل ودماغ اس کتاب مقدس کی عظمت اور اس کے نازل فرمانے والے کی عظمت سے لبریز ہو، اسے یہ احساس ہو کہ یہ کتاب کوئی معمولی کتاب نہیں ہے۔

۹۔ دل کو تمام وسوسوں اور اندیشوں سے پاک کر کے بڑی یکسوئی اور حضور قلب کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت میں مشغول ہو۔

۱۰۔ تلاوت کرتے وقت فکر وتدبر کی جملہ صلاحیتوں کو اس کے اسرار ورموز تک رسائی حاصل کرنے کے لیے بروئے کار لائے، تاکہ رحمت الٰہی اس کے شوق وطلب کی بے قراریوں پر رحم فرماتے ہوئے اس کے لیے فیوض قرآن کے دروازے کھول دے۔

۱۱۔ تلاوت قرآن کریم کے وقت قرآن فہمی کے لیے صرف اپنے فہم وذکا اور علم ودانش پر بھروسہ نہ کرے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی توفیق وتاکید پر اعتماد کرے اور قدم قدم پر اس کی رہنمائی اور دست گیری کے لیے بصد عجز ونیاز التجا کرے۔

رموزاوقاف قرآن کریم

تلاوت قرآن کریم کرنے والے کے لیے درج ذیل باتوں کا دھیان میں رکھنا ضروری ہے تا کہ صحیح معنوں میں وہ تلاوت کا حق ادا کر سکے۔

O گول دائرہ وقف تام کی علامت ہے، یعنی آیت ختم ہوگئی ہے، آپ کو یہاں ٹھہرنا چاہئے، یہ حقیقت میں گول ۃ تھی اب گول دائرے کی شکل میں لکھی جاتی ہے۔

م یہ وقف لازم کی علامت ہے یعنی ٹھہرنا ضروری ہے ورنہ کلام کے مفہوم کے خلط ملط ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

ط یہ وقف مطلق کی علامت ہے یہاں آپ کو ٹھہرنا چاہئے لیکن سلسلۂ کلام ابھی جاری ہے کہنے والے کا مطلب ابھی پورا نہیں ہوا ہے۔

ج وقف جائز کی نشانی ہے یہاں ٹھہریں تو بہتر، نہ ٹھہریں تو حرج نہیں۔

ز وقف مجوز کی علامت ہے یہاں ٹھہریں تو درست ہے لیکن نہ ٹھہرنا بہتر ہے۔

ص وقف مرخص کی نشانی ہے یہاں ملا کر پڑھنا چاہئے لیکن اگر کوئی تھک کر ٹھہر جائے تو رخصت ہے۔

صلے یہ الوصل اولیٰ کا مخفف ہے یعنی ملا کر پڑھنا بہتر ہے۔

ق قیل علیہ الوقف کا اختصار ہے یہاں نہیں ٹھہرنا چاہئے۔

صل قد یوصل کا مخفف ہے یہاں ٹھہرنا اور نہ ٹھہرنا دونوں جائز ہیں لیکن ٹھہرنا بہتر ہے۔

قف اس کا معنیٰ ہے ٹھہر جاؤ اور یہ علامت وہاں لکھی جاتی ہے جہاں یہ احتمال ہوتا ہے کہ پڑھنے والا اسے ملا کر پڑھے گا۔

س سکتہ یہاں ٹھہرنا چاہئے لیکن سانس نہ ٹوٹنے پائے۔

وقفہ لمبے سکتے کی علامت ہے لیکن سانس یہاں بھی نہ ٹوٹنا چاہئے۔

لا کے معنیٰ نہیں کے ہیں یہ علامت کبھی آیت کے اختتام پر لکھی جاتی ہے اور کبھی آیت کے اندر۔ آیت کے اندر ہوتو ہر گز نہیں ٹھہرنا چاہئے آیت کے اختتام پر ہوتو بعض کے نزدیک

ٹھہرنا چاہئے اور بعض کے نزدیک نہیں۔

ک کذالك کا مخفف ہے یعنی جو علامت پہلے ہے وہی یہاں سمجھی جائے۔

کتابت قرآن

ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی تھی تو وہ آپ کو یاد ہو جاتی تھی، اس زمانہ میں زیادہ زور حافظہ پر تھا، مگر اس کے باوجود اس کی کتابت بھی کرائی جاتی تھی، کاغذ تو دستیاب تھا نہیں، اس لیے قرآن پاک کی کتابت پتھر کی تختیوں پر، درخت کے چھال پر، کپڑوں پر اور لکڑی کے تختوں پر ہوتی تھی۔ کاتبین وحی کی تعداد عموماً چالیس بتائی جاتی ہے، جن میں سے چند مشہور کاتبین وحی یہ ہیں۔

۱۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۴۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم
۵۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۶۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۷۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۸۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۹۔ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نزول قرآن کے وقت مکہ میں خط ''قیراموز'' رائج تھا، چنانچہ مکہ میں کتابت اسی خط میں ہوئی، مدینہ میں خط ''حیری'' رائج تھا اس لیے وہاں اس خط میں قرآن پاک تحریر کیا گیا۔ ۱۶۰ھ میں خط ''کوفی'' کی کتابت ہونے لگی۔ ۳۱۸ھ میں خط ''نسخ'' کتابت کی شروعات ہوئی۔ قرآن کریم کا رسم الخط ایسا ہے کہ اس میں اختلاف قرأت کی گنجائش موجود رہتی ہے۔

(بنیادی معلومات قرآنی ص ۳۱)

سامان کتابت

عرب کی قدیم تحریریں پتھروں اور روغنی کپڑوں پر برآمد ہوئی ہیں۔ مسیحی فاضل نوفل نے لکھا ہے کہ اہل عرب ایک کپڑے کو روغن دے کر لکھنے کے لیے تیار کرتے تھے۔ اسے ''مہرق'' کہتے تھے۔ قرطاس کا رواج بھی عرب میں اسلام سے پہلے تھا قرآن کریم میں کئی جگہ قرطاس کا ذکر آیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِیْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ (الانعام۔۷)

(اور اگر ہم تم کو کاغذ میں کچھ لکھا ہوا اتارتے کہ وہ اسے اپنے ہاتھوں سے چھوتے جب بھی کافر کہتے کہ یہ نہیں مگر کھلا جادو)

قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰی نُوْرًا وَّهُدًی لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا (الانعام۹۱)

(تم فرماؤ کس نے اتاری وہ کتاب جو موسیٰ لائے تھے روشنی اور لوگوں کے لیے ہدایت جس کے تم نے الگ الگ کاغذ بنالئے، ظاہر کرتے ہو اور بہت سا چھپالیتے ہو)

اہل عرب سفید پتھر کی پتلی پتلی چکنی چکنی چوکور تختیاں بناتے تھے۔ ان کو ''لخاف'' کہتے تھے۔ کھجور کے درخت کی شاخوں کے جڑ کے پاس مثل چمڑے کے ایک کھال ہوتی ہے اس کو گوند وغیرہ سے چکنا کر کے ورق بناتے تھے اس کو ''عسیب'' کہتے تھے۔ لکڑی کی تختی لکھنے کے لیے بناتے تھے، اور ہرن کی کھال کے ورق بناتے تھے انھی چیزوں پر قرآن لکھا گیا۔ سامان کتابت کے بہت سے نام تھے۔

ا۔ صحف	۲۔ کتف (اونٹ یا بکرے کے شانے چوڑی ہموار ہڈی)
۳۔ اسفار	۴۔ زبر
۵۔ الواح	۶۔ رق (چمڑے کا ورق)

۷۔ قلم ۸۔ مداد (روشنائی)
۹۔ نون (دوات) ۱۰۔ سفرہ (پڑھنے والے لوگ)
۱۱۔ کاتبین (لکھنے والے لوگ) ۱۲۔ لخفۃ (پتھر کی پتلی تختیاں)
۱۳۔ قتب (پالان کی لکڑی)
کاغذ کی جگہ یہ تمام چیزیں مستعمل تھیں۔ (تاریخ القرآن ص ۱۸۶)

علوم قرآن

علوم القرآن کی اصطلاح متقدمین میں اس معانی میں استعمال نہیں ہوتی تھی جن میں آج ہو رہی ہے۔ متقدمین کے یہاں اس کے مفہوم کی وضاحت ڈاکٹر نورالدین عتر نے ان الفاظ میں کی ہے۔

" فيراد به علوم يوخذ من القرآن من علوم الشرع، كالعقيدة اوالفقه اوالاخلاق او من المعارف العامة حول الانسان والكون والطبيعة والنبات والسماء والافلاك"

(علوم القرآن الکریم ص ۷ دمشق ۱۹۹۳ء)

(اس سے مراد ایسے علوم ہیں جو قرآن اور علوم شریعت سے حاصل کئے جاتے ہیں جیسے عقیدہ یا فقہ یا اخلاق یا معارف عامہ جو انسان کے اردگرد کے ماحول سے حاصل کئے جاتے ہیں اور کائنات وطبع اور علم نبات وسماء اور علم افلاک سے حاصل کئے جاتے ہیں)

لغوی اعتبار سے سلف صالحین میں اس اصطلاح کا رواج موجود تھا جیسا کہ حضرت حسن بصری (وصال ۱۱۰ھ) کی اس روایت سے ظاہر ہے۔

" انزل الله مأة واربعة كتب، اودع علومها اربعة منها : التوراة والانجيل والزبور و الفرقان ثم اودع علوم التوراة والانجيل والزبور الفرقان،ثم اودع علوم القرآن المفصل، ثم اودع المفصل فاتحة الكتاب، فمن علم تفسير ها كان كمن

علم تفسير جميع الكتب المنزلة "

(اللہ تعالیٰ نے ایک سو چار کتب (۱۰۰ صحیفے اور چار کتابوں) کو نازل کیا اور ان کے علوم کو ان میں سے چار کتابیں تورات، انجیل زبور اور قرآن میں جمع کیا، پھر علوم قرآن کو تفصیلاً جمع کیا، پھر تفصیلی علم کو فاتحۃ الکتاب میں جمع کیا، لہٰذا جس شخص نے بھی اس کی تفسیر کو جان لیا گویا وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے تمام آسمانی کتب کی تفسیر کو جان لیا)

ابن ندیم کی فہرست سے اندازہ ہوتا ہے کہ چوتھی صدی میں اس اصطلاح کا استعمال شروع ہوگیا تھا اسی لیے بعد کے مفسرین نے واضح لفظوں میں لکھا ہے کہ علوم قرآن میں ان تمام مباحث کا جاننا ضروری ہے جن کا تعلق قرآن کریم سے ہے۔ قرآن کریم سے متعلق کتنے علوم ہیں ان کی وضاحت ڈاکٹر عبدالمجید محمود مطلوب نے علوم قرآن کی تعریف کرتے ہوئے ان الفاظ میں کی ہے۔

" العلم الذی يتناول الابحاث المتعلقة بالقرآن من حيث :

۱۔ تعريف القرآن وبيان اسمائه وصفاته وتميزه عن الحديث
۲۔ الوحی وكيفيته
۳۔ المكی والمدنی
٤۔ نزول القرآن واسبابه
٥۔ جمع القرآن وترتيبه
٦۔ أعجاز القرآن
۷۔ ترجمة القرآن
۸۔ تفسير القرآن وغيرها من الابحاث

(مباحث فی علوم القرآن والحديث ص ۸)

قرآن کریم بے شک تمام علوم کا خزانہ ہے۔ قاضی ابوبکر محمد بن عبداللہ المعروف بہ ابن العربی (وفات ۵۴۲ھ) نے لکھا ہے کہ قرآن کریم میں ستر ہزار علوم ہیں۔ ائمہ، علما کی تصانیف و تفاسیر کا جو شخص مطالعہ کرے گا، وہ اس قول کی صداقت کو ضرور تسلیم کرے گا، اس حقیقت کا

اعتراف اپنوں اور غیروں سبھی نے کیا ہے، ڈاکٹر مورلس فرانسیسی نے لکھا ہے کہ۔

''یہ کتاب تمام آسمانی کتابوں پر فائق ہے بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قدرت کی ازلی عنایت نے انسان کے لیے جو کتابیں تیار کی ہیں ان میں سب سے بہترین کتاب ہے۔اس کے نغمے انسان کی خیر وفلاح کے لیے فلاسفۂ یونان کے نغموں سے کہیں زیادہ اچھے ہیں۔عظمت خداوندی سے قرآن مقدس کا حرف حرف لبریز ہے۔قرآن کریم علما کے لیے ایک علمی کتاب شائقین علم لغت کے لیے ذخیرۂ لغات،شعرا کے لیے عروض کا مجموعہ اور شرائع وقوانین کا عام انسائیکلو پیڈیا ہے۔مسلمانوں کی اس کتاب کے ہوتے ہوئے کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہیں،اس کی فصاحت وبلاغت ساری دنیا کی فصاحت وبلاغت سے بے نیاز کئے ہوئے ہے۔یہ واقعی بات ہے اور اس کی واقعیت کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ بڑے بڑے انشا پردازوں اور شاعروں کے سر اس کتاب کے آگے جھک جاتے ہیں،اس کے لیے ایسے عجائبات ہیں جو روز بروز نئے نئے نکلتے رہتے ہیں،اور اس کے ایسے اسرار ہیں جو کبھی ختم نہیں ہوتے''۔(تاریخ القرآن ص ۱۳۱)

ذیل میں کچھ اہم علوم کی نشاندھی کی جارہی ہے جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن مقدس واقعی تمام علوم کا منبع وسرچشمہ ہے۔

ا۔علم الحساب

اس علم کے اصول میں دو چیزیں ہیں ا۔عدد صحیح ۲۔عدد مکسر جو عدد صحیح ہیں وہ حساب میں یا جمع کی صورت میں ہوتے ہیں یا تفریق کی یا ضرب کی یا تقسیم کی باقی قواعد انھی کے فروع ہیں،جن کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

ا۔تفریق

فلبث فیهم الف سنة الا خمسین عاماً (العنکبوت۱۴)

(تو وہ ان میں پچاس سال کم ہزار برس رہا)

۲۔ضرب

"مثل الذین ینفقون اموالهم فی سبیل الله کمثل حبة انبتت سبع سنابل فی کل سنبلة مائة حبة والله یضاعف لمن یشاء والله واسع علیم" (البقرة ۲۶۱)

(ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ کی طرح جس نے اُگائیں سات بالیں ہر بال میں سو دانے اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لیے چاہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے)۔

۳۔تقسیم

یوصیکم الله فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین (النساء۔ ۱۱)

(اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر)

۲۔علم تعبیر رویا

۱۔ انی رائیت احد عشر کوکبا والشمس والقمر رأ یتهم لی ساجدین (یوسف۔ ۴)

(میں نے گیارہ تارے اور سورج اور چاند دیکھے انھیں اپنے لیے سجدہ کرتے دیکھا)

۲۔ لقد صدق اللّٰہ رسوله الرء یابالحق (الفتح۔ ۲۷)

(بے شک اللہ نے سچ کر دیا اپنے رسول کا سچا خواب)

۳۔علم بدیع

۱۔صنعت مراعات النظیر

اَلشَّمۡسُ وَالۡقَمَرُ بِحُسۡبَانٍ وَّالنَّجۡمُ وَالشَّجَرُ یَسۡجُدَانِ (الرحمان۔ ۵،۶)

(سورج اور چاند حساب سے ہیں اور سبزے اور پیڑ سجدہ کرتے ہیں)

۳۔صنعت عکس

تُولِجُ اللَّيۡلَ فِى النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِى اللَّيۡلِ وَتُخۡرِجُ الۡحَىَّ مِنَ الۡمَيِّتِ وَتُخۡرِجُ الۡمَيِّتَ مِنَ الۡحَيِّ (آل عمران۔ ۲۷)

(تو رات کا حصہ دن میں ڈالے اور دن کا حصہ رات میں ڈالے اور مردہ سے زندہ نکالے اور زندہ سے مردہ نکالے)

۴۔علم عروض

۱۔بحر رمل

ثُمَّ اَقۡرَرۡتُمۡ وَاَنۡتُمۡ تَشۡهَدُوۡنَ (البقرہ۔ ۸۴)

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن

۲۔بحر متقارب

نِعۡمَ الۡمَوۡلٰى وَنِعۡمَ النَّصِيۡرُ (الانفال۔ ۴۰)

فعلن فعلن فعولن فعول

۵۔علم الامثال

وَاِنَّ اَوۡهَنَ الۡبُيُوۡتِ لَبَيۡتُ الۡعَنۡكَبُوۡتِ (العنکبوت۔ ۴۱)

(اور بے شک سب گھروں میں کمزور گھر مکڑی کا)

۶۔علم القیافۃ

يَنۡظُرُوۡنَ اِلَيۡكَ نَظَرَ الۡمَغۡشِيِّ عَلَيۡهِ مِنَ الۡمَوۡتِ (محمد ۲۰)

(اس کا دیکھنا دیکھتے ہیں جس پر مُردنی چھائی ہو)

۷۔علم الصرف

قَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰهَا (اور نامراد ہوا جس نے اسے معصیت میں چھپایا) میں د س ا کی اصل دسس ہے جب کئی حرف ایک صورت کے جمع ہو جائیں تو ایک کو دوسرے حرف سے (من جملہ حروف ابدال کے) بدلنا بہتر ہے۔ لہٰذا ایک سین کو الف سے بدل دیا گیا۔

۸۔علم الرجال

وَقَالُوا اتَّخَذَاللّٰهُ وَلَدًا سُبۡحَانَهٗ بَلۡ لَهٗ مَافِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡض

كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ (البقره۔ ۱۱۶)

(اور بولے خدا نے اپنے لیے اولاد رکھی پاکی ہے اسے بلکہ اسی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اس کے حضور گردن ڈالے ہیں)

۹۔علم الاخلاق

۱. اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ (النحل۔ ۹۰)

(بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی کا)

۲۔ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ (الرحمان ۶۰)

(نیکی کا بدلہ کیا ہے؟ مگر نیکی)

۳۔ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ (آل عمران ۱۵۹)

(تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان کے لیے نرم دل ہوئے اور اگر تند مزاج اور سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے)

یہ علم ایسی وسعت کے ساتھ قرآن مجید میں ہے کہ یہ مختصر کتاب اس کے مجمل بیان کی بھی متحمل نہیں ہو سکتی۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے لکھا ہے کہ اخلاقی احکام جو قرآن مجید میں ہیں اپنی جگہ پر کامل ہیں۔ (تاریخ القرآن ص ۳۳)

۱۰۔علم النفس

فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ (الروم۔ ۳۰)

(اللہ کی ڈالی ہوئی بنا جس پر لوگوں کو پیدا کیا، اللہ کی بنائی چیز نہ بدلنا)

۱۱۔علم التشریح

فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ (الحج۔ ۵)

(ہم نے تمہیں پیدا کیا مٹی سے پھر پانی کی بوند سے پھر خون کی پھٹک سے پھر گوشت کی بوٹی سے نقشہ بنی اور بے بنی تاکہ ہم تمہارے لیے اپنی نشانیاں ظاہر فرمائیں)

۱۲۔علم الجغرافیہ

اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (یوسف ۱۰۹)

(تو کیا یہ لوگ زمین میں چلے نہیں تو دیکھتے ان سے پہلوں کا کیا انجام ہوا)

۱۳۔علم الہیئت

تَبَارَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَاءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِیْهَا سِرَاجًا وَّقَمَرًا مُّنِیْرًا (الفرقان ۶۱)

(بڑی برکت والا ہے وہ جس نے آسمان میں برج بنائے اوران میں چراغ رکھا اور چمکتا چاند)

۱۴۔علم التاریخ

لَقَدْ كَانَ فِیْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ (یوسف ۱۱۱)

(لوگوں سے پھیرا نہیں جاتا بے شک ان کی خبروں سے عقلمندوں کی آنکھیں کھلتی ہیں)

۱۵۔علم المعیشت

وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِیْهَا مَعَایِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِیْنَ (الحجر ۲۰)

(اور تمہارے لیے اس میں روزیاں کردیں اور وہ کردئے جنہیں تم رزق نہیں دیتے)

۱۶۔علم الدرایت

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ (الحجرات ۶)

(اے ایمان والو اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کرلو کہ کہیں کسی قوم کو بے جانے ایذا نہ دے بیٹھو پھر اپنے کئے پر پچھتاتے رہ جاؤ)

۱۷۔علم تجوید

اَوْ زِدْ عَلَیْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا (المزمل ۴)

(یا اس پر کچھ بڑھاؤ اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو)

(تاریخ القرآن ص ۱۳۴)

بعض مفسرین قرآن نے ان علوم پر مزید سیکڑوں علوم کا اضافہ کیا ہے جیسے:

۱۸۔ علم حقیقة القرآن وماهو

۱۹۔ علم وحی القرآن وحقیقة الوحی

۲۰۔ علم انواع الوحی

۲۱۔ علم بدء الوحی

۲۲۔ علم صفة حال النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم حین ینزل الوحی

۲۳۔ علم کیفیة استعجال النبی بحفظ الوحی

۲٤۔ علم نزول القرآن من اللوح المحفوظ الی السماء الدنیا

۲۵۔ علم معنیٰ نزوله وانزاله وتنزیله

۲٦۔ علم اول ماانزل

۲۷۔ علم آخر ماانزل

۲۸۔ علم یوم الذی انزل فیه القرآن

۲۹۔ علم مقدار فترة الوحی وحکمة الفترة

۳۰۔ علم المکی والمدنی

۳۱۔ علم آیات المکیة فی السور المدنیة والآیات المدنیة فی السور المکیة

۳۲۔ علم الاماکن التی انزل فیها القرآن

۳۳۔ علم الارضی والسمائی

۳٤۔ علم نزل نهاراً ومانزل لیلاً

۳۵۔ علم الصیفی منه والشتائی

۳٦۔ علم الحضری والسفری

۳۷۔ علم الفراشی والنومی

۳۸۔ علم اسباب النزول

۳۹۔ علم ماتکرر نزوله

٤٠- علم ماتاخر حكمه عن نزوله وماتاخر نزوله عن حكمه

٤١- علم مانزل مفرقاً ومانزل مجتمعاً

٤٢- علم مانزل مشيعاً ومانزل مفرداً

٤٣- علم مانزل علىٰ بعض الانبياء ومالم ينزل

٤٤- علم اعراب سور القرآن

٤٥- علم اسماء سور القرآن

٤٦- علم اعراب سماء سور القرآن

٤٧- علم معرفة اعراب القرآن

٤٨- علم معانى الاحرف المقطعات التى فى اوائل السور

٤٩- علم احرف السبعة التى انزل القرآن عليها ماهى

٥٠- علم الظاهر والباطن والحد والمطلع

٥١- علم جمع القرآن وترتيبه

٥٢- علم عدد السور والآيات والكلمات والحروف القرآنية

٥٣- علم فضائل القرآن مجملاً

٥٤- علم فضائل السور مفصلاً

٥٥- علم افضل القرآن وفاضله

٥٦- علم آداب القرآن وآداب تاليه

٥٧- علم اهداء ثواب القرآن للانبياء وغيرهم

٥٨- علم الاقتباس من القرآن العظيم

٥٩- علم خواص القرآن

٦٠- علم رسم الخط

٦١- علم ما اختلف فيه مصاحف اهل الامصار بالاثبات والحذف

٦٢- علم مااتفقت علىٰ رسمه مصاحف اهل العراق

٦٣- علم ما اختلفت فيه مصاحف اهل الحجاز والعراق والشام بالزيادة والنقصان
٦٤- علم نقط المصحف وشكله
٦٥- علم ادب كتابة المصحف
٦٦- علم حفاظه ورواته
٦٧- علم قراء المشهورين بقرأة القرآن واسمائهم
٦٨- علم رواة ائمة القراء
٦٩- علم رجال هولاء الائمة الذين ادوا اليهم القرآن عن رسول الله
٧٠- علم اسناد القرآة ومعرفة العالي والنازل من اسانيدها
٧١- علم المتواتر
٧٢- علم المشهور وعلم الآحاد
٧٣- علم الشاذ
٧٤- علم المدرج والموضوع
٧٥- علم المسلسل من القرآن
٧٦- علم المقبول من القرآة والمردود
٧٧- علم حكمة الاختلاف فى القرأة
٧٨- علم تعريف علم القره ةوموضوعه وفائدته
٧٩- علم حقيقة الحروف القرآنية واعدادها
٨٠- علم مخارج الحروف
٨١- علم صفات الحروف
٨٢- علم تراكيب الحروف ومعرفة النطق بها مع التركيب
٨٣- علم تحسين الصوت بالقرأة
٨٤- علم كيفية تحمله
٨٥- علم كيفية الاخذبالجمع فى القرأة

٨٦۔ علم کیفیة الاستعاذة

٨٧۔ علم البسملة

٨٨۔ علم التکبیر

٨٩۔ علم الوقف

٩٠۔ علم الوقف علی مرسوم المصحف العثمانی

٩١۔ علم الموصول لفظاً والموصول معنیً

٩٢۔ علم فواصل الآی

٩٣۔ علم الادغام والاظهاروالاخفاء والاقلاب

٩٤۔ علم الامالة والفتح ومابینهما

٩٥۔ علم المد والقصر

٩٦۔ علم تخفیف الهمز

٩٧۔ علم احکام النون الساکنة والتنوین

٩٨۔ علم هاء الکنایة

٩٩۔ علم احکام الراء فی التفخیم والترقیق

١٠٠۔ علم احکام اللامات تفخیماً وترقیقاً

١٠١۔ علم احکام یاء ات الاضافة

١٠٢۔ علم یاء ات الزوائد

١٠٣۔ علم اختلاف القراء من اوجه القراء ة

١٠٤۔ علم توجیه القراء ة

١٠٥۔ علم قراء ة النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم

١٠٦۔ علم احکام المصلی اذا اخطا فی القراة

١٠٧۔ علم آیات الاحکام المائة

١٠٨۔ علم محکمه ومتشابهه

١٠٩- علم خاصه وعامه
١١٠- علم مشتركه ومووله
١١١- علم ظاهره وخفيه
١١٢- علم نصه ومشكله
١١٣- علم مفسره ومجمله
١١٤- علم منطوقه ومفهومه
١١٥- علم مطلقه ومقيده
١١٦- علم مقدمه وموخره
١١٧- علم ما اوهم التناقض والتعارض
١١٨- علم معرفة وجوهه ونظائره
١١٩- علم وجوه مخاطباته
١٢٠- علم ناسخه ومنسوخه
١٢١- علم حقيقه ومجازه
١٢٢- علم صريحه وكنايته
١٢٣- علم تشبيه القرآن
١٢٤- علم استعاراته
١٢٥- علم احوال الاسناد والمسند اليه
١٢٦- علم احوال المسند واحوال متعلقات الفعل
١٢٧- علم حصره واختصاصه
١٢٨- علم خبره وانشائه
١٢٩- علم فصله ووصله
١٣٠- علم ايجازه واطنابه ومساواته
١٣١- علم فواتح السور

١٣٢. علم خواتم السور

١٣٣. علم مناسبة الآيات والسور

١٣٤. علم الآيات المتشاكلات المتقابلات

١٣٥. علم لطائف القرآن واسراره ونكته وفوائده

١٣٦. علم اسرار تكرارقصص القرآن وبيان الحكمة والسر فى ذالك

١٣٧. علم اعجاز القرآن

١٣٨. علم مفردات القرآن

١٣٩. علم معرفة العلوم المستنبطة من القرآن

١٤٠. علم اقسام القرآن

١٤١. علم جدل القرآن

١٤٢. علم من ذكر الانبياء فى القرآن العظيم صريحاً

١٤٣. علم تاريخ الانبياء المذكورين فى القرآن

١٤٤. علم ماوقع فى القرآن الكريم من الاسماء والكنىٰ والالقاب

١٤٥. علم مبهمات القرآن علم اسماء من نزل فيهم القرآن

١٤٦. علم قصص الانبياء المذكورين فى القرآن

١٤٧. علم من ذكر فى القرآن الكريم من الامم والملوك غير الانبياء

١٤٨. علم امثال القرآن

١٤٩. علم مواعظ القرآن

١٥٠. علم حكم القرآن

١٥١. علم حقائق القرآن

١٥٢. علم معرفة تفسيره وتاويله

١٥٣. علم معرفة شروط المفسر وآدابه

١٥٤. علم معانى الادوات التى يحتاج اليها المفسر

۱۵۵۔ علم قواعد مهمة يحتاج المفسر الیٰ معرفتها

۱۵٦۔ علم تفسير القرآن بالاحاديث الصحيحة

۱۵۷۔ علم تفسير ماورد عن النبی من التفاسير المصرح برفعها اليه

۱۵۸۔ علم معرفة غريبه

۱۵۹۔ علم الاستشهاد علی القرآن بشعر العرب

۱٦۰۔ علم ماوقع فيه بغير لغة الحجاز

۱٦۱۔ علم ماوقع فی القرآن العزيز بغير لغة العرب

۱٦۲۔ علم غرائب التفاسير الغير مقبولة

۱٦۳۔ علم طبقات المفسرين

۱٦٤۔ علم آداب ختم القرآن

علوم القرآن کا تاریخی جائزہ

انبیائے کرام کی بعثت اسی لیے ہوئی تھی تا کہ وہ احکام الٰہی کو اچھی طرح بندگان حق تک پہنچا سکیں۔ پیغمبر آخرالزماں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت جزیرۂ عرب میں ہوئی وہاں کی زبان عربی تھی اس لیے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فصیح عربی زبان میں اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچایا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود فرمایا کرتے تھے " انا افصح العرب۔ عرب میں جتنی قومیں تھیں ان میں صرف دو قوموں کو اس وصف میں امتیاز حاصل تھا۔ ۱۔ قریش ۲۔ ہوازن ۔ قریش خود رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قبیلہ تھا اور بنی ہوازن کے قبیلے میں آپ کی تربیت ہوئی تھی ۔ اسی لیے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔

" انا اعربكم انا من قريش ولساني لسان بني سعد بن بكر "

(ابن سعد الطبقات الکبریٰ، جلد ۱ ص ۵۳ بیروت ۱۹۹٦ء)

بنو سعد، قبیلہ ہوازن کی ایک شاخ تھی۔ آپ کی فصاحت کے بارے میں آپ کے اصحاب فرماتے تھے " مارائنا الذي هو افصح منك " (الشفا قاضی عیاض جلد ۱ ص ۱۷۷ دمشق ۱۳۹۲ھ) ہم نے آپ سے زیادہ کسی کو فصیح نہیں دیکھا۔ آپ کی مادری زبان عربی تھی، قرآن کریم کا

نزول بھی عربی زبان میں ہوا۔ آپ کے اولین مخاطب بھی وہ صحابہ کرام تھے جو خالصتاً عرب تھے۔ اہل زبان ہونے کی وجہ سے قرآن کریم کے اسلوب اور اس کے ظواہر اور احکام سے پوری طرح واقف تھے۔ قرآن کریم چوں کہ ان کے سامنے نازل ہو رہا تھا لہٰذا کیفیت نزول قرآن کریم، اسباب نزول آیات اور ناسخ و منسوخ کو صحابہ اچھی طرح جانتے تھے اور جو کچھ اشکال پیش آتے اسے نبی اکرم سے حل کر دور کر لیتے تھے یہی وجہ تھی کہ تفسیر قرآن کے سلسلے میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد قرآن کریم کی تفہیم کے لیے صحابہ کرام قابل اعتماد ذریعہ تھے۔ مثال کے طور پر قرآن کریم کی یہ آیت جس کے سمجھنے میں صحابی کو تردد ہوا۔

حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ (البقرہ ۱۸۷)

اس آیت کریمہ کے تعلق سے صحیح بخاری میں ہے کہ جب احکام روزہ کے تعلق سے یہ آیت نازل ہوئی تو عدی بن حاتم نے سفید اور سیاہ دھاگے اپنے تکیہ میں رکھ لیے اور شب بھر ان کو دیکھتے رہے جب دونوں کا رنگ نظر آنے لگا تو کھانا پینا بند کر دیا۔ صبح جب آپ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بتایا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تو تمہارا تکیہ بڑا لمبا چوڑا ہوگا جس میں رات اور دن دونوں سما جاتے ہیں۔ دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی وضاحت کی کہ ان دو دھاگوں سے مراد رات کی سیاہی اور صبح کی سفیدی ہے۔

عہد عثمانی میں جب عرب و عجم آپس میں گھل مل گئے تو لوگ قرآن کی قرأت میں اختلاف کرنے لگے۔ حضرت عثمان نے اس امر کو محسوس کرتے ہوئے لوگوں کو ایک مصحف پر جمع کیا اور اس کی کئی نقول شہروں میں بھیج دیں۔ اس مصحف کے علاوہ جتنے بھی مصاحف تھے ان کو جلانے کا حکم دیا۔ یہی طرز عمل رسم قرآن کی بنیاد بنا۔

جب حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا دور آیا تو آپ نے زبان قرآن کو عجمیوں کے اثرات سے محفوظ رکھنے اور تلاوت قرآن میں سہولت کے پیش نظر ابوالاسود دوئلی سے نحو کے قواعد مرتب کروا کر ''اعراب القرآن'' کی بنیاد ڈالی۔

صحابہ کے بعد تابعین کا طبقہ ہے جنہوں نے مشاہیر صحابہ سے قرآن اور اس کے علوم و معارف کو سیکھا۔ ان حضرات نے علم تفسیر، علم اسباب نزول، علم مقطوع، و موصول قرآن، ناسخ

ومنسوخ، علم غریب قرآن کی اساس فراہم کی۔ پانچویں صدی سے باقاعدہ اس فن کی طرف توجہ دی جانی شروع کی گئی، مگر امام سیوطی (وصال ۹۱۱ھ) کے دور تک یہ بھی علم حدیث کی طرح مدون ومرتب نہ ہوسکا، جس کا شکوہ انھوں نے الاتقان میں کیا ہے اس فن پر مستقل تالیفات کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔ اس تعلق سے اہم مصنفین کی درج ذیل کتابیں منظر عام پر آ چکی ہیں۔

۱۔الحاوی فی علوم القرآن: محمد بن خلف بن المرزبان (وصال ۳۱۰ھ)

۲۔عجائب علوم القرآن: ابوبکر محمد بن قاسم الانباری (وصال ۳۲۸ھ)

۳۔الشافل فی علوم القرآن: ابوبکر محمد بن یحییٰ صولی (وصال ۳۲۸ھ)

۴۔التنبیه علیٰ فضل علوم القرآن:

ابوالقاسم الحسن بن محمد نیشاپوری (وصال ۴۰۶ھ)

۵۔البرهان فی علوم القرآن: ابوالحسن علی بن ابراہیم الحوفی (وصال ۴۳۰ھ)

۶۔فنون الافنان فی عیون القرآن:

عبدالرحمان بن علی ابن الجوزی (وصال ۵۹۷ھ)

۷۔المدهش فی علوم القرآن: عبدالرحمان بن علی ابن الجوزی (وصال ۵۹۷ھ)

۸۔المرشد الوجیز الیٰ علوم تتعلق بالکتاب العزیز:

ابوشامہ عبدالرحمان بن اسماعیل (وصال ۶۶۵ھ)

۹۔البرهان فی علوم القرآن: ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الزرکشی (وصال ۷۹۴ھ)

۱۰۔مواقع العلوم من مواقع النجوم:

ابوالفضل عبدالرحمان بن عمر البلقینی (وصال ۸۲۴ھ)

۱۱۔التحبیر فی علم التفسیر: عبدالرحمان بن ابی بکر السیوطی (وصال ۹۱۱ھ)

۱۲۔الاتقان فی علوم القرآن: عبدالرحمان بن ابی بکر السیوطی (وصال ۹۱۱ھ)

۱۳۔الزیادة والاحسان فی علوم القرآن:

محمد بن احمد بن سعید عقیلہ (وصال ۱۱۵۰ھ)

۱۴۔بدائع البرهان فی علوم القرآن: محمد آفندی ارنیری (وصال ۱۱۶۰ھ)

۱۵۔عجیب البیان فی علوم القرآن : شیخ عبدالباسط بن رستم علی (وصال ۱۲۲۳ھ)

۱۶۔المعجزۃ الکبری : محمد ابوزہرہ

۱۷۔مناہل العرفان فی علوم القرآن : محمد عبدالعظیم الزرقانی

۱۸۔المدخل الیٰ دراسۃ القرآن الکریم : ڈاکٹر محمد ابوشہبہ

۱۹۔البیان فی علوم القرآن : شیخ عبدالوہاب غزلان

۲۰۔مباحث فی علوم القرآن : ڈاکٹر صبحی صالح

۲۱۔من روائع القرآن : محمد رمضان البوطی

۲۲۔منہج الفرقان فی علوم القرآن : شیخ محمد علی سلامہ

۲۳۔موجز علوم القرآن : ڈاکٹر داؤد عطا

۲۴۔التمہید فی علوم القرآن : محمد ہادی معرفت

۲۵۔التبیان فی علوم القرآن : محمد علی صابونی

۲۶۔مناھج العرفان فی علوم القرآن : سید احمد حسین بن رحیم

۲۷۔یتیمۃ البیان فی شئی من علوم القرآن : علامہ یوسف بنوری

۲۸۔دراسات فی علوم القرآن : عبدالقہار داؤد العانی

۲۹۔علوم القرآن : ڈاکٹر عزت حسین

۳۰۔علوم القرآن : عبدالمنعم النصر

۳۱۔مباحث فی علوم القرآن والحدیث : ڈاکٹر عبدالمجید محمود مطلوب

۳۲۔علوم القرآن الکریم : ڈاکٹر نورالدین عتر

۳۳۔علوم القرآن : ڈاکٹر احمد عادل

۳۴۔علوم القرآن وفہرست منابع : ڈاکٹر سید عبدالوہاب طالقانی

(علوم القرآن : ڈاکٹر ہمایوں عباس ص ۲۷ فیصل آباد ۲۰۱۵ء)

اس موضوع پر جو کتابیں فارسی اور اردو زبانوں میں ہیں وہ اس پر مستزاد ہیں ان کتابوں کو بھی یکجا کرنے کی ضرورت ہے تا کہ اس موضوع پر کام کرنے والے محققین کو آسانیاں فراہم ہوسکیں ممکن ہے کہ کوئی اللہ کا بندہ اس طرف متوجہ ہو۔

قرآن کریم کی آیات اور سورتیں

قرآن کریم کو بہت سی سورتوں میں تقسیم کر دینے کی وجہ یہ ہے کہ ہر ایک سورہ بجائے خود ایک مستقل باب یا فصل ہے مثلاً سورۂ یوسف میں مستقل حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ ہے، سورۂ ابراہیم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا، سورۂ براۃ میں منافقین کا بیان ہے۔ الغرض ہر ایک سورت کا بیان مکمل اسی سورہ میں ختم ہو جاتا ہے اور اس کو دوسری سورۃ کی ضرورت نہیں رہتی۔ ہر ایک سورۃ کے ضمن میں متعدد آیات ہیں، آیت کے معنیٰ نشان کے ہیں، اصطلاح میں آیت سورۃ کے اندر سب سے چھوٹی تقسیم کا نام ہے، ہر فقرہ میں جس میں کوئی حکم ہو یا وہ ایک عبارت ہو یا پیرا گراف ایک آیت ہے، قرآن کریم میں جو آیتیں ہیں ان کی کل تعداد ٦٦٦٦ ہے۔ اور قرآن مجید میں جو سورتیں ہیں وہ ١١٤ ہیں جن میں بعض مکی اور بعض مدنی ہیں، جو ہجرت سے قبل نازل ہوئی ہیں انھیں مکی اور جو بعد ہجرت نازل ہوئی ہیں انھیں مدنی کہا جاتا ہے، بعض سورتوں کی کچھ آیات مدنی ہیں جب کہ خود وہ سورۃ مکی ہے۔

عام علما کے خیال کے مطابق ٨٦ سورتیں مکی ہیں اور باقی ٢٨ سورتیں مدنی ہیں۔ مکی سورتیں نسبتاً مختصر ہیں جب کہ مدنی سورتیں طویل ہیں، ہر وہ سورت جس میں سجدے کی آیت ہے مکی ہے، جس میں منافقین کا ذکر ہے مدنی ہے۔ قرآن مجید کی بعض سورتیں طویل ہیں، بعض متوسط، اور بعض مختصر، پہلی سات سورتوں کو طوال کہا جاتا ہے کیوں کہ یہ لمبی ہیں۔ ان کے بعد سورتیں مئین کے ساتھ موسوم ہیں کیوں کہ ان سورتوں میں آیات سو سے زیادہ یا قریب قریب ہیں۔ پھر اس کے بعد جو سورتیں آتی ہیں ان کو مثانی کہا جاتا ہے۔ مثانی کے بعد چھوٹی سورتیں ہیں جن کو مفصل کہتے ہیں۔ اس لیے کہ مفصل کے معنیٰ ہیں محکم اور یہ بھی اپنے اختصار کے ساتھ محکم اور واضح ہیں، مختصر ترین سورتیں الکوثر، العصر اور الاخلاص ہیں۔

سبع طوال، سات طویل سورتیں یہ ہیں سورۂ بقرہ، سورۂ آل عمران، سورۂ نساء، سورۂ المائدہ، سورۂ الانعام، سورۂ الاعراف اور سورۂ الانفال سورتوں کی موجودہ ترتیب نزولی یعنی نازل ہونے کے لحاظ سے نہیں بلکہ توفیقی (بحکم خداوندی) ہے اور یہ ترتیب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بتادی گئی تھی۔

تعدادآیات قرآن کریم

آیات کی تعداد میں اختلاف ہے اس کا سبب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعض دفعہ آیتوں کے سرے پر ٹھہرا کرتے تھے اور بعض دفعہ وصل بھی فرمایا کرتے تھے۔ لہٰذا بعض نے وصل اور بعض نے فصل کا اعتبار کیا۔ اس توضیح کی روشنی میں آیتوں کی تفصیل کچھ اس طرح ہے

حضرت عائشہ کا شمار	٦٦٦٦	اہل مکہ کا شمار	٦٢١٢
حضرت ابن مسعود	٦٢١٨	اسماعیل بن جعفر زمانی	٦٢١٤
اقوال عامہ	٦٦٦٦	کوفی	٦٢٣٦
شامی	٦٢٥٠	عراقی	٦٢١٤
بصری	٦٢١٦		

حضرت عبد اللہ بن مسعود نے حروف بھی شمار کئے تھے۔ باقی شمار تابعین کے نام سے مشہور ہیں۔

ابن مسعود کا شمار	٣٢٢٦٧١
مجاہد کا شمار	٣٢١١٢١
اقوال عامہ	٣٢٠٢٦٧

صحابہ کرام نے کلمات قرآن کو بھی شمار کیا ہوگا کیوں کہ آیات وحروف گنے تو کلمات کیوں چھوڑے ہوں گے۔ لیکن کلمات کا شمار تابعین کے نام سے مشہور ہے۔

کلمات کا شمار

حمید اعرج کا شمار	٧٦٤٣٠	عبد العزیز بن عبد اللہ کا شمار	٧٠٤٣٩
مجاہد کا شمار	٧٦٢٥٠	اقوال عامہ	٨٦٤٣٠

حرکات کا شمار

فتحات	٤٥٣١٤٣	کسرات	٣٩٥٨٢
تشدید	١٢٧٤	ضمات	٨٨٠٤

مدّات	۱۷۷۱	نقاط	۱۰۵۶۸۴

حروف کا شمار

ا	۴۸۸۷۶	ب	۱۱۴۲۸
ت	۱۱۰۹۵	ث	۱۲۷۶
ج	۳۲۷۳	ح	۳۷۹۳
خ	۲۴۱۶	د	۵۶۰۲
ذ	۴۶۷۷	ر	۱۱۷۹۳
ز	۱۵۹۰	س	۵۸۹۱
ش	۲۲۵۳	ص	۲۰۱۲
ض	۱۳۰۷	ط	۱۲۷۷
ظ	۸۴۲	ع	۹۲۲۰
غ	۲۲۰۸	ف	۸۴۹۹
ق	۶۸۱۳	ک	۹۵۰۰
ل	۳۰۴۳۲	م	۳۶۵۶۰
ن	۴۵۱۹۰	و	۲۵۵۳۶
ہ	۱۹۰۷۰	ی	۲۵۹۱۹

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آیات کی تقسیم بھی اس طرح کی ہے وہ فرماتے ہیں۔

"جملہ آیات قرآن مجید کہ شش ہزار وشش صد اند چہار صد آیت در تعویز است و یک ہزار و دو صد در شرائع اسلام و یک ہزار در ترتیب سلطنت وشش صد در معاملات و یک ہزار در عذر جرائم و یک ہزار در ضمان رزق وفت صد در جہاد و پانصد در حج و باقی در حکم طلاق و نکاح"۔

جن آیات میں صراحت سے احکام بیان ہوئے ہیں ان کی تعداد ۱۵۰ ہے اور استنباط کے لحاظ سے کل احکامی آیات کی تعداد ۵۰۰ ہے۔ وہ آیتیں جن میں علوم کا ذکر آیا ہے یا ان کی طرف

اشارہ ہے۔۷۵۰ سے زیادہ ہیں چوں کہ نوع انسان کو باعتبار روحانیت مادیت سے زیادہ تعلق ہے اس لیے وہ آیتیں جو مادی علوم سے تعلق رکھتی ہیں تعداد میں زیادہ ہیں۔ (تاریخ القرآن ص۱۱۷)

قرآن کریم کی سورتیں

قرآن کریم ایک جلد میں ایک سو چودہ سورتوں پر مشتمل ہے۔ یہ سورتیں تیس اجزا پر محیط ہیں جنہیں تیس پارے کہا جاتا ہے۔ یہ پارے تیس مساوی حصوں پر مشتمل ہیں۔ یقین کے ساتھ یہ کہنا مشکل ہے کہ ان پاروں کی تقسیم کس نے کی، بعض حضرات کا خیال ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصاحف نقل کراتے وقت انھیں تیس مختلف صحیفوں میں لکھوایا تھا، لہٰذا یہ تقسیم آپ ہی کے زمانہ کی ہے لیکن متقدمین کی کتابوں میں اس کی کوئی صراحت نہیں ملتی۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ تقسیم عہد صحابہ کے بعد تعلیم کی سہولت کے لیے کی گئی ہے۔ البتہ رکوع کے تعلق سے مفتی محمد تقی عثمانی لکھتے ہیں۔

> ''برصغیر کے قرآنی نسخوں میں ایک علامت جو آج تک چلی آتی ہے وہ رکوع کی علامت ہے اور اس کی تعیین قرآن کریم کے مضامین کے لحاظ سے کی گئی ہے، یعنی جہاں ایک سلسلۂ کلام ختم ہوا وہاں رکوع کی علامت (حاشیہ پر حرف ''ع'') بنادی گئی، احقر کو جستجو کے بعد مستند طور پر یہ نہیں معلوم ہوسکا کہ رکوع کی ابتدا کس نے اور کس دور میں کی؟ البتہ یہ بات تقریباً یقینی ہے کہ اس علامت کا مقصد آیات کی ایسی متوسط مقدار کا تعیین ہے جو ایک رکعت میں پڑھی جاسکے اور اس کو رکوع اسی لیے کہتے ہیں کہ نماز میں اسی جگہ پر رکوع کیا جائے''۔
>
> (توضیح القرآن ص۲۹)

قرآن کریم میں ہر سورت خواہ مکی ہو یا مدنی کتنی آیات اور کتنے رکوع پر مشتمل ہے اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

۱۔الفاتحہ	رکوع	۱	آیات	۷
۲۔البقرہ	رکوع	۴۰	آیات	۲۸۶
۳۔آل عمران	رکوع	۲۰	آیات	۲۰۰
۴۔النساء	رکوع	۲۴	آیات	۱۷۶

۵۔المائدہ	رکوع	۱۶	آیات	۱۲۰
۶۔الانعام	رکوع	۲۰	آیات	۱۶۶
۷۔الاعراف	رکوع	۲۴	آیات	۲۰۶
۸۔الانفال	رکوع	۱۰	آیات	۷۵
۹۔التوبہ	رکوع	۱۶	آیات	۱۲۹
۱۰۔یونس	رکوع	۱۱	آیات	۱۰۹
۱۱۔ھود	رکوع	۱۰	آیات	۱۲۳
۱۲۔یوسف	رکوع	۱۲	آیات	۱۱۱
۱۳۔الرعد	رکوع	۶	آیات	۴۳
۱۴۔ابراھیم	رکوع	۷	آیات	۵۲
۱۵۔الحجر	رکوع	۶	آیات	۹۹
۱۶۔النحل	رکوع	۱۶	آیات	۱۲۸
۱۷۔بنی اسرائیل	رکوع	۱۲	آیات	۱۱۱
۱۸۔الکھف	رکوع	۱۲	آیات	۱۱۰
۱۹۔مریم	رکوع	۶	آیات	۹۹
۲۰۔طٰہٰ	رکوع	۸	آیات	۱۳۵
۲۱۔الانبیاء	رکوع	۷	آیات	۱۱۲
۲۲۔الحج	رکوع	۱۰	آیات	۷۸
۲۳۔المومنون	رکوع	۶	آیات	۱۱۸
۲۴۔النور	رکوع	۹	آیات	۶۴
۲۵۔الفرقان	رکوع	۶	آیات	۷۷
۲۶۔الشعراء	رکوع	۱۱	آیات	۲۲۷
۲۷۔النمل	رکوع	۷	آیات	۹۳

۲۸۔القصص	رکوع	۹	آیات	۸۸
۲۹۔العنکبوت	رکوع	۷	آیات	۶۹
۳۰۔الروم	رکوع	۶	آیات	۶۰
۳۱۔لقمان	رکوع	۴	آیات	۳۴
۳۲۔السجدہ	رکوع	۳	آیات	۳۰
۳۳۔الاحزاب	رکوع	۹	آیات	۷۳
۳۴۔السّبا	رکوع	۶	آیات	۵۴
۳۵۔الفاطر	رکوع	۵	آیات	۴۶
۳۶۔یسٓ	رکوع	۵	آیات	۸۳
۳۷۔والصّفت	رکوع	۵	آیات	۱۸۲
۳۸۔صٓ	رکوع	۵	آیات	۸۸
۳۹۔الزّمر	رکوع	۸	آیات	۷۵
۴۰۔المؤ من	رکوع	۹	آیات	۸۵
۴۱۔حمٓ السجدہ	رکوع	۶	آیات	۵۴
۴۲۔الشوریٰ	رکوع	۵	آیات	۵۳
۴۳۔الزّخرف	رکوع	۷	آیات	۸۹
۴۴۔الدخان	رکوع	۳	آیات	۵۹
۴۵۔الجاشیۃ	رکوع	۴	آیات	۳۷
۴۶۔الاحقاف	رکوع	۴	آیات	۳۵
۴۷۔محمد	رکوع	۴	آیات	۳۸
۴۸۔الفتح	رکوع	۴	آیات	۲۹
۴۹۔الحجرات	رکوع	۲	آیات	۱۸
۵۰۔قٓ	رکوع	۳	آیات	۴۵

۵۱۔الذاریات	رکوع	۳	آیات	۶۰
۵۲۔الطور	رکوع	۲	آیات	۴۹
۵۳۔النجم	رکوع	۳	آیات	۶۲
۵۴۔قمر	رکوع	۳	آیات	۵۵
۵۵۔الرحمان	رکوع	۳	آیات	۷۸
۵۶۔الواقعہ	روع	۳	آیات	۹۶
۵۷۔الحدید	رکوع	۴	آیات	۲۹
۵۸۔المجادلۃ	رکوع	۳	آیات	۲۲
۵۹۔الحشر	رکوع	۳	آیات	۲۴
۶۰۔الممتحنۃ	رکوع	۲	آیات	۱۳
۶۱۔الصف	رکوع	۲	آیات	۱۴
۶۲۔الجمعہ	رکوع	۲	آیات	۱۱
۶۳۔المنافقون	رکوع	۲	آیات	۱۱
۶۴۔التغابن	رکوع	۲	آیات	۱۸
۶۵۔الطلاق	رکوع	۲	آیات	۱۲
۶۶۔التحریم	رکوع	۲	آیات	۱۲
۶۷۔الملک	رکوع	۲	آیات	۳۰
۶۸۔القلم	رکوع	۲	آیات	۵۲
۶۹۔الحاقہ	رکوع	۲	آیات	۵۲
۷۰۔المعارج	رکوع	۲	آیات	۴۲
۷۱۔نوح	رکوع	۲	آیات	۲۹
۷۲۔الجن	رکوع	۲	آیات	۲۸
۷۳۔المزّمل	رکوع	۲	آیات	۲۰

۷۴۔المدثر	رکوع	۲	آیات	۳۶
۷۵۔القیامۃ	رکوع	۲	آیات	۴۰
۷۶۔الدھر	رکوع	۲	آیات	۳۱
۷۷۔المرسلات	رکوع	۲	آیات	۵۰
۷۸۔النباء	رکوع	۲	آیات	۴۰
۷۹۔النازعات	رکوع	۲	آیات	۴۶
۸۰۔عبس	رکوع	۱	آیات	۴۲
۸۱۔التکویر	رکوع	۱	آیات	۲۹
۸۲۔الانفطار	رکوع	۱	آیات	۱۹
۸۳۔مطففین	رکوع	۱	آیات	۳۶
۸۴۔الانشقاق	رکوع	۱	آیات	۲۵
۸۵۔البروج	رکوع	۱	آیات	۲۲
۸۶۔الطارق	رکوع	۱	آیات	۱۷
۸۷۔الاعلی	رکوع	۱	آیات	۱۹
۸۸۔الغاشیۃ	رکوع	۱	آیات	۲۶
۸۷۔الفجر	رکوع	۱	آیات	۳۰
۸۸۔البلد	رکوع	۱	آیات	۲۰
۸۹۔الشمس	رکوع	۱	آیات	۱۵
۹۰۔اللیل	رکوع	۱	آیات	۲۱
۹۱۔الضحیٰ	رکوع	۱	آیات	۱۱
۹۴۔الانشراح	رکوع	۱	آیات	۸
۹۵۔التین	رکوع	۱	آیات	۸
۹۶۔العلق	رکوع	۱	آیات	۱۹

۹۷۔القدر	رکوع	۱	آیات	۵
۹۸۔البینہ	رکوع	۱	آیات	۸
۹۹۔الزلزال	رکوع	۱	آیات	۸
۱۰۰۔العادیات	رکوع	۱	آیات	۱۱
۱۰۱۔القارعۃ	رکوع	۱	آیات	۱۱
۱۰۲۔التکاثر	رکوع	۱	آیات	۸
۱۰۳۔العصر	رکوع	۱	آیات	۳
۱۰۴۔الھمزہ	رکوع	۱	آیات	۹
۱۰۵۔الفیل	رکوع	۱	آیات	۵
۱۰۶۔القریش	رکوع	۱	آیات	۴
۱۰۷۔الماعون	رکوع	۱	آیات	۷
۱۰۸۔الکوثر	رکوع	۱	آیات	۳
۱۰۹۔الکافرون	رکوع	۱	آیات	۶
۱۱۰۔النصر	رکوع	۱	آیات	۳
۱۱۱۔اللھب	رکوع	۱	آیات	۵
۱۱۲۔الاخلاص	رکوع	۱	آیات	۵
۱۱۳۔الفلق	رکوع	۱	آیات	۵
۱۱۴۔الناس	رکوع	۱	آیات	۶

قرآن مجید کی ان تمام سورتوں کوتیس پاروں میں تقسیم کرنے کا جو مقصد کارفرما ہے وہ یہ ہے کہ ہر مسلمان سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ روزانہ قرآن مجید کی تلاوت کرے گا اس لیے اہل علم نے اسے تیس پاروں میں تقسیم کیا ہے تا کہ ایک مسلمان قرآن مجید کے تمام مضامین ایک ماہ میں کم از کم ایک بار ذہن نشین کر لے۔

رکوعوں کی تقسیم کے وقت یہ امر پیش نظر رکھا گیا ہے کہ ایک مسلمان عام طور پر دن میں

پانچ مرتبہ نماز میں کس قدر تلاوت کرتا ہے یا کرسکتا ہے ایک ٹکڑے کا نام رکوع غالباً اسی لیے رکھا گیا کہ نماز میں قیام کے بعد رکوع آتا ہے اور یہ مناسب ہے کہ اس قدر قرآن کریم کی تلاوت کے بعد رکوع ہو۔

روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعض اہل قلم کو ہفتہ وار تلاوت یعنی ہفتہ کے سات دنوں کے لیے قرآن مجید کی تلاوت کی اجازت دے دی تھی، بلکہ سات منزلیں خود آپ نے ہی متعین فرمادی تھیں اور وہ منزلیں تمام صحابہ کو معلوم تھیں۔ :

۱۔ پہلی منزل	(سورۂ فاتحہ تا سورۂ نساء)
۲۔ دوسری منزل	(سورۂ مائدہ تا سورۂ توبہ)
۳۔ تیسری منزل	(سورۂ یونس تا سورۂ النمل)
۴۔ چوتھی منزل	(سورۂ بنی اسرائیل تا سورۂ الفرقان)
۵۔ پانچویں منزل	(سورۂ الشعرا تا سورۂ یسٓ)
۶۔ چھٹی منزل	(سورۂ الصف تاسورۂ الحجرات)
۷۔ ساتویں منزل	(سورۂ ق تا سورۂ الناس)

ترجمہ کا مفہوم

ترجمہ عربی زبان کا لفظ ہے اس کا مطلب ڈاکٹر محمد حسین الذہبی نے اپنی کتاب میں اس طرح نقل کیا ہے۔

"نقل الکلام من لغةٍ الیٰ لغةٍ اخریٰ بدون بیان المعنی لاھل المترجم وذٰلك کوضع ردیف مکان ردیف من لغة واحدة"

(التفسیر والمفسرون ص ۲۳)

(کسی کلام کو ایک دوسری زبان میں منتقل کرنے کو ترجمہ کہتے ہیں بجز اس کے کہ جس کلام کا ترجمہ کیا گیا ہو اس کے معانی کی وضاحت کی جائے جیسے ایک ہی زبان کے ردیف کو بدل کر اس کی جگہ اسی زبان کا دوسرا ردیف استعمال کیا جائے)

صاحب ''تاج العروس'' مرتضیٰ زبیدی بلگرای نے ترجمہ کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

"والترجمان المفسر للسان وقد ترجمه وترجم عنه اذا فسر کلامه بلسان اخریٰ قال الجوهری وقیل نقله من لغةٍ الیٰ لغةٍ اخریٰ" (تاج العروس جلد ۸ص ۲۱۱)

(کسی زبان کی تشریح و توضیح کرنے والے کو ترجمان کہتے ہیں جب کہ اس زبان کے کلام کو دوسری زبان میں تبدیل کرنے کا نام ترجمہ ہے۔ امام جوہری کا قول ہے کہ کلام کو ایک زبان سے دوسری زبان میں نقل کرنے کو ترجمہ کہتے ہیں)

قرآن کریم کے ترجمہ سے استفادہ کا کام عہد نبوی سے ہی شروع ہو گیا تھا۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ لکھتے ہیں۔

''امام تاج الشریعہ نے اپنی کتاب النہایہ حاشیہ الہدایہ طبع دہلی ۱۹۱۵ص ۸۶ حاشیہ نمبر ا میں لکھا ہے کہ حضرت سلمان فارسی نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اجازت سے سورہ فاتحہ کا فارسی ترجمہ کر کے نومسلم ایرانیوں کو دیا جو نماز میں اس کو اس وقت تک پڑھتے رہے جب تک کہ عربی عبارتیں (سورتیں، تشہد وغیرہ) انھیں یاد نہ ہو گئیں اس قصے میں فارسی ترجمہ کے چند الفاظ بھی نقل ہوئے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ ترجمہ تھا عربی الفاظ کو قدیم فارسی خط میں لکھنا مراد نہیں ہے اس کے بعد قدیم ترین ترجمہ غالباً سندھی میں تھا جو ۲۷۰ھ کے لگ بھگ تیار ہوا اور جس کا ذکر بزرگ بن شہریار الرامہرنوی نے اپنی کتاب ''عجائب الہند (ص ۲۔۳) میں کیا ہے''۔

(قرآن مجید کے تراجم جنوبی ہند کی زبانوں میں۔ص ۷)

بعد کے زمانوں میں علمی ضرورتوں کے مطابق کلی یا جزئی طور پر ترجمۂ قرآن کی کوششیں جاری رہیں اور تا حال ختم نہیں ہوئیں، مترجمین میں مسلمان بھی ہیں اور غیر مسلم بھی ہیں اور ایک ہی زبان میں متعدد ترجمے بھی ملتے ہیں کیوں کہ نئے زمانے کے عالم اپنی زبان میں کوئی پرانا ترجمہ پاتے اور اس میں خامیاں دیکھتے ہیں تو نئے ترجمہ کا کام اپنے سر لیتے ہیں۔

قرآن کریم کے ترجمہ کا باضابطہ آغاز کب ہوا اس سلسلہ میں جو کچھ ڈاکٹر حمید اللہ نے لکھا ہے اس کا لب لباب یہ ہے۔

''پہلی صدی ہجری کے دوسرے نصف میں اور حجاج بن یوسف کے دور حکومت میں غیر مسلموں کے کئے ہوئے قرآن کریم کے سریانی تراجم ملتے ہیں اس بات کا بھی امکان موجود ہے کہ ۱۲۷ھ میں قرآن کریم کا بربری زبان میں کیا ہوا ترجمہ بھی موجود ہے فارسی زبان میں منتقل ہونے والا قرآن کریم کا ترجمہ بھی تھا جسے حضرت موسیٰ بن سیار الاسوری نے ۲۵۵ھ میں کیا تھا۔ اور ۲۷۰ھ میں ہندوستانی زبان میں بھی مکمل ترجمہ موجود تھا۔ ٹی وی آرنلڈ کے کہنے کے مطابق چینی زبان میں بھی قرآن کا ترجمہ موجود تھا۔ ایک چینی واقع نگار کے مطابق ۱۳-۱۷۳۲ء میں جو مسلمان مغرب کی طرف سے چین آتے تھے، وہ اپنے ساتھ اپنی مقدس کتاب (قرآن) بھی لاتے تھے اور اس کو شاہی محل کے اس کشادہ کمرے میں جمع کر دیتے تھے جو مقدس اور مذہبی کتابوں کے تراجم کے لیے مخصوص تھا اور آزادی کے ساتھ اپنے مذہبی فرائض انجام دیتے تھے۔ (قرآن مجید کے تراجم جنوبی ہند کی زبانوں میں ص ۷۷)

تفسیر کی لغوی تعریف

لفظ تفسیر باب تفعیل کا مصدر ہے جس کا مادہ ف، س، ر ہے کتب لغت میں جس کے درج ذیل معانی بیان کئے گئے ہیں۔ صاحب ''لسان العرب'' فرماتے ہیں۔

" فسر " کا معنیٰ ہے اظہار و بیان۔ مزید لکھتے ہیں کہ " فسر " بے حجاب کرنے کو کہتے ہیں۔ چوں کہ تفسیر کرتے وقت بھی مشکل الفاظ کے معنیٰ و مفہوم کو بے حجاب کر دیا جاتا ہے لہٰذا اسے تفسیر کا نام دیا جاتا ہے۔ (ابن منظور افریقی، لسان العرب جلد ص ۳۶۱، ایران ۱۴۰۵ھ)

مشہور مفسر اور ماہر نحو ابوالحیان اندلسی لکھتے ہیں۔

''سواری کا پالان اتار کر اس کی پیٹھ ننگی کرنے کو بھی تفسیر کہتے ہیں'' اور یہی قول ثعلب نحوی کا بھی ہے۔ ظاہر ہے کہ ننگے کرنے میں کشف واظہار کا مفہوم پایا جاتا ہے اس لیے زین اتارنے سے پیٹھ کھل کر سامنے آجاتی ہے، تفسیر میں کشف واظہار پایا جاتا ہے بایں طور اس کے ذریعہ الفاظ و آیات قرآن کا مفہوم کھل کر سامنے آجاتا ہے اس لیے اسے بھی تفسیر کہتے ہیں۔ (البحر المحیط، ابوالحیان اندلسی جلد ا ص ۱۲، بیروت ۱۴۱۲ھ)

تفسیر کی اصطلاحی تعریف

اصطلاح میں تفسیر کے معنی ہیں (مقررہ قیود کا لحاظ رکھتے ہوئے) قرآن مجید کی تشریح وتوضیح اور تفصیل کرنا، اس کے مشکل الفاظ اور جملوں کے مفہوم ومطلب کو ظاہر کرنا، علما علم تفسیر کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

تفسیر وہ علم ہے جس میں بشری استطاعت کی حد تک نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل شدہ کتاب کے معانی ومفہوم کی واضح کیا جاتا ہے تاکہ منشائے خداوندی کو پایا جا سکے اس مقصد کے لیے قرآنی آیات کی شان نزول، مکی ومدنی، ناسخ ومنسوخ، عام وخاص مطلق ومقید، حلال وحرام اور عبرت وامثال وغیرہ سے بحث کی جاتی ہے۔ تفسیر کا مترادف لفظ تاویل استعمال ہوتا ہے ابتدا میں لفظ تفسیر ہر کتاب کی تفہیم وتشریح کے لیے استعمال ہوتا تھا لیکن اب صرف قرآنی مفاہیم کی توضیح کے لیے ہی استعمال کیا جاتا ہے۔

علمائے کرام نے تفسیر کی اور بھی کئی تعریفیں بیان کی ہیں۔ جلال الدین سیوطی نے اپنی مشہور زمانہ تصنیف الاتقان میں امام محمد بن عبداللہ زرکشی کے حوالے سے تفسیر کی تعریف اس طرح لکھی ہے۔

بانه علم يفهم به كتاب الله المنزل علىٰ نبيه محمد وبيان معانيه واستخراج احكامه وحكمه

(الاتقان جلد ۲ ص ۱۷۴ مصطفیٰ الحلبی ۱۹۳۵ء)

(تفسیر ایک ایسا علم ہے جس کی مدد سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل شدہ قرآن کا مفہوم ومعانی سمجھا جاتا ہے اور اس کے احکام اور حکمتوں کا استنباط کیا جاتا ہے۔

ابوحیان تفسیر کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"تفسیر ایک ایسا علم ہے جس میں الفاظ قرآن کی کیفیت نطق اور الفاظ کے معانی اور ان کے افرادی اور ترکیبی حالات اور ان کے تتمات کا بیان کیا جائے"۔ (البحر المحیط جلد ۱ ص ۲۶)

الفاظ قرآن کی کیفیت نطق سے مراد "علم قرأت" ہے، الفاظ قرآن کے مدلولات سے

مراد ان الفاظ کے معانی ہیں اور اس کا تعلق ''علم لغت'' سے ہے مفرد اور مرکب کے احکام اس سے مراد ''علم صرف، علم نحو'' اور ''علم بیان و علم بدیع'' (فصاحت و بلاغت) ہے اور حالت ترکیب میں الفاظ قرآن کے معانی سے مراد یہ ہے کہ کبھی لفظ کا ظاہری معنیٰ مراد نہیں ہوتا اور اس کو مجاز پر محمول کیا جاتا ہے۔ اس کا تعلق ''علم معانی'' اور ''علم بیان'' سے ہے اور تتمات سے مراد ''علم ناسخ و منسوخ'' کی معرفت آیات کا ''شان نزول'' اور مبہمات قرآن کا بیان کرنا ہے۔

علامہ زرقانی نے علم تفسیر کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"وسمی علم التفسیر لما فیه من الکشف والتبیین واختص بهذا الاسم دون بقیة العلوم مع انها کلها مشتملة علی الکشف والتبیین لانه لجلالة قدرہٖ واحتیاجهٖ الیٰ زیادة الاستعداد وقصده الیٰ تبیین مراد الله من کلامهٖ کانه هو التفسیر وحده دون ما عدا" (مناهل العرفان جلد ۱ ص

(اور اسے علم تفسیر کہا جاتا ہے کیوں کہ اس میں کشف و اظہار کے معانی آتے ہیں اس لیے یہ علم اس نام سے موسوم ہوا اگر چہ دوسرے علوم میں بھی کشف و بیان پایا جاتا ہے مگر یہ نام اس علم کے ساتھ مخصوص ہے اس لیے یہ علم جلیل القدر اور زیادہ استعداد کا سرتاج ہے اس میں بیان کیا جاتا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اس سے اس کی کیا مراد ہے؟ اس لیے یہ نام صرف اسی علم کو دیا گیا ہے گویا کشف و اظہار کا حامل صرف یہی علم ہے یعنی علم تفسیر اور کوئی نہیں)

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قرآن مجید کے فقرے "احسن تفسیراً'' کا مطلب "تفصیلاً" روایت کیا گیا ہے۔ ابن فارس نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ تفسیر میں ایک معنیٰ پر یقین کر لینا ہوتا ہے کہ خدا کی یہی مراد ہے اگر اس کے پاس کوئی شہادت عمدہ ہے تو خیر! ورنہ وہ تفسیر بالرائے ہے جو ممنوع ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

"من قال فی القرآن بغیر علم وفی روایة برائهٖ فلیتبوؤ مقعده من النار"

(جس نے قرآن میں بغیر علم یا اپنی رائے سے کچھ کہا تو اس کو اپنا ٹھکانا جہنم بنالینا چاہئے)

قرآن کا فہم وادراک مسلمانوں کے لیے لازم ہے کیوں کہ یہ ہدایت کی کتاب ہے اور انسان کی زندگی کے ہر پہلو سے بحث کرتی ہے۔ افسوس کہ مسلمانوں نے صرف قرآن مجید کے الفاظ دہرانے یعنی تلاوت اور اس کی نغمگی کے لحن میں مجلسوں، اموات کے مواقع اور مقابر میں پڑھنے پر اکتفا کرلیا ہے۔ مسلمان اس حقیقت کو فراموش کر چکے ہیں کہ قرآن مجید کی برکات اس میں تفکر وتدبر اور اس سے رہنمائی حاصل کرنے میں ہے جو تفسیر سے ہی ممکن ہے۔

تاویل کے لغوی معنیٰ

تاویل باب تفعیل کا مصدر ہے جس کا مادہ ا، و، ل ہے، صاحب قاموس لکھتے ہیں ال الیہ اولا یعنی رجوع کرنا، منحرف ہونا، تاویل الکلام سے مراد اس کی توضیح وتشریح ہے، تاویل خواب کی تعبیر کو بھی کہتے ہیں۔ (لسان العرب جلد ۱۳ ص ۳۳) اگر تاویل کے بنیادی معنیٰ رجوع سے مناسبت پر غور کریں تو گویا جو شخص تاویل کرتا ہے وہ کلام کو اس کے متعدد معانی میں سے کسی ایک کی جانب لوٹاتا ہے۔ سید شریف جرجانی اس تعلق سے لکھتے ہیں۔

> ''تاویل کا لغوی معنیٰ لوٹانا اور اصطلاح میں ایک لفظ کو اس کے ظاہری معنیٰ سے ہٹا کر ایک ایسے معنیٰ پر محمول کرنا جس کا وہ احتمال رکھتا ہو اور وہ احتمال کتاب وسنت کے موافق ہو مثلاً اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان یخرج الحی من المیت اگر اس آیت میں انڈے سے پرندے کو نکالنا مراد ہو تو یہ تفسیر ہے اور اگر کافر سے مومن کو پیدا کرنا یا جاہل سے عالم کو پیدا کرنا مراد ہو تو یہ تاویل ہے''۔

تاویل کا لفظ قرآن کریم میں مختلف معنوں میں استعمال ہوا ہے خواب کی تعبیر کو بھی تاویل کہا جاتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

> وكذالك يجتبيك ربك ويعلمك من تاويل الحاديث (یوسف۔۳۷)
>
> (اور ایسا ہی ہوگا (جیسا کہ تو نے خواب میں دیکھا ہے کہ) تیرا رب تجھے (اپنے کام کے لیے) منتخب کرے گا اور تجھے باتوں کی تہہ تک پہنچنا سکھائے گا)

تفسیر وتاویل کا فرق

جس لفظ کا صرف ایک معنیٰ ہو اس کو بیان کرنا تفسیر ہے اور جس لفظ کے کئی معانی ہوں تو دلیل

سے کسی ایک معنیٰ کو بیان کرنا تاویل ہے۔ اس تعلق سے علمائے لغت میں اختلاف ہے۔ ابو عبداللہ محمد بن زیاد ابن الاعرابی (وفات ۲۳۱ھ) ابو العباس احمد بن یحییٰ بن ثعلب (م ۲۹۱ھ) ابو منصور محمد بن احمد الہروی (وفات ۳۷۰ھ) کا مسلک یہ ہے کہ معنیٰ، تفسیر اور تاویل تینوں ہم معنیٰ الفاظ ہیں ان میں کوئی فرق نہیں، لیکن اس سلسلے میں امام راغب اصفہانی (وفات ۵۰۲ھ) کا قول قدرے مختلف ہے ان کے نزدیک تفسیر کا لفظ تاویل کے مقابلے میں زیادہ عام ہے۔ تفسیر کے لفظ کا استعمال اکثر و بیشتر الفاظ و مفردات کے سلسلے میں ہوتا ہے اور کتب الٰہیہ اور انسانی تصنیف دونوں کے لیے بولا جاتا ہے۔ اور تاویل کا لفظ خصوصیت سے کتب الٰہیہ کے لیے استعمال ہوتا ہے اور معانی اور جملوں کے بارے میں استعمال کیا جاتا ہے۔ حضرت امام ابو منصور ماتریدی اس تعلق سے اپنا فیصلہ صادر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

> ''قطعیت سے بیان کرنا کہ اس لفظ کا یہ معنیٰ ہے اور اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ نے اس لفظ سے یہ معنیٰ مراد لیا ہے، یہ تفسیر ہے، سو اگر کسی دلیل قطعی کی بنا پر یہ شہادت دی گئی ہے تو یہ ''تفسیر صحیح'' ہے ورنہ ''تفسیر بالرائے'' اور یہ منع ہے۔ اور لفظ کے کئی احتمالات میں سے کسی ایک احتمال کو بغیر قطعیت اور شہادت کے متعین کرنا تاویل ہے''۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ لفظ تفسیر اور تاویل دونوں ہی آیت کے ابہام کو دور کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں لیکن جب آیت کا ابہام لفظ کے معنیٰ اور جملہ کے لغوی مفہوم سے مربوط ہو تو اس قسم کے رفع ابہام کو تفسیر کہا جاتا ہے۔ لیکن اگر آیت کے مفرد الفاظ یا لغوی مفہوم میں کوئی ابہام نہ ہو بلکہ آیت کا اصلی مطلب اور مقصود و مراد زیادہ احتمالات کی وجہ سے مبہم و پوشیدہ ہو تو اس قسم کے ابہام کو دور کرنے کو تاویل کہتے ہیں۔

اقسام تفسیر

زمانے کے تقاضوں کے پیش نظر علمائے کرام نے تفسیر کی مختلف قسمیں بیان کی ہیں، جن کی طرف مختصراً اشارہ سطور ذیل میں کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

ا۔ تفسیر مفرداتی

اس میں قرآن کریم کے ہر لفظ کی تشریح کی جاتی ہے "المفردات فی غریب القرآن" اس کی مثال ہے۔

۲۔ تفسیر ترتیبی

اس میں سورتوں اور آیتوں کی ترتیب وار تفسیر کی جاتی ہے (تفسیر کا عمومی طریقہ یہی ہے تفسیر ماثور اور رائے کا تعلق اسلوب سے زیادہ تفسیر کے طریقوں سے کم ہے)

۳۔ تفسیر موضوعی

اس قسم کی تفسیر میں قرآن کریم کی سورتوں میں متفرق آیات کو جمع کرنا ہے جو کہ لفظ یا حکم کے اعتبار سے کسی ایک موضوع کے ساتھ متعلق ہو اور اس کی تفسیر مقاصد قرآنیہ کے اعتبار سے ہو۔

۴۔ تفسیر ارتباطی

اس میں ایک موضوع سے تعلق رکھنے والے دیگر موضوعات قرآنی کو باہم ربط دے کر تفسیر کی جاتی ہے۔

۵۔ تفسیر کلی

اس قسم کی تفسیر میں آیات قرآنی اور موجودات جہان کے باہم تعلق کے پیش نظر وسیع تر بنیاد پر تفسیر کی جاتی ہے۔

۶۔ تفسیر انفرادی

وہ تفسیر جس میں ایک فرد اس کام کو انجام دیتا ہے۔ متقدمین کی تفاسیر عموماً اسی انداز سے لکھی گئی ہیں۔

۷۔ تفسیر اجتماعی

وہ تفسیر جس میں اہل علم ودانش کا ایک گروہ مل کر اجتماعی غور وفکر کے ساتھ اس کار علم کو انجام دیتا ہے۔ یہ عصری رجحان ہے۔ تفسیر نمونہ (ناصر مکارم شیرازی کی نگرانی میں علما کی جماعت نے تحریر کی) اور التفسیر الموضوعی لسور القرآن الکریم (ڈاکٹر مصطفےٰ مسلم کی نگرانی میں تحریر ہوئی) عربی میں اس طرز تفسیر کی مثالیں ہیں۔

(علوم القرآن: ڈاکٹر ہمایوں عباس ص ۱۵۵)

مفسر قرآن کے لیے ضروری شرائط

قرآن کریم کے سمجھنے اور اس کی تفسیر کے لیے جن علوم کی ضرورت ہے ائمہ کرام نے اس کی تعداد تین سو سے زیادہ مقرر کی ہے۔ ان علوم میں مہارت کے علاوہ ایک مفسر قرآن کے لیے درج ذیل خصوصیات سے بھی آراستہ ہونا ضروری ہے۔

۱۔ ذکی وفہیم ہو قرآن فہمی کی کامل ومکمل مہارت رکھتا ہو۔

۲۔ تمام علوم کا باضابطہ ماہر وحاذق ہو اور تجربہ کار اساتذہ سے سبقاً سبقاً پڑھا ہو۔

۳۔ علمائے معاصرین کی نظر میں اس کا علم، فہم اور تقویٰ مسلّم ومعتبر ہو۔

۴۔ امام جلال الدین سیوطی نے الاتقان میں جن پندرہ علوم کا ذکر کیا ہے ان میں ماہر اور حاذق ہو۔

۵۔ خودرائے اور متکبر نہ ہو۔

۶۔ صحیح العقیدہ مسلمان ہو۔

۷۔ مفسر کو دیانت دار ہونا بہت ضروری ہے کیوں کہ جب دنیاوی امور میں غیر متدین شخص کی شہادت معتبر نہیں تو دینی امور میں بالخصوص مطالب قرآنیہ کی توضیح وتشریح میں اس کا قول کیوں کر معتبر ہو سکتا ہے۔

تفسیر کے لیے پانچ قواعد پر عمل کرنا ضروری ہے۔

۱۔ تفسیر القرآن بالقرآن

۲۔ تفسیر القرآن بالحدیث

۳۔ تفسیر القرآن باقوال الصحابۃ

۴۔ تفسیر ان امور سے جو لغت عربیہ وقواعد اسلامیہ سے متعلق ہوں

تفسیر کا لفظ پہلے دوسرے علوم وفنون کے لیے بھی استعمال ہوتا تھا بعد میں قرآن کریم کی توضیح وتشریح کے لیے خاص ہو گیا۔ حکماء نے معقولات کی کتابوں کی توضیح وتشریح کے لیے بھی تفسیر کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ اسی مناسبت سے مشہور مسیحی عالم حنین بن اسحاق کے لیے کہا جاتا ہے

کہ وہ ترجمہ وتفسیر دونوں میں مہارت رکھتا تھا۔

قرآن مجید کی تفہیم اوراس کی تفسیر کے لیے جن علوم کی ضرورت ہے، ائمہ علم وفن نے ان کی تعداد تین سو سے زیادہ بتائی ہے۔ ہر علم پر مختلف زبانوں میں ضخیم مجلدات تصنیف ہوتی رہتی ہیں۔ مسلمانوں نے قرآن اور قرآن سے متعلق علوم اور قرآن کی تفسیر اوراس سے متعلق علوم کی بے نظیر حفاظت کی ہے۔ایک مفسر کے لیے جن قرآنی علوم پر گہری نظر ضروری ہے ان میں کچھ یہ ہیں۔

۱۔علم آیات متشابہات
۲۔علم آیات مدنی ومکی
۳۔علم سبب نزول
۴۔علم موافقات صحابہ
۵۔علم جمع وترتیب قرآن
۶۔علم وقف وابتدا
۷۔علم آداب تلاوت
۷۔علم غریب
۸۔علم ضمائر
۹۔علم افراد وجمع
۱۰۔علم محکم ومتشابہ
۱۱۔علم بدیع
۱۲۔علم فواصل آیات
۱۳۔علم فواتح
۱۴۔علم مناسبہ
۱۵۔علم استنباط علم
۱۶۔علم ناسخ ومنسوخ
۱۷۔علم تشبیہ واستعارات

۱۸۔علم امثال القرآن
۱۹۔علم قرأت وغیرہ
۲۰۔علم صرف ونحو
۲۱۔علم معانی وبیان
۲۲۔علم فقہ واصول فقہ
۲۳۔علم کلام
۲۴۔علم تاریخ
۲۵۔علم جغرافیہ
۲۶۔علم حدیث واصول حدیث
۲۷۔علم الجدل والخلاف
۲۸۔علم الحقائق
۲۹۔علم الحساب
۳۰۔علم منطق
۳۱۔علم السیرۃ۔وغیرہ

تفسیر کا موضوع اور غرض وغایت

تفسیر کا موضوع قرآن مجید اس لحاظ سے ہے کہ اس کے مطالب ومقاصد بیان کئے جائیں اور اس علم کی غرض وغایت، سعادت کا حصول اور شقاوت سے اجتناب ہے۔ اور بعض لوگوں نے لکھا ہے۔ علم تفسیر کا فائدہ قرآن مجید کے معانی کی معرفت ہے اور اس کی غرض سعادت دارین ہے اور اس کا موضوع کلام اللہ لفظی ہے کیوں کہ موضوع وہ ہوتا ہے جس کے عوارض ذاتیہ سے اس علم میں بحث کی جاتی ہے اور علم تفسیر میں کلام لفظی کے عوارض ذاتیہ سے بحث کی جاتی ہے۔

تفسیر بحیثیت فن

تفسیر ایک قدیم فن ہے جس کی ابتدا صدر اسلام میں ہو جاتی ہے۔ قرآن کریم کی سب

سے پہلی تفسیر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث ہیں۔ جن کا زیادہ تعلق آیات قرآنی سے ہے۔ اس لیے احادیث کے ہر مجموعہ کو بلا شبہ قرآن کریم کی تفسیر کہا جا سکتا ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کو قرآن کے علوم اور معانی تعلیم فرمایا کرتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تربیت سے جس معاشرہ کی تشکیل ہوئی تھی اس نے تعلیمات نبوی کو مختصر عرصہ میں چار دانگ عالم میں جس طرح پھیلایا اس کی مثال نہیں ملتی یہی صحابہ کرام کی وہ مقدس جماعت ہے جس نے دنیا کو تسلیم ورضا کا بے مثال نمونہ دیا۔ صحابہ کرام کی اس مقدس جماعت نے قرآن کریم کو ایک معمولی کتاب نہ سمجھا، بلکہ اسے ایک خدائی آئین سمجھا۔ انھوں نے قرآن کریم کو ذوق مطالعہ یا وسعت علم کے لیے نہیں پڑھا، بلکہ اطاعت گزاری کے احساسات کے ساتھ قرآنی ہدایات اور تعلیمات قرآن کو سمجھا۔ ان کے نزدیک قرآن انسان کی صحیح رہبری کرنے والا مکمل نظام زندگی ہے۔ انھوں نے قرآن کریم کو اس طرح پڑھا کہ مالک کے احکام ٹھیک ٹھیک جان سکیں اور نہ صرف جان سکیں بلکہ مکمل طور پر اس پر عمل کر سکیں، یہی وجہ ہے کی ایک نشست میں دس سے زیادہ آیات وہ نہیں پڑھتے تھے، کیوں کہ انھیں اسے یاد کرنا اور اس پر عمل کرنا بھی ہوتا تھا۔ ہر چند کہ صحابہ میں آپ کی صحبت سے یہ قابلیت پیدا ہو گئی تھی کہ دینی امور کے غوامض اور اسرار کو سمجھ سکیں اور دوسروں کو سمجھا سکیں لیکن اذہان اور قابلتیں صحابہ کرام کی گوناگوں تھیں اس لیے کچھ صحابہ ہی اس کے لیے منتخب سمجھے گئے۔ امام جلال الدین سیوطی نے الاتقان میں مشہور مفسرین صحابہ کرام کے نام گنوائے ہیں۔

اشتهر بالتفسير من الصحابة عشرة الخلفاء الاربعة وابن مسعود ابن عباس وابی ابن کعب وزيد ابن ثابت وابو موسیٰ الاشعری وعبد الله ابن الزبير .' (الاتقان جلد ۴ ص ۲۳۳)

طبقات مفسرین

پہلا طبقہ

مفسرین حضرات کے طبقات میں پہلا طبقہ دس صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ہے جو قرآن کریم کی تفسیر کرنے میں معروف ومشہور ہیں اور وہ یہ ہیں۔

۱۔ حضرت ابو بکر صدیق (عبداللہ بن قحافہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۱۳ھ/۶۳۴ء)

۲۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (شہادت ۲۴ھ/۶۴۴ء)

۳۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (شہادت ۳۵ھ/۶۵۶ء)

۴۔ حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم (شہادت ۴۰ھ/۶۶۱ء)

۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۳۲ھ/۶۵۳ء)

۶۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۶۸ھ/۶۸۷ء)

۷۔ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۳۵ھ/۶۵۵ء)

۸۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۴۵ھ/۶۶۵ء)

۹۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۷۳ھ/۶۹۲ء)

۱۰۔ حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۳۲۴ھ/۹۳۱ء)

خلفائے راشدین میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے زیادہ تفسیری روایات مروی ہیں جس کی وجہ یہ تھی کہ خلفائے ثلاثہ پہلے دنیا سے تشریف لے گئے نیز انھیں فتوحات اور تدبیر مملکت سے اتنی فرصت ہی نہ ملی کہ باقاعدہ درس تفسیر قرآن کا اہتمام کرتے تاہم ان کا قرآن کریم میں تبحر علمی کا اندازہ ان کے خطبات وارشادات اور تاریخی فیصلوں سے لگایا جا سکتا ہے کہ کس طرح وہ آیات قرآنی سے مسائل کا استنباط فرماتے تھے۔ ہمارے بعض علمائے تفسیر نے اس تعلق سے درج ذیل اسباب بیان کیے ہیں۔

۱۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خصوصی تقرب تھا۔

۲۔ خود رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کو قرآن مجید کی تعلیم دیتے تھے۔

۳۔ بعض آیات قرآنیہ کی تفسیر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ سے فرماتے تھے۔

۴۔ عربی زبان میں کامل دست گاہ رکھتے تھے۔

۵۔ عربی زبان وادب کے اسالیب سے گہری وابستگی رکھتے تھے۔

۶۔ اجتہاد واستنباط کی قوت کے مالک تھے۔

۷۔ اسباب نزول سے کامل آگاہی رکھتے تھے۔

حضرت علی اپنے دور میں علمی مرکز کی حیثیت رکھتے تھے، سب لوگ مشکلات قرآنی کا علم حاصل کرنے کے لیے ان کی طرف رجوع کرتے تھے اور آپ ان کی رہنمائی کرتے تھے۔ آپ کا ارشاد ہے۔

سلونی عن کتاب اللّٰه فانه لیس فیه آیة وقد عرفت بلیل نزلت ام بنهار فی سهل امر فی جبل واللّٰه مانزلت آیة الا وقد علمت فیما نزلت واین نزلت" (طبقات ابن سعد جلد ۲ ص ۳۳۸)

(مجھ سے کتاب اللہ کے بارے میں سوال کرو اس میں کوئی آیت نہیں جس کے بارے میں میں نہ جانتا ہوں کہ یہ رات میں نازل ہوئی تھی یا دن میں، میدانی علاقہ میں نازل ہوئی تھی یا پہاڑی علاقہ میں، ہر آیت کے بارے میں جانتا ہوں کہ کس بارے میں نازل ہوئی اور کہاں نازل ہوئی۔)

دوسرا طبقہ

مفسرین کا دوسرا طبقہ تابعین کا ہے ان میں حضرت ابن عباس کے حسب ذیل تلامذہ بہت مشہور ہیں یہ علمائے مکہ کہلاتے ہیں۔

۱۔ حضرت سعید بن جبیر (م ۹۵ھ/۷۱۴ء)

۲۔ حضرت مجاہد بن جبیر (م ۱۰۴ھ/۷۲۲ء)

۳۔ حضرت عکرمہ البربری مولیٰ بن عباس (م ۱۰۵ھ/۷۲۳ء)

۴۔ حضرت طاؤس بن کیسان یمانی (م ۱۰۶ھ/۷۲۴ء)

۵۔ حضرت عطا بن ابی رباح (م ۱۱۴ھ/۷۳۲ء)

حضرت عبد اللہ بن مسعود (م ۳۲ھ/۶۵۲ء) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حسب ذیل تلامذہ تفسیری روایات میں معروف ہیں یہ علمائے کوفہ ہیں:

۱۔ حضرت علقمہ بن قیس (م ۶۲ھ/۶۸۱ء)

۲۔ حضرت اسود بن یزید بن قیس نخعی (م ۷۵ھ/۶۹۴ء)

۳۔ حضرت ابراہیم نخعی (م ۹۴ھ/۸۱۵ء)

۴۔ حضرت امام شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت زید بن اسلم (م ۱۳۶ھ/۷۵۳ء) کے تلامذہ یہ علمائے مدینہ ہیں۔

۱۔ حضرت عبدالرحمان بن یزید (م ۹۸ھ/۷۱۶ء)

۲۔ حضرت مالک بن انس (م ۱۷۹ھ/۷۹۵ء)

۳۔ حضرت حسن بصری (م ۱۱۰ھ/۷۲۸ء)

۴۔ حضرت عطا بن ابی مسلم خراسانی (م ۱۶۳ھ/۷۸۰ھ)

۵۔ حضرت محمد بن کعب قرظی (م ۱۸۸ھ/۸۰۳ء)

۶۔ حضرت ابوالعالیہ رفیع بن مہران ریاحی (م ۹۳ھ/۷۱۱ء)

۷۔ حضرت ضحاک بن مزاحم (م ۱۰۵ھ/۷۲۳ء)

۸۔ حضرت عطیہ بن سعید عوفی (م ۱۱۱ھ/۷۲۹ء)

۹۔ حضرت قتادہ بن دعامہ سدوسی (م ۱۱۷ھ/۷۳۵ء)

۱۰۔ حضرت ربیع بن زیاد بن انس (م ۵۳ھ/۶۷۳ء)

۱۱۔ اسماعیل بن عبدالرحمان سدی (م ۱۲۸ھ/۷۴۵ء)

تیسرا طبقہ

مفسرین کا تیسرا طبقہ وہ ہے جس نے صحابہ اور تابعین کے اقوال کو جمع کیا ہے اس طبقہ کے مشہور علما درج ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت سفیان بن عیینہ، صاحب تفسیر القرآن (م ۱۹۶ھ/۸۱۲ء)

۲۔ حضرت وکیع بن جراح کوفی الرواسی صاحب تفسیر القرآن (م ۱۹۷ھ/۸۱۲ء)

۳۔ حضرت شعبہ بن حجاج الواسطی صاحب تفسیر القرآن (م ۸۲ھ/۷۰۱ء)

۴۔ حضرت ابو خالد یزید بن ہارون سلمی صاحب تفسیر القرآن (م ۱۱۸ھ/۷۳۶ء)

۵۔ حضرت ابو یعقوب اسحاق بن راہویہ صاحب کتاب التفسیر (م ۱۶۲/۷۷۸ء)

۶۔ حضرت ابو محمد روح بن عبادہ القیسی صاحب تفسیر القرآن (م ۲۰۵ھ/۸۲۰ء)

۷۔ حضرت آدم بن ابی ایاس صاحب التفسیر (م ۲۲۰ھ/۸۳۵ء)

۸۔ حضرت شیخ عبدالرزاق بن ہمام صنعانی صاحب التفسیر (م ۲۱۱ھ/۸۲۶ء)

۹۔ حضرت ابومحمد عبد بن حمید الکسی صاحب تفسیر القرآن (م ۲۴۹ھ/۸۶۳ء)

۱۰۔ حضرت عبداللہ بن محمد ابوبکر بن ابی شیبہ صاحب کتاب التفسیر (م ۲۳۵ھ/۸۴۹ء)

(رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)

چوتھا طبقہ

مفسرین کے چوتھے طبقہ میں ابوجعفر بن جریر طبری ہیں، وہ اس زمانے میں سب سے مشہور مفسر تھے۔ علامہ سیوطی نے اتقان میں لکھا ہے کہ ان کی کتاب بہت عظیم تفسیر ہے، وہ متضاد اقوال میں تطبیق دیتے ہیں اور بعض کو بعض پر ترجیح دیتے ہیں، علامہ ابواسحاق اسفرائنی نے اس تفسیر کی بہت تعریف کی ہے، حافظ ابن کثیر (م ۷۷۴ھ/۱۳۷۳ء) کی تفسیر بھی اسی کا خلاصہ ہے۔ ان کے علاوہ اس طبقہ کے دوسرے مفسرین یہ ہیں۔

۱۔ حضرت علی بن ابی طلحہ

۲۔ حضرت ابن ابی حاتم عبدالرحمان بن محمد رازی، صاحب تفسیر القرآن چار جلدیں (م ۳۲۷ھ/۹۳۸ء)

۳۔ ابوعبداللہ محمد ابن ماجہ قزوینی صاحب تفسیر القرآن (م ۲۷۴ھ/۸۸۷ء)

۴۔ حضرت ابن مردویہ ابوبکر احمد بن موسیٰ اصفہانی، صاحب التفسیر الکبیر (م ۴۸۳ھ/۱۰۹۰ء)

۵۔ حضرت ابوالشیخ محمد بن حبان التیمی (م ۳۵۴ھ/۹۶۵ء)

۶۔ حضرت محمد ابراہیم بن منذر ابوبکر صاحب تفسیر القرآن (۳۰۹ھ/۹۲۱ء)

پانچواں طبقہ

اس طبقہ میں ایسے مفسرین شامل ہیں جنہوں نے اپنی تفسیروں میں اسانید کو حذف کردیا ہے، ان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت ابواسحاق زجاج ابراہیم بن السری النحوی صاحب معانی القرآن (م ۳۱۱ھ/۹۲۳ء)

۲۔ حضرت ابوعلی فارسی (یہ لغت اور بلاغت میں ماہر تھے)

۳۔ حضرت ابوبکر محمد بن الحسن المعروف بالنقاش الموصلی صاحب شفاء الصدور فی علم التفسیر (م ۳۵۱ھ/۹۶۲ء)

۴۔ حضرت مکی بن طالب القیسی النحوی المغربی
۵۔ حضرت ابوجعفر النحاس المصری صاحب تفسیر القرآن (م ۳۳۹ھ/۹۵۰ء)
۶۔ حضرت ابو العباس حمد بن عمار المہدوی صاحب التفصیل الجامع لعلوم التنزیل (۴۴۰ھ/۱۰۴۸ء)

چھٹا طبقہ

اس طبقہ میں ایسے مفسرین کے نام شامل ہیں جنھوں نے اپنے زمانہ میں چیلنجز کا مقابلہ کیا کیوں کہ اس وقت تک اسلام کی نشر واشاعت کئی براعظموں تک پہنچ چکی تھی اور مخالفین اسلام نے قرآن کریم اور اسلام پر طرح طرح کے اعتراضات کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ یونان کے فلسفی منطق وفلسفہ سے اسلام پر اعتراض کر رہے تھے یہود ونصاری بھی اس دوڑ میں شامل تھے۔ دہریوں نے بھی ایک طوفان برپا کر رکھا تھا، فقہی مکاتب فکر کے اختلافات بھی اپنی جگہ مسلّم تھے، اس دور میں قرآن کریم کا تفسیری منہج بھی کچھ بدل سا گیا تھا، فصاحت وبلاغت کے اعتبار سے قرآن کریم کی تفسیر لکھی جانے لگی، ایسی تفاسیر میں جاراللہ زمخشری کی تفسیر ''کشاف'' قابل ذکر ہے یہ چوں کہ معتزلی تھے اس لیے تفسیر میں اعتزال کا رنگ غالب ہے۔ بعض علما نے صرف قرآن کریم کے الفاظ کے لغوی معانی بیان کئے اس سلسلے میں امام راغب اصفہانی کی ''المفردات'' بہت مشہور ہے، اور اسی نہج کی تیسری تفسیر ابوزکریا بن زیاد فراء کی ہے ''معانی القرآن'' کے نام سے تین جلدوں پر مشتمل ہے۔

بعض علما نے خصوصیت کے ساتھ قرآن کریم کے نحوی اور صرفی مباحث کو موضوع بنایا۔ ابراہیم زجاج (م ۳۱۱ھ/۹۲۳ء) نے اس موضوع پر ''معانی القرآن'' کے نام سے تفسیر لکھی اور علامہ علی واحدی نیشاپوری (م ۴۶۸ھ/۱۰۷۶ء) نے ''البسیط'' کے نام سے اور علامہ ابوحیان بن یوسف اندلسی نے ''البحر المحیط'' کے نام سے تفسیر لکھی جو نوضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ بعض علما نے صرف فقہی مسائل کے استنباط اور تحقیق کی طرف توجہ کرتے ہوئے تفسیر لکھی۔ ابوبکر احمد بن علی جصاص رازی حنفی (م ۳۷۰ھ/۹۸۱ء) کی تفسیر ''احکام القرآن'' اور علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی کی ''الجامع لاحکام القرآن'' اسی نوعیت کی تفسیریں ہیں۔

علامہ ابوبکر رازی نے اپنی تفسیر میں فقہ حنفی پر دلائل فراہم کیے۔ یہ تفسیر تین جلدوں میں ہے اور علامہ قرطبی نے مذاہب اربعہ کا ذکر کر کے فقہ مالکی پر دلائل فراہم کیے۔ یہ تفسیر بیس جلدوں میں ہے، ابوالحسن ماوردی (آٹھویں صدی ہجری) نے اپنی تفسیر" النکت والعیون " چھ جلدوں میں لکھی جس میں فقہ شافعی پر دلائل فراہم کیے۔

بعض علما نے اپنی تفاسیر میں عقائد سے بحث کی ہے اور اپنے زمانہ کے گمراہ فرقوں کا رد کیا ہے، اس تعلق سے ابوعبداللہ فخرالدین رازی (م۶۰۶ھ/۱۲۱۰ء) کی تفسیر کبیر مشہور ترین تفسیر ہے۔ بعض علما نے فضائل وآداب صوفیاء کو اپنی تفسیر کا موضوع بنایا اور اپنی تفاسیر میں ان کی حکایات ونصیحت پر زور دیا اس میں علامہ ابوالفدا اسماعیل حقی (م۱۱۳۷ھ/۱۷۲۵ء) کی "روح البیان " بہت مشہور ہے۔ بعض علما نے اپنی تفسیر میں ایسے حقائق کی طرف اشارہ کیا ہے جو صرف ارباب سلوک پر منکشف ہوتے ہیں ان میں محی الدین ابن عربی اندلسی (م۶۳۸ھ/۱۲۴۰ء) کی تفسیر" عرائس البیان " بطور خاص قابل ذکر ہے۔

متاخرین میں سید محمود آلوسی (م۱۲۷۰ھ/۱۸۵۴ء) کی" روح المعانی فی تفسیر القرآن والسبع المثانی " بہت عمدہ اور جامع تفسیر ہے اس میں صرف ونحو بلاغت، قرأت، شان نزول، عقائد اور فقہی مسائل سے بحث کی گئی ہے۔ فقہی مسائل میں وہ فقہ حنفی کو ترجیح دیتے ہیں، علامہ یوسف نبہانی (م۱۳۵۰ھ/۱۹۳۲ء) نے شواھد الحق میں لکھا ہے کہ ان کا پوتا نعمان آلوسی (م۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء)، محمد بن عبدالوہاب نجدی (م۱۲۰۶ھ/۱۷۹۲ء) اور شیخ ابن تیمیہ الحرانی (م۷۲۸ھ/۱۳۲۸ء) کے افکار سے متاثر تھا جس کے سبب اس نے علامہ آلوسی کی تفسیر کے بعض مقامات میں تحریف کردی ہے۔

سید قطب نے "فی ظلال القرآن" لکھی جس میں انھوں نے مستشرقین کے اعتراضات کو پیش نظر رکھا۔ علامہ طنطاوی جوہری نے " الجواھر فی تفسیر القرآن "لکھی جن میں مضامین قرآن کو سائنس کے مطابق کرنے کی کوشش کی۔ پیر کرم شاہ ازہری نے" ضیاء القرآن " میں مسلک صوفیاء کو پیش نظر رکھا اور مفتی احمد یار خاں تفسیر نعیمی جو کافی مبسوط ہے وہ امام اہل سنت مولانا احمد رضا قادری کے افکار کی مکمل ترجمان ہے۔

عہد نبوی میں تفسیر نویسی

دور نبوی میں خالص تفسیر کے نام سے کوئی مجموعہ نہ تھا، احادیث وفقہ وکلام کی طرح ان کے کشادہ سینوں میں بالترتیب جمع تھا لکھا نہ گیا تھا۔ پہلی صدی ہجری کی تیسری دہائی میں صحابیِ رسول ابی بن کعب (م ۳۵ھ) نے ''تفسیر ابی'' کے نام سے ایک مجموعہ مرتب کیا تھا۔ اس مجموعہ سے امام احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ/۸۵۵ء) نے مسند میں اور امام ابوجعفر جریر طبری (م ۳۱۰ھ/۹۲۳ء) نے اپنی تفسیر میں استفادہ کیا ہے۔ اسی صدی کا دوسرا تفسیری مجموعہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (وفات ۶۸ھ/۶۸۷ء) کا تھا ان کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ اس فن کے مستند امام تھے۔ حضرت ابن عباس کی تفسیر سے متعلق مختلف روایات ہیں ان میں زیادہ معتبر وہ روایات ہیں جو کہ معاویہ بن ابی صالح نے علی بن طلحہ سے اور انھوں نے ابن عباس سے روایت کی ہیں۔ یہ مجموعہ علی بن ابی طلحہ ہاشمی کی روایت سے مصر میں موجود تھا۔ ابن حجر (وفات ۸۵۲ھ/۱۴۴۸ء) فرماتے ہیں کہ یہ نسخہ مصر میں ابی صالح کاتب لیث محدث کے پاس تھا جس کو وہ معاویہ بن صالح سے اور وہ علی بن طلحہ سے اور وہ ابن عباس سے روایت کرتے تھے۔ ابوجعفر احمد نحاس (م ۳۳۸ھ/۹۵۰ء) اپنی کتاب الناسخ والمنسوخ میں اسی سے روایت لیتے ہیں، امام بخاری نے جو اپنی کتاب میں بطور تعلیق کے ابن عباس کے اقوال درج کیے ہیں بیشتر ابی صالح کی روایت سے لیے ہیں۔ ابن جریر (وفات ۳۱۰ھ/۹۲۲ء) ابن ابی حاتم (وفات ۳۲۷ھ/۹۳۸ء) اور ابن المنذر (وفات ۳۱۸ھ/۹۳۰ء) نے بھی اپنی تفاسیر میں کئی واسطوں سے ابی صالح کے سلسلے سے ابن عباس سے روایت کی ہے۔

تابعین وتبع تابعین کی خدمات قرآن

صحابہ کرام کی تعلیم وتربیت سے تابعین اور پھر تبع تابعین کی ایک بڑی جماعت تیار ہوئی جس نے علم تفسیر کو محفوظ رکھنے کے لیے نمایاں خدمات انجام دیں۔ انھوں نے ذاتی محنت وکاوش کو کام میں لاکر رفتہ رفتہ تفسیر قرآن کو مکمل کیا، ان حضرات کی خدمات قابل قدر اور لائق صد تحسین

ہیں۔اس پاکباز جماعت نے صحابہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا ان کی رہنمائی میں تفسیر و حدیث کا علم حاصل کیا اور پھر اسے صحیح معنوں میں آگے بڑھایا قرآن مجید نے مہاجرین وانصار کے بعد انھی مقدس ہستیوں کا ذکر فرمایا ہے۔

"وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ " (التوبہ۔ ۱۰۰)

(اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی)

ہمارے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام اور تابعین و تبع تابعین کے زمانے کو خیر و برکت کا زمانہ قرار دیا ہے۔ارشاد نبوی ہے۔

خیر امتی القرن الذین یلونی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم (صحیح مسلم جلد ۱ ص ۳۰۹)

(میری امت میں اس زمانہ کے لوگ بہتر ہیں جو مجھ سے ملا ہوا ہے (صحابہ) پھر وہ لوگ جو ان سے ملے ہوئے ہیں (تابعین) پھر وہ لوگ جو ان سے ملے ہوئے ہیں (تبع تابعین)

ایک دوسری حدیث میں اس طرح ارشاد ہے۔

خیر الناس قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم

(صحیح مسلم جلد ۲ ص ۳۰۹)

(سب سے بہتر لوگ میرے زمانے کے ہیں صحابہ کرام پھر وہ جو ان سے متصل ہیں (تابعین) پھر وہ لوگ جو ان سے متصل ہیں (تبع تابعین)

صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کے تعلق سے ایک دوسری حدیث میں بڑی صراحت کے ساتھ ان الفاظ میں موجود ہے۔

" قال یاتی علی الناس زمان یغزو فئام من الناس فیقال لھم فیکم من رأی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فیقولون نعم فیفتح لھم ثم یغزو فئام من الناس فیقال لھم ھل فیکم من

رأى من صحب رسول الله صلى الله عليه وسلم فيقولون نعم فيفتح لهم ثم يغزو فئام من الناس فيقال لهم فيكم من رأى من صحب من صحب رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فيقولون نعم فيفتح لهم ؒ.

(فرمایا لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں لوگوں کی چند جماعتیں جہاد کے لیے جائیں گی، ان سے پوچھا جائے گا کیا تم سے وہ شخص ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی ہو؟ (صحابہ) وہ کہیں گے ہاں پھر ان کو فتح حاصل ہوگی۔ پھر ایک جماعت جہاد کے لیے نکلے گی ان سے پوچھا جائے گا تم میں وہ شخص ہے؟ جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی کی زیارت کی ہو؟ (تابعین) وہ کہیں گے ہاں پھر ان کو بھی فتح حاصل ہوگی۔ پھر ایک جماعت جہاد کے لیے روانہ ہوگی ان سے کہا جائے گا کہ کیا تم میں وہ شخص ہے؟ جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی کی زیارت کرنے والے کی زیارت کی ہو (تبع تابعین) وہ کہیں گے ہاں پھر ان کو بھی فتح حاصل ہوگی)

تابعین بھی صحابہ کرام کی طرح تفسیر قرآن کے دلدادہ تھے۔ انھوں نے صحابہ کرام کی تفسیری روایت کو احادیث سے الگ رکھنے کی عادت اپنائی۔ اس طرح تابعین نے علم تفسیر کا الگ تشخص قائم کیا جو مستقل طور پر اہل علم کی توجہ کا مرکز بنا۔ تابعین قرآن مجید کو بغیر تفسیر کے پڑھنا اس کی شان کے منافی سمجھتے تھے۔ ان حضرات نے اس میں دلچسپی لی اور علم تفسیر کے مجموعے مرتب کئے اور بعد میں آنے والے تبع تابعین مفسرین قرآن کے لیے مشکل کام کو آسان کر دیا۔ تابعین نے قرآن مجید کی اشاعت وتبلیغ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا انھوں نے صحابہ کرام کی روش کو اپناتے ہوئے قرآن کے معاملہ میں کج بحثی سے اجتناب کیا۔ انھوں نے اپنے دور میں قرآن کریم کی مکمل تفسیر پر توجہ نہ دی بلکہ جہاں اذہان میں شکوک وشبہات پیدا ہوئے انھیں دور کرنے کی کوشش کی۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر میں تابعین کرام کی تفسیر کے نمونے درج ہیں بطور مثال وظللنا علیکم الغمام وانزلنا علیکم المن والسلوىٰ کے بارے میں حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں فرماتے ہیں قال المجاهد المن صمغة والسلوىٰ الطير (صحیح بخاری جلد۲ص ۶۴۳)

حضرت مجاہد نے فرمایامن ایک گوم تھااور سلوی پرندے تھے"۔
من کان عدوا لجبرئیل کے بارے میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔
قال عکرمة حبر ومیك وسراف عبد ایل اللّٰه

(صحیح بخاری جلد۲ص ۶۴۳)

حضرت عکرمہ نے فرمایاحبر میك اور سراف عبد کے معنیٰ میں اور ایل اللّٰه کے معنیٰ میں ہے۔

تابعین کرام نے کی اس طرح ان الفاظ کی تفسیر وتشریح کی ہے جس میں انھیں شبہ معلوم ہوتا تھا۔تابعین کی مقدس جماعت کے بعدان کے اس مبارک کام کوتبع تابعین نے اپنے ہاتھوں میں لیا اور اپنے زمانہ کے حالات وضروریات کے مطابق اسے پورا کرنے کی کوشش کی۔ تبع تابعین کا یہ دوردوسری صدی کے ربع اول سے شروع ہوکر تیسری صدی کے ربع اول تک ختم ہوجاتا ہے۔مشہور تبع تابعین امام شعبہ کی ولادت ۸۰ ہجری میں ہوئی۔سیر الصحابہ کے مصنف نے اس دور کی تعیین اس طرح کی ہے۔

اموی خلیفہ ولید ثانی ۱۲۵ھ کے عہد سے لے کر عباسی خلیفہ متوکل علی اللہ ۲۳۲ھ کے عہد تک تبع تابعین کا خالص دور رہا ہے۔(سیر الصحابہ ص۹)

ان حضرات نے صحابہ کرام اور تابعین کے تفسیری اقوال کومرتب کیا،قرآن کریم کی تفسیر وتشریح کسی نے حدیث کے نقطۂ نظر سے کی،کسی نے فقہی نقطہ نظر سے کی اور کسی نے صرف ونحواور لغت وادب کے نقطہ نظر سے کی۔اس طرح اس دور میں علوم اسلامی کی فن وار تقسیم عمل میں آئی، تابعین کے عہد میں علمی سطح پر باطل فرقوں نے لوگوں کے جواذہان وقلوب مسموم کئے اور ملحدین نے قرآن کریم پر جواعتراضات کئے ان تمام کا تبع تابعین نے ڈٹ کر مقابلہ کیااور جواب میں ایسی تفسیریں تالیف کی گئیں جن میں رسول سے مروی تفاسیر اور صحابہ وتابعین کے اقوال کوجمع کیا گیا۔ مثلاً ابوعمر وابن العلا،شعبہ بن الحجاج،سفیان ثوری اور وکیع بن الجراح وغیرہ کی تالیفات، یہ گویا تفسیر بالماثور کی پہلی کوشش تھی۔ان حضرات کے دور میں اس بات کا اہتمام کیا گیا کہ لوگوں کواز خودقرآن کریم کامفہوم متعین کرنے سے روکا جائے چنانچہ اس دور میں تفسیر بالماثور پرکام شروع ہوااس سلسلے کی اہم ترین تفسیر"تفسیر ابن جریر طبری"ہے۔

قرآن کریم کی اہم تفسیریں

قرآن کریم کی آیات کی توضیح وتشریح کا سلسلہ عہد صحابہ وتابعین سے جاری ہے۔ عہد صحابہ اور بعد کے ادوار میں جو تفسیریں لکھی گئیں ان کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں نوسو اور نواب صدیق حسن خاں بھوپالی (م۱۳۰۷ھ/۱۸۹۰ء) نے اس سے زائد کتب تفاسیر کا ذکر اپنی تصنیف ابجد العلوم میں کیا ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ قرآن کریم کی تفاسیر بے شمار لکھی گئیں اور یہ سلسلہ کسی قدر تادم تحریر جاری ہے اور انشاء اللہ صبح قیامت تک جاری رہے گا۔ عمومی طور پر جو کتابیں قرآنیات کے تعلق سے منظر عام پر آئی ہیں ان کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ تادم تحریر ہزاروں سے زائد تفاسیر لکھی جاچکی ہیں اور آیات قرآن کی توضیح وتشریح اور تفسیر وتاویل کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ دس پانچ جلدوں والی تفاسیر تو آج بھی سیکڑوں چھپی ہوئی ملتی ہیں۔ ایسی ایسی ضخیم تفسیریں علمائے سلف نے تحریر فرمائی ہیں کہ آج کل کوئی ان کے مطالعہ کی بھی ہمت نہیں کرتا۔ حجۃ الاسلام امام غزالی (م۵۰۵ھ/۱۱۱۱ء) کی تفسیر یاقوت التاویل چالیس جلدوں میں ہے، تفسیر ابن نقیب جمال الدین ابوعبداللہ (م۶۹۸ھ/۱۲۹۹ء) کی ننانوے جلدیں ہیں۔ الادفوی (وفات ۳۸۸ھ/۹۹۸ء) کی تفسیر کی ضخامت ایک سوبیس جلدوں میں ہے اس کا اصل نام" الاستغنا فی علوم القرآن" ہے۔ امام جلال الدین سیوطی (وفات ۹۱۱ھ/ ۱۵۰۵ء) نے اسے دیکھا تھا، ابوبکر بن عبداللہ نے سورۂ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی ابتدائی پچاس آیتوں کی تفسیر لکھی تو اس کی ایک سو چالیس جلدیں تیار ہوگئیں، امام ابوالحسن اشعری (وفات ۳۲۰ھ/۹۳۲ء) کی تفسیر کی چھ سو جلدیں بتائی جاتی ہیں، یہ تفسیر امام سیوطی کے زمانے تک مصر میں موجود تھی پھر نہ جانے کہاں غائب ہوگئی، ابن الجوزی (وفات ۵۹۷ھ/۱۲۰۰ء) کی تفسیر ستائیس جلدوں میں، ابومسلم الاصفہانی (وفات ۴۵۹ھ/ ۱۰۶۶ء) کی تفسیر تیس جلدوں میں، کتاب الجامع فی التفسیر تیس جلدوں میں کتاب التحریر والتحبیر کی پچاس سے زائد جلدیں بتائی جاتی ہیں۔ تفسیر علائی شیخ محمد بن عبدالرحمان بخاری (وفات ۵۴۶ھ/۱۱۵۱ء) ایک ہزار جلدیں۔ تفسیر الاستغناء شیخ ابوبکر محمد (وفات ۸۰۸ھ/۱۴۰۵ء) ایک ہزار

جلدیں۔تفسیر القزوینی (وفات ۱۱۲۰ھ/۱۷۰۸ء) تین سواور تفسیر حدائق بھجہ کی پانچ سوجلدیں بتائی جاتی ہیں۔تفسیر انوار الفجر قاضی ابوبکرابن العربی (وفات ۵۴۳ھ/۱۱۴۸ء) کی ۸۰جلدیں، تفسیر شیرازی شیخ ابومحمد عبدالوہاب (وفات ۵۰۰ھ/۱۱۰۶ء) کی تفسیر ایک لاکھ اشعار پر مشتمل بتائی جاتی ہے۔قرآن کی تفسیر کے تعلق سے بعض علما نے متعدد روایتیں بیان کی ہیں، امام احمد رضا قادری (وفات ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) نے ان علما کے حوالے سے لکھا ہے۔

> ''کہ ہر آیت کے لیے ساٹھ ہزار مفہوم ہیں اور مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ''اگر میں چاہوں کہ ستر اونٹ قرآن کریم کی تفسیر سے بھر دوں تو ایسا کر دوں گا اور علامہ ابراہیم کی شرح بردہ کی ابتدا میں یہ الفاظ بھی ملتے ہیں کہ ہر آیت کے ساٹھ ہزار مفہوم ہیں اور جو مفاہیم باقی رہے وہ بہت زائد ہیں اور ان کے الفاظ اثر امیر المومنین میں یہ ہیں کہ اگر میں چاہوں تو تفسیر فاتحہ سے ستر اونٹ بھر دوں اور الیواقیت والجواھر مولفہ امام عبدالوہاب شعرانی میں امام اجل ابوتراب بخشی سے مروی ہے کہ کہاں ہیں منکرین قول مولی علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر میں تم سے تفسیر فاتحہ بیان کر دوں تو تمہارے لیے ستر اونٹ بار آور کر دوں اور علامہ عشادی کی شرح صلاۃ سیدی احمد کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے کہ ہمارے سردار عمر مکھار سے مروی ہے کہ اگر میں چاہوں کہ تمھیں زبانی بتا کر لکھا دوں کچھ تفسیر ماننسخ من آیۃ کی تو لد جائیں ایک لاکھ اونٹ اور اس کی تفسیر ختم نہ ہو تو یقیناً میں ایسا کر دوں اور اسی میں خلیفہ ابوالفضل کے گھرانے کے بعض اولیاء سے روایت ہے کہ ہم نے قرآن کریم کے ہر حروف کے تحت چالیس کروڑ معانی پائے اور اس کے ہر حرف ایک مقام میں جو معانی ہیں وہ ان معانی کے سوا ہیں جو دوسرے مقام میں ہیں اور فرمایا کہ ہمارے سردار علی خواص نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے مطلع فرمایا سورہ فاتحہ کے معنی پر تو مجھے ان سے ایک لاکھ چالیس ہزار نوسو نوے علم منکشف ہوئے اور زرقانی میں مواھب لدنیہ سے علامہ غزالی نے اپنی کتاب میں در بارہ علم لدنی قول مولی علی سے ذکر فرمایا اگر لپیٹ دیا جائے میرے لیے تکیہ تو میں بسم اللہ کے ب کی تفسیر میں ستر اونٹ بھر دوں اور امام شعرانی کی میزان الشریعة

الکبری میں ہے میرے بھائی افضل الدین نے سورہ فاتحہ سے دو لاکھ سینتالیس ہزار نو سو ننانوے علم استخراج کیے پھر ان سب کو بسم اللہ کی طرف راجع کر دیا پھر بائے بسم اللہ کی جانب پھر اس نقطہ کی طرف جو ''ب'' کے نیچے ہے''۔(الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ ص ۲۸۱)

امام عبدالوہاب شعرانی (م ۹۷۳ھ/۱۵۶۵ء) تلمیذ امام جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) اہل اللہ میں عظیم شخصیت کے مالک ہیں میزان الشریعۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں۔

''ہم نے ایک کتاب الجواھر المصؤن فی علوم کتاب اللّٰہ المکنون کے نام سے لکھی ہے اس میں ہم نے تین ہزار علوم ذکر کیے ہیں اور مشائخ اسلام نے ایمان و تسلیم کے طور پر اسے اہل اللہ کے لیے لازم قرار دیا ہے۔

(میزان الشریعہ فی بیان الامثلہ بحوالہ علوم القرآن ص ۵۸)

ارباب علم و دانش نے مختلف ادوار میں اپنے ذوق کے مطابق علوم و فنون حاصل کیے اور جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان سے اپنی کتاب عزیز قرآن کریم کی خدمت لی تو اس کی تفسیر کے دوران ان علما نے اپنے پسندیدہ علوم میں فنی مہارت اور کامل دسترس کا اظہار کیا۔ بعض مفسرین نے قرآن کریم کی تفسیر میں احادیث اور آثار صحابہ پر زیادہ اعتماد کیا تو بعض نے عقل و رائے اور علم کلام کا سہارا لیا، فقہی ماہرین نے مسائل فقہیہ کو خوب شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا اور صرف و نحو اور لغت کے ماہرین نے تفسیر میں انھی فنون کو ترجیح دی۔ بعض نے علوم بلاغت کا سہارا لے کر ادبی دنیا میں خوب داد تحقیق حاصل کی اور بعض نے علم تصوف کے رموز و اشارات کو ترجیح دی۔ کس دور میں کس طرح کی تفاسیر لکھی گئیں ذیل میں ہر صدی کے حوالہ سے ایک اجمالی جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

پہلی صدی ہجری

اس صدی کا تعلق طبقات المفسرین کے طبقۂ اولیٰ سے ہے، جس میں خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ایک جماعت موجود تھی۔ قرآن کریم کی تشریح و توضیح کی ساری ذمہ داری رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تھی لتبین للناس مانزل الیھم میں یہی بیان کیا گیا ہے اس طرح نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہلے مفسر ہیں۔ کیوں کہ

خداوند کریم نے جو کتاب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل فرمائی ہے اس کی تاویل وتفسیر آپ کی جانب رجوع کیے بغیر معلوم نہیں کی جاسکتی۔ قرآن کریم میں امر و نہی یا مندوب ومستحب سے متعلق جو امور مذکور ہیں وہ آپ ہی کے ذریعہ معلوم کیے جاسکتے ہیں۔ اس میں دو رائے نہیں کہ حدیث نبوی قرآن کریم کے احکام، اوامر، اور اسرار و رموز کی شارح و ترجمان ہے۔ جب ہم حدیث پر اس پہلو سے غور کرتے ہیں کہ وہ ان احکام پر دلالت کرتی ہے جن پر قرآن کریم اجمالاً یا تفصیلاً مشتمل ہے تو اس کی درج ذیل قسمیں نکل کر سامنے آتی ہیں۔

۱۔ ایسی احادیث جن میں کسی قرآنی حکم کی تائید و تاکید ہوتی ہے۔

۲۔ ایسی احادیث جو قرآن کے مطلب و مفہوم کو واضح کرتی ہے۔

۳۔ ایسی احادیث جو ان احکام پر مشتمل ہیں جن سے قرآن خاموش ہے۔

اہل علم احادیث کے ذخیرہ میں صرف اتنے ہی حصے کو قرآن سے متعلق سمجھتے ہیں جو ابواب تفسیر کے عنوان سے درج ہوتا ہے، احادیث کے باقی حصہ کو قرآن کریم سے غیر متعلق تصور کرتے ہیں، حالاں کہ حدیث سراسر فہم قرآن ہے، احادیث پر اگر دقت نظر سے غور کیا جائے تو حدیث و قرآن کا گہرا تعلق واضح طور پر سامنے آتا ہے۔

خلفائے راشدین میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے روایتیں بہت کم ہیں جس کا سبب ان کی احتیاط اور ان کا تقدم وفات ہے۔ خلفائے راشدین میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایتیں بکثرت مروی ہیں جس سے پتا چلتا ہے کہ خلفائے ثلاثہ کی طرح تفسیر میں بھی آپ کو دسترس تھی۔ حضرت عبداللہ ابن عباس کو "قرآن کا ترجمان" کہا جاتا ہے حضور نے ان کے بارے میں دعا فرمائی تھی کہ اے اللہ ان کو دین میں سمجھ عطا فرما۔

عبد الملک بن مروان (وفات ۶۵ھ/۶۸۴ء) جب تخت نشین ہوا تو اس نے تخت خلافت پر متمکن ہوتے ہی اپنی تمام تر توجہ علوم و فنون کی تدوین و ترویج کی طرف مرکوز کر دی۔ اس نے اپنی مملکت میں یہ اعلان کر دیا کہ ہر ایک فن میں کتابیں تالیف ہوں، علما کرام کو اس طرف متوجہ کیا گیا حضرت سعید بن جبیر (م ۹۵ھ/۷۱۳ء) جو اپنے زمانے میں قرآن کی تفسیر میں یکتائے روز

گار تھے ان سے کہا گیا کہ وہ قرآن کریم کی شرح اور تفسیر لکھیں۔ انھوں نے تفسیر لکھ کر بھیجی جس کو شاہی کتب خانہ میں جگہ دی گئی، کچھ عرصہ بعد یہ تفسیر عطا بن نیاز تابعی کے ہاتھ لگ گئی اور انھی کے نام سے ہو رہی۔ اسی خلیفہ نے قرآن میں نقطے لگانے کا حکم دیا لیکن یہ کام ولید بن عبدالملک (۹۶ھ۔ ۷۱۵ء) کے عہد میں ہوا۔ اسی کے عہد میں امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۱۴۸ھ/ ۷۶۵ء) نے آیات کی تقسیم قرار دی کہ اس قدر آیات جہاد کے متعلق ہیں اور اس قدر معاملات کے متعلق ہیں۔ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز (وفات ۱۰۱ھ/۷۱۹ء) کا زمانہ آیا تو انھوں نے اور زیادہ اس دائرہ کو وسعت دی اور اپنی تمام حدود خلافت میں یہ اعلان کروادیا کہ علماسنن واحادیث پر اور قرآن پر تالیفات تیار کریں۔ متعدد صحابہ کرام اور تابعین عظام نے اپنے اپنے انداز میں قرآن کی توضیحات پیش کی ہیں مگر بعد کے ادوار میں قرآن کریم کی تفسیر کا باضابطہ سلسلہ شروع ہوا۔ ارباب علم نے باضابطہ تفسیر سے متعلق کتابیں لکھیں مثلاً تفسیر ابی العالیہ رباحی (وفات ۹۰ھ/ ۷۰۹ء) تفسیر اسود بن یزید (وفات ۹۵ھ/۷۱۳ء) تفسیر حضرت ابراہیم نخعی تابعی (وفات ۹۵ھ/۷۱۳ء)

دوسری صدی ہجری

یہ دور تابعین یعنی صحابہ کے شاگردوں کا دور ہے، اس دور میں اسلام اور سلطنت اسلام کو کافی ترقی ہوئی، قرآن پڑھنے والے قاریوں، کاتبوں، مصنفوں اور مفسروں کی کثرت ہوگئی ہر ملک وقوم میں بڑے بڑے ائمہ مشائخ، علماومشاہیر وامرا نے کتابت قرآن کا شرف حاصل کیا۔

تفسیر کے معاملہ میں ابن عباس کے شاگرد بیشتر اہل مکہ ہیں اس لیے کہا جاتا تھا کہ اہل مکہ کی تفسیر معتبر ہے۔ ان میں یہ لوگ زیادہ مشہور ہیں۔ مجاہد (وفات ۱۰۲ھ)، عطا بن ابی رباح (وفات ۱۱۲ھ) عکرمہ تابعی (وفات ۱۰۵ھ/۷۲۳ء)، طاؤس، سعید بن جبیر (وفات ۹۵ھ/ ۷۱۳ء) وغیرہ۔ ابی ابن کعب (وفات ۲۰ھ/۶۴۰ء) کی تفاسیر کو ابوالعالیہ (وفات ۹۰ھ/۷۰۸ء) روایت کرتے تھے ان سے ربیع بن انس نے روایت کیا ان کے شاگرد ابوجعفر رازی تھے۔ اسی سلسلے میں ابن جریر (وفات ۳۱۰ھ/۹۲۲ء) احمد بن حنبل (وفات ۲۴۱ھ/ ۸۵۵ء) حاکم (وفات

۴۰۵ھ/۱۰۱۴ء)اور ابن ابی حاتم (وفات ۳۲۷ھ/۹۳۸ء) شامل ہیں۔

اسی طرح کوفہ میں عبداللہ بن مسعود (وفات ۳۲ھ/۶۵۳ء) کے شاگرد اور مدینہ میں بھی بہت لوگ صحابہ کے شاگرد مفسر تھے ان میں مشاہیر مفسرین یہ ہیں۔

ابو العالیہ ضحاک بن مزاحم (وفات ۱۰۳ھ/۷۲۱ء) عطیہ عوفی، قتادہ زید بن اسلم، مرہ ہمدانی (وفات ۷۶ھ) تفسیر حسن بصری (وفات ۱۱۰ھ/۷۲۸ء)، عطا بن ابی سلمہ خراسانی، محمد بن کعب قرظی (وفات ۱۲۰ھ) تفسیر امام باقر بن امام زین العابدین (وفات ۱۱۲ھ/۷۳۰ء) تفسیر عطا بن ابی رباح تابعی (وفات ۱۱۴ھ/۷۳۲ء) تفسیر حضرت قتادہ بن دعامہ تابعی (وفات ۱۱۷ھ/۷۳۵ء) تفسیر حضرت محمد بن کعب قرضی (وفات ۱۲۰ھ/۷۳۷ء) تفسیر حضرت مجاہد بن جبیر (وفات ۱۲۳ھ/۷۴۰ء) تفسیر حضرت اسماعیل بن عبد الرحمان سدی (وفات ۱۲۷ھ/۷۴۴ء) تفسیر عطا بن مسلم خراسانی (وفات ۱۳۵ھ/۷۲۵ء) تفسیر علی بن ابی طلحہ (م ۱۴۳ھ/۷۶۰ء) تفسیر حضرت ابو النصر بن صائب کوفی (وفات ۱۴۶ھ/۷۶۳ء) تفسیر شیخ شبلی بن عباد (وفات ۱۴۸ھ/۷۶۵ء) تفسیر ابن جریج (وفات ۱۵۰ھ/۷۶۷ء) تفسیر شیخ مقاتل بن سلیمان الازدی (وفات ۱۵۰ھ/۷۶۷ء) تفسیر شعبہ بن الحجاج تفسیر سفیان ثوری (وفات ۱۶۱ھ/۷۷۷ء) تفسیر غرائب القرآن، شیخ ابوفید مورج (وفات ۱۷۴ھ/۷۹۰ء) تفسیر القرآن امام ملک (وفات ۱۷۹ھ/۷۹۵ء) تفسیر شیخ حجاج بن محمد (وفات ۱۸۶ھ/۸۰۲ء) البرھان فی توجیہ متشابہ القرآن، امام کسائی (وفات ۱۸۹ھ/۸۰۴ء) تفسیر ثور ابوعبداللہ محمد بن ثور صنعانی (وفات ۱۸۹ھ/۸۰۴ء) تفسیر وکیع بن الجراح (وفات ۱۹۶ھ/۸۱۱ء) تفسیر سفیان بن عیینہ (وفات ۱۹۸ھ/۸۱۳ء) تفسیر ھشیم، شیخ ہشیم بن بشیر (وفات ۱۹۹ھ/۸۱۴ء) تفسیر ابن وھب، شیخ عبداللہ بن وہب الفہمی القرشی (وفات ۱۹۹ھ/۸۱۴ء) ربیع بن انس، عبدالرحمن بن زید بن اسلم یہ لوگ علم تفسیر کے امام تھے۔ یہ حضرات جو کچھ فرماتے وہ صحابہ کرام سے سن کر فرماتے۔ اس دور میں سب سے زیادہ اور عمدہ تفسیر جاننے والے اہل مکہ ہیں اس وجہ سے کہ وہ عبداللہ ابن عباس کے شاگرد ہیں۔ سطور بالا میں جن تفاسیر کا ذکر ہوا ان سب تفاسیر کے نام کتابوں میں ضرور ملتے ہیں مگر یہ تفاسیر کہاں ہیں اور کس صورت میں ہیں اس کی خبر شاید ہی کسی کو ہو؟۔

تیسری صدی ہجری

یہ دور تبع تابعین کا ہے تابعین نے جو علمی ورثہ چھوڑا تھا یہی حضرات اس کے وارث تھے، تفسیر کی ترقی کے اعتبار سے یہ تفسیر کا تیسرا دور کہلاتا ہے یہ دور اموی خلافت کے اواخر سے لے کر خلافت عباسیہ کے اوائل تک پھیلا ہوا ہے، اس عہد میں علم تفسیر کو مدونی شکل میں جمع کیا جانے لگا اور بہت سی تفسیری کتب مدون ہوئیں، یہ لوگ صحابہ اور تابعین کے اقوال تفسیر میں بیان کرتے ہیں اور نقل کرتے ہیں۔ اس دور میں حضرت سفیان بن عیینہ (م ۱۹۸ھ/۸۱۴ء)، حضرت وکیع بن جراح (۱۹۷ھ/۸۱۲ء)، حضرت یزید بن ہارون (م ۲۰۶ھ/۷۲۱ء) رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، وغیرہ مشہور مفسرین میں شمار ہوتے ہیں۔ ان بزرگوں کا اصل مطمح نظر عمل تھا، عمل کے لیے ہی یہ لوگ قرآن کریم کا مطلب سمجھتے اور سمجھاتے تھے۔ اس صدی میں تفسیر نویسی اور ایک آیت کے لیے زیادہ سے زیادہ روایات جمع کرنے کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ قرآن حکیم کی تفسیر اور احادیث کے متعدد مجموعے منظر عام پر آگئے، صحاح ستہ اسی دور میں لکھی گئی۔ تنقیدی تفسیر اور احادیث میں جرح وتعدیل کا سلسلہ بھی اسی دور میں شروع ہوا۔ جو کتب تفاسیر اس دور میں منظر عام پر آئیں ان کی مختصر فہرست کچھ اس طرح ہے۔

تفسیر ابن عبادہ شیخ روح بن عبادہ (وفات ۲۰۵ھ/۸۲۰ء) تفسیر ابن ہارون شیخ یزید بن ہارون (وفات ۲۰۶ھ/۷۲۱ء) تفسیر دینوری شیخ احمد بن داؤد نحوی (وفات ۲۰۹ھ/۸۲۴ء) بحار القرآن، شیخ ابو عبیدہ معمر بن مثنیٰ بصری (وفات ۲۱۰ھ/۸۲۵ء) تفسیر عبد الرزاق، شیخ عبد الرازاق بن ہمام صنعانی (وفات ۲۱۱ھ/۸۲۶ء) تفسیر الفریابی محمد بن یوسف بن واقد الضبی (وفات ۲۱۲ھ/۸۲۷ء) تفسیر ابن ابی ایاس، شیخ آدم بن ابی ایاس عسقلانی (وفات ۲۲۰ھ/۸۳۵ء) تفسیر سنید، شیخ سنید ابن داؤد المصیصی (وفات ۲۲۰ھ/۸۳۵ء) تفسیر ابن ابی شیبہ، ابوبکر عبداللہ بن محمد الکوفی (وفات ۲۳۵ھ/۸۴۹ء) تفسیر ابن راہویہ، شیخ ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم حنظلی (وفات ۲۳۸ھ/۸۵۲ء) تفسیر عبد بن حمید (وفات ۲۴۹ھ/۸۶۳ء) تفسیر البخاری امام بخاری (وفات ۲۵۶ھ/۸۶۹ء) تفسیر ابن ماجہ وفات ۲۷۳ھ/۸۸۶ء) تفسیر بن سعید (وفات ۲۵۰ھ

۸٦۴ء) تفسیر بقی، ابوعبدالرحمان بقی بن مخلد قرطبی (وفات ۲۷٦ھ/۸۹۱ء) تفسیر نسفی ابراہیم بن امام ابراہیم بن معقل نسفی (وفات ۲۹۵ھ/۹۰۷ء) تفسیر ابوبکر بن شیبہ (وفات ۲۲۰ھ/۸۳۵ء) وغیرہ اور دیگر کتب تفاسیر کے اسماء کتب تواریخ میں مل جاتے ہیں۔ اسی طبقہ میں ابن جریج (وفات ۱۵۰ھ/۸٦۷ء) وابومحمد اسماعیل سدی (وفات ۱۲۷ھ/۹۰۷ء) ومقاتل بن سلیمان (وفات ۱۵۰ھ/ ۸٦۷ء) ومحمد بن سائب کوفی کلبی (وفات ۱۴٦ھ/٦٣٧ء) وابن قتیبہ ابومحمد بن مسلم دینوری (وفات ۲۷٦ھ/۸۸۹ء) مصنف مشکل القرآن وآداب القرآۃ وغریب القرآن۔

چوتھی صدی ہجری

تیسری صدی ہجری کے اواخر اور چوتھی صدی ہجری کے اوائل میں مکمل قرآن کریم کی تفسیر لکھنے کا سلسلہ شروع ہوا اس صدی ہجری کے مشاہیر میں ابوجعفر محمد بن جریر طبری (وفات ۳۱۰ھ/۹۲۲ء) آتے ہیں ان کی تفسیر ''جامع البیان فی تفسیر القرآن'' کی جلال الدین سیوطی نے بڑی تعریف کی ہے۔ ابوجعفر بن جریر طبری نے اپنی مشہور تفسیر اسی دور میں لکھی جس کی نسبت علامہ ابوحامد اسفرائنی (وفات ۴۰٦ھ/۱۰۱۵ء) کی رائے یہ ہے کہ لو سافر رجل الی الصین حتی یحصل له کتاب تفسیر محمد بن جریر لم یکن ذلك کثیرا (تفسیر ابن جریر کی تلاش میں اگر ایک شخص چین تک کا سفر کرے تو یہ کوئی بڑی بات نہ ہوگی) تیسرے دور کے بعد چوتھے دور میں پہنچ کر تفسیر کے ارتقائی عمل میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی لیکن اس کے ساتھ ہی اس دور کی تفاسیر میں کچھ خامیاں پائی گئیں جو علم تفسیر کو تنزلی کے راستے پر گامزن کرنے کے لیے کافی تھیں، جیسے یہ کہ اسناد میں اختصار کیا جانے لگا جو تفسیری اقوال مفسرین سلف سے منقول تھے ان کی جانب منسوب کئے بغیر ان کو نقل کیا جانے لگا نتیجہ یہ نکلا کہ بہت سی من گڑھت باتیں تفسیر میں شامل ہوگئیں اور صحیح وغلط کا امتیاز مشکل ہوگیا۔ اس دور میں اور دوسرے ارباب فضل وکمال کے نوک قلم سے قرآن کریم کی جو مکمل تفسیریں منصۂ شہود پر آئیں ان میں مشہور یہ تفاسیر ہیں۔

ابوالقاسم ابن اسحاق انماطی (وفات ۳۰۴ھ/۹۱٦ء) تفسیر نیساپوری، امام ابوبکر

محمد بن ابراہیم (وفات ۳۱۰ھ/۹۲۲ء)تفسیر الزجاج، ابو اسحاق ابراہیم بن سری نحوی (م۳۱۱ھ/۹۲۳ء)تفسیر بن منذر (م۳۱۸ھ/۹۳۰ء)تفسیر کعبی شیخ ابوالقاسم عبداللہ بن احمد معتزلی (وفات ۳۱۹ھ/۹۳۱ء)تفسیر ابی الحسن علی بن اسماعیل امام اہل سنت اشعری (وفات ۳۲۰ھ/۹۳۲ء) تفسیرابن ابی حاتم عبدالرحمان بن محمد رازی (وفات ۳۲۷ھ/۹۳۸ء)تفسیر الخرقی، شیخ ابوالقاسم عمر بن حسین دمشقی (وفات ۳۳۸ھ/۹۴۹ء) تفسیر النحاس، ابوجعفر احمد بن محمد نحوی (وفات ۳۳۸ھ/۹۴۹ء)تفسیر بن مقسم شیخ محمد بن حسن معروف بابن مقسم (وفات ۳۴۱ھ/۹۵۲ء) تفسیر نیساپوری شیخ احمد بن محمد نیساپوری (وفات ۳۵۳ھ/۹۶۴ء)تفسیر ابن حبان ابوعبداللہ محمد بن محمد بن جعفر البستی (وفات ۳۵۴ھ/۹۶۴ء)تفسیر ابن حیان ابوعبداللہ محمد بن جعفر بن حیان معروف ابی الشیخ (وفات ۳۶۹ھ/۹۷۹ء) تفسیر ابی اللیث ابو اللیث نصر بن محمد فقیہ سمرقندی (وفات ۳۸۳ھ/۹۹۳ء)تفسیر ابن عطیہ ابومحمد عبداللہ بن عطیہ دمشقی (وفات ۳۸۳ھ/۹۹۳ء) تفسیر الرمانی ابوالحسن علی بن عیسیٰ نحوی (وفات ۳۸۴ھ/۹۹۴ء)تفسیر الادفوی محمد بن علی ابن احمد المقر ی (وفات ۳۸۸ھ/۹۹۸ء)تفسیر عسکری شیخ ابو ہلال حسن بن عبداللہ (وفات ۳۹۵ھ/۱۰۰۴ء)تفسیر خلف، خلف بن احمد بجستانی (وفات ۳۹۹ھ/۱۰۰۸ء) بطور خاص قابل ذکر ہیں، تفسیر طبری روئے زمین پر سب سے پہلی باضابطہ تفسیر مانی جاتی ہے۔ اسے ام التفاسیر بھی کہا جاتا ہے۔ بعد میں جتنی تفسیریں لکھی گئیں تقریباً سب کا سرچشمہ وہی تفسیر ہے۔ اس تفسیر میں رطب ویابس ہر قسم کی روایتیں درج کردی گئی ہیں۔ (تبیان الراسخ ص۴۲)

اس صدی میں تفسیر کے علاوہ دیگر علوم وفنون نے بھی کافی ترقی کی۔ اس دور میں تفسیر نویسی کے رجحان میں نمایاں تبدیلی پیدا ہوئی۔ اپنے ذوق کے مطابق مفسرین تفسیر نویسی میں ادبی اور عقلی علوم سے متعلق بحثیں شامل کرنے لگے۔ زجاج (م۳۱۱ھ/۹۲۳ء) اور ابوالحسن کسائی (۱۸۰ھ/۷۹۶ء) نے اپنی تفسیر میں لفظی تصرفات اور وجوہ اعراب سے متعلق بحثیں کیں۔ مجدد الدین ابن اثیر الجزری (م۶۰۶ھ/۱۲۱۰ء) نے قصص وواقعات پر زیادہ زور دیا۔ الغرض ہر ایک مفسر نے اپنے ذوق کے مطابق قرآن کریم کی تفسیر لکھنے کا فریضہ انجام دیا۔ جس کے نمونے کتب

تفاسیر میں دیکھے جاسکتے ہیں۔اور جب بنام مسلم متعدد فرقے عالم وجود میں آئے تو ان مفسرین نے تفسیر کی بنیاد اپنے عقائد ونظریات پر رکھنی شروع کردیں اور پھر اسی کی روشنی میں قرآن کریم کی تفسیریں لکھی جانے لگیں۔ان فرقوں کے وجود میں آتے ہی قرآن کریم کو اپنے خیالات ونظریات میں ڈھال کر پیش کرنے کا سلسلہ بھی شروع ہوا۔اس طرح کی تفاسیر میں درج ذیل تفاسیر کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

تفسیر بالماثور

تفسیر بالماثور سے مراد ایسی تفسیر ہے جس میں کسی آیت کے معنیٰ ومفہوم قرآن مجید کی کسی آیت سے واضح ہوتے ہوں، رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی ونیز صحابہ وتابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیهم اجمعین کے اقوال وآثار سے اس پر روشنی پڑتی ہوا سے ''تفسیر منقول'' بھی کہتے ہیں، درج ذیل تفاسیر اسی نوعیت کی ہیں۔

۱۔جامع البیان فی تفسیر القرآن ابن جریر طبری (م۳۱۰ھ/۹۲۲ء)
۲۔بحر العلوم ابو اللیث سمرقندی (م۳۷۳ھ/۹۸۳ء)
۳۔معالم التنزیل الحسین بن مسعود البغوی (م۵۱۶ھ/۱۱۲۲ء)
۴۔المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز ابن عطیہ الاندلسی (م۵۴۶ھ/۱۱۵۱ء)
۵۔تفسیر القرآن الکریم حافظ عماد الدین ابن کثیر (م۷۷۴ھ/۱۳۷۲ء)
۶۔الجواہر الاحسان عبدالرحمن الثعالبی (م۸۷۶ھ/۱۴۷۱ء)
۷۔الدر المنثور جلال الدین السیوطی (م۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء)
۸۔الکشف والبیان عن تفسیر القرآن ابو اسحاق الثعالبی (م۴۲۷ھ/۱۰۳۵ء)
۹۔تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباس ابو طاہر الفیروز آبادی (م۸۱۷ھ/۱۴۱۴ء)

تفسیر بالرای

تفسیر بالرائے سے مراد وہ تفسیر ہے جس میں اعتقاد واجتہاد پر قیاس کیا جاتا ہے اور اس کے بارے میں لوگوں کے مختلف خیالات پائے جاتے ہیں، اس کی بعض قسمیں ممدوح اور بعض

مذموم ہیں، اگر یہ تفسیر قرآنی ہدایت کے قریب ہو تو ممدوح اور اگر بعید ہو تو مذموم ہے۔

۱۔ مفاتیح الغیب فخر الدین الرازی (م ۶۰۶ھ/۱۲۰۹ء)
۲۔ انوار التنزیل واسرار التاویل، ناصر الدین بیضاوی (م ۶۹۱ھ/۱۲۹۲ء)
۳۔ مدارک التنزیل وحقائق التاویل محمود النسفی (م ۷۰۱ھ/۱۳۰۱ء)
۴۔ البحر المحیط ابو حیان الاندلسی (م ۷۴۵ھ/۱۳۴۴ء)
۵۔ لباب التاویل فی معانی التنزیل ابو الحسن الخازن (م ۷۴۱ھ/۱۳۴۰ء)
۶۔ تفسیر الجلالین الجلال المحلی (م ۸۶۴ھ/۱۴۵۹ء) والجلال السیوطی (م ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء)
۷۔ غرائب القرآن ورغائب الفرقان نظام الدین الاعرج النیساپوری (کان حیا ۸۲۸ھ/ ۱۴۲۵ء)
۸۔ السراج المنیر فی الاعانۃ علیٰ معرفۃ بعض معانی کلام ربنا الحکیم الخبیر الخطیب الشربینی (م ۹۷۷ھ/۱۵۶۹ء)
۹۔ ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم ابو السعود (م ۹۸۲ھ/۱۵۷۴ء)
۱۰۔ روح المعانی فی تفسیر القرآن الکریم والسبع المثانی الآلوسی (م ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۴ء)

تفاسیر المعتزلہ

معتزلہ نے تفسیر قرآن کو اپنے اصول خمسہ پر مبنی قرار دیا ہے جو آیات ان کے عقائد سے متصادم تھیں وہاں عقل کو حکم مان کر متشابہات کے سلسلے میں فیصلہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ صاحب کشاف جار اللہ زمخشری (م ۵۳۸ھ/۱۱۴۴ء) پہلے معتزلی مفسر ہیں۔ ان کی تفسیر بلاغی نکات اور بطریق سوال وجواب وجوہ اعجاز کے بیان کرنے میں منفرد حیثیت کی حامل ہے، منقولات پر مشتمل تفاسیر میں اسرائیلیات کی جو بھرمار ہوتی ہے کشاف کا دامن اس سے پاک ہے۔

۱۔ تنزیہ القرآن عن المطاعن القاضی عبد الجبار الہمدانی (م ۴۱۵ھ/۱۰۲۴ء)
۲۔ امالی الشریف المرتضی (غرر الفرائد ودرر القلائد)
الشریف المرتضی (م ۴۳۶ھ/۱۰۴۴ء)

۳۔ الکشاف عن حقائق التاویل وعیون الاقاویل فی وجوہ التاویل
جاراللہ الزمخشری (م۵۳۸ھ/۱۱۴۳ء)

۴۔ تفسیر القرآن الکریم ابوبکر بن الکیسان الاصم (م۲۴۰ھ/۸۵۴ء)

۵۔ تفسیر القرآن الکریم ابوعلی الجبائی (م۳۰۳ھ/۹۱۵ء)

۶۔ تفسیر القرآن الکریم ۱۲ جلدیں: ابوالقاسم الکعبی المعتزلی (م۳۱۹ھ/۹۳۱ء)

۸۔ جامع التاویل کمحکم التنزیل ابومسلم الاصفہانی (م۳۲۲ھ/۹۳۴ء)

۹۔ تفسیر القرآن الکریم ابوالحسن الرمانی (م۳۸۴ھ/۹۹۴ء)

۱۰۔ تفسیر القرآن الکریم: ابوالقاسم النحوی العروضی (م۳۸۷ھ/۹۹۷ء)

۱۱۔ تفسیر القرآن الکریم عبدالسلام القزوینی (م۴۸۳ھ/۱۰۹۰ء)
یہ تفسیر ۳۰۰ جلدوں پر مشتمل ہے۔(التفسیر والمفسرون جلد۱ص۲۷۵)

تفاسیر الامامیہ الاثنا عشریہ

اسلامی فرقوں میں شیعہ بھی قدیم فرقہ ہے جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں ظہور پذیر ہوا اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے زمانہ میں اسے فروغ حاصل ہوا۔ پھر یہ شیعہ حضرات بہت سارے فرقوں میں بٹ گئے، شیعہ فرقوں میں صرف دو فرقوں نے تفسیر قرآن میں دلچسپی لی۔

۱۔امامیہ اثنا عشری

۲۔زیدیہ

امامیہ اثنا عشری اپنے مخصوص عقائد ونظریات کی وجہ سے دوسرے فرقوں سے جداگانہ حیثیت رکھتے ہیں، وہ دین اسلام اور قرآن مجید پر ایمان رکھتے ہیں، اس لیے انھوں نے حتی الامکان کوشش کی کہ اپنے عقائد کو قرآنی نصوص اور دلائل سے ثابت کریں انھوں نے تفاسیر کی بنیاد، کتاب، سنت، اجماع اور عقلی دلائل پر رکھی ہے اور عصمت ائمہ پر زور دیتے ہیں۔

۱۔ تفسیر مرأۃ الانوار ومشکاۃ الاسرار عبداللطیف الکازرونی

۲۔ تفسیر العسکری الحسن العسکری (م بعد ۳۵۰ھ/۹۶۱ء)

۳۔ مجمع البیان ابوعلی الطبرسی (م ۵۴۸ھ/۱۱۵۳ء)

۴۔ الصافی محسن الکاشی (م ۱۰۹۱ھ/۱۶۱۰ء)

۵۔ تفسیر القرآن السید عبداللہ العلوی

۶۔ بیان السعادۃ فی مقامات العبادۃ، سلطان بن محمد بن حیدر الخراسانی

۷۔ تفسیر آلاء الراحمان فی تفسیر القرآن، محمد بن جواد بن حسن نجفی (م ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۳ء)

۸۔ تفسیر القرآن، محمد مرتضیٰ حسین المعروف نورالدین

۹۔ تفسیر البرہان ہاشم بن سلیمان بن اسماعیل حسینی البحرانی (وفات ۱۱۰۷ھ/۱۶۹۵ء)

۱۱۔ تفسیر الاصفی (خلاصہ تفسیر الصافی) محمد بن مرتضیٰ المعروف ملا حسن کاشی

۱۲۔ تفسیر التبیان شیخ ابوجعفر محمد بن حسن بن علی طوسی (وفات ۴۶۰ھ/۱۰۶۷ء)

۱۳۔ تفسیر القرآن محمد بن مسعود سمرقندی الکوفی المعروف بالعیاشی (م ۳۲۰ھ/۹۳۲ء)

تفاسیر الزیدیۃ

عقائد کے اعتبار سے شیعی فرقوں میں ''زیدیہ'' فرقہ اہل سنت سے زیادہ قریب ہے۔ زیدیہ کی تفاسیر سے متعلق علما کی یہ رائے ہے کہ ان کی تفسیر اہل سنت کی تفسیر سے بہت کم مختلف ہے، علمائے زیدیہ نے بکثرت تفاسیر مرتب کیں، ان میں کچھ آج بھی مشہور ہیں اور بعض امتدادِ زمانہ سے مفقود ہو گئیں۔ اس فرقہ کے پیرو آج کل یمن میں موجود ہیں اور متقدمین مفسرین کے عقائد کے حامل ہیں، یعنی شیخین کی امامت کو تسلیم کرتے ہیں۔

۱۔ فتح القدیر ابوعبداللہ محمد الشوکانی (م ۱۲۵۰ھ/۱۸۳۴ء)

۲۔ تفسیر غریب القرآن زید بن علی (مرتبہ محمد بن منصور بن یزید) (وفات ۲۹۰ھ/۹۰۲ء)

۳۔ تفسیر القرآن اسماعیل بن علی البستی الزیدی (وفات ۴۱۰ھ/۱۰۱۹ء)

۴۔ تفسیر التہذیب محسن بن محمد بن کرامہ معتزلی زیدی (وفات ۴۹۴ھ/۱۱۰۰ء)

۵۔ تفسیر عطیہ، عطیہ بن محمد نجرانی زیدی (وفات ۳۶۵ھ/۹۷۵ء)

۶۔ التیسیر فی التفسیر حسن محمد نحوی صنعانی (وفات ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۷ء)
۷۔ تفسیر القرآن قاضی بن عبدالرحمان مجاہد
۸۔ تفسیر آیات الاحکام حسین بن احمد نجری
۹۔ تفسیر الثمرات الیانعہ شمس الدین یوسف
۱۰۔ منتہی المرام شرح آیات الاحکام محمد حسین بن قاسم

تفاسیر الخوارج

خوارج کے افکار ونظریات بہت سادہ تھے، وہ بڑی شد ومد سے اپنے مسلک کی حمایت کرتے تھے، چوں کہ یہ بادیہ نشین تھے، فقر وفاقہ کی زندگی گزارتے تھے، لہٰذا تشدد ان کی فطرت میں داخل تھا۔ قرآن کریم کے معانی ومطالب کی چھان بین سے عاری تھے، اس لیے زیادہ گہرائی میں جانے کی تکلیف بھی گوارہ نہ کرتے تھے، بلکہ ان کا طرز فکر بالکل عامیانہ اور سطحی تھا، قرآن کریم کے اسرار ورموز کے سمجھنے میں کوشش بھی نہیں کرتے تھے۔ وہ صرف قرآنی حروف والفاظ پر اکتفا کرتے تھے اور آیات کے ظاہری معانی سے مطمئن تھے، ان کی تفاسیر کا بیشتر سرمایہ نابود ہوگیا۔ کہیں کہیں کوئی نسخہ دستیاب ہوجاتا ہے۔

۱۔ ھمیان الزاد الی دار المعاد محمد بن یوسف اطفیش الجزائری (وفات ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۴ء)
۲۔ تفسیر القرآن عبدالرحمان بن رستم الفارسی (تیسری صدی ہجری)
۳۔ تفسیر القرآن عود بن محکم الہوّاری (تیسری صدی ہجری)
۴۔ تفسیر القرآن ابو یعقوب یوسف بن ابراہیم ورجلانی (چھٹی صدی ہجری)
۵۔ تیسیر التفسیر شیخ محمد بن یوسف (چودھویں صدی ہجری)

تفاسیر الصوفیہ

صوفیہ کی تفاسیر کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے یعنی نظری صوفیہ کی تفاسیر اور فیضی یا اشاری تفاسیر۔ نظری صوفیہ کی تفاسیر چند علمی مقدمات پر مبنی ہوتی ہیں۔ یہ مباحث پہلے صوفی کے

ذہن میں آتے ہیں اور اس کے بعد وہ انھیں قرآن مجید پر محمول کرتا ہے اور نظری صوفی جو تفسیر بیان کرتا ہے اس کے متعلق اس کا خیال ہوتا ہے کہ اس کا کوئی دوسرا مفہوم نہیں ہوسکتا۔ فیضی یا اشاری تفاسیر کی بنیاد مقدمات پر نہیں رکھی جاتی ہیں بلکہ روحانی ریاضات ومجاہدات کے زیر اثر ہوتی ہیں۔ عبادت کے دوران ایک صوفی پر جو انکشافات ہوتے ہیں اور معارف وحقائق پردۂ غیب سے اس پر القا ہوتے ہیں ان کی روشنی میں وہ تفسیر کرتا ہے۔ ان صوفیاء کے کلام کے فہم وادراک پر وہی شخص قادر ہوسکتا ہے جو بحر تصوف کا شناور ہو ورنہ ان کا مطلب سمجھنا آسان نہیں۔ اس نوع کی مشہور ترین تفسیر وہ ہے جس کی نسبت شیخ محی الدین ابن عربی (وفات ۶۳۸ھ/۱۲۴۰ء) کی طرف کی جاتی ہے۔

تفسیر کی ایک قسم وہ بھی ہے جو تصوف کے نقطۂ خیال سے لکھی گئی تفاسیر سے ملتی جلتی ہے اس کو ''تفسیر اشاری'' کہتے ہیں۔ ایسی تفاسیر میں ظاہر معانی کی تاویل کر کے ان کو باطنی معانی سے ہم رنگ وہم آہنگ بنایا جاتا ہے، علامہ آلوسی (وفات ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۴ء) کی تفسیر روح المعانی اسی قبیل سے تعلق رکھتی ہے، وہ پہلے آیات کا ظاہری مفہوم بتا کر ان کے پوشیدہ معانی پر روشنی ڈالتے ہیں جو بطریق رمز واشارہ ان سے اخذ کئے جاتے ہیں۔

۱۔ تفسیر القرآن الکریم سھل تستری (وفات ۲۸۳ھ/۸۹۶ء)
۲۔ حقائق التفسیر ابوعبدالرحمان السلمی (وفات ۲۸۳ھ/۸۹۶ء)
۳۔ عرائس البیان فی حقائق القرآن ابومحمد روزبھان (وفات ۶۰۶ھ/۱۲۰۹ء)
۴۔ التاویلات النجمیۃ نجم الدین دایہ وعلاء الدولۃ السمنانی (وفات ۶۰۶ھ/۱۲۰۹ء)
۵۔ تاویلات القاشانی عبدالرزاق القاشانی (وفات ۵۲۹ھ/۱۱۳۴ء)
۶۔ تاویلات القرآن شیخ کمال الدین کاشی سمرقندی (وفات ۷۳۰ھ/۱۳۳۰ء)

تفاسیر الفقہاء

فقہی تفسیر کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ وہ فقہی مذاہب (حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ، حنفیہ، امامیہ اثنا عشریہ) کے زیر اثر مختلف انواع میں بٹی ہوئی ہے۔ فقہائے کرام نے تفسیر قرآن کے سلسلے میں کافی محنت وکاوش سے کام لیا ہے، اور اختلاف مذاہب ومسالک کی روشنی میں کافی تعداد میں

تفاسیر مرتب کی گئی ہیں۔

۱۔ احکام القرآن (حنفی) الجصاص (م ۳۷۰ھ/ ۹۸۰ء)

۲۔ احکام القرآن (شافعی) الکیاہراسی (م ۵۰۴ھ/ ۱۱۱۰ء)

۳۔ الاکلیل فی استنباط التنزیل الجلال السیوطی (م ۹۱۱ھ/ ۱۵۰۵ء)

۴۔ احکام القرآن (مالکی) ابوبکر بن العربی (م ۶۳۸ھ/ ۱۲۴۰ء)

۵۔ الجامع لاحکام القرآن محمد بن احمد بن ابی بکر القرطبی (م ۶۷۱ھ/ ۱۲۲۳ء

۶۔ کنز العرفان فی فقه القرآن (اثناعشری): مقداد السیوری (م ۸۲۶ھ/ ۱۴۲۳ء)

۷۔ الثمرات الیانعة (زیدی) الفقیہ یوسف الثلاثی (م ۸۳۲ھ/ ۱۴۲۹ء)

۸۔ القول الوجیز فی احکام الکتاب العزیز شہاب الدین ابوالعباس احمد بن یوسف حلبی المعروف بالسمین (م ۷۵۶ھ/ ۱۳۵۵ء)

۹۔ احکام الکتاب المبین علی بن عبداللہ بن محمود سنقکی (نویں صدی ہجری)

۱۰۔ قانون التاویل فی تفسیر القرآن ابن العربی المالکی ابوبکر محمد بن عبداللہ معافری اندلسی اشبیلی (م ۵۴۳ھ/ ۱۱۴۸ء) (التفسیر والمفسرون جلد ۲ ص ۴۵۰)

پانچویں صدی ہجری

چوتھی اور پانچویں صدی ہجری میں بہت سی تفسیریں لکھی گئیں جن میں اکابر کے اقوال تو نقل کئے جاتے لیکن سلسلۂ اسناد کو حذف کر دیا جاتا تھا۔ اس سے عبارت میں تخفیف اور محنت میں بچت تو ضرور ہوگئی مگر بڑی خرابی یہ پیدا ہوگئی کہ اقوال صحیح اور سقیم کی باہم آمیزش ہوگئی۔ اس صدی ہجری میں ابوعبدالرحمان محمد بن حسین نیشاپوری ہیں ان کی وفات ۴۱۲ھ/ ۱۰۲۱ء میں ہوئی، انھوں نے تفسیر حقائق لکھی اور بقول صاحب کشف الظنون رطب ویابس روایات ومطالب کا ایک انبار جمع کر دیا۔ یہی حال ابواسحاق احمد ثعلبی (وفات ۴۲۷ھ/ ۱۰۳۶ء) اور کچھ اور دیگر مفسرین کا ہے اس صدی کی تفسیروں میں فرق صرف اتنا ہے کہ ان میں روایات تو بیان کی جاتی ہیں مگر ان کے اسناد کو حذف کر دیا جاتا ہے بقول صاحب ''کشف الظنون'':

''اس کے بعد متاخرین میں سے ایک جماعت نے تفسیریں تالیف کیں اور اسنادوں کو مختصر کر دیا بہت سے اقوال نقل کئے یہاں سے زائد باتیں داخل ہونے لگ گئیں اور صحیح وضعیف آپس میں ملتبس ہو گئے اس کے بعد جس کسی کو جو بات معلوم ہوئی وہی درج کر دی اور جو کچھ اس کے خیال میں آیا اسی پر اعتماد کر لیا اس کے بعد ہر پچھلا طبقہ اپنے متقدمین سے نقل کرنے لگا اس خیال سے کہ ضرور کوئی نہ کوئی اس کی اصلیت ہوگی انھوں نے اس کی تحقیق نہ کی کہ سلف صالحین سے اس میں کیا منقول ہے؟''۔

اس دور کے مفسرین کے نوک قلم سے جو اہم تفسیریں عالم وجود میں آئیں ان میں تفسیر ابن فورك ابوبکر محمد بن حسن نیشاپوری (وفات ۴۰۶ھ/۱۰۱۵ء) تفسیر مردویه، شیخ ابوبکر احمد بن موسیٰ اصفہانی (وفات ۴۱۰ھ/۱۰۱۹ء) تفسیر السلمی ابوعبدالرحمان محمد بن حسین السلمی (وفات ۴۱۲ھ/ ۱۰۲۱ء) تفسیر معوذتین شیخ الرئیس بوعلی بن سینا (وفات ۴۲۷ھ/ ۱۰۳۶ء) تفسیر ابی منصور، عبد القاہر بن طاہر بغدادی (وفات ۴۲۹ھ/ ۱۰۳۷ء) تفسیر فناری شمس الدین محمد بن حمزہ فناری (وفات ۴۳۴ھ/۱۰۴۲ء) تفسیر ابی ذر، شیخ احمد بن محمد ہروی (وفات ۴۳۷ھ/۱۰۴۵ء) تفسیر مکی، شیخ ابومحمد بن ابی طالب حموش قیسی (وفات ۴۳۷ھ/۱۰۴۵ء) تفسیر الجوینی، ابومحمد عبد اللہ بن یوسف نیشاپوری (وفات ۴۳۸ھ/ ۱۰۴۶ء) تفسیر الماوردی ابو الحسن علی بن حبیب شافعی (وفات ۴۵۰ھ/۱۰۵۸ء) تفسیر ابی بکر، ابوبکر عتیقی بن محمد الدوی الفارسی (وفات ۴۵۴ھ/ ۱۰۶۲ء) تفسیر اصفہانی، ابو مسلم محمد بن علی معتزلی (وفات ۴۵۸ھ / ۱۰۶۶ء) تفسیر التیسیر ابوالقاسم عبدالکریم القشیری (وفات ۴۶۵ھ/۱۰۷۲ء) حاوی تفسیر ابوالحسن احمد واحدی (وفات ۴۶۸ھ/ ۱۰۷۵ء) تاج التراجم فی تفسیر القرآن للاعاجم عماد الدین ابو المظفر محمد طاہر اسفرائینی شاہ پور شافعی (وفات ۴۷۱ھ/۱۰۷۸ء) تفسیر جرجانی، عبد القاہر بن عبد الرحمان جرجانی (وفات ۴۷۴ھ/ ۱۰۸۱ء) تفسیر ابی معشر، ابومعشر عبد الکریم بن عبد الصمد طبری (وفات ۴۷۸ھ/ ۱۰۸۵ء) تفسیر امام الحرمین، ابوالمعالی عبدالملک بن عبداللہ جوینی (وفات ۴۷۸ھ/۱۰۸۵ء) کشف الاسرار وعدۃ الابرار خواجہ

عبداللہ محمد بن اصفہانی ہروی (وفات ۴۸۱ھ/۱۰۸۸ء) یہ تفسیر ایک سو ستائیس تفاسیر کا خلاصہ ہے۔ تفسیر حلوانی، سلیمان بن عبداللہ (وفات ۴۹۴ھ/۱۱۰۰ء) تفسیر السمعانی، ابومحمد عبدالوہاب بن محمد شافعی (وفات ۵۰۰ھ/۱۱۰۶ء) تفسیر ابی بکر، شیخ ابوبکر بن عبدوس (وفات ۵۰۰ھ/۱۱۰۶ء) تفسیر سور آبادی، ابوبکر عتیق بن محمد الہروی السور آبادی یہ بھی پانچویں صدی ہجری کی تصنیف ہے۔

چھٹی صدی ہجری

اس طبقہ میں وہ متاخرین شامل ہیں جو چھٹی صدی ہجری میں گذرے ہیں اس طبقے میں یہ بات پیدا ہوگئی تھی کہ ہر شخص قرآن کی تفسیر اپنے ذوق اور فکر کے مطابق کرنے لگا تھا اس لیے قرآن فہمی کے موضوعات میں تنوع ہوا۔ مکمل تفسیر لکھنے کے علاوہ قرآن کریم کے اجزا کی بھی تفسیر لکھنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ جو تفسیریں اس دور میں لکھی گئیں ان کی تفصیل کتب سیرت وسوانح میں اس طرح پائی جاتی ہیں۔

تفسیر الخطیب التبریزی (وفات ۵۰۲ھ/۱۱۰۸ء) تفسیر یاقوت التاویل، ابوحامد محمد بن محمد غزالی الطوسی (وفات ۵۰۵ھ/۱۱۱۱ء) تفسیر کیمرج (یہ تفسیر پانچویں صدی ہجری کے نصف اول میں لکھی گئی مصنف کا نام معلوم نہیں) معالم التنزیل ابومحمد حسین بن محمود بغوی (وفات ۵۱۶ھ/۱۱۲۲ء) تفسیر زاھدی ابونصر احمد بن الحسن احمد سلیمان زاہدی (یہ تفسیر ۵۱۹ھ/۱۱۲۵ء میں لکھی گئی) تفسیر ابن ابی حمزہ، عبداللہ بن سعید اندلسی (وفات ۵۲۵ھ/۱۱۳۰ء) تفسیر کشاف، جار اللہ محمود بن عمر الزمخشری خوارزی (وفات ۵۲۸ھ/۱۱۳۳ء) تفسیر الجامع ابوالقاسم اسماعیل بن محمد فضل الاصفہانی (وفات ۵۳۵ھ/۱۱۴۰ء) المعتمد فی التفسیر اسماعیل بن محمد القرشی الاصفہانی (وفات ۵۳۵ھ/۱۱۴۰ء) تفسیر ارشاد ابن برجان ابوالحکم عبدالسلام (وفات ۵۳۶ھ/۱۱۴۱ء) تفسیر نسفی ابوحفص نجم الدین عمر نسفی (وفات ۵۳۷ھ/۱۱۴۲ء) تفسیر خوارزمی ابوالحسن علی بن عراق بن محمد بن علی حنفی خوارزی (وفات ۵۳۹ھ/۱۱۴۴ء) تفسیر بیہقی، ابوالمحاسن مسعود بن علی بیہقی (وفات ۵۴۴ھ/۱۱۴۹ء)

تفسیر علائی شیخ محمد بن عبد الرحمان بخاری علائی ملقب زاہد حنفی (وفات ۵۴۶ھ/۱۱۵۱ء) روض الجنان وروح الجنان ابو الفتح حسین بن علی بن محمد بن احمد الخزاعی الرازی النیشافوری یہ کتاب چھٹی صدی ہجری کے نصف آخر میں لکھی گئی۔ تفسیر حجۃ الافاضل، شیخ علی بن محمد الخوارزی (وفات ۵۶۰ھ/۱۱۶۵ء) تفسیر مجمع البیان ابوجعفر محمد بن حسن بن علی طوسی (وفات ۵۶۱ھ/ ۱۱۶۶ء) تفسیر ابن ابی مریم، نصر بن علی الشیرازی (وفات ۵۶۵ھ/۱۱۶۹ء) تفسیر بن ظفر، ابو ہاشم شمس الدین محمد بن محمد صقلی (وفات ۵۶۵ھ/ ۱۱۶۹ء) تفسیر ابن حکم، شیخ ابو المظفر، محمد بن اسعد (وفات ۵۶۹ھ/۱۱۷۳ء) تفسیر التفسیر ناصر الدین عالی بن ابراہیم غزنوی (وفات ۵۸۲ھ/۱۱۸۶ء) تفسیر العتابی، ابونصر احمد بن محمد حنفی (وفات ۵۸۶ھ/۱۱۹۰ء) تفسیر نعمانی، ظہیر الدین ابوعلی حسن بن خطیر (وفات ۵۹۸ھ/۱۲۰۲ء) البصائر فی التفسیر محمد بن محمود نیساپوری (م ۵۹۹ھ/۱۳۰۳ء) یہ تفسیر ۵۷۷ھ میں لکھی گئی۔

ساتویں صدی ہجری

اس صدی ہجری میں کافی ضخیم جلدوں میں تفسیریں لکھی گئیں اس دور میں بھی علما نے قرآن کریم کی مکمل تفسیریں بھی لکھیں اور قرآن کریم کے اجزا کی بھی تفسیریں لکھیں۔ یہاں صرف ان تفاسیر کی فہرست دی جاری ہے۔ جو قرآن حکیم کی مکمل تفسیریں ہیں جیسے تفسیر العراقی علم الدین عبد الکریم بن علی (وفات ۶۰۴ھ/۱۲۰۷ء) مفاتیح الغیب (تفسیر کبیر) فخر الدین محمد بن عمر رازی (وفات ۶۰۶ھ/۱۲۰۹ء) تفسیر ضیاء القلوب عبداللہ بن ابی جعفر رازی۔ تفسیر ابن الاثیر مبارک بن محمد بن اثیر جزری (وفات ۶۰۶ھ/۱۲۰۹ء) عرائس البیان ابومحمد روز بھان بقلی شیرازی (وفات ۶۰۶ھ/۱۲۰۹ء) تفسیر دھرانی ابوالحسن علی بن عبداللہ بن مبارک (م ۶۱۵ھ/۱۲۱۸ء) تفسیر نجم الدین احمد بن عمر خیوقی معروف کبریٰ (وفات ۶۱۸ھ/ ۱۲۲۱ء) تفسیر ابن عربی محی الدین محمد بن علی الطائی اندلسی (وفات ۶۲۸ھ/۱۲۳۱ء) لطائف التفاسیر ابو بکر محمد بن فضل (وفات ۶۴۰ھ/۱۲۴۲ء) تفسیر

السخاوی ابوالحسن علی بن محمد مصری شافعی (وفات ۶۴۳ھ/۱۲۴۵ء) تفسیر زینی نجم الدین بشیر بن ابی بکر بن حماد زینی (وفات ۶۴۶ھ/ ۱۲۴۸ء) تفسیر ابن زملکانی (نهایة التامیل)، کمال الدین عبدالواحد بن عبدالکریم (وفات ۶۵۱ھ/۱۲۵۳ء) تفسیر سبط ابن الجوزی (وفات ۶۵۴ھ/۱۲۵۶ء) تفسیر المریسی، شرف الدین محمد بن عبد اللہ شافعی (وفات ۶۵۵ھ/ ۱۲۵۷ء) تفسیر زاھدی نجم الدین ابو عمر محمود (وفات ۶۵۸ھ/ ۱۲۵۹ء) مشکلات القرآن ابوالفضل حبیش ابراہیم تفصیلی (وفات ۶۶۹ھ/ ۱۲۷۰ھ) تفسیر جامع احکام القرآن محمد بن احمد ابی بکر القرطبی (وفات ۶۷۱ھ/۱۲۷۱ء) تفسیر الدبیری، شیخ سعید الدین عبد العزیز بن احمد (وفات ۶۷۳ھ/۱۲۷۴ء) تفسیر ابن رزین، قاضی تقی الدین محمد بن حسین حموی (وفات ۶۸۰ھ/۱۲۸۱ء) تفسیر کواشی، موفق الدین احمد بن یوسف موصلی (وفات ۶۸۱ھ/۱۲۸۲ء) تفسیر ابن منیر (بحر الکبیر)، ناصر الدین ابو العباس احمد بن منصور اسکندرانی (وفات ۶۸۱ھ/۱۲۸۲ء) تفسیر بیضاوی (انوار التنزیل) ابوسعید، ناصر الدین عبداللہ بن عمر بیضاوی (وفات ۶۸۵ھ/۱۲۸۶ء)

آٹھویں صدی ہجری

آٹھویں صدی ہجری میں قرآن کریم کے حوالے سے جو کام ہوئے ان کی تفصیل طویل ہے۔ اس عہد میں ہندوستان میں باضابطہ تفسیر نویسی کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور یہاں کے مفسرین کی بھی تفسیریں ملنی شروع ہو جاتی ہیں، اس دور کی کچھ مشہور تفاسیر اس طرح ہیں۔

تفسیر ابن المنیر، شیخ شرف الدین عبدالواحد (وفات ۷۰۳ھ/۱۳۰۳ء) تفسیر علامی (فتح المنان) قطب الدین محمود بن مسعود شیرازی (وفات ۷۱۰ھ/۱۳۱۰ء) تفسیر نسفی (مدارك التنزیل) ابوالبرکات عبد اللہ حافظ الدین نسفی (وفات ۷۱۰ھ/۱۳۱۰ء) ا۔ التنزیل ہبۃ اللہ شرف الدین بن عبد الرحیم بازری (وفات ۷۱۰ھ/۱۳۱۰ء) تفسیر رشیدی، رشید الدین فضل اللہ بن ابی الخیر بن علی ہمدانی (وفات ۷۱۸ھ/۱۳۱۸ء) تفسیر خازن (لباب فی معانی التنزیل) علاء الدین علی بن محمد ابراہیم بغدادی (وفات ۷۲۵ھ/

۱۳۲۵ء)تفسیر حسن، حسن بن محمد بن حسین مشہور نظام نیشاپوری(وفات ۷۳۰ھ/۱۳۳۰ء) تفسیر عبد القاہر ابن المنیر (وفات ۷۳۳ھ/۱۳۳۳ء)تفسیر السمنانی ابوالمکارم علاء الدولہ احمد القاضی (وفات ۷۳۶ھ/۱۳۳۶ء) تفسیر اسکندری، حسین بن ابی بکر نحوی (وفات ۷۴۱ھ/۱۳۴۱ء)تفسیر علاء الدین علاء الدین علی بن محمد بغدادی (وفات ۷۴۱ھ/۱۳۴۱ء) فتوح الغیب عن قناع الریب شرف الدین حسن بن محمد طیبی (وفات ۷۴۳ھ/۱۳۴۲ء) تفسیر اصفہانی شمس الدین محمود بن عبد الرحمان شافعی (وفات ۷۴۹ھ/۱۳۴۹ء)تفسیر السبکی (الدر المنظم)، تقی الدین علی بن عبد الکافی (وفات ۷۵٦ھ/۱۳۵٦ء)تفسیر ابن عقیل، عبد اللہ بن عبد الرحمان نحوی مصری (وفات ۷٦۹ھ/۱۳٦۸ء) تبیان فی تفسیر القرآن، شیخ حضر بن عبد الرحمان ازدی (وفات ۷۷۳ھ/۱۳۷۲ء) تفسیر ابن النقاش، شمس الدین محمد بن علی (وفات ۷۷۳ھ/۱۳۷۲ء)تفسیر سراج الدین، ابوحفص سراج الدین عمر بن اسحاق رازی (وفات ۷۷۳ھ/۱۳۷۲ء)تفسیر ابن کثیر، ابوالفدا اسماعیل بن عمر دمشقی (وفات ۷۷۴ھ/۱۳۷۳ء)تفسیر اکمل الدین، اکمل الدین محمد بن محمود بابرتی (وفات ۷۸۷ھ/۱۳۸۵ء)کشف الا سرار وعدة الابرار سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی سمرقندی (وفات ۷۹۳ھ/۱۳۹۱ء)تفسیر زرکشی بدر الدین محمد بن عبد اللہ موصلی (وفات ۷۹۴ھ/۱۳۹۲ء) تفسیر الحدادی کشف التنزیل شیخ ابوبکر بن علی مصری حنفی (وفات ۸۰۰ھ/۱۳۹۷ء)

نویں صدی ہجری

اس طبقہ میں نویں صدی ہجری اور اس کے بعد کے علما و مفسرین آتے ہیں اس دور میں کشاف اور بیضاوی کی بیشتر شرحیں لکھی گئیں شارحین کی جداگانہ تفاسیر بھی ملتی ہیں جیسا کہ جلال الدین سیوطی کی متعدد تفاسیر سے اس کا اندازہ ہوتا ہے۔ تفسیر جلالین کا نصف آخر سورۂ اسراء سے آخر تک جلال الدین محمد بن احمد محلی شافعی (وفات ۸٦۴ھ/۱۴۵۹ء) نے تصنیف کیا تھا، عمر نے وفا نہ کی ان کے چھ برس بعد جلال الدین سیوطی (وفات ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء)

نے اسی انداز پر نصف اول کا حصہ لکھ کر تفسیر کو تمام کر دیا اسی لیے اس تفسیر کو جلالین کہا جاتا ہے۔
اس دور کی دوسری تفاسیر اس طرح ہیں۔

تفسیر زھراوین، سید شریف جرجانی (وفات ۷۱۶ھ/۱۳۱۶ء) تفسیر مواقع العلوم عبدالرحمن بن عمر بلقینی (وفات ۸۱۸ھ/۱۴۱۵ء) تفسیر عراقی، ابوزرعہ ولی الدین عراقی (وفات ۸۲۰ھ/۱۴۱۷ء) تفسیر ازنیقی، قطب الدین محمد بن محمد الا زنیقی (وفات ۸۲۱ھ/۱۴۱۸ء) تفسیر خواجہ پارسا خواجہ محمد پارسا بن محمود بخاری (وفات ۸۲۲ھ/۱۴۱۹ء) تفسیر زاھدی، شیخ محمد زاہد بخاری (وفات ۸۲۲ھ/۱۴۱۹ء) تفسیر بدر الدین، بدرالدین محمود بن اسرائیل قاضی ساونہ (وفات ۸۲۴ھ/۱۴۲۱ء) تفسیر بلقینی، عبدالرحمان بن السراج البلقینی (وفات ۸۲۴ھ/۱۴۲۱ء) تفسیر مقدسی، شہاب الدین احمد بن محمد حنبلی (وفات ۸۲۸ھ/۱۴۲۵ء) عیون التفاسیر، شیخ شہاب الدین احمد بن محمود سیواسی (وفات ۸۳۰ھ/۱۴۲۶ء) تبصیرالرحمان، علی بن احمد مہائی ہندی (وفات ۸۳۵ھ/۱۴۳۱ء) تفسیر یعقوب چرخی، عثمان بن محمود بن محمد غزنوی چرخی تبریزی (وفات ۸۳۸ھ/۱۴۳۴ء) البحر المواج، شمس الدین بن عمر الزاولی دولت آبادی (وفات ۸۴۹ھ/۱۴۴۵ء) تفسیر ابن الضیاء شیخ محمد بن احمد مکی (وفات ۸۵۴ھ/۱۴۵۰ء) تفسیر بلقینی، صالح بن عمر السراج البلقینی (وفات ۸۶۸ھ/۱۴۶۳ء) تفسیر مصنفك، شیخ علاء الدین علی بن محمد شاہرودی بسطامی (وفات ۸۷۵ھ/۱۴۷۰ء) تفسیر الزھراوی، شیخ علاء الدین علی بن محمد معروف قوشجی (وفات ۸۷۹ھ/۱۴۷۴ء) تفسیر بقاعی (نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور) برہان الدین ابراہیم بقاعی (وفات ۸۸۵ھ/۱۴۸۰ء) تفسیر ابن جماعہ، قاضی برہان الدین ابراہیم بن محمد کنانی (وفات ۸۹۰ھ/۱۴۸۵ء) تفسیر جامی نورالدین عبدالرحمان جامی بن احمد (وفات ۸۹۲ھ/۱۴۸۷ء) تفسیر کورانی (غایة الامانی) احمد بن سماعیل کورانی (وفات ۸۹۳ھ/۱۴۸۸ء) تفسیر حسینی، ملا حسین واعظ کاشفی (وفات ۹۰۰ھ/۱۴۹۴ء) کشف غوامض المنقول من مشكل الآیات والآثار واخبار الرسول، علی بن خلیل الرصفی وغیرہ تفاسیر منظر عام پر آئیں۔

دسویں صدی ہجری

اس صدی میں عرب مصنفین کے ساتھ ہندوستانی مصنفین نے بھی کثرت سے قرآن کریم کے مطالعہ میں دلچسپی دکھائی اور کئی ایک کتابیں تفسیر و ترجمہ کے تعلق سے ان کے نوک قلم سے منظر عام پر آئیں۔ اس دور میں قرآن حکیم کے بعض اجزا کی تفسیر لکھنے کا بھی سلسلہ عام ہوا جس کی تفصیل کتب تفاسیر میں دیکھی جا سکتی ہے۔ یہاں نمونے کے طور پر چند تفاسیر کے نام دئے جا رہے ہیں۔

تفسیر ابن عرفه، ابو عبید اللہ محمد بن عرفہ مالکی (وفات ۸۰۳ھ/ ۱۴۰۰ء) تفسیر الدخان محی الدین محمد بن ابراہیم انکساری (وفات ۹۰۱ھ/۱۴۹۵ء) تفسیر القلاقل، جلال محمد بن اسعد صدیقی (م ۹۰۵ھ/۱۴۹۹ء) حدائق الحدائق فی کشف الاسرار والدقائق ملا معین الدین فراہی (م ۹۰۸ھ/۱۵۰۲ء) مواهب علیه کمال الدین حسین بن علی الکاشفی الواعظ الہروی (م ۹۱۰ھ/۱۵۰۴ء) جواهر التفسیر لتحفة الامیر کمال الدین حسین بن علی الکاشفی الواعظ الہروی (وفات ۹۱۰ھ/۱۵۰۴ء) الدر المنثور، جلال الدین سیوطی (وفات ۹۱۱ھ/ ۱۵۰۵ء) تفسیر سورة القدر، شیخ عبد الرحمان بن عبد المؤید الامامی (وفات ۹۲۳ھ/ ۱۵۱۷ء) فتح الرحمان، قاضی زکریا بن محمد الانصاری (وفات ۹۳۶ھ ۱۵۲۹ء) تفسیر اسفرائینی عصام الدین ابراہیم بن عرب شاہ (وفات ۹۴۳ھ/۱۵۳۶ء) تفسیر قرامانی، شیخ احمد بن محمود احمر (وفات ۹۷۰ھ/۱۵۶۳ء) تفسیر شاهی، ابو الفتح حسینی الجرجانی (وفات ۹۷۶ھ/۱۵۶۸ء) تفسیر جواری (ترجمۃ الخواص) فخر الدین علی بن حسن الزواری۔ تفسیر فتح اللہ شیرازی دکنی (وفات ۹۷۷ھ/۱۵۶۹ء) منهج الصادقین فی الزام المخالفین فتح اللہ بن شکور اللہ کاشانی (وفات ۹۷۸ھ/۱۵۷۰ء) ارشاد العقل السلیم، ابو السعود بن محمد عمادی حنفی (م ۹۸۲ھ/۱۵۷۴ء) مجمع البحار شیخ محمد طاہر صدیقی پٹنی ہندی (وفات ۹۸۶ھ/۱۵۷۸ء) تفسیر منشی، شیخ محمد بن بدر الدین صاروخانی (م ۱۰۰۰ھ/۱۵۹۲ء) (تبیان الراسخ ص ۲۰)

بعد کے ادوار میں قرآن کریم کی تفسیر کے تعلق سے عالم اسلام میں جو کام ہوا ہے ضرورت اس بات کی متقاضی ہے کہ اسے بھی یکجا کیا جائے شاید کوئی اللہ کا بندہ اس طرف متوجہ ہو اور مختلف مکاتب فکر کے پلیٹ فارم سے قرآن کریم کی جو تفاسیر لکھی گئی ہیں ان کی ایک فہرست اجمالی ہی سہی مرتب کرے۔ ہندوستان میں اس تعلق سے جو کام ہوا ہے اس کا اجمالی جائزہ ذیل میں پیش کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

ہندوستان میں تفسیر نویسی کا آغاز

برصغیر میں عربی و فارسی اس وقت آئی جب برصغیر میں مسلمان بغرض تجارت یا بغرض اشاعت اسلام وارد ہوئے۔ اس خطہ میں عربی زبان میں سب سے پہلے کس نے تفسیر لکھی اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے مشہور قول ہے کہ ابو بکر اسحاق بن تاج الدین نے قرآن حکیم کی ایک تفسیر لکھی تھی جس کا نام ''جواہر القرآن'' رکھا تھا۔ یہ بزرگ حافظ تاج الدین ملتانی کے نام سے مشہور تھے اور حنفی مسلک سے تعلق رکھتے تھے، انہوں نے بعد میں خود بھی اپنی اس تفسیر کا خلاصہ تیار کیا تھا اور اس کا نام ''خلاصہ جواہر القرآن فی بیان القرآن'' رکھا۔ اصل کتاب تو دستیاب نہیں البتہ خلاصہ کا ایک نسخہ برلن کے کتب خانہ میں محفوظ ہے مگر دائرۃ المعارف الاسلامیہ اردو کے مطابق عربی کی سب سے پہلی تفسیر ''غرائب القرآن ورغائب الفرقان'' ہے جو دولت آباد دکن میں مولانا نظام الدین حسن بن محمد بن حسین الشافعی کے نوک قلم سے منظر عام پر آئی ہے۔ یہ واضح رہے کہ قرآن کریم عربی زبان میں ہے ان کے اولین مخاطب اہل عرب تھے اس لیے قرآن کریم کو سمجھنا ان کے لیے چنداں مشکل نہ تھا مگر جب اسلام کا نور ہر طرف پھیل گیا اور دوسرے عجمی لوگ حلقۂ اسلام میں داخل ہو گئے اور وسیع سلطنت پر اسلام کا پرچم لہرانے لگا اس لیے ضروری ہوا کہ عربی زبان کے علاوہ دوسری زبانوں میں قرآن حکیم کے معانی و مطالب بیان کئے جائیں اور اس کے ترجموں سے لوگوں کو باخبر کرایا جائے اور اس کے مقاصد، انسانیت کی ہدایت کے لیے واضح طور پر پیش کئے جائیں۔ اس ضرورت کے پیش نظر دنیا کی ہر زبان میں قرآن کریم کے ترجمے کئے جارہے ہیں اور بہت سی زبانوں میں اس کے ترجمے ہو چکے ہیں۔ قرآن کریم کے اولین تراجم کا جائزہ ڈاکٹر حمید اللہ نے ان لفظوں میں پیش کیا ہے۔

''پہلی صدی ہجری کے دوسرے نصف میں اور حجاج بن یوسف کے دور حکومت میں غیر مسلموں کے کیئے ہوئے قرآن کریم کے سریانی تراجم ملتے ہیں اس بات کا امکان بھی موجود ہے ۱۲۷ ہجری میں قرآن کریم کا بربری زبان میں کیا ہوا ترجمہ بھی موجود ہو فارسی زبان میں منتقل ہونے والا قرآن کا ترجمہ بھی تھا جس کو حضرت موسیٰ ابن الاسیار الاسوری نے ۲۵۵ھ میں کیا تھا۔ اور ۲۷۰ھ میں ہندوستانی زبان میں بھی مکمل ترجمہ موجود تھا۔ ٹی وی آرنلڈ کے کہنے کے مطابق چینی زبان میں بھی قرآن کریم کا ترجمہ موجود تھا ایک چینی واقع نگار کے مطابق ۷۱۳۔۷۴۲ عیسوی میں جو مسلمان مغرب کی طرف سے چین آتے تھے وہ اپنے ساتھ اپنی مقدس کتاب قرآن بھی لاتے تھے اور اس کو شاہی محل کے اس کشادہ کمرہ میں جمع کر دیتے تھے جو مقدس اور مذہبی کتابوں کے تراجم کے لیے مخصوص تھا اور آزادی کے ساتھ اپنے مذہبی فرائض انجام دیتے تھے''۔ (قرآن مجید کے تراجم جنوبی ہند کی زبانوں میں ص ۶۷)

اسلام جب برصغیر میں داخل ہوا تو یہاں کے مسلمانوں کو بھی یہ ضرورت پیش آئی کہ ان کی مقامی زبان میں قرآنی تعلیمات عام ہوں اس ضرورت کے پیش نظر پہلے پہل اردو کی ابتدائی شکل میں قرآن کریم کے ترجمے اور تفسیریں لکھیں ڈاکٹر صالحہ اشرف لکھتی ہیں۔

''قرآن جب بھی غیر عربی ممالک میں گیا وہاں کے علمانے قرآن کو اپنی زبان میں ترجمہ کرنا ضروری سمجھا تا کہ خاص وعام مستفید ہوسکیں اسی طرح جب اسلام ہندوستان میں داخل ہوا تو قرآن کے ترجمہ کا کام بھی شروع ہو گیا''۔ (قرآن حکیم کے اردو تراجم ص ۱۵۲)

عربی زبان کے بعد قرآن مجید کا تفسیری سرمایہ سب سے بڑھ کر اردو زبان میں ہے یہ اعزاز وشرف برصغیر کو حاصل ہے کہا جاتا ہے کہ قرآن کریم کے ترجمہ وتفسیر کی ابتدا سولہویں صدی عیسوی کے آخر (دسویں صدی ہجری) سے شروع ہوتی ہے اس وقت صرف کچھ سورتوں اور پاروں ہی کے ترجمے ہوئے اور تفسیریں لکھی گئی دراصل دسویں اور گیارہویں صدی ہجری میں کچھ سورتوں اور پاروں پر تفسیری حواشی لکھ کر انھیں تفسیر کا نام دیا گیا۔ بارہویں صدی ہجری میں شمالی ہند میں باقاعدہ تفسیر نویسی کی بنیاد پڑی کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلا ترجمہ شاہ مراد اللہ انصاری کا ہے جو'' تفسیر مرادیہ'' کے نام سے ۱۱۸۵ھ میں سادہ اور سلیس زبان میں منظر عام پر آیا یہ صرف پارہ عم کا ترجمہ وتفسیر تھا۔ اس کے بیس سال بعد شاہ عبدالقادر بن شاہ ولی اللہ دہلوی کا ترجمہ وحواشی جو'' موضح

القرآن'' کے نام سے شائع ہوا یہ اردو زبان کا سب سے پہلا مکمل ترجمہ وتفسیر تھا۔ انیسویں صدی کے آخر ۱۸۷۹ء میں سر سید احمد خاں نے اپنے خاص نظریہ کو سامنے رکھ کر ابتدائی چودہ پاروں کی تفسیر لکھی اس میں انھوں نے اردو زبان کا کچھ نیا ڈھنگ استعمال کرنے کی کوشش کی ہے۔ بیسویں صدی میں مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے خاص مذہبی وسیاسی نقطہ نظر پر مشتمل قرآن پاک کی مکمل تفسیر لکھی اور ترجمہ کیا اس کے علاوہ بھی بہت سے تفاسیر اور ترجمے اس عہد میں منظر عام پر آئے جنہوں نے علم وادب کی دنیا کو گراں قدر سرمایہ عطا کیا۔

علمائے پاک وہند نے نہ صرف اردو زبان میں تفسیری سرمایہ پیش کیا بلکہ انھوں نے عربی فارسی اور انگریزی زبان میں بھی قرآن مجید کی تفسیریں لکھیں۔ بقول میاں افتخار الحسن:

''برصغیر پاک وہند میں قرآن حکیم کے اردو تراجم کی ابتدا کا اعزاز حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی کے حصہ میں آیا شاہ صاحب کے اس ترجمہ کو بہت جلد قبول عام حاصل ہو گیا۔ قرآن فہمی میں اس اولین اردو ترجمہ کی افادیت نے آگے چل کر قرآن کے مزید اردو تراجم کی راہیں استوار کیں۔ اب تک متعدد اردو تراجم منظر عام پر آچکے ہیں جنہوں نے مختلف خیال وذوق کے حامل کروڑوں اہل ایمان کے دلوں کو نور قرآن سے منور کیا ہے ان میں کچھ مستقل تراجم ہیں اور کچھ تراجم تفسیر کے ساتھ شائع ہوئے ہیں''۔ (فکر ونظر خصوصی اشاعت ص ۳۱۱)

لیکن اس کے برخلاف کہا جاتا ہے کہ اردو میں سب سے پہلے قرآن کریم کا ترجمہ مولوی عزیز اللہ ہمرنگ اورنگ آبادی نے کیا تھا جس کا نام ''چراغ ابدی'' ہے، ۱۲۲۱ھ کا ہے، جو صرف پارہ عم کا ترجمہ تھا اردو مکمل تشریحی ترجمہ حکیم محمد شریف خاں (وفات ۱۲۲۲ھ/۱۸۰۷ء) نے لکھا ۱۲۰۵ھ/۱۷۹۰ء میں شاہ عبدالقادر بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (وفات ۱۲۳۰ھ/۱۸۱۵ء) موضح القرآن کے نام سے ترجمہ وحواشی لکھے۔ پھر ان کے بھائی شاہ رفیع الدین (وفات ۱۲۳۳ھ/۱۸۱۸ء) نے ترجمہ کیا۔ بارہویں صدی ہجری کے آخر حصے اور تیرہویں صدی ہجری کا دور قرآن کریم کے تراجم وتفسیر کے لیے بہت اہم ہے کئی علما نے اس کی طرف توجہ فرمائی اور مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے ترجمے کئے۔ قرآن پاک کی پہلی عجمی تفسیر فارسی زبان میں لکھی گئی جو در اصل محمد بن جریر طبری (وفات ۹۳۲/۱۵۲۵ء) کی عربی تفسیر جامع البیان فی تفسیر القرآن کا فارسی ترجمہ ہے۔ اس تفسیر کو ابوصالح منصور بن نوح بن نصر احمد بن اسماعیل حاکم خراسان کے حکم پر

(جن کا دور حکومت سن ۳۵۰۔۳۶۶ھ تھا) بخارا، بلخ اور فرغانہ کے علما نے عربی سے فارسی میں منتقل کیا۔ (تاریخ ادبیات ایران جلد اول ص ۴۲۳) تفسیر طبری کا عربی متن جس کی چالیس جلدیں تھیں بادشاہ ابوالمنصور ابن نوح نے بغداد سے منگوائی تھیں وہ عربی زبان پڑھ نہیں سکتا تھا اور نہ ہی عربی سمجھ سکتا تھا اس لیے اس کی خواہش پر اس کتاب کا فارسی زبان میں ترجمہ ہوا۔

برصغیر پاک و ہند میں محمود غزنوی کی فتح ہند سے پہلے اور بعد ہمیں کسی تفسیر کا نام نہیں ملتا ہے صرف اتنا معلوم ہے کہ سید محمد اسماعیل بخاری تفسیر کے بہت بڑے عالم تھے جو لاہور میں درس قرآن دیا کرتے تھے ان کی وفات ۴۴۸ھ/۱۰۵۶ء میں ہوئی۔ البتہ قرآن پاک کے فارسی ترجمہ کے آغاز کو ساتویں صدی ہجری میں بتایا جاتا ہے جو شیخ سعدی کی طرف منسوب ہے اسی نسخے کو قرآن پاک کا پہلا ترجمہ بھی قرار دیا جاتا ہے مگر مورخین نے اس سے اختلاف کیا ہے۔ اس کے قدیم تراجم قرآن میں ملک العلماء شہاب الدین بن شمس الدین (وفات ۸۴۹ھ/۱۴۴۵ء) استاد شیر شاہ سوری کا ترجمہ/تفسیر قرآن کا بھی تاریخ میں سراغ ملتا ہے۔ انھوں نے یہ تفسیر سلاطین جونپور کے زمانہ میں تفسیر بحرمواج کے نام سے لکھی تھی جس میں تفسیر کے ساتھ ساتھ ترجمہ کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔ ایک اور قدیم فارسی ترجمۂ قرآن مخدوم نوح ہالائی (وفات ۹۸۹ھ) کا بھی تاریخ میں پایا جاتا ہے جس کا ایک پارہ حیدر آباد سندھ سے شائع ہوا ہے۔ بارہویں صدی ہجری میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (وفات ۱۷۶۲ء) نے ۱۷۳۷ء میں از سر نو ترجمۂ قرآن کی طرح ڈالی اور فارسی زبان میں تفسیر لکھی جو فتح الرحمن کے نام سے شائع ہوئی۔ اس کے بعد شاہ ولی اللہ کے دو صاحبزادوں شاہ رفیع الدین (م ۱۲۳۳ھ/۱۸۱۸ء) اور شاہ عبدالقادر (م ۱۲۳۰ھ/۱۸۱۴ء) نے اردو زبان میں قرآن مجید کے ترجمے پیش کیے شاہ رفیع الدین کا اہم کام کلام مجید کا تحت اللفظ ترجمہ ہے شاہ عبدالقادر نے قرآن کا بامحاورہ ترجمہ موضح القرآن (۱۲۰۵ھ) کے نام سے کیا۔

سرسید نے ۱۸۷۹ء میں قدیم مفسرین کے منہج سے ہٹ کر قرآن کریم کی " تفسیر القرآن ھو الھدیٰ والفرقان " کے نام سے شروع کی اور اپنی آخری عمر تک اسے جاری رکھا مگر وہ تفسیر مکمل نہ ہو سکی صرف چودہ پاروں کی تفسیر سورہ نحل تک شائع ہو سکی اس تفسیر کے پیچھے کیا عوامل کارفرما تھے اس کی تفصیل سرسید نے خود یوں بیان کی ہے۔

"جب غدر کا زمانہ گذر گیا اور مسلمانوں پر جو گذرنا تھا گذر گیا تو مجھ کو اپنی قوم کی اصلاح کی

فکر ہوئی، میں نے اس پر بہت غور کیا، اور ایک زمانہ دراز کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ ان کی دینی ودنیوی اصلاح بغیر اس کے ان جدید علوم وفنون جو اور قوموں کے سرمایۂ افتخار ہیں اور اس زبان میں جن کے ذریعہ مشیت الٰہی ہم پر حکومت کرتی ہے تعلیم نہ دی جائے اور کسی طرح ممکن نہیں''(پندرہ روزہ ترجمان جولائی ۲۰۱۳ء ص ۲۴)

یوروپ کے سائنس دانوں اور فلسفیوں کو تسلی بخش جواب دینے کے لیے سرسید نے اس بات کی کوشش کی کہ ہر ایک آیت کو عقل اور سائنس کے ڈھانچہ میں ڈال دیا جائے چنانچہ جو باتیں قرآن کریم میں سائنس اور فطرت کے مطابق ملیں اس کو قبول کیا اور جو باتیں قرآن میں اس کے مخالف معلوم ہوئیں اس کی ایسی تاویل شروع کی کہ قرآن کریم کا مقصد ہی فوت ہوگیا۔ وہ دو مصیبتوں میں سے ایک سے بھی نہ نکل سکے کہیں قرآن کے معنیٰ سمجھنے میں غلطی کی اور کہیں نیچر اور لا آف نیچر ثابت کرنے میں، یہی وجہ تھی کہ سرسید کے ترجمے اور تفسیر کو وہ مقبولیت حاصل نہ ہوسکی جو دیگر تراجم وتفسیر کو ہوئی البتہ بعد کے مفسرین ومترجمین کے یہاں سرسید کا پرتو دیکھنے کو ملتا ہے۔

(پندرہ روزہ ترجمان جولائی ۲۰۱۳ء ص ۲۴)

ان حقائق کے باوجود یہ بھی ناقابل تردید حقیقت ہے جس کا اظہار شیعی عالم سید مرتضیٰ حسین نے کیا ہے وہ لکھتے ہیں۔

''تاریخی حوالے بتاتے ہیں کہ مسلمان سندھ کے بعض علاقوں میں آباد تھے اور ان کا مرکز حکومت ''منصورہ'' نامی نوآباد شہر تھا۔ جہاں تیسری صدی ہجری میں ایک عرب خاندان حکومت کرتا تھا ۲۷۰ھ/۸۸۳ء میں عبد اللہ ابن عمر بن عبد العزیز نامی حکمراں نے اپنے پڑوسی ہندو راجہ مہروک بن رائنگ والی ''الرا'' کی فرمائش سے قرآن مجید کی تفسیر لکھوائی۔ بزرگ بن شہریار کے عربی سفرنامے ''عجائب الہند'' (مطبوعہ ہالینڈ ۱۸۸۳ء) کی روایت کے مطابق یہ کام ایسے عراقی الاصل عالم نے انجام دیا جو سندھ میں پلا بڑھا تھا۔ تفسیر زبان'' ہندیہ'' میں لکھی۔ ''ہندیہ زبان سے مراد سنسکرت بھی ہوسکتی ہے جو یہاں کی علمی زبان تھی اور سندھی بھی جو عوام کی بولی تھی، یہ تفسیر کم از کم برصغیر میں پہلی تفسیر ہے جو بزرگ بن شہریار کے زبانی حوالے پر تاریخ تفسیر نویسی کا جز بنی۔ تفسیر تعلیم قرآن کو سادہ طریقے سے سمجھانے والا اسلوب ہی پہلا اسلوب تفسیر تھا''۔(علمائے امامیہ کی تفسیریں ص ۱۴)

اردو زبان کو اگر چہ سب سے پہلے حیدر آباد دکن میں سلطنت بہمنی (۹۳۲ء۔۱۵۲۶ء) کے زمانے میں سرکاری زبان کا درجہ حاصل ہو گیا تھا مگر اس وقت تک وہ عرف عام میں ہندی کہلاتی تھی (تاریخ داستان اردو ص ۳۸) اس وقت کی ہندی ہرگز موجودہ ہندی زبان نہیں ہے کیوں کہ اس کا رسم الخط مختلف ہے جب کہ اس وقت کی ہندی کہلانے والی زبان کا رسم الخط وہی تھا جو آج موجودہ اردو زبان کا ہے۔(کنز الایمان اور معروف تراجم قرآن ص ۴۷) اردو زبان میں سب سے پہلی تصنیف عظیم صوفی بزرگ سید اشرف جہاں گیر سمنانی کھوچھہ شریف (وفات ۸۰۸ھ/۱۴۰۵ء) کا تصوف پر رسالہ ہے جسے انھوں نے ۷۸۱ھ/۱۳۷۹ء میں شمالی ہند میں بغرض دعوت وتبلیغ تصنیف فرمایا تھا۔(داستان تاریخ اردو ص ۲۴) اردو زبان کی دوسری تصنیف جو تصوف کے موضوع پر ہے وہ خواجہ بندہ نواز گیسو دراز (وفات ۸۲۵ھ/۱۴۲۱ء) کی ہے، جس کا نام معراج العاشقین ہے۔تصنیف وتالیف کے علاوہ جس کتاب کا پہلی بار ترجمہ اردو زبان میں ہوا وہ تمہیدات عین القضاۃ ہے یہ ترجمہ سید میراں حسینی المعروف شاہ میراں جی خدا نما (وفات ۱۰۷۴ھ/۱۶۶۰ء) نے " شرح تمہید همدانی " کے نام سے کیا تھا۔

اردو زبان میں ترجمہ قرآن سے قبل ایک تفسیر کا پتا چلتا ہے یہ پہلی تفسیر دسویں صدی ہجری میں لکھی گئی اس پر مصنف کا نام درج نہیں اس طرح اور بھی تفاسیر ہیں مگر کسی پر مصنف کا نام درج نہیں یہ مخطوطات انجمن ترقی اردو کی لائبریری میں محفوظ ہیں البتہ اس دور میں ترجمہ کا ایک اقتباس بطور نمونہ ذیل میں دیا جا رہا ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ

(ترجمہ: اے لوگو کرو بکھان جس کا میٹھا نام رحمان تجن سکھایا ہے قرآن جن ساجو ہے انسان)

قرآن کریم کے ترجمہ وتفسیر کے تعلق سے جو کتابیں اول دور میں منظر عام پر آئیں ان میں درج ذیل تفسیر و ترجمہ کی کتابوں کو شامل کیا جا سکتا ہے۔

ہندوستان میں سب سے پہلا ترجمہ راجہ مہروک فرماں روائے شمالی پنجاب نے ۲۷۰ھ میں کرایا بقول پروکھوشال:

''اسی صدی (نویں صدی عیسوی) میں قرآن کریم کا ہندو راجہ کی تحریک پر ہندی زبان میں ترجمہ کیا گیا''۔(رسالہ ترقی زبان اردو ص ۳۵)

سب سے پہلے قرآن کریم کا نامکمل طبع ہونے والا ترجمہ "بصائر القرآن " ہے یہ ترجمہ نکہت شاہجہانپوری نے کیا تھا جو بمبئی سے ۱۷۳۱ء میں طبع ہوا تھا۔

(قرآن مجید کے تراجم جنوبی ہند کی زبانوں میں ص ۸۴)

۱۔ ایک قول کے مطابق اردو زبان میں پہلا ترجمہ مولوی عزیز اللہ ہمرنگ اورنگ آبادی (دکن) کا ہے اس کا تاریخی نام چراغ ابدی (۱۲۲۱ھ) ہے لیکن یہ صرف تیسویں پارہ کا ترجمہ ہے۔

۲۔ سب سے پہلا مکمل اردو ترجمہ حکیم شریف خاں دہلوی (وفات ۱۲۲۲ھ/۱۸۰۷ء) کا ہے لیکن یہ ترجمہ زیور طبع سے ابھی تک آراستہ نہیں ہوسکا ہے۔ مترجم کے خاندان میں محفوظ ہے۔

۳۔ شاہ عبد القادر دہلوی (وفات ۱۲۳۰ھ/۱۸۱۵ء) کا ترجمہ، نہایت مستند اور مقبول ترجمہ ہے، بعد کے قرآن کریم کے بیشتر مترجمین نے اسی سے مدد لی ہے۔

۴۔ شاہ رفیع الدین دہلوی (وفات ۱۲۳۳ھ/۱۸۱۷ء) کا ترجمہ بھی مستند و مقبول ہے۔

۵۔ ترجمہ قرآن — عماد الدین مسیحی امرتسری (وفات ۱۲۶۰ھ/۱۸۴۴ء)

۶۔ تفسیر عمدۃ البیان — عمار علی رئیس سونی پت دہلی ۱۳۰۷ھ

۷۔ مواہب الرحمان — امیر علی لکھنوٴ (وفات ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۲ء)

۸۔ تفسیر فتح المنان المعروف "تفسیر حقانی عبد الحق حقانی (از ۱۸۸۸ء تا ۱۸۹۳ء)

۹۔ تفسیر القرآن بالقرآن عبد الحکیم خاں

۱۰۔ ترجمہ قرآن — مولوی فتح محمد جالندھری

۱۱۔ ترجمہ قرآن — ڈپٹی نذیر احمد خاں دہلوی (م ۱۳۳۰ء/۱۹۱۲ء)

۱۲۔ ترجمہ قرآن — سرسید احمد خاں دہلوی (م ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۸ء)

۱۳۔ ترجمہ قرآن — محمد حسین قلی خاں

۱۴۔ ترجمہ قرآن — فتح الدین ازہر

۱۵۔ ترجمہ قرآن — سید محمد شاہ

۱۶۔ ترجمہ قرآن — عبد الماجد دریا آبادی

۱۷۔ ترجمہ قرآن — مولانا احمد علی لاہوری

۱۸۔ ترجمہ قرآن اقبال خانم
۱۹۔ ترجمہ قرآن مولانا ابوالاعلیٰ مودودی (م ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۶ء)
۲۰۔ ترجمہ قرآن عبداللہ چکڑالوی (م ۱۳۳۴ھ/۱۹۱۶ء)
۲۱۔ ترجمہ قرآن محمد ابراہیم
۲۲۔ ترجمہ قرآن مرزا حیرت دہلوی
۲۳۔ ترجمہ قرآن مولوی محمد علی لاہوری
۲۴۔ ترجمہ قرآن مولوی فتح محمد تائب لکھنوی صاحب خلاصۃ التفاسیر (م ۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء)
۲۵۔ ترجمہ قرآن مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب تفسیر القرآن بکلام الرحمان فی تفسیر القرآن (م ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء)
۲۶۔ ترجمہ قرآن کنز الایمان مولانا احمد رضا خاں قادری (۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء)
اس ترجمہ کی تفسیر مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی نے لکھی۔
۲۷۔ ترجمہ قرآن نواب وقار نواز جنگ
۲۸۔ ترجمہ قرآن خواجہ حسن نظامی دہلوی
۲۹۔ ترجمہ قرآن مولانا عبدالحق حقانی دہلوی صاحب تفسیر حقانی (۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء)
۳۰۔ ترجمہ قرآن مولانا اشرف علی تھانوی صاحب بیان القرآن (۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء)
۳۱۔ ترجمہ قرآن مولانا عاشق الٰہی میرٹھی
۳۲۔ ترجمہ قرآن مولانا ابوالکلام آزاد صاحب ترجمان القرآن (۱۳۷۷ھ/۱۹۵۷ء)
۳۳۔ ترجمہ قرآن مولانا محمود حسن دیوبندی (م ۱۳۳۹ھ اس ترجمہ کی تفسیر مولانا شبیر احمد عثمانی نے کی
۳۴۔ ترجمہ قرآن مولوی ابومحمد مصلح
۳۵۔ ترجمہ قرآن مولوی عبدالرحیم
۳۶۔ ترجمہ قرآن روح اللہ میرٹھی
۳۷۔ ترجمہ قرآن آغا شاعر قزلباش
۳۸۔ ترجمہ قرآن منظوم خواجہ دل محمد

۳۹۔ ترجمہ قرآن — شمس الدین شائق

۴۰۔ ترجمہ قرآن — مولوی نجم الدین سیوہاروی

۴۱۔ ترجمہ قرآن — بی شیریں لکھنؤ

۴۲۔ ترجمہ قرآن — محمد باقر لکھنوی

۴۳۔ ترجمہ قرآن — احسان اللہ عباسی

۴۴۔ ترجمہ قرآن — یٰسٓ شاہ

۴۲۔ ترجمہ قرآن — امام الدین رومن اردو میں ہے۔ (تاریخ القرآن ص ۱۴۶)

قرآن کریم کا باضابطہ مکمل اردو زبان میں ترجمہ جیسا کہ مشہور ہے خواہ وہ لفظی ہی سہی سب سے پہلے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے صاحبزادہ حضرت شاہ رفیع الدین دہلوی (وفات ۱۸۱۷ء) کے نوک قلم سے منظر عام پر آیا۔ اردو زبان میں قرآن کریم کا اولین مترجم آپ ہی کو کہا جاتا ہے۔ شاہ عبد القادر دہلوی (وفات ۱۸۱۴ء) کا ترجمۂ قرآن اپنے بڑے بھائی کے ترجمۂ قرآن کی طرح لفظی نہیں بلکہ محاوراتی ہے کیوں کہ آپ کے ترجمۂ قرآن میں جملے کی ساخت پر شاہ رفیع الدین کے ترجمۂ قرآن کے برخلاف اردو جملے کا مزاج حاوی ہے۔ اس میں روزمرہ کی بول چال اور عام محاوروں کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ مگر بعض محققین نے لکھا ہے کہ یہ ترجمہ شاہ عبد القادر دہلوی کا نہیں بلکہ ان کی جانب منسوب ہے۔ یہ سلسلہ یوں ہی جاری رہا اردو زبان میں بارہویں، تیرہویں، اور چودہویں صدی ہجری میں بہ کثرت تفاسیر پاک و ہند میں تحریر کی گئیں۔ اس سلسلہ میں ایک خاص نقطہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ڈاکٹر صالحہ عبد الحکیم لکھتی ہیں۔

> ''اٹھارویں صدی کے مشہور و مقبول قرآنی تراجم میں شاہ رفیع الدین محدث دہلوی کے ترجمہ کا شمار ہوتا ہے ایک خاص بات کا ذکر یہاں خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ عمر میں شاہ رفیع الدین اپنے بھائی شاہ عبد القادر سے چار سال بڑے تھے اس لیے عموماً لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ شاہ رفیع الدین کا ترجمہ شاہ عبد القادر کے ترجمہ سے قبل ہوا ہے حالاں کہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ شاہ عبد القادر کا ترجمہ قبل ہوا بعد میں ان کے بڑے بھائی رفیع الدین محدث دہلوی (وفات ۱۲۳۳ھ/۱۸۱۷ء) کا ترجمہ منظر عام پر آیا یہ ترجمہ پہلی مرتبہ شاہ عبد القادر کے فوائد ''موضح القرآن'' کے ساتھ کلکتہ کے ایک قدیم مطبع اسلامی پریس میں طبع ہوا، یہ پہلا

ایڈیشن دو جلدوں میں بالترتیب (۱۲۵۴ھ/۱۸۳۸ء) اور (۱۲۵۶ھ/۱۸۴۰ء) میں طبع ہوا۔
(قرآن حکیم کے اردو تراجم ص ۱۹۲)

برصغیر میں لکھی جانے والی کتب تفاسیر

پاک و ہند میں سب سے پہلے کس نے تفسیر لکھی اس میں اختلاف ہے۔ مختلف حوالوں سے پتا چلتا ہے کہ سب سے پہلی عربی تفسیر ابو بکر اسحاق بن تاج الدین ابوالحسن (م ۷۳۶ھ/ ۱۳۳۵ء) نے لکھی جو حنفی المذہب تھے اور ''ابن التاج'' کے نام سے مشہور تھے۔ ان کی اس تفسیر کا نام جواهر القرآن ہے۔ دوسرا نام جو اس سلسلے میں آتا ہے مولانا نظام الدین الحسن بن محمد بن الحسین قمی نیشا پوری ثم دولت آبادی کا ہے جو نظام اعرج کے نام سے مشہور تھے انھوں نے جو قرآن مجید کی تفسیر لکھی اس کا نام غرائب القرآن ورغائب الفرقان ہے (اردو تفاسیر ص ۱۵) تیسری عربی تفسیر باضابطہ ہندوستان ہی میں جنوبی ہند کے ایک صوفی عالم دین حضرت شیخ زین الدین (علاء الدین) علی بن احمد علی المهائمی الہندی مشہور بہ مخدوم مہائمی کے نوک قلم سے منظر عام پر آئی اور علمی حلقوں میں تفسیر مهائمی اور تفسیر رحمانی سے مشہور ہوئی، جس کا اصل نام تبصیر الرحمان وتیسیر المنان ببعض مایشیر الی اعجاز القرآن ہے۔ جو سادہ عربی زبان میں متوسط تفسیر ہے، جس میں ربط آیات، سورتوں کے تسلسل معانی صوفیہ اور مطالب فقہیہ کا بیان موزوں انداز میں کیا گیا ہے۔ یہ تفسیر ہندوستان اور ہندوستان کے علاوہ مصر سے بھی شائع ہو چکی ہے۔ ہندوستان میں چوتھی تفسیر محمد بن احمد میاں جی (م ۹۸۲ھ/م ۱۵۴۷ء) نے تفسیر محمدی کے نام سے لکھی، جس میں خصوصیت کیساتھ ربط آیات کی طرف توجہ زیادہ دی گئی ہے، پھر اس کے بعد یکے بعد دیگرے کئی ایک تفسیریں منظر عام پر آئیں۔

فارسی زبان میں تفسیر لکھنے کا سلسلہ عہد اکبری سے شروع ہوتا ہے اسی دور میں فتح اللہ شیرازی نے قرآن کریم کی تفسیر'' منهج الصادقين " کے نام سے لکھی۔ قرآن کریم کا اولین اردو ترجمہ جو خالص اردو میں تو نہیں تھا البتہ عربی فارسی کے میل جول سے پیدا ہونے والی زبان میں تھا وہ قاضی محمد معظم سنبھلی کا ہے، جو انھوں نے ۱۱۳۱ھ/۱۷۱۹ء میں کیا تھا اسی کے آس پاس قرآن پاک کی

ایک تفسیر قاضی محمد معظم نابھوی نے بھی لکھی تھی جن کا انتقال ۱۱۵۸ھ میں ہوا تھا۔ محققین کے بقول اب قرآن حکیم کا ترجمہ ۱۱۴ زبانوں میں ہو چکا ہے۔ (قرآن کے اردو تراجم مقدمہ ص ۱۲)

قرآن حکیم کے تراجم ہر ملک اور ہر زبان میں ہوئے، اور یہ سلسلہ ہنوز بدستور جاری ہے۔ یہ ترجمے مسلمانوں نے بھی کئے اور غیر مسلموں نے بھی کئے، خود ہندوستان کے لوگوں نے اس میں دلچسپی لی اور مختلف زبانوں میں قرآن حکیم کے مطالب کو منتقل کیا۔ بیگم صاحبہ ریاست بھوپال نے مولانا جمال الدین وزیر ریاست بھوپال سے قرآن کا ترجمہ پشتو زبان میں کرایا۔ میر عثمان خاں بہادر شہنشاہ دکن نے ایک یورپین نومسلم مسٹر محمد پکھتال سے انگریزی میں ترجمہ کرایا۔ خان بہادر احمد الہ دین او بی ای تاجر سکندر آباد دکن نے ہندی زبان میں ترجمہ کرایا اردو زبان میں سب سے پہلا ترجمہ حکیم شریف خاں دہلوی نے کیا جو ہنوز غیر مطبوعہ ہے اور ان کے خاندان میں محفوظ ہے۔ حکیم صاحب کی وفات ۱۲۲۲ھ/۱۸۰۷ء میں ہوئی۔ ہندوستانی زبان میں سب سے پہلا ترجمہ ۲۷۰ھ/۸۸۲ء میں راجہ مہروک بن رائیگ (جو کشمیر زیریں، پنجاب کا شالی حصہ) کے حکمرانوں میں سے تھا ایک عراقی سے جو ہندوستانی زبان سے واقف تھا راجہ کے حکم سے سندھ کی زبان میں ترجمہ کیا۔ (عجائب الہند)

مختلف زبانوں میں ہندوستان میں کم وبیش سو مکمل تفسیریں لکھی گئیں، غیر مکمل تفاسیر کا شمار نہیں جو تفسیریں زیادہ مشہور ہیں وہ یہ ہیں۔

تفسیر عبد بن حمید	حافظ ابومحمد عبد بن حمید بن نصر (م ۲۴۵ھ/۸۵۹ء)
كاشف الحقائق وقاموس الدقائق	شیخ محمد بن احمد تھانیسری (م ۶۸۴ھ/۱۲۸۵ء)
تفسير ملتقط	سید محمد حسن گیسودراز گلبرگہ (م ۸۲۸ھ/۱۴۲۵ء)
تبصير الرحمٰن وتيسر المنان	شیخ علی بن احمد المہائمی (م ۸۳۵ھ/۱۴۳۱ء)
تفسير القرآن	سید عبدالوہاب بخاری (م ۹۳۲ھ/۱۵۲۶ء)
تفسير محمدى	شیخ حسن بن محمد میانجو گجراتی (م ۹۸۲ھ/۱۵۷۴ء)
تفسير نور النبى	خواجہ حسین ناگوری (م ۱۰۰۱ھ/۱۵۹۲ء)
منبع العيون المعانى	شیخ مبارک ناگوری (م ۱۰۰۱ھ/۱۵۹۲ء)
سواطع الالهام	ابوالفیض فیضی (م ۱۰۰۴ھ/۱۵۹۵ء)

تفسیر اکبری	ابوالفضل علامی (م۱۰۱۱ھ/۱۶۰۲ء)
بیان القرآن	قاضی عبدالشہید سیوہاروی
تفسیر نظامی	شیخ نظام الدین تھانیسری (م۱۰۲۴ھ/۱۶۱۵ء)
انوار الاسرار	شیخ عیسیٰ بن قاسم سندھی (م۱۰۳۱ھ/۱۶۲۲ء)
زبدة التفاسیر للقدماء المشاهیر	شیخ الاسلام بن قاضی عبدالوہاب گجراتی (م۱۱۰۹ھ۱۲۹۷ء)
تفسیر قرآن	محبوب عالم (م۱۱۱۱ھ۱۶۹۹ء)
التفسیرات الاحمدیه	شیخ ملا احمد جیون (م۱۱۳۰ھ/۱۷۱۸ء)
تفسیر احمدی	شیخ احمد ملاّ جیون (م۱۱۳۰ھ/۱۷۱۸ء)
ثواقب التنزیل فی انارة التنزیل	اصغر بن عبدالصمد قنوجی (م۱۱۴۰ھ/۱۷۲۷ء)
قرآن القرآن بالبیان	شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی (م۱۱۴۱ھ/۱۷۲۸ء)
تفسیر سورۂ اخلاص	امیر ابوالمعالی (م۱۰۴۶ھ/۱۷۳۳ء)
تفسیر قرآن	محمد معظم نابھوی (م۱۱۵۸ھ۱۷۴۵ء)
تفسیر صغیر	رستم قنوجی (م۱۱۷۸ھ/۱۷۹۴ء)
فتح الرحمان	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م۱۱۹۷ھ/۱۷۸۳ء
تفسیر سورۂ یونس	مرتضیٰ حسین (م۱۲۰۵ھ/۱۷۹۰ء)
تفسیر ذوالفقار خانی	عبدالباسط (م۱۲۲۳ھ/۱۸۰۸ء)
تفسیر مظهری	قاضی ثناء اللہ پانی پتی (م۱۲۲۵ھ/۱۸۱۰ء)
فتح العزیز	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م۱۲۲۷ھ/۱۸۱۲ء)
تفسیر موضح القرآن	(منسوب بہ) شاہ عبدالقادر دہلوی (م۱۲۳۰ھ۱۸۱۵ء)
تفسیر قرآن	محمد اشرف لکھنوی (م۱۲۴۴ھ/۱۸۲۸ء)
تفسیر سورۂ والضحیٰ	حافظ دراز پشاوری (م۱۲۶۳ھ/۱۸۴۷ء)
تفسیر قرآن	اسلم مدراسی (م۱۲۷۲ھ/۱۸۵۵ء)
تفسیر آیات الاحکام	عبدالعلی نگرامی (م۱۲۹۶ھ/۱۸۷۹ء)
تفسیرغریب	نجف علی (م۱۲۹۹ھ/۱۸۸۲ء)

فتح البیان	نواب صدیق حسن قنوجی بھوپالی
نیل المرام من تفسیر آیات الاحکام	نواب صدیق حسن (م ۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء)
تفسیر القرآن لکلام الرحمٰن	ثناءاللہ امرتسری (م ۱۳۶۸ھ/۱۹۴۸ء)
فتح المنان (تفسیر حقانی)	عبدالحق حقانی (غالباً م ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء)

انیسویں صدی اور بیسویں صدی کو قرآن کے ترجمہ کے لیے انقلابی دور کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا اس دور میں ترجموں کی تعداد زیادہ ہے ہندوستان میں جو تفسیریں لکھی گئیں ان میں معتبر و غیر معتبر دونوں طرح کی تفسیریں پائی جاتی ہیں تیرہویں صدی ہجری کے وسط میں تمام دنیا میں ۱۶۱ مکمل تفسیریں لکھی گئیں غیر مکمل تفاسیر کا شمار نہیں۔ اردو زبان میں قرآن کریم کے بیس سے زائد ترجمے ہوئے، پشتو، ہندی، انگریزی میں بھی علمائے ہند نے ترجمے کئے ہیں۔ ایران کے محکمہ وقاف اور امور خیریہ سے وابستہ مرکز ترجمہ قرآن مجید قم (ایران) میں قرآن کریم کے مطبوعہ نسخوں کی ساتویں نمائش میں دنیا کی تراسی زبانوں قرآنی تراجم کے بارے میں رپورٹ شائع ہوئی جس میں اردو کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ اس میں سب سے زیادہ تراجم شائع ہوئے جن کی تعداد ۵۹۳ تھی ترکہ ۴۴۰ انگریزی کے ۴۱۰ اور فارسی کے ۳۶۶ تراجم شائع ہوئے۔ (ماہنامہ اخبار اردو اسلام آباد، فروری ۲۰۰۰ء ص ۵)

موجودہ ہندوستان میں اردو کے جن تراجم و تفاسیر قرآن نے بڑی شہرت حاصل کی ان میں مولانا ابوالکلام آزاد کی تفسیر ترجمان القرآن مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کی تفهیم القرآن مولانا احمد رضا خاں کا ترجمۂ قرآن کنز الایمان اور مولانا اشرف علی تھانوی کی تفسیر بیان القرآن بطور خاص قابل ذکر ہے۔

تفاسیر قرآن کریم کے علاوہ علمانے قرآن کے مختلف پہلوؤں کو بھی موضوع قلم بنایا اور اپنی اپنی نگارشات سے تشنگان علم کو سیراب کیا۔ جن موضوعات پر اہل علم حضرات کی نگارشات ملتی ہیں ان میں سے چند یہ ہیں۔

منهاج القرآن، ارض القرآن، قصص القرآن، ترجمة القرآن، متشابهات القرآن، مبهمات القرآن، خواص القرآن، مسائل القرآن، مشكلات القرآن، فضائل القرآن، تدوين القرآن، فقه القرآن، لغات القرآن، اعراب القرآن، بدائع القرآن، احكام القرآن، اعجاز القرآن، اقسام القرآن، امثال

القرآن، اعداد القرآن، نباتات قرآن، معانی القرآن، نوادر القرآن، مجازات القرآن، تصوف قرآن، فلسفۂ قرآن، ناسخ ومنسوخ آیات قرآن، نظم القرآن،، حروف القرآن، قرآن مجید کی دعائیں، قرآن مجید کی پیشین گوئیاں، ان موضوعات پر اوران کے علاوہ دیگر بیشتر موضوعات پر کتابیں اور تحقیقی مقالات لکھے گئے، جن کا احاطہ اس مختصر سے مقالے میں ممکن نہیں، مجھے امید ہے کہ ہمارے اسکالر حضرات اس طرف بھی اپنی توجہ مبذول فرمائیں گے

اب تک قرآن کریم کے جو ترجمے مختلف زبانوں میں ہو چکے ہیں۔ اس کی تفصیل فروری ۱۹۴۰ء رسالہ برھان دہلی میں بھی شائع ہوئی تھی اس دور کے لحاظ سے وہ کسی قدر مکمل تھی۔ موجودہ معلومات کے مطابق ان تراجم کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

اردو	۹۲	فارسی	۵۲	ہندی	۱۹
گجراتی	۹	پشتو	۱۴	سندھی	۶۷
پنجابی	۶	بنگلہ	۶	ملیالم	۳
سنسکرت	۲	میرٹھی	۱	تامل	۱
گورکھی	۱	کنڑی	۱	اطالوی	۱۹
جرمنی	۱۶	لاطینی	۱۵	ہسپانوی	۶
ڈچ	۵	روسی	۶	چینی	۵
پرتگالی	۴	ارمنی	۴	ڈینشی	۴
سویڈش	۳	پولش	۳	جاپانی	۳
صربیہ	۲	تیلگو	۳	ترکی	۷
سواحلی	۶	انگریزی	۲۶	فرانسیسی	۲۲
ارگونین	۱	البانیہ	۱	بلغاری	۱
رومانی	۱	فلپائن	۱	ہنگری	۱
یونانی	۲	سربین	۲	بوہیمی	۲
مالٹی	۱	برمی	۲	سواحلی	۴

جاوی ۱	انڈونیشی ۱	حبشی ۱
مرہٹی ۱	اسپینی ۲	مکاسرین ۲
آسٹرین ۲	کشمیری ۱	عبرانی ۵
بری ۲	انڈوچائنا ۱	کریول ۱

ان تراجم کے علاوہ اناطولی، ایٹالین، بھاکھا ہولینڈا، ملاوی، کانمبو، بولندی، مجری، ترکی، سویدی، اسپانی، یوربی، بلوتشی، براھوی، رومی، دانمرکی، جاپانی، امھری، فنلندی، افریقی، تائی، اسبرانتوی، آسامی، کوریائی، سنڈا، مراتی، اوغندی، فولانی، الکاناری، ھاوساوی، نرویجی، زولوی، کریبولی،،، زبانوں میں قرآن کریم کے ترجے ہو چکے ہیں۔ ان تمام زبانوں میں اردو زبان کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ اس زبان میں سب سے زیادہ تراجم اور حواشی لکھے گئے۔ ایک محتاط اندازہ کے مطابق اردو میں ۲۴۰ مکمل اور ۳۶۵ نامکمل ترجے مفسرین کے نوک قلم سے منظر عام پر آئے۔ اسی طرح سیکڑوں تفاسیر اور متعدد حواشی بھی طبع ہو چکے ہیں۔ انگریزی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ اگرچہ چارسو برس قدیم ہے مگر ادھر ماضی قریب میں قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ کی طرف اہل علم ودانش نے خصوصی توجہ مبذول کی ہے اس دوران قرآن مجید کے تقریباً ۸۷ مکمل انگریزی تراجم ہوئے، ان میں آٹھ ترجے مغربی مستشرقین، سات ترجے قادیانی علما اور تریسٹھ ترجے مسلم علما ودانشوروں کے ہیں جن میں چار نومسلم ہیں۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ حالیہ دنوں میں مسلمانوں کے اندر قرآن کریم کے ترجے کا رجحان بہت زیادہ بڑھا ہے۔ صرف پچھلے تیرہ سالوں میں ۲۵ انگریزی ترجے منظر عام پر آئے ہیں۔

قرآن کریم کے تعلق سے اس اجمالی جائزہ کے بعد میں آپ سے اس امید کے ساتھ رخصت ہو رہا ہوں کہ جب آپ اس کتاب کا مطالعہ کریں تو اپنی مخصوص دعاؤں میں اس بندۂ حقیر سراپا تقصیر کو بھی یاد فرمالیا کریں۔

من نمانم ایں بماند یادگار

پروفیسر غلام یحییٰ انجم
صدر شعبہ اسلامک اسٹڈیز
جامعہ ہمدرد (ہمدرد یونیورسٹی) ہمدرد نگر نئی دہلی ۶۲

قرآن کریم کی ہندوستانی تفاسیر

آسان قرآن مجید

علی احمد دانش مند جالندھری نے قرآن کریم کا ترجمہ وتفسیر لکھی ہے جو نقوش پریس لاہور سے ۱۹۵۶ء میں شائع ہوئی۔ (اردو تفاسیر ص ۵۲)

احادیث التفاسیر

مولانا حمید اللہ میرٹھی سراوہ والے (وفات ۱۹۱۲ء) نے یہ تفسیر لکھی جس میں قرآن کا ترجمہ حضرت شاہ عبد القادر دہلوی علیہ الرحمہ کا ہے اور احادیث کا ترجمہ وتشریح خود مصنف نے کیا ہے۔ یہ تفسیر ۶۷۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ ۱۸۹۷ء میں مطبع فاروقی دہلی سے طبع ہوئی ہے۔ (اہل حدیث کے خدام قرآن ص ۱۲۶)

احسن البیان لتفسیر القرآن

مولانا عبد المصطفےٰ ازہری کی یہ تفسیر مکتبہ القرآن کراچی سے ۱۹۵۶ء میں شائع ہو چکی ہے۔ یہ شاید وہی تفسیر ہے جس کا ذکر مفتیٔ اعظم اور ان کے خلفاء کے مصنف نے تفسیر ازہری کے نام سے کیا ہے۔ (مفتی اعظم ہند اور ان کے خلفاء ص ۴۶۴)

بعض محققین نے لکھا ہے کہ یہ کوئی مستقل تفسیر نہیں بلکہ کنز الایمان کے پانچ پاروں کا حاشیہ ہے۔

احسن البیان

یہ تفسیر صلاح الدین یوسف کی ہے لیکن اسے اردو زبان کا لبادہ مولانا محمد جونا گڑھی نے پہنایا ہے اور اس پر نظر ثانی کے فرائض صفی الرحمن مبارکپوری نے انجام دیے۔ ترجمہ کے آغاز میں اس ترجمہ کی خصوصیات کا ذکر بھی اختصار کے ساتھ کیا گیا ہے، اور پھر موضوع کے تعلق سے قرآن کی آیات نمبر کے ساتھ درج کی گئی ہیں۔ قرآن کریم کا یہ ترجمہ وہابی مکتب فکر کا ترجمان ہے۔ دارالسلام لاہور پاکستان سے اس کا چوتھا ایڈیشن ۱۹۹۸ء میں شائع ہو چکا ہے۔
(تفسیر احسن البیان ص ۱۱)

احسن البیان فی خواص القرآن

محمد احسن بہاری کی یہ تفسیر کانپور سے ۱۹۰۳ء میں شائع ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۳۴)

احسن التفاسیر (اردو)

سید احمد حسن دہلوی (وفات ۱۳۳۸ھ) کی یہ ہزاروں صفحات پر مشتمل قرآن مجید کی اردو تفسیر ہے جو سات ضخیم جلدوں کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ یہ تفسیر ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۸ء میں مطبع فاروقی دہلی سے طبع ہو چکی ہے۔ بہت سی تفسیروں کا یہ نہایت عمدہ انتخاب اور قرآن مجید سے متعلق بہ درجہ غایت معلومات افزا مجموعہ ہے۔ (اہل حدیث کے خدام قرآن ص ۳۷) اس تفسیر کے تعلق سے ناشر نے لکھا ہے کہ:

> "احادیث حسنہ صحیحہ اور اقوال صحابہ سے قرآن شریف کی تفسیر کی گئی ہے اور بڑے بڑے نکات ولائحل مقامات، مشہور تفاسیر، خازن، تفسیر ابن جریر، تفسیر ابن کثیر، تفسیر معالم التنزیل وغیرہ سے حل کیے گئے ہیں جس میں صحت کا حد درجہ خیال رکھا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی قرآن شریف کی شان نزول جہاں تک صحیح سند کے ساتھ مل سکی ہے نہایت صحت کے ساتھ لکھی گئی ہے"۔

۱۹۲۱ء میں اس کی طباعت افضل المطابع دہلی سے بھی ہوئی ہے۔ جس کا نسخہ جامعہ ہمدرد کی لائبریری میں موجود ہے۔

مولانا سید احمد حسن کی یہ کتاب تفسیر بالماثور پر مشتمل ہے۔ جس میں آیات بالآیات، احادیث صحیحہ، اور اقوال صحابہ وتابعین کی مدد سے تفسیر کی گئی ہے۔ مصنف نے تفسیر لکھنے میں روایات

کی صحت کا خاص خیال رکھا ہے۔شان نزول سے متعلق انھی روایات کو ذکر کرنے کی کوشش کی ہے جو صحیح سند کے ساتھ مذکور ہیں۔انھوں نے تفسیر میں بہت عام فہم اور سلجھا ہوا طرز اختیار کیا ہے اور کثرت سے حدیثیں استعمال کی ہیں۔جس سے عوام آسانی سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

احسن التفاسیر

محمد حسن قاسم محمود (مجلہ راہ اسلام ص۱۲۴ جولائی ۲۰۰۹ء)

اردو کلام الٰہی

خواجہ حسن نظامی کے قلم سے لکھی ہوئی قرآن مجید کی یہ تفسیر ہے۔اس تفسیر کے سرورق پر لکھا ہے کہ نئی روشنی والے مردوں اور عورتوں اور بچوں کو قرآن مجید کا مقصد سمجھانے کی نیت سے اردو زبان کے سب سے بڑے ماہر اور مفسر اور مترجم قرآن مجید حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی نے لکھا ہے۔

ہر لفظ کے نیچے اس کا ترجمہ اور حاشیہ میں مختصر تفسیر ہے۔اس ترجمہ کے تعلق سے اکثر لوگوں نے لکھا ہے:

''حسن نظامی کا نیا ترجمہ بہترین ترجمہ ہے جو نہایت ہی عام پسند و عام فہم ہے''

جید پریس دہلی سے اس کی طباعت ہو چکی ہے۔اس کے نسخے جامعہ ہمدرد کی لائبریری میں موجود ہیں۔

اس کے علاوہ خواجہ حسن نظامی دہلوی کی یہ تفسیر ''بچوں کی تفسیر'' کے نام سے حسین نظامی نے جید پریس دہلی میں چھپوا کر ۱۳۵۹ھ میں شائع کیا اس تعلق سے مترجم لکھتے ہیں۔

''اس سے پہلے بڑے سائز کا یہی پارۂ عم اعراب دار ترجمہ کے ساتھ شائع ہوا تھا اس کے بعد اس سائز پر یہی پارۂ عم اس تفسیر کے ساتھ شائع ہوا اور اب یہی پارۂ عم بچوں کی تفسیر کے ساتھ شائع کیا جاتا ہے۔یہ تینوں پارے بطور نمونہ کے شائع ہوئے ہیں۔ان میں ترجمہ ہے تفسیر نہیں ہے۔''

یہ نسخہ بھی جامعہ ہمدرد میں موجود ہے۔

اسرار القرآن

احمد علی خاں نے پارۂ اول کا ترجمہ اسرار القرآن کے نام سے کیا ہے جس کی اشاعت پنجاب نیشنل اسٹیم پریس لاہور سے ۱۹۱۴ء میں ہو چکی ہے۔(اردو تفاسیر ص۹۷)

اکسیر اعظم (اردو)

مولوی احتشام الدین مرادآبادی (م۱۹۱۲ء) کی یہ تفسیر اردو زبان میں کئی جلدوں میں ہے۔ جناب محمد تنزیل کے بقول حضرت قاضی احتشام الدین نے انتہائی جامعیت کے ساتھ اس کی تفسیر لکھنی شروع کی تھی اور تیس پاروں کی تقسیم کے مطابق تھی۔ اس کا پہلا حصہ ۱۳۰۲ھ میں مطبع احتشامیہ مرادآباد سے طبع ہوا، غالبًا یہ تفسیر نامکمل رہی۔

(اہل حدیث کے خدام قرآن ص۶۶، الاعلام جلد ۸ ص۲۳، جائزہ تراجم قرآنی ص۳۶)

الاکلیل

شاہ عبدالحق الہ آبادی (وفات ۱۳۳۳ھ) نے مولانا تراب علی لکھنوی سے اکتساب علم کیا، حضرت مولانا عبداللہ گورکھپوری سے بیعت ہوئے، پچاس برس تک مکہ مکرمہ میں زندگی بسر کی۔ جنۃ المعلیٰ میں مدفن ہے۔ (تذکرہ علمائے اہل سنت ص۱۷۸)

اعظم التفاسیر

محمد رحیم بخش دہلوی کی تفسیر قرآن کریم سے متعلق کتاب اعظم التفاسیر کے نام کا پتا تو چلتا ہے لیکن اس کا کوئی سراغ نہیں ملتا ہے کہ یہ تفسیر کہاں موجود ہے؟۔ (اہل حدیث خدام قرآن ص۱۷۵)

یہ تفسیر مع تراجم فارسی از شیخ سعدی، شاہ ولی اللہ دہلوی اور اردو تراجم شاہ رفیع الدین و شاہ عبدالقادر دہلوی اور حاشیہ پر فیضی کی تفسیر سواطع الالہام کا اردو ترجمہ درج ہے۔ سات جلدوں میں میور پریس دہلی سے ۱۸۸۵ء سے ۱۸۹۹ کے درمیان شائع ہو چکی ہے۔ یہ سات جز کی تفسیر ہے ہر جز کا ٹائٹل جداگانہ ہے۔ جیسے توجیه الایمان، تحقیق الایمان، تکریم الایمان، تنویر الایمان، تعلیم الایمان، تصدیق الایمان، تبصرة الایمان، وغیرہ (اردو تفاسیر ص۴۳) اس تفسیر کا ایک نسخہ بیت القرآن لاہور میں موجود ہے۔

(قرآن کے اردو تراجم ص۱۹۱)

اعظم التفاسیر

محمد اسماعیل دہلوی (وفات ۱۲۴۷ھ) کی یہ تفسیر چار جلدوں میں ۱۳۱۲ھ میں طبع ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص۳۶)

افصح الکلام

صوفی تہور علی شاہ منصب دار نے قرآن کریم پارۂ اول کا ترجمہ وتفسیر لکھی ہے۔ مطبع معین حیدرآباد دکن سے ۱۳۴۰ھ میں طباعت ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۹۸)

الطاف الرحمان بتفسیر القرآن

عبدالباری فرنگی محلی کی یہ تفسیر دو جلدوں میں ہے۔ نامی پریس لکھنو سے ۱۹۲۵ء میں شائع ہو چکی ہے۔ مصنف نے تفسیر بالماثور کی پیروی کرتے ہوئے تفسیر کی ہے۔ سلف صالحین کے مسلک سے ذرہ برابر بھی انحراف نہیں کیا ہے۔ اس تفسیر کو مترجم نے بوقت درس املا وارشاد فرمایا جسے مولانا شیخ محمد الطاف الرحمان قدوائی بارہ بنکی نے مرتب کیا ہے۔ یہ تفسیر کئی جلدوں پر مشتمل ہے۔ راقم کے پیش نظر اس کی دوسری جلد ہے جو جامعہ ہمدرد کی لائبریری میں موجود ہے۔

اس تفسیر میں صفحات کے شروع میں قرآنی متن ہے جس کے تحت بامحاورہ، سلیس اردو میں ترجمہ ہے، حسب ضرورت فقہی مسائل کا بھی مختصر بیان ہے۔ کتاب کی ابتدا میں آپ نے قرآن کریم کا تعارف، نام کی وجہ تسمیہ اور قرآن کی جمع وتدوین پر بھی عالمانہ بحث کی ہے۔ کہیں کہیں تفسیر میں آپ نے فلسفیانہ انداز بھی اختیار کیا ہے۔ اس تفسیر کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس میں عربی الفاظ کی تشریح وتوضیح کا ہر جگہ اہتمام ہے۔ (الطاف الرحمان لکھنؤ ۱۹۲۵ء)

ام القرآن

ابومسعود اظہر غوری نے مولانا ابوالکلام آزاد کی تفسیر "ام القرآن" کی تلخیص کی ہے جس کی اشاعت ۲۰۱۱ء میں ہو چکی ہے۔ (چوتھی دنیا اگست ص ۲۰۱۱ء)

امدادالدیان فی تفسیر القرآن (تفسیر حشمتی)

مولانا حشمت علی لکھنوی پیلی بھیتی کی ولادت لکھنؤ سے جانب مشرق مشہور قصبہ امیٹھی ایک متدین اور آفریدی النسل گھرانے میں ۱۳۱۹ھ میں ہوئی، والد ماجد کا نام ابوالحفاظ نواب علی خاں تھا آپ کی والدہ محترمہ جو پابند صوم وصلوٰۃ ہونے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ درجہ کی حافظہ تھیں آپ کے حسن تربیت میں اعلیٰ کردار ادا کیا، مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ سے حفظ کلام اللہ کی تکمیل فرمائی اور قطب شمالی ہند حضرت شاہ مینا لکھنوی (م ۸۷۰ھ) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر انوار کی مسجد میں تراویح

سنائی۔ ۱۳۳۱ھ میں بارہ سال کی عمر میں روایت حفص اور تیرہ سال کی عمر میں ''قرأت سبعہ'' کا امتحان پاس کیا آپ کی فن تجوید میں مہارت کے تعلق سے مشتاق احمد نظامی لکھتے ہیں۔

''فن قرأت وتجوید میں وہ اپنے وقت کے امام تھے ولا الضالین کے مخرج کی ادائیگی میں انھیں جو کمال تھا وہ شاید ہی کسی کو ہو'' (پاسبان الہ آباد ص۱۰ اگست ستمبر ۱۹۶۰ء)

۱۳۳۶ھ میں ۱۶رسال کی عمر میں جامعہ اہل سنت منظر اسلام بریلی سے وابستہ ہو گئے پہلے تو اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا کے دست حق پرست پر بیعت کر کے ہمیشہ کے لئے اپنے آپ کو ان کے سپرد کر دیا پھر تحصیل علم میں منہمک ہو کر پیرو مرشد کے زیر سایہ تعلیمی سفر شروع کیا۔ مدرسہ منظر اسلام کے اساتذہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں اور صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی اعظمی، حضرت مولانا محمد رحم الٰہی، حضرت مولانا نور الحسن رام پوری جیسے اکابر علمائے اہل سنت کی خدمت میں درس نظامی کی تکمیل فرمائی۔ ۱۳۴۰ھ میں دستار فضیلت سر پر باندھی گئی، ملک کے کئی اہم مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیں، ذہن مناظرانہ تھا عقائد باطلہ کی تردید میں تقریریں کیں اور مناظرے کئے زندگی بھر آپ کا یہی مشغلہ، صاحب کشف وکرامات بھی تھے، آپ کے نوک قلم سے متعدد کتابیں اصلاح عقائد کے موضوع پر منظر عام پر آئیں، تقسیم ہند کے مخالف تھے، اس سلسلے میں آپ کو کئی دقتوں کا سامنا کرنا پڑا مگر آپ اپنے موقف پر اٹل رہے۔ ۸رمحرم الحرام ۱۳۸۰ھ ۳۰ر جولائی ۱۹۶۰ء میں وصال ہوا۔ (مولانا حشمت علی لکھنوی ایک تحقیقی مطالعہ ص ۹۲)

مولانا حشمت علی لکھنوی کی یہ تفسیر کراچی پاکستان سے طبع ہو چکی ہے۔ (مفتی اعظم اور ان کے خلفاء ص ۳۳۴) مصنف نے ایک زمانے میں قرآن مجید کی تفسیر لکھنی شروع کی تھی مگر حالات نے مساعدت نہیں کی کچھ سیپاروں کی ہی تفسیر لکھ سکے جس کی قسطیں ترجمان اہل سنت پیلی بھیت کے شماروں میں شائع ہو چکی ہیں پھر وہی قسطیں کتابی شکل میں پاکستان سے شائع ہوئی ہیں۔ (مولانا حشمت علی لکھنوی ایک تحقیقی مطالعہ ص ۱۹۱)

سورۂ فاتحہ کی تفسیر میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تفسیر میں رحمٰن ورحیم کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''رحمٰن اللہ عزوجل کا خاص نام ہے اور ان ناموں میں جن کا دوسرے پر اطلاق حرام بلکہ علما

نے کفر لکھا ہے جیسے رحمٰن ، قیوم ، قدوس۔ لوگ عبدالرحمان ، عبدالقیوم ، عبدالقدوس نام رکھتے
ہیں اور یہ بہت اچھے نام ہیں مگر پکارنے میں تخفیف کے لیے لفظ عبد کو حذف کر کے نرے
اسمائے الٰہیہ سے پکارتے ہیں۔ عبدالرحمان کو رحمان ، عبدالقیوم کو قیوم ، عبدالقدوس کو قدوس
یہ سخت حرام ہے۔ اس سے احتراز لازم ہے۔ رحیم کا اطلاق مخلوق پر بھی آتا ہے تمام جہان
میں سب سے بڑھ کر رحیم حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ تمام عالم پر ان کی
رحمت ہے اور خصوصاً مسلمانوں کے ساتھ تو بالمؤمنین روف رحیم ہیں۔ مگر اسمائے الٰہیہ سے
جن ناموں کا اطلاق اس کے بندوں پر بھی آتا ہے ، جیسے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو
اوس نے سمیع و بصیر علیم وغفور روف رحیم حلیم کریم ، نور اور اون کے سوا ستر (۷۰) کے قریب
اپنے اسمائے حسنیٰ عطا کئے یہ شرکت معنیٰ نہیں ، اللہ عز وجل پاک ہے اس سے کہ کوئی کسی
بات میں اوس کا شریک ہو سکے ، ذات صفات اسماء احکام سب میں وحدہ لاشریک لہ ہے
اوس کی صفات کریمہ کی تجلیاں ہیں جو اوس نے اپنے خاصوں پر عطا فرمائیں۔

(ترجمان اہل سنت حصہ سوم ص ۵ پہلی بھیت)

الظفر علی فتح العزیز

نواب رفیع الدین خاں بن فرید الدین خاں مرادآبادی۔

(فہرست مخطوطات فارسی رام پور ص ۲۰)

انوار الاسرار فی حقائق القرآن

شاہ عیسیٰ بن قاسم بن یوسف سندھی ثم برہان پوری (وفات ۱۰۳۱ء) برہان پور کے اہم علما
ومشائخ میں سے تھے۔ ان کی ولادت ۹۶۲ھ میں ایلچ پور میں ہوئی جس روز آپ پیدا ہوئے آپ
کے والد گھر پر نہیں تھے شیخ طاہر محمد نے آپ کا نام عیسیٰ رکھا۔ کم عمری ہی میں قرآن مجید حفظ کیا اور
علوم متداولہ کی طرف توجہ کی۔ اپنے چچا شیخ طاہر سے حدیث وفقہ اور تجوید کا درس لیا ، حضرت شیخ
لشکر محمد عارف کے ہاتھ پر بیعت کی ، پھر ریاضتوں اور مجاہدوں میں لگ گئے ، ریاضت کی تکمیل
کے بعد اپنے شیخ ہی سے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔

شیخ عیسیٰ کو درس وتدریس کے علاوہ تصنیف وتالیف سے بھی خاص رغبت تھی ، عربی وفارسی

دونوں زبانوں میں لکھتے تھے۔ آپ کی کئی تصانیف کا ذکر سوانح نگاروں نے کیا ہے، یہ تفسیر عربی زبان میں ہے اور چار جلدوں پر مشتمل ہے اس تفسیر میں قرآن کے حقائق و معارف کا انکشاف کیا گیا ہے۔ (ہندوستانی مفسرین اور ان کی تفسیریں ص ۶۷۔ قرآن مجید کی تفسیریں ص ۴۲۹۔ تذکرہ علمائے ہند ص ۱۵۳)

انوار البیان فی کشف اسرار القرآن

عاشق الٰہی بلند شہری مہاجر مدنی (۲۰۰۱ء) (مجلہ راہ اسلام مذکور ص ۱۲۴)

انوار القرآن

انیس احمد علیگ (وفات ۱۹۵۴ء) ہریانہ (حصار) کی اہم ترین تفسیر ہے جو مکمل نہ سہی مگر علوم قرآنی کے اہم ترین حصوں پر مشتمل ہے۔ یہ تفسیر اب تک اہل علم کی نظروں سے اوجھل رہی کیوں کہ اس کے مصنف متنازع حیثیت کے مالک تھے اور انھیں مولانا محمود حسن دیوبندی کی تحریک کے مخبر کے طور پر جانا جاتا تھا اس تفسیر اور اس کے مصنف کے بارے میں حکمت قرآن لاہور کے مدیر ڈاکٹر اسرار احمد نے چند ضروری حقائق تحریر کئے ہیں اور اس تفسیر کا ایک حصہ شائع کیا ہے۔ (جنگ آزادی اور علمائے دیوبند ص ۲۶)

انوار القرآن

محمد نعیم جو مولوی محمد قاسم نانوتوی کے مرشد خاص تھے کی تفسیر ہے۔ دس جلدوں پر مشتمل ہے، مکتبہ انوار القرآن دیوبند سے ۱۹۸۷ء سے ۱۹۹۴ء کے درمیان الگ الگ جلدوں میں اشاعت ہو چکی ہے۔ تفسیر لکھنے کا سبب بیان کرتے ہوئے مصنف لکھتے ہیں۔

> ''اب تو منزل سامنے ہے اور ہاتھ خالی ہے اس لیے جی چاہتا ہے کہ جو کچھ موہوم ساعتیں رہ گئی ہیں اور سانس باقی ہے وہ کلام اللہ کی خدمت میں صرف ہو جائیں اگر چہ کتاب اللہ کو اس کے گراں قدر بے شمار تراجم و تفاسیر کی موجودگی میں اس حقیر خدمت کی بالکل حاجت نہیں مگر خدمتگار تو محتاج خدمت ہے اور اس داعیہ کو مہمیز محمد عبد اللہ سلیم صدر القراء دار العلوم دیوبند کے اصرار نے لگائی اس وقت تفسیر انوار القرآن کی تالیف کے لیے یہ داعیہ اور اصرار ہی باعث بن رہا ہے۔''

تفسیر کی ابتدا میں چودہ صفحات پر مشتمل ایک طویل فہرست عنوانات ہے۔ انداز بیان

عام فہم اور دلنشین ہے۔ عوام وخواص سب کے لیے مفید ہے۔ اس تفسیر کی اہم خوبی یہ ہے کہ مصنف عرفان وسلوک کے نہایت لطیف ودقیق نکتے بیان کرنے کا اس تفسیر میں مستقل اہتمام کرتے ہیں۔ (اردو تفاسیر ص ۱۰۶)

انوار القرآن

یہ تفسیر تین جلدوں میں ہے مولوی محمد دائرۂ شاہ اجمل الہ آباد کے نوک قلم سے منظر عام پر آئی ہے۔ ۱۹۹۰ء کے آس پاس رام پور سے شائع ہوئی ہے۔

انوار القرآن

راحت حسین گوپاموی، گوپال پوری کی یہ تفسیر ''مجموعہ اصلاح پریس'' سے پانچ جلدوں میں ۱۹۳۶ء میں طبع ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۴۳)

بچوں کی تفسیر

ابو صالح حیدر آبادی نے قرآن کریم کے ہر پارہ کی علیحدہ علیحدہ تفسیر لکھی ہے جو ''مکتبہ ابراہیمیہ'' حیدر آباد دکن سے ۱۳۵۱ھ میں شائع ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۳۴)

بحر الاسرار

مرزا محمد تقی بن کاظم کرمانی ملقب بہ مظفر علی شاہ (وفات ۱۲۱۵ھ)

بحر العلوم الاسلامیۃ المعروف بہ تفسیر مرتضوی

غلام مصطفےٰ ابن محمد اکبر تھانیسری دہلوی کی یہ تفسیر ۱۱۹۱ھ میں لکھی گئی۔

(کتابخانہ رضا جلد اول رام پور ص ۲۷)

البحر المواج

ملک العلماء قاضی شہاب الدین احمد بن شمس الدین بن عمر زاوی غزنوی دولت آبادی (م ۸۴۹ھ) کا اصل وطن غزنہ تھا ان کی نسبت الزاولی تھی اس نسبت سے پتا چلتا ہے کہ ان کے اہل خاندان غزنہ کے قریب زابلستان کے رہنے والے تھے۔ ابوالقاسم فرشتہ نے دولت آباد ان کو مولد بتایا ہے اور دوسرے تذکرہ نگاروں نے دولت آباد دہلی لکھا ہے۔ ممکن ہے کہ دولت آباد کے نام سے دہلی میں کوئی محلہ اس زمانے میں آباد رہا ہو۔ اور اس کی تائید اس بات سے ہوتی ہے

کہ قاضی صاحب کی ابتدائی تعلیم وتربیت دہلی میں ہوئی۔ قاضی عبدالمقتدر بن رکن الدین شریحی کندی، مولانا خواجگی دہلوی سے اکتساب علم کیا۔ آپ مکمل علم وفضل کے پتلے تھے جب آپ اپنے استاد مولانا خواجگی دہلوی کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ کے استاد فرماتے، میرے پاس ایک ایسا شخص آیا ہے جس کا جلد علم جس کا گوشت علم جس کی ہڈیاں علم ہیں۔

۸۰۱ھ میں تیموری حملہ کے بعد جب دہلی میں تباہی مچی تو دہلی کے علما والفقیاء وہاں سے ہجرت کرنے پر مجبور ہوگئے۔ اسی دوران قاضی شہاب الدین دولت آبادی بھی اپنے استاد مولانا خواجگی کے ہمراہ دہلی سے کالپی پہنچے پھر وہاں سے سلطان ابراہیم شرقی والئی سلطنت جونپور کی دعوت پر جونپور وارد ہوئے، چوں کہ سلطان ابراہیم شرقی علما کا قدر دان تھا اس لیے علما کی بڑی جماعت جونپور پہنچی، یہاں ہر ایک کو اس کے مرتبہ ومقام کے مقام کے مطابق اعزاز حاصل ہوا۔ علما کی کثرت کے باعث شیراز ہند جونپور کو ''دہلی ثانی'' کہا جانے لگا۔

قاضی صاحب نے جونپور میں اپنی مسند درس آراستہ کی اور ان کے درس کو وہ شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی کہ وہاں کی دوسری تمام درسگاہیں معطل ہوکر رہ گئیں۔ درس وتدریس اور تصنیف وتالیف کے علاوہ قاضی صاحب کے تعلقات اہل علم صوفیہ سے بھی استوار رہے جن میں سرفہرست حضرت سید مخدوم اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے۔ ان سے قاضی صاحب کی علمی مراسلت بھی ہوا کرتی تھی اور دونوں بزرگوں کے درمیان غایت درجہ محبت واحترام کا جذبہ کارفرما تھا۔

قاضی صاحب نے کئی ایک کتابیں لکھیں بعض کتابوں کو ان کی زندگی ہی میں بڑی شہرت ملی۔ تفسیر بحر مواج مصنف کی فارسی زبان میں شمالی ہند میں لکھی جانے والی غالباً پہلی تفسیر ہے۔ لکھنؤ سے ۱۲۹۷ھ/۱۸۷۹ء میں طبع ہوئی ہے۔ یہ ضخیم تفسیر ابراہیم شاہ شرقی والئی جونپور کے نام معنون کی گئی تھی۔ تفسیر بحر مواج ترکیب نحوی، مسائل فقہ وعقائد پر مشتمل ہے اور ہندوستان کی تفسیروں میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ (تذکرہ مفسرین ہند جلد اول ص۱۵ قرآن کی تفسیریں ص۷۵)

اس تفسیر میں ترکیب نحوی کا اہتمام اور مسائل فقہیہ کا التزام بھرپور انداز میں کیا گیا ہے۔ (تذکرہ مفسرین ہند ص۵۹) سورتوں کے درمیان ربط وتعلق بیان کرنے کا اہتمام اور ہر سورۃ کے مضامین کا خلاصہ بھی ملتا ہے۔

یہ تفسیر تین جلدوں پر مشتمل ہے، اس کے قلمی نسخے بھی بکثرت دستیاب ہیں شیخ منور بن عبدالمجید (وفات ۱۰۱۰ھ) نے قلعہ گوالیار میں اسیری کے زمانہ میں اس تفسیر کا عربی زبان میں ترجمہ کیا تھا جو ضبط کر لیا گیا۔ بعض لوگوں کا خیال یہ ہے کہ شیخ منور نے بحر مواج پر اعراب لگائے تھے مگر یہ درست نہیں کیوں کہ وہ فارسی زبان میں ہے۔

(الاعلام جلد ۳ ص ۱۷۔ حضرت شاہ ولی اللہ کی قرآنی فکر کا مطالعہ ص ۳۰)

بدیع التفسیر

اس کے مصنف مولانا صدیق بن مولانا شریف ہیں۔ عربی زبان میں ہے اس نسخہ میں تفسیر کے خاتمہ پر دو صفحہ پند و نصیحت میں ہیں۔ اس رسالہ کا نام الصراط المستقیم لمن طلب الدین ہے۔ (عربی فارسی مخطوطات کی وضاحتی فہرست ص ۵۴)

برہان التفاسیر

مولانا ثناء اللہ امرتسری نے یہ تفسیر پادری سلطان محمد پال کی تفسیر "سلطان التفاسیر" کے جواب میں لکھی۔ پادری صاحب نے سورہ بقرہ کے سولہویں رکوع تک کی تفسیر لکھی اور مولانا نے اس کا جواب دیا۔ یہ جواب ''اہل حدیث'' امرتسر میں ۸۱ قسطوں میں ۱۷ مئی ۱۹۳۲ء تا ۱۷ مئی ۱۹۳۵ء شائع ہوا۔ (اہل حدیث کے خدام قرآن ص ۱۱۰)

البرہان علی تجہل من قال بغیر علم فی القرآن

محمد علی تحصیلدار ساکن بچھراؤں کی یہ تفسیر سرسید کی تفسیر کی رد میں ہے، ۱۵۰۰ صفحات میں یہ تفسیر مطبع گلزار احمدی مراد آباد سے ۱۸۸۵ء میں چھپ چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۵۷)

بستان التفاسیر

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی تفسیر عزیزی کا اردو ترجمہ ہے جو سورۂ بقرہ کی تفسیر پر مشتمل ہے، جسے محمد علی چاند پوری نے کیا ہے۔ مطبع ناصری دہلی سے ۱۲۸۱ھ میں اس کی طباعت ہوئی ہے۔ یہ نسخہ جامعہ ہمدرد میں موجود ہے۔ اس کی دوسری طباعت مطبع فاروقی دہلی ۱۳۴۲ھ میں ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۰۲)

اس تفسیر کے تعلق سے محمد حسین خاں مہتمم مطبع مصطفائی نے لکھا ہے۔

''کہ جب سے تفسیر عزیز یہ دو پارہ آخر قرآن مجید بمبئی میں بزبان اردو مطبوع ہوئی تھی اکثر احباب باختصاص اور میر شیر علی خاں اور یہ عاجز بھی بدل وجاں چاہتے تھے کہ تفسیر عزیزی پارۂ الم بھی اردو ہو جائے چنانچہ ایک مدت دراز میں خداوند کارساز نے طرفۃ العین میں سب اسباب وسامان مہیا کر دئے اور روز بروز اہل دہلی کے طالع کا ستارہ ترقی پر آنے لگا۔ ہر فن کے کمال والے جمع ہوئے، اس عاجز کو اپنے آرزوئے دیرینہ کا خیال آیا۔ بہت کوشش کی اور زر کثیر خرچ کیا۔ تب بعنایت بے نہایت عالم بے بدل فاضل اجل آفتاب ملک تفسیر دانی ماہ آسمان، نیکو بیان، مقبول ازلی مولوی محمد علی صاحب چاند پوری سلمہ اللہ الولی ترجمہ پارہ اول حسب مراد وموافق محاورہ اور بول چال دہلی کے لکھا گیا اور باہتمام فقیر چھپ کر شائع ہوا کہ نفع عام اور فائدہ تام اہل اسلام وشائقین تفسیر کو پہنچے اور ہر مشتاق کو یہ تفسیر عزیزی جان ودل سے عزیز ہو اور نام اس کا ''بستان التفاسیر'' اس لیے رکھا کہ یہ ضمیمہ ہے اونہی دو پارہ آخر کا، گو پارۂ اول اوہی نام سے مشہور کرنا مناسب تھا اور مولائے ممدوح نے اس ترجمہ میں اصل مطلب کو بڑی خوبی سے تحریر کیا ہے کہیں کمی بیشی نہیں کی مقام مشکل کی تفسیر کو تفسیروں سے حل کردی ہے اپنی طرز سے سر مو دخل نہیں دیا اور نہ کوئی دقیقہ فروگذاشت کیا''

(بستان التفاسیر ترجمہ تفسیر عزیزی ص ا دہلی ۱۹۳۲ء)

بصائر القرآن

نکہت شاہجہاں پوری نے موجودہ نسلوں کے لیے قرآن کی تفسیر لکھی ہے جس کی اشاعت بمبئی سے ۱۹۴۴ء میں ہو چکی ہے، زبان وبیان سے ایسا لگتا ہے کہ اس کی اشاعت ۲۰ ویں صدی کے وسط میں ہوئی ہے۔ بعض کتابوں میں اس کی اشاعت کا ۱۱۴۴ھ دیا ہے۔ جو تاریخی حقائق کے خلاف ہے۔ (قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۲۶۳)

بطش قدیر بر قادیانی تفسیر کبیر

مولانا ثناء اللہ امرتسری نے اس تفسیر میں خلیفہ قادیانی میاں محمود کی تفسیر قرآن مجید (از سورہ یونس تا سورۂ کہف) کی غلطیاں واضح کی ہیں۔ (اہل حدیث کے خدام قرآن ص ۱۱۱)

بلغة الحیر ان فی ربط آیات الفرقان

حسین علی کی یہ تفسیر ۴۴۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ لاہور سے شائع ہو چکی ہے۔ یہ ایک بہترین تفسیر ہے جو اپنے مقصد تالیف یعنی ''نظم قرآن'' کے بیان کرنے کے ارد گرد گھومتی نظر آتی ہے۔ یہ تفسیر ان کے شاگرد محمد نذر شاہ عباسی پنجاب نے ان کے حلقۂ درس میں شریک ہو کر حسب ارشاد حضرت استاد قلم بند کیا۔ اس مختصر تفسیر میں اکثر جگہ آیات کا حاصل معنیٰ لیا گیا ہے۔ نیز بعض جگہ ارتباط میں آیات کی ابتدا اور انتہا مذکور ہے اور بعض جگہ صرف ابتدا پر اکتفا کیا گیا ہے۔ تفسیر میں مولانا حسین علی نے سورہ کے آخر میں ہر ایک سورہ کا اجمالی خلاصہ بھی بیان کر دیا ہے، جس کا اہم فائدہ یہ ہے کہ اگر سورہ کی طوالت کے سبب ذہن تغافل برتے تو آخر میں خلاصہ دیکھ کر موضوع دوبارہ واضح ہو جائے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۵۳)

البیان فی علوم القرآن (مقدمہ تفسیر حقانی)

ابو محمد عبدالحق کا یہ مقدمہ ۲۶۴ صفحات پر مشتمل ہے، اشاعت ہو چکی ہے۔ مصنف حضرت فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی کے متوسلین اور فیض یافتگان میں سے تھے۔

یہ تفسیر اسلام کی جملہ خوبیوں کا آئینہ ہے، اس میں خدا تعالیٰ کی ذات وصفات ملائکہ، جن، ارواح، جنت، دوزخ مرنے کے بعد کے حالات، مسئلہ نجات، عذاب وثواب، مخالفین اسلام کی تردید، سیرت نبوی وہ جملہ مسائل ومعتقدات اسلامی کو فلسفیانہ رنگ میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کا انگریزی ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔

بیان السبحان (اردو)

عبدالدائم جلالی بن سید عبدالقیوم رامپوری کی یہ تفسیر کئی جلدوں میں ہے۔ اس میں آیات کی تشریح کے بعد مقصود بیان کے عنوان سے ان تعلیمات کو بیان کیا گیا ہے جو آیات قرآنی سے صراحۃً یا اشارۃً سمجھی جاتی ہیں۔ مصنف نے اس تفسیر کو مکمل طور پر ائمہ سلف وخلف کے طریقہ کی پیروی کرتے ہوئے تفسیر بالماثور کے دائرے میں محدود رکھا ہے مگر آیت کا مطلب بیان کرنے کے بعد دو باتوں کا مزید اضافہ بھی کیا ہے۔ ایسے نکات قرآنی بیان کئے ہیں جس سے قرآن کی رموز وحکمت وفصاحت کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے اور دوسرے مقصود بیان بھی۔ ہر آیت یا چند آیات کے مجموعہ

کے بعد ظاہر کیا گیا ہے تا کہ غیر عربی داں کو تفسیر کی گئی آیات کا خلاصہ ومنشا معلوم ہو جائے۔

دسیم بک ڈپو دیوبند سے ذوالحجہ ۱۳۶۰ھ میں اس تفسیر کی طباعت ہو چکی ہے۔ یہ تفسیر رسالہ مولوی دہلی میں ۱۳۵۶ھ میں کئی قسطوں میں شائع ہو چکی ہے، پھر بعد میں حمیدیہ پریس دہلی نے ایک ساتھ چھپوا کر شائع کیا۔ اس کا نسخہ جامعہ ہمدرد کی لائبریری اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی فیکلٹی آف تھیالوجی کی لائبریری میں موجود ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۴۶)

بیان الفرقان

ثناء اللہ امرتسری (وفات ۱۹۴۸ء) کی یہ تفسیر علم البیان اور علم المعانی وغیرہ کو پیش نظر رکھ کر لکھی گئی ہے۔ تفسیر شروع کرنے سے پہلے علم المعانی والبیان کے بہت سے مفید اور ضروری قواعد بیان کر دئے ہیں تا کہ عبارتوں کے سمجھنے اور ان کی فنی خوبیوں کے پرکھنے میں آسانی ہو۔ ان کا اس کتاب میں انداز تفسیر یہ ہے کہ سورہ کے شروع میں یہ بیان کر دیتے ہیں کہ اس سورہ میں کون کون سے مضامین بیان کئے گئے ہیں یا کن مسائل اور باتوں کی طرف اشارہ ہے، اس سے مختصر طور پر پڑھنے والے کے ذہن میں سورہ کے تمام مضامین آجاتے ہیں۔

(ہندوستانی مفسرین اوران کی عربی تفسیریں ص ۳۰۱)

بیان القرآن

قاضی عبدالشہید سیوہاروی (م ۱۰۱۱ھ) کی یہ تفسیر دس جلدوں میں ہے۔

بیان للناس

خواجہ احمد الدین امرتسری کی یہ ایک مکمل تفسیر ہے جو سات منزلوں میں لکھی گئی ہے۔ زبان عام فہم سادہ اور دلنشین ہے، اس تفسیر میں انھوں نے خالص توحید الٰہی بیان کرنے پر کافی زور دیا ہے۔ اس تفسیر میں عام فہم، آسان دلنشیں اردو زبان کا استعمال کیا گیا ہے۔ قرآنی متن کے تحت بامحاورہ ترجمہ ہے۔ یہ ایک ضخیم تفسیر ہے جس میں مولوی چراغ علی، سرسید احمد، ابوالکلام آزاد وغیرہ کے طرز کو اختیار کیا گیا ہے۔ قرآن کو صرف قرآن سے ہی سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے، قرآن مجید کی آیات، رکوعات، اور سورتوں کے باہمی ربط کو نہایت خوش اسلوبی سے واضح کیا گیا ہے۔ اس تفسیر کا نام سورۂ آل عمران کی آیت ۱۳۸ سے ماخوذ ہے۔

اس تفسیر کو ''کتب خانہ امت مسلمہ'' امرتسر نے ۱۹۴۱ء میں شائع کر دیا ہے اس کا نسخہ انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز علی گڑھ کی لائبریری میں محفوظ ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۴۴)

بیان المعانی

شاہ بدرالدین پھلواری (وفات ۱۳۴۳ھ) کے والد کا نام شرف الدین تھا حضرت سید شاہ حبیب علی نصر کے مرید و خلیفہ تھے، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی سے بھی اجازت حاصل تھی۔ کم سنی ہی میں اپنی خداداد ذہانت وطباعی کی وجہ سے درسیات سے فارغ ہو گئے۔ آپ سے فیض یافتگان کی طویل فہرست ہے۔ آپ ''خانقاہ مجیبیہ'' کے سجادہ نشین تھے۔ آپ کے دور میں ''خانقاہ مجیبیہ'' مرجع خلایق بن گئی۔ آپ نے قرآن کریم کی تفسیر اردو زبان میں بیان المعانی کے نام سے لکھی اور انساب کے موضوع پر دوسری کتابیں بھی تصنیف فرمائیں۔

(ماہنامہ رفیق پٹنہ علمائے بہار نمبر ص ۶۶)

تجمیل التجمیل

ناصرالدین محمود دہلوی (وفات ۱۹۰۲ء) کی یہ تفسیر صحیح احادیث کی روشنی میں لکھی گئی ہے۔ غالباً یہ تفسیر غیر مطبوعہ ہے۔ (جائزہ تراجم قرآنی ص ۱۰۶)

تبصیر الرحمان فی تفسیر القرآن

محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (وفات ۱۹۹۳ء) پہلے دوسرے اور تیسرے پارے کی تفسیر ہے۔ پارہ اول کی تفسیر ۲۴۸ صفحات کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ جو ۱۹۵۱ء میں چھپی پارہ دوم ۲۲۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ جو ۱۹۵۵ء میں چھپی اور پارہ سوم ۱۶۶ صفحات پر مشتمل ۱۹۵۸ء میں شائع ہوئی۔

(اہل حدیث خدام قرآن ص ۴۸۲ مجلہ راہ اسلام مذکور ص ۱۴۴)

تبصیر الرحمان وتیسیر المنان

شیخ علی بن احمد علی بن احمد مہائمی کی ولادت ۷۷۶ھ میں ہوئی اور ۸۳۵ھ/۱۴۳۲ء میں وصال ہوا۔ شیخ مہائمی کا مولد قدیم گجرات اور موجودہ مہاراشٹر کے علاقہ کوکن میں سرزمین ''مہائم'' ہے۔ اب یہ مقام عروس البلاد ممبئی کا ایک پر رونق اور آباد محلہ ہے۔ اور ''ماہم'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ریلوے اسٹیشن اور درگاہ کی وجہ سے یہ علاقہ ممبئی میں خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔

شیخ مہائمی ایک شریف ونجیب خانوادہ کے چشم وچراغ تھے۔ نایتی قوم عربی النسل سے تعلق ہے، جو بعد میں ہندوستان آکر آباد ہوگئی۔ ان کے والد شیخ احمد بڑے عالم وفاضل اور متقی بزرگ تھے۔ انھوں نے اپنے ہونہار فرزند کی تعلیم وتربیت میں غیر معمولی توجہ سے کام لیا۔ شیخ مہائمی بچپن ہی سے نہایت باادب، فرماں بردار اور والدین کے خدمت گزار تھے۔ ان کے حسن اخلاق کا ذکر متعدد سوانح نگاروں نے کیا ہے۔

شاہان گجرات بڑے علم دوست اور دیندار تھے انھوں نے اپنی قلمرو میں اسلامی نظام وقانون کو رواج دیا جس کے سبب مقدمات کے فیصلے شریعت اسلامی کے مطابق ہوا کرتے تھے۔ صوفی مخدوم علی فقیہ مہائمی جوانی کے کئی سال سفر اور مطالعہ میں گزارے پھر وہ ماہم کے مسلمانوں کے قاضی مقرر ہوئے۔

شیخ مہائمی کی زندگی کا بڑا حصہ تصنیف وتالیف میں بسر ہوا، انھوں نے کتاب وسنت کی روشنی میں تصوف کے حقائق سے بحث کی ہے۔ ان کی تصانیف میں فلسفہ وتصوف کا بہترین امتزاج پایا جاتا ہے۔ جو تصانیف زمانہ دست وبرد سے محفوظ رہیں ان میں کچھ تو طبع ہو چکی ہیں اور کچھ ہندوستان کے مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں۔ جو کتابیں طبع ہو چکی ہیں ان میں ان کی تفسیر " تبصیر الرحمان وتیسیر المنان بعض مایشیر الیٰ اعجاز القرآن " کافی اہمیت کی حامل ہے۔ یہ تفسیر " تفسیر رحمانی" اور "تفسیر مهائمی" سے بھی مشہور ہے۔ ۱۲۹۵ھ میں مصر سے نواب جمال الدین وزیر ریاست بھوپال کے زیر اہتمام دو ضخیم جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔ اس تفسیر کا اصل موضوع نظم قرآن ہے۔ ایک سورت کا ربط دوسری سورت سے بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ واضح کیا گیا ہے۔ "امام شافعی فاؤنڈیشن ممبئی" سے بھی اس کی اشاعت ۲۰۰۶ء میں ہو چکی ہے۔ (تاریخ دعوت وعزیمت جلد پنجم ص ۱۹۹)

اس تفسیر کے تعلق سے عبدالحیٔ رائے بریلوی لکھتے ہیں۔

"تفسیریں تو سیکڑوں لکھی جا چکی ہیں مگر جس بات سے ان کی تفسیر کو امتیاز وخصوصیت حاصل ہے وہ یہ ہے کہ اس میں التزام کے ساتھ تمام قرآن پاک کی آیت کریمہ کے باہم دگر مربوط ہونے کو ایسے دلنشیں طریقے سے بیان کیا گیا ہے، جس کو پڑھ کر انسان وجد میں آجاتا ہے اور بے ساختہ منھ سے داد نکلتی ہے"۔ (یاد ایام ص ۵۹)

ہندوستان میں تصوف کے متعدد سلسلے قائم ہیں اور ان میں بے شمار مشائخ پیدا ہوئے جنہوں نے محبت، انسانیت، رواداری اور حسن اخلاق سے لوگوں کے قلوب کی کایا پلٹ دی ہے مگر ہندوستان میں رائج کسی سلسلے میں شیخ مہائمی کا نام نہیں ملتا ہے حالانکہ ان کی پوری زندگی سرتا پا تصوف کے رنگ میں رنگی ہوئی تھی۔ اس لیے بعض تذکرہ نگاروں نے انھیں ''اویسی'' لکھا ہے۔ ان کی تصانیف کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ شیخ محی الدین ابن عربی کے پیروکار اور ان کے نظریۂ وحدۃ الوجود کے علمبردار تھے۔ (گلزار ابرار ص ۱۴۱)

شیخ مہائمی نے اس تفسیر میں نظم و ترتیب کے جو نکات بیان کئے ہیں اسے انھوں نے محض فضل الٰہی قرار دیا ہے اور اسی احساس کے تحت انھوں نے تفسیر کا نام ''تبصیر الرحمان وتیسیر المنان بعض مایشیر الیٰ اعجاز القرآن" رکھا ہے۔ اس تفسیر کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ مفسرین کی ایک جماعت نے اس سے قرآنی نکات پر بحثیں کی ہیں اور اس کے اسرار و رموز بیان کئے ہیں۔ ہندوستانی مفسرین میں علامہ طاہر سندھی نے مجمع البحرین میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے " فتح العزیز " میں اور مولانا محمد عمر الحسینی نے اپنی تفسیر "کشف القلوب " میں ان کے اقوال نقل کئے ہیں۔ (الاعلام جلد ۳ ص ۸۱۔ تذکرہ مفسرین ہند ص ۴۸)

تبیان القرآن

احمد حسن ندوی کی یہ قرآن پاک کی جزوی تفسیر ہے۔ ۱۹۳۵ء میں مکمل ہوئی اور لکھنؤ سے ۱۹۳۷ء میں شائع ہوئی۔ مصنف نے بامحاورہ عام فہم ترجمہ و تفسیر کی ہے جس کو مختلف سرخیوں اور اختصار کی موجودگی نے مزید دلکش بنادیا ہے۔ اس جزوی تفسیر میں مصنف نے القران بالقرآن کے طرز کی مکمل پابندی کی ہے۔ چنانچہ زیادہ تر آپ مستند اہم تفاسیر کو تحریر کرنا ہی پسند فرماتے ہیں۔ اسی طرح حدیثوں میں بھی صحیح مرفوع احادیث کو ہی حوالہ کتب کے ساتھ درج کرتے ہیں۔

احمد حسن ندوی نے اپنی اس تفسیر کی دوسری جلد میں ایک نیا وانوکھا طرز اختیار کیا ہے اور اس طرح کہ خلاصۂ پارہ سیقول کو جو تیس صفحات پر مشتمل ہے سوال و جواب کی شکل میں پیش کیا ہے، جواب کے ساتھ آپ نے آیت نمبر بھی تحریر کردیا ہے تاکہ مزید تفصیل کے لیے اس طرف رجوع کیا جاسکے۔ (اردو تفاسیر ۱۵۶)

تدبر قرآن

امین احسن اصلاحی مدرسہ فراہی کے ممتاز اسکالر تھے، آپ حمید الدین فراہی کے آخری تلمیذ خاص اور ان کے افکار ونظریات کے خاص علمبردار تھے۔۱۹۰۴ء میں اعظم گڑھ کے ایک گاؤں بمھور میں پیدا ہوئے۔قرآن کریم اور فارسی کی ابتدائی تعلیم گاؤں کے مکتب اور عربی زبان، حدیث اور فقہ اسلامی اور کلامی علوم کی تعلیم مدرسۃ الاصلاح سرائے میر میں حاصل کی، عربی اردو فارسی اور انگریزی کئی زبانوں میں مہارت تھی، صحافت سے بھی دلچسپی تھی مولانا حمید الدین فراہی کی فرمائش پر علوم قرآن سے وابستگی اختیار کر لی، جماعت اسلامی کے بھی رکن رکین رہے، کئی کتابیں آپ کے نوک قلم سے منظر عام پر آئیں، تفسیر تدبر قرآن ان میں خصوصی اہمیت حاصل ہے۔۱۹۹۷ء میں انتقال ہوا۔

امین احسن اصلاحی کی اس تفسیر کی ابتدا میں آٹھ جلدیں تھیں اس کے بعد تمام جلدوں کے حجم کو متوازن کرنے کے لیے اس کی ابتدائی چار جلدوں کو پانچ جلدوں میں کر دیا اس طرح تدبر قرآن کی نو جلدیں ہوگئیں۔یہ تفسیر فکر فراہی کی مکمل آئینہ دار ہے۔اس تفسیر میں انھوں نے قدماء کی تفسیری روایات کی تقلید کے بجائے اپنے مجتہدانہ ذوق ونظر سے اپنے لیے صف عام سے الگ جگہ بنائی ہے۔''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن''۱۳۹۰ھ میں اس کی اشاعت ہو چکی ہے۔

(قرآن مجید کی تفسیریں ص ۳۷۷)

مولانا غلام رسول سعیدی اس تفسیر کے بارے میں لکھتے ہیں۔

''امین احسن اصلاحی کی تدبر قرآن نو جلدوں میں ہے انھوں نے فہم قرآن کے لیے ادب جاہلیت کو بہت اہمیت دی ہے اور حمید فراہی کی فکر کے تابع ہیں، یہ اپنی تفسیر میں احادیث آثار صحابہ اقوال تابعین اور متقدمین تفسیروں کو بالکل ذکر نہیں کرتے ،صرف اپنے ذاتی غور وفکر کا حاصل بیان کرتے ہیں اقوال مجتہدین سے بحث کرتے ہیں نہ فقہی احکامات سے''۔

(تقابلی جائزہ نمبر ص ۲۸۲)

مولانا امین احسن علوم قرآن کے ماہر تھے انھوں نے بڑی عرق ریزی سے اس پر کام کیا انھوں نے علمی انداز میں قرآن کی ترجمانی کی اور فقہی و جماعتی عصبیت وگروہ بندی سے کسی حد تک

بالاتر ہو کر قرآن کو سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش کی ہے انھوں نے خالص تقلید کو چھوڑ کر مجتہدانہ ذوق نظر سے علم تفسیر میں اپنے لیے ایک منفرد مقام بنایا، جس سے ان کی وسعت علم کا اندازہ ہوتا ہے، ایک علمی طبقہ ان کی ان مفسرانہ کوششوں کا قائل بھی ہوا تاہم وہ اسلاف مفسرین کی روش سے ہٹ کر اپنے غور وخوض اور مخصوص فکر کو علم تفسیر میں ترجیح دیتے دکھائی دیتے ہیں۔

تدبر قرآن کی تصنیف کا کام مصنف نے ۱۹۵۸ء میں شروع کیا تقریباً بیس سال بعد ۲۹ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ کو بمقام لاہور مکمل کیا۔ جس کو ''فاران فاؤنڈیشن'' نے آٹھ جلدوں میں شائع کیا۔ البتہ بعد کے ایڈیشنوں میں اسے نو جلدوں میں شائع کیا گیا۔ تفسیر کی آخری چار جلدیں تو اپنی موجودہ صورت میں باقی رہیں، لیکن ابتدائی چار جلدوں کو پانچ جلدوں میں یکساں حجم کی خاطر تقسیم کر دیا گیا۔ تفسیر تدبر قرآن کو ہندوستان میں پہلی بار ''تاج کمپنی'' ترکمان گیٹ دہلی نے ۱۹۸۹ء میں شائع کیا۔

مولانا امین احسن اصلاحی کی تفسیر ''تدبر قرآن'' کی جلد اول و دوم کا مطالعہ سید خورشید حسن رضوی نے پیش کیا ہے، تدبر قرآن کی پہلی جلد کے مطالعہ کی تفصیل سہ ماہی تحقیقات علی گڑھ جنوری۔ مارچ ۲۰۰۱ء کے شمارے میں شائع ہو چکی ہے۔ دوسری جلد کا مطالعہ جو سورۂ آل عمران اور سورۂ مائدہ پر مشتمل ہے، راقم السطور کے پیش نظر ہے اسی سے چند مثالیں ذیل میں درج کی جارہی ہیں۔

آل عمران آیت ۳۷ كلما دخل عليها زكريا المحراب وجد عندها رزقاً جب جب زکریا محراب میں اس کے (یعنی مریم کے) پاس جاتا وہاں رزق پاتا) اس آیت میں جو کچھ مولانا امین احسن اصلاحی نے لکھا ہے اس پر اظہار خیال کرتے ہوئے سید خورشید حسن رضوی لکھتے ہیں۔

> وجد عندها رزقاً میں لفظ رزق سے مولانا نے حکمت و معرفت مراد لی ہے، یہ تنہا مجاہد کا قول ہے اور غریب ہے۔ خود ان ہی کا اور دیگر سارے مفسرین کا دوسرا قول ''بے موسم کا میوہ'' ہے ابن کثیر نے مسند ابویعلی کی ایک حدیث بھی نقل کی ہے جس سے دوسرے مفہوم کی تائید ہوتی ہے هنالك دعا زكريا میں هنالك (اسم اشارہ مکانیہ) کے استعمال سے بھی رزق کے مادی مفہوم کی تائید ہوتی ہے، حکمت و معرفت کو مکان سے کیا تعلق؟۔

وما كنت لديهم اذ يلقون اقلامهم (آل عمران آیت ۴۴) کی تشریح میں مولانا اصلاحی نے لکھا ہے

''اقلام سے مراد قرعے کے تیر ہیں، جوئے کے تیروں کا استعمال تو شریعت میں حرام ہے لیکن قرعے کے لیے تیروں کے استعمال میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

اس آیت کے ضمن میں سید خورشید حسن رضوی لکھتے ہیں۔

اقلام سے مراد قرعے کے تیر لینا غلط ہے۔ تیروں کے ذریعہ فال لینا مشرکوں کا طریقہ تھا۔ یہاں اقلام استعمال ہوئے ہیں، ابن کثیر نے عکرمہ، سدی اور قتادہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ جن قلموں سے یہود توریت لکھتے تھے ان کو انھوں نے دریائے اردن میں قرعے کے لیے ڈال دیا، جس کا قلم پانی کے بہاؤ میں رکا رہا الٹا بہہ گیا وہ کامیاب ہو گیا''۔

(سہ ماہی تعلیمات علی گڑھ اپریل، جون ۲۰۱۳ء ص ۹۴)

تذکیر القرآن

وحید الدین خاں کی یہ تفسیر دو جلدوں میں ہے اس تفسیر کی اشاعت ہو چکی ہے۔ اس تفسیر کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ایک عام آدمی اس سے بآسانی استفادہ کر سکتا ہے جب کہ اس میں علما اور خواص کے لیے زیادہ کشش کا سامان موجود نہیں ہے۔

تذکیر القرآن عام فہم، سلیس زبان میں انتہائی اختصار کے ساتھ لکھی گئی ایک جدید تفسیر ہے جو درحقیقت غیر فنی اصولوں پر لکھی گئی ہے اسی لیے اس میں نہ تو صرف ونحو کے مباحث ہیں اور نہ ہی الفاظ قرآنی پر تکنیکی بحثیں، اس تفسیر میں مسائل کا بھی بہت ہی کم بیان ہے۔ مطالعۂ تفسیر سے قطعی اندازہ نہیں ہوتا ہے کہ مصنف کا مسلک کیا ہے؟ اس تفسیر میں بہت ہی کم اسرائیلی روایات کا بیان ملتا ہے آپ نے احادیث کا بیان بھی بہت کم کیا ہے اس تفسیر میں مولانا نے دوسرے آسمانی مذاہب کے تقابلی مطالعہ سے بھی گریز کیا ہے۔ اس تفسیر میں دوسری کتب تفاسیر، حدیث وفقہ سے مفہوم تو لیا ہے مگر ان کے حوالے درج نہیں کئے ہیں۔ اس تفسیر کا خاص مقصد قرآن کریم کی یاد دہانی ہے اس کی ترتیب میں سب سے زیادہ اسی پہلو کا لحاظ کیا گیا ہے کہ وہ پڑھنے والوں کے لیے نصیحت بن سکے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۰۲)

ترجمہ تفسیر فتح العزیز

محمد حسن خاں مصطفےٰ آبادی نے حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی کا اردو ترجمہ۔سورہ فاتحہ سے
وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ تک پارہ سیقول کے ربع اول تک کی تفسیر
ہے۔مطبع محمدی بمبئی اور قیومی پریس کانپور سے یہ ترجمہ طبع ہو چکا ہے۔(اردو تفاسیر ۹۸)

ترجمان القرآن

مولانا ابوالکلام آزاد (وفات ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۷ء) کا شمار بیسویں صدی کی چند اہم شخصیات میں ہوتا ہے،ان کا خاندان علماو مشائخ کا خاندان رہا ہے،اس خاندان کے ایک معروف بزرگ جمال الدین معروف بہ بہلول دہلوی اکبر کے دربار سے وابستہ تھے۔اکبر کو دینی رہنما اور قائد بنانے کے لیے جو محضر نامہ مرتب ہوا تھا اس پر دستخط سے انکار کر کے انھوں نے اپنے زبردست دینی حمیت وغیرت کا ثبوت دیا تھا۔ان کے صاحبزادے امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد عبدالاحد فاروقی،سرہندی کے خلیفہ تھے۔نانہالی سلسلہ میں ان کے ایک بزرگ شاہ قاضی رشید الدین احمد ابدالی کے ساتھ ہندوستان آئے اور پنجاب کے قاضی القضاۃ کے منصب پر فائز کیے گئے،انھوں نے پنجاب میں سکونت اختیار کرلی اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کے خلاف معرکہ آرائی میں شہید ہوئے۔مولانا منور الدین حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے شاگرد رشید تھے۔ انھوں نے مشارق الانوار کی شرح عربی زبان میں لکھی اور فارسی میں سیرۃ النبی کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ہندوستان کے ماحول سے مایوس اور بددل ہوکر مکہ معظمہ ہجرت کا ارداہ کیا تو بہت سارے مریدین ان کے ہمراہ ہوگئے،بھوپال پہنچے تو وہاں کی نواب سکندر بیگم ان سے بیعت ہوئیں،ممبئی پہنچے تو راستے کی مشقت اور دشواری کی وجہ سے دو سال وہاں قیام کیا،یہاں کافی تعداد میں لوگ آپ سے بیعت ہوئے،مکہ معظمہ پہنچے تو وہاں پانچ سال قیام کے بعد وفات پائی۔ مولانا منور الدین کی صاحبزادی آپ کی دادی تھیں،آپ کے دادا پچیس برس کی عمر میں وفات پاگئے تھے،وہ مفتی صدرالدین کے ممتاز شاگردوں میں تھے۔مولانا آزاد کے والد خیر الدین نے اپنے نانا شیخ منور الدین کے زیر سایہ مکہ معظمہ میں تعلیم وتربیت پائی وہیں ان کی شادی شیخ محمد طاہر کی بھانجی سے ہوئی اوران ہی کے بطن سے مولانا ابوالکلام آزاد ۱۷/اگست ۱۸۸۸ء کو مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔

مولانا آزاد کی تعلیم وتربیت مکہ معظمہ میں ہوئی، کلام پاک اپنی خالہ سے پڑھ کر ختم کیا، جب یہ خاندان ۱۸۹۸ء میں کلکتہ منتقل ہوگیا تو باضابطہ آپ کی تعلیم کا آغاز ہوا ابتدائی عربی وفارسی کی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی، میزان ومنشعب، نحو میر، کافیہ، آمد نامہ، گلستاں، بوستاں، ان ہی سے پڑھیں، عربی اور منطق کا سبق اپنے والد کے ایک مرید مولوی یعقوب سے حاصل کیا، ان ہی سے قطبی، شرح ملاحسن، اور مختصر المعانی کا درس لیا، مطول اور شمس بازغہ کا درس عبدالحق خیر آبادی کے ایک شاگرد مولوی نذر الحسن سے لیا۔ بیضاوی اور جلالین کے کچھ حصے بھی ان سے پڑھے۔ مدرسہ عالیہ کلکتہ کے مدرس سعادت سے شرح نخبہ الفکر پڑھی، مولوی محمد شاہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا، موسیقی سے آپ کو خاصا لگاؤ تھا اور اس میں آپ نے مرزا ہادی رسو سے استفادہ کیا۔

(آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی ص ۲۸۸)

مولانا ابوالکلام آزاد انتہائی ذہین وفطین تھے۔ دینی خدمات میں سب سے اہم ترین علمی اور قلمی کارنامہ ترجمان القرآن ہے اس میں ترجمہ کے ساتھ ساتھ مختصر حواشی بھی شامل ہیں۔ ترجمان القرآن میں ان کی پختہ فکر کا ایک مضبوط اور منضبط خیال موجود ہے ابوالکلام کی خواہش تو یہ تھی کہ وہ قرآن کے مطالب کو عام کرنے اور اس کی تفہیم کی سطح کو بلند کرنے کے لیے ایک عام فہم ترجمہ مختصر حواشی کے ساتھ تالیف کریں اور پھر ایک عام فہم پڑھے لکھے طبقہ کے لیے تفسیر لکھیں لیکن وہ کثرت مشاغل کے باعث یہ کام مکمل نہ کر سکے۔

مولانا ابوالکلام آزاد نے قرآن کریم کا ترجمہ صرف دو جلدوں میں لکھا ہے۔ اس کی پہلی جلد ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۱ء میں دہلی کے جید برقی پریس سے شائع ہوئی۔ جس میں سورۂ فاتحہ کی تفسیر کے ساتھ ہی سورۂ انعام تک ترجمہ اور مختصر حواشی بھی شامل ہے۔ اور دوسری جلد سورۂ اعراف سے سورۂ مؤمنون تک مختصر حواشی مع ترجمہ کے ۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء میں طبع ہوئی۔ ترجمان القرآن کی تیسری جلد میں سورۂ نور سے لے کر سورۂ اخلاص تک کا ترجمہ ومختصر حواشی شامل ہے۔ لیکن اکثر سورتوں کے ترجمے اور حواشی مکمل نہیں کیوں کہ اس جلد میں غلام رسول مہر نے ابوالکلام آزاد کے اخبار ''الہلال'' سے ترجمہ وحواشی اخذ کئے ہیں اور اس کو ترجمان القرآن کی تیسری جلد کی صورت میں مرتب کر کے باقیات ترجمان القرآن کے نام سے شائع کیا ہے۔ یہ جلد مفید تو

ضرور ہے مگر اسے ترجمان القرآن کی جلد سوم یا اس کا قائم مقام نہیں سمجھا جاسکتا۔ بعض علمانے لسانی حیثیت سے ترجمان القرآن پر اعتراضات کئے ہیں۔ مولانا آزاد نے اپنے ترجمہ وتفسیر کا نام ''ترجمان القرآن'' اس وجہ سے رکھا کہ مفسر اعظم حضرت عبداللہ بن عباس کا لقب اور جلال الدین سیوطی کی تفسیر کا نام بھی یہی ہے۔

(اخلاق حسین قاسمی، ترجمان القرآن کا تحقیقی مطالعہ ص۴۵ آزاد اکیڈمی نئی دہلی)

مولانا ابوالکلام آزاد کی تفسیر قرآن سے شغف اور دلچسپی کا اندازہ ان کی اس تحریر سے لگایا جاسکتا ہے جسے انھوں نے ترجمان القرآن کے دیباچہ میں لکھا ہے وہ لکھتے ہیں۔

''کل ستائیس برس سے قرآن میرے روز وشب کے فکر ونظر کا موضوع رہا ہے اس کی ایک ایک سورت ایک ایک مقام ایک ایک آیت ایک ایک لفظ پر میں نے وادیاں طے کی ہیں اور مرحلوں پر مرحلے طے کئے ہیں۔ تفاسیر وکتب کا جتنا مطبوعہ وغیر مطبوعہ ذخیرہ موجود ہے میں کہہ سکتا ہوں کہ اس کا ایک بڑا حصہ میری نظر سے گذر چکا ہے اور علوم قرآن کے مباحث ومقالات کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جس کی طرف سے ذہن نے تغافل اور جستجو سے تساہل کیا ہو۔ اس تمام عرصہ کی جستجو وطلب کے بعد قرآن کو جیسا اور جتنا سمجھ سکا ہوں میں نے اس کو کتاب کے صفحوں پر پھیلا دیا ہے''۔ (دیباچہ ترجمان القرآن ص۷۵)

مولانا ابوالکلام آزاد قرآن کے معانی ومفاہیم کو کس قدر سمجھ سکے، اس پر سیر حاصل گفتگو کرتے ہوئے جناب خورشید احمد لکھتے ہیں:

''اس تفسیر کی بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں عام تفسیری مباحث بہت کم ہیں اور اصل اہمیت قرآن کے بنیادی تصورات کو دی گئی ہے ۔۔۔ تفسیر کا جو ایک خاص فنی نہج قائم ہو گیا تھا انھوں نے اس سے انحراف کیا ہے اور ترجمان القرآن اپنے انداز کے اعتبار سے ایک بالکل منفرد چیز بن گئی ہے۔

دوسری بنیادی بات یہ ہے کہ اس میں قدامت اور تجدد دونوں سے ہٹ کر راہ عدل اختیار کی گئی ہے ۔۔۔ ابوالکلام آزاد نے ان دونوں روشوں سے ہٹ کر اس بات کی کوشش کی ہے کہ قاری قرآن کے ساتھ ساتھ چلے اور کہیں بھی تفسیر اس کے اور قرآن کے درمیان حائل نہ

ہو نیز قرآن کریم کی تعلیمات کی عصری تعبیر سے گریز کیا جائے مگر چند مقامات ایسے ضرور ہیں کہ جہاں یہ کھٹک ہوتی ہے کہ خود مولانا آزاد بھی اس معیار کو نہیں نبھا سکے۔

ا۔ صفات باری تعالیٰ کی بحث میں وہ وقت کے مذہبی ارتقاء کے نظریات سے پوری طرح اپنے کو نہ بچا سکے۔ (ترجمان القرآن جلد اول ص ۱۶۲)

۲۔ اسی طرح وحدت ادیان کی بحث میں وہ ہندوستان کی دینی فکر اور سیاسی مصلحتوں کو کلی طور پر نظر انداز نہ کر پائے۔ (ترجمان القرآن جلد اول ص ۲۱۳)

۳۔ ایک اور نازک مقام ڈراؤن کا نظریۂ ارتقا ہے سورۃ المومنون پر تفسیری نوٹ میں انھوں نے ارنسٹ ہیکل کا اس درجہ تتبع کیا ہے کہ قرآن کا عمومی بیان ایک خاص عصری تعبیر کی حدود میں مقید ہوتا نظر آتا ہے۔ (ترجمان القرآن جلد دوم ص ۵۴۰)

مولانا ابوالکلام آزاد تفسیر کرتے وقت اپنی رائے کو اتنی اہمیت دے گئے کہ جو بات قرآن کے حوالے سے کوئی نہ کہہ سکا وہ ان کے قلم سے سامنے آئی۔ وہ ادیان کی بحث کو سمیٹتے ہوئے لکھتے ہیں۔

> ''اسی طرح وحدت ادیان کی بحث میں بھی وہ ہندوستان کی فکر اور سیاسی مصلحتوں کو کلی طور پر نظر انداز نہ کر پائے اور یہ لکھ گئے کہ قرآن نے صرف یہی نہیں بتایا کہ ہر مذہب میں سچائی ہے بلکہ صاف صاف کہہ دیا کہ تمام مذاہب سچے ہیں۔ (ترجمان القرآن جلد اول ص ۲۱۳)

ترجمان القرآن لکھنے کا مقصد و نوعیت کیا ہے اسے واضح کرتے ہوئے مولانا ابو الکلام آزاد لکھتے ہیں۔

> ''قرآن کے درس و مطالعہ کی تین مختلف ضرورتیں ہیں اور میں نے انھیں تین کتابوں میں منقسم کر دیا ہے، مقدمہ تفسیر، تفسیر البیان اور ترجمان القرآن، مقدمہ تفسیر قرآن کے مقصد و مطالب پر اصولی مباحث کا مجموعہ ہے اور کوشش کی گئی ہے کہ مطالب قرآنی کے جوامع و کلیات مدون ہو جائیں۔ تفسیر البیان نظر و مطالعہ کے لیے ہے۔ اور ترجمان القرآن، قرآن کی عالمگیر تعلیم و اشاعت کے لیے۔
> آخری کتاب سب سے پہلے شائع کی جاتی ہے کیوں کہ اپنے مقصد و نوعیت میں سب سے زیادہ اہم اور ضروری ہے اور فی الحقیقت تفسیر و مقدمہ کے لیے بھی اصلی بنیاد یہی ہے''۔

(ترجمان القرآن جلد اول ص ۷۲)

ترجمان القرآن اس معنیٰ میں ممتاز ہے کہ وہ مقلدانہ انداز میں نہیں بلکہ مجتہدانہ انداز میں لکھی گئی ہے۔اس کی تصنیف میں مولانا آزاد نے اپنے عہد کے جدید علوم اور جدید تحقیقات مثلاً اخلاقیات، جغرافیہ اور تاریخ سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ مثلاً اصحاب کہف کے لیے قرآن کریم میں کہف کے علاوہ رقیم کے الفاظ بھی استعمال ہوئے ہیں، اکثر مفسرین کرام رقیم کو رقم کتابت سے ماخوذ قرار دیتے ہوئے اصحاب رقیم کے معنیٰ کتبہ بنانے والا بتایا ہے اس کے برخلاف جدید تحقیقات کی روشنی میں مولانا آزاد کی رائے یہ ہے کہ رقیم ایک شہر کا نام ہے۔

قرآنی شخصیات سے متعلق مولانا کا اہم کارنامہ سورہ کہف میں مذکور ذوالقرنین کے مصداق کی تعیین ہے۔قرآن کا معجزانہ فصاحت و بلاغت ایک مسلمہ حقیقت ہے، آزاد نے ترجمان القرآن میں مختلف آیات کی توضیح وتشریح کے ضمن میں بلاغت کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے۔ اسی وجہ سے پیرایہ بیان اور دلکشی کے لحاظ سے ترجمان القرآن اپنی مثال آپ ہے۔

اس تفسیر کی اسی خوبی کے باعث علماودانشوروں نے مختلف رائیں قائم کی ہیں۔ڈاکٹر ذاکر حسین لکھتے ہیں۔

> ''اس سے پہلے دور میں کوئی ایسا ترجمہ موجود نہیں تھا جو مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلموں کے دلوں کو کھینچ سکے۔ترجمان القرآن نے ایک حد تک کی پوری کردی اسے غیر معمولی مقبولیت خصوصاً تعلیم یافتہ طبقہ میں دو وجہوں سے حاصل ہوئی ایک تو مولانا کے بیان میں غضب کی دلکشی ہے جس نے ان کے ترجمے اور تفسیری اشارات میں اردو ادب کے لیے ایک بلند شاہکار پیدا کردی ہے دوسری وہ روح عصر کے مطابق کلام الٰہی کے مطالب کو ایسے حکیمانہ انداز میں سمجھاتے ہیں جس سے نئے زمانے کی تنقیدی ذہن کو بھی تسکین ہوجاتی ہے۔

(پندرہ روزہ ترجمان جولائی ۲۰۱۳ص ۲۶)

ترجمان القرآن پر اگر ایک طرف علماودانشوروں نے اپنی گراں قدر تاثرات پیش کئے ہیں تو دوسری طرف یہ تفسیر ناقدین اور معترضین کی زد سے بھی محفوظ نہ رہ سکی۔اس تفسیر پر بہت سارے لوگوں نے اعتراض کیا ہے۔مگر سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ مولانا ایمان بالرسل کے قائل نہیں ہیں بلکہ ایمان باللہ اور ایمان بالآخر کو ہی کافی سمجھتے ہیں۔مولانا ابراہیم سیال کوٹی نے اپنے رسالہ واضح البیان میں مولانا آزاد کی تفسیر سورہ فاتحہ سے متعلق اپنے اختلاف کا اظہار کیا ہے۔

ترجمان القرآن پر دوسرا اعتراض مولانا یوسف بنوری کا ہے کہ مولانا نے جو بات کہی ہے کہ سلف کے نزدیک ذوالقرنین نبی تھے اور اس کو حافظ ابن کثیر کی طرف منسوب کیا ہے، مولانا بنوری اس بات کی تردید کرتے ہیں کہ ابن کثیر نے اپنی تاریخ اور تفسیر میں کہا ہے۔ بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ ذوالقرنین عادل بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھا۔

ان کے علاوہ اور بھی اعتراضات ہیں جن کی تفصیل اس موضوع پر لکھی جانے والی کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہے۔

ترجمان القرآن بلطائف البیان (اردو)

یہ تفسیر نواب صدیق حسن خاں قنوجی نے اپنی عمر کے آخری عہد (۱۸۸۵ء) میں شروع کی تھی، پہلے انتیسویں اور تیسویں دو پاروں کی تفسیر ایک جلد میں لکھی۔ اس کے بعد پہلے پارے یعنی سورہ فاتحہ سے آغاز کیا اور سورہ کہف کے آخر تک چھ جلدیں سپرد قلم فرمائیں اس طرح سات جلدیں تکمیل کو پہنچ گئیں تو اپنے تلمیذ رشید سید ذوالفقار احمد نقوی سے فرمایا اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں یہ تفسیر آپ مکمل کردیں، انھوں نے ۸/اکتوبر ۱۸۹۰ء کو چہارشنبہ اور پنجشنبہ کی درمیانی رات اس کام کا آغاز فرمایا اور اپریل ۱۸۹۸ء میں سورہ مریم سے لے کر سورہ تحریم تک کی تفسیر آٹھ جلدوں میں مکمل کردی۔ یہ تفسیر سب سے پہلے مطبع احمدی لاہور سے شائع ہوئی، بڑی تقطیع کے تقریباً پانچ ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے نسخے جامعہ ہمدرد کی سینٹرل لائبریری میں موجود ہیں۔ (اہل حدیث کے خدام قرآن ص ۱۷۳)

ترجمہ جلالین

واصف غلام مہدی نے ۶۹۶ صفحات میں تفسیر جلالین کا ترجمہ کیا ہے۔ جس کی اشاعت ''مظہر العجائب'' پریس مدراس سے ۱۲۷۸ھ میں ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۶۰)

ترغیب القرآن

ظہیر الدین بن محمد مسعو بلگرامی (م ۱۲۹۴ھ) (فہرست رضا لائبریری رام پور ص ۴۳)

تشریح القرآن

محمد عثمان سلیم الدین تسلیم سے پوری کی یہ تصنیف ۱۳۰۱ھ/۱۸۸۳ء میں مکمل ہوئی ۴ جلدوں میں ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۴۰)

تفریح الجنان فی تفسیر القرآن

عبدالقادر ہزاروی خطیب جامع مسجد چک مین لائن سرگودھا کی یہ تفسیر ''ایکسپرٹ لیتھو پرنٹنگ پریس'' لاہور سے ۱۹۳۶ء میں طبع ہو چکی ہے۔(اردو تفاسیر ص ۵۰)

تفسیر ابن عباس (ترجمہ)

محمد رمضان اکبرآبادی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشہور تفسیر کا ترجمہ کیا ہے۔ جس میں ترجمہ حضرت شاہ رفیع الدین کا ہے۔ اشاعت ''گلشن ہند پریس'' آگرہ سے ۱۹۲۶ء میں ہو چکی ہے۔(اردو تفاسیر ص ۴۴)

تفسیر ابن عربی کا تشریحی ترجمہ عبدالقیوم خاکی ۱۸۹۸ء

تفسیر احمدی

احمد علی لاہوری (وفات ۱۹۶۲ء)

تفسیر احمدی

حکیم سید امیر حسن خاں سہا کی یہ تفسیر دراصل سلطان ہند اورنگ زیب عالم گیر کے استاذ ملا احمد جیون کی تفسیر کا ترجمہ ہے۔(اردو تفاسیر ص ۴۵)

تفسیر اعجاز التنزیل

خلیفہ محمد حسین کی یہ تفسیر حیدرآباد دکن سے ۱۹۰۴ء میں چھپ چکی ہے۔(اردو تفاسیر ص ۵۶)

تفسیر ام القرآن

محمد عبداللہ، نظامی پریس بدایوں

تفسیر امنی

محمد امین الدین ..دیقی علوی (وفات ۱۱۱۹ھ) نے اورنگ زیب عالم گیر کی فرمائش پر یہ تفسیر لکھی تھی۔ یہ اگرچہ تفسیر کے نام سے معروف ہے مگر نہایت مختصر ہے۔ جلالین کے طرز پر لکھی گئی ہے۔ مصنف کے پیش نظر دوسری تفسیروں کے علاوہ خاص طور پر تفسیر حسینی رہی ہے۔ اس کا ایک مخطوطہ آصفیہ لائبریری کے فن تفسیر نمبر ۶۵ پر درج ہے۔ ۵۶۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس نسخہ کے کاتب اور سن کتابت کی کوئی صراحت نہیں، بظاہر یہ گیارہویں صدی کے اوائل میں لکھی گئی۔

(جائزہ تراجم قرآنی ص ۹۸ و مجلہ راہ اسلام ص ۱۲۳ جولائی ۲۰۰۹ء)

تفسیر اوضح القرآن

میر محمد سعید قادری حنفی کی یہ تفسیر " تفسیر احمدی " سے مشہور ہے۔ترجمہ کے ساتھ مطبع مرتضائی آگرہ سے ۱۹۱۵ء میں دو جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔(اردو تفاسیر ص ۴۵)

تفسیر ایوبی

محمد ایوب دہلوی نے اعوذ باللہ، بسم اللہ اور سورۂ حج کی تفسیر لکھی ہے۔مطبع سعیدی قرآن محل کراچی سے شائع ہو چکی ہے۔

تفسیر بسم اللّٰہ

عبدالحلیم شرر لکھنوی (وفات ۱۸۷۰ء) علم و فضل اور خاندان فرنگی محل کے رکن تھے بہت سی درسی و غیر درسی کتابیں تصنیف کیں۔انھیں میں بسم اللہ کی فارسی تفسیر بھی ہے۔ جو ابھی تک غیر مطبوعہ ہے۔(جائزہ تراجم قرآنی ص ۱۰۶)

تفسیر بالحدیث

مرزا محمد امراؤ حیرت دہلوی کی یہ تفسیر قرآن مجید مترجم کے حاشیہ پر شائع ہوئی ہے۔" کرزن پریس" دہلی سے ۱۳۱۹ھ میں اشاعت ہو چکی ہے۔(اردو تفاسیر ص ۴۲)

تفسیر بے نظیر

حسین علی الوانی (وفات ۱۳۶۳ھ) نے مولوی احمد حسن کانپوری اور مولوی رشید احمد گنگوہی سے اکتساب علم کیا۔شیخ عثمان بن عبداللہ نقش بندی سے طریقت کی تعلیم حاصل کی، بہت سادہ انداز میں زندگی گذارنے کے عادی تھے۔اس تفسیر کے علاوہ انھوں نے ربط آیات قرآن کے موضوع پر" بلغة الحیران فی ربط آیات الفرقان" بھی لکھی۔(الاعلام جلد ۸ ص ۱۳۴)

تفسیر البیان بفصاحة القرآن

ابو احمد محمد عبداللہ کی یہ تفسیر کانپور سے ۱۸۹۲ء میں طبع ہو چکی ہے۔(اردو تفاسیر ص ۵۱)

تفسیر بیان السبحان

عبدالدائم جلالی رام پوری کی یہ تفسیر ۶۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔راقم کے پیش نظر سورۂ فاتحہ سے سورۂ آل عمران تک کی تفسیر ہے جسے عطاء الرحمان صدیقی نے" فائن آرٹ پریس

''دیوبند سے شائع کیا ہے، جمیدیہ پریس دہلی سے ۱۳۵۸ھ میں اس کی اشاعت ہو چکی ہے۔

(اردو تفاسیر ص۴۹)

اس تفسیر کے تعلق سے مصنف لکھتے ہیں:

''قرآن پاک کے معارف جاننا اور کلام پاک کی تفسیر سمجھنا فرض قطعی ہے، اور چوں کہ صحابۂ کرام کی تفسیریں اور علوم قرآنیہ کی تعلیم ہم تک بواسطہ تابعین وتبع تابعین وغیرہ پہنچیں اور تابعین وغیرھم نے ہی صحابہ کے چراغ معرفت سے روشنی کا اقتباس کیا تھا اور انھی کے ذریعہ اس روشنی نے ہمارے دلوں کو منور کیا، اس لیے قرآن کی تفسیر سمجھنے کے لیے ہم کو انھی حضرات مولفین ومفسرین کی مدون کردہ تالیفات اور تفسیریں پیش نظر رکھنی لازم ہیں۔ بحمد اللہ میں نے اپنی اس تفسیر کی تالیف میں اکابر ائمہ کی تفسیروں کو پیش نظر رکھا ہے اور انھی سے اقتباس کیا ہے۔'' (تفسیر بیان السبحان)

تفسیر تاتارخانی

امیر تاتارخاں محمد بن عبدالملک بغدادی دہلوی اس کے مصنف ہیں آٹھویں صدی ہجری کی اہم تفسیر ہے فیروز شاہ تغلق کے مشہور وزیر امیر تاتارخاں کے ایما پر مرتب کی گئی وزیر موصوف نے فتاوی تاتارخانی بھی مرتب کرایا تھا۔ اس تفسیر کے لیے انھوں نے علما کی ایک مجلس تشکیل دی اور ان کو یہ ہدایت کی کہ ایک ایسی تفسیر مرتب کریں جو ساری تفاسیر کا خلاصہ ونچوڑ ہو چنانچہ اسی نہج پر یہ تفسیر لکھی گئی۔ فیروز شاہ تغلق کے عہد حکومت میں وصال ہوا۔

(الاعلام جلد۲ص۲۰۔ راہ اسلام ص۱۲۱ جولائی ۲۰۰۹ء)

تفسیر ترجمان القرآن بلطائف البیان

ذوالفقار احمد بھوپالی کی یہ تفسیر شاہ عبدالقادر دہلوی کے ترجمہ کے ساتھ آگرہ سے ۱۸۸۵ء میں شائع ہو چکی ہے۔ یہ تفسیر نواب صدیق حسن خاں کی اس نام کی تفسیر سے مختلف ہے۔

(اردو تفاسیر ص۴۳)

تفسیر توضیح

اس تفسیر کے مصنف کا نام نہیں معلوم ہو سکا البتہ مقصد تصنیف کے تحت مقدمہ میں یہ

عبارت ملتی ہے۔ ''نوشتہ شدہ است برائے فہم مبتدیاں ونفع عامہ مومناں'' اس تفسیر کی تالیف میں کشاف، تفسیر زاہدی، اور تفسیر ابوقتیبہ دینوری سے مدد لی گئی ہے، اس تفسیر کا ایک قلمی نسخہ خدابخش لائبریری پٹنہ میں موجود ہے۔ جو سولہویں صدی عیسوی کا ہے۔

تفسیر پارۂ عم

عبدالعلیم ساحل نے پارۂ عم کی تفسیر لکھی جو'سلطان حسین اینڈ سنز' سے ۱۹۴۵ء میں شائع ہوچکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۹۹)

تفسیر ثنائی

مولانا ثناءاللہ امرتسری (م ۱۹۴۸ء) دور جدید کے اہم علما میں سے تھے، عقائد کے اعتبار سے زبردست اہل حدیث تھے۔ جون ۱۸۶۸ء مطابق ۱۲۸۷ھ امرتسر پنجاب میں ولادت ہوئی، آپ نے ۱۴ سال کی عمر میں پڑھنے کا آغاز کیا، ابتدائی کتب فارسی پڑھنے کے بعد مولانا احمد اللہ رئیس امرتسر سے شرح جامی اور قطبی پڑھیں، پھر مولانا عبدالمنان وزیرآبادی سے کتب درسیہ پڑھ کر سند حاصل کی یہ واقعہ ۱۳۰۷ھ مطابق ۱۸۸۹ء کا ہے۔ مولانا نذیر حسین دہلوی سے اجازت تدریس حاصل کی اور پھر دیوبند پہنچ کر کتب درسیہ معقول ومنقول ہر قسم کی کتابیں پڑھیں اور دورۂ حدیث میں شریک ہوکر اساتذہ دارالعلوم دیوبند سے استفادہ کیا، پھر مدرسہ فیض عام کانپور پہنچ کر مولانا احمد حسن سے خصوصاً اور دیگر علمائے کرام سے عموماً دینی علوم حاصل کئے۔ ۱۸۹۲ء میں مدرسہ فیض عام کانپور سے دستار فضیلت اور سند تکمیل حاصل کی۔

فراغت کے بعد مدرسہ تائیدالاسلام امرتسر میں کتب درس نظامی کی تعلیم وتدریس پر مامور ہوئے، آپ کا دور غیر مسلموں سے مناظرے اور مباحثے کا تھا آپ نے آریہ مناظر سوامی دیانند اور عیسائی رہنما پادری عبدالحق سے کئی مناظرے کئے۔ ۱۲ فروری ۱۹۴۸ء کو فالج نے ایسا حملہ کیا کہ پھر جانبر نہ ہوسکے اور ۱۵ر مارچ ۱۹۴۸ء کو وصال ہوگیا۔ قاضی عدیل عباسی ان کے بارے میں فرماتے ہیں۔

> ''مولانا کی تقریر میں وہ جواہر پارے چھپے ہوئے ہیں جو آج بھی مردہ دلوں کو زندگی عطا کرسکتے ہیں گمان اور شک کو دور کرکے نور یقین سے جگمگا سکتے ہیں''۔ (طوبیٰ ستمبر ۲۰۱۳ء ص ۵۲)

مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری نے درس وتدریس، اور مناظرہ ومباحثہ کے علاوہ پرورش لوح وقلم کا بھی اہم فریضہ انجام دیا اور کئی ایک کتابیں انھوں نے تصنیف کیں تفسیر نویسی کے بڑے دلدادہ تھے، آٹھ جلدوں میں غیر مسبوق طرز پر تفسیر ثنائی لکھی، اس کے بعد آپ نے تفسیر القرآن بکلام الرحمان لکھی اور تیسری تفسیر موسوم بیان الفرقان علی علم البیان عربی زبان میں لکھی نیز چوتھی تفسیر موسوم تفسیر بالرای لکھی۔

(ماہنامہ طوبیٰ چمپارن بہار ستمبر ۲۰۱۳ء ص ۵۲)

تفسیر ثنائی اردو زبان میں ہے اور آٹھ جلدوں میں ہے اس تفسیر کی پہلی جلد ۱۸۹۵ء میں شائع ہوئی تھی اور آخری جلد ۱۹۳۱ء میں مکمل ہوئی۔ اس تفسیر میں مصنف نے اپنے دور کی عیسائیت، آریہ سماج، قادیانیت، شیعیت اور منکرین حدیث کو بھی نشانہ بنایا ہے۔ قرآن مجید کا ترجمہ بامحاورہ ہے، مختصر حواشی بھی ہیں، آیات کا باہمی ربط بتایا گیا ہے اور شان نزول اور دیگر ضروری امور کا ذکر کیا گیا ہے (اہل حدیث کے خدام قرآن ص ۱۰۷) اس تفسیر کی اشاعت ابو رضا عطاء اللہ کے زیر اہتمام ۱۳۵۰ھ میں ''ثنائی برقی پریس'' امرتسر سے بھی اس کی طباعت ہو چکی ہے۔ اس کا یہی نسخہ جامعہ ہمدرد میں موجود ہے۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری کی عربی زبان میں بھی ایک تفسیر ہے۔ (الثقافۃ الاسلامیۃ ص ۱۶۷)

یہ تفسیر کیوں کر وجود میں آئی اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے مولانا ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں۔

''اس تفسیر کو لکھنے کا خیال مجھے دو وجہ سے پیدا ہوا ایک تو میں نے دیکھا کہ مسلمان عموماً فہم قرآن شریف سے ناواقف بلکہ شناخت حروف سے بھی ناآشنا ہیں۔ ایسے وقت میں عربی تصانیف سے ان کا فائدہ اٹھانا قریب محال ہے۔ اردو تفاسیر سے بھی بوجہ کسی قدر طوالت کے عام لوگ مستفید نہیں ہو سکتے نیز ان کا طرز بیان خاص طریقے پر ہے۔ دوم میں نے مخالفین کے خیال پر غور کیا تو باوجود بے علمی وہیچ مدانی کے مدعی ہمہ دانی پایا۔ خدا کی پاک کتاب پر منہ کھول کھول کر معترض ہو رہے ہیں، حالاں کہ کل سرمایہ ان کا سوائے تراجم اردو کے کچھ بھی نہیں جس میں سے بعض تو تحت لفظی ہیں اور اس کے محاورات بھی انقلاب زمانہ سے منقلب ہو گئے اس لیے وہ بھی مطلب بتلانے سے عاری ہیں۔ لہٰذا میں نے قرآن کریم

کو جامع علوم عقلیہ اور نقلیہ بالخصوص علم مناظرہ میں امام پایا۔ دعویٰ پر دلیل ایسے ڈھب کی ادا ہوتی ہے کہ ہر ایک درجہ کا آدمی اس سے فائدہ لے سکے۔ گو اس کی فاضلانہ تقریر کے لیے بہت بڑے علم اور خوض کامل کی ضرورت ہے۔ گو تراجم بامحاورہ بھی ہوں مگر جب تک حسب موقع شرح نہ کی جائے عام بلکہ متوسط درجہ کے خاص بھی فہم مطالب سے کما حقہ بہرہ ور نہیں ہو سکتے۔ بالخصوص جب کہ ایک مسلسل بیان کی صورت میں لایا جائے (جیسا کہ اس عاجز نے کیا) تو عجیب ہی لطف پیدا کرتا ہے۔ آج تک ہمارے مفسرین نے اس طرف توجہ نہیں کی صرف تفسیر رحمانی کے مولف مرحوم نے کسی قدر التفات کیا ہے۔ مگر ناظرین اس میں اور ان اوراق میں فرق بیّن پائیں گے۔ مولف مرحوم کے بیان میں تسلسل نہیں جو ان میں ہے فالحمد للّٰہ علیٰ ذالك۔ یہ طرز بیان ایسا مقبول ہوا کہ مولانا اشرف علی جیسے مشہور عالم نے بھی یہی اختیار کیا ہے۔ تقبل اللّٰه منا۔ پھر میں نے بعض مقامات کے حل مطالب میں شان نزول کا ذکر بھی ضروری سمجھا سو ہر آیت کے متعلق جہاں تک منقول تھا اس کو بھی نقل کیا اور بعض مقامات میں رد مخالفین کے طرز پر اور بعض جگہ موافقین نادانوں کے جواب بھی لکھے سو الحمد للّٰہ کہ یہ تفسیر جیسی کہ زمانہ کو ضرورت تھی ویسی ہی تیار ہوئی۔

(تفسیر ثنائی ص۲)

جب یہ تفسیر شائع ہوئی تو کچھ علما نے اس پر سخت اعتراضات کیے اور اس کی رد میں ایک رسالہ " اربعین " کے نام سے شائع ہوا جس میں اس تفسیر میں چالیس جگہوں پر سخت قسم کے اعتراضات تھے۔ جب ۱۳۴۴ھ میں مصنف حج کرنے گئے تو ان مخالفین نے وہاں بھی اپنی کتاب کی اشاعت کی اور ان کو بدعتی قرار دیا۔ بالآخر عبد العزیز بن سعود شاہ عرب کو اس مسئلہ کے حل کے لیے علما کی ایک مجلس قائم کرنی پڑی‘‘۔ (ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں ص۱۰۶)

تفسیر جاناں بیگم

عبد الرحیم خان خاناں کی صاحبزادی اور شاہزادہ دانیال کی بیوی جاناں بیگم سے ایک فارسی تفسیر منسوب کی جاتی ہے مگر اس کے بارے میں دیگر مآخذ سے کوئی مدد نہیں ملتی ہے۔

(نزہۃ الخواطر جلد پنجم ص۱۲۲)

تفسیر جلالی

حکیم محمد جلال الدین حسامی نے سورۂ فاتحہ کی یہ تفسیر سوال و جواب کے انداز میں لکھی ہے مصنف اس تفسیر کے تعلق سے لکھتے ہیں۔

''ایک عرصہ سے ایسی اردو تفسیر لکھنے کا خیال تھا جو مستند تفاسیر کا لب لباب ہو اور عام فہم انداز میں رموز و مطالب قرآنی کو سوالاً و جواباً بیان کیا جاوے گا تا کہ قارئین کرام کے ذہن نشین ہونے میں آسانی ہو لفظی معنیٰ کے علاوہ آیات کے مجموعی معنیٰ اس نہج پر لکھے جائیں کہ جسے پڑھ کر عربی سے ناواقف شخص بھی آگے چل کر از خود اکثر جملوں کا ترجمہ کر سکے توفیق الٰہی رفیق ہوئی''۔

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر می خواست
آخر آمد زپس پردہ تقدیر پدید

(تفسیر جلالی ص۳ حیدر آباد)

تفسیر جلالین (ترجمہ)

ابوذر سنبھلی نے تفسیر کی مشہور کتاب جلالین کا عربی اردو میں ترجمہ کیا ہے جس کی اشاعت ''اعجاز محمدی پریس'' آگرہ سے 1905ء میں ہو چکی ہے۔(اردو تفاسیر ص۳۴)

تفسیر جہاں گیر

خواجہ حسن نظامی دہلوی نے بچوں کے دینی درس کے لیے پہلے سی پارہ کی تفسیر تفسیر جہاں گیر کے نام سے لکھی جسے ''حلقۂ مشائخ'' دہلی نے ۱۹۴۲ء میں شائع کیا اس تفسیر کے تعلق سے خواجہ حسن نظامی لکھتے ہیں۔

''یہ تفسیر حامی دین متین جناب نواب شیخ محمد جہانگیر مرحوم سابق فرمانروا ریاست مانگرول کی روح کو ثواب پہنچانے اور ان کی نیکیوں کو دنیا میں قائم و یادگار رکھنے کے لیے لکھی گئی ہے پڑھنے والوں کو ان کے لیے مغفرت کی دعا کرنی چاہئے''۔(تفسیر جہاں گیر ص۳)

یہ تفسیر مصور ترجمہ کے ساتھ بلا متن مسلم و غیر مسلم کے لیے ہے ''محبوب المطابع'' دہلی سے بھی ۱۳۶۱ھ میں طبع ہو چکی ہے۔

تفسیر جہانگیری (فارسی)

شیخ نعمت اللہ بن عطاء اللہ فیروز پوری (وفات ۱۶۶۲ء) کی یہ تفسیر ۱۰۷۳ھ میں جہانگیر

بن اکبر بادشاہ کے دور میں لکھی گئی۔ ''تفسیر جلالین'' کے طرز پر مختصر اور جامع ہے۔ تذکرہ نگاروں نے سنہ تالیف ۱۶۶۲ء لکھا ہے جو اورنگ زیب کا ابتدائی زمانہ ہے۔

(الثقافة الاسلامية فی الهند ص۱۶۵)

تفسیر حبیبی

الحاج حبیب اللہ حیدرآبادی کی یہ تفسیر ہنوز غیر مطبوعہ ہے، ۸۴۰۰ صفحات میں ہے۔

(اردو تفاسیر ص۴۰)

تفسیر الحسنات

ابوالحسنات سید محمد قادری (وفات ۱۹۶۱ء) کے آباواجداد مشہد کے سادات تھے۔ مغلیہ دور حکومت میں بہ سلسلۂ تبلیغ اسلام ہندوستان آئے۔ مصنف قلمی تبلیغ کو منظم پیمانے پر رواج دینے کی خواہش رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے اسلامی موضوعات پر مختلف کتابیں لکھیں۔ تفسیر الحسنات جس کے پہلے دو حصے دس پاروں پر مشتمل ہیں انھی میں سے ایک ہے۔ اس تفسیر کی اشاعت ہو چکی ہے۔ (تذکرہ اکابر اہل سنت ص۵۴۵، تذکرہ علمائے اہل سنت وجماعت لاہور ص۳۶۸)

تفسیر حسینی

شیخ یحییٰ بن محمود بن حسینی بخاری گجراتی (وفات ۹۰۰ھ) نے یہ تفسیر فارسی زبان میں لکھی۔

(الثقافة الاسلامية ص۱۶۵)

تفسیر حسینی

ملا حسین بن علی کاشفی الواعظ (وفات ۹۱۰ھ/۱۵۰۴ء) کی مشہور ومتداول تفسیر ہے جسے وسط ایشیا میں مدتوں قبول عام حاصل رہا۔ اردو میں بھی اس کا ترجمہ تفسیر قادری کے نام سے کافی مقبول ہے۔

تفسیر حسنی

سید محمد حکم بن محمد بن علم اللہ الحسنی نقش بندی بریلوی کی ولادت رائے بریلی میں ہوئی۔ شیخ محمد یحییٰ اتکی اور شیخ سعدی بلخاری اور شیخ عبدالاحد سرہندی سے اکتساب فیض کیا۔ ان کی دو تفسیریں ہیں ایک فارسی اور دوسری عربی زبان میں فارسی تفسیر کا نام تفسیر حسنیٰ اور عربی تفسیر کا نام محکم التنزیل ہے۔ (الاعلام جلد ۶ ص۳۰۸۔ الثقافة الاسلامية ص۱۶۵)

تفسیر حضرت شاہی

(معاملات الاسرار فی مکاشفات الاخبار)

محمد حسین امروہوی کی یہ تفسیر ۳۵۵ صفحات میں مطبع مرتضوی دہلی سے ۱۲۹۳ھ میں چھپ چکی ہے۔ (تذکرہ علمائے ہند ص ۵۹۰، اردو تفاسیر ص ۵۶)

تفسیر حقانی (تفسیر فتح المنان)

تفسیر فتح المنان المعروف بہ تفسیر حقانی درمیانہ درجے کی آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ مولوی عبدالحق حقانی نے مقدمہ میں اسلام کے بنیادی افکار کی وضاحت کی ہے۔ اور روشن خیالوں کے نظریات کی تردید کی ہے یہاں پر مصنف نے ان علوم کا بھی مختصر طور پر ذکر کیا ہے جو قرآن سمجھنے کے لیے ضروری خیال کیے جاتے ہیں۔ اس تفسیر میں حسب روایت تحقیق لغوی، تراکیب نحوی، اسباب نزول، اور فقہی اختلافات وغیرہ کی تشریحات موجود ہیں۔ اس تفسیر کا شمار اردو زبان کی مایہ ناز تفاسیر میں ہوتا ہے۔ تفسیر مع اصل متن مستند اور معرکۃ الآرا ہے۔ اس تفسیر میں مخالفین اسلام کے جملہ اعتراضوں کا محققانہ جواب دیا گیا ہے، جس زمانہ میں یہ تفسیر لکھی گئی وہ زمانہ چوں کہ مناظروں کا تھا اس لیے اس میں مناظرانہ رنگ بھی ہے۔ مصنف نے اس تفسیر میں عیسائیوں کے زہریلے پروپیگنڈے کا بھی رد کیا ہے جو وہ اسلام اور قرآن کے بارے میں کرتے رہتے ہیں نیز مغرب زدہ طبقہ کے اس خیال کی بھی تردید کی ہے کہ اسلام سائنس کے خلاف ہے۔ اس تفسیر سے معمولی اردو داں سے لے کر متبحر عالم تک مستفید ہو سکتے ہیں۔ اصلی متن جلی قلم، اعراب صحیح، تفسیر اردو عام فہم، نہایت سلیس بامحاورہ روایات صحیح، ربط آیات، ترتیب وشان نزول، ساتھ ساتھ قصص وواقعات جملہ مسائل وغیرہ سب باتیں اس تفسیر میں درج ہیں۔ اس تفسیر کا ایک مقدمہ بھی ہے جو سیکڑوں صفحات پر مشتمل ہے۔ اس مقدمہ میں مولانا عبدالحق نے ان وجوہات کا بھی ذکر کیا ہے جن کی بنا پر انھوں نے اس تفسیر کو مرتب کیا ہے۔ اس میں خود ان کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں۔

> ’’ بہ مصلحت وقت مقدمہ تفسیر حقانی کو جس کی وجہ سے ہزاروں گمراہوں کو ہدایت ہوئی ایک ایسے نئے اسلوب میں بدلنا پڑا جو اول سے ہی عمدہ ہے اور جس میں صدہا ضروری مضامین کا اضافہ کرنا پڑا اس لیے اس کا نام بھی ’’ البیان فی علوم القرآن ‘‘ رکھا گیا ‘‘۔

الحاج محمد اسحاق ناظم انجمن ہدایت الاسلام دہلی و اشتیاق احمد چشتی کے زیر اہتمام اس کی اشاعت متعدد بار دارالاشاعت تفسیر حقانی دہلی سے ہو چکی ہے۔ راقم کے پیش نظر اس تفسیر کی چھٹی اشاعت ہے۔ اس کے نسخے جامعہ ہمدرد میں موجود ہیں۔

تفسیر حل القرآن

حبیب احمد کیرانوی نے اپنی تفسیر میں ترجمہ مولانا اشرف علی تھانوی کا رکھا ہے، یہ تفسیر ایک جلد پر مشتمل ہے اور ''شاہ ولی اللہ اسلامی لائبریری'' پہاڑی املی جامع مسجد میں موجود ہے۔

کیرانوی صاحب قادیانیوں، نیچریوں، کے غلط عقائد کا اپنی تفسیر میں بڑے اہتمام سے رد کرتے ہیں۔ انھوں نے اپنی تفسیر میں سرسید اور غلام احمد قادیانی کے غلط عقائد و نظریات پر بھی ضرب کاری لگائی ہے۔ حبیب احمد کیرانوی کی یہ تفسیر مبلغانہ طرز پر لکھی گئی ہے جس میں کہیں بھی حوالہ کا اہتمام نہیں کیا گیا ہے۔ اور نہ ہی آیات کی تفسیر میں آیات اور نہ ہی احادیث سے مدد لی گئی ہے۔ چوں کہ مصنف مولانا تھانوی سے بے حد متاثر تھے اس لیے لاشعوری طور پر ہی وہ اسلوب بیان میں تھانوی صاحب کے واعظانہ ڈھنگ کی پیروی کرتے نظر آتے ہیں۔ بہرحال کوشش اچھی ہے عوام اس سے بہتر استفادہ کر سکتے ہیں۔ (اردو تفاسیر ص ۶۲)

اس تفسیر کے تعلق سے مولانا اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے۔

> ''ترجمہ سلیس و شگفتہ ہے جس میں لغت و محاورہ دونوں کی کافی رعایت موجود ہے، زبان نہ بازاری نہ مبتذل نہ محض کتابی نہ مغلق تفسیر نہ اتنی مختصر ہے کہ مقصود میں مخل ہو نہ ایسی طویل کہ ناظرین کے لیے ممل (اکتادینے والی) تفسیر کی تقریر ایسے انداز سے کی گئی ہے کہ اس سے اجزائے قرآنیہ میں نہایت لطیف ارتباط بھی ظاہر ہو گیا ہے، بعض جگہ سیر بے حواشی ملیں گے جن میں بعض حواشی سے سیرا جوش وجد ظاہر ہوگا، جو غایت احسان سے ناشی ہوا، بعض فرقۂ باطلہ کے تمسکات کا مواقع حاجت میں جواب بھی دیا گیا ہے اور جواب بھی بہت دلپذیر، یہ مختصر نمونہ ہے خصوصیات کا باقی مطالعہ سے جو خصوصیات مشاہدہ ہوں گی وہ ان کے علاوہ میری رائے میں یہ تفسیر تمام ضروریات کے اعتبار سے مفید ہے۔'' (رسالہ حل القرآن ص ۴)

رسالہ ''باری'' میں بھی قسط وار اس کی اشاعت ۱۳۴۹ھ میں ہو چکی ہے، یہ کتاب بارہ جلدوں پر مشتمل ہے۔

تفسیر خلاصہ

مصنف کا نام نہیں معلوم ہوسکا اس تفسیر کا ایک ہی حصہ موجود ہے جو سورۂ مریم سے لے کر سورۂ ناس کی تفسیر پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ دریافت نہ ہونے کی وجہ سے مصنف کا نام معلوم نہیں ہوسکا۔ موجودہ نسخہ کی کتابت عبداللہ برسپوری نے ۱۹۶۹ء میں کی ہے۔

(شاہ ولی اللہ دہلوی کی قرآنی فکر کا مطالعہ ص ۳۶)

تفسیر خلیقی

سید فیض الحسن کی یہ تفسیر اعظم اسٹیم پریس حیدر آباد دکن سے دو جلدوں میں ۱۳۵۲ھ میں شائع ہوچکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۵۴)

تفسیر خلیلی

محمد ابراہیم بن عبد العلی آروی (وفات ۱۹۰۲ء) کی یہ تفسیر اردو زبان میں ہے اور چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ ۴۵۶ صفحات کی یہ تفسیر چار پاروں یعنی پہلے دوسرے انیسوں اور تیسویں پارے کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ ترجمہ بامحاورہ ہے اور تفسیر مختصر ہے۔ یہ تفسیر پہلی مرتبہ ۱۲۰۹ھ میں بانکی پور پٹنہ سے طبع ہوئی ہے۔ (اہل حدیث خدام قرآن ص ۴۷۶، ماہنامہ رفیق پٹنہ علمائے بہار نمبر ص ۲۳)

تفسیر درس قرآن

محمد ظفیر الدین کی یہ تفسیر چھ ضخیم جلدوں میں ہے۔ ''ادارۂ درس قرآن'' دیوبند سے اس کی اشاعت ۱۹۶۴ء میں ہوچکی ہے۔ اس کی پانچ جلدیں مولانا محمد ظفیر الدین کی تحریر کردہ ہیں جب کہ چھٹی جلد قاری اخلاق احمد صدیقی نے مکمل کی ہے۔ تفسیر میں مصنف نے مشہور تفاسیر سے استفادہ کیا ہے۔ البتہ اس میں لفظی ترجمہ شاہ رفیع الدین دہلوی اور بامحاورہ ترجمہ مولانا اشرف علی تھانوی کے ترجمۂ قرآن ''بیان القرآن'' سے ماخوذ ہے۔ اس تفسیر میں مسائل کو اختصار کے ساتھ بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے مگر اس اختصار میں بہت سی چیزوں کو چھوڑنا بھی پڑا ہے جس کے باعث کہیں کچھ کمی کا احساس ہوتا ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۶۱)

تفسیر دعوۃ القرآن

شمس پیرزادہ نے اپنی اس تفسیر کو لکھنے کا آغاز ۱۹۷۶ء میں کیا اور ۱۸ سال کی مدت میں

اس کی تکمیل ۱۹۹۴ء میں فرمائی۔ تین جلدوں پر مشتمل یہ تفسیر ''ادارہ دعوۃ القرآن'' محمد علی روڈ ممبئی سے شائع ہوئی۔ مصنف نے اس تفسیر میں بامحاورہ اور سہل ترجمہ کیا ہے، تفسیر میں عام فہم اور اردو زبان استعمال کی ہے، اس تفسیر میں مصنف نے کسی مخصوص مسلک کی نمائندگی نہ کرنے کا دعوی کیا ہے لیکن کہیں کہیں ایسے مباحث آگئے ہیں جو مختلف فیہ ہیں۔ جن باتوں پر مفسرین کے درمیان اختلاف ہوتا ہے، وہاں مصنف اپنی تحقیق مدلل طور پر پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس تفسیر میں عقلی وسائنٹفک رنگ غالب ونمایاں ہے۔ اس تفسیر کا مقصد چوں کہ دور جدید میں دعوت دینا ہے اس لیے اس کا یہی طرز اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے بہتر ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۱۳)

تفسیر ذوالفقار خانی

عبدالباسط بن رستم علی قنوجی (م ۱۸۰۸ء) کو حدیث، تفسیر اور اصول وفروع میں ید طولیٰ حاصل تھا، عجیب البیان فی علوم القرآن بھی آپ ہی کی تصنیف ہے۔ تفسیر ذوالفقار خانی کی تکمیل سے قبل ہی ۱۲۲۳ھ میں آپ کا وصال ہوگیا۔ (تذکرہ علمائے ہند ص ۱۰۷)

تفسیر ربع سامانی

سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی (صحائف اشرفی اول ص ۱۱۷)

تفسیر رحیمی

امیر اسماعیل سید خاں (بہ عہد نظام شاہ ۱۰۲۶ھ کے بعد) یہ ایک نایاب تفسیر ہے جو دو جلدوں میں ہے مصنف کا اصل نام تو امیر اسماعیل ہے لیکن انھیں شہرت سید احمد خاں سے تھی۔ سبب تالیف کا ذکر کرتے ہوئے مصنف لکھتے ہیں۔

> ''جب میرا شعور آخرت بیدار ہوا تو غم نے نڈھال بنا دیا اسی زمانہ میں یکم ربیع الآخر ۱۰۲۶ھ کو ایک خواب دیکھا کہ ملک عنبر نے ایک مذہب ومرصع قرآن پاک عطا کیا ہے جسے لے کر میں نے سر پر رکھا اور آنکھوں سے لگایا اور بے انتہا خوش ہوا۔ خواب سے بیدار ہوا تو اس تفسیر کا لکھنا شروع کر دیا اس تفسیر کا نام ''تفسیر رحیمی'' رکھا کہ اللہ تعالی نے اس کے ذریعہ مجھ پر رحم فرمایا اور اس سے مراغم جاتا رہا''۔

یہ تفسیر انہوں نے نظام شاہ کے دور حکومت میں لکھی ہے۔ اس کے پہلے صفحہ پر تین مہریں

لگی ہیں جو پڑھی نہیں جاتیں۔ اس کی ابتدا یہاں سے ہوتی ہے" الحمد لله الذی انزل القرآن العظیم الذی اعجز اهل الارض عن معارضته " یہ تفسیر دارالعلوم دیوبند کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔ (تعارف مخطوطات دارالعلوم دیوبند جلد ص ۳۴، قرآن مجید کی تفسیریں ص ۴۳۰)

تفسیر رفیعی

شاہ رفیع الدین بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (وفات ۱۲۴۹ھ) نے سورۂ بقرہ کی اردو تفسیر لکھی ہے یہ شاہ رفیع الدین کے درس قرآن کی تقریر ہے جسے ان کے مرید سید نجف علی فوجدار خاں قلم بند کرلیا کرتے تھے۔ اس کا مسودہ انھوں نے شاہ صاحب کو دکھا بھی دیا تھا۔

سید نجف علی کے بیٹے سید عبد الرزاق نے ۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء میں اسے "مطبع نقشبندی" دہلی سے شائع کر دیا تھا۔ یہ تفسیر و ترجمہ دونوں سید نجف علی نے لکھے ہیں۔ مفہوم شاہ رفیع الدین کا بیان کردہ ہے الفاظ لازماً ان کے نہیں۔ (نادر مکتوبات ص ۱۱۱)

تفسیر رفیعی

محمد عبد الرزاق نے یہ تفسیر شیخ یعقوب چرخی کے انداز پر لکھی ہے زمانۂ کتابت ۱۸۵۵ء ہے۔ قلمی نسخہ کتب خانہ فیلسوف جنگ حیدرآباد میں محفوظ ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۴۹)

تفسیر روح الایمان فی تشریح آیات القرآن

محمد فتح الدین انصاری ازہری کی یہ تفسیر "اختر دکن پریس" حیدرآباد دکن سے ۱۳۲۶ء میں شائع ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۳۶)

تفسیر رؤفی

شیخ رؤف احمد مجددی رامپوری (وفات ۱۲۴۹ھ) حضرت شاہ ابو سعید دہلوی کے خالہ زاد بھائی تھے۔ ظاہری علوم کی تعلیم حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے حاصل کی اور سلسلہ نقشبندیہ میں خرقۂ خلافت حضرت شاہ غلام علی نقشبندی سے حاصل کیا۔ (تذکرہ علمائے ہند ص ۶۷)

شاہ رؤف احمد نقشبندی مجددی، حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد میں سے تھے۔ آپ مفسر قرآن کے علاوہ شیخ طریقت اور خوش فکر شاعر بھی تھے، آپ کے نوک قلم سے کئی ایک کتابیں منظر عام پر آئیں ان میں تفسیر رؤفی، در المعارف، جواہر علویہ، مثنوی اسرار غیب، مراتب الوصول،

سلوک العارفین، معراج نامہ، ارکان اسلام، اور ایک شاعری کا دیوان بطور خاص قابل ذکر ہے۔
تفسیر رؤفی کو ہی ''تفسیر مجددی'' کہا جاتا ہے۔

تفسیر مجددی دو جلدوں میں ہے لیکن حیدری پریس بمبئی سے ۱۸۷۶ء میں تین جلدوں میں شائع ہوئی۔ یہ ۱۲۳۹ھ میں لکھنا شروع کی اور ۱۲۴۸ھ میں مکمل ہوئی آغاز کتاب میں منظوم حمد ونعت ہے پھر قرآن کریم کی ہر آیت کی مفصل تشریح ہے۔ ڈاکٹر محمد ایوب قادری کے بقول اردو زبان کی یہ پہلی مکمل تفسیر ہے جو سب سے پہلے زیور طبع سے آراستہ ہوئی۔

مصنف نے اس تفسیر کو اردو زبان میں ۱۲۳۹ھ میں لکھنا شروع کی اور ۱۲۴۸ھ میں ختم کی اور ممبئی سے دو جلدوں میں طباعت ہوئی۔ شاعری کا بھی مذاق رکھتے تھے، کچھ تصانیف تصوف کے موضوع پر بھی ہیں۔ ۱۲۴۹ھ میں وصال ہوا۔ (تذکرہ کاملان رام پور ص ۱۴۵)

تفسیر لکھتے وقت جو امور آپ کے پیش نظر تھے ان کا ذکر کرتے ہوئے آپ رقم طراز ہیں

> ''سمجھ لیجئے کہ اس تفسیر میں جو معانی مسطور ہوں گے انشاء اللہ تعالیٰ کتب تفاسیر سے یا بعضے جا، مناسب مقام کے احادیث صحیحہ سے یا کہیں کہیں مسائل موافق آیہ شریفہ کے کتب فقہ معتبرہ سے مذکور ہوں گے، کہیں دخل اپنے ذہن وفہم کا نہ ہوگا مگر اتنا کہ عربی عبارت اور فارسی کو زبان ریختہ میں بیان کرنا اور جس مقام پر کلام نظم لانا وہ البتہ ہی اپنی طبع ناقص سے موزوں بنانا ہوگا۔ کوئی شعر ہندی کے شاعر کا کہیں نہ لایا جائے اور مقام تصوف میں کتب معتبرہ صوفیہ سے نقل کیا جائے گا اور بعضے جا اپنی فہمیدگی کے موافق بیان ہوگا اور جس میں کتاب سے معانی منقول ہوں گے، وہاں اس کتاب کا نام، اگر مشکل مقام ہوگا تو لکھا جائے گا اور اگر سہل ہوگا تو ترک کیا جائے گا''۔

اس تفسیر کا لسانی جائزہ پیش کرتے ہوئے ڈاکٹر سلیم حامد رضوی لکھتے ہیں۔

> ''شاہ صاحب کا طرز تحریر سادہ بھی ہے اور عام فہم بھی البتہ لفظوں کی تقدیم وتاخیر کسی قدر عبارت کو الجھا دیتی ہے لیکن یہ عیب اس دور کے اچھے لکھنے والوں میں بھی پایا جاتا ہے''۔

شاہ رؤف احمد نے اپنی تفسیر ایمان بالغیب کی دو اقسام بتائی ہیں۔

۱۔ ایک ایمان جو عام مومن رکھتے ہیں۔

۲۔ دوسرا ایمان جو خواص رکھتے ہیں اسے ایمان شہودی کہتے ہیں۔ اس ایمان کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''اور نقشبندی اس شہود کی تعبیر ساتھ حضور قلب کے کرتے ہیں کہ دل میں ایک نگرانی اور توجہ پیدا ہوتی ہے طرف حق تعالیٰ کے اور اسی کو اکثر نے بلکہ سب نے کمال کہا ہے اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کمال یہ نہیں ہے۔ شہود، مشاہدہ اور توجہ اور حضور دال ہے اوپر ناتمامیت مقام کے اور باقی رہنے مسافت کے۔ بعد قطع کرنے مسافت کے کمال اتصال میں نہ شہود رہتا ہے نہ مشاہدہ نہ توجہ رہتی ہے نہ حضور''۔

تفسیر زبدۃ البیان

علماء الرحمان صدیقی کی یہ تفسیر مطبع صدیقی لاہور سے ۱۹۳۴ء میں طبع ہو چکی ہے۔

(اردو تفاسیر ص ۵۲)

تفسیر ستاری

عبد الستار دہلوی (وفات ۱۹۶۶ء) قرآن مجید کی اردو زبان میں ایک جامع تفسیر لکھنا چاہتے تھے جس میں اسلاف کے نقطۂ نظر کے مطابق احادیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اقوال صحابہ کی روشنی میں صحیح اور ثقہ دلائل کے ساتھ مطالب قرآن بیان کئے جائیں یہ تفسیر چھ سات پاروں تک پہنچی تھی کہ مصنف وفات پا گئے۔ (اہل حدیث خدام قرآن ص ۲۹۲)

تفسیر سعیدی

عبد الرحمان بخاری کی یہ تفسیر جس میں ترجمہ ''تفسیر حسینی'' سے لیا گیا ہے جس کے مصنف محمد کمال الدین واعظ کاشفی ہیں، اس کی طباعت ''نولکشور پریس'' لکھنؤ سے ۱۹۳۰ء میں ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۴۹)

تفسیر سیر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مولانا معین الدین واعظ ہروی کی یہ مکمل تفسیر ہے۔ اس تفسیر میں سیرت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قرآن کی تفسیر کی حیثیت سے بیان کیا گیا ہے، یعنی قرآن کریم کے آئینہ میں سراپائے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دکھایا گیا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کے

بقول حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اخلاق قرآن تھا، اس لحاظ سے یہ تفسیر ایک اچھی کوشش ہے۔ مصنف کا بیان ہے کہ جب میں یہ تفسیر لکھ رہا تھا، تو بسم اللہ کی ب سے والناس کی س تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک لمحہ بھر کے لیے بھی میری نگاہوں سے اوجھل نہیں ہوا۔

(حضرت شاہ ولی اللہ کی قرآنی فکر کا مطالعہ ص ۳۱)

تفسیر سید محمد رضوی

ابوالمجد محمد بن جعفر بن جلال بن سید محمد بخاری رضوی کا شمار گیارہویں صدی ہجری کے مشہور بزرگوں میں ہوتا ہے۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ قرآن کریم کی دو تفسیریں عربی اور فارسی میں الگ الگ لکھیں۔ فارسی کی تفسیر اہل بیت کی روایت پر مشتمل ہے اور عربی کی تفسیر ''جلالین'' کے طرز پر مرتب کی گئی ہے۔ مصنف کا انتقال ۱۱۱۱ھ میں ہوا۔ (تذکرہ علمائے ہند ترجمہ ص ۴۷ ایوب قادری)

مصنف کی ایک اور تصنیف زينة النكاة في شرح مشكوٰة کا تذکرہ بھی ملتا ہے، مولف سید محمد بخاری رضوی کے پڑپوتے تھے، فضل وکمال میں اپنے سلف کے جانشین تھے، عمر کا بیشتر حصہ تصنیف وتدریس میں بسر ہوا۔

تفسیر شاہ سعید اللہ

میر سید سعید اندرابی کا یہ فارسی زبان میں قرآن حکیم کا مکمل ترجمہ اور تفسیر ہے۔ اس تفسیر و ترجمہ کا یہ تاریخی نام ہے جس سے (۱۲۶۶ھ) برآمد ہوتا ہے۔ (اکادمی مخطوطات کلچرل اکادمی کشمیر ص ۶۵)

تفسیر شاہیہ

محمد محبوب عالم گجراتی (وفات ۱۷۰۰ء) اسی مصنف کی ایک دوسری تفسیر تفسیر القرآن کے نام سے بھی ہے۔ (مجلہ راہ اسلام مذکور ص ۱۲۳)

تفسیر شاہی

شاہ نعمت اللہ بہاری ۱۰۵۹ھ کی تصنیف ہے کل اوراق ۲۸۲ ہیں۔

(فہرست مخطوطات فارسی رام پور ص ۱۸)

تفسیر صغیر بہ طرز جلالین

عبد اللہ محمد بن علی اصغر رستم علی قنوجی (وفات ۱۱۷۸ھ) نے دینی علوم کی بیشتر تعلیم اپنے

والد ماجد سے حاصل کی، والد ماجد کی وفات کے بعد ملا نظام الدین لکھنوی کی خدمت میں رہ کر باقی ماندہ درسیات کی تکمیل فرمائی۔ (تذکرہ علمائے ہند ص ۶۳)

مصنف کی یہ بہت ہی مختصر اور سادہ انداز میں قرآن مجید کی تفسیر ہے۔ ایجاز واختصار میں ''جلالین'' کے ہم پلہ ہے۔ کاکوری لکھنؤ کی کاظمیہ لائبریری میں اس تفسیر کے ساڑھے چار پارے موجود ہیں۔ تفسیر میں اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ عبارت مشکل اور طویل نہ ہو جائے۔

(الاعلام جلد ۶ ص ۹۴)

تفسیر عباسی

عبد المقتدر بدایونی (وفات ۱۹۱۵ء) مصنف کو تصنیف وتالیف کا شوق ورثہ میں ملا تھا۔ تفسیر عباسی (ضمیمہ تفسیر) کا اردو ترجمہ کافی مشہور ہے جو تقریباً چار سو صفحات پر مشتمل ہے۔

(حیات تاج الفحول ص ۱۹۴)

تفسیر عثمانی

شبیر احمد عثمانی دیوبندی کی اس تفسیر پر ترجمہ مولانا محمود حسن دیوبندی کا ہے۔ مدینہ بک ڈپو بجنور سے ۱۹۳۲ء میں اس کی طباعت ہو چکی ہے۔ ہند وپاک سے مسلسل اس تفسیر کی اشاعت ہو رہی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۴۶)

تفسیر غرایب القرآن

شیخ نظام الدین حسن بن محمد نیشاپوری، ''نظام اعرج'' کے لقب سے مشہور ہوئے۔ نیشاپور کے علاقہ میں پیدا ہوئے اور وہیں نشو ونما پائی۔ اپنے عہد کے ممتاز عالم اور صاحب تصنیف تھے۔ علم تصریف، ریاضی، ہیئت اور فلسفہ کے علاوہ فن تفسیر میں ان کو مکمل دستگاہ حاصل تھی۔ ان کے عقیدہ ومسلک کے بارے میں علما کی رائیں مختلف ہیں۔ بعض نے انھیں علمائے اہل سنت میں شمار کیا ہے تو بعض کی تحریروں سے پتا چلتا ہے کہ وہ مسلکاً شیعہ تھے۔

تفسیر غرائب القرآن نظام نیشاپوری کی سب سے اہم تصنیف ہے۔ اگرچہ اس تفسیر کی شروعات مصنف نے ایران میں کی لیکن اس کی تکمیل ہندوستان کے شہر دولت آباد دکن میں ہوئی جس کی تائید تفسیر میں سورۂ نساء کے اختتام پر درج ذیل عبارت سے ہوتی ہے۔

كتب المصنف فی نسختہ علقه مولفه الحسن بن محمد حسن المشتهر بنظام نیشاپوری ببلاد الهند فی دار مملکتها المدعو بدولت آباد فی اوائل صفر ۷۳۰ھ

مصنف نے اپنے نسخہ میں لکھا ہے کہ مولف حسن بن محمد بن حسن مشہور بہ نظام نیشاپوری نے اس کو دیار ہند میں وہاں کے پایہ تخت دولت آباد میں صفر ۷۳۰ھ/۱۳۳۰ء کے اوائل میں لکھا ہے۔(تذکرۂ مفسرین ہند ص۱۱)

یہ تفسیر نظام نیشاپوری کی سب سے اہم تصنیف ہے، مصنف کا طریقہ یہ ہے کہ وہ پہلے مختلف قرأتوں کا ذکر کرتے ہیں پھر اوقاف ورموز بیان کر کے آیات کی تشریح کرتے ہیں اس تفسیر کا اصل ماخذ تفسیر امام رازی اور تفسیر کشاف ہے۔ غالبًا اسی بنا پر بعض لوگوں نے اسے تفسیر کبیر کی تلخیص قرار دیا ہے۔

یہ تفسیر ترتیب اور مواد کے لحاظ سے عمدہ اور جامع ہے، اس میں عقلی مباحث تفسیر کبیر سے اور نحو وبلاغت کے مسائل تفسیر ''کشاف'' سے جمع کیے گئے ہیں۔ مصنف نے صرف جمع واخذ ہی پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ متعدد مقامات پر دونوں ائمہ تفسیر سے اختلاف کر کے خود اپنی رائے بھی دی ہے۔

اس تفسیر کے متعدد قلمی نسخے انڈیا آفس لندن برٹش میوزیم، کتب خانہ پیر محمد شاہ، حیدر آباد اور کتب خانہ دار العلوم دیو بند میں موجود ہیں۔

اس تفسیر کی اہم خوبی یہ ہے کہ اس میں آیتوں کا فارسی زبان میں ترجمہ بھی کیا گیا ہے اور یہ ترجمہ محض لفظی نہ تھا بلکہ پورے مفہوم پر جامع اور محیط تھا۔ ایران سے شائع ہونے والے نسخوں میں اور بعض مخطوطات میں بھی یہ ترجمہ موجود ہے۔

مجموعی اعتبار سے تفسیر ''غرائب القرآن'' نظام نیشاپوری کا بڑا علمی کارنامہ ہے اور اگر یہ صحیح ہے کہ وہ ہندوستان میں وارد ہوئے اور اس کے بعض اجزا کی تکمیل انھوں نے یہیں کی تو سرزمین ہند کے سب سے پہلے مترجم قرآن ہونے کا سہرا انہیں کے سر بندھتا ہے

تفسیر غریب

نجف علی جھجھری بن محمد عظیم الدین (وفات ۱۸۸۱ء) (تذکرہ علمائے ہند ص ۵۱۵)

تفسیر فاضل

محمد حسام الدین فاضل حنفی جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن میں فقہ و تفسیر کے استاد تھے۔ انھوں نے قرآن کریم کی جامع اور مفصل تفسیر لکھی، جس میں شان نزول و احکام، اسرار و معانی، لغات و نکات، فضائل و خواص کے بالتفصیل بیان کرنے کے علاوہ مخالفین اسلام اور بدعقیدوں کے اعتراضات کا مدلل جواب بھی ہے۔

یہ تفسیر محمد جلال الدین کامل حسامی کے اہتمام میں ''جلالیہ پریس'' پتھر گٹی حیدرآباد دکن سے ۱۳۶۱ھ میں طبع ہو چکی ہے۔ تفسیر فاضل کے جلد اول کا جزء اول ہمارے پیش نظر ہے جس میں سورۂ فاتحہ کی مکمل تفسیر ہے۔ مصنف اس تفسیر کی غرض و غایت پر بحث کرتے ہوئے اپنے مختصر دیباچہ میں لکھتے ہیں۔

> ''الحمد للہ کہ فقیر فاضل کو درس و تدریس کے علاوہ عرصہ دراز سے غریب خانہ پر ہفتہ واری اور شہور متبرکہ کہ متعدد مجالس وعظ میں قرآن مجید کی تفسیر بیان کرنے کی سعادت حاصل ہوتی رہی۔ خیال ہوا کہ تقریر کی طرح ایک جامع اور مفصل تفسیر بھی تصنیف کردی جائے جو معتبر تفاسیر کا بہترین خلاصہ اور قرآنی اسرار و معانی کالا ثانی مجموعہ ہو، جس میں احکام قرآنی مفصل اور مذاہب اربعہ خصوصاً حنفی مذہب کے فقہی مسائل مدلل طور پر بیان کئے جائیں، بدعقیدوں اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کے جوابات بھی تشفی بخش دیے جائیں، لغات کی تشریح، مشکل مسائل کی توضیح عام فہم ہو، قرآنی سورتوں، آیتوں کے فضائل و خواص لکھے جائیں کہ مسلمانوں کو تلاوت قرآن کی ترغیب ہو اور اہل ایمان غلط وظائف اور عملیات کے عوض کلام الٰہی اسماء حسنیٰ، مسنون ادعیہ اور مستند اوراد سے مستفیض ہو سکیں۔ (تفسیر فاضل دیباچہ)

تفسیر فتح محمدی

عیسیٰ بن قاسم بن یوسف سندھی ثم برہانپوری نے یہ اپنے فرزند فتح محمد کے لیے لکھی اس لیے اس کا نام فتح محمدی رکھا گیا۔ (الثقافۃ الاسلامیۃ ص ۱۶۵)

تفسیر فرقان حمید

مولوی محمد انشاء اللہ کی تصنیف ہے۔ یہ تفسیر دراصل علامہ رشید رضا مصری کی تفسیر المنار کا

اردو ترجمہ ہے۔ آٹھ جلدوں میں ۱۹۰۷ء میں حمیدیہ سلیم پریس لاہور سے طبع ہو چکی ہے صفحات کی کل تعداد ۳۷۴۰ ہے۔

تفسیر فریدی

محمد حسین بن شیخ پیر تاج محمود صابری، یہ بابا فرید گنج شکر کی اولاد میں سے ہیں، یہ تفسیر تصوف کے مضامین سے بحث کرتی ہے۔ ''ریاض ہند'' پریس امرتسر سے ۱۳۱۴ھ میں شائع ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۴۱)

تفسیر فیض الکریم

محمد صبغۃ اللہ قاضی بدرالدولہ (وفات ۱۲۸۰ھ) کا اہم ترین کارنامہ ان کی تفسیر قرآن ہے جو ''فیض الکریم'' کے نام سے مشہور ہے۔ ابتدا میں قرآن مجید کے نزول اور جمع وتدوین کے متعلق ایک مختصر مقدمہ ہے، اس کے بعد ہر ہر سورت کے آیات پاک کی ایک ایک کر کے تشریح کی۔ ہے۔ اس تفسیر کو پڑھنے سے صاف اندازہ ہوتا ہے کہ مصنف نے نہ صرف مشہور کتب تفاسیر سے استفادہ کیا ہے بلکہ احادیث اکثر کتابوں اور نیز مشہور علمائے اسلام کی اہم تصنیفات سے بھی استشہاد کیا ہے۔ بنی اسرائیل کے قصوں کے بیان میں توریت زبور اور انجیل کو بھی پیش نظر رکھا ہے۔ فقہی اور کلامی مسائل میں کافی توضیح سے کام لیا ہے، اس طرح کہ ان مسائل میں اس تفسیر کے پڑھنے والے کو دوسری کتابوں کے دیکھنے کی حاجت نہیں ہوتی لیکن افسوس ہے کہ قاضی صاحب اس تفسیر کو پوری نہیں کر سکے۔ ساتویں پارے کی آٹھویں رکوع کی تفسیر تک پہنچے ہی تھے کہ ۲۵ محرم الحرام ۱۲۸۰ھ کو وصال ہو گیا اس کے بعد ان کے فرزند مفتی محمد سعید نے بائیسویں پارہ کے سولھویں رکوع تک تفسیر لکھی اور پھر وہ بھی اللہ کو ۱۳۱۲ھ میں پیارے ہو گئے۔ اور یہ تفسیر ناقص رہ گئی بعض احباب کے اصرار پر قاضی بدرالدولہ کے دوسرے صاحبزادے مولوی مفتی محمود نے اسے جاری رکھا سورۂ حجرات کے آخر تک کا مسودہ تیار کر پائے تھے کہ ۱۳۲۳ھ میں یہ بھی اللہ کو پیارے ہو گئے اور اس طرح پھر یہ تفسیر ناقص رہ گئی۔ ان کے بعد ان کے بھتیجے مولوی ناصر الدین محمد فرزند شمس العلماء قاضی عبید اللہ مرحوم نے یہ کام اپنے ذمہ لیا اور اس کو اختتام تک پہنچایا۔ موخر الذکر نے پورے پندرہ سال کی مسلسل محنت کے بعد باقی حصہ کے تفسیر مکمل کی ہے۔ ان کی تفسیر کے دو حصے ہیں۔

تفسیر فیض الکریم کی وسعت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہ پوری تفسیر تقریباً سات ہزار صفحوں میں ہے۔ ابتدائی چند جلدیں شائع ہوچکی ہیں باقی تفسیر قلمی صورت میں موجود ہے۔ (خانوادۂ قاضی بدرالدولہ ص ۴۹۰)

تفسیر فیض الکریم

محمد غوث کی یہ تفسیر ''مخزن اخبار'' پریس مدراس سے ۱۲۸۷ھ میں چھپ چکی ہے۔

(اردو تفاسیر ص ۵۷)

تفسیر فوائد بہیہ

سید بابا قادری کی یہ تصنیف ۱۲۴۰ھ کی ہے۔ اس تفسیر کے دو نام ہیں ایک فوائد بھئیہ اور دوسرے تفسیر تنزیل مصنف کے والد کا نام شاہ محمد یوسف قادری ہے، دادا سید شاہ محمد تھے۔ مصنف حیدر آباد کے متوطن ایک بلند پایہ عالم تھے، انھوں نے اس تفسیر کو اپنے دوستوں مرزا محمد بیگ، سید لعل شاہ، سید قلندر بخش اور میاں محمد علی وغیرہ کے پیہم اصرار سے مکمل کی، اس کے تین چار حصے ہیں۔ (کتب خانہ آصفیہ کے اردو مخطوطات جلد دوم ص ۴۴)

تفسیر قادری

مولوی فخرالدین لکھنوی کی یہ تفسیر دراصل اردو زبان میں تفسیر حسینی از کاشفی الہروی کا ترجمہ ہے۔ ''نولکشور پریس'' لکھنؤ سے دو جلدوں میں ۱۸۸۶ء میں چھپ چکی ہے۔ کل صفحات کی تعداد ۱۲۹۷ ہے۔ (الثقافۃ الاسلامیۃ ص ۱۶۷)

تفسیر قرآن بطرز جلالین

شیخ محمد بن جعفر گجراتی (وفات ۱۱۱۱ھ) نے یہ تفسیر اہل بیت کی روایت کی روشنی میں لکھی ہے۔ (قرآن مجید کی تفسیریں ص ۴۲۹، الثقافۃ الاسلامیۃ ص ۱۶۵)

تفسیر القرآن

شیخ محمد ہاشم تتوی سندھی کی یہ تفسیر عربی زبان میں ہے۔ (الثقافۃ الاسلامیۃ ص ۱۶۵)

تفسیر القرآن

حکیم محمد شریف خاں دہلوی (وفات ۱۲۲۲ھ) کی یہ تفسیر اردو ترجمہ کے ساتھ پہلے حکیم

جمیل خاں دہلوی کے پاس تھی، لیکن اب ان کے خاندان میں نہیں ہے، کہیں ضائع ہوگئی ہے۔

(اردو تفاسیر ص ۴۶)

تفسیر القرآن

قاضی محمد معظم نابھوی بن احمد صدیقی جد امجد مولوی محمد اشرف لکھنوی (وفات ۱۱۵۸ھ۔ ۱۷۴۵ء) نبہ میں ولادت ہوئی۔ اپنے والد ماجد اور ملا عبدالحکیم سیالکوٹی سے اخذ علم کیا۔ قرآن کریم مع "تفسیر بیضاوی" آپ نے زبانی حفظ کیا تھا۔ مصنف کی یہ تفسیر سکھوں کے غلبہ میں جل گئی۔ ۱۰۵۸ھ میں وصال ہوا۔ (تذکرہ علمائے ہند ص ۴۷۱)

تفسیر القرآن

سید محمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی نے سورہ فاتحہ کے علاوہ قرآن مجید کے ابتدائی تین پاروں کی تفسیر ماہنامہ "پاسبان" الہ آباد کے لیے لکھی جو "محدث اعظم نمبر" میں شائع ہوئی۔ (اردو تفاسیر ص ۹۹)

تفسیر القرآن

عبدالمجید باجوڑی کی یہ تفسیر مولوی سعادت اللہ خاں اسرائیلی سنبھلی اور مولوی انعام اللہ خاں اکبر آبادی کے مشورہ سے مرتب ہوئی۔ آٹھ سو صفحات پر مشتمل ہے ۱۹۳۵ء سن تصنیف ہے۔ اس کے کچھ حصے "دربار اخبار" آگرہ میں ۱۹۳۶ء میں شائع ہوئے۔ (اردو تفاسیر ص ۵۱)

تفسیر القرآن

سید نور الحق منعم (وفات ۱۲۲۳ھ) مولانا نے یہ ترجمہ اور تفسیر نواب سید محمد فیض اللہ خاں کی فرمائش پر لکھی۔ یہ تفسیر شائع ہو چکی ہے مگر سن طباعت کا علم نہیں ہو سکا۔ (قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۲۶۳)

تفسیر القرآن

عبدالمقتدر بدایونی نے اپنی اس تفسیر میں حاشیہ پر حضرت عبداللہ بن عباس اور کچھ اپنی طرف سے تفسیری نکات کا اضافہ کیا ہے۔ یہ تفسیر مطبع "اعجاز محمدی" آگرہ سے ۱۹۰۴ء میں طبع ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۵۱)

تفسیر القرآن

حاجی عبدالوہاب بخاری (وفات ۹۳۲ھ/۱۵۲۵ء) شیخ جلال الدین بخاری کی اولاد میں

سے تھے، پورا خاندان بزرگوں اور علما کا تھا۔ ان کی ولادت ۸۶۹ھ میں اوچ (اچھ) لاہور میں ہوئی اور وہیں تعلیمی نشوونما ہوئی سید صدر الدین بخاری ان کے استاد اور خسر تھے، عبداللہ بن یوسف قرشی سے بھی کسب علم کیا۔ سکندر شاہ لودی ان کا بڑا معتقد تھا اور بہت تعظیم وتوقیر کرتا تھا۔

یہ قرآن مجید کی عجیب وغریب تفسیر ہے جس میں پورے قرآن مجید کی تفسیر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت ومنقبت اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر وتذکرہ پر مشتمل ہے۔ اس تفسیر کا آغاز ربیع الثانی ۹۱۵ھ میں کیا اور چھ ماہ کی مدت میں شوال ۹۱۵ھ میں اس کی تکمیل کر لی۔ اس تفسیر کا کوئی نسخہ دستیاب نہیں اس کے کچھ اقتباسات کا ذکر اخبار الاخیار میں ملتا ہے۔

(تذکرہ علمائے ہند ۳۴۳)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ یہ تفسیر غلبۂ حال اور استغراق کے عالم میں لکھی گئی ہے اس لیے اس کے بعض مقامات پر ظاہر لفظ کی رعایت ملحوظ نہ رکھی جا سکی ہے۔ اس تفسیر کا ذکر شاہ عبدالعزیز کے ملفوظات میں بھی ہے۔

(ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں ص ۴۳۔ تذکرہ مفسرین ہند ص ۶۴)

تفسیر القرآن ھو الھدیٰ والفرقان

سر سید احمد خاں بن محمد متقی دہلوی کی یہ تفسیر صرف سورہ نحل تک چھ جلدوں میں ہے۔
سر سید احمد خاں نے جو تفسیر قرآن میں اپنی رائے سے قرآنی مفاہیم کو توڑ مروڑ کر پیش کیا ہے جس کے سبب بعض علما نے ان پر کفر کے فتوے لگائے ہیں۔ اس کے کچھ حصے رسالہ تہذیب الاخلاق میں شائع ہو چکے ہیں۔ (الثقافۃ الاسلامیۃ ۱۶۷)

یہ تفسیر سر سید احمد خاں کی آخری عمر کی یادگار ہے۔ ۱۸۷۶ء میں سرکاری ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد انہوں نے تفسیر نگاری شروع کی۔ ان کی یہ تفسیر چھ حصوں پر مشتمل ہے پہلا حصہ ۱۸۰۰ء میں دوسرا حصہ ۱۸۰۲ء میں تیسرا حصہ ۱۸۸۵ء میں چوتھا حصہ ۱۸۸۸ء میں پانچواں حصہ ۱۸۹۲ء میں اور چھٹا حصہ ۱۸۹۵ء میں علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ پریس سے شائع ہوا۔ البتہ ان کی موت کے بعد اس تفسیر کا ساتواں حصہ علی گڑھ سے ''مفید عالم'' پریس سے شائع ہوا تھا۔ سر سید احمد خاں کے ترجمہ وتفسیر کی زبان نہایت مربوط ہے، اس میں مذہبی وعلمی اصطلاحات کی وہ بھرمار نہیں

جو عام طور پر کلاسیکل تفسیروں کی خصوصیت ہے۔ (مجلہ راہ اسلام ص ۵۹ جولائی ۲۰۰۹ء)

مولانا الطاف حسین حالی نے سرسید کی تفسیر کی درج ذیل خصوصیات کا ذکر کیا ہے۔

۱۔ سرسید نے اپنی تفسیر میں ایسے روشن خیال لوگوں کو جو جدید علوم سے متاثر تھے انتہائی سائنٹفک طریقہ سے ان مسائل کو جو قرآن کے احکامات قوانین اور واقعات پیش کرتے ہیں ان کے سامنے واضح کیا۔

۲۔ سرسید کی تفسیر کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ ان کے زمانے کے معترضین جو اعتراضات مسلمانوں کے مسائل و اعتقادات پر کرتے ہیں وہ مسائل جو اسلام کے بنیادی مسائل ہیں جیسے حج، روزہ، طلاق، حرمت، ربا، معراج، بہشت اور دوزخ وغیرہ ان تمام مسائل پر سرسید نے بہت وضاحت اور صفائی سے بحث کی ہے۔

۳۔ اس تفسیر میں قدیم تفاسیر کے مقابلے میں روایات کی طرف بغیر ضرورت بہت کم رجوع کیا گیا ہے۔

۴۔ اس تفسیر میں قدیم مفسرین کی تفاسیر کی آیتوں کے متعلق تمام اقوال مختلفہ نقل کر کے ناظرین کے ذہن کو منتشر نہیں کیا گیا ہے بلکہ جو قول راجح معلوم ہوا صرف اسی کو ذکر کیا گیا ہے۔

۵۔ سرسید نے اپنی تفسیر میں ان شبہات کو دور کرنے کی کوشش کی ہے جو علوم جدیدہ کی تعلیم سے قرآن مجید کے بعض مضامین کی نسبت لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو سکتے ہیں۔

(حیات جاوید ص ۴۸۹)

سرسید کی تفسیر سے ایک جدید دور کا آغاز ہوتا ہے کیوں کہ کئی مقامات پر سرسید نے عام روایات سے ہٹ کر ترجمہ اور تفسیر بیان کی ہے جس کا ذکر ان کے قریبی ساتھی مولوی الطاف حسین حالی نے بھی اپنی کتاب حیات جاوید میں کیا ہے۔

سرسید کی تفسیر کی پہلی جلد ۱۲۹۷ھ میں چھپ کر شائع ہوئی اور اس کے بعد وقتاً فوقتاً اس کی جلدیں شائع ہوتی رہیں۔ وہ نصف قرآن سے کچھ ہی زیادہ تفسیر لکھنے پائے تھے کہ پیغام اجل آ پہنچا اور چھ جلدیں چھپی ہوئی آخر سورۂ بنی اسرائیل تک اور ایک جلد بنا چھپی سورۂ انبیا تک اور چند چھوٹے چھوٹے رسالے مثل تفسیر السمٰوات، ابطال غلامی، ازالۃ الغین فی

قصة ذی القرنین، ترقیم فی قصة اصحاب الکھف والرقیم وغیرہ وغیرہ کے جن کو تفسیر کے اجزا سمجھنا چاہیے، سرسید سے یادگار رہ گئے۔(حیات جاوید ص۴۸۹)

اس تفسیر میں سرسید نے جا بجا ٹھوکریں کھائی ہیں اور بعض بعض مقامات پر ان سے رکیک لغزشیں بھی سرزد ہوئی ہیں، اس لیے اس تفسیر کے خلاف اکثر علما نے تفسیریں لکھیں جن میں تفسیر حقانی زیادہ مشہور ہوئی۔علما کی ان تفاسیر سے سرسید بہت جذباتی ہو گئے تھے جس کا پتا اس بات سے چلتا ہے کہ جب ایک شخص نے سرسید کو اس مضمون کا خط لکھا کہ:

''میں بہت کثیر العیال ہوں اور معاش کی طرف سے تنگ رہتا ہوں آپ کسی ریاست میں یا سرکار انگریزی میں میری نوکری کے لیے سفارش کر دیجئے میں نے انگریزی کی تعلیم تو نہیں پائی مگر عربی کی کتب درسیہ پڑھی ہیں۔ جو کام آپ میرے لائق سمجھیں اس کے واسطے سفارش کر دیں''

اس خط کے جواب میں سرسید نے انھیں لکھا کہ:

''میری عادت کسی کی سفارش کرنے کی نہیں ہے اور وجہ معاش کی تدبیر میرے نزدیک اس سے بہتر نہیں ہے کہ آپ میری تفسیر کا رد لکھ کر چھپوائیں خدا چاہے تو خوب بکے گی اور آپ کو تنگی معاش کی شکایت نہیں رہے گی''۔(حیات جاوید ص۲۲۳)

تفسیر القرآن بالقرآن

ڈاکٹر محمد عبد الحکیم خاں کی یہ تفسیر اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں ہے۔اردو تفسیر کو مصنف نے ۱۹۰۳ء میں مکمل کیا، ایک ہزار چالیس صفحات پر مشتمل اس تفسیر کو مطبع عزیزی تراوڑی ضلع کرنال نے ۱۹۰۴ء میں شائع کیا، یہ تفسیر نذیریہ کلیکشن جامعہ ہمدرد کی لائبریری میں موجود ہے۔

ترجمہ بامحاورہ وسلیس ہے ترجمہ وتفسیر دونوں ہی سہل الفہم ہیں، کتاب کی ابتدا فہرست مضامین تفسیر القرآن بالقرآن سے کی گئی ہے، اس کے بعد ۲۵ صفحات پر مشتمل نشانات محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک طویل فہرست ہے جس میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیشین گوئیاں، فضیلت ومعجزات وغیرہ کا بیان ہے۔تفسیر الآیات بالآیات کا طریقہ ہر جگہ اختیار کیا ہے۔تفسیر میں فقہی مسائل کا ذکر بھی کرتے ہیں۔اختلافی مسائل کا جہاں ذکر ہے وہاں یہ تطبیق کی بھی کوشش

کرتے ہیں اور علوم جدیدہ اور تاریخ وجغرافیہ کی رو سے قرآن کریم پر جو اعتراضات کیے گئے ہیں مصنف انھیں قرآن کریم سے ہی لغو ثابت کرتے ہیں۔ تفسیر کا انداز عالمانہ ہے، مگر اختصار اتنا ہے کہ کہیں کہیں تفصیل نہ ہونے کے باعث تشنگی کا احساس ہوتا ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۲۱)

تفسیر القرآن بالقرآن

سید سلیمان ندوی صوبہ بہار کے ایک مردم خیز گاؤں دیسنہ ضلع پٹنہ میں ۲۳ رصفر ۱۳۰۲ھ مطابق ۲۲ رنومبر ۱۸۸۴ء کو زیدی سادات گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی اعلیٰ تعلیم کے لئے، پھلواری شریف، مدرسہ امدادیہ دربھنگہ اور دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کا سفر کیا۔ ایک عرصہ تک مولانا شبلی نعمانی کے معتمد رہے ان کی خدمت میں رہ کر انہیں بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملا۔ ۱۹۰۸ء میں دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنو میں علم کلام اور عربی ادب کے استاد مقرر ہوئے۔ دروس الاب اسی زمانے کی تصنیف ہے۔ جب مولانا ابوالکلام آزاد نے کلکتہ سے الہلال نکالنا شروع کیا تو مولانا آزاد کی دعوت پر سید سلیمان ندوی االہلال کی مجلس ادارت میں شامل ہو گئے۔ ۱۹۱۳ء میں ممبئی یونیورسٹی کے تحت دکن کالج پونا میں السنۂ مشرقیہ کی پروفیسری قبول کر لی، ۱۸ نومبر ۱۹۱۴ء میں جب مولانا شبلی کا وصال ہوا تو ان کی وصیت کے مطابق پونا چھوڑ کر اعظم گڑھ آگئے۔ ۱۹۱۵ء میں دار العلوم ندوۃ العلماء کے معتمد تعلیمات مقرر ہوئے اور یہ خدمت ۱۹۵۰ء تک ان کے سپرد رہی۔ ۱۹۱۹ء میں تحریک خلافت جب زور وشور سے چلی تو اس میں بھی وہ آگے آگے تھے۔ آپ کی زندگی کا سب سے اہم کارنامہ اپنے استاد مولوی شبلی نعمانی کی نا تمام تصنیف سیرۃ النبی کی اسی منہج پر تکمیل ہے۔ نومبر ۱۹۴۰ء مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے ان کو ڈاکٹریٹ کی اعزازی سند سے نوازا، اسی سال وہ مولانا اشرف علی تھانوی کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوئے۔ جولائی ۱۹۴۶ء نواب بھوپال کے اصرار پر ان کی ریاست کے قاضی القضاۃ اور جامعہ مشرقیہ کے امیر کے عہدے پر مامور ہوئے، یہاں اکتوبر ۱۹۴۹ء تک ان کا قیام رہا۔ اسی سال فریضۂ حج بھی ادا کیا، واپسی کے بعد جون ۱۹۵۰ء میں پاکستان ہجرت کر گئے اور وہیں ۲۲ رنومبر ۱۹۵۳ء میں ان کا انتقال ہو گیا۔ (ماہنامہ رفیق علمائے بہار نمبر ۱۹۸۴ء ص ۱۰۱)

مولانا سید سلیمان ندوی کی تصانیف کی طویل فہرست ہے سید صباح الدین عبد الرحمان

نے آپ کی جملہ تصانیف کا مطالعہ ایک سے زائد جلدوں میں پیش کیا ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے جلد اول میں آپ کی اس تفسیر کا ذکر نہیں، یہ تفسیر اس وقت بالاقساط ماہنامہ عربی مجلّہ البعث الاسلامی لکھنؤ سے شائع ہو رہی ہے۔ اس تفسیر میں مصنف نے قرآن کریم کی آیات کی تفسیر قرآن ہی کی دوسری آیات سے کی ہے۔

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَإِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ کی تفسیر کرتے ہوئے مصنف لکھتے ہیں۔

"قال الله تعالىٰ : قال موسىٰ لقومه استعينوا بالله واصبروا ان الارض لله يورثها من يشاء من عباده والعاقبة للمتقين (الاعراف ١٢٨) وقال: يا ايها الذين آمنوا استعينوا بالصبر والصلوٰة ان الله مع الصابرين (البقره۔ ١٥٣) وقال: لنبلونّكم بشئى من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرين الذين اذا اصابتهم مصيبة قالوا انا لله وانا اليه راجعون (البقره ۱۵۵۔۱۵۶)

(ماہنامہ البعث الاسلامی ستمبر ۲۰۱۳ء ص ۹۳)

تفسیر القرآن بآیات القرآن

اقبال حاتم کی یہ تفسیر لاہور سے ۱۹۳۴ء میں طبع ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۳۷)

تفسیر القرآن بکلام الرحمان

ابو الوفا ثناء اللہ امرتسری کی یہ تفسیر بعض مصنفین کے بقول القرآن يفسر بعضه بعضاً کی بہترین مثال ہے۔ اپنے ایک تبصرہ میں معارف اعظم گڑھ کے مدیر نے لکھا ہے کہ " تفسیر القرآن بکلام الرحمان " اس قابل ہے کہ اسے نصاب درس میں داخل کیا جائے۔

(معارف ج ۲۳ نمبر ۴ ص ۳۱۶)

اس عربی تفسیر کی اشاعت ۱۹۰۳ء میں ہوئی تو کچھ اہل علم نے اس پر اعتراض کیا اور اس کی تردید میں ایک رسالہ اربعین کے نام سے شائع کیا آیتوں کی تفسیر بیان کرتے وقت اس مفہوم کی یا

اس سے مشابہ دوسری آیتیں بھی نقل کردی ہیں۔لیکن تشریح اور وضاحت نہ ہونے کی وجہ سے کہیں کہیں مطلب اچھی طرح واضح نہیں ہو پایا ہے۔اسی مصنف کی ایک دوسری تفسیر عربی زبان میں " بیان الفرقان علیٰ علم البیان" کے نام سے بھی پائی جاتی ہے مگر یہ تفسیر صرف سورۂ بقرہ تک ہے۔

اس مصنف کی تیسری تفسیر ثنائی کے نام سے اردو زبان میں آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کا رنگ پہلی دونوں تفاسیر سے بالکل مختلف اور مناظرانہ طرز پر ہے۔قرآن کریم پر غیر مسلموں کے جو اعتراضات ہیں ان کے مسکت جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔(عربی مفسرین ص ۱۰۷،قرآن مجید کی تفسیریں ص ۳۰۴،الاعلام جلد ۸ ص ۱۰۶۔ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات ص ۲۰)

تفسیر قرآن

جامعہ ملیہ اسلامیہ کی لائبریری میں اس فارسی تفسیر کا قلمی نسخہ موجود ہے یہ ابتدائے قرآن سے سورۂ کہف تک ہے اس میں ۴۴۴ اوراق یعنی ۸۸۸ صفحات ہیں۔یہ تفسیر بڑے سائز پر ہے، ابتدا کے پانچ اوراق غائب ہیں اس لیے مصنف کا نام اور سنہ تالیف نہ معلوم ہوسکا،البتہ یہ یقین ہے کہ یہ تفسیر نویں صدی ہجری کے بعد لکھی گئی ہے۔کیوں کہ اس میں واعظ کاشفی کی تفسیر جواھر التفسیر کا حوالہ ملتا ہے۔اور کاشفی کا سنہ وفات ۹۱۰ھ ہے۔اس تفسیر کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ اس کے مصنف مسلکاً حنفی اور مشرباً صوفی تھے، کیوں کہ تفسیر میں جابجا امام اعظم ابوحنیفہ اور صوفیاء کے اقوال اور ارشادات کو نقل کیا گیا ہے۔ بلکہ تفسیر میں صوفیانہ رنگ وآہنگ غالب نظر آتا ہے۔(شاہ ولی اللہ دہلوی کی قرآن فکر کا مطالعہ ص ۳۷)

تفسیر القرآن

میر کلاں محدث اکبرآبادی (وفات ۹۸۳ھ) شیخ جلال الدین ہروی کے مرید تھے میرک شاہ شیرازی سے سند حدیث حاصل تھی۔ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے آپ کو اپنے فرزند نور الدین محمد جہاں گیر کی تعلیم کے لیے مقرر کیا تھا،سو سال کی عمر میں اکبرآباد میں وصال ہوا۔وہیں مدفون ہوئے۔مشہور محدث ملا علی قاری آپ ہی کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔۱۱۱۴ھ میں مکہ معظمہ گئے اور وہیں ملا علی قاری کا وصال ہوگیا۔یہ تفسیر انھی کی تصنیف ہے۔جمالین کے نام سے انھوں نے جلالین کا حاشیہ بھی لکھا ہے۔(تذکرہ علمائے ہند ص ۲۳۰)

تفسیر القرآن

شیخ محب اللہ الہ آبادی کی یہ تفسیر ترجمۃ الکتاب کے نام سے موسوم ہے۔

(اردو تفاسیر ص۵۵)

تفسیر القرآن

شیخ محمد بن یوسف بن علی حسینی دہلوی (وفات ۸۲۵ھ) کا سلسلہ نسب حضرت یحیٰ بن حسین بن زید شہید پر منتہی ہوتا ہے۔ ۷۲۱ھ میں ولادت ہوئی۔ اپنے والد اور دادا سے تعلیم حاصل کی۔ شیخ نصیر الدین چراغ دہلی سے آپ نے حصول خرقہ کی خواہش ظاہر کی تو انھوں نے تکمیل درس کا حکم دیا۔ سید شرف الدین کیتھلی، تاج الدین مقدم اور شیخ عبدالمقتدر بن رکن الدین شریحی کندی سے درسی کتابوں کی تعلیم حاصل کی۔ تحصیل علم سے فراغت کے بعد شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی سے اجازت وخلافت حاصل کی۔ آپ نے گجرات ودولت آباد کا سفر کیا فیروز شاہ بہمنی نے گلبرگہ میں آپ کا استقبال کیا، آپ نے وہیں سکونت اختیار کی اور وہیں وصال ہوا۔

شیخ محمد بن یوسف متعدد کتابوں کے مصنف تھے۔ آپ کی یہ تفسیر متصوفانہ رنگ میں ہے۔ اس تفسیر میں آیات قرآنی کی توضیح تصوف کی روشنی میں کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ ایک دوسری تفسیر بھی ہے جو کشاف کی طرز پر ہے۔ (الاعلام جلد۳ ص۱۱۹)

تفسیر القرآن

شیخ نعمت اللہ بن عطاء اللہ نارنولی فیروز پوری سلسلہ قادریہ کے مشہور بزرگ تھے اور مختلف کتابوں کے مصنف تھے۔ مصنف کی یہ تفسیر ۱۰۷۰ھ میں لکھی گئی ہے اور جلالین کے طرز پر ہے۔ (الثقافۃ الاسلامیۃ ص ۱۶۵) اس تفسیر کو مصنف نے صرف چھ ماہ میں تصنیف کیا۔ ۱۰۷۰ھ میں اس کی تکمیل ہوئی اس کے علاوہ اسی مصنف کا ایک ترجمۂ قرآن بھی ہے جو جہاں گیر (۹۷۷ھ۔ ۱۰۳۷ھ) کے عہد میں سلطان جہاں گیر کے لیے ہی لکھا تھا، جب کہ وہ دہلی میں تھے۔ اس کا نام تفسیر جہاں گیری ہے۔ (تذکرہ صوفیائے میوات ص ۴۶۸)

تفسیر القرآن (چار جلدیں)

محمد سعید اسلمی مدراسی (وفات ۱۸۵۵ء) کی یہ تفسیر فارسی زبان میں ہے، چار جلدوں میں ہے۔ (تذکرہ علمائے ہند ص ۱۱۰)

تفسیر القرآن

محمد سعید شبلی کی ولادت ۱۸۹۶ء میں فرید کوٹ پاکستان میں ہوئی۔ مولانا محمد عبد الحلیم، مولانا میاں قائم الدین اور قاضی محمد رکن الدین سے اکتساب علم کیا۔ متعدد مشائخ سے آپ نے روحانی تربیت حاصل کی۔ ۱۹۲۴ء میں آپ نے ماہنامہ ''شریعت'' جاری کیا جس میں آپ کی مولفہ تفسیر قسط وار شائع ہوئی، یہ ماہنامہ تقریباً ڈھائی سال جاری رہا۔ اس تفسیر کی صرف ایک ہی جلد شائع ہوئی۔ تفسیر حروف مقطعات کے نام سے بھی آپ کی ایک تصنیف ہے۔ کل ۴۳ کتابیں ان کی تصانیف سے یادگار ہیں۔ (تعارف علمائے اہل سنت ص ۳۹۱)

تفسیر القرآن

قاضی سید نور الحق منعم خاں (وفات ۱۲۰۱ھ) نے یہ تفسیر نواب سید محمد فیض اللہ کی فرمائش پر ۱۱۸۸ھ۔ ۱۲۰۸ھ کے درمیان لکھی۔ (اردو تفاسیر ص ۵۸)

تفسیر القرآن

محمد ابوالمجد محبوب عالم احمد آبادی گجراتی (وفات ۱۶۹۹ء) (تذکرہ علمائے ہند ص ۴۷۴)

تفسیر القرآن

احمد حسن فاضل کانپوری (وفات ۱۳۲۲ھ) نے مولانا لطف اللہ علی گڑھی سے اکتساب علم کیا۔ مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور اور مدرسہ فیض عام کانپور میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ بیرون ہند کئی ملکوں کا سفر کیا، حضرت شاہ امداد اللہ مہاجر مکی سے سلسلہ چشتیہ صابریہ میں بیعت کی، انھوں نے قرآن مجید کی بے نظیر تفسیر لکھی جس کا قلمی نسخہ ایک عرصہ تک مولانا غلام جیلانی میرٹھی صدر المدرسین مدرسہ اسلامی عربی میرٹھ کے پاس رہا اس کے بعد یہ نسخہ مولانا شاہ وصی احمد محدث سہسرامی کی تحویل میں چلا گیا۔ اب معلوم نہیں وہ نسخہ کہاں ہے۔؟ (تذکرہ علمائے اہل سنت ص ۲۸)

تفسیر القرآن

حسن بن احمد بن نصیر الدین عمری، (وفات ۹۸۲ھ) علامہ کمال الدین کی اولاد میں سے تھے۔ شہر احمد آباد میں ۹۲۳ھ میں ولادت ہوئی، اپنے والد اور اپنے چچا جمال الدین سے طریقت کی تعلیم حاصل کی۔ حسن بن طاہر جونپوری سے سلسلہ چشتیہ، شیخ محمد غیاث سے سلسلہ قادریہ کا

فیضان حاصل کیا۔ فقہ واصول اور تفسیر وتصوف میں بڑا کمال حاصل تھا۔ تفسیر قرآن کے علاوہ تفسیر بیضاوی پر انھوں نے تعلیق بھی لکھی۔ مصنف نے اپنی اس تفسیر میں ربط آیات پر خصوصی توجہ مرکوز کی ہے۔ (الاعلام جلد ۲ ص ۷۹) علیحدہ

تفسیر القرآن

سلامت اللہ اعظم گڑھ (وفات ۱۳۴۸ھ) نے رام پور میں مولانا ارشاد حسین رام پوری کے حلقۂ درس میں شامل ہو کر علوم متداولہ کی تکمیل فرمائی اور مرید ہو کر اجازت وخلافت سے بھی سرفراز ہوئے۔ داڑھی منڈانے والوں سے سلام ومصافحہ نہیں کرتے تھے۔ متعدد کتابیں تصنیف فرمائیں اردو زبان میں قرآن مجید کی تفسیر لکھی جس کا قلمی نسخہ مولانا عاشق الرحمن پرنسپل جامعہ حبیبیہ الٰہ آباد کے پاس ہے۔ (تذکرہ علمائے اہل سنت ص ۹۷)

تفسیر القرآن

عہد عالم گیری کے ایک اور فارسی ترجمہ وتفسیر قرآن کا تذکرہ ملتا ہے، اس تفسیر کا آغاز حسن ابدال میں ہوا اور اختتام دکن میں۔ اس کے ابتدائی حصہ پر عالم گیر اور سید علی خاں جواہر رقم کی مہریں ثبت ہیں، ان مہروں پر بالترتیب ۱۰۸۶ھ اور ۱۰۹۷ھ کندہ ہے، اس تفسیر کا صرف ایک ہی جز باقی رہ گیا ہے جو سورۂ یونس تا سورۂ عنکبوت تک کی تفسیر ہے، ناقص الطرفین ہونے کی وجہ سے مولف کا نام معلوم نہ ہو سکا۔ (جائزہ تراجم قرآنی ص ۹۷)

تفسیر القرآن

فتح اللہ شیرازی (وفات ۹۹۷ھ) عادل شاہ نے ان کو دکن بلایا یہاں تفسیر تصنیف کی پھر اکبر بادشاہ نے فتح پور سیکری بلا کر صدارت عظمیٰ کا منصب عطا فرمایا۔

تفسیر القرآن

شاہ اہل اللہ بن عبد الرحیم عمری دہلوی نے یہ تفسیر انتہائی اختصار کے ساتھ عربی زبان میں لکھی۔ کئی کتابوں کے آپ مصنف ہیں۔ قرآن کریم کی تفسیر انھی میں سے ایک ہے۔ ۱۱۸۷ھ میں وصال ہوا۔ (الثقافۃ الاسلامیۃ ص ۱۶۵۔ الاعلام جلد ۶ ص ۶)

تفسیر القرآن

شیخ ولی اللہ شاعر دہلوی (الثقافۃ الاسلامیۃ ص ۱۶۵)

تفسیر القرآن

یہ تفسیر عبدالحق فاروقی دہلوی نے شائع کی ہے جس میں پندرہ پارے کی تفسیر انتظام اللہ شہابی نے لکھی ہے اور پندرہ پاروں کی تفسیر دوسرے علما سے لکھوائی گئی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۴۹)

تفسیر القرآن

شائق احمد عثمانی بھاگلپوری کی یہ تفسیر سورۂ نباء سے سورۂ ناس تک کی تفسیر ہے ۱۹۱۷ء میں ''مطبع رحمانیہ'' مخصوص پور مونگیر سے طبع ہو چکی ہے۔ یہ ایک منقولی تفسیر ہے جس میں احادیث و اقوال وغیرہ کو ہو بہو نقل نہیں کیا گیا ہے۔ جدید تعلیم یافتہ طبیعتوں کا لحاظ کرتے ہوئے جو پہلے ہی سے مذہب سے بدظن رہتا ہے کو مزید الجھن و پیچیدگی کا شکار نہ بنتے ہوئے انھیں اس طرح سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے کہ وہ اسلام کو بحیثیت فطری دین سمجھ کر اس کی پیروی پر خود بخود آمادہ ہو جائیں۔ (اردو تفاسیر ص ۱۲۴)

اس کی پہلی جلد راقم کے سامنے ہے جس میں مصنف نے پارۂ عم سورۂ نباء کی تفسیر سے آغاز کیا ہے اور اختتام سورۂ ناس پر کیا ہے۔ آیت کے نیچے ترجمہ اور حاشیہ پر اس کی تشریح ہے۔ یہ تفسیر جامعہ ہمدرد کی لائبریری میں موجود ہے۔

تفسیر القرآن

شیخ یعقوب بن حسن صرفی کشمیری کی ولادت ۹۸۰ھ میں کشمیر میں ہوئی۔ والد کا نام حسن گنائی تھا۔ کشمیر کے علمائے کبار میں شمار کئے جاتے تھے۔

ابتدائی تعلیم اپنے وطن کشمیر میں پائی صرف سات برس کی عمر میں انھوں قرآن کریم حفظ کر لیا مولانا رضی الدین کشمیری اور نصیر الدین اگٔی سے اکتساب علم کیا اور مدتوں ان اساتذہ کی خدمت میں رہے۔ شہاب الدین احمد بن حجر الہیثمی سے حدیث کا درس لیا۔ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نے آپ سے اکتساب علم کیا، سلسلہ کبرویہ میں شیخ حسین الخوارزمی سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ صحیح بخاری کی شرح کے علاوہ قرآن کریم ایک نامکمل تفسیر بھی آپ سے یادگار ہے۔

(الاعلام جلد ۵ ص ۴۷۴)

مصنف کا شمار وادیٔ کشمیر کے صاحب دل لوگوں میں ہوتا ہے، ملا بدایونی کے معاصر

تھے۔شعروشاعری کا بھی شغف تھا،نہایت کم سنی ہی میں انھوں نے فارسی زبان میں شعر کہنا شروع کر دیا تھا اس فن میں ان کو عبدالرحمان جامی کے شاگرد محمد آنی سے شرف تلمذ بھی حاصل تھا۔

شیخ یعقوب صرفی کی تفسیر القرآن، قرآن کریم کی ایک نامکمل تفسیر ہے، ملا عبد القادر نے اس تفسیر کو ان کی ذہانت کا اعلیٰ نمونہ بتایا ہے۔یہ تفسیر مکمل ہونے کو تھی کہ مصنف کا وقت موعود آپہنچا اور یہ عظیم الشان کارنامہ نامکمل رہ گیا۔اس تفسیر کا ایک قلمی نسخہ مکتوبہ رمضان ۱۰۷۱ھ بقلم روح اللہ بن نذیر بیگ ذخیرۂ شیرانی پنجاب یونیورسٹی لاہور میں موجود ہے۔

(تذکرہ مفسرین ہند ص۸۳)

شیخ یعقوب صرفی کی درج ذیل کتابوں کا بھی سراغ ملتا ہے جو ان کے نوک قلم سے منصہ شہود پر آئیں۔

۱۔شرح صحیح بخاری
۲۔مسلک الاخیار
۳۔مناسک حج
۴۔روائح
۵۔شرح رباعیات
۶۔رسالہ اذکار
۷۔جواہر خمسہ وغیرہ

مگر یہ تمام کتابیں ناپید ہیں،اس کے علاوہ انھوں نے ابوالفیض فیضی کی تفسیر ''سواطع الالہام '' پر ایک تقریظ بھی لکھی ہے،جس سے ان کی عربی زبان پر قدرت اور علوم قرآن سے شغف کا اندازہ ہوتا ہے۔

تفسیر القرآن

زاہد القادری نے پانچ پاروں کی تفسیر لکھی ہے جس کی اشاعت دفتر رسالہ'' آستانہ'' دہلی سے ہو چکی ہے۔(اردو تفاسیر ص۹۹)

تفسیر القرآن

سید ناصر الدین محمد ابوالمنصور دہلوی،ہندوستان کے اہم علما میں سے تھے،فن مناظرہ میں

بڑا کمال حاصل تھا، ان کا آبائی خاندان مضافات قنوج کا باشندہ تھا مگر ان کی پیدائش ناگپور میں ہوئی، کیوں آپ کے والد سید محمد علی میر منشی رزیڈنسی ناگپور تھے۔ چونسٹھ سال کی عمر میں انھوں نے فارسی زبان میں قرآن کریم کی تفسیر لکھی اور سرسید کی تفسیر کے جواب میں تنقیح البیان لکھی۔ (تذکرہ علمائے ہند ص ۲۳۲)

تفسیر قرآن (فارسی)

عبدالواجد بن کمال الدین سنبھلی (قرآن مجید کی تفسیریں ص ۴۲۹)

تفسیر قرآن الکریم

مولوی ظہور علی بن محمد حیدر انصاری لکھنوی (وفات ۱۲۷۵ھ) کو فقہ اور اصول فقہ دونوں میں کمال حاصل تھا، مفتی ظہور اللہ لکھنوی سے اکتساب فیض کیا تھا۔ اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد حیدر آباد چلے گئے اور پھر ہمیشہ کے لیے وہیں کے ہو کر رہ گئے۔

(الثقافۃ الاسلامیۃ ص ۱۶۷، الاعلام جلد ۷ ص ۲۵۲)

تفسیر القرآن لتخریج الفرقان

محمد سلیم کے اس تفسیر کی طباعت مطبع حیدری حیدر آباد دکن سے ۱۲۸۱ھ میں ہو چکی ہے۔

(اردو تفاسیر ص ۴۵)

تفسیر القرآن الکریم

قاضی نور الحق بن منعم رامپوری (وفات ۱۲۲۳ھ) یہ تفسیر نواب فیض اللہ کے حکم سے لکھی گئی۔

تفسیر القرآن

محمد اشرف بن نعمت اللہ لکھنوی کی یہ تفسیر فارسی زبان میں ہے۔ (الثقافۃ الاسلامیۃ ۱۶۷)

تفسیر القرآن

حسن بن محمد بن حسین معروف نظام نیشاپوری (وفات ۷۳۰ھ) کی یہ تفسیر تین جلدوں میں ہے۔

تفسیر القرآن (فارسی)

ملا خیر محمد پشاوری نے یہ تفسیر سلطان عالم گیر کے حکم سے لکھی۔

تفسیر القرآن

مولانا شاہ احمد حسن کانپوری کی تفسیر کا قلمی نسخہ ایک عرصہ تک مولانا الحاج غلام جیلانی مدرسہ اسلامی عربی اندرکورٹ میرٹھ کے پاس رہا۔ اس کے بعد حضرت مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی کے پاس رہا۔ پھر اس کے بعد وہ تفسیر کا نسخہ کہاں گیا کوئی خبر نہیں۔

(مقالہ تحقیق مولانا سورتی کی علمی ودینی خدمات ص ۱۳۷)

تفسیر القرآن

محمد وارث رسول نما بنارسی (وفات ۱۱۶۶ھ) محمد وارث نام رسول نما لقب تھا۔ پیدائش موضع نونہرہ ضلع غازی پور میں ۱۰۸۷ھ ہوئی۔ ''خلیفہ رسول اللہ'' سے ولادت کی تاریخ نکلتی ہے۔ تذکرہ مشائخ بنارس کے مطابق کسی منجم نے یہ خبر دی تھی کہ یہ نومولود اپنے وقت کا غوث اعظم ہوگا۔

محمد وارث کی تعلیم ملا محمد علی بردی کے شاگرد ملا ابراہیم کی زیر سر پرستی ہوئی، تعلیم سے فراغت کے بعد ۱۲ سال کی عمر میں مسند درس آباد کیا والد ماجد سید عنایت اللہ بنارس کے قاضی تھے۔ اس لیے وہیں بودوباش اختیار کی، تنہائی پسند تھے، گوشۂ تنہائی میں بیٹھ کر عشق رسول میں گریہ وزاری کرتے، زیارت نبوی سے مشرف ہوئے، وادا رفیع الدین سے بیعت کا شرف حاصل کیا، سلسلہ قادریہ قمیصیہ وارثیہ کی بنیاد آپ ہی سے پڑی، مراقبہ کے بعد آپ کے بدن سے اکثر مشک کی خوشبو آتی تھی۔ آپ نے قرآن مجید کی عربی میں تفسیر لکھنے کے علاوہ شرح وقایہ کا حاشیہ بھی لکھا ہے۔

(تذکرہ مشائخ غازی پور ص ۳۸۸)

تفسیر القرآن

انتظام اللہ شہابی کی یہ تفسیر فاروقی پریس دہلی سے ۱۹۴۸ء میں طبع ہو چکی ہے۔ اس تفسیر کا نصف حصہ خود مصنف نے لکھا ہے اور نصف حصہ دیگر علما نے تصنیف کی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۳۸)

تفسیر القرآن

محمد انشاء اللہ مالک اخبار وطن لاہور کی یہ تفسیر ترجمہ کے ساتھ ''حمیدیہ اسٹیم پریس'' لاہور سے ۱۹۰۷ء سے ۱۹۱۹ء کے درمیان آٹھ جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۳۸)

تفسیر القرآن

فیروز الدین روحی اکبرآبادی کی یہ تفسیر ۲۸۷ صفحات پر مشتمل ہے، سول اینڈ ملٹری پریس کراچی سے علیحدہ علیحدہ تیس پاروں میں ۱۹۵۰ء سے ۱۹۵۵ء کے درمیان شائع ہو چکی ہے۔

(اردو تفاسیر ص ۴۴)

تفسیر القرآن

سید شاہ مراد رسول نے قرآن کریم کی سات پاروں کی تفسیر توحید میں لکھی تھی یہ جامع کمالات ظاہر و باطن اور صاحب تصرف تھے کبھی کسی کو مرید نہیں کیا، شیخ احمد عرف الہدیہ قلندر کے فیض یافتہ تھے۔ (مجموعہ ہفت رسائل ص ۷ اکاکوری ۲۰۱۶ء)

تفسیر کوکب دری

جمال احمد خاں کی یہ تفسیر ۲۳۳ صفحات میں ہے، دہلی سے ۱۳۰۲ھ میں طبع ہو چکی ہے۔

(اردو تفاسیر ص ۴۰)

تفسیر لطیفی

محی الدین سید عبد اللطیف ذوقی (وفات ۱۱۹۴ھ) کی یہ تفسیر عبد الکریم ابو القاسم قشیری کی لطائف الاشارات کی مانند ہے لیکن دونوں کے طرز میں فرق ہے لطائف الاشارات عربی میں ہے اور تفسیر لطیفی فارسی ہے۔ (قرآن مجید کی تفسیریں ص ۱۸۱)

تفسیر لوامع البیان

محمد اشرف علی شمسی کی تفسیر حیدرآباد دکن سے ۱۹۲۶ء میں طبع ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۳۶)

تفسیر لوامع البیان

محمد سعادت اللہ خاں کی یہ تفسیر ۳۸۰ صفحات پر مشتمل ہے، ''مطبع کریمی'' حیدرآباد دکن سے ۱۳۴۵ھ میں شائع ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۴۵)

تفسیر ماجدی

عبد الماجد دریا آبادی (م ۱۹۷۷ء) مارچ ۱۸۹۲ء میں کا رجحان شروع سے ہی ادبی تھا انھوں نے کم عمری ہی میں لکھنا شروع کر دیا تھا۔ مختلف موضوعات پر کئی کتابیں لکھیں اور کئی کتابوں کے تراجم بھی کئے آخری دور کی تصانیف میں قرآن کے انگریزی، اردو ترجے اور تفسیر شامل ہیں۔

عبد الماجد دریابادی علوم اسلامی کی طرف مائل ہونے سے پہلے مغربی تہذیب وثقافت سے ہمہ تن متاثر تھے اور ایک عرصے تک تشکیک کی وادی میں بھی سرگرداں رہے لیکن بعد میں مولوی اشرف علی تھانوی کی صحبت نے ان کو علوم اسلامی کی طرف مائل کیا۔ پہلے انھوں نے انگریزی ترجمہ وتفسیر مکمل کی بعد میں اردو زبان میں ترجمہ قرآن اور تفسیر ماجدی مکمل کی جس کی طباعت ۱۹۵۲ء میں ہوئی۔ ترجمہ قرآن کے مقدمے میں مصنف یہ اعتراف کرتے ہیں کہ یہ ترجمہ وتفسیر مولوی اشرف علی تھانوی کے بیان القرآن سے ۷۵ فی صد ماخوذ ہے۔(ترجمہ وتفسیر ماجدی ص ۶۲۲)

عبد الماجد دریابادی کا ترجمہ قرآن اردو کے دور جدید کے اہم ترجموں میں شمار کیا جاتا ہے۔ زبان کے لحاظ سے آسان عام فہم اور سلیس ہے مگر دیگر مترجمین کی طرح آپ بھی صحافتی زندگی سے اس طرف رجوع کرتے ہیں جن کے تراجم میں آزادخیالی کا عنصر غالب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مولوی دریابادی کے ترجمے میں بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم وتوقیر کا التزام کم ہے۔ اس کا اظہار انھوں نے اپنے پیش روؤں کی طرح ترجمہ قرآن میں کیا ہے مثلاً:

> ''محمد تو بس ایک رسول ہیں'' اور'' ہم نے آپ کو صرف شہادت دینے والا ڈرانے والا بنا کر بھیجا'' ......'' آپ کہہ دیجئے میں تو بس تمہارے جیسا بشر ہوں میرے پاس تو بس وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے''۔(ترجمہ وتفسیر ماجدی ص ۶۲۳)

عبد الماجد دریا آبادی صاحب نے ترجمہ میں تقریباً اپنے پیش رو علماء کی تقلید کی ہے اور نازک واہم مقامات پر قلم سے وہی لغزشیں واقع ہوئی ہیں جو ان سے قبل ان کے ہم خیال علما سے ظاہر ہو چکی تھیں وہ چوں کہ اپنے پیر ومرشد مولوی اشرف علی تھانوی کے ترجمہ وتفسیر سے بہت زیادہ متاثر تھے اس لیے اس تفسیر میں زیادہ استفادہ بیان القرآن سے ہی کیا گیا ہے۔

اس تفسیر کی تکمیل ۱۹۴۴ء میں ہوئی۔ یہ تفسیر چار جلدوں میں ندوۃ العلماء لکھنو سے طبع ہو چکی ہے۔(قرآن مجید کی تفسیریں ص ۳۴۶)

اس تفسیر کی کچھ جلدیں شائع ہونے سے رہ گئی تھیں جس کی تکمیل ۲۰۱۳ء میں ہوئی جس کی وضاحت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے ان الفاظ میں کی ہے۔

> ''مولانا (دریابادی) نے اپنی عمر کے آخری حصہ میں اپنی اس تفسیر کو مزید خوبیوں سے

آراستہ کرنے کی کوشش کی اور زیادہ بہتر ایڈیشن تیار کرنے کا انتظام کیا، اس کام کو انھوں نے اپنی زندگی کے اختتام تک انجام دیا، اس کی تبییض اور طباعت کا کام باقی رہ گیا تھا لہٰذا اس کی طباعت کی ذمہ داری مجلس تحقیقات ونشریات اسلام نے لی اور ان کے مجوزہ ایڈیشن کے لیے ترتیب کردہ مسودہ کو تحقیق وتبییض کے مرحلہ سے گزار کر شائع کرنے کا انتظام کیا اور قرآن مجید کی ہر منزل کا ترجمہ وتفسیر علیٰحدہ علیٰحدہ جلدوں میں پیش کی، مولانا کے مسودہ کی تبییض کا کام بڑی دقیقہ رسی کا کام تھا، اس لیے کہ مولانا کا خط شکستہ اور باریک تھا ان میں متعدد معاونین مجلس نے محنت کی، شروع میں مولانا کے بڑے ذی علم بھیجے حکیم عبدالقوی کی سرپرستی میں یہ کام ہوا اور بعد میں ان کے نواسے مولوی نعیم الرحمان صاحب ندوی نے بھی حصہ لیا اور مولانا نذر الحفیظ صاحب ندوی کی نگرانی اور سرپرستی میں مولوی محمد مستقیم بھٹکلی ندوتی نے محنت کی اس کی چھ جلدیں پہلے شائع ہو چکی ہیں اور اب یہ آخری اور ساتویں جلد منصۂ شہود پر آرہی ہے جو سورہ ق سے سورہ ناس (آخری منزل) پر مشتمل ہے۔ اس خدمت کے سلسلہ میں حسب ذیل امور کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

۱۔ تفسیر کو پرانے اسلوب ہی پر باقی رکھا گیا ہے۔

۲۔ سورہ ق سے سورہ ناس تک مکمل مسودہ صاف کیا گیا ہے جو کہ مولانا ہی کے قلم سے موجود تھا۔

۳۔ عربی اور اردو کتابوں کے جملہ حوالے دے دیئے گئے ہیں۔ مصنف نے کہیں کہیں حوالے چھوڑ کر صرف سوالیہ نشان لگا دیئے تھے۔ اس کے بھی حوالے دے دیئے گئے ہیں۔ کہیں غلط حوالے آگئے تھے ان کی بھی تصحیح کر دی گئی ہے۔

۴۔ تفسیر کے عربی متن کو اصل عربی کتابوں سے ملایا گیا ہے۔

۵۔ کتاب کے آخر میں تفسیر ماجدی ہفتم کا مکمل انڈیکس بھی دے دیا گیا ہے تاکہ پڑھنے والوں کو سہولت ہو۔

۶۔ فہرست مراجع بھی آخر میں دے دی گئی ہے جس میں ایڈیشن کی مکمل وضاحت سنہ کے ساتھ کر دی گئی ہے۔

۷۔ آخری پارہ صدق جدید میں ساٹھ اور ستر کی دہائی میں ایک دو مرتبہ چھپ چکا تھا تفسیر کو ان سورتوں سے بھی ملایا گیا ہے۔

۸۔ پروف تقریباً پانچ سے چھ دفعہ پڑھا گیا ہے مکمل کوشش اس بات کی کی گئی ہے کہ کوئی خامی نہ رہے والعصمة بید اللہ

۹۔قرآن کریم کی آیتوں کو متن قرآن سے ملا کر اس کے رموز (ق، ط،قف) کو بھی لگا دیا گیا ہے۔

ہم کو بہت مسرت ہو رہی ہے کہ مجلس تحقیقات ونشریات اسلام نے یہ خدمت اپنے ذمہ لی جو اس کی آخری جلد کی تکمیل پر پوری ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو زیادہ سے زیادہ نافع بنائے اور قبولیت عطا کرے''۔ (تعمیر حیات لکھنؤ ۱۰ر دسمبر ۲۰۱۳ء ص ۸)

تفسیر مدارک التنزیل

سید محمد انظر شاہ نے مدارك التنزیل کا حاشیہ لکھا ہے جس کی اشاعت مکتبہ خضر راہ سہارنپور سے ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۳۸)

تفسیر مجمع البحار

شیخ طاہر بن یوسف بن رکن الدین سندھی کے بیٹے ہیں، شیخ شہاب الدین سے منطق کا درس لیا۔ میاں مخدوم جی پسر شیخ محمد ملتانی کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے، شیخ محمد ملتانی شیخ بہاء الدین قادری کے بزرگ خلیفہ ہیں، بعد میں ایرج پور برار میں قیام فرمایا اور خرقۂ خلافت آپ کو پیر سے اسی شہر میں عنایت ہوا۔ آپ کی کئی تصانیف ہیں انھی میں سے ایک تصنیف " تفسیر مجمع البحار " بھی ہے جو بالکل لطائف قشیری کے اسلوب پر صوفیہ کے نکات اور اشارات کو حاوی ہے۔ آپ نے تفسیر مدارك کا اختصار بھی اپنے دونوں بیٹوں عبداللہ اور رحمۃ اللہ کے واسطے کیا تھا۔ (گلزار ابرار ص ۴۲۷)

تفسیر محمدی

شیخ حسن محمد احمد آبادی گجراتی (وفات ۹۸۲ھ/۱۵۷۵ء) شیخ میانجیو کے فرزند تھے علوم ظاہری و باطنی دونوں میں یگانۂ روزگار تھے۔ بچپن ہی میں کمالات سے سرفراز ہو گئے تھے۔ شہر احمد آباد میں ایک لاکھ روپئے کے خرچ سے ایک مسجد کی تعمیر کرائی ۵۹ سال کی عمر میں وصال ہوا۔

(تذکرہ علمائے ہند ص ۲۱۴)

شیخ حسن محمد کا خاندان عرصہ دراز سے مشائخ صوفیہ کا مرکز تھا اور انھوں نے اسی ماحول میں آنکھ کھولی تھی، اس لیے ابتدا ہی سے ان پر اس کا اثر نمایاں تھا، چنانچہ چھ سال کی کمسنی ہی میں وہ اپنے والد سے بیعت ہو گئے اور جب بارہ برس کے ہوئے تو اپنے خاندانی چچا شیخ جمال الدین جمن کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے اور مجاہدہ وریاضت کی منزلیں طے کر کے ان سے خلافت حاصل کی، شیخ جمال الدین جمن کی وفات کے بعد آپ ان کے جانشین منتخب ہوئے اور متواتر اکتالیس برس آپ اس منصب پر فائز رہے۔

شیخ حسن محمد فقہ، تصوف اور دیگر علوم عربیہ کے بلند پایہ عالم تھے انھوں نے متعدد گراں قدر کتابیں لکھیں جن میں صرف تین کتابوں کا ذکر ملتا ہے۔

۱۔تفسیر محمدی

۲۔تفسیر بیضاوی

۳۔نزہتہ الارواح

تفسیر محمدی مصنف کی یہ ایک گراں قدر عربی زبان میں تفسیر ہے۔ایک سال کی مدت میں مکمل ہوئی آیتوں کے درمیان ربط کا اہتمام اس تفسیر کی بنیادی خصوصیت ہے۔تفسیر محمدی ہندوستان کی اہم اور نمایاں تفسیروں میں شمار کی جاتی ہے۔اس تفسیر میں ربط ومناسبت کو بہت اہمیت دی گئی ہے، مسائل کی تشریح میں بھی اس کی رعایت کی گئی ہے۔مسائل کا استخراج باریک بینی اور منطقی انداز میں کیا گیا ہے اور ان میں جا بجا لطیف نکتے بیان کئے گئے ہیں۔اقوال ائمہ سے استدلال بھی کیا گیا ہے، اس میں انبیائے کرام کے واقعات کی تفصیل بھی دی گئی ہے۔اس تفسیر کی ایک اہم خوبی یہ بھی ہے کہ اس میں ائمہ کے اقوال اور ان کی آرا کو مدنظر رکھا گیا ہے اور اس بارے میں مصنف نے کسی مخصوص مسلک کی پیروی نہیں کی ہے۔(محبوب ذوالمنن تذکرہ اولیائے دکن ص ۲۹۳۔تذکرہ مفسرین ہند ص ۶۹)

تفسیر کے شروع میں ایک مقدمہ ہے جس میں اس تفسیر سے متعلق ضروری باتوں کی طرف اشارہ کیا ہے، تفسیر میں انہوں نے سب سے زیادہ زور ربط آیات پر دیا ہے، لکھتے ہیں کہ میں نے کافی غور وخوض کے بعد اس تفسیر کو لکھا ہے اور اس بات کی کوشش کی ہے کہ آیات کی تفسیر مربوط انداز میں بیان کروں۔(ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں ص ۵۰)

تفسیر محمدی

حافظ محمد لکھنوی (م ۱۸۹۳ء) کی اس تفسیر کا تاریخی نام "موضح فرقان" ہے۔ یہ حافظ محمد لکھنوی کے آخری دور کی تصنیفات میں سے ہے۔ یہ تفسیر سات ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ قرآن کی سات منزلیں ہیں اور کتاب کی ہر جلد ایک منزل کی تفسیر پر مشتمل ہے۔ یہ ساتوں جلدیں بڑے سائز کے ڈھائی ہزار سے زائد صفحات پر محیط ہیں۔ اس تفسیر میں انھوں نے امام بغوی کی معالم التنزیل اور حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی تفسیر مظھری سے بالخصوص استفادہ کیا ہے۔

(اہل حدیث خدام قرآن ص ۴۶۷)

تفسیر محمدی

شیخ فتح محمد حسینی سیدانوی کی یہ تفسیر حقائق و معارف سے بھرپور ہے۔

(الثقافۃ الاسلامیۃ ص ۱۶۵)

تفسیر محمدی

محمد بن عاشق چریاکوٹی اعظمی (وفات ۹۷۲ھ)

تفسیر محمدی

محمد دہلوی کی یہ تفسیر تفسیر ابن کثیر کا ترجمہ ہے۔ دہلی سے ۱۹۲۳ء میں طبع ہو چکی ہے۔

(اردو تفاسیر ص ۵۵)

تفسیر مختصر

شیخ جمال الدین گجراتی (وفات ۱۱۲۴ھ) نام جمن عرف ہے، شیخ رکن الدین بزرگ چشتی کے صاحبزادے ہیں۔ سلسلۂ نسب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ ولادت ۱۰۸۸ھ میں احمد آباد گجرات میں ہوئی، والد ماجد سے ابتدائی درسی کتابیں پڑھیں، ۱۸ برس کی عمر میں تحصیل علم سے فارغ ہوئے، فضائل و کمالات میں طاق اور علم معقولات میں یگانۂ آفاق تھے۔ والد ماجد کے مرید و خلیفہ ہوئے درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں زندگی بسر کی۔ آپ کے نوک قلم سے تقریبا ایک سو بیالیس کتابیں منظر عام پر آئیں۔ حاشیہ تفسیر مدارک، حاشیہ بیضاوی، حاشیہ تفسیر محمدی، حاشیہ تفسیر حسینی،

تفسیر نصیری، آپ ہی کی تصانیف ہیں، کتب احادیث کی بھی آپ نے شروح وحواشی لکھے ہیں۔ (محبوب ذوالمنن تذکرہ اولیائے دکن ص ۲۲۹)

تفسیر مختصر کلام اللہ

نورالدین بن محمد صالح احمد آبادی گجراتی (وفات ۱۱۵۵ھ) حاجی الحرمین شیخ محمد قدس سرہ کے فرزند تھے۔ اخوند مولانا احمد بن اخوند مولانا سلیمان سے تعلیم حاصل کی اپنی والدہ سے گلستاں کا درس لیا۔ حضرت سید محمد ابوالمجد محبوب عالم سے سلسلہ سہروردیہ کی ارادت اور خلافت حاصل کی، اس مصنف کی اور بھی تفاسیر ہیں جس کا ذکر آگے آئے گا۔

(الأعلام جلد ۶ ص ۳۰۲۔ تذکرہ علمائے ہند ص ۲۲۸)

تفسیر مرادی

شاہ مراد اللہ انصاری سنبھلی، اس تفسیر کے مصنف ہیں، اس تفسیر کا نام "تفسیر خدا کی نعمت" ہے تفسیر مرادیہ سے اسے شہرت حاصل ہے۔ شاہ صاحب سلسلہ نقشبندیہ میں مرزا مظہر جان جاناں سے بیعت تھے۔ انھوں نے اس تفسیر میں صرف قرآن مجید کے آخری پارے کی تفسیر لکھی ہے۔ انھوں نے یہ تفسیر ۱۱۸۴ھ/۱۷۷۰ء میں لکھی تھی۔ مفسرین کا خیال ہے کہ تاریخ کی رو سے یہ قرآن شریف کا پہلا ترجمہ ہے اس کی پہلی اشاعت ۱۲۴۷ھ میں کلکتہ سے ہوئی اس تفسیر کے بارے میں مولانا انصاری خود کہتے ہیں۔

> "حمد وشکر کا سجدہ لائق ہے سزاوار ہے پاک پروردگار کے تئیں جس خداوند نے اپنے فضل وکرم سے اور حضرت نبی عم کے طفیل سے عم ہی پارے کی تفسیر ہندی زبان میں تمام کروادی، اس عاصی گنہ گار مراد اللہ انصاری سنبھلی قادری نقش بندی حنفی کو یہ خدمت فرما کر توفیق رفیق بخش کر اس کے دل میں اپنے پاک کلام کا بیان بخشا زبان کو، ہاتھوں کو قوت بخشی، قلم کو کاغذ کے اوپر جاری کروایا، خیر کا کام پورا کر دیا، پھر اس تفسیر کا نام خدا کی نعمت مقرر کر دیا یہ تفسیر محرم کے مہینے کی چوبیس تاریخ جمعہ کے دن گیارہ سو چوراسی برس ہجری تمام ہو کر پچاسی شروع ہوا تھا، جو تمام ہوئی۔ (تفسیر خدا کی نعمت ص ۳۰۲)

یہ تفسیر ہگلی ضلع میں شائع ہوئی اس تفسیر کا انداز بیان اچھا ہے۔ زبان بھی سلیس اور سادہ ہے۔ (علوم اسلامیہ اور ہندوستانی علما ص ۳۶)

تفسیر مرادی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی فتح الرحمٰن (۱۷۳۷ء) کے ۲۶ سال بعد اور حضرت شاہ عبد القادر کی موضح القرآن سے ۲۱ سال قبل کی تصنیف ہے۔ اٹھارہویں صدی کے اواخر کی زبان کا اچھا نمونہ ہے اس دور کی نثر مقفیٰ و مسجع ہوتی تھی مگر تفسیر مرادی کی زبان میں سادگی سلاست اور روانی ہے۔(جائزۂ تراجم قرآنی ص ۱۸)

تفسیر مرتضوی

شیخ زین العابدین شیرازی نے یہ تفسیر ۱۶۰۷ء میں نواب مرتضیٰ حسن خاں سید فرید بخاری (وفات ۱۰۱۶ھ) کے حکم سے عہد جہاں گیری میں فارسی زبان میں لکھی۔

(ماہنامہ راہ اسلام ص ۱۲۴ جولائی ۲۰۰۹ء الثقافۃ الاسلامیہ ص ۱۶۵)

تفسیر مرتضوی

مرتضیٰ بن احمد بن ابی بکر بخاری (وفات ۱۰۲۵ھ) کئی خوبیوں کے مالک تھے، تدبیر وسیاست اور جود وسخا میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ سلطان ہند اکبر اعظم کے قریبی لوگوں میں تھے، جہاں گیر کے دور حکومت میں پہلے صاحب سیف وقلم اور پھر مرتضیٰ خاں کا لقب ملا، گجرات اور پنجاب کی تولیت بھی ان کے سپرد ہوئی، احمد آباد کی جامع مسجد اور علامہ وجیہ الدین علوی کا مقبرہ انھوں نے ہی بنوایا تھا، ہرروز ان کے دستر خوان پر پندرہ سولوگ کھانا کھایا کرتے تھے۔ احمد آباد میں ایک بخارا محلہ انھی کی یادگار ہے۔ شیخ زین الدین شیرازی نے فارسی زبان میں تفسیر مرتضوی ۱۰۱۶ھ میں انھی کے لیے لکھی تھی۔ (الاعلام جلد ۵ ص ۴۳۵)

تفسیر مصطفوی

سید محمد حکم بن علم اللہ صاحب (مجلہ راہ اسلام مذکور ص ۲۰۲)

تفسیر مصطفوی (بحر العلوم الاسلامیہ)

غلام مصطفیٰ ابن محمد اکبر تھانیسری الدہلوی کی یہ فارسی تفسیر ۱۱۹۲ھ کے دوران لکھی گئی اس کا اصل نام بحر العلوم الاسلامیہ ہے۔ اس میں کل ۵۹۹ اوراق ہیں۔

(فہرست رضا لائبریری رام پور ص ۳۷، الثقافۃ الاسلامیہ ص ۱۶۵)

تفسیر مظہر البیان

مظہر علی سہسوانی (وفات ۱۳۱۲ھ) مطبوعہ ۱۸۹۴ء۔ (قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۲۵۲)

تفسیر نصیری، آپ ہی کی تصانیف ہیں، کتب احادیث کی بھی آپ نے شروح وحواشی لکھے ہیں۔ (محبوب ذوالمنن تذکرہ اولیائے دکن ص ۲۲۹)

تفسیر مختصر کلام اللہ

نورالدین بن محمد صالح احمد آبادی گجراتی (وفات ۱۱۵۵ھ) حاجی الحرمین شیخ محمد قدس سرہ کے فرزند تھے۔ اخوند مولانا احمد بن اخوند مولانا سلیمان سے تعلیم حاصل کی اپنی والدہ سے گلستاں کا درس لیا۔ حضرت سید محمد ابوالمجد محبوب عالم سے سلسلہ سہروردیہ کی ارادت اور خلافت حاصل کی، اس مصنف کی اور بھی تفاسیر ہیں جس کا ذکر آگے آئے گا۔

(الاعلام جلد ۶ ص ۲۰۲۔ تذکرہ علمائے ہند ص ۲۴۸)

تفسیر مرادی

شاہ مراد اللہ انصاری سنبھلی، اس تفسیر کے مصنف ہیں، اس تفسیر کا نام" تفسیر خدا کی نعمت " ہے تفسیر مرادیہ سے اسے شہرت حاصل ہے۔ شاہ صاحب سلسلہ نقشبندیہ میں مرزا مظہر جان جاناں سے بیعت تھے۔ انھوں نے اس تفسیر میں صرف قرآن مجید کے آخری پارے کی تفسیر لکھی ہے۔ انھوں نے یہ تفسیر ۱۱۸۴ھ/۱۷۷۰ء میں لکھی تھی۔ مفسرین کا خیال ہے کہ تاریخ کی رو سے یہ قرآن شریف کا پہلا ترجمہ ہے اس کی پہلی اشاعت ۱۲۴۷ھ میں کلکتہ سے ہوئی اس تفسیر کے بارے میں مولانا انصاری خود کہتے ہیں۔

> "حمد وشکر کا سجدہ لائق ہے سزاوار ہے پاک پروردگار کے تئیں جس خداوند نے اپنے فضل وکرم سے اور حضرت نبی عم کے طفیل سے عم سی پارے کی تفسیر ہندی زبان میں تمام کروادی، اس عاصی گنہ گار مراد اللہ انصاری سنبھلی قادری نقش بندی حنفی کو یہ خدمت فرما کر توفیق رفیق بخش کر اس کے دل میں اپنے پاک کلام کا بیان بخشا زبان کو، ہاتھوں کو قوت بخشی، قلم کو کاغذ کے اوپر جاری کروایا، خیر کا کام پورا کر دیا، پھر اس تفسیر کا نام خدا کی نعمت مقرر کر دیا یہ تفسیر محرم کے مہینے کی چوبیس تاریخ جمعہ کے دن گیارہ سو چوراسی برس ہجری تمام ہو کر بیاسی شروع ہوا تھا، جو تمام ہوئی۔ (تفسیر خدا کی نعمت ص ۳۰۲)

یہ تفسیر ہگلی ضلع میں شائع ہوئی اس تفسیر کا انداز بیان اچھا ہے۔ زبان بھی سلیس اور سادہ ہے۔ (علوم اسلامیہ اور ہندوستانی علما ص ۳۶)

تفسیر مرادی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی فتح الرحمٰن (۱۷۳۷ء) کے ۲۶ سال بعد اور حضرت شاہ عبد القادر کی موضح القرآن سے ۲۱ سال قبل کی تصنیف ہے۔ اٹھارہویں صدی کے اواخر کی زبان کا اچھا نمونہ ہے اس دور کی نثر مقفیٰ و مسجع ہوتی تھی مگر تفسیر مرادی کی زبان میں سادگی سلاست اور روانی ہے۔ (جائزۂ تراجم قرآنی ص ۱۸)

تفسیر مرتضوی

شیخ زین العابدین شیرازی نے یہ تفسیر ۱۶۰۷ء میں نواب مرتضیٰ حسن خاں سید فرید بخاری (وفات ۱۰۱۶ھ) کے حکم سے عہد جہاں گیری میں فارسی زبان میں لکھی۔

(ماہنامہ راہ اسلام ص ۱۳۲ جولائی ۲۰۰۹ء الثقافۃ الاسلامیۃ ص ۱۶۵)

تفسیر مرتضوی

مرتضیٰ بن احمد بن ابی بکر بخاری (وفات ۱۰۲۵ھ) کئی خوبیوں کے مالک تھے، تدبیر وسیاست اور جود وسخا میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ سلطان ہند اکبر اعظم کے قریبی لوگوں میں تھے، جہاں گیر کے دور حکومت میں پہلے صاحب سیف وقلم اور پھر مرتضیٰ خاں کا لقب ملا، گجرات اور پنجاب کی تولیت بھی ان کے سپرد ہوئی، احمد آباد کی جامع مسجد اور علامہ وجیہ الدین علوی کا مقبرہ انھوں نے ہی بنوایا تھا، ہر روز ان کے دستر خوان پر پندرہ سو لوگ کھانا کھایا کرتے تھے۔ احمد آباد میں ایک بخارا محلہ انھی کی یادگار ہے۔ شیخ زین الدین شیرازی نے فارسی زبان میں تفسیر مرتضوی ۱۰۱۶ھ میں انھی کے لیے لکھی تھی۔ (الاعلام جلد ۵ ص ۴۳۵)

تفسیر مصطفوی

سید محمد حکم بن علم اللہ صاحب (مجلہ راہ اسلام مذکور ص ۲۰۲)

تفسیر مصطفوی (بحر العلوم الاسلامیہ)

غلام مصطفیٰ ابن محمد اکبر تھانیسری الدہلوی کی یہ فارسی تفسیر ۱۱۹۲ھ کے دوران لکھی گئی اس کا اصل نام بحر العلوم الاسلامیہ ہے۔ اس میں کل ۵۹۹ اوراق ہیں۔

(فہرست رضا لائبریری رام پور ص ۳۷، الثقافۃ الاسلامیۃ ص ۱۶۵)

تفسیر مظہر البیان

مظہر علی سہسوانی (وفات ۱۳۱۲ھ) مطبوعہ ۱۸۹۴ء۔ (قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۲۵۲)

تفسیر مظہر القرآن

حضرت مولانا مفتی شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی شاہی امام وخطیب جامع مسجد فتح پوری دہلی (وفات ۱۹۶۶ء) کی تصنیف ہے یہ تفسیر دراصل حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا ترجمۂ قرآن ہے جسے انھوں نے ۱۸۷۳ء میں فارسی زبان میں لکھا تھا، یہ اس وقت کی ضرورت تھی، لیکن دور حاضر میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے افکار ونظریات سے عوام وخواص کو متعارف کرانے کے لیے اس کا اردو زبان میں ترجمہ ناگزیر تھا۔ ناشر کے بقول برصغیر پاک وہند میں قرآن مجید کے اس پہلے فارسی ترجمہ کا اردو زبان میں ترجمہ کرنے کی سعادت حضرت مولانا مفتی شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی کے حصہ میں آئی، آپ نے نہ صرف حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے فارسی ترجمہ کا اردو ترجمہ پیش کیا بلکہ اس پر تفسیری حواشی بھی لکھے جو آپ کے علم وفکر کا نتیجہ اور مطالعہ وتجربہ کا نچوڑ ہیں جو ہر طبقہ کے لیے ہر لحاظ سے مفید ہیں اس تفسیر میں عقائد کی اصلاح کا خصوصی خیال رکھا گیا ہے۔ ایک ہی صفحہ میں آیات قرآنی پھر فارسی ترجمہ کا اردو ترجمہ اور اس کے بعد حواشی میں ان آیات کی مختصراً تشریح ہے۔

یہ تفسیر دو جلدوں میں پروفیسر محمد مسعود احمد نقش بندی کے وقیع مقدمہ کے ساتھ کل ۱۹۴۷ صفحات پر مشتمل ہے ادارہ ضیاء القرآن لاہور اور کراچی پاکستان سے نومبر ۲۰۰۷ء میں اس کی اشاعت ہو چکی ہے۔ (تفسیر مظہر القرآن جلد اول ص ۴)

تفسیر مظہری

قاضی ثناء اللہ پانی پتی (م ۱۲۲۵ھ/۱۸۱۰ء) شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء پانی پتی کی اولاد میں سے تھے، سات سال کی عمر میں قرآن کریم کا حفظ کیا۔ سولہ سال کی عمر میں تحصیل علم سے فراغت ہوئی، دوران طالب علمی آپ نے درسی کتب کے علاوہ ڈیڑھ سو کتابوں کا مطالعہ کیا۔ پہلے آپ نے شاہ محمد عابد سنامی سے بیعت کی پھر آپ کے وصال کے بعد سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں مرزا مظہر جان جاناں سے روحانی کمال حاصل کیا۔ علم تفسیر، فقہ، کلام وتصوف میں ید طولیٰ حاصل تھا۔

مصنف کو یہ فخر ہے کہ وہ مدرسہ رحیمیہ میں کافی عرصہ تک حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے زیر سایہ اور زیر شفقت رہے اسی دوران آپ نے قبلہ شاہ صاحب کی علمی اور روحانی تربیت

سے اپنے آپ کو ظاہری اور باطنی علوم سے خوب آراستہ کیا آپ کی تصانیف سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کو عقلی و نقلی علوم میں کامل دسترس حاصل تھی، جودت طبع اور قوت فکر میں وہ اپنی مثال آپ تھے فقہ اور اصول فقہ میں مجتہد کے مرتبہ پر فائز تھے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے خصوصی وابستگی تھی ان کی تصانیف کا آپ نے بہ نظر عمیق مطالعہ کیا اور ان کی فکر کو دل و دماغ میں راسخ کیا بالخصوص علم تفسیر کے حوالے سے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی تصنیف الفوز الکبیر انتہائی عمدہ اور حسین تصنیف ہے۔ قاضی صاحب کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ جب انھوں نے تفسیر مظہری لکھنی شروع کی تو شاہ صاحب کے ان اصولوں کا مکمل پاس رکھا جو انھوں نے الفوز الکبیر میں پیش کیے ہیں۔ جیسا کہ ڈاکٹر محمود الحسن عارف نے لکھا ہے کہ

> ''اگر یہ کہا جائے تو عین مناسب ہوگا کہ الفوز الکبیر میں پیش کیے گئے اصولوں کے مطابق علم تفسیر پر پہلی کتاب " تفسیر مظہری " لکھی گئی کیوں کہ اس تفسیر میں الفوز الکبیر کے اصولوں کا بڑا التزام کیا گیا ہے''۔ (تفسیر مظہری جلد اول ص ۴۷)

مصنف نے قرآن مجید کی مکمل تفسیر دس جلدوں میں لکھی اور اپنے پیر و مرشد حضرت مرزا مظہر جان جاناں کے نام پر تفسیر مظہری اس کا نام رکھا۔ اس کتاب میں انھوں نے ضروری تفسیر کے ساتھ مسائل کی تشریح میں حنفیوں کے نقطہ نظر کو مدلل طور پر پیش کیا ہے۔ اس تفسیر میں فقہ، تصوف، قرأت اور اعراب پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ یہ تفسیر ندوۃ المصنفین دہلی نے شائع کی ہے۔
(تذکرہ علمائے ہند ص ۳۸۔ عربی مفسرین ص ۹۸)

تفسیر مظہری میں متنوع اقسام کا ذکر ہے مثلاً اگر اس میں احادیث اور آثار صحابہ کی کثرت کو دیکھا جائے تو یہ تفسیر بالآثار نظر آتی ہے اور اگر اس کی فقہی مباحث کو پیش نظر رکھا جائے تو آپ نے انتہائی شرح و بسط کے ساتھ مسلک حنفی کے مطابق مسائل کا تذکرہ کیا ہے اور اپنے موقف کو اتنے مدلل انداز میں بیان کیا ہے کہ یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس میں فقہ کا رنگ غالب ہے کیوں کہ قاضی صاحب ایک عرصہ تک منصب قضا پر فائز رہے اس لیے قوانین کی تنقید میں پیش آنے والی پیچیدگیوں پر ان کی گہری نظر تھی اور ان کی تفسیر میں بالعموم فقہ حنفی کی ترجیح کے ساتھ ساتھ عملی

دشواریاں دور کرنے کے لیے دوسرے ائمہ کی فقہ سے استفادہ کی روایت نہایت نمایاں ہے اسی بنا پر بعض مسائل میں آپ نے فقہ حنفی سے اختلاف بھی کیا ہے مثلاً حق مہر کی کم از کم مقدار کا تعین اور حدیث قلتین وغیرہ۔ اسی طرح اگر صرف ونحو کی تراکیب اور لغوی تحقیقات پر نظر کی جائے تو ''بیضاوی'' اور ''کشاف'' جیسی تفاسیر کے ہم پلہ نظر آتی ہے اور تصوف کے حوالہ سے اس کا جائزہ لیا جائے تو آپ نے اتنے خوبصورت اور حسین پیرائے میں تصوف کی دقیق اور مشکل مباحث کا تذکرہ کیا ہے جس میں آپ کی انفرادیت مسلم ہے۔ المختصر جس اعتبار سے بھی تفسیر مظہری کا جائزہ لیا جائے یہ کامل اور مکمل دکھائی دیتی ہے۔ اس تفسیر کے مترجم لکھتے ہیں۔

> ''تفسیر مظہری کی انھی خصوصیات اور اوصاف کے پیش نظر ہم نے یہ فیصلہ کیا اسے اپنی قومی زبان اردو میں منتقل کیا جائے تاکہ ذوق علم رکھنے والے اور قرآن کریم کے اسرار ورموز کو جاننے کا شوق رکھنے والے وہ اہل علم بھی اس سے استفادہ کرسکیں جن کی رسائی عربی زبان تک ممکن نہیں''۔ (تفسیر مظہری جلد اول ص ۴۹)

تفسیر مظہری میں صوفیانہ طرز پر آیات کی تاویل بھی ذکر کی گئی ہے ایسی صورت میں آپ حضرت مجدد الف ثانی کے اقوال نقل کرتے ہیں اس طرح اس تفسیر کا شمار مجددی فکر کی نمائندہ تفاسیر میں ہوتا ہے۔ سورہ الجمعہ کی آیت واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم اور سورہ والضحیٰ کی آیت واما بنعمتة ربك فحدث کے تحت حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مقام ومرتبہ پر روشنی ڈالی ہے۔ قاضی صاحب نے مقام مجدد کو صوفیانہ رنگ میں بیان کیا ہے۔ اکثر تفاسیر میں جو اسرائیلی روایات داخل ہوگئی ہیں ان کی بھی قاضی صاحب نے خوب خبر لی ہے اس کی مثال ہاروت وماروت اور عوج بن عنق کے قصہ میں دیکھی جاسکتی ہے،

تفسیر مظہری کا شمار برصغیر کی اہم تفاسیر میں ہوتا ہے اس تفسیر نے اردو تفاسیر پر بڑے گہرے نقوش چھوڑے ہیں بالخصوص اردو کی درج ذیل تفاسیر پر تفسیر مظہری کی گہری چھاپ ہے۔

۱۔ خلاصۃ التفاسیر	شاہ فتح محمد
۲۔ تفسیر معارف القرآن	مفتی محمد شفیع
۳۔ تفسیر ضیاء القرآن	پیر محمد کرم شاہ ازہری

اس تفسیر کا اردو ترجمہ مولانا عبدالدائم جلالی نے ۱۲ جلدوں میں شائع کیا ہے۔اس کا فارسی ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔تفسیر مظہری کے متن کا ترجمہ پیر محمد کرم شاہ ازہری پاکستان اور اس کی تفسیر کا ترجمہ ادارہ ''ضیاء المصنفین'' بھیرہ پاکستان نے کیا ہے۔اس ترجمہ کی اشاعت فرید بک ڈپو نے دہلی سے کر دی ہے۔

تفسیر القرآن مع ترجمہ

محمد صادق نظامی پریس لکھنؤ (اردو تفاسیر ص ۵۶)

تفسیر معارف القرآن

مولانا مفتی محمد شفیع (وفات ۱۹۷۶ء) کی اہم تفسیر ہے مصنف بچپن سے لے کر وفات تک دارالعلوم دیوبند ہی میں رہے وہیں اپنی تعلیم مکمل کی۔۱۹۴۸ء کے بعد پاکستان منتقل ہو گئے۔ یہ تفسیر آٹھ جلدوں میں پہلی بار ۱۴۰۲ھ مطابق ۱۹۸۲ء میں بیت الحکمت دیوبند سے شائع ہوئی پاکستان میں اس تفسیر کے بعض حصے ریڈیو پاکستان سے نشر ہو چکے ہیں اور بعض کی ماہنامہ البلاغ دارالعلوم کراچی میں اشاعت ہو چکی ہے۔

اس میں مولانا محمود حسن اور مولانا اشرف علی تھانوی کا ترجمہ ہے۔اس تفسیر کی امتیازی خصوصیت قرآن کریم کی فقہی آیات کی مکمل تشریح کے علاوہ ایک ایک اہم عنوان کے ساتھ معارف ومسائل کا بیان ہے جو کافی اہمیت کا حامل ہے۔معارف ومسائل کے ذیل میں ایک اہم چیز یہ ہے کہ بہت سے مقامات پر ذیلی اور مستقل عنوانات ہیں جس کے تحت مفید علمی معلوماتی مضامین اور احکامات ومسائل پر مستند کلام موجود ہے اس تفسیر میں تفسیر ابن جریر، تفسیر ابن کثیر، تفسیر قرطبی، تفسیر بحرالمحیط، احکام القرآن للجصاص، تفسیر درالمنثور، تفسیر مظہری اور تفسیر روح البیان کے بکثرت حوالے پائے جاتے ہیں، اس تفسیر میں کثرت سے قصص وفوائد بھی نقل کئے گئے ہیں جو نہایت دلچسپ پُر اثر علمی، تاریخی اور سبق آموز ہیں مختصر یہ کہ علمائے دیوبند کی تفسیری خدمات میں مولانا محمد شفیع کی یہ تفسیر بہت اہمیت رکھتی ہے۔

تفسیر معالم القرآن

محمد علی صدیقی کاندھلوی کی یہ تفسیر آٹھ جلدوں میں ہے دارالعلوم انجمن شہابیہ سیالکوٹ سے ۱۹۷۶ء سے ۱۹۸۰ء کے درمیان شائع ہو چکی ہے۔(اردو تفاسیر ص ۵۷)

تفسیر معینی

سید رفیع الدین صفوی (وفات ۹۵۴ھ) (قرآن مجید کی تفسیریں ص ۴۲۹)

تفسیر ملا شاہ

ملا شاہ نے قرآن مجید کی چند سورتوں کی تفسیر لکھی ہے اس کا سال تکمیل ۱۰۵۷ھ ہے۔

(قرآن مجید کی تفسیریں ص ۱۲۸)

تفسیر ملتقط

شیخ محمد بن یوسف حسینی گیسو دراز (وفات ۸۲۵ھ / ۱۴۲۲ء) کے والد ماجد کا نام سید یوسف حسنی تھا۔ ۷۲۱ھ میں ولادت ہوئی گیسو دراز کے لقب سے مشہور ہوئے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ایک بار وہ اپنے مرشد شیخ نصیر الدین چراغ دہلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پالکی مریدوں کے ساتھ اٹھائے چل رہے تھے ان کے بال بڑے بڑے تھے وہ پالکی میں الجھ گئے مگر اس حالت میں وہ پالکی کو کندھے پر لیے دور تک نکل گئے جب شیخ نصیر الدین کو اس کی خبر ہوئی تو اپنے مرید کی محبت اور عقیدت سے بہت خوش ہوئے اور برجستہ یہ شعر پڑھ کر انھیں ''گیسو دراز'' کا لقب دیا۔

ہر کہ مرید سید گیسو دراز شد
واللہ خلاف نیست کہ او عشق باز شد

شیخ گیسو دراز نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی ان کے انتقال کے بعد ان کی تربیت ان کے ماموں نے کی، یہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلی (وفات ۷۵۷ھ) سے بہت متاثر تھے۔ انہیں سے سلسلہ چشتیہ کی خلافت حاصل کی، حضرت سید گیسو دراز کی عظمت و بزرگی کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت سید اشرف جہاں گیر سمنانی (وفات ۸۷۱ھ) آپ کے بڑے معتقد تھے۔ سلسلہ چشتیہ کے یہ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے تصنیف و تالیف کی طرف بھرپور توجہ فرمائی، آپ کو عربی، فارسی اور قدیم اردو زبان میں بڑی مہارت تھی۔ متعدد علوم و فنون میں آپ کی بہت ساری تصانیف ہیں۔ تفسیر ملتقط بھی انہیں میں سے ایک ہے۔

اس تفسیر کا باقاعدہ ان کی مجلس میں درس ہوتا تھا۔ ان کے فرزند سید محمد اکبر نے اس کی شرح

بھی لکھی تھی مگر وہ اب نایاب ہے۔اس کی دو جلدیں انڈیا آفس لندن کے کتب خانہ میں محفوظ ہیں۔ اس کا مکمل نام ملتقط المعالم فی التفسیر ہے۔یہ تفسیر صوفیانہ رنگ کی حامل ہے۔اس تفسیر کا ایک حصہ لکھنؤ کے ناصریہ کتب خانے میں موجود ہے۔(علوم اسلامیہ اور ہندوستانی علماص ۲۹)

شیخ گیسودراز کی تفسیر ملتقط ہندوستان کی ابتدائی تفسیروں میں شمار کی جاتی ہے اس کے علاوہ ان کی دوسری کتابوں میں بھی قرآن کریم کی مختلف آیتوں کی تفسیریں ملتی ہیں جن کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کو قرآن مجید اور تفسیر سے خاص شغف تھا۔اس تفسیر کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں اہم صوفیاء کے اقوال نقل کئے گئے ہیں،اسی سبب سے اس میں تصوف کا رنگ غالب ہے اور واضح طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نظریہ وحدۃ الوجود کے قائل اور موئد تھے اسی نقطہ نظر سے یہ تفسیر لکھی گئی ہے۔بلاشبہ یہ تفسیر علم وتحقیق پر مبنی ایک صوفیانہ تفسیر ہے۔ (تذکرہ مفسرین ہند ص ۲۴)

اس تفسیر پر ڈاکٹر مصطفٰی شریف ڈائریکٹر دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد، تحقیقی کام کر رہے ہیں۔

اس تفسیر کے علاوہ "تفسیر بطرز کشاف" "حواشی کشاف" تفسیر کے تعلق سے اہم تصنیف ہے مگر ان تصانیف کے بارے میں کوئی تفصیل نہیں معلوم ہوسکی تاہم اتنا ضرور اندازہ ہوتا ہے کہ تفسیر کشاف سے آپ کو خصوصی انس تھا۔

تفسیر مواہب الرحمٰن

سید امیر علی کی تالیف کردہ تصنیف ہے،نو ہزار صفحات پر مشتمل ہے، مطبع نول کشور لکھنؤ، مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ لاہور سے اس کی اشاعت ۱۹۷۷ء میں ہوچکی ہے۔یہ تفسیر دس جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔گیارہویں جلد میں تفسیر کے مضامین اور مسائل واحکام کی جامع فہرست تقریباً ۱۲ سو صفحات پر مشتمل ہے،ترجمہ تحت اللفظی ہے تفسیر میں ابتدائی بیسویں صدی کی اردو زبان استعمال کی گئی ہے۔جس میں کہیں ثقل کا احساس ہوتا ہے۔اس تفسیر میں لاتعداد احادیث وآثار کا ترجمہ بھی ہے،سلوک ومعرفت کے بے شمار مواعظ بھی ہیں،علم کلام کے مباحث بھی ہیں، نیچریت، رفض، اعتزال اور خارجیت کا رد بھی ہے۔مصنف نے علوم القرآن میں بڑی شرح وبسط کے ساتھ روشنی

ڈالی ہے اس لیے مقدمہ ایک سو چار صفحہ پر پھیل گیا ہے۔ بہر حال یہ ایک نادر تفسیر ہے جسے معلومات کا خزانہ کہا جاسکتا ہے۔(اردو تفاسیر ص ۳۸)

تفسیر المواھب

شیخ محمد صالح بن محمد شریف خیر آبادی غلام علی امروہوی

(فہرست نسخہ ہائے خطی رضا لائبریری رام پور ص ۳۳)

تفسیر نظامی

نظام الدین بن عبد الشکور تھانیسری (وفات ۱۰۲۴ھ) کی تالیف ہے۔ شیخ نظام الدین علوم ظاہری و باطنی کے فاضل اور شیخ جلال الدین تھانیسری کے خلیفہ تھے۔ جلاوطنی کی حالت میں بلخ میں انتقال ہوا۔ یہ تفسیر اپنی نوعیت میں محتاج تحقیق ہے کہ آیا کسی جز و قرآن کی تفسیر تھی یا مکمل قرآن کی۔ (تذکرہ علمائے ہند ص ۵۲۵ و جائزہ تراجم قرآنی ص ۹۵)

مغلیہ عہد حکومت میں یہ تفسیر لکھی گئی اکبر بادشاہ کی ناراضگی کی وجہ سے مولف ہندوستان چھوڑ کر بلخ چلے گئے اور وہیں وفات پائی۔ بعض تذکرہ نگاروں نے اس تفسیر کا نام ریاض القدس بھی لکھا ہے۔ یہ تفسیر بڑی اہمیت کی حامل ہے اس میں تصوف کا رنگ بھی جا بجا دکھائی دیتا ہے۔ (تذکرہ علمائے ہند ص ۲۴۱۔ فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی ص ۶)

تفسیر نعیمی (اشرف التفاسیر)

احمد یار خاں گجراتی (م ۱۹۷۱ء) کی ولادت ۱۹۰۶ء میں اوجھانی ضلع بدایوں میں ہوئی۔ ان کا خاندان یوسف زئی پٹھان قبیلے سے تعلق رکھتا ہے۔ ان کے والد گرامی کا نام ملا محمد یار خاں تھا۔ دینیات، فارسی اور درس نظامی کی ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی شمس العلوم بدایوں میں بھی کچھ دنوں تعلیم حاصل کی، تعلیم سے فراغت کے بعد جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ مدرسہ مسکینیہ دھوراجی گجرات میں مدرس رہے، صدر الا فاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی سے بیعت و خلافت کا شرف حاصل ہے، اپنے پیر و مرشد کے حکم اور حضرت شاہ علی حسین اشرفی میاں کی طلب پر کچھ دنوں کے لیے بحیثیت مدرس مدرسہ اشرفیہ کچھوچھہ چلے گئے۔ پھر وہ انجمن خدام الصوفیہ کے دار العلوم میں مدرس ہو کر گجرات پہونچ گئے اس کے بعد وہ گجرات کے اور گجرات ان کا ہو گیا۔

۱۲ جلدوں پر مشتمل یہ تفسیر مصنف کے درس کا مجموعہ ہے جسے انھوں نے ۱۹رسال کی مدت میں ۱۳۶۳ھ میں مکمل کیا تھا، اس تفسیر میں عام فہم سادہ اور دلنشین اردو زبان استعمال کی گئی ہے۔ ترجمہ تحت اللفظ ہے۔ اس میں تفسیر صوفیانہ کے عنوان سے جو تفسیر کی ہے اس میں بعض عجیب ولطیف نکات سامنے آئے ہیں۔ یہ تفسیر روح البیان، تفسیر کبیر، تفسیر عزیزی تفسیر محی الدین ابن عربی کا خلاصہ اور مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی کی تفسیر خزائن العرفان کی تفصیل ہے۔ اس کی اب تک ۱۸ جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ یہ ایک عمدہ تفسیر ہے جو عوام وخواص دونوں کے لیے مفید ہے۔ اس کی اشاعت ہندو پاک سے ہو رہی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۵۷)

تفسیر نعیمی کی چودہویں اور پندرہویں جلد ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور نے ۱۹۹۱ء اور ۱۹۹۲ء میں شائع کی ہیں۔ یہ تفسیر مفتی احمد یا خاں نعیمی کے بڑے صاحبزادے مفتی اقتدار احمد خاں نعیمی نے تحریر فرمائی ہیں اور آپ نے تفسیر میں اپنے والد ماجد کے ہی اسلوب کو برقرار رکھا ہے یعنی آپ نے پہلے تفسیری بیان پھر اعتراضات کے جوابات لکھے اور جہاں ضروری ہوا وہاں آریوں اور دیگر بد مذہبوں کا رد بھی لکھا ہے اور آخر میں تفسیر صوفیانہ کے عنوان سے بھی تفسیر لکھی ہے۔

مفتی احمد یار خاں نعیمی ۲۳ کتابوں کے مصنف ہیں جس میں احادیث کی شرحیں اور حواشی کے علاوہ قرآنیات پر بھی کئی کتابیں ہیں جاء الحق، شان حبیب الرحمن اور اسلامی زندگی ان کی مشہور تصانیف ہیں۔

تفسیر نور النبی

شیخ حسین بن خالد ناگوری (وفات ۹۰۱ھ/۱۴۹۵ء) خواجہ حمید الدین ناگوری کی اولاد میں سے تھے۔ شریعت، طریقت اور حقیقت کے جامع تھے، صوبہ گجرات میں مدتوں اپنے پیر کی صحبت میں رہے، آپ کسبی اور وہبی دونوں طرح کے علوم سے آراستہ تھے۔

یہ تفسیر تیس جلدوں پر مشتمل ہے، نحوی تراکیب کی روشنی میں معانی کی توضیح کی گئی ہے، قرآن کے ہر جز سیپارے کو علیحدہ لکھا ہے۔ (تذکرہ علمائے ہند ص ۵۰)

اس تفسیر میں آیات کی تشریح عام اور سہل انداز میں کی گئی ہے، عبارت کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ دوسری تفاسیر کے معانی و مطالب کو جمع کیا گیا ہے۔تفسیر نور النبی ان خصوصیات کے لحاظ سے ایک اہم تفسیر ہے۔ یہ تفسیر فارسی زبان میں ہے۔(الاعلام جلد ۶ ص ۸۳)

تفسیر نوربخشیہ

شیخ اوحد الدین المعروف سید اشرف بن ابراہیم حسنی حسینی جہانگیر سمنانی کچھوچھوی (وفات ۸۰۸ھ) سمنان میں ولادت ہوئی۔قرأت سبعہ کی تعلیم حاصل کی اپنے زمانہ کے مشہور اساتذہ سے کسب علم کیا اور چودہ سال کی عمر میں تحصیل علم سے فراغت حاصل کی انیس سال کی عمر میں اپنے والد کی جگہ ملک سمنان کے سلطان ہو گئے۔شیخ رکن الدین علاء الدولہ سمنانی کی صحبت اختیار کی اس صحبت کا کچھ ایسا اثر ہوا کہ ۲۳ سال کی عمر میں انھوں نے سلطنت اپنے بھائی محمد کے حوالہ کردی اور خود راہ حق میں نکل پڑے، محمد تغلق کے عہد حکومت میں ہندوستان کا رخ کیا، اوچ لاہور تشریف لائے شیخ جلال الدین حسین بن احمد بخاری کی صحبت اختیار کی پھر بہار کا رخ کیا شیخ شرف الدین احمد یحیٰ منیری کا وصال ہو چکا تھا آپ نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔اس سفر میں شیخ بدیع الدین مدار مکن پوری آپ کے ساتھ تھے۔سیر و سیاحت میں زیادہ وقت گذارا۔آخر میں کچھوچھا اتر پردیش میں سکونت اختیار کی، وہیں وفات پائی۔اس تفسیر کا کوئی نسخہ دستیاب نہیں، یہ تفسیر غالباً ہندوستان میں لکھی گئی یا ہندوستان کے سفر کے دوران لکھی گئی۔

(الاعلام جلد ۳ ص ۲۶۔صحائف اشرفی اول ص ۱۱۷)

تفسیر واضح البیان

عبدالماجد دہلوی ناظم جمعیت علما دہلی کی یہ تفسیر رسالہ پیشوا دہلی سے ۱۹۳۰ء میں شائع ہو چکی ہے۔(اردو تفاسیر ص ۵۰)

تفسیر وحیدی

وحید الزماں خاں بن مسیح الزماں لکھنوی الخاطب نواب وقار نواز جنگ (وفات ۱۳۳۹ھ) شاگرد مولانا لطف اللہ علی گڑھی۔موضع الفرقان مع تفسیر وحیدی ۹۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔تفسیر جامعہ ہمدرد کی لائبریری میں موجود ہے۔یہ تفسیر مکمل طور پر مسلک اہل حدیث کی ترجمان

ہے اس میں چوں کہ حدیث کا بے حد استعمال ہے اس لیے تفسیر القرآن بالقرآن سے زیادہ تفسیر القرآن بالحدیث ہے۔ (اردو تفاسیر بیسویں صدی میں ص۱۹)

موضح الفرقآن کے نام سے آپ نے بامحاورہ، سہل اور جامع ترجمہ کیا ہے، جس میں بکثرت قوسین کا استعمال کیا گیا ہے۔ مصنف تفسیر کے دوران منکرین حدیث کی سخت مخالفت کرتے ہیں اور ایسے لوگوں کو جو حدیثوں کی درجہ بندی کر کے کہتے ہیں کہ ہمارے امام نے فلاں فلاں حدیثوں کو نہیں لیا ہے ان کی سخت نکیر کرتے ہیں۔ اس کے کئی نسخے جامعہ ہمدرد کی لائبریری میں موجود ہیں۔

تفسیر وحیدی

وحید الزماں شاہجہان پوری کی یہ تفسیر ۱۰۲۷ صفحات میں مطبع مخدومی بمبئی سے ۱۳۲۳ھ میں شائع ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص۶۰)

تفسیر وہابی

عبد الصمد بن نواب شکوہ الملک نصیر الدولہ عبد الوہاب خاں نصرت جنگ (وفات ۱۰۸۷ھ) کی یہ تفسیر دکنی زبان میں ہے۔ مولف نے بیان کیا ہے کہ عربی اور فارسی میں بہت ساری تفسیریں ہیں لیکن دکنی میں کم ہیں، بلکہ نہیں ہیں، اس لیے انھوں نے یہ تفسیر قلم بند کی ہے۔ ان کی تفسیر دیکھنے سے یہ بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ عربی اور فارسی میں بڑی اچھی قابلیت رکھتے تھے۔ ارکاٹ کے شاہی خاندان سے تعلق ہونے کے باوجود انھوں نے جس طرح علمی قابلیت پیدا کی اور اردو کی خدمت فرمائی یہ ہر آئینہ قابل ستائش ہے۔ اس تفسیر کی چار جلدیں کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہیں۔ (کتب خانہ آصفیہ کے اردو مخطوطات جلد دوم ص۲۹)

یہ دکنی تفاسیر میں پہلی مکمل تفسیر بتائی جاتی ہے۔ یہ تفسیر ۲۷۱۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ (اردو تفاسیر ص۴۹)

تفصیل البیان فی مقاصد القرآن

سید ممتاز علی دیوبندی و سید نجم الدین سیوہاروی کی یہ مشترکہ تفسیر ۶ جلدوں میں ۱۱۴۳ صفحات میں ''دار الاشاعت گیلانی پریس'' لاہور سے ۱۹۲۹ء سے ۱۹۳۲ء کے درمیان چھپ چکی

ہے۔ سید ممتاز علی دیوبندی ترجمہ لکھ ہی رہے تھے کہ ان کا انتقال ہوگیا اس لیے باقی حصے کی تکمیل نجم الدین سیوہاروی نے کی۔ اس طباعت کا نسخہ پاکستان میں بیت القرآن لاہور میں موجود ہے۔

(قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۲۵۴)

تفہیم القرآن

سید ابوالاعلیٰ مودودی (وفات ۱۹۷۹ء) کا رشتہ سلسلہ چشتیہ کے بزرگ خواجہ قطب الدین مودود چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملتا ہے۔ انھوں نے اس تفسیر کو جدید تعلیم یافتہ لوگوں کے لیے تحریر کیا ہے۔ جس میں کافی حد تک وہ کامیاب بھی نظر آتے ہیں۔ انھوں نے اسلامی نظام حیات کی تفہیم وتشریح کے لیے کئی ہزار صفحات پر مشتمل کئی چھوٹی بڑی تصنیفات اور تالیفات یادگار چھوڑی ہیں مگر ان کی اہم کاوش ترجمہ وتفسیر قرآن ہے جو ۳۲ سال میں" تفہیم القرآن " کے نام سے ٦ جلدوں میں مکمل کر سکے۔ ان کی تحریر میں کسی حد تک مولانا ابوالکلام آزاد کی تحریر کی جھلک نظر آتی ہے۔ تفہیم القرآن بہت ہی آسان اسلوب میں تحریر کی گئی ہے۔ ''تفہیم القرآن'' سمیت تمام تصانیف میں جدت طرازی کا رجحان نمایاں ہے۔ مودودی صاحب دور حاضر کے تمام مفسرین میں ایک جدت پسند مفسر ہیں۔ ان کی سب سے بڑی انفرادیت یہ ہے کہ قرآن وسنت کو صرف اور صرف اپنی جدت پسندی طباعت اور اختراعیت کی روشنی میں سمجھنا چاہتے ہیں۔ خواہ اس کا تعلق عقائد سے ہو یا اعمال سے۔ اگر ان کی عقلی رائے سے وہ مطابقت کر گئی تو وہ بات درست ہے ورنہ غلط۔ اس لحاظ سے ان کے نزدیک کوئی شخص بھی کامل نہیں گذرا اور ہر کسی میں کوئی نہ کوئی عیب تھا یہاں تک کہ صحابہ کرام جن کے لیے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم

(مشکوۃ شریف جلد سوم ص ۲۲۲)

میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی پیروی کرو گے تو ہدایت پاؤ گے

جناب مودودی صاحب لکھتے ہیں۔

''حقیقت یہ ہے کہ عاصی لوگ نہ کبھی عہد نبوی میں مسلمان تھے اور نہ ان کے بعد کبھی ان کو معیاری مسلمان ہونے کا فخر حاصل ہوا (تفہیمات ص ۳۱۹)

شاید یہی وہ وجہ ہے کہ مودودی صاحب دین کی تفہیم کے لیے قرآن وحدیث کے پُرانے ذخیروں پر بھروسہ نہیں کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔

''قرآن وسنت کی تعلیم سب پر مقدم ہے مگر قرآن وحدیث کے پُرانے ذخیرہ سے نہیں''۔
(تنقیحات ص۱۱۴)

اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے خود مودودی صاحب لکھتے ہیں۔

''آپ کے نزدیک ہر اس روایت کو حدیث رسول مان لینا ضروری ہے جسے محدثین سند کے اعتبار سے صحیح قرار دیں لیکن ہمارے نزدیک یہ ضروری نہیں ہے۔ ہم سند کی صحت کو حدیث کے صحیح ہونے کے لیے لازمی دلیل نہیں سمجھتے''۔ (رسائل ومسائل جلد اول ص۲۲۹)

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کے ترجمہ وتفسیر میں اسی فکر وخیال کی عکاسی جابجا پائی جاتی ہے جس کا ذکر سطور بالا میں ہوا۔ اس تفسیر کے تعلق سے ڈاکٹر صالحہ اشرف لکھتی ہیں۔

''تفہیم القرآن کی تصنیف مولانا مودودی نے محرم ۱۳۶۱ھ رفروری ۱۹۴۲ء میں شروع کی تھی، تقریباً ۱۹۴۷ء تک سورۂ یوسف تک پہنچی تیرہویں پارے تک کام ہوسکا اس کے بعد مختلف اسباب کی بنا پر سلسلہ منقطع کرنا پڑا۔ مولانا اپنی گوناگوں علمی، درسی اور سیاسی مصروفیات کی وجہ سے یہ کام پورا نہ کرسکے۔ آخر کار تیس برس چار ماہ بعد یعنی ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ ر ۷ جون ۱۹۷۲ء میں یہ ترجمہ وتفسیر پایہ تکمیل کو پہنچ کر طبع ہوئی۔''
(قرآن حکیم کے اردو تراجم ص۳۵۹)

اس تفسیر کی خوبی یہ ہے کہ پہلی بار قرآن کریم کے تاریخی واقعات مقامات اور اقوام کو تاریخی کتابوں، نقشوں اور انسان کے تہذیبی ادوار کے ذریعہ واضح کیا گیا ہے یہ پہلا کام ہے کہ آثار قدیمہ کی جدید وقدیم معلومات سے استفادہ کیا گیا ہے۔ اگر چہ یہ تفسیر عالمانہ نہیں ہے جس کا خود بھی مصنف نے مقدمہ میں اظہار کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ تفسیر میں عوام کے لیے لکھ رہا ہوں، لیکن جدید دور میں جدید مسائل کے متعلق جو اس تفسیر نے حل پیش کیا ہے وہ قابل ستائش ہے۔

مولانا غلام رسول سعیدی پاکستان اس تفسیر کے بارے میں لکھتے ہیں۔

''سید ابوالاعلیٰ مودودی کی تفہیم القرآن چھ جلدوں پر محیط ہے اس تفسیر میں بعض مقامات پر

مقام نبوت کا ادب واحترام نہیں کیا گیا ہے اور ایک امتی کو اپنے نبی سے جو عقیدت ومحبت ہوتی ہے اس کا مصنف اس سے محروم ہے، یہ وہابی عقائد کی ترجمان ہے۔''

(تبیان القرآن جلد ا ص ۱۳۲)

اس تفسیر کو ۲ جلدوں میں مرکزی مکتبہ اسلامی چتلی قبر دہلی نے ۱۹۵۸ء میں شائع کر دیا ہے۔ مصنف چوں کہ جماعت اسلامی کے بانی ہیں اس لیے تفسیر میں جماعت اسلامی کے عقائد ونظریات کی جھلک جا بجا ملتی ہے کہیں کہیں ایسی بات بھی کہہ گذرتے ہیں جو تحقیقی معیار پر پوری نہیں اترتی۔ (اردو تفاسیر ص ۶۹)

اس تفسیر کی تلخیص بھی مولانا صدر الدین اصلاحی کے قلم سے ایک جلد میں مکتبہ اسلامی دہلی سے طبع ہو چکی ہے۔

تقریب القرآن

عبد الوہاب خاں رام پوری نے آیات قرآنیہ کا ترجمہ تحت اللفظ میں کیا ہے جس کو محاورے سے قریب کرنے کے لیے قوسین کا استعمال کیا گیا ہے (یہ پورے قرآن کی تفسیر ہے مگر اشاعت صرف سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی ہو سکی ہے۔ (قرآن مجید کی تفسیریں ص ۳۱۸)

اس تفسیر پر تفصیلی حاشیہ مصنف کے برادر اصغر عبد السلام خاں کا ہے، یہ کیفیت طبع شدہ حصہ کی ہے۔ غیر مطبوعہ حصہ پر حواشی نگار کو لکھنے کا وقت نہیں ملا اور وہ طبع ہونے سے رہ گیا۔ مترجم ۱۹۹۰ء کے آس پاس اللہ کو پیارے ہو گئے اور حواشی نگار بھی ۲۰۰۹ء میں جوار رحمت باری میں چلے گئے۔ مسودہ خاندان میں محفوظ ہے۔

تقریر القرآن

محمد طاہر قاسمی کی یہ تفسیر نصف قرآن کی نامکمل تفسیر ہے۔ ''کتب خانہ قاسمی'' دیوبند سے شائع ہو چکی ہے۔

تکملہ تفسیر عزیزی

حیدر علی عزیزی نے یہ تکملہ نواب سکندر بیگم آف بھوپال کے حکم سے لکھا جس کی اشاعت ۲۷ جلدوں میں ۱۲۹۹ھ میں ہوئی۔ (اردو تفاسیر ص ۴۲)

تلخیص البیان

ظفر احمد تھانوی (م۱۳۹۴ھ) کی یہ تفسیر اشرف علی تھانوی کی تفسیر بیان القرآن کی تلخیص ہے تھانہ بھون سے شائع ہوئی ہے۔

تنویر القرآن

عبدالمقتدر دہلوی کی یہ تفسیر سورۂ توبہ تک کی تفسیر ہے۔۱۹۹۵ء میں اس کی طباعت ہوئی ہے۔

تنقیح البیان (جواب تفسیر القرآن از سر سید احمد خاں)

سید ناصر الدین محمود ابوالمنصو ر دہلوی کی یہ تفسیر مطبع نصرت المطابع دہلی سے ۱۲۹۹ھ میں چھپ چکی ہے۔ (تذکرہ علمائے ہند ص ۵۰۸)

تنویر البیان

راحت حسین کاتب الہ آبادی کی یہ تفسیر دراصل ملا فتح اللہ کاشانی کی تفسیر خلاصة المنہج کا اردو خلاصہ ہے۔ ''مطبع اعجاز محمدی'' آگرہ سے ۱۹۱۱ء میں اس کی طباعت ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۴۳)

تنویر البیان فی تفسیر القرآن

سید محمد حسین لکھنوی نے فتح اللہ کاشانی کی تفسیر خلاصة المنہج کی تفسیر میں قرآن کریم کا بین السطور ترجمہ کیا ہے۔ آگرہ سے ۱۸۹۵ء میں اس کی طباعت ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۵۳)

تنویر المقباس فی تفسیر ابن عباس

ابو طاہر محمد بن یعقوب مجد الدین شافعی فیروز آبادی (صاحب قاموس) نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف نسبت کردہ تمام تفسیری اقوال اور روایات کو یکجا کر کے ''تفسیر ابن عباس'' کے نام سے مرتب کیا ہے۔ ''مطبع امیر الدین گلشن ہند'' آگرہ سے ۱۹۲۶ء میں طباعت ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۵۱)

توضیح الفرقان

محمد سلیمان فاروقی اس کے مصنف ہیں، یہ پارۂ عم کی تفسیر ہے۔ امرتسر سے ۱۹۲۳ء میں شائع ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۹۹)

تیسیر الرحمان لبیان القرآن

محمد لقمان سلفی کی یہ تفسیر دو جلدوں میں ہے۔ تفسیر و ترجمہ لکھتے وقت مصنف نے اس بات کا لحاظ رکھا ہے کہ ہر آیت کا ترجمہ الگ ہو لیکن ترجمہ بہر حال بامحاورہ اور تشریحی ہو تا کہ اگر کوئی شخص صرف ترجمہ ہی پڑھنا چاہے تو وہ تسلسل کے ساتھ قرآن کریم کے بنیادی مقاصد و مضامین کو سمجھتا جائے۔ قرآن کریم کے ترجمہ و تفسیر میں مصنف نے پورے پانچ سال لگائے ہیں جیسا کہ مصنف اپنی تفسیر میں "چند باتیں "کے تحت لکھتے ہیں۔

> ''میں نے اس ترجمہ و تفسیر کی تیاری میں اپنی عمر کے پانچ سال بایں طور لگائے ہیں کہ اس پوری مدت میں میں نے روزانہ تقریباً سولہ گھنٹے کام کیا ہے، سفر و حضر میں اس کے مسودات اپنے ساتھ لیے پھرا اور جب بھی اور جہاں بھی موقع ملا ان کی تصحیح و تدقیق میں لگ گیا اسی لیے میں کہا کرتا ہوں کہ میں نے اس ترجمہ و تفسیر کی تیاری میں پانچ سال نہیں بلکہ پندرہ سال لگائے ہیں'' ۔(تیسیر الرحمان لبیان القرآن ص ط)

اس کی اشاعت علامہ ابن باز اسلامک سینٹر نئی دہلی سے ۲۰۰۱ء میں ہو چکی ہے۔

تیسیر القرآن

مولانا عبدالوحید فتح پوری بنیادی طور پر استاد تھے۔ انھوں نے یہ تفسیر اپنے طلبہ کے اندر قرآنی فہم پیدا کرنے کے لیے لکھی۔ جو ۱۹۷۹ء میں ۱۹۲ صفحات پر مشتمل کتب خانہ قاسمیہ فتح پور یوپی سے شائع ہوئی۔ یہ پارۂ عم کی تفسیر ہے عربی متن کے نیچے تحت لفظ اردو ترجمہ اشرف علی تھانوی کی تفسیر بیان القرآن سے لیا گیا ہے مگر کہیں کہیں مشکل الفاظ کو بدل دیا ہے۔ اگر چہ یہ تفسیر اہل علم حضرات کے معیار پر پوری نہیں اترتی ہے مگر جس مقصد کے لیے یہ تفسیر لکھی گئی ہے اس میں مکمل کامیاب ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۷۴)

تیسیر القرآن

عبد الرحمان کیلانی (وفات ۱۹۹۵ء) کی یہ تفسیر اردو زبان میں ہے اور چار جلدوں پر مشتمل ہے، آیات قرآنی کا ترجمہ سلیس اور بامحاورہ ہے۔ البتہ ربط قائم رکھنے کے لیے کہیں کہیں رابطے کے الفاظ قوسین میں لکھے گئے ہیں۔ پہلی جلد ۱۹۹۹ء دوسری جلد ۲۰۰۰ء تیسری جلد ۲۰۰۱ء میں اور چوتھی جلد کی اشاعت ۲۰۰۲ء میں ہوئی۔ (اہل حدیث کے خدام قرآن ص ۲۵۷)

تسیر القرآن وتسہیل الفرقان

محمد سلیم بن مستور علی کی یہ تفسیر کلکتہ سے ۱۲۶۰ھ اور ۱۲۶۵ھ اور کانپور سے ۱۸۷۹ء میں چھپ چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۶۱)

پارۂ عم کی قرآنی کرنیں

رحیم الدین نے پارۂ عم کی عصری تشریح کی ہے۔ "کوآپریٹیو پریس" دہلی سے ۱۳۶۸ھ میں طبع ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۹۹)

ثواقب التنزیل فی انارۃ التاویل

علی اصغر بن عبد الصمد قنوجی (ولادت ۱۰۵۱ھ/وفات ۱۱۴۰ھ) قنوج کے اکابر علما میں سے تھے۔ ان کا تعلق عماد الدین کرمانی مولف فصول عمادیه کے خاندان سے ہے اور سلسلۂ نسب امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے، ان کے آباء واجداد تلاش روزگار میں مدینہ طیبہ سے کرمان (ایران) آکر بس گئے۔ پھر وہاں سے شیخ عماد الدین کرمانی کے فرزند شیخ مبارک ہندوستان آئے اور قنوج میں اقامت گزیں ہو گئے، اسی وقت سے اس خاندان کے لوگ قنوج میں آباد ہیں۔

مصنف نے سید محمد حسینی، ملا محمد قنوجی اور ملا عصمت اللہ سہارنپوری سے اکتساب علم کیا۔ ملا محمد زماں کاکوروی کی خدمت میں رہ کر علوم کی تکمیل فرمائی، مشہور عالم ملا احمد جیون کے رفقائے درس میں سے تھے۔ حضرت شاہ پیر محمد لکھنوی سے ارادت وخلافت تھی، مکمل ساٹھ سال تشنگان علوم کو سیراب کیا، کئی کتابوں کے مصنف تھے۔ (تذکرہ علمائے ہند ص ۱۴۱)

شیخ علی اصغر کی بیشتر کتابیں تصوف کے موضوع پر ہیں جن میں یہ کتابیں اہم ہیں

۱۔ اللطائف العليه في المعارف الالٰهيه یہ کتاب فن تصوف میں شیخ ابن عربی کی فصوص الحكم کے طرز پر لکھی گئی ہے۔

۲۔ تبصرة المدارج اس میں شیخ پیر محمد کے افادات جمع کیے گئے ہیں۔

۳۔ القصيدة الميمنيه فى النفحة المحمديه
یہ غالباً ان کا کوئی متصوفانہ رسالہ تھا۔

۴-النفائس العلیه فی کشف اسرار المیمنیه

یہ قصیدہ میمنیہ کی شرح ہے۔

۵-شرح فصوص الحکم

نواب صدیق حسن خاں کے بیان کے مطابق انھوں نے فصوص کی تلخیص بھی کی تھی۔

۶-ثواقب التنزیل فی اشارة التاویل

یہ مصنف کی آخری تصنیف ہے جو تفسیر جلالین کے انداز کی ایک مختصر اور جامع تفسیر ہے مگر جلالین سے زیادہ اس میں بلاغت ہے۔اس تفسیر کے بارے میں نواب صدیق حسن کا کہنا ہے کہ یہ ''جلالین'' سے بلیغ اور متین ہے۔اس تفسیر کا جس قدر قلمی نسخہ رام پور کی رضا لائبریری میں موجود ہے۔اس میں کل نوے صفحات ہیں۔یہ تفسیر نامکمل ہے اس تفسیر میں حدیثوں سے بھی مثالیں اور اقوال پیش کئے گئے ہیں اور دوسری تفسیر کے حوالے بھی ملتے ہیں۔(تبیان الراسخ ص ۶۳)

شیخ علی اصغر کی یہ تفسیر اگر چہ نامکمل ہے تاہم اس سے بھی اس کی بعض نمایاں درج ذیل خصوصیات کا پتا چلتا ہے۔

اس تفسیر میں پورے قرآن مجید کو سات ثواقب میں تقسیم کیا ہے۔پہلے ثاقب میں صرف سورۂ فاتحہ ہے۔اس کے بعد سورۂ بقرہ اور آل عمران کو دوسرے ثاقب میں رکھا ہے چوں کہ تفسیر ناقص ہے اس لیے دوسرے ثواقب کے بارے میں نہیں کہا جاسکتا ہے کہ وہ کہاں سے کہاں تک ہیں۔سات کا عدد مصنف کے نزدیک قرآن مجید کی اندرونی شہادتوں کی بنیاد پر اہم اور بابرکت ہے اس لیے انھوں نے مسائل کی تشریح اور بحث و تحقیق میں بھی اس کو خاص طور پر ملحوظ رکھا ہے۔اس تفسیر کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں دلائل کے طور پر روایتیں اور ائمہ کے اقوال بھی ذکر کئے ہیں۔پھر ان میں محاکمہ کر کے کسی ایک رائے کو ترجیح دی گئی ہے۔(الاعلام جلد ۶ ص ۱۹۴۔ تذکرۂ مفسرین ہند ص ۱۳۲۔ ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں ص ۸۵)

جامع البیان

ظہور الباری اعظمی نے ابن جریر کی تفسیر کا ترجمہ کیا ہے جس کی اشاعت دیوبند سے ۱۹۶۵ء میں ہو چکی ہے۔(اردو تفاسیر ص ۴۸)

جامع التفاسیر

محمد بدیع الزماں کی یہ تفسیر لکھنؤ سے ۱۸۷۶ء میں شائع ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۳۸)

جواہر البیان

محمد ارشاد الٰہی فیضی عصامی نے قرآن کریم کے کچھ حصوں کی تفسیر لکھی، جسے تفسیر عصامی سے شہرت ملی۔ راولپنڈی سے اس کی اشاعت ہو چکی ہے اس کے کل ۸۴ صفحات ہیں۔
(ذخیرۂ کتب حکیم موسیٰ امرتسری ص ۳۱۴)

جواہر التفاسیر

ڈاکٹر عبد الحکیم نے اس تفسیر میں تورات وانجیل سے زیادہ استفادہ کیا ہے۔ مطبع احمدی لاہور سے ۱۳۰۸ھ میں اس کی طباعت ہو چکی ہے۔ اس میں کل صفحات ۶۸۲ ہیں۔ (اردو تفاسیر ص ۴۹)

جواہر التفاسیر

محب اللہ فرنگی محلی کی یہ تفسیر قلمی ہے۔ کتب خانہ سالار جنگ حیدر آباد دکن میں محفوظ ہے۔
(اردو تفاسیر ص ۵۵)

جواہر التفاسیر لتحفۃ الامیر

ملا حسین واعظ کاشفی کی یہ دوسری تفسیر ہے۔ یہ اصل میں انھی کی تفسیر حسینی کا خلاصہ ہے۔ اس کا ایک نسخہ آصفیہ لائبریری میں فن تفسیر نمبر ۵۱۱ پر موجود ہے۔ پہلے پارہ کے ابتدائی حصہ تک اس میں تفسیر ہے۔ ۱۰۶۷ھ کی مکتوبہ ہے۔ کاتب کا نام حافظ اللہ ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مصنف کا ذہن شیعیت کی طرف مائل تھا۔ اس تفسیر کا ترجمہ ترکی میں بھی ہو چکا ہے۔
(جائزہ تراجم قرآنی ص ۹۰)

جواہر التفسیر

عبد الرحمان رحمانی عمر آبادی نے شیخ طنطاوی کی تفسیر کا ترجمہ ۶۵۸ صفحات میں کیا ہے جامع دار السلام عمر آباد سے ۱۹۳۸ء میں طباعت ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۴۹)

جواہر القرآن فی بیان معانی الفرقان

شیخ ابو بکر اسحاق بن تاج ملتانی (وفات ۷۳۶ھ/۱۳۳۵ء) ہندوستان کے ابتدائی

مفسرین میں شمار کئے جاتے ہیں۔ یہ قرآن مجید کی مکمل تفسیر تھی اصل تفسیر کا پتا نہیں چلتا البتہ اس تفسیر کا خلاصہ جسے ابن التاج نے خود تیار کیا تھا برلن کی لائبریری میں محفوظ ہے،

شیخ ابن التاج کی تفسیر کا بیشتر مواد امام غزالی کی تفسیر "جواهر القرآن" سے ماخوذ ہے۔ اس کی ایک نمایاں خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں مشکل الفاظ کے معانی ذکر کر دیئے گئے ہیں اور بعض لفظوں کا فارسی میں ترجمہ بھی کر دیا گیا ہے، قرآن مجید کی سورتوں اور آیتوں کی فضیلت بھی بیان کر دی گئی ہے۔ (تذکرۂ مفسرین ہند ص۱۶)

اس تفسیر کے علاوہ مصنف کی درج ذیل تصانیف بھی ہیں۔

۱۔ خلاصۃ الاحکام بشرائط الایمان والاسلام
۲۔ کتاب الحج والمناسک
۳۔ نسبۃ خرقۃ التصوف
۴۔ الذکر الاکبر

ان تمام کتابوں کے نسخے برلن لائبریری میں موجود ہیں۔

جواہر القرآن

آغا رفیق بلند شہری نے امام غزالی کی تفسیر کا اردو میں ترجمہ کیا ہے جس کی اشاعت ۱۳۳۹ھ میں ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص۴۴)

جواہر القرآن

محمد رکانہ کی یہ تفسیر نولکشور پریس لکھنؤ سے ۱۸۸۵ء میں ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص۴۴)

جواہر القرآن

غلام اللہ خاں راولپنڈی کی یہ تفسیر، مکتبہ رشیدیہ سے ۱۹۴۴ء میں شائع ہو چکی ہے۔

جواہر القرآن (اردو تفاسیر ص۵۴)

اس تفسیر کو مالک مطبع نظامی نے مطبع گلشن احمدی لکھنؤ سے حضرت شاہ رفیع الدین کے ترجمہ کے ساتھ شائع کیا ہے اور سبب اشاعت کا ذکر کرتے ہوئے ناشر نے لکھا ہے۔

برائے تلاوت اہل اسلام بحسن خط و تصحیح تمام از سعی مجمع خلق و سراپا احسان حافظ محمد ستار خاں سلمہ۔ ایسا ناشر نے کیوں کیا اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے انھوں نے لکھا ہے۔

''اگر چہ پہلے بھی طالبان دین نے جواہر القرآن چھپوایا اور ایک خلقت نے اس سے فیض اٹھایا لیکن اس مرتبہ سیادت پناہ نجابت دستگاہ عاشق رسول، شیدائے آل بتول، سعید ازلی سید حسین علی صاحب بن غوث علی صاحب مغفور متوطن قدیم سنبل ٹیرہ ضلع مظفر نگر حال مقیم میرٹھ نے کہ فقیر سے بھی واسطہ اتحاد ان کی دلی ہے، محبت ان کی عادت اور عادت ان کی ازلی ہے۔ ان آیات جواہر القرآن کو مع ترجمہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب مبرور نے چھپوایا ہے، سچ تو یہ ہے کہ یہ ہمارے میر صاحب نے ہی جنت میں گھر بنوایا ہے اب سرور افزائے دل حزیں داد ہر نکتہ سنج ہے باصرار شفیق ممدوح دیباچہ نگار فصیح الدین رنج ہے جو اس کی تلاوت کرے یہ تمنا ہے کہ مجھے بھی دعائے خیر سے یاد کرے۔

من نمانم ایں بماند یادگار

(جواہر القرآن ص ۴)

جواھر القرآن میں آیات کو ایک الگ انداز سے ترتیب دے کر اسے مختلف ناموں سے سات حصوں میں تقسیم کر دیا ہے، تا کہ تلاوت کرنے والوں کو آسانی رہے۔ اور وہ اس طرح ہے۔

ا۔ تحمیدات	روز جمعہ
۲۔ استغفار	روز شنبہ
۳۔ تسبیحات	روز یک شنبہ
۴۔ توکل	روز دوشنبہ
۵۔ تسلیمات	روز سہ شنبہ
۶۔ تہلیلات	روز چہارشنبہ
۷۔ دعوات	روز پنج شنبہ

خاتمۃ الطبع کے تحت ناشر نے لکھا ہے

''جواہر القرآن بہترین وظائف متبرکہ وخوش ترین اوراد شریفہ سے ہے بر طبق اشارت سعید

دوجہاں حافظ محمد ابوسعید خاں خلف اسعد جناب محمد عبد الرحمان خاں صاحب مالک مطبع
نظامی بہ سعی کمترین روزگار امیدوار رحمت غفار محمد عبد الستار کے مطبع گلشن احمدی واقع لکھنو
شہر ذی الحجہ ۱۲۸۹ھ میں چھپ کر مفید خاص وعام ہوا مسلمان بھائیوں کو لازم ہے کہ موافق
طریقہ معمولہ مندرجہ کے ساتوں دن اس کی تلاوت فرمائیں۔(جواہر القرآن ص ۱۳۶)

جامع البیان فی تفسیر القرآن

سید معین الدین کی یہ تفسیر مطبع نامی دہلی سے ۱۳۴۴ھ میں طبع ہو چکی ہے۔

(کتابخانہ رضارام پور جلد اول ۱۹۹۴ء ص ۵۳۴)

جامع التفاسیر

مولوی قطب الدین خان بہادر دہلوی بن محی الدین دہلوی (وفات ۱۸۶۲ء) مولوی محمد
اسحاق دہلوی اور بعض علمائے حرمین شریفین سے شرف تلمذ تھا، مکہ معظمہ ہی میں ۱۲۷۹ھ میں وفات
پائی۔(تذکرہ علمائے ہند ص ۱۶۹)

اس تفسیر میں تحقیق لفظی اور عربی تراکیب بھی حاشیہ پر درج ہیں۔تاکہ اہل علم کے ذہن میں
کوئی شبہ پیدا ہو تو دور ہو جائے۔تفسیر کی انھی خصوصیات کی بنا پر محمد حسین خاں نے ''مطبع مصطفائی''
سے چھپوانا شروع کیا تھا کہ اچانک ہندوستان کی فضا خراب ہوگئی جس کی وجہ سے اس وقت یہ کام پایۂ
تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔اسی اثنا میں محمد ہاشم علی میرٹھی نے اس تفسیر کے منتشر اجزا کو بہت عرق ریزی کے
ساتھ جمع کیا۔اور ماہ ربیع الاول ۱۲۷۶ء میں اسے مرتب کر کے اشاعت کے قابل بنا دیا۔

اس تفسیر میں جن کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے ان کے لیے ایک خاص علامت متعین
کر دی گئی ہے۔''مطبع مرتضوی'' دہلی سے بھی اس کی طباعت ۱۲۹۲ھ میں ہو چکی ہے۔یہ نسخہ جامعہ
ہمدرد میں موجود ہے۔(الاعلام جلد ۷ ص ۴۲۶)

حبیب التفاسیر

محمد حبیب اللہ موضع شیخ بھٹی امرتسر کی یہ تفسیر " تفسیر نعمانی " سے مشہور ہے، پنجابی
زبان کے ساتھ اردو ترجمہ تحت لفظ میں دے دیا گیا ہے۔یہ غالباً دس پاروں کی تفسیر ہے۔مختلف
مطابع لاہور سے ۱۳۲۶ھ میں طبع ہو چکی ہے۔(اردو تفاسیر ص ۹۹)

حدیث التفاسیر

عبدالستار دہلوی (وفات ۱۹۶۶ء) کی قرآن مجید کی یہ تفسیر اپنے مشمولات کی اہمیت کے علاوہ حسن ظاہری میں بھی انفرادیت کی حامل ہے۔(اہل حدیث خدام قرآن ص۲۹۲)

حمائل التفاسیر (تفسیر القرآن بالقرآن)

ڈاکٹر عبدالحکیم خاں پٹیالوی (وفات ۱۹۴۰ء) کی یہ تفسیر ترجمہ کے ساتھ مطبع عزیزی تراوڑی کرنال سے ۱۳۱۸ھ میں شائع ہو چکی ہے۔(اردو تفاسیر ص ۴۹) ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ پہلے مترجم ہیں جنہوں نے انگریزی میں ترجمہ کرنے کی جرأت کی۔ مصنف اپنی زندگی کے کچھ لمحے میں قادیانی تھے لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ نے انھیں توفیق دی اور وہ قادیانیت سے تائب ہو گئے اور پھر قادیانیت کی تردید میں انھوں نے کئی کتابیں لکھیں۔

عبدالحکیم خاں کی یہ تفسیر (تفسیر القرآن بالقرآن) انیسویں صدی کی تفاسیر میں سے ہے اور ایک ہی جلد میں ہے۔ جو اردو میں ترجمہ کے ساتھ پہلی بار تراوڑی ضلع کرنال کے عزیزی پریس سے ۱۹۰۴ء میں طبع ہو چکی ہے۔

اس تفسیر کے دیباچہ اول میں صاحب تفسیر نے متعدد مقامات پر قرآنی آیات سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مسلمانوں کا تمام دینی و دنیاوی عروج قرآن کریم ہی پر منحصر ہے اس تفسیر کا اسلوب نہایت رواں شستہ اور ادبی چاشنی لیے ہوئے ہے۔

حل القرآن

حبیب احمد کیرانوی کی یہ تفسیر علمی رنگ کی تفسیر ہے جو موجودہ دور کے حالات وضروریات کے مطابق لکھی گئی ہے۔ یہ تفسیر بارہ جلدوں میں ہے، آیت کا ترجمہ سلیس اور شگفتہ زبان میں ہے، اس تفسیر کے کل صفحات ۱۶۵۰ ہیں۔''مکتبہ تھانوی'' دیوبند سے شائع ہوئی ہے۔(اردو تفاسیر ص ۶۲)

خزائن العرفان

سید محمد نعیم الدین مراد آبادی (وفات ۱۹۴۸ء) کی یہ تفسیر امام احمد رضا قادری کے ترجمۂ قرآن کنز الایمان کے حاشیہ پر برابر شائع ہو رہی ہے۔ کئی زبانوں میں اس کے ترجمہ بھی ہو چکے ہیں۔ یہ تفسیر جامع ہے، حشو زوائد سے پاک ہے۔

خلاصۃ التفاسیر

محمد خلیل خاں برکاتی کی یہ تفسیر' مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ' سندھ سے شائع ہو چکی ہے۔

خلاصۃ التفاسیر

مولوی فتح محمد تائب لکھنوی (وفات ۱۹۰۹ء) نومسلم تھے۔ عبدالحئی رائے بریلوی سے درسیات کی تکمیل کی۔ رفاہ المسلمین کے نام سے ایک مدرسہ قائم کیا وہیں ایک عرصہ تک درس وافادہ میں مشغول رہے۔ مصنف کی یہ تفسیر اردو زبان میں چار ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے، مطبع انوار محمدی لکھنؤ سے ۱۳۱۰ھ میں شائع ہوئی ہے۔ (الثقافۃ الاسلامیۃ ص ۱۶۷، حیات عبدالحئی ص ۷۵)

خلاصۃ التفاسیر

قاری محمد علی کی یہ تفسیر ۹۶۸ صفحات پر مشتمل ہے جو مطبع اثنا عشری دہلی سے ۱۹۲۹ء میں شائع ہو چکی ہے۔ یہ تفسیر نذیریہ کلیکشن جامعہ ہمدرد میں موجود ہے۔ شیعی عقائد کی ترجمانی کرنے والی تفسیر ہے جس میں سور و آیات کے فضائل بیان کرنے کا مسلسل اہتمام کیا گیا ہے۔ اس تفسیر میں شیعی عقائد کو صحیح ثابت کرنے کے لیے تفسیر سے زیادہ تاویل سے بھی کام لیا گیا ہے، طرز بیان عام فہم وسلیس ہے شیعہ حضرات اس تفسیر سے آسانی سے استفادہ کر سکتے ہیں کیوں کہ یہ تفسیر ان کے مسلک کی تمام ضروری جانکاری بھی مہیا کراتی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۳۶)

خلاصۂ تفسیر عزیزی

بہادر علی دہلوی نے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی تفسیر کی تلخیص کی ہے۔

(فہرست نسخہ ہائے خطی رضا لائبریری رام پور ص ۳۸)

خلاصہ جواہر القرآن فی بیان معانی الفرقان

شیخ ابوبکر بن التاج البکری الملتانی (وفات ۷۳۰ھ/۱۳۷۵ء)

(مجلہ راہ اسلام ص ۱۲۱ جولائی ۲۰۰۹ء)

درس قرآن

فضل الرحمان گنج مرادآبادی کی اس قرآنی تفسیر کا ترجمہ تجمل حسین بہاری نے کیا ہے۔ اس کی اشاعت ناگری رسم الخط میں مولانا عبدالباری فرنگی محلی نے ۱۳۱۴ھ میں کر دی ہے۔

(اردو تفاسیر ص ۵۴)

درس قرآن

محمد ظفیر الدین مفتاحی کی یہ تفسیر ۶ ضخیم جلدوں میں ہے، ''ادارہ درس قرآن'' دیوبند سے شائع ہو چکی ہے۔ پانچ جلدیں محمد ظفیر الدین نے لکھیں جب کہ چھٹی جلد قاری اخلاق احمد صدیقی کے نوک قلم سے منظر عام پر آئی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۶۱)

الدر العظیم فی ترتیب الآی وسور القرآن الکریم

شیخ منور بن عبد الحمید لاہوری (وفات ۱۰۱۱ھ/۱۶۰۳ء) علوم عقلیہ ونقلیہ دونوں میں کمال حاصل تھا۔ بیس سال کی عمر میں تحصیل علم سے فراغت حاصل کی، قرأت وتجوید میں اپنے دور کے امام تھے۔ سلطان اکبر نے سرزمین مالوہ کی آپ کو صدارت تفویض کی پھر کسی بات سے ناراض ہو کر قلعہ گوالیار میں انھیں محبوس کر دیا یہ تفسیر آپ نے اسی قلعہ میں لکھی، قرآن مجید کی آیتوں اور سورتوں کے درمیان ربط ومناسبت کے موضوع پر یہ کتاب ہے۔ یہ کتاب کہاں ہے اس کی کوئی تفصیل دستیاب نہیں۔ غالباً امام بقاعی کی تصنیف نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور کے نہج پر یہ کتاب لکھی گئی تھی۔ اسی نظر بندی کی حالت میں انھوں نے تفسیر البحر المواج کو عربی زبان میں منتقل کرنے کا کام بھی کیا

(گلزار ابرار ص ۴۷۔۴۷۴۔ الاعلام جلد ۵ ص ۴۴۴) تذکرہ مفسرین ہند ص ۹۸)

شیخ منور لاہوری کی تفسیر کے علاوہ اور متعدد کتابوں کے نام تذکرہ میں ملتے ہیں مگر ان کی کوئی تصنیف دستیاب نہیں ان کے نام حسب ذیل ہیں۔

۱۔ ترجمہ تفسیر بحر مواج

۲۔ الحق الصریح فی اثبات عدم قبول التوبۃ لساب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

متھرا کے برہمن کا واقعہ عہد اکبری کا اہم قصہ ہے جس کی بنا پر علما کے درمیان بحثیں ہوئیں اسی موقعہ پر مولانا عبد اللہ سلطان پوری کے جواب میں یہ رسالہ لکھا تھا۔ اس کے عنوان سے ہی پتا چلتا ہے کہ شیخ منور علما کے اس گروہ سے تعلق رکھتے تھے جو برہمن کی نازیبا حرکت کی وجہ سے اس کو قابل گردن زدنی سمجھا جاتا تھا۔

۳۔ حدائق البیان شرح بدیع البیان

۴۔شرح الطوالع

۵۔شرح قصیدہ بردہ بوصیری

۶۔شرح کتاب الارشاد لقاضی شہاب الدین دولت آبادی

۷۔شرح مشارق الانوار لامام صغانی۔(تذکرہ مفسرین ہند ص۹۹)

ذریعۃ النجات

محمد ہاشم،مخطوطہ جامعہ ہمدرد نئی دہلی

رازمعرفت

یہ سندھ کے ایک عالم لطیف اللہ بن نعمت اللہ(وفات ۹۹۸ھ) کا فارسی ترجمہ ہے۔اس کا آغاز ۲۷رشعبان ۱۰۱۱ھ میں ہوااور اختتام صفر ۱۰۱۳ھ میں ہوا یہ ترجمہ ۱۹۶۲ء میں شائع ہو چکا ہے۔

رحمت الرحمان فی تیسیر القرآن

محمد سعید شبلی کی یہ تفسیر مختصر تفسیر شبلی سے معروف ہے۔کریمی پریس لاہور سے ۱۳۴۲ھ میں طباعت ہو چکی ہے۔(اردو تفاسیر ص۴۶)

روح الایمان فی تشریح آیات القرآن

محمد فتح الدین ازبر نے سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی تفسیر لکھی ہے جو افضل گنج حیدر آباد دکن سے ۱۳۳۶ھ میں طبع ہو چکی ہے۔اس تفسیر میں سلف وخلف کے حوالوں کے ساتھ ان کی تفاسیر سے بھرپور استفادہ کیا گیا ہے۔(اردو تفاسیر ص۱۲۶)

یہ تفسیر مولانا محمد انوار اللہ خاں نواب فضیلت جنگ بہادر معین المہام امور مذہبی و میر مجلس اشاعت العلوم کے حکم سے ۱۳۲۲ھ میں لکھی گئی اور مولوی حافظ محمد ولی اللہ فاروقی مہتمم مجلس اشاعت العلوم دکن کے زیر اہتمام ''مطبع اختر'' دکن سے ۱۳۳۶ھ میں پہلی بار شائع ہوئی۔راقم کے سامنے اس تفسیر کا جزء اول ہے جو جامعہ ہمدرد میں محفوظ ہے۔

الرسالۃ العلویۃ

شیخ وجیہ الدین علوی کا یہ رسالہ کل چار صفحات پر مشتمل ہے۔اس میں قرآن کریم کی آیت

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ الرَّاضِیَةِ کی تفسیر وتوضیح ہے۔ یہ رسالہ رام پور کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ ابتدا میں ایک نوٹ ہے جس میں یہ لکھا ہے کہ:

''یہ رسالہ حضرت شیخ وجیہ الدین کی تصنیف ہے جو صاحب کشاف کے اس قول کی تردید میں لکھا گیا ہے جو اس نے فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ الرَّاضِیَةِ کے بارے میں کہا ہے۔ (ہندوستانی مفسرین اوران کی عربی تفسیریں ص۱۷۹)

زبدۃ البیان فی تفسیر القرآن المقلب بالکریمی

کریم اللہ بن لطف اللہ دہلوی (م۱۲۹۱ھ) (فہرست رضالائبریری ص۴۰)

زبدۃ التفاسیر

شیخ معین الدین بن خاوند کشمیری (وفات ۱۰۸۵ھ) مشائخ نقشبندیہ اور فقہائے حنفیہ میں سے تھے۔ کشمیر میں پیدا ہوئے اپنے والد ماجد سے اکتساب علم کیا۔ اس کے بعد دہلی آگئے اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے شاگرد ہوئے، تحصیل علم کے بعد کشمیر لوٹے اور گدی نشین ہوئے، مرجع علما تھے، ہزاروں لوگوں کو ان سے بیعت وارادت کا شرف حاصل تھا، صاحب تصانیف بزرگ تھے۔ ان کی کئی تصانیف کا پتا چلتا ہے، شرح القرآن فارسی اور زبدۃ التفاسیر عربی میں ان کے نوک قلم سے نکلی ہوئیں قرآن کریم کی اہم تفسیریں ہیں۔

زبدۃ التفاسیر قرآن کریم کی ایک مکمل تفسیر ہے اس تفسیر کے تین نسخوں کا پتا چلتا ہے۔ دو ہندوستان میں اور ایک کیمبرج یونیورسٹی کی لائبریری میں جو نسخہ کیمبرج یونیورسٹی کی لائبریری میں ہے اس کا نام تفسیر اورنگ زیبی لکھا ہے۔ سیدھے سادے انداز کی تفسیر ہے مصنف نے اس بات کی کوشش کی ہے کہ مختصر طور پر آیات کے معانی ومطالب ذہن نشین کردئے جائیں۔ انہوں نے اپنی تفسیر میں دوسرے مفسرین کے حوالے اور اقوال نہیں دئے ہیں بلکہ خود ہی مختصر انداز میں مطالب بیان کردئے ہیں۔ (ہندوستانی مفسرین اوران کی عربی تفسیریں ص۷۷)

زبدۃ التفاسیر

شیخ جان محمد لاہوری (وفات ۱۲۶۸ھ) اپنے زمانہ کے مشہور عالم تھے۔ علم تکسیر میں کمال حاصل تھا مصنف کی یہ تصنیف اسی (۸۰) اجزا میں ہے۔ اور بھی کئی تصانیف آپ سے یادگار ہیں۔ (الثقافۃ الاسلامیہ ص۱۶۵، الاعلام جلد۷ ص۱۳۱)

زبدۃ التفاسیر

ملا فتح اللہ کاشانی کی عربی زبان میں مکمل قرآن کریم کی تفسیر ہے۔ (تحقیقات اسلامی ص ۱۹)

زبدۃ التفاسیر للقدماء المشاہیر

شیخ الاسلام بن قاضی عبدالوہاب گجراتی (وفات ۱۱۰۹ھ/۱۶۹۷ء) کے والد فوج میں قاضی تھے جب ان کا انتقال ہوا تو عالم گیر نے ان کو اس عہدہ پر مامور کیا۔ یہ بڑے زبردست مشہور حنفی فقیہ تھے۔ سلطان عالم گیر ان سے بہت متاثر تھا اور ان کی عزت بھی کرتا تھا۔ انتہائی متقی و پرہیز گار تھے والد ماجد سے ورثہ میں دو لاکھ اشرفیاں اور پانچ لاکھ قیمتی جواہرات اور دوسرے سامان ملے تھے مگر آپ نے سب غربا و مساکین میں تقسیم کر دئے۔

مصنف نے اپنی اس تفسیر میں اختصار کو ملحوظ رکھا ہے۔ چھوٹے چھوٹے جملوں میں تفسیر لکھی گئی ہے آیتوں کے مطالب آسان زبان میں بیان کئے گئے ہیں۔ ''رضا لائبریری'' رام پور میں اس تفسیر کا قلمی نسخہ موجود ہے۔ (ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں ص ۸۳۔ مجلہ راہ اسلام مذکور ص ۱۲۳)

زہراوین

یہ ملا حسین واعظ (وفات ۹۱۰ھ) کی تالیف ہے جو سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران کی تفسیر پر مشتمل ہے۔ اور ان کی دوسری تفاسیر کے طرز پر سلوک و تصوف کے نکات اور روایات پر مشتمل ہے۔ طبع ہو چکی ہے۔ (جائزہ تراجم قرآنی ص ۱۰۹)

زیب التفاسیر (فارسی)

صفی الدین اردبیلی کشمیری نے قرآن کریم کی تفسیر شہزادی زیب النساء کی فرمائش پر لکھی تھی۔ زیب النساء سلطان محی الدین اورنگ زیب عالم گیر کی صاحبزادی تھیں۔ ام عنایت اللہ کشمیری کے پاس حفظ کی تکمیل کی۔ درسی کتابیں شیخ احمد بن سعید امیٹھوی اور دوسرے علما سے حاصل کیں۔ اور ایک باکمال شاعرہ بھی تھیں۔ ۱۱۱۳ھ میں وصال ہوا لاہور میں تدفین ہوئی۔

یہ ایک مبسوط تفسیر ہے اور کئی جلدوں میں ہے، اس کی پانچویں جلد کا ایک نسخہ جو برٹش میوزیم میں ہے سورۂ انفال سے سورۂ یوسف تک کی تفسیر پر مشتمل ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ تفسیر کتنی مفصل ہوگی، آغاز تصنیف ۱۰۷۷ھ ہے۔ اس جلد کا سنہ تالیف ۱۰۸۱ھ ہے۔

مولف کی وضاحت کے مطابق آخری جلد کی تکمیل ۱۰۸۷ھ میں ہوئی۔ بعض ترجمہ نگاروں نے اسے امام رازی کی تفسیر کبیر کا ترجمہ قرار دیا ہے۔ اس تفسیر کے مآخذ میں تفسیر کبیر، کشاف، تفسیر بیضاوی، بحر مواج، اور تفسیر نیشاپوری وغیرہ ہیں۔

(علمائے امامیہ کی تفسیریں ص ۳۲، فہرست نسخہ ہائے کتابخانہ گنج بخش ص ۴۶، الاعلام جلد ۶ ص ۹۹)

سواطع الالہام

شیخ ابو الفیض فیضی فیاضی بن شیخ مبارک خضر ناگوری (وفات ۱۰۰۴ھ/۱۵۹۵ء) کے بڑے فرزند تھے، تخلص فیضی اور فیاضی تھا۔ بچپن سے ہی ذہین وفطین تھے۔ ۹۵۴ھ/۱۵۴۷ء آگرہ میں ولادت ہوئی۔ کم سنی میں فارغ التحصیل ہوکر درجۂ اجتہاد کو پہنچے، مختلف علوم وفنون میں مہارت تھی۔ عربی، فارسی اور سنسکرت زبانوں میں مہارت رکھتے تھے۔ شاعری کی بنیاد پر ۹۷۵ھ/ ۱۵۶۷ء اکبر کے دربار میں رسائی ہوئی۔ اکبر نے فیضی کی ادبی صلاحیتوں کو دیکھ کر ''ملک الشعرا'' کا خطاب دیا۔ اس نے بے نقط تفسیر سواطع الالہام دو سال کی مدت میں لکھی جو بتاریخ ۱۰ ربیع الثانی ۱۰۰۲ء بروز دوشنبہ مکمل ہوئی۔ اس تفسیر کو لکھنے سے پہلے بطور مشق علم اخلاق میں ایک رسالہ موارد الکلم عربی زبان میں غیر منقوط لکھی۔ جس سے عربی زبان پر مصنف کی غیر معمولی قدرت اور اس کی اعلیٰ لیاقت وذہانت کا پتا چلتا ہے۔ یہ تفسیر ۱۳۰۶ھ میں ''نول کشور پریس'' لکھنؤ سے طبع ہو چکی ہے اس کی دو جلدیں ہیں۔ بلاشبہ یہ ایک ہندی عالم کا حیرت انگیز علمی کارنامہ ہے۔ غیر منقوط حروف استعمال ہونے کے باوجود بھی فصاحت وبلاغت میں اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔

(قرآن مجید کی تفسیریں ص ۷۹)

تفسیر کے آخر میں حروف تہجی کے اعتبار سے مشکل الفاظ کے معانی بھی ایک علیحدہ باب میں بیان کئے ہیں اور اس باب کا نام حل معاسر سواطع الالہام رکھا ہے ناشرین کی طرف سے دو غیر منقوط تقریظیں بھی اس میں شامل کی گئی ہیں۔ تفسیر کے آغاز میں فیضی نے ایک مبسوط مقدمہ بھی لکھا ہے جو دو حصوں میں ہے۔ پہلے حصے میں اس نے اپنا اور اپنے خاندان کا تعارف کرایا ہے جس میں جلال الدین محمد اکبر کی بڑی مدح سرائی کی ہے۔ اور اپنے عہد کے اہم مقامات کی تفصیل بھی لکھی ہے جس سے اس دور کی علمی اور سیاسی زندگی پر خاص روشنی پڑتی ہے۔ مقدمہ کے

دوسرے حصے میں فیضی نے علوم قرآن پر بحث کی ہے اور تمام موضوعات کو اس نے مختلف فصلوں میں تقسیم کیا ہے۔اور ہر فصل کو اس نے ساطعه کا نام دیا ہے۔اس کے بعض سواطع کافی مختصر اور بعض خاصے طویل ہیں۔جن سے ان کی حیرت انگیز علمی قابلیت کا ثبوت فراہم ہوتا ہے۔

''سواطع الالہام'' کی تصنیف میں فیضی کی مدد جن لوگوں نے کی اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شیخ محمد اکرام نے لکھا ہے۔

> ''حضرت مجدد الف ثانی کی دو معاصرانہ سوانح عمریوں زبدۃ المقامات، اور حضرات القدس کے مطابق حضرت مجدد نے فیضی کی مدد کی حضرت مجدد کے استاد مولانا یعقوب صرفی نے ؛ اس کی تقریظ لکھی۔خود بدایونی کے بیان کے مطابق لاہور کے مشہور عالم''اعلم العلماء'' میاں جمال تلوی نے (جن کی استدعا پر حضرت مجدد الف ثانی نے وحدۃ الوجود کی وضاحت کی اور وحدۃ الشہود کا فلسفہ پیش کیا) نے بھی تفسیر میں فیضی کا ہاتھ بٹایا۔(تفسیر شیخ فیضی را اکثرے او اصلاح دادہ و مربوط ساختہ)''۔(شیخ محمد اکرام، رود کوثر ص ۱۳۴)

سواطع الالهام ایک ایسا علمی شاہکار ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے گویا الہام کے ذریعہ مکمل کرایا ہے، یہ اہم کارنامہ دار الکمال لاہور میں ۱۵۹۳ء میں انجام پذیر ہوا۔تفسیر سواطع الالهام کے مطالعہ سے بخوبی پتا چلتا ہے کہ حروف مہملہ کی مکمل رعایت کے باوجود اس میں ادائے مطلب میں کوئی خلل واقع نہیں ہوا ہے اور اسی بنا پر عہد اکبری کے ممتاز علما نے اس کی تعریف وتحسین کی ہے۔(تذکرہ مفسرین ہند ص ۹۲)

سواطع الالهام سے ذیل میں سورۂ کوثر کی تفسیر بطور نمونہ پیش کی جارہی ہے۔

> " بسم الله الرحمان الرحيم. لما رحل ولد رسول صلعم وادركه السام وسمعه العاص وكلم هو عسور لا ولد له لو ادركه السام هلك حسم اسمه صلعم، ارسل الله" انا اعطيناك"محمدا " الكوثر "العطاء الكامل علماً وعملاًاو المورد الامراء ماء والاحمد هواء وورد ماء المدام وهو مورد رسول الله صلعم اعطاه الله صلعم كرما والمراد الاولاد او علما الاسلام او كلام الله المرسل " فصل "دواماً"لربك "لله لا لما سواه،

كماهو عمل امره مرا عمداً "لا سهواً" وانحر "واسدح الله واعطه اهل السوال وهو عكس الكلام الاول المصرح لاحوال اهل السهود والصمد واعمالهم " ان شانئك " عدوك " هو الابتر "المعدوم لا ولد له وادام الله اولادك ومراسم اوامرك ومكارم عصرك ومحامد مراسمك. انتهى المراد بالكلام الاول سورة الماعون "۔ (سواطع الالهام ص ۷۲۵)

ابوالفیض فیضی کی وفات ۱۰ رصفر ۱۰۰۴ھ/۱۶/ اکتوبر ۱۵۹۵ء کو بروز یکشنبہ ہوئی۔ آگرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ وفات کے بعد فیضی کی متروکہ میں چار ہزار چھ سو مجلد نفیس کتابیں نکلیں ان میں سے اکثر خود ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھیں اور یہ سب شاہی کتب خانہ میں داخل کر دی گئیں۔

سبق الغایات فی نسق الآیات

مولوی اشرف علی تھانوی (وفات ۱۳۴۷ھ) نے اس کتاب میں آیات قرآنی کا ربط اور مطالب اختصار کے ساتھ بیان کر دئے ہیں۔ سورتوں کا خلاصہ اور شان نزول بھی لکھ دیا ہے۔ یہ کتاب ۱۳۱۶ھ میں ''مطبع مجتبائی'' دہلی سے طبع ہو چکی ہے۔ عثمانیہ یونیورسٹی لائبریری میں ثناء اللہ امرتسری کی تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن اور القطوف الدانية فی تحقيق الجماعة الثانية کے ساتھ ایک ہی جلد میں موجود ہے۔ (ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں ص ۲۹۰)

سید التفاسیر (تفسیر اشرفی)

سید محمد مدنی میاں کی ولادت ۱۹۳۷ء میں ہوئی۔ والدہ محترمہ کی تربیت کے ساتھ ابتدائی تعلیم کا آغاز مکتب جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ میں ہوا، اعلیٰ تعلیم دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور میں حاصل کی، ۱۹۶۳ء میں سند فراغ حاصل کیا۔ اپنے حقیقی ماموں سید شاہ محمد مختار اشرف زیب سجادہ آستانہ اشرفیہ سرکار کلاں سے ۱۳۸۱ھ میں بیعت کا شرف حاصل کیا۔ جب والد ماجد محدث اعظم ہند کا دسمبر ۱۹۶۱ء میں وصال ہو گیا تو مارچ ۱۹۶۲ء میں آپ ان کے جانشین بنائے گئے۔ تادم تحریر یہ نیابت کا سلسلہ جاری ہے۔

سید محمد مدنی جو شیخ الاسلام کے لقب سے مشہور ہیں، ان کی یہ تفسیر دس جلدوں میں ''مدنی آفسیٹ پرنٹرز کرچن'' گجرات سے طبع ہو چکی ہے۔ اس تفسیر کی آٹھ جلدیں راقم السطور کی

ذاتی لائبریری میں محفوظ ہیں۔ترجمہ کی زبان سادہ، سلیس اور عام فہم ہے۔مصنف کتاب نے مستند تفاسیر قرآن سے اپنا حاصل مطالعہ قلم بند کرتے وقت اور ترجمہ معارف القرآن کی لڑیوں میں پروتے وقت جس شان سے کلام الٰہی کے مفہوم ومطالب کو آسان انداز اور سادہ اردو میں ظاہر فرمایا ہے۔وہ قاری کے لیے کسی قسم کا ذہنی وقلبی بوجھ نہیں بنتا اور وہ تیزی سے تفسیری مضامین کا مطالعہ کرتا چلا جاتا ہے۔بقول محمد احمد سہروردی اشرفی:

"تفسیر میں اردو کے الفاظ کے استعمال کا اس طرح اہتمام کیا گیا ہے اور اس طرح ان کو تفسیری مضمون میں مناسب مقامات پر پرویا گیا ہے کہ شان خداوندی اور مقام نبوت پر کوئی آنچ نہیں آتی جن آیات میں کوئی شرعی قانون بیان کیا گیا ہے ان کی تفسیر میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ عام قاری بھی اس قانون کو پوری طرح سے جتنا کہ ایک عام قاری کو ضرورت ہے سمجھ لے اور ساتھ ہی میں اس قانون کی مصلحت اس پر عمل کرنے کے فوائد اس کے خلاف کرنے کے نقصانات اور دور حاضر کے مطابق اس کے تعلق سے مثالیں اور دوسری ضروری باتیں بھی اس آیت کی تفسیر میں رقم کردی جاتی ہیں۔بیان کا انداز اتنا دلچسپ اور انوکھا ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے قاری عالم بالا میں تفسیر کی ساعت کررہا ہو"۔

(سیدالتفاسیر المعروف بہ تفسیر اشرفی جلد دوم ص۱۵ گجرات ۲۰۰۹ء)

مفسر قرآن نے ہر جلد میں تفسیر کرتے وقت جتنے حروف، الفاظ اور پیراگراف کا سہارا لیا ہے اس کی بھی وضاحت کردی ہے ناشر ایک دلچسپ سرخی کے تحت لکھتے ہیں۔

سید التفاسیر (تفسیر اشرفی) کی اس جلد دوم کے متن تفسیر میں ۱۱۹۰۷۶۹ (گیارہ لاکھ نوے ہزار سات سو انہتر) حروف، ۱۲۸۴۷۶ (ایک لاکھ اٹھائیس ہزار چار سو چھہتر) الفاظ، ۹۳۳۷ (نو ہزار تین سو سینتیس) سطریں اور ۳۵۸۵ (تین ہزار پانچ سو پچاسی) پیراگراف شامل ہیں۔(سیدالتفاسیر (تفسیر اشرفی) ص۱۰)

شرح القرآن معینی

خواجہ خاوند معین الدین کشمیری نقشبندی (وفات ۱۰۸۵ھ) جو اس کے مفسر ہیں شیخ عبدالحق محدث دہلوی (وفات ۱۰۵۲ھ) کے شاگرد تھے فقہ حنفی کے ممتاز عالم تھے۔انھوں نے

عربی اور فارسی دونوں زبانوں میں الگ الگ تفسیر لکھی ہے۔عربی تفسیر زبدة التفاسیر کے نام سے ہے جس کا ذکر سطور بالا میں گذر چکا ہے۔اس فارسی تفسیر کی تکمیل ۱۰۷۱ھ تا ۲۷محرم ۱۰۷۲ھ کے درمیان ہوئی ۔ یہ ایک مختصر تفسیر ہے دیباچہ کے اندر قرآن کے فقہی مسائل سورتوں کی تعداد اور فضائل قرآن کا ذکر ہے۔ اس کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ داتا گنج بخش لاہور اور سعیدیہ لائبریری ٹونک میں ہے۔(معین الدین کشمیری اوران کی تصانیف،معارف مارچ ۱۹۶۷ء)

شئون المنزلات

شیخ علی متقی برہان پوری (وفات ۱۵۹۷ء) نے اس تفسیر کا نام شئون المنزلات رکھا ہے۔اس میں انھوں نے مستند حوالوں سے مختلف آیات قرآنی کی شان نزول اور محل نزول کا تذکرہ کیا ہے۔ نیز بعض الفاظ کی نحوی اور لسانی نقطۂ نظر سے وضاحت کی ہے۔ یہ کتاب آیت بہ آیت قرآن کریم کی تفسیر نہیں ہے صرف ان آیات کی توضیح وتشریح پر مشتمل ہے جو صرف،نحو،بیان اور سبب نزول کی وجہ سے ان کے نزدیک زیادہ اہمیت کی حامل ہیں۔(اہل حدیث خدام قرآن ص۴۰۲)

عام فہم تفسیر

خواجہ حسن نظامی، حضرت نظام الدین اولیاء کی درگاہ میں ۲۵/دسمبر ۱۸۷۸ء کو پیدا ہوئے، آپ کی پرورش مذہبی اور صوفیانہ ماحول میں ہوئی،منفرد انشاپرداز اور صاحب طرز ادیب تھے دہلی ہی میں ان کی وفات ۱۹۵۵ء میں ہوئی۔

عام فہم تفسیر ایک مکمل تفسیر ہے اس تفسیر کی تصنیف میں مکمل چھ سال صرف ہوئے اس تفسیر کا پہلا ایڈیشن ۱۹۲۴ء اور دوسرا ایڈیشن ۱۹۴۶ء میں منظر عام پر آیا۔اس تفسیر کے کچھ اجزا جامعہ ہمدرد کی لائبریری میں موجود ہیں۔اس تفسیر میں انتہائی آسان وسادہ طریقہ اپناتے ہوئے کم سے کم الفاظ میں کلام ربانی کی تفسیر کی گئی ہے اور جگہ جگہ قوسین کا استعمال کر کے مفہوم کو کھول کر واضح کیا گیا ہے۔(اردو تفاسیر ص۲۸)

خواجہ حسن نظامی نے قرآن مجید کے متعدد ترجمے اور تفسیریں لکھی ہیں انہیں میں ایک ترتیلی ترجمہ بھی ہے،جس کی خصوصیت یہ ہے کہ لفظی ترجمہ بھی ہے اور کہیں روانی میں بھی فرق نہیں آیا ہے۔تمام الفاظ خانے کھینچ کر علیحدہ لکھے گئے ہیں جس کی وجہ سے عربی زبان سے واقفیت

ہو جاتی ہے۔ نیز اردو ترجمے پر اعراب یعنی زیر وزبر لگائے ہیں تاکہ جو لوگ اردو بولنا جانتے ہیں مگر انھیں لکھنا پڑھنا نہیں آتا اور جنہوں نے صرف ناظرہ قرآن مجید پڑھا ہے وہ زیر اور زبر کی مدد سے ترجمہ پڑھ لیں۔

اردو عام فہم تفسیر کی خوبی یہ ہے کہ اس میں حضرت شاہ رفیع الدین کے لفظی ترجمہ کے ساتھ خواجہ حسن نظامی کی تفسیر ہے۔ (نظامی بنسری ص ۵۴۴)

مسلمانوں کی معاشی زبوں حالی اور تعلیمی پس ماندگی اس تفسیر کی محرک بنی اور دوسری تفسیریں تو تھیں مگر لوگ اپنی کم علمی کے باعث اسے سمجھنے سے قاصر تھے۔ ایسے لوگوں کے لیے ایک آسان تفسیر کی ضرورت تھی جس کا احساس حسن نظامی کو ہوا اور انھوں نے عام فہم تفسیر لکھنے کا منصوبہ بنالیا۔ تفسیر لکھنے کا سبب بیان کرتے ہوئے مصنف لکھتے ہیں۔

> ''الغرض میں نے ان سب خرابیوں کو محسوس کرنے کے بعد ایک تفسیر لکھنے کا ارادہ کیا اور طے کیا کہ میرے مخاطب عورتیں ہیں بچے ہیں، کم لیاقت کے مسلمان ہیں، جو تمام مسلمانوں کی تعداد میں آدھے سے بھی زیادہ ہیں۔ مجھ کو ایسی تفسیر لکھنی چاہئے جو آج کل کی صاف اور سلیس زبان میں تو ہو مگر زبان دانی کے محاورے لکھنے کی تلاش میں قرآن شریف کے مفہوم کی ادائیگی فوت نہ ہو جائے اس میں بہت زیادہ طوالت نہ ہو اور نہ ہی بہت زیادہ اختصار بلکہ ایسا پیرایہ ہو کہ تفسیر کے الفاظ صرف قرآن شریف کے مطالب اور مقاصد اور احکام اور قوانین کو عام فہم بنادیں اور اس تفسیر کا نام اسی لحاظ سے ''عام فہم تفسیر'' رکھا جائے''۔
>
> (عام فہم تفسیر، خواجہ حسن نظامی جلد ا ص ۵ درویش پریس دہلی ۱۹۲۴ء)

خواجہ حسن نظامی کی یہ عام فہم تفسیر قرآن شریف کے مضامین، مطالب، اور مقاصد کا نہایت ہی عام فہم خلاصہ ہے اور یہی اس تفسیر کا اصل مقصد ہے، مصنف نے اس عام فہم تفسیر میں بہت احتیاط اور اختصار کے ساتھ آیات قرآن کا خلاصہ پیش کیا ہے نہ تو اس میں ایک آیت کی تشریح میں دوسری آیات کو پیش کیا گیا ہے اور نہ احادیث وغیرہ کو نقل کیا گیا ہے تصوف فقہ، قرأت، صرف ونحو وغیرہ کے مباحث سے بھی تفسیر کو پاک صاف رکھا گیا ہے، جو اس کے مقرر کردہ مقصد کے حصول کے لیے بہت ضروری بھی تھا۔

عزیز البیان فی تفسیر القرآن

فضل الرحمان اور عبد العزیز کی مشترکہ کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ دین محمدی پریس لاہور سے ۱۰۷۹ صفحات میں ۱۳۷۱ھ میں اشاعت ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۵۴)

عزیز التفاسیر

سید عبد العزیز صمدنی (م ۱۹۲۳ء) (اہل حدیث خدام قرآن ص ۳۲۸)

عرائس البیان

شیخ بدر الدین سرہندی کی یہ تفسیر متصوفانہ افکار و رنگ کی حامل ہے۔

(مجلہ راہ اسلام ص ۱۲۲) جولائی ۲۰۰۹ء)

غایۃ البرہان فی تاویل القرآن

سید محمد حسن امروہوی (وفات ۱۳۲۳ھ) کی تفسیر حسینی وحیات سرمدی المعروف بہ غایۃ البرھان فی تاویل القرآن " اردو زبان میں ایک مکمل تفسیر ہے جو ۱۸۸۷ء میں لکھی گئی اور ''سید المطابع'' امروہہ سے ۱۸۹۴ء میں شائع ہوئی۔

یہ تفسیر تین جلدوں میں ۱۴۴۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ پہلی جلد میں مقدمہ وتمہید اور دوسری وتیسری جلد میں تفسیر ہے۔ یہ ایک مشہور تفسیر ہے جس میں قرآن کریم کا معیاری ترجمہ کیا گیا ہے اور بعض مقامات پر تفسیر کو ترجمہ کا جز بنا دیا گیا ہے۔ اس تفسیر میں تصوف پر بھی خاطر خواہ روشنی پڑتی ہے۔ نیز قرآن کریم کے فلسفیانہ مباحث کو بھی اختصار کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ اس مصنف کی ایک دوسری تفسیر حضرت شاھی کے نام سے بھی ہے، ان کی تمام کوشش اس بات پر تھی کہ قرآن مجید اور بائبل میں تطبیق کی جائے۔

مترجم نے اس کا ترجمہ تفسیری انداز میں ۱۸۸۷ء میں کیا ہے۔

(اردو تفاسیر بیسویں صدی میں ص ۱۱، الاعلام جلد ۸ ص ۴۴۳، جائزہ تراجم قرآنی ص ۳۷)

غرائب الرحمان (فارسی)

محمد سعید احمد مدراسی (وفات ۱۲۷۲ھ) کی اس تفسیر کی طباعت ۱۲۶۱ھ میں ہو چکی ہے یہ تفسیر چار جلدوں میں ہے۔

غرائب القرآن ورغائب الفرقان

یہ نظام اعرج نیشاپوری کی سب سے اہم تصنیف ہے۔اس کی شروعات نیشاپور میں ہوئی مگراس کی تکمیل ہندوستان کے صوبہ دکن دولت آباد میں ۷۳۰ھ/۱۳۳۰ء کے دوران ہوئی۔اس تفسیر کے متعدد نسخے ہندوستان کی مختلف لائبریریوں میں پائے جاتے ہیں۔یہ تفسیر مواداور ترتیب کے لحاظ سے عمدہ اور جامع ہے اس میں عقلی مباحث تفسیر کبیر سے اور نحو وبلاغت کے مسائل تفسیر کشاف سے جمع کئے گئے ہیں۔مصنف نے صرف جمع واخذ پر ہی اکتفانہیں کیا ہے بلکہ متعدد مقامات پر دونوں ائمہ تفسیر سے اختلاف کر کے خوداپنی رائے بھی دی ہے۔

مجموعی اعتبار سے تفسیر غرائب القرآن نظام نیشاپوری کا بڑاعلمی کارنامہ ہےاوراگر یہ صحیح ہے کہ وہ ہندوستان آئے اوراس میں بعض اجزاء کی تکمیل انھوں نے یہیں کی تو سرزمین ہند پر سب سے پہلے مترجم قرآن ہونے کا سہرا انہی کے سر بندھتا ہے۔(تذکرۂ مفسرین ہند ص ۱۱) یہ تفسیر اگرچہ عربی میں ہےلیکن آیات کا ترجمہ فارسی میں ہے یہ تفسیر بہت سی فنی خوبیوں سے معمور ہے۔

فتح البیان فی مقاصد القرآن (عربی)

نواب سید صدیق حسن قنوجی بھوپالی کی یہ تفسیر چار ضخیم جلدوں میں ہےاورشوکانی کی تفسیر فتح القدیر کا خلاصہ ہے۔لیکن یہ خالص تلخیص نہیں بلکہ اس میں مدارک اور خازن سے اضافہ کیا گیا ہے۔الفاظ کے معانی، بیان قرآت، اسباب نزول، مسائل فقہیہ،غرض تمام پہلوؤں پر توجہ دی گئی ہے۔بڑے سائز کے چار ہزار صفحات سے زائد پر محیط ہے۔(عربی مفسرین ۱۰۳)اس کی جو اشاعت مصر سے ۱۳۰۱ھ میں ہوئی ہے اس کے حاشئے پر حافظ عماد الدین ابو الفدا اسماعیل بن کثیر الدمشقی (وفات ۷۷۴ھ) کی تفسیر ابن کثیر ہے۔یہی نسخہ جامعہ ہمدرد میں ہے۔

فتح العزیز

حضرت شاہ عبد العزیز بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی ولادت ۱۰/اکتوبر ۱۷۴۶ء کو ہوئی، والد ماجد نے عبد العزیز نام رکھا''غلام حلیم'' سے سن ولادت نکلتا ہے۔والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ہی کی خدمت میں اصل تعلیم وتربیت ہوئی، شاہ محمد عاشق پھلتی اور خواجہ محمد امین ولی اللہی سے بھی کسب فیض کیا۔جب آپ کی عمر سترہ سال کی ہوئی تو پدر بزرگوار کا سایہ سر سے اٹھ

گیا، آپ پچیس برس کی ہی عمر میں کئی امراض کے شکار ہوگئے، لیکن اس کے باوجود آپ نے اپنے والد ماجد کی جانشینی کے فرائض بخوبی انجام دئے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کو قرآن مجید کے درس سے خاص شغف تھا ان کے نواسے اسحاق ابن فضل روزانہ ایک رکوع قرآن مجید ان کی مجلس میں تلاوت کرتے تھے جس کی تفسیر شاہ صاحب بیان کرتے تھے۔ درس قرآن کا یہ سلسلہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے دور سے ہی چلا آرہا تھا۔ شاہ ولی اللہ کا آخری درس سورۂ مائدہ کی آیت " اعدلواھو اقرب للتقویٰ " پر تھا، وہیں سے شاہ عبد العزیز نے اپنا درس شروع کیا اس کا اختتام سورۂ حجرات کی آیت" ان اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم " پر ہوا ان کی وفات کے بعد اس سلسلہ کو ان کے نواسے اسحاق بن افضل نے مکمل کیا۔

حضرت شاہ عبد العزیز کے تلامذہ کی ایک طویل فہرست ہے جن میں علمائے بریلی و علمائے دیوبند دونوں شامل ہیں۔ ۸۰ برس کی عمر میں شاہ صاحب کا وصال ۹رشوال ۱۲۳۹ھ/ ۱۸۲۳ء میں یکشنبہ کے دن ہوا۔

شاہ صاحب کے کوئی اولاد نرینہ نہ تھی، صرف تین بچیاں تھیں ان تینوں کا وصال آپ کی حیات ہی میں ہوگیا تھا۔ شاہ صاحب تسلیم ورضا اور صبر وشکر کے مجسم پیکر تھے۔ اوائل عمر میں اگر چہ وہ مختلف امراض وعلل میں مبتلا ہو گئے تھے، مگر اس کے باوجود طلبہ کی تعلیم وتربیت میں برابر مشغول رہے۔ درس وتدریس کے علاوہ عمر کا بیشتر حصہ تصنیف وتالیف میں گذرا امراض کی شدت اور آنکھوں کی بصارت زائل ہوجانے کے سبب بعض کتابوں کو انھوں نے املا کرایا۔ درج ذیل کتابیں آپ سے یادگار ہیں۔

۱۔ تحفۂ اثنا عشریہ ۲۔ بستان المحدثین ۳۔ العجالۃ النافعہ ٤۔ فتاویٰ ٥۔ تفسیر فتح العزیز

یہ تفسیر نامکمل صورت میں پائی جاتی ہے سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی ابتدائی ایک سو چراسی آیتوں کی تفسیر پہلی جلد میں ہے اور آخر کے دو پاروں کی تفسیر علیحدہ علیحدہ جلدوں میں اور یہ جلدیں متعدد بار شائع ہوچکی ہیں۔ تفسیر کے مقدمہ سے پتا چلتا ہے کہ شاہ صاحب کے کوئی شاگرد شیخ مصداق الدین عبداللہ تھے انھی کی تحریک پر یہ تفسیر لکھی گئی اور انھی کو شاہ صاحب نے اس کا املا کرایا تھا اور یہ سلسلہ ۱۷۹۴ء میں مکمل ہوا۔

اس تفسیر کے تعلق سے عام طور پر یہی سمجھا جاتا ہے کہ شاہ صاحب کی تفسیر نامکمل رہ گئی تھی مگر صاحب ''نزھۃ الخواطر'' (الاعلام) کا بیان ہے۔

"وهو فی مجلدات کبار۔۔۔ ضاع معظمها فی ثورة الهند ومابقی منها الا مجلدان من اول وآخر" (الاعلام جلد ۷ ص ۳۰۳)

(یہ تفسیر کئی ضخیم جلدوں میں تھی جس کا زیادہ تر حصہ ہندوستان کے غدر میں تلف ہو گیا اور صرف اول و آخر کی دو جلدیں باقی بچیں)

یہ بات زیادہ عقل سے لگتی ہوئی اس لیے نہیں معلوم ہوتی ہے کیوں کہ تفسیر ''فتح العزیز'' کے مقدمہ میں سورہ بقرہ کے آغاز کا ذکر تو ملتا ہے مگر اسی میں آگے چل کر شاہ صاحب کے دعائیہ الفاظ سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اس وقت تک بہر حال تفسیر مکمل نہیں ہوئی تھی۔ شاہ صاحب کے الفاظ یہ ہیں۔

"وانا ایضاً اسئل من فضله ان یوفقنی لاتمامه کماوفقنی لختامه"۔ (تفسیر فتح العزیز جلد اول ص ۴ ممبئی)

باقیماندہ تفسیر کے دو حصے ہیں پہلا حصہ شروع قرآن سے آیت و ان تصوموا خیر لکم تک اور دوسرا حصہ شروع سورۂ ملك سے آخر قرآن تک ہے۔ یہ تفسیر ۱۲۴۸ھ/۱۸۳۲ء کے آس پاس کلکتہ سے شائع ہوئی۔ نہایت معتبر و مستند تفسیر ہے۔

(الاعلام ج ۷ ص ۳۰۳، تذکرہ علمائے ہند ص ۱۳۲)

تفسیر فتح العزیز کے ناقص رہ جانے کا احساس اہل علم کو شروع ہی سے تھا اس لیے نواب سکندر بیگم والیۂ بھوپال کو اس کی تکمیل کا خیال پیدا ہوا چنانچہ انھوں نے اس اہم کام کے لیے شاہ عبدالعزیز صاحب کے ایک شاگرد مولوی حیدر علی کو مامور کیا جنھوں نے علیحدہ علیحدہ پاروں کی صورت میں ستائیس جلدوں میں اس کا تکملہ لکھا اس تکملہ کی چار جلدیں دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے کتب خانہ میں محفوظ ہیں۔ باقی جلدوں کا سراغ نہیں ملتا۔ (معارف اعظم گڑھ اپریل ۱۹۹۶ء عدد ۴ ص ۲۵۶)

''فتح العزیز'' کا جو حصہ زمانہ کی دست و برد سے بچ گیا وہ انتہائی اہم ہے۔ نہ تو بہت ہی مختصر ہے اور نہ ہی طوالت لیے ہوئے ہے۔ خیر الامور اوسطها کے عین مطابق ہے اور

ایک جامع تفسیر ہے، اس کی خوش اسلوبی اور خوش بیانی پر تمام علما متفق ہیں۔ شیخ رفیع الدین مراد آبادی نے تفسیر ''فتح العزیز'' کی درج ذیل اہم خصوصیات بتائی ہیں۔

۱۔ ہر سورت کا عنوان اور مضمون کی وضاحت

۲۔ ربط آیات وسور

۳۔ نظائر قرآن کا ذکر

۴۔ قصص واحکام کے اسرار کا بیان

۵۔ لطائف نظم قرآن

۶۔ حروف مقطعات

تفسیر ''فتح العزیز'' فارسی زبان میں ہونے کی وجہ سے عوام وخواص اس تفسیر سے بھرپور استفادہ نہیں کر پا رہے تھے اس لیے اس تفسیر کا ترجمہ اردو زبان میں ہوا۔ اول ودوم سی پارے کا ترجمہ جو راقم کے پیش نظر ہے وہ انتہائی بوسیدہ ہے جس سے مترجم کا نام واضح نہیں۔ البتہ پارۂ عم کا ترجمہ محمد حسن رام پوری نے کیا ہے جس کی تکمیل ۱۲۶۱ھ میں ہوئی۔ اور طباعت ۱۹۵۵ء میں ''مطبع قیومی'' کانپور سے ہوئی۔ اپنے اس ترجمہ کے تعلق سے مترجم لکھتے ہیں۔

> '' اول تو یہ کہ اس کا ترجمہ لفظ بہ لفظ نہیں کیا گیا ہے بلکہ ہندی محاورہ کے موافق ہے، تاکہ مطلب بخوبی فہم میں آجائے دوسرے یہ کہ التزام اس امر کا کیا ہے کہ کچھ زیادتی یا کمی اصل مطلب سے نہ ہونے پاوے تاکہ اعتبار کے پائے سے خارج نہ ہو جائے، تیسرے یہ کہ جہاں کوئی مطلب دقیق اور مشکل آگیا جس کا سمجھنا کسی اور علم کی مہارت پر موقوف ہے جیسے کوئی قاعدہ علم ریاضی یا ہندسہ، وغیرہ کا تو اس کا فقط ترجمہ کر دیا ہے۔ چوتھے یہ کہ یہ ترجمہ کلکتہ کی چھپی ہوئی تفسیر عزیزی کی عبارت کے موافق ہے۔ (تفسیر فتح العزیز سی پارۂ عم ص ۷)

اس تفسیر کے تعلق سے حکیم محمود احمد برکاتی لکھتے ہیں۔

> ''شاہ صاحب کی تفسیر فتح العزیز صرف سی پاروں کی طبع ہوئی ہے اور مشہور یہی ہے کہ اتنی لکھی تھی لیکن ایک روایت یہ ہے کہ آپ کے شاگرد مولوی یار محمد صاحب نے آپ کے درس

قرآن کے کئی دوروں پر اپنے مصحف پر حواشی لکھ لیے تھے وہ ان کے فرزند مولوی محمد اسحاق کے پاس موجود ہیں یہ مکمل قرآن مجید کی تفسیر ہے ایک اور روایت ہے کہ حاجی محمد حسین صاحب سہارن پوری مولوی نور اللہ صاحب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کی ایک فارسی تفسیر تمام قرآن مجید کی اکبرآباد کے قاضی کے یہاں موجود ہے مگر چھپی نہیں ہے"۔ (شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان محمود احمد برکاتی، اشاعت اسلام لاہور ص ۱۵۴)

فتح محمدی

عیسیٰ بن قاسم سندھی شہابی، شطاری، سندی (وفات ۱۰۳۱ھ) علمائے ربانیین میں سے تھے، برہان الدین برہان پوری اور اسماعیل بن محمود شطاری کے علاوہ خلق کثیر نے ان سے استفادہ کیا۔ اپنے صاحبزادہ فتح محمد کے نام کی مناسبت سے آپ نے اپنی اس تفسیر کا نام الفتح المحمدی رکھا۔ برہان پور میں وصال ہوا۔ (گلزار ابرار ص ۵۱۵۔ الاعلام جلد ۵ ص ۳۲۱)

الفرقان فی معارف القرآن

خواجہ عبدالحئی فاروقی جو اس تفسیر کے مصنف ہیں جامعہ ملیہ میں پروفیسر تھے۔ علما کو ان کی تفسیر سے اختلاف ہے۔ "فیض عام پریس"، علی گڑھ سے ۱۳۴۰ھ میں طباعت ہو چکی ہے۔ اس کے نسخے جامعہ ہمدرد میں موجود ہیں۔

مصنف نے مختلف سورتوں کی تفسیروں کو علیحدہ علیحدہ جلدوں میں بدیں طور الگ الگ نام سے شائع کیا ہے۔

"خلافة الکبریٰ" سورہ بقرہ کی ۴۵۰ صفحات پر مشتمل تفسیر جو علی گڑھ کے فیض عام پریس سے ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء میں شائع ہوئی۔

"بیان" سورہ آل عمران کی ۲۱۸ صفحات کی تفسیر جو ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء میں علی گڑھ کے محمدی پریس میں طبع ہوئی۔

الصراط المستقیم، سورۂ الانفال والتوبہ کی ۲۲۴ صفحات پر مختصر تفسیر جسے علی گڑھ کے مفید عام پریس سے ۱۹۲۰ء میں شائع کیا گیا۔

"عبرت" تفسیر سورۂ یوسف جس کو ۹۶ صفحات پر مشتمل ۱۳۴۵ھ/۱۹۲۶ء میں مکتبہ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی نے شائع کیا۔

" بصائر " بنی اسرائیل سے متعلق آیات کی تفسیر ۱۳۵۵ھ ۱۹۳۶ء میں طبع ہوئی۔
"برھان " سورۂ نور کی تفسیر جسے ۱۳۴۴ھ/۱۹۲۵ء میں محبوب المطابع دہلی نے شائع کیا۔"
سبیل الرشاد " سورۂ حجرات کی ۲۷ صفحات پر مشتمل تفسیر ۱۳۲۸ھ/۱۹۰۹ء میں فیض عام پریس علی گڑھ سے طبع ہوئی۔
" ذکری " پارۂ عم کی تفسیر ۱۳۲۷ھ/۱۹۲۹ء میں شائع ہوئی۔
''سبیل السلام " سورہ المجادلہ تا سورہ التحریم کی تفسیر مکتبہ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی سے طبع ہوئی۔(اردو تراجم قرآن ص۱۲۹)

فیوض القرآن

ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی نے یہ تفسیر خاص طور پر تعلیم یافتہ طبقہ کے لیے لکھی ہے تا کہ انھیں کم سے کم وقت میں اس تفسیر کے مطالعہ سے احکام خداوندی سمجھنے کا موقع میسر آجائے۔اس تفسیر کا طرز بیان آسان اور عام فہم ہے جس میں عصری تقاضوں کوملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔اس تفسیر کے ترجمہ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ پڑھنے والا قرآن کے نفس مفہوم کو بڑی آسانی سے سمجھ لیتا ہے۔یہ تفسیر پہلے تین جلدوں میں تھی مگر اب دو جلدوں میں آگئی ہے۔تفسیر کی زبان شگفتہ، اسلوب جاذب،اور طباعت عمدہ ہے،اس کی تشریح نہ اتنی مفصل کہ طبیعت اکتا جائے اور نہ ہی اتنی مختصر کہ تشنگی باقی رہے۔اس تفسیر کے تعلق سے پیر کرم شاہ ازہری لکھتے ہیں۔

> ''جب میں نے فیوض القرآن کو پڑھنا شروع کیا تو پڑھتا ہی چلا گیا اس ترجمہ کا ہر جملہ موزوں، ہر فقرہ دلنشیں،حشو زوائد سے یکسر پاک،مطالب و اسرار کا جامع ہے۔محترم ڈاکٹر بلگرامی نے ان حقائق کو بے نقاب کر دیا ہے جو بہت کم کسی کو اپنے ہاں اذن باریابی دیتے ہیں،شریعت کا دامن بھی کبھی چھوٹنے نہیں پایا اور معرفت کے ان رموز و نکات کے بیان کر نے میں بخل سے کام نہیں لیا جنھیں اب زمانہ کے شدید تقاضے پردہ کشائی پر مجبور کر رہے تھے لیکن وہ اظہار کے لیے کسی سلیقہ مند قلم کے منتظر تھے''۔(فیوض القرآن جلد ص۱۵)

فیوضات حیدریہ

مولانا حیدر علی فیض آبادی کی یہ تفسیر دراصل تفسیر عزیزی کا تکملہ ہے۔حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے فارسی زبان میں تفسیر قرآن کا آغاز کیا لیکن کسی وجہ سے یہ کام پایہ تکمیل

تک نہ پہنچ سکا، سورۂ بقرہ کا کچھ حصہ اور سورہ ملک سے آخر قرآن تک کی ہی تفسیر مکمل ہو پائی، اس تفسیر کا نام فتح العزیز ہے جس کا سطور بالا میں ذکر ہو چکا ہے یہی تفسیر عرف عام میں تفسیر عزیزی کہلاتی ہے، اس نامکمل تفسیر کی تکمیل کا کارنامہ شاہ صاحب کے تلمیذ رشید مولانا حیدر علی فیض آبادی نے انجام دیا۔ اس تکملۂ تفسیر کا نام ''فیوضات حیدریہ'' ہے۔ اس کے بارے میں صاحب نزهة الخواطر کا بیان ہے کہ یہ کتاب فرمانروائے بھوپال نواب سکندر بیگم کی فرمائش پر لکھی گئی۔ یہ تکملہ ۲۷ جلدوں میں مکمل ہوا، خیال ہے کہ ہر جلد ایک پارے کی تفسیر پر مشتمل ہوگی، ابتدا کی سات جلدیں حیدر آباد میں ہیں اور بعض ثقات کی زبانی سنا گیا ہے کہ سورۂ یوسف کے علاوہ باقی تمام بنارس میں موجود ہیں۔ ندوۃ العلماء لکھنؤ میں اس تفسیر کی ابتدائی چار جلدیں موجود ہیں، ان چار جلدوں کے صفحات کی مجموعی تعداد تین ہزار ایک سو ہے۔ یہ تکملہ خاصی حد تک اصل کا رنگ لیے ہوئے ہے۔ (جام نور دہلی جون ۲۰۱۲ء ص ۲۵)

قرآن پاک کی ایک قدیم تفسیر

محمود شیرانی کی یہ تفسیر فارسی میں مگر اس کا دیباچہ اردو زبان میں ہے۔ کل صفحات ۹۶ ہے۔ اس کی طباعت دیوان پریس دہلی سے ۱۹۳۲ء میں ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۵۸)

قرآن القرآن بالبیان

حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی (وفات ۱۱۴۱ھ) مشائخ چشت میں بڑی اہمیت کے حامل تھے ۱۰۶۰ھ میں دہلی میں ولادت ہوئی، والد ماجد کا نام نور اللہ تھا۔ ان کے جد محترم احمد اپنے زمانہ کے اچھے معمار تھے۔ جامع مسجد، لال قلعہ اور تاج محل کی تعمیر میں ان کا بڑا حصہ ہے۔ تاج محل کی تعمیر ۱۶۴۱ء میں مکمل ہوئی اور لال قلعہ کی تعمیر ۱۶۳۸ء سے ۱۶۴۸ء کے درمیان ہوئی۔ ان تاریخی عمارتوں کی تعمیر میں شیخ احمد برابر کے شریک رہے۔ ۱۶۴۹ء میں انتقال ہونے کے باعث وہ جامع مسجد کی تعمیر میں تو نہ شریک ہو سکے البتہ ان کے بھائی استاد شیخ حامد اور ان کے صاحبزادگان نے نمایاں حصہ لیا۔ جامع مسجد کی تعمیر ۱۶۵۰ء میں مکمل ہوئی۔

شیخ کلیم اللہ جہان آبادی علم ظاہر اور علم باطن دونوں کے جامع تھے۔ تکمیل درس کے بعد اپنے آبائی مکان میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ جو طلبہ تحصیل علم کے لیے ان کی خدمت

میں حاضر ہوتے ان میں بعض علم باطن سے بھی مالا مال ہوتے، شاہ صاحب کو درس حدیث سے بھی خاص شغف تھا۔ مرزا مظہر جان جاناں ایک مرتبہ ان سے ملنے آئے تو دیکھا کہ شاہ صاحب صحیح بخاری کے درس میں مشغول ہیں۔

درس وتدریس کے زمانہ میں شاہ کلیم اللہ کی ملاقات ایک مرد عارف سے ہوگئی جس کے باعث وہ معلمی کا پیشہ ترک کر کے تربیت وسلوک کی راہ پر گامزن ہوئے اور اس راہ میں بڑی مشقت وریاضت برداشت کی اور دہلی کے ایک بزرگ محمد صادق خلیفہ میاں پیر محمد سلونی کی خدمت میں حاضری دینے لگے۔ انھوں نے جب ان کی طلب صادق دیکھی تو مشورہ دیا کہ وہ مزید حصول معرفت کے لیے مدینہ منورہ شیخ محمد یحیٰ مدنی کے پاس جائیں شیخ کے مشورہ پر عمل کرتے ہوئے آپ حجاز کے سفر پر روانہ ہوئے، مکہ مکرمہ پہنچے، حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے پھر شیخ یحیٰ مدنی کی بارگاہ میں حاضری دے کر بیعت کا شرف حاصل کیا اور طویل عرصہ شیخ کی خدمت میں رہ کر کسب فیض کرتے رہے۔

وہاں کے دوسرے مشائخ میں میر محترم سے نقش بندی طریقہ کی سند داجازت حاصل اور حضرت محمد غیاث سندھی سے سلسلہ قادریہ کا فیضان حاصل کیا۔

حجاز سے واپسی پر شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی نے دہلی میں جامع مسجد اور لال قلعہ کے درمیان بازار خانم میں سکونت اختیار کی یہ بازار اس وقت دہلی کا سب سے بارونق بازار تھا تذکرہ نگاروں کا خیال ہے کہ یہ جگہ ان کے خاندان کو شاہ جہاں نے عطا کی تھی۔ کیوں کہ لال قلعہ اور جامع مسجد کے معماروں کے لیے وہی موزوں ترین جگہ تھی۔

شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی کی بہت سی تصانیف یادگار چھوڑی ہیں جن میں عشرۂ کاملہ، سواء السبیل، کشکول، مرقع، تسنیم، رسالہ تشریح الافلاک عاملی محشی بالفارسیہ، شرح القانون۔ مکتوبات اور ملفوظات، بطور خاص قابل ذکر ہیں لیکن ان تمام تصانیف میں قرآن کریم کی تفسیر قرآن القران بالبیان خصوصی اہمیت کی حامل ہے۔ یہ عربی زبان میں قرآن مجید کی مختصر تفسیر ہے۔ ۱۱۲۵ھ میں اس کی تصنیف ہوئی۔ یہ تفسیر جلالین کی ہم پلہ سمجھی جاتی ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ جلالین میں شافعی مسلک کی رعایت کی گئی ہے اور یہ تفسیر حنفی نقطۂ

نظر سے لکھی گئی ہے۔ یہ عمدہ اور بہتر تفسیر ہے، ترتیب ''جلالین'' کے انداز پر ہے۔ اختصار کا حال یہ ہے کہ بعض مقامات پر محض دو تین جملے اشارتاً لکھے گئے ہیں، سبب نزول کی وضاحت قدرے تفصیل سے کی گئی ہے۔ مسائل میں احادیث سے بھی استنباط کیا گیا ہے البتہ الفاظ ولغت کی بحثیں بہت کم ہیں۔ یہ تفسیر ۱۷۱۳ء میں لکھی گئی ہے اس کا ایک قلمی نسخہ ''کتب خانہ آصفیہ'' حیدرآباد میں موجود ہے۔ ۱۸۷۳ء میں ''مطبع احباب'' میرٹھ سے شاہ رفیع الدین دہلوی کے ترجمہ قرآن مجید کے حاشیہ پر یہ تفسیر طبع ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ یہ تفسیر الگ سے غالباً طبع نہیں ہوئی۔ اس تفسیر کے تعلق سے مصنف لکھتے ہیں۔

''یہ علمائے ملت حنفیہ بیضاء کی تفسیروں سے ماخوذ ہے میں نے اس کا نام قرآن القرآن بالبیان رکھا ہے میں کلیم اللہ جہان آبادی مذہباً حنفی اور مشرباً صوفی ہوں۔ یہ تصنیف ۱۱۲۵ھ میں مکمل ہوئی''۔ (ہندوستانی مفسرین اوران کی عربی تفسیریں ص ۹۲۔ تذکرہ مفسرین ہند ص ۱۴۳)

قرآن مجید ترجمہ وتفسیر مولانا ثناء اللہ امرتسری مع فوائد اسلامی

عبدالسلام بستوی (وفات ۱۹۷۴ء) نے مولانا ثناء اللہ امرتسری کا ترجمہ قرآن شائع کیا اور وہ اس انداز سے شائع کیا کہ ترجمہ تو مولانا امرتسری کا ہے اور تفسیر بھی انہیں کی ہے لیکن اس تفسیر میں صرف وہی حصہ رہنے دیا جس کا تعلق قرآنی تفسیر سے ہے دیگر مباحث حذف کردئے گئے ہیں اور حسب ضرورت حواشی کی صورت میں اضافہ کیا گیا ہے اور اسے فوائد اسلامی کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ (اہل حدیث خدام قرآن ص ۳۰۴)

قرآنی آسان تفسیر

زاہدالقادری دہلی ۱۹۲۷ء

قرآن مجید مع تفسیر جلالین

محمد عبدالرؤف سراج الدین کی یہ تفسیر ۱۲۴۴ صفحات پر مشتمل ہے آگرہ سے ۱۹۰۰ء میں طباعت ہوچکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۴۴)

کشف الرحمان

احمد سعید دہلوی کی یہ تفسیر دو جلدوں میں ہے مؤتمر المصنفین دہلی سے ۱۹۶۲ء میں شائع ہوچکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۳۵)

کشف الکشاف

مخلص بن عبداللہ الدھلوی (م ۸۴۷ھ/۱۲۶۲ء) (مجلہ راہ اسلام ص ۱۲۱ جولائی ۲۰۰۹ء)

کاشف الاسرار

محمد عبدالسلام چشتی نظامی دہلوی نے قرآن کریم کی تفسیر اردو زبان میں لکھی ہے جس کا پہلا حصہ پیش نظر ہے اس میں صرف بسم اللہ شریف کی تفسیر بیان کی گئی ہے اور اس کے ضمن میں نکات ومسائل شریعت ونصائح وغیرہ اور مضامین بھی نہایت خوبی سے درج ہیں، یہ تفسیر ''ہلالی پریس'' دہلی سے ۱۳۳۰ھ میں شائع ہوچکی ہے۔ ''کاشف الاسرار'' کا یہ نسخہ جامعہ ہمدرد کی سینٹرل لائبریری میں موجود ہے۔

کاشف الحقائق وقاموس الدقائق

محمد بن احمد شریحی ماریکلی گجراتی ثم دہلوی (وفات ۶۸۴ھ/۱۲۸۵ء) کا نام محمد اور والد کا نام احمد تھا۔ زہد وتقویٰ کی بنا پر ''کمال الدین زاہد'' ان کا لقب ہوگیا تھا۔ آبائی وطن صوبہ گجرات میں احمد آباد کے قریب ایک بستی مرکل تھا۔ اسی بنا پر وہ ماریکلی کہلاتے ہیں۔ ان کی نشو ونما دہلی میں ہوئی اور یہیں ان کا انتقال بھی ہوا۔

مولانا کمال الدین زاہد کو حدیث وفقہ میں بڑا درک حاصل تھا۔ ان کے استاد شیخ برہان الدین محمود بلخی تھے جو اس دور کے متبحر عالم اور شریعت وطریقت کے جامع بزرگ تھے۔ اور صاحب ہدایہ برہان الدین مرغینانی کے براہ راست شاگرد تھے۔

مولانا کمال الدین زاہد کی یہ تفسیر ہندوستان میں لکھی جانے والی سب سے پہلی تفسیر ہے۔ از اول تا آخر نہایت فصیح عربی زبان میں ہے اس کا ایک عمدہ اور نادر مکمل نسخہ مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی مجددی کے کتب خانے میں موجود ہے (قرآن مجید کی تفسیریں ص ۵۴) یہ صوفیانہ رنگ میں لکھی ہوئی ایک قدیم ترین تفسیر ہے جس میں شریعت اور عربیت پر زور دیا گیا ہے۔ اس کی عبارت نہایت مختصر اور آسان ہے اس تفسیر کا صرف ایک ہی قلمی نسخہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کی لائبریری میں موجود ہے۔ (علوم اسلامیہ اور ہندوستانی علماص ۲۹)

اس تفسیر کی بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ برصغیر پاک وہند میں ایک ہندی نژاد مصنف کی یہ

سب سے پہلی مکمل تفسیر ہے۔اس کے مصنف امام بیضاوی (وفات ۶۸۵ھ/۱۲۸۶ء) کے معاصر ہیں اور تفسیر بیضاوی کی طرح اس میں بھی ابتدا میں تفصیلی انداز بیان اختیار کیا گیا ہے اور آہستہ آہستہ مختصر ہوتا گیا ہے۔اس تفسیر کی زبان بہت صاف اور سہل ہے عبارت عربی میں اصول قواعد کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ یہ تفسیر جس زمانہ میں لکھی گئی اس وقت تصوف کا دور دورہ تھا اور خود مصنف بھی اسی طبقہ سے تعلق رکھتے تھے۔اس لیے اس تفسیر میں تصوف کا اثر پورے طور پر نمایاں ہے۔اس تفسیر کی تصنیف میں قدیم تفسیروں سے مدد لی گئی ہے اور متعدد مقامات پر مصنف نے خود بھی لطیف نکتے بیان کئے ہیں۔(تذکرۂ مفسرین ہندص۲)

کشف القلوب معروف بہ تفسیر قادری

شیخ سید محمد عمر حسینی قادری (وفات ۱۳۳۰ھ۔۱۲۸۲ھ) مکہ مسجد حیدر آباد، مسجد یاسین علی آباد اور اپنے گھر میں قرآن پاک کی تفسیر بیان کرتے تھے اپنی ان تقاریر کو انھوں نے ۲۸/اجزا میں مکمل کیا اور ۱۳۳۰ھ میں آپ کا وصال ہوگیا۔بعد کی دو جلدیں یعنی انتیسویں اور تیسویں جلد شیخ محمد بادشاہ حسینی نے لکھیں اور اردو زبان میں طبع کرائیں۔آپ سے استفادہ کرنے والوں کی ایک طویل فہرست ہے۔انتہائی متقی اور عابد شب زندہ دار بزرگ تھے،اپنا کام خود سے کرنے کی عادت تھی۔علمائے وقت کے درمیان بڑا احترام تھا۔

کشف القلوب (تفسیر قادری)

صاحب اردو تفاسیر محمد عمر الحسینی القادری نے لکھا ہے کہ یہ تفسیر کشف القلوب کے نام سے مشہور ہے۔سورۂ بنی اسرائیل سے سورۂ احقاف تک کی تفسیر ہے۔''فیاض دکن پریس'' حیدرآباد سے ۱۳۱۹ھ میں شائع ہو چکی ہے۔(اردو تفاسیر ص۱۰۴)

کلام الرحمان

غلام محمد کی یہ ایک نامکمل تفسیر ہے۔اس مختصر تفسیر میں صوفیانہ رنگ بہت نمایاں ہے،اشعار کی زیادتی کی وجہ سے اس کا تفسیری رنگ پھیکا پڑ گیا ہے۔(اردو تفاسیر ص۱۱۷)

کنز المتشابہات

حافظ محمد محبوب علی انجینئر کی یہ تصنیف دائرۃ المعارف حیدر آباد سے ۱۳۴۱ھ میں شائع

ہو چکی ہے۔اس میں کل ۴۰۳ صفحات ہیں، اپنے انداز کی غالباً یہ پہلی تفسیر ہے مصنف نے اس میں ان آیتوں کو جمع کیا ہے جو ایک دوسری سے مشابہت رکھتی ہیں، شروع میں ان کو ۸۰۰ آیتیں اس قسم کی ملی تھیں کتاب کے مطبع میں جانے کے بعد ان کو ۲۶۰ آیتوں کا اور علم ہوا اس طرح قرآن کریم میں کل ۱۰۶۰ آیات متشابہات ہونے کا پتا چلتا ہے۔(ہندوستانی مفسرین اوران کی عربی تفسیریں ص ۳۰۵)

الکوکب الدری

محمد یحییٰ کاندھلوی دہلی ۱۹۳۳ء۔(اردو تفاسیر ص ۶۱)

گلشن فیوض

سید نثار علی بن قاری سید منیر علی بن مولانا سید رستم علی رام پوری (وفات ۱۳۲۰ھ) یہ ۱۳۹۴ھ کی تصنیف ہے۔(فہرست مخطوطات فارسی رام پور ص ۲۱)

لب الفوائد

یہ ایک مکمل تفسیر ہے ترجمہ سلیس فارسی زبان میں ہے۔اس تفسیر کو لکھتے وقت خلاصۃ المنہج کو سامنے رکھا گیا ہے۔مصنف شیخ محمد معصوم نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتگان میں سے تھے۔تفسیر کا ایک قلمی نسخہ مولانا آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں موجود ہے۔اس تفسیر پر مصنف، کاتب کا نام درج نہیں اور نہ ہی سنہ کتابت درج ہے۔

لطائف التفاسیر

ابونصر احمد سیف الدین زاہد دوراجکی (م ۵۴۰ھ)۔(فہرست نسخہ ہائے خطی جامعہ ہمدرد ص ۸)

لطائف التفاسیر

خواجہ سید قاسم کی تفسیر ہے جو حضرت نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ والرضوان کے ساتویں مرید تھے۔(نظامی بنسری ص ۴۵۵)

لوامع البیان فی تفسیر القرآن

شیخ سید اشرف الشمسی حیدر آبادی کی یہ تفسیر تین جلدوں میں ہے۔حیدر آباد کی سرزمین پر عربی زبان میں یہی پہلی تفسیر لکھی گئی۔

(مساهمة حيدر آباد دكن فی تطوير اللغة العربية شجاع الدین فاروقی حیدر آباد ۲۰۱۳ء)

لوامع التنزیل وسواطع التاویل

سید ابوالقاسم رضوی کشمیری (وفات ۱۹۰۹ء) کی یہ تفسیر انتہائی مبسوط ۳۰ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کے ابتدائی ۱۲ حصے مصنف نے لکھے ہیں۔ ان کی وفات کے بعد باقی ۱۵ جلدیں ان کے صاحبزادے سید علی الحائر (وفات ۱۳۶۰ھ) نے تحریر کیں، اس میں شیعی وسنی مفسرین کے اقوال مباحث ومناظرات کا ذخیرہ جمع کیا گیا ہے۔ اس تفسیر میں جمیع العلم فی القرآن کی شان دکھائی دیتی ہے۔ اس کی طباعت ہو چکی ہے اس کا نسخہ جامعہ ہمدرد کی لائبریری کے نذیریہ کلیکشن میں موجود ہے۔ (الاعلام جلد ۸ ص ۱۸، مجلہ راہ اسلام ص ۱۲۴)

مجمع البحرین

شیخ طاہر بن یوسف بن رکن الدین سندھی ثم برہان پوری (وفات ۱۰۰۴ھ) کی ولادت سندھ میں پاتری نامی بستی میں ہوئی۔ شیخ عبدالاول جونپوری اور دیگر علما سے فقہ وحدیث کی تعلیم حاصل کی، شیخ محمد غوث گوالیاری سے طریقت کا درس لیا۔ ہندوستان میں کئی مقامات کا سفر کیا۔ زندگی کے آخری ایام برہان پور میں گزارے۔ فقہ وحدیث اور قرآنیات کے موضوع پر متعدد کتابیں لکھیں، مشرب صوفیہ اور ان کے ذوق کے مطابق قرآن کریم کی تفسیر لکھی۔

(الثقافۃ الاسلامیۃ ص ۱۶۵، الاعلام جلد ۵ ص ۲۰۳)

محکم التنزیل

سید محمد حکم بن محمد بن علم اللہ حسنی رائے بریلوی نے یہ تفسیر عربی زبان میں لکھی مصنف کے تعلق سے تفصیل گذر چکی ہے۔ اسی مصنف کی ایک اور تفسیر تفسیر حسنیٰ کے تعلق سے بھی ہے۔ (الثقافۃ الاسلامیۃ ص ۱۶۵، الاعلام جلد ۶ ص ۳۰۸)

مختصر تفسیر القرآن فتح محمد جالندھری امرتسر ۱۹۰۰ء۔ (اردو تفاسیر ص ۵۳)

مختصر المدارک

شیخ طاہر بن یوسف سندھی کی یہ تفسیر مدارک التنزیل کا خلاصہ ہے۔

مشکلات القرآن

محمد انور شاہ کشمیری کی یہ کتاب قرآن کریم کی مکمل تفسیر نہیں بلکہ محض ان آیات کی توضیح

وتشریح ہے جن کو مصنف نے مشکل تصور کیا ہے۔ یہ توضیحات بیشتر عربی میں ہیں اور چند جگہوں پر فارسی میں ہیں، اس سلسلے میں انھوں نے احادیث، اقوال اور کتب سیر و تاریخ سے بھی مدد لی ہے، بعض دوسری اہم تفسیروں سے بھی اقوال نقل کئے ہیں، ضروری اور تشریح طلب باتیں حاشئے پر بھی لکھی ہیں۔ (ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں ص۲۹۹)

مصباح العاشقین (تفسیر سورۂ والضحیٰ)

بہاء بن محمود بن ابراہیم نبیرہ قاضی حمید الدین ناگوری (وفات ۶۷۳ھ) کی یہ ایک صوفیانہ تفسیر ہے۔ صوفی حمید الدین ناگوری کے افادات پر مشتمل ہے۔

(قرآن کی تفسیریں ص۶۱، فہرست مخطوطات شیرانی جلد اول ص۲)

مطالب الفرقان فی ترجمۃ القرآن

سید محمد شاہ کی یہ تفسیر ۱۶۵۶ صفحات میں ہے۔ ''پیکو آرٹ پریس'' لاہور سے ۱۳۰۰ھ میں چھپ چکی ہے۔ دائیں صفحہ پر متن اور بائیں صفحہ پر ترجمہ و تفسیر دو کالمی، دونوں صفحوں کا نمبر شمار ایک ہی قائم رکھا ہے۔ (اردو تفاسیر ص۵۷)

مطالب القرآن (ناتمام)

نذیر احمد خاں، الناظر پریس چوک لکھنؤ

مطلب الطالبین الکریم

شیخ یعقوب صرفی کشمیری (وفات ۱۵۹۴ء) (مجلہ راہ اسلام ص۱۲۲ جولائی ۲۰۰۹ء)

مظہر البیان

محمد مظہر علی سہسوانی (وفات ۱۸۹۵ء) نے یہ تفسیر امام رازی کی تفسیر کبیر کے انداز میں لکھی۔ گوالیار سے اس کی اشاعت ہوئی جہاں وہ طبابت کرتے تھے۔ (اہل حدیث خدام قرآن ص۱۰۹)

معارف القرآن

سید محمد کچھوچھوی (م ۱۹۶۱ء) امام احمد رضا فاضل بریلوی کے شاگرد رشید تھے، جائس رائے بریلی میں ولادت ہوئی، مولانا عبد الباری فرنگی محلی (م ۱۹۲۶ء) مفتی لطف اللہ علی گڑھی (م ۱۹۱۶ء) مولانا عبد المقتدر بدایونی (م ۱۹۱۵ء) سے کسب علم کیا اپنے حقیقی ماموں شاہ احمد اشرفی

الجیلانی (م ۱۹۲۵ء) سے بیعت ہوئے اور سلوک کی تکمیل فرمائی، پانچ ہزار غیر مسلم آپ کے دست حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپ نے امام احمد رضا فاضل بریلوی کی ہی زندگی میں ترجمہ قرآن شروع کر دیا تھا، ترجمہ کو دیکھ کر امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے فرمایا تھا'' شہزادے اردو میں قرآن لکھ رہے ہو؟'' انھوں نے ملکی سیاست میں بھی حصہ لیا اور مسلمانان ہند کی رہنمائی فرمائی، بڑی باوقار شخصیت کے مالک تھے، تقریر میں قرآنی اسرار و معارف کا دریا بہاتے لوگ سن سن کر حیران و ششدر رہ جاتے، ترجمہ معارف القرآن آپ ہی سے یادگار ہے، اس ترجمہ کا آغاز امام احمد رضا کی وفات سے ۱۹۲۱ء سے قبل ہو چکا تھا۔ ۱۹۴۷ء میں اس کی تکمیل ہوئی تقریباً اٹھائیس برس میں یہ ترجمہ مکمل ہوا یہ ترجمہ ان تراجم میں بعض حیثیات سے نہایت ممتاز ہے جو براہ راست قرآن حکیم سے کیئے گئے ہیں۔ (خلفائے محدث بریلوی ص۱۰۰)

معارف القرن

اس تفسیر کے مصنف معروف عالم دین مفتی محمد شفیع ہیں وہ اپنے زمانہ کے اہم علما میں شمار کیئے جاتے تھے۔ دیو بند ضلع سہارنپور میں پیدا ہوئے، ۱۹۴۸ھ میں ہجرت کر کے پاکستان چلے گئے وہاں آپ ریڈیو سے قرآن مجید کی تفسیر روزانہ نشر کرتے تھے جو بعد میں معارف القرآن کے نام سے ''بیت الحکمت'' دیو بند سے ۱۹۸۲ء میں آٹھ جلدوں میں شائع ہوئی۔

مولوی محمد شفیع نے متن قرآن کے ترجمہ میں مولانا اشرف علی تھانوی اور شیخ الہند کے ترجموں پر زیادہ اعتماد کیا ہے۔ انھوں نے ترجمہ کے بعد پوری تشریح و تفسیر سے پہلے خلاصۂ مضمون لکھا ہے جو مختصر تفسیر کا کام دیتا ہے۔ خود مصنف معارف القرآن لکھنے کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

> ''اکابر علما و سلف صالحین کی تفسیر کو آسان زبان میں اہل علم کے طبائع کے قریب بنانا میری ساری محنت کا حاصل تھا میں نے آخری عمر کے پانچ سال کی یہ محنت شاقہ اس تمنا میں صرف کی کہ عہد جدید کے مسلمان جو عموماً علمی اصطلاحات اور علمی زبان سے بیگانہ ہو چکے ہیں اکابر کی تفسیر سے ان کو اقرب الی الفہم کر دوں، تاکہ شاید اس زمانہ کے مسلمانوں کو اس سے نفع پہنچے''۔ (معارف القرآن جلد ا ص ۶۴)

معارف القرآن

محمد ادریس کاندھلوی مکتبہ عثمانیہ لاہور ۱۳۷۰ھ میں یہ تفسیر لکھنی شروع کی ۱۳۸۲ھ میں اس کی تکمیل ہوئی۔

معارف القرآن

چودھری غلام احمد پرویز کا رجحان شروع سے ہی مذہبی تھا،ان کے یہاں موضوعات کا تنوع پایا جاتا ہے،کلام اقبال کی شرح سے لے کر قرآن پاک کی تفسیر وتعبیر تک انھوں نے بحثیں کی ہیں اور اپنے خیالات کو زینت قرطاس بنایا ہے۔معارف القرآن ان کی تمام تصانیف میں اہم ہے اس کی پہلی جلد ۱۹۴۱ء میں دہلی سے طبع ہوئی۔دوسری اور تیسری جلد بھی ۱۹۴۵ء میں دہلی سے ہی شائع ہوئی۔چوتھی جلد''معراج انسانیت''کے نام سے ۱۹۴۹ء میں پاکستان لاہور سے شائع ہوئی۔قرآنیات کے تعلق سے جو کتابیں انھوں نے لکھی ہیں ان میں، معارف القرآن کے علاوہ لغات القرآن،مفہوم القرآن اور تبویب القرآن انتہائی اہم ہیں۔

معارف القرآن جو چار جلدوں پر مشتمل ہے،اس کی پہلی جلد کا موضوع اسلام کا تصور خدا ہے،دوسری جلد کا موضوع آدم وابلیس اور وحی ورسالت ہے اس میں ڈراون کے نظریۂ ارتقا سے اتفاق کیا گیا ہے۔تیسری جلد تاریخ رسالت سے متعلق ہے،چوتھی جلد میں مذاہب عالم اور سیرت رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پیش کیا گیا ہے۔

اس مختصر تفسیر میں عام تفسیری اسلوب کو قطعاً استعمال نہیں کیا گیا ہے بلکہ قرآن کے مضامین کو ایک نئی ترتیب کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔بنیادی خیال یہی ہے کہ قرآن کی شرح قرآن سے ہی کی جائے اور جدید فکر سے تائیدی مواد فراہم کیا جائے۔اس کتاب میں ترجمہ کا ایک نیا پہلو اختیار کیا گیا ہے جو ترجمانی سے بھی ایک قدم آگے ہے۔قرآن کریم میں جہاں طائر کا ذکر ہے اس سے مراد انھوں نے وہ کبوتر لیا ہے جو جنگی مقاصد کے لیے استعمال ہوتے تھے اور جہاں ہدہد کا ذکر آیا ہے وہاں انھوں نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ یہ ذکر کسی انسان کا ہے اور اس زمانے میں انسانوں کے نام پرندوں کے نام پر بھی ہوتے تھے۔اسی طرح نمل کے بارے میں یہ اشارہ موجود ہے کہ یہ قبیلے کا ہی نام ہے۔(معروف تراجم قرآن ص ۳۸۰)

چودھری پرویز احمد نے آدم علیہ السلام کی پیدائش اور حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے واقعہ کا صریح انکار کیا ہے اور لفظ آدم کی عجیب وغریب توجیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں

''آدم'' آدمۃ'' سے بنا ہے جس کے معنی ہیں مل جل کر رہنا قرآن میں جو آدم سے متعلق قصہ بیان ہوا ہے وہ کسی فرد یا کسی جوڑے کی داستان نہیں وہ خود آدمی کی سرگذشت ہے جسے تمثیلی انداز میں بیان کیا گیا ہے''۔ (تبویب القرآن جلد اول ص ۲۴)

معدن الجواہر

ولی اللہ فرنگی محلی بن حبیب اللہ انصاری لکھنوی (وفات ۱۲۷۰ھ) کی ولادت کا سال ۱۱۸۲ھ ہے ان کی ایک تصنیف علمائے فرنگی محل کے احوال میں اغصان اربعہ (فارسی) کے نام سے ہے اس میں انھوں نے اپنے حالات بھی لکھے ہیں جن کا خلاصہ اردو میں حسب ذیل ہے۔

''میرے والد (ملا حبیب اللہ) تحصیل علم کے بعد تدریس کی طرف زیادہ توجہ نہ کر سکے کوئی ذریعۂ معاش نہ تھا، اہل وعیال کی ذمہ داریوں سے مجبور ہو کر میر سعد الدین خاں رسالہ دار (ملازم وزیر الممالک نواب شجاع الدولہ) کی فوج میں بھرتی ہو گئے۔ اور وطن سے دور گورکھپور میں رسالہ دار کے ہمراہ چلے گئے، راقم الحروف (مولانا ولی اللہ) جو ان کا بڑا لڑکا ہے اسی دوران پڑھائی کے سلسلے میں بہت پریشان رہا، جن حضرات کے سپرد میری پڑھائی کی گئی تھی وہ کثرت تلامذہ کی وجہ سے میری طرف کم متوجہ ہوتے تھے، میں اپنے نانا مفتی محمد یعقوب فرنگی محلی (وفات ۱۱۸۷ھ) کے یہاں اپنی والدہ کے ساتھ رہنے لگا اور بڑے ماموں ملا عبد القدوس سے ھدایۃ النحو تک پڑھا کہ والد ماجد وطن واپس آئے اور مجھے اور میری والدہ کو اپنے گھر کے بجائے اپنے خسر کے گھر میں پا کر صورت حال دریافت کی سب حالات سننے کے بعد انھوں نے گھر پر ہی رہنے کا فیصلہ کر لیا پھر گورکھپور نہیں گئے اور مجھے خود پڑھانے اور جو میں پڑھ کر بھول گیا تھا اسے یاد کرانے میں لگ گئے، اسی اثنا میں یہ ہوا کہ میر سعد الدین خاں کا رسالہ بھی لکھنؤ آ گیا اور میر صاحب کی کوششوں سے سرکار اودھ کی طرف سے میرے والد کے نام موضع ''پارہ'' کی جاگیر بطور معافی مقرر ہوگئی جو گذر بسر کے بقدر ہی تھی، والد نے اسی پر اکتفا کر لی اور خانہ نشین ہو گئے۔۔۔ میں نے مختصرات درس

اپنے والد ماجد سے پڑھے اور شرح جامی سے مسلم الثبوت تک اپنے چچا ملا مبین (وفات ۱۲۲۵ھ) سے پڑھا، فارغ التحصیل ہونے بعد ایک عرصہ تک "تکمیل" میں کوشاں رہا متقدمین کی تصانیف کے مطالعہ میں بیشتر وقت صرف کرتا اور متاخرین کے اقوال کی تحقیق میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھتا تھا ایک عمر درس و تدریس میں بسر کی اور ایک زمانہ تصنیف و تالیف میں گذرا۔ بہت پریشانیاں دیکھیں مگر حفظ و حمایت الٰہی کو سب پر غالب پایا۔

(مجلہ علوم الدین علی گڑھ ۱۹۷۳ء ص ۱۶۹)

مولانا ولی اللہ فرنگی محلی کا زمانہ طالب علمی فرنگی محل ہی میں گذرا اگر چہ انھوں نے فرنگی محل کے دو بہت نامور عالموں ملا بحر العلوم اور ملا حسن فرنگی محلی کا عہد پایا مگر ان دونوں سے ملاقات نہ کر سکے اس لیے کہ بحر العلوم ان کی پیدائش سے کم و بیش دس سال قبل فرنگی محل چھوڑ کر حافظ رحمت خاں کی ریاست میں شاہجہاں پور جا چکے تھے جہاں سے رام پور، بوہار (بنگال) اور ریاست ارکاٹ (مدراس) میں رہتے ہوئے ۱۲۲۵ھ میں مدراس ہی میں وفات پاگئے۔ ملا حسن نے اس وقت فرنگی محل چھوڑا جب مولانا ولی اللہ دو ڈھائی سال کے رہے ہوں گے وہ بھی شاہجہان پور، دارانگر (بجنور) دلی اور رام پور میں رہے اور وطن واپس نہیں لوٹے، رام پور ہی میں ۱۱۹۹ھ میں ملا حسن کا انتقال ہوا۔ مولانا ولی اللہ نے درس کی تمام اہم کتابیں اپنے چچا ملا مبین سے پڑھیں جو ملا حسن اور ملا احمد حسین بن ملا محمد رضا فرنگی محلی کے ارشد تلامذہ میں تھے بلکہ ملا حسن کے ترک وطن کے بعد فرنگی محل میں درس و تدریس و تصنیف و تالیف کی سرداری ملا مبین کے حصہ میں آئی تھی صاحب تذکرہ علمائے فرنگی محل مولانا محمد عنایت اللہ فرنگی محلی (وفات ۱۹۴۱ء) نے مولانا ولی اللہ کے اساتذہ میں مفتی محمد ظہور اللہ فرنگی محلی (وفات ۱۲۵۶ھ) کا نام بھی ذکر کیا ہے، مفتی صاحب رشتے میں مولانا ولی اللہ کے خالو ہوتے تھے۔ مصنف کا وصال فرنگی محل میں صفر ۱۲۷۰ھ/۳ نومبر ۱۸۵۳ء میں ہوا۔

مولانا ولی اللہ کے تصنیفی عہد کا آغاز اسی وقت ہو گیا تھا جب ان کی عمر بمشکل ۲۳ رسال کی رہی ہوگی جو تصانیف ان سے یادگار ہیں ان میں درج ذیل کتب اہم ہیں۔

۱۔ حاشیہ میر زاھد ۲۔ حاشیہ میر زاھد ملا جلال ۳۔ رسالہ ایقاظات ٤۔ شرح رسالہ ایقاظات ٥۔ شرح سلم العلوم ٦۔ حاشیہ شرح

هداية الحكمت ۷. التنبيهات فی مبحث تشکیك الماهیات ۸. حاشیه هدایه بر هر چهار جلد ۹. اغصان اربعه ۱۰. تذکرة المیزان ۱۱. تکمله شرح سلم العلوم ۱۲. تفسیر معدن الجواهر وغیره

تفسیر معدن الجواهر مع مقدمہ چار جلدوں میں ہے اس کا واحد مخطوطہ مولانا آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں ہے۔ فارسی زبان میں ایک بہت ہی ضخیم تصنیف ہے جو بڑے سائز کے تقریباً پانچ ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ ہر صفحہ پر ۲۳ سطریں تو حوض کی ہیں حاشیہ پر جو کچھ تحریر ہے وہ اس کے علاوہ ہے اس ضخیم تصنیف کی تقسیم اس طرح ہے۔

ا۔ مقدمہ تفسیر	(آخر سے بقدر ایک صفحہ کے ناقص)	۵۳۸ صفحات
۲۔ جلد اول	از سورۂ فاتحہ تا ختم از سورۂ مائدہ	۱۴۵۸ صفحات
۳۔ جلد دوم	از سورۂ انعام تا ختم سورۂ کہف	۹۶۴ صفحات
۴۔ جلد سوم	از سورۂ مریم تا ختم سورۂ صافات	۸۳۰ صفحات
۵۔ جلد چہارم	از سورۂ ص تا ختم قرآن	۸۳۶ صفحات

اس تفسیر کا آغاز مصنف نے کب کیا اس کا سراغ لگانا اب ممکن نہیں مگر اس عظیم تصنیف سے فراغت کی تاریخ مصنف نے جو تحریر کی ہے وہ اس طرح ہے۔

> ''ماہ رجب ۱۲۴۰ھ میں (مطابق فروری ۱۸۲۵ء) یکشنبہ کی راتوں میں سے ایک رات کو اس تفسیر کی تصنیف پایۂ تکمیل کو پہنچی''۔

جب اس تفسیر کا اختتام ۱۲۴۰ھ میں ہوا تو اس عظیم تصنیفی کارنامے کے بارے میں یہ قیاس بے جا نہ ہوگا کہ اس کا آغاز دس بارہ سال قبل ضرور ہوا ہوگا، یعنی ۱۲۲۵ھ اور ۱۲۳۰ھ کے درمیان مصنف نے اس تفسیر کا آغاز کیا ہوگا۔

تفسیر معدن الجواهر کی یہ اہمیت بھی قابل ذکر ہے کہ اس کا اختتام مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (وفات ۱۲۳۹ھ) کے صرف دو سال کے بعد ہوا ہے اس تفسیر میں بعض مباحث ایسے ضرور ہیں جن میں مولانا ولی اللہ نے نام لیے بغیر شاہ صاحب کے بعض اقوال تفسیری پر ردو قدح کی ہے۔ مولانا ولی اللہ کی تفسیر، شاہ صاحب کی تفسیر فتح العزیز اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی

کی (وفات ۱۲۲۵ھ) کی تفسیر مظهری کی معاصر تفسیر کہی جاسکتی ہے، اگرچہ مولانا ولی اللہ وفات کے اعتبار سے ان دونوں مفسروں سے بہت متاخر ہیں۔

مصنف نے اس تفسیر کو لکھتے وقت قرآن وحدیث کو پیش نظر رکھنے کے ساتھ ساتھ ہر مکتب فکر کے علما کی تفاسیر کو بھی سامنے رکھا اور دستیاب شدہ ہر قابل ذکر مآخذ سے استفادہ کیا۔ ۸۸ رسال کی عمر میں وصال ہوا۔ (مجلہ علوم الدین ۱۹۷۳ء، تذکرہ علمائے ہند ص ۲۵۲۔ قرآن مجید کی تفسیریں ص ۲۲۳)

مفتاح القرآن

شبیر احمد از ہر میرٹھی کی اس تفسیر کی تکمیل ۲۱ رسال کی مدت میں ہوئی۔ ۱۹۶۹ء میں اس کی طباعت ہو چکی ہے۔ تفسیر کے سلسلے میں تفسیر القرآن بالقرآن کے طرز کی پیروی کرتے ہیں۔ ترجمہ بامحاورہ اور آسان ہے۔ نحو وصرف کی تحقیق کے ضمن میں یہ تفسیر اپنا ایک الگ مقام رکھتی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۰۹) اس کا ایک نسخہ جامعہ ہمدرد کی لائبریری میں موجود ہے۔

مقدمہ تفسیر قرآن

سید اولاد حید رفوق بلگرامی (وفات ۱۹۴۲ء) آخر عمر میں مترجم نے قرآن کریم کی تفسیر لکھنی شروع کی تھی، بیس پارے مکمل ہو چکے تھے کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ یہ مقدمہ قرآن "نظامی پریس" لکھنؤ سے چھپنا شروع ہو گیا تھا اس تفسیر قرآن کی خوبی یہ تھی کہ وہ تمام آیات معہ ترجمہ وتفسیر لکھی گئی تھیں جو مطابق روایات اہل سنت وشیعہ حقوق اہل بیت طاہرین میں نازل ہوئی ہیں۔ لیکن افسوس کہ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند کے بحران میں طباعت کی تمام کوششیں زائل ہو گئیں، اس مقدمہ تفسیر قرآن کی تلخیص سید جعفر رضا بلگرامی نے تیار کی ہے۔ (مجلہ راہ اسلام ص ۱۴۹ جنوری ۲۰۱۰ء)

معالم الاسرار المعرف بہ تفسیر شاہی

حکیم محمد حسن امروہوی (وفات ۱۳۲۲ھ) کی یہ تفسیر فارسی زبان میں ایک جلد میں ہے۔ جس میں زیادہ تر سابقہ الہامی کتب اور آیات قرآنی کے انطباق پر زور دیا گیا ہے، ۱۲۹۳ھ میں دو جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔ اسی مصنف کی ایک دوسری تفسیر " غایة البرهان فی تاویل القرآن " بھی ہے۔ (جائزہ تراجم قرآنی ص ۱۱۰)

ملخص التفاسیر

سید محمد ہارون زنگی پوری (وفات ۱۳۳۷ھ) اس کتاب کا قلمی نسخہ "مدرسۃ الواعظین"

لکھنؤ میں موجود ہے، یہ قرآن کریم کی مکمل تفسیر نہیں ہے بلکہ کچھ آیتوں کی تفسیر ہے، اس کے علاوہ زیادہ تر باتیں متعلقات تفسیر کی ہیں، اس کا محض یہی نسخہ پایا جاتا ہے۔ یہ خود مصنف کے قلم کا مسودہ ہے۔ (ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں ص ۲۹۴)

ممتاز التفاسیر

سید امیر الدین حسین یہ ۱۲۵۰ھ کا قلمی نسخہ ''کتب خانہ سالار جنگ'' حیدر آباد میں موجود ہے۔ ۱۸۳۴ء میں اس کی طباعت ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۳۷)

منبع عیون المعانی ومطلع شموس الثانی

شیخ مبارک بن خضر ناگوری (ولادت ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء۔ وفات ۱۰۰۱ھ/۱۵۹۲ء) کے آباد واجداد یمنی تھے۔ ابوالفضل گازرونی اور مولانا عماد طارمی سے گجرات میں تعلیم حاصل کی، علم دین کی تدریس میں زندگی بھر مشغول رہے۔ تصوف سے خصوصی لگاؤ تھا۔ قرآن مجید کو آپ نے قرأت عشرہ کے مطابق حفظ کیا تھا۔ پچاس سال آگرہ میں رہ کر علم کی نشرو اشاعت کرتے رہے۔ شیخ ابوالفضل علامی، ابوالفیض فیضی اور شیخ ابوالخیر آپ ہی کے فرزند تھے لاہور میں وصال ہوا۔

(تذکرہ علمائے ہند ص ۱۷۴)

اس تفسیر کے متعدد نام سوانح نگاروں نے لکھے ہیں، کسی نے منبع عیون معانی اور کسی نے منبع نفائس سعیدی لکھا ہے۔ ''تذکرہ علمائے ہند'' کے مصنف نے اس تفسیر کا نام منبع العلوم لکھا ہے۔ یہ تفسیر پانچ جلدوں میں تقریباً تین ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کا صرف ایک قلمی نسخہ لکھنؤ میں سید تقی کے کتب خانے میں موجود ہے۔ اس تفسیر کی اہم خوبی یہ ہے کہ اس میں مصنف کے حالات اور اس دور کے اہم واقعات کا تذکرہ نہایت دلچسپ انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس تفسیر میں علوم قرآنی پر بحث کی گئی ہے۔ اس تفسیر میں مصنف کے علمی اور ادبی رنگ کے ساتھ صوفیانہ رنگ بھی اجاگر ہوا ہے۔ (علوم اسلامیہ اور ہندوستانی علما ص ۳۰)

شیخ مبارک نے اس تفسیر میں وجوہ نظم قرآن اور قرأت عشرہ اور اس کے متعلقات کو پیش نظر رکھا ہے۔ مصنف جب کسی سورہ کی ابتدا کرتے ہیں تو آغاز ہی میں اس کا مضمون بیان کر دیتے ہیں، تا کہ اس سورت کے مطالب ذہن نشین ہو جائیں، پھر اس کا نظم اور سبب نظم بھی بیان کرتے ہیں۔

شیخ مبارک نے اس تفسیر میں علوم قرآنی سے متعلق ایک مفصل مقدمہ بھی لکھا ہے۔ جس میں یہ وضاحت کی ہے کہ عرب کون تھے اور سب سے پہلے عربی زبان کس نے استعمال کی، علاوہ ازیں مفسر نے عربی زبان کی فضیلت، نزول قرآن کا ذکر، سورتوں کی تنزیل وترتیب، قرأتوں کا اختلاف، الفاظ کی کتابت، مفسرین کے انداز بیان، اہل لغت وفصحاء کے اسالیب وغیرہ پر جامع بحث کی ہے۔ اس میں انھوں نے بنیادی اور روزمرہ کے مسائل واحکام کی وضاحت بھی تفصیل سے کردی ہے۔ اس تفسیر میں شیخ مبارک نے قدماء کی تفسیروں سے مدد لی ہے اور اپنے ماخذ میں طلبی، غسانی اور زاہدی کا نام بھی لیا ہے۔ (تذکرۂ مفسرین ہند ص ۸۰)

اس تفسیر کی پہلی جلد بالخصوص بہت اہمیت رکھتی ہے، اس میں مصنف نے اپنے حالات اور اس دور کی بہت سی باتوں کا ذکر کیا ہے، علوم قرآنی سے متعلق بھی بہت تفصیل سے لکھا ہے۔ علم تفسیر اور اس کی اہمیت پر روشنی ڈالی ہے۔ شیخ مبارک کا ذوق علمی اور ادبی ہونے کے ساتھ ساتھ صوفیانہ بھی تھا، جس کی جھلک ان کی اس تفسیر میں ملتی ہے۔ یہ رنگ ان پر صوفیائے کرام اور بزرگان دین سے ملاقات اور کسب فیض کا نتیجہ تھا۔ انھوں نے علم کے بیشتر صوبوں میں اس دور کے ممتاز بزرگوں سے استفادہ کیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ان کی اس تفسیر میں عالمانہ اور محققانہ رنگ نظر آتا ہے۔ یہ تفسیر عربی زبان میں پانچ جلدوں میں ہے کتب خانہ ممتاز العلماء جنت مآب لکھنؤ میں محفوظ ہے۔ (ہندوستانی مفسرین اور ان کی تفسیریں ص ۵۷)

منحۃ الجلیل ترجمہ تفسیر معالم التنزیل

عزیز الرحمان عثمانی کی اس تفسیر میں کل ۸۳۰ صفحات ہیں ترجمۂ قرآن کے حاشئے پر اس کی طباعت ہوچکی ہے۔ یہ ترجمہ کس نے کیا ہے اس کی صراحت کہیں نہیں ملتی ہے۔ اس کا نسخہ جامعہ ہمدرد کی لائبریری میں موجود ہے۔

مواہب الرحمان

سید امیر علی بن معظم علی الحسینی ملیح آبادی (وفات ۱۹۱۹ء) نے مواهب الرحمان کے نام سے ایک تفسیر لکھی جسے جامع البیان کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ یہ تفسیر تیس اجزا میں ہے اور اردو زبان میں ہے۔ اس تفسیر کے آغاز سے قبل اس کا مقدمہ تحریر کیا جو ۱۰۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس

میں انھوں نے قرآن کریم کی عظمت واہمیت کے ساتھ ہی تفسیر کی اہمیت اور باریکیوں کو مختلف احادیث اور آیات قرآنی کی روشنی میں پیش کیا ہے۔مکمل تفسیر ہزاروں صفحات پر مشتمل ہے، پہلی اشاعت مطبع نول کشور لکھنو سے ہو چکی ہے مصنف نے ترجمہ تحت اللفظی کیا ہے اور ابتدائی بیسویں صدی کی اردو زبان استعمال کی ہے۔(اردو تفاسیر ص ۳۸۔الثقافۃ الاسلامیۃ ص ۱۶۷۔الاعلام جلد ۸ ص ۸۵)

موضح القرآن

شاہ عبدالقادر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (وفات ۱۸۱۵ء) کے تیسرے فرزند تھے ۱۱۶۷ھ میں ولادت ہوئی۔ابتدائی تعلیم اپنے والد مکرم سے حاصل کی والد ماجد کے وصال کے بعد بڑے بھائی حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے علمی تربیت فرمائی علم فقہ اور حدیث وتفسیر میں نام پیدا کیا تحصیل علم سے فراغت کے بعد اکبر آبادی مسجد کے ایک حجرے میں تمام عمر بسر کردی، گوشہ نشینی پسند خاطر تھی،اس سبب سے تصنیف وتالیف کی طرف چنداں توجہ نہ کی،قرآن کریم سے بہت زیادہ شغف تھا،اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ شاہ صاحب مسجد اکبر آبادی میں چالیس سال تک رہے اس دوران قرآن کریم پڑھنے اور پڑھانے کے علاوہ ان کا کوئی دوسرا شغل نہیں تھا۔قرآن کریم سے ان کا خاص تعلق ان کے ترجمۂ قرآن سے ظاہر ہے۔یہ ترجمہ ان کی گہری فکر وتدبر کی عکاسی کرتا ہے۔(شاہ عبدالقادر کی قرآن فہمی ص ۱۲)

بعض لوگوں کے بقول اردو زبان میں سب پہلے لکھی جانے والی یہی تفسیر ہے بقول بعض یہ ایسی تصنیف ہے جس پر بلا مبالغہ ہزاروں کتابیں نثار ہیں،اس ترجمہ کی تکمیل ۱۲۰۵ھ/۱۷۹۱ء میں ہوئی۔موضح القرآن (۱۲۰۵ھ) اس کا تاریخی نام ہے۔یہ تفسیر لکھنے سے پہلے شاہ صاحب نے خواب میں دیکھا کہ مجھ پر قرآن نازل ہوا ہے۔یہ خواب انھوں نے اپنے برادر کبیر حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نزول وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے لیکن خواب بلاشبہ حق ہے آپ کے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ خدمت قرآن کی ایسی توفیق عطا فرمائے گا جو اس سے پہلے کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔چنانچہ انھیں قرآن مجید کے ترجمہ کی تکمیل اور تفسیر موضح القرآن ضبط تحریر میں لانے کی توفیق عطا ہوئی۔اس ترجمہ کا کام شاہ صاحب نے ۱۹۷۰ء میں مکمل کیا۔(اہل حدیث خدام قرآن ص ۳۵۱)

حضرت شاہ عبدالقادر کا یہ ترجمہ بہت مقبول اور مشہور ہوا اور اب تک بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اس کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ عربی الفاظ کے لیے اردو کے ایسے برمحل الفاظ کا انتخاب کیا گیا ہے کہ ان سے بہتر ملنا ممکن نہیں ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی تصنیف انفاس العارفین کے مترجم پیر سید محمد فاروق نے اپنے مقدمہ میں لکھا ہے کہ ''تفسیر موضح القرآن مطبوعہ خادم الاسلام دہلی حضرت شاہ عبدالقادر کی تصنیف نہیں بلکہ ان کی طرف منسوب ہے''۔ (انفاس العارفین دہلی ۲۰۱۰ء ص ۳۸)

موضح القرآن پہلی بار سید عبداللہ بن بہادر علی نے ''مطبع احمدی'' کلکتہ میں ۱۲۴۵ھ میں طبع کرایا ہے۔ پھر دوسرا ایڈیشن ۱۲۵۴ھ میں کلکتہ سے دو جلدوں میں شائع ہوا۔ پھر اس کے بعد سے اس کے کئی ایڈیشن اب تک شائع ہو چکے ہیں۔

اس ترجمۂ قرآن کے تعلق سے عبدالرحیم ضیاء جو اسی خاندان کے خدام میں سے ہیں، کا بیان ہے کہ ترجمۂ قرآن تحت لفظی بعض کہتے ہیں کہ آپ نے شروع کیا تھا مگر نا تمام رہا دوسروں نے تمام کر کے آپ کے نام سے شہرت دی۔ (شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان ص ۵۸)

اس ترجمۂ قرآن کی خوبی سمجھنے کے لیے ذیل میں کچھ آیات کے ترجے نقل کئے جا رہے ہیں۔

۱۔ وکلمة الله هی العلیاء (التوبہ ۴۰) اور اللہ ہی کا بول بالا ہے

۲۔ لست علیهم بمصیطر (الغاشیہ ۲۲) تو نہیں ہے ان پر داروغہ

۳۔ لترکبن طبقاً عن طبق (الانشقاق ۱۹) تم کو چڑھنا ہے کھنڈ پر کھنڈ

۴۔ والوانها غرابیب سود (الملائکۃ ۲۸) ان کے رنگ اور بھجنگ کالے

۵۔ ومن النخل من طلعها قنوان دانیة (الانعام ۹۹)
کھجور کے گابھے میں گچھے لٹکتے ہیں۔

۶۔ الله الصمد (الاخلاص ۲) اللہ نرادھار ہے

۷۔ ان الابرار من کأس مزاجها کافور (الانسان ۵)
البتہ نیک لوگ پیتے ہیں پیالہ جس کی لونی ہے کافور

۸۔ لا تجهرو له بالقول (الحجرات ۲) اس سے نہ بولو گہک کر

حکیم محمود احمد برکات شاہ عبدالقادر دہلوی کے ترجمۂ قرآن سے متعلق انکشاف فرماتے ہیں۔

''اسی طرح شاہ صاحب کے تیسرے فرزند شاہ عبدالقادر دہلوی جنہوں نے اردو زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ کیا تھا اس کا سب سے پہلا ایڈیشن سید عبداللہ ہوگلی مطبع احمدی سے ۱۸۳۸ء میں شائع کیا تھا مگر یہ ترجمہ موضح القرآن کے نام سے اور اضافات کے ساتھ ۱۳۰۸/۷ھ میں دہلی سے شائع کیا گیا۔ مشہور اہل حدیث عالم میاں نذیر حسین دہلوی کے داماد سید شاہجہاں نے اس پر تقریظ لکھی تھی اور اس کے ملنے کا پتا بھی '' مدرسہ میاں نذیر حسین'' تھا۔ مولوی سید احمد ولی اللہ نے انفاس العارفین کے صفحۂ آخر پر جن جعلی کتابوں کی نشاندھی کی تھی ان میں تحفة الموحدين، البلاغ المبين، وغیرہ کے ساتھ موضح القرآن مطبوعہ خادم الاسلام دہلی منسوب بہ طرف مولانا شاہ عبدالقادر دہلوی مرحوم بھی تھی۔ (شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان ص ۵۹)

شیخ محمد اکرام لکھتے ہیں کہ موضح القرآن دوسرے تراجم قرآن سے بہتر ہے جس کی وجہ یہ دو بڑی خوبیاں ہیں۔

۱۔ ایک تو اس میں شاہ رفیع الدین کے ترجمہ کی طرح اردو عبارت میں عربی جملوں کی ترکیب و ساخت کی نقل نہیں کی گئی بحت مفہوم کے ساتھ ساتھ اردو محاورے کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔
۲۔ دوسرے ترجمے میں کم سے کم صحیح مفہوم ادا کیا ہے شاہ رفیع الدین کے ترجمہ میں عربی نحوی ترکیب کی پابندی کی گئی ہے، اور کئی جملے کانوں کو عجیب معلوم ہوتے ہیں لیکن ان کے ترجمہ میں بعض لفظوں اور ترکیبوں کا ترجمہ شاہ عبدالقادر کے ترجمہ سے بہتر اور زیادہ صحیح ہے۔

(شیخ محمد اکرام، رود کوثر ص ۵۹۷)

موضحۃ القرآن مع تفسیر وحیدی

نواب وحید الزماں خاں حیدر آبادی (وفات ۱۹۲۰ء) نے قرآن مجید کا یہ اردو ترجمہ اور اس کی تفسیر لکھی جو پہلی مرتبہ ۱۹۰۵ء میں ''مطبع القرآن والسنۃ'' امرتسر سے شائع ہوئی۔ اس ترجمہ اور تفسیر میں سلفی عقائد کی ترجمانی کی گئی ہے۔ ترجمہ کا تاریخی نام موضحة القرآن ہے۔ ترجمہ با محاورہ اور سلیس ہے۔ اس کے فوائد میں ہر جگہ مسلک اہل حدیث کی تائید کی گئی ہے۔

(اہل حدیث خدام قرآن ص ٦٦٤)

میزان الادیان بتفسیر القرآن

دیدار شاہ الوری کی یہ تفسیر منظور پریس لاہور سے دو جلدوں میں ۱۳۴۶ھ میں شائع ہوچکی ہے۔(اردو تفاسیر ص۴۳)

نظم الجواہر (فارسی)

ولی اللہ بن احمد علی الحسینی فرخ آبادی تلمیذ عبدالباسط قنوجی (وفات ۱۲۴۹ھ/۱۸۰۸ء) نے ۱۲۳۶ھ میں یہ تفسیر فارسی زبان میں تین جلدوں میں لکھی۔نظم الجواھر اس کا تاریخی نام ہے۔لفظ اکمال نظر سے اس کا ایک اور مادۂ تاریخ ۱۲۴۲ھ نکلتا ہے۔اسی سن میں اس تفسیر کی تکمیل ہوئی۔''رضا لائبریری'' رام پور میں اس کا ایک نسخہ جہازی سائز کے سات سو صفحات پر مشتمل موجود ہے۔اس کا ایک نسخہ جامعہ ہمدرد میں بھی موجود ہے۔(جائزہ تراجم قرآنی ص۱۰۴)

نظام القرآن وتاویل الفرقان

حمید الدین فراہی (وفات ۱۳۴۹ھ) نے اس نام سے عربی میں تفسیر لکھنی شروع کی تھی جو مکمل نہ ہوسکی متفرق سورتوں کی مطبوعہ تفسیریں اس کا حصہ ہیں۔اس تفسیر میں عربی اسالیب ادب کے پسندیدہ ترین نمونے ہیں۔

نعمت عظمیٰ (فارسی)

یہ عہد عالم گیری کی ایک اہم فارسی تفسیر ہے جو اورنگ عالم گیر کے نام معنون ہے۔اس کے مولف مرزا نورالدین (وفات ۱۱۲۱ھ ۱۷۰۹ء) ہیں جن کو عالم گیر نے نعمت خاں کا لقب دیا تھا۔یہ تفسیر ۱۱۱۵ھ میں مکمل ہوئی۔یہ تفسیر دو حصوں میں منقسم ہے پہلا حصہ ابتدائی سولہ سورتوں پر مشتمل ہے اور دوسرے حصہ میں بقیہ تمام سورتوں کی تفسیر ہے،اس میں لغوی اور نحوی بحثیں بھی کی گئی ہیں۔(شاہ ولی اللہ دہلوی کی قرآنی فکر کا مطالعہ ص۵۱)

نکات القرآن فی تفسیر القرآن

محمد علی ایم،اے نے قرآن کریم کی ہر آیت کا ترجمہ وتشریح بالکل ایک الگ انداز سے کی ہے۔اس وقت راقم کے پیش نظر سورۂ نساء ہے جس میں کل ۱۷۷ آیات کی توضیح وتشریح کی گئی ہے۔یونین اسٹیم پریس لاہور سے ۱۹۱۶ء میں پہلی بار اس کی اشاعت ہوچکی ہے۔

نہایات البیان فی مقاصد القرآن

محمد حسین لکھنوی۔ مطبوعہ ''مطبع احمدی''، لکھنؤ

نور القلوب

محمد حیات کی اس تفسیر کے کل صفحات ۸۸۰ ہیں، پہلی بار ۱۳۷۳ھ میں ''مطبع مجیدی'' کانپور سے شائع ہوئی ہے۔

ہدایت القرآن

سعید احمد پالنپوری کی یہ تفسیر چار جلدوں میں ہے دیو بند سہار نپور سے شائع ہو چکی ہے، کتاب پر کوئی سن اشاعت درج نہیں۔ (اردو تفاسیر ص ۱۳۷)

ہدایت القرآن

محمد عثمان کاشف الہاشمی (وفات ۱۹۹۵ء) کی یہ تفسیر ''مکتبہ شہاب'' دیو بند سے طبع ہو چکی ہے، یہ تفسیر ان لوگوں کے لیے لکھی گئی ہے جو معمولی اردو جانتے ہیں اور قرآن پاک سمجھنے کا شوق رکھتے ہیں۔ یہ تفسیر بالکل اچھوتے اور سلیس انداز میں لکھی گئی ہے جس سے معمولی اردو پڑھنے والے بھی استفادہ کر سکتے ہیں۔ اس میں دوسری تمام چیزوں سے قطع نظر قرآن کے مقصد ہدایت کو واضح کرنے پر زیادہ زور دیا گیا ہے اور اسی کو مرکزی نقطہ مان کر ہر چیز سے عبرت حاصل کرنے کا درس ملتا ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۶۰)

قرآن کریم کے بعض اجزا کی تفاسیر

آسان تفسیر

عبدالحیٰ کی یہ پارۂ عم کی تفسیر ہے جو ۲۴۴ صفحات پر مشتمل ''مکتبہ الحسنات'' رام پور نے ۱۹۸۱ء میں شائع کی ہے۔ یہ ایک آسان اور عام فہم تفسیر ہے جو بہت سادہ ڈھنگ سے لکھی گئی ہے۔ ہر سورۃ کے نام کے بعد موصوف اس کا پس منظر، نام کی وجہ تسمیہ اور مرکزی مضمون کا تعارف کرانے کے بعد کچھ آیات عربی میں نقل کر کے ان کے نیچے بامحاورہ اردو زبان میں ترجمہ کرتے ہیں، پھر تفسیر شروع کرتے ہیں جس میں پچھلی سورۃ و آیات سے اس کا ربط بھی بتاتے ہیں۔ (اردو تفاسیر ص ۱۶۹)

آسان تفسیر

عابد انصاری نے پارۂ عم کی آخری دس سورتوں کی تفسیر مع معانی مفردات لکھی جس کی طباعت ''مکتبہ نشاۃ ثانیہ'' حیدرآباد دکن سے ۱۹۵۶ء میں ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۷۸)

آسان تفسیر

زاہد القادری نے پہلے پارہ سے پانچ پارہ کی تفسیر اردو ترجمہ کے ساتھ لکھی ہے جس کی اشاعت خواجہ بک ڈپو دہلی سے ۱۹۷۲ء میں ہو چکی ہے۔ اسی مصنف نے سورۃ والعصر کی بھی تفسیر معارف القرآن کے نام سے لکھی ہے جس کی طباعت ''بلال پریس'' دہلی سے ۱۹۲۵ء میں ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۷۵)

آیات خلافت

مفتی حبیب الرحمان نے قرآن مجید کی ان آیات کی تفسیر لکھی ہے جن میں خلافت کا ذکر ہے مقدمہ میں خلافت اسلامیہ کی مختصر تاریخ اور شرائط بیعت کا ذکر ہے۔ ۶۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ دارالتصنیف بدایوں سے ۱۹۳۲ء میں طبع ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۱۴)

آیات للسائلین

عنایت اللہ اثری وزیر آبادی چودھویں صدی ہجری کے علما میں سے تھے۔ یہ تفسیر مطبع کریمی لاہور سے ۱۳۴۸ھ میں طبع ہو چکی ہے۔ اس میں ابتدا سے لے کر سورۂ نسا کے خاتمہ تک آیات الٰہی کی تفسیر کی گئی ہے، انداز بیان انتہائی سادہ ہے عام طور سے آیت کا مطلب مضمون کی کسی دوسری آیت سے بیان کرتے ہیں، حاشیے پر نوٹ کافی لمبے لمبے لکھے ہیں اور بہت سے واقعات جن کا تعلق اس آیت یا سورۃ سے ہے وہ بھی بیان کر دیئے ہیں۔ الفاظ اور لغت کی بحث اس کتاب میں نہیں ہے۔ (ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں ص ۱۴۰)

آیۃ النور

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (وفات ۱۶۴۲ء) (راہ اسلام مذکور ص ۱۲۳)

ازالۃ الغین عن قصۃ ذی القرنین

سر سید احمد خاں دہلوی

ازالۃ الرین من قصۃ ذی القرنین

عبدالحق حقانی نے ویسئلونک عن ذی القرنین کی تفسیر لکھی ہے، جو "مطبع مجتبائی" دہلی سے ۱۹۰۵ء میں طبع ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۱۴)

الازہار الفائحہ فی تفسیر سورۃ الفاتحہ

شیخ محمد حسین بن خلیل اللہ بیجاپوری (وفات ۱۱۸۰ھ) فقیہ اسماعیل سکری کی اولاد میں سے تھے۔ یہ وہ پہلے شخص ہیں جو ہندوستان آئے اور کوکن میں ساحل سمندر پر قیام کیا۔ شیخ محمد زبیر بیجاپوری سے اکتساب علم کیا۔ گلبرگہ بھی آپ تشریف لے گئے اور وہاں کے مدرسہ "محمود گاواں" میں تدریسی فرائض بھی انجام دئے۔ متعدد علوم وفنون پر کتابیں آپ کے نوک قلم سے منظر عام پر آئیں۔ (الاعلام جلد ۶ ص ۳۰۶)

ازھار الفاتحہ میں مصنف نے صوفیانہ اصطلاحات زیادہ استعمال کی ہیں اس کا ایک نسخہ امیر نواز جنگ کے کتب خانے میں ہے۔ (خانوادۂ قاضی بدرالدولہ ص ۱۰۹)

الازہار النافحۃ فی تفسیر سورۃ الفاتحہ

سید اشرف شمسی کی یہ تفسیر مطبع کریمی حیدرآباد سے ۱۳۴۴ھ میں طبع ہو چکی ہے۔
(اردو تفاسیر ص ۷۰)

اساس القرآن

وحیدہ خانم نے سورۂ فاتحہ کے معانی و مطالب کی وضاحت کے ساتھ تفسیر لکھی ہے جس کی ۱۹۴۶ء میں اشاعت ہو چکی ہے۔ (قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۲۶۵)

اسرار الفاتحہ مع تفسیر قادری

ملا خیر محمد پشاوری نے سلطان عالم گیر کے حکم سے سورۂ فاتحہ کی تفسیر لکھی۔

اسرار التنزیل فی تفسیر سورۃ الفیل

عبدالبصیر آزاد سیوہاردی ۱۳۵۰ھ میں طبع ہوئی۔ (اردو تفاسیر ص ۷۸)

ام الکتاب

یہ سورۂ فاتحہ کی تفسیر ہے مولانا ابوالکلام آزاد کے نوک قلم سے منظر عام پر آئی ہے۔ ۳۳۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ مکتبہ احباب لاہور سے اس کی اشاعت ہو چکی ہے۔
(ذخیرہ کتب حکیم محمد موسیٰ امرتسری ص ۹۸)

الانتہاء فی الدستور

محمد بدیع الزماں نے وحید الزماں حیدرآبادی کی عربی تصنیف الانتہا فی الدستور کا اردو میں ترجمہ کیا ہے، جس میں استوا علی العرش کی بحث ہے۔ حاشیہ پر ایک کتاب تجلی رحمانی از عبدالعزیز محدث دہلوی درج ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۱۸)

انوار الفرقان و ازہار القرآن

شیخ غلام نقش بند بن عطاء اللہ بن حبیب اللہ گھوسوی ثم لکھنوی (ولادت ۱۶۴۲ء / وفات ۱۷۱۴ء) گھوسی میں ولادت ہوئی، دادا حبیب اللہ گھوسی ضلع اعظم گڑھ میں قاضی تھے۔ میر محمد شفیع

دہلوی، شیخ عطاء اللہ کے شاگرد تھے لیکن شیخ پیر محمد لکھنوی کے دست اقدس سے سر پر دستار بندھی۔ ان کے انتقال کے بعد ان کے خلیفہ اور جانشین ہوئے۔ ان کے زمانہ میں نحو وصرف اور لغت واشعار میں کوئی ان سے زیادہ جانکار نہ تھا۔

شیخ غلام نقش بند نے تمام عمر درس وتدریس میں گذاری، وہ مختلف علوم وفنون کے جامع تھے۔ مگر فن تفسیر سے ان کو خاص شغف تھا، وہ تفسیر بیضاوی کا درس دیتے تھے۔ ان کے درس کی ایک اہم خوبی یہ تھی کہ وہ اپنے تلامذہ کے ساتھ بڑی شفقت سے پیش آتے تھے۔ ذہین اور باصلاحیت طلبہ کی حوصلہ افزائی کرتے اور تعلیم سے فراغت کے بعد بھی ان سے برابر ربط رکھتے اور ان کی کامیابیوں پر خوش ہوتے تھے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اس عہد کے بیشتر ہندوستانی فضلاء ان کے دامن فیض سے وابستہ ہوئے جن میں ملا نظام الدین سہالوی، میر عبدالجلیل بلگرامی، سید فرید الدین بلگرامی، سید قادری بلگرامی، شیخ محمد قاسم کاکوروی، شیخ نور الہدیٰ امیٹھوی، اور مفتی شرف الدین لکھنوی کے نام شامل ہیں۔

شیخ غلام نقشبند کو فن تفسیر سے خاص مناسبت تھی چنانچہ ان کی اکثر کتابیں اسی موضوع پر ہیں۔

"انوار الفرقان وازهار الفرقان" قرآن مجید کے ربع اول یعنی ابتدائے قرآن مجید سے سورۂ انعام کے اختتام تک کی عربی زبان میں تفسیر ہے جس پر مصنف کے حواشی بھی ہیں۔ اس کے تین قلمی نسخے ہندوستان کی بڑی لائبریریوں میں موجود ہیں۔ اس تفسیر میں ربط سور کا اہتمام کیا گیا ہے۔ مفسر قرآن ''تفسیر بیضاوی'' کے بڑے شیدائی تھے اور اسی کا درس دیا کرتے تھے اس لیے ان کی تمام تحریریں اسی کی تشریح وتوضیح پر مشتمل ہیں۔ اس کے مصنف نے بعض آیات کی تفسیر میں جدت وابتکار سے بھی کام لیا ہے۔ (تذکرہ مفسرین ہند ص ۱۰۸)

بعض مصنفین نے اس تفسیر کا نام تفسیر الانوار اور انوار القرآن بھی لکھا ہے۔ اس کے علاوہ سورۂ اعراف، سورۂ مریم، سورۂ طه، سورۂ محمد، سورۂ یوسف، سورۂ رحمٰن، سورۂ نباء، سورۂ کوثر، اور سورۂ اخلاص کی تفسیر بھی آپ نے لکھی ہے۔ (قرآن مجید کی تفسیریں ص ۴۲۹، الاعلام جلد ۶ ص ۲۲۰۔ تذکرہ علمائے ہند ص ۱۵۸)

اس تفسیر کے چار نسخوں کا پتا چلتا ہے دو رام پور کی ''رضا لائبریری'' میں ہیں ایک پٹنہ کی ''خدا بخش لائبریری'' اور ایک مدراس کے ''مکتبہ رحمانیہ'' میں ہے۔ رام پور پٹنہ کے نسخوں پر سنہ کتابت درج نہیں ہے۔ البتہ مدراس والا نسخہ مصنف کے قلم کا ہے۔ اس پر مصنف غلام نقشبند کی مہر بھی ہے جس پر ۱۱۲۱ھ درج ہے۔ (ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں ص ۱۲۰)

انوار التفسیر

عبدالرحمان نے قرآن کریم کے تیسویں، ستائیسویں اور اٹھیسویں پارہ کی تفسیر لکھی ہے، کوٹ فتح دین قصور ادارہ اشاعت قرآن وحدیث سے اس کی اشاعت ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۰۲)

ایضاح وانشراح

محمد عتیق فرنگی محلی نے سورۂ انشراح کی مکمل تفسیر لکھی ہے، ایضاح وانشراح اس کا تاریخی نام ہے جس سے ۱۳۸۶ھ برآمد ہوتا ہے۔ اس کی اشاعت ''ادارہ اشاعت القرآن والسنۃ'' ٹکسال لکھنؤ سے ۱۳۸۶ھ میں ہو چکی ہے۔ یہ تفسیر کل ۱۲۶ صفحات پر مشتمل ہے مصنف اس سورت کی آیات کی تعداد بتاتے ہوئے لکھتے ہیں۔

> ''اس میں کل آٹھ آیتیں ہیں اور جنت کے دروازے بھی آٹھ ہیں اس میں اشارہ ہے کہ جس نے ان آٹھ آیتوں میں تدبر سے کام لے کر عظمت نبوی کا صدق دل سے اعتراف کیا اس کے لیے آٹھوں جنتی دروازے کشادہ کردیے جائیں گے''۔ (ایضاح وانشراح ص ۳۸۱)

بچوں کی تفسیر

ابو محمد مصلح نے پارۂ عم کی تفسیر لکھی ہے جو ادارہ عالم گیر تحریک القرآن حیدرآباد سے ۱۹۳۲ء میں طبع ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۹۷)

برہان الہدیٰ فی تفسیر الرحمان علی العرش استوی

مولوی نصیر الدین عبید اللہ بن جلال الدین برہان پوری (وفات ۱۸۷۵ء) فقہ واصول فقہ اور تفسیر کے اہم علما میں سے تھے۔ اپنے والد ماجد اور دیگر اساتذہ سے اکتساب علم کیا۔ متعدد تصانیف ان کے نوک قلم سے منظر عام پر آئیں۔ ۱۲۹۲ھ میں وصال ہوا۔

(الاعلام جلد ۷ ص ۵۵۰۔ تذکرہ علمائے ہند ص ۵۲۱)

برھان الفرقان علیٰ صلوٰۃ القرآن

عبداللہ چکڑالوی نے نماز کے متعلق تمام آیات کی تفسیر لکھی ہے، انجمن اہل قرآن لاہور سے ۱۹۳۵ء میں اس کی طباعت ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۱۶)

البصائر العظمیٰ فی تفسیر سورۃ والضحیٰ

ابوالقاسم محمد عتیق فرنگی محلی لکھنوی "ادارہ اشاعت القرآن والسنۃ" لکھنؤ سے ۱۳۸۷ھ میں اس کی طباعت ہو چکی ہے۔ مصنف کو اس کی تفسیر سے فراغت ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۶ء میں ہوئی " البصائر العظمیٰ فی تفسیر سورۃ والضحیٰ " تاریخی نام ہے جس سے ۱۹۶۶ء برآمد ہوتا ہے۔ یہ تفسیر کل ۲۷۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

تحفۃ الاسلام (تفسیر سورۂ فاتحہ)

مولوی اکرام الدین (کتب خانہ آصفیہ سرکار عالی جلد چہارم ص ۲۱۸)

الترقیم فی قصۃ اصحاب الکھف والرقیم

سرسید احمد خاں دہلوی

تحصیل الغنائم والبرکات تفسیر سورۃ والعادیات

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (وفات ۱۰۵۲ھ)

تحفۃ الاحباب

محمد براہیم بہاری نے چند آیات کی تفسیر لکھی ہے جو بھاگل پور سے ۱۹۲۹ء میں طبع ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۱۷)

تحفۃ الاسلام

اکرام الدین دہلوی نے سورہ فاتحہ کی تفسیر لکھی اور تحت لفظ اس کا ترجمہ بھی لکھا۔ یہ تفسیر نولکشور کانپور سے ۱۸۸۳ء میں طبع ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۷)

تذکیر بسورۃ الکہف

مناظر احسن گیلانی (وفات ۱۹۵۶ء) کی یہ تفسیر پہلی بار حیدآباد دکن پھر بلوچستان پاکستان سے طبع ہوئی۔ سورۂ کہف کی یہ تفسیر ایک جداگانہ طرز پر لکھی گئی ہے۔ مصنف نے سورۂ کہف میں غور و فکر کے بعد جو خیالات و مضامین اخذ کئے ہیں ان کا بیان وضاحت سے کیا ہے۔

مصنف نے اپنی اس تفسیر کا نام تذکیر رکھا ہے اس کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

> ''ازالہ اشتباہ کے لیے اپنی اس ناچیز خدمت کا نام بجائے تفسیر وتاویل کے احتیاطاً خاکسار نے تذکیر بالقرآن رکھ دیا ہے، گویا تفسیر وتاویل کے مقابلہ میں ''تذکیر'' قرآنی خدمت کی ایک قسم یا نئے پہلو سے آپ روشناس ہو رہے ہیں۔ سمجھنا چاہئے کہ اس ذریعہ سے لکھنے والا خود بھی چونکتا ہے اور دوسروں کو بھی چونکنے کا مشورہ دے رہا ہے۔ ''تذکیر'' کے لفظ سے اپنی اسی نصب العین کو واضح کرنا مقصود ہے''۔ (تذکیر بسورۃ الکہف ص۱۴)

تذکیر القرآن

محمد یوسف اصلاحی نے سورۂ یٰسٓ اور سورۂ والصّف کی تفسیر لکھی جو ماہنامہ ذکریٰ میں قسط وار شائع ہوئی پھر ''مکتبہ ذکریٰ'' رام پور سے ۱۹۸۸ء میں اس کی اشاعت ہوئی۔ اس تفسیر میں اناجیل کے اکثر حوالے ملتے ہیں خاص طور سے اناجیل برناباس (انجیل، برناباس یا برنا کی تعلیمات اسلامی تعلیمات کے کافی قریب ہیں لیکن موجودہ عیسائی دنیا میں اس کی اہمیت نہ کے برابر ہے) کا ذکر مصنف اکثر کرتے ہیں۔ یہ تفسیر فکر فراہی کے سلسلے کی ایک کڑی معلوم ہوتی ہے۔ (اردو تفاسیر ص۱۷۵)

تذکیر الکل تفسیر سورۃ الفاتحہ واربع قل

آری پریس دہلی سے ۱۳۴۶ھ میں اس کی طباعت ہو چکی ہے۔

التذکیر بآیۃ التطہیر

تجمل حسین خاں گوپاموی کی آیت نمبر۳۳ کی تفسیر ہے، شیعی حضرات کے نزدیک اس آیت میں امہات المؤمنین کا ذکر نہیں، مصنف نے ثابت کیا ہے کہ 'اہل' اہل بیت امہات المسلمین ہیں۔ (اردو تفاسیر ص۱۱۴)

ترجمہ وتشریح پارۂ عم

احسان اللہ عباسی گورکھپوری نے اردو زبان میں پارۂ عم کا ترجمہ مع فوائد وحواشی وتوضیح کیا ہے۔ جس کی طباعت ''آنند پریس'' مرزاپور سے ۱۸۵۶ء میں ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص۹۷)

ترجمہ تفسیر مظہری

محمد اشرف کا یہ ترجمہ دہلی سے ۱۹۰۷ء میں طبع ہو چکا ہے۔ (اردو تفاسیر ص۷۰)

ترجمہ تفسیر سورۂ اخلاص

تقی الدین ابن تیمیہ حرانی نے سورۂ اخلاص کی تفسیر لکھی جس کا ترجمہ غلام ربانی مدیر روزنامہ زمیندار لاہور نے نہایت سلیس بامحاورہ اردو میں کیا ہے۔اس ترجمہ کی اشاعت ''اسلامیہ اسٹیم پریس'' بیکی دروازہ لاہور سے ۱۳۴۴ھ میں ہو چکی ہے۔یہ کتاب حکیم محمد سعید سینٹرل لائبریری نذیر یہ سیکشن جامعہ ہمدرد میں موجود ہے۔

الترقیم فی قصۃ اصحاب الکہف والرقیم

سرسید احمد خاں،اس تفسیر میں قصہ اصحاب کہف پر سیر حاصل بحث ہے۔مفید عام پریس آگرہ سے ۱۸۹۰ء میں طبع ہو چکی ہے۔(اردو تفاسیر ص ۱۱۵)

تشریح سورۂ فاتحہ

عبدالخبیر صادق پوری (م ۱۹۴۰ء) نے سورۂ فاتحہ کی تشریح کی ہے جو چھوٹے سائز کے ۶۵ صفحات پر مشتمل ہے اور ۱۳۶۰ھ میں برقی مشین پریس بانکی پور پٹنہ سے شائع ہوئی ہے۔

(اہل حدیث کے خدام قرآن ص ۲۴۹)

تشریح اہل اللہ فی تفسیر ما اھل اللہ بہ لغیر اللہ

سید شاہ مصطفےٰ حیدر حسن قادری (وفات ۱۹۹۵ء) کے والد ماجد کا نام سید شاہ آل عبا بشیر حیدر قادری تھا،عرفی نام حسن میاں اور عوام وخواص میں احسن العلماء سے شہرت تھی۔تاج العلماء سید اولاد رسول محمد میاں قادری مارہروی،شیخ العلماء مولانا غلام جیلانی،مولانا خلیل احمد برکاتی اور شیر بیشۂ اہل سنت مولانا محمد حشمت علی خاں قادری سے اکتساب علم کیا۔اپنے نانا حضرت مولانا سید شاہ ابوالقاسم اسماعیل حسن شاہ جی میاں سے سلسلہ قادریہ اور دیگر سلاسل کی اجازت وخلافت حاصل تھی۔مارچ ۱۹۶۵ء میں خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ کے زیب سجادہ ہوئے۔۱۹۹۵ء میں وصال ہوا،موجودہ سجادہ نشین پروفیسر سید محمد امین میاں قادری آپ ہی کے فرزند وجانشین ہیں۔(اشرفیہ سیدین نمبر ستمبر ۲۰۰۲ء ص ۱۶۷۔سنی دعوت اسلامی دسمبر ۲۰۱۲ء ص ۳۶)

تطمین القلوب معروف بہ تحفۂ محبوب

یعقوب حسن قرآن کریم کی کچھ آیات کا انتخاب کر کے الہ آباد سے ۱۹۰۴ء میں شائع کیا ہے۔اس اشاعت کا ایک نسخہ برٹش لائبریری میں موجود ہے۔(قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۲۶۹)

تعلیم القرآن

محمد عبدالرحیم نے سورہ فاتحہ کی یہ مختصر تفسیر مع ترجمہ وتشریح تعلیم القرآن کے نام سے تحریر کی ہے جو ربیع الاول ۱۳۵۹ھ میں ۱۶ صفحات پر مشتمل دار الاشاعت تعلیم القرآن قطبی گوڑھ حیدر آباد دکن سے شائع ہوئی۔ اس تفسیر کی خوبی یہ ہے کہ اس میں ترجمہ کے ساتھ ساتھ لغات کی تشریحات بھی پیش کی گئی ہیں جو طلبہ کے لیے بہت مفید ہیں۔ (اردو تفاسیر ص ۱۵۹)

تعلیم القرآن

غلام دستگیر رشید نے سورۂ فاتحہ اور سورۂ ناس سے سورۂ والضحیٰ تک ۲۱ سورتوں کی تفسیر لکھی ہے جس کی اشاعت ''ادارۂ اشاعت اسلامیات'' حیدر آباد دکن سے ۱۹۴۶ء میں ہو چکی ہے۔

(اردو تفاسیر ص ۸۳)

تفسیر آیت جمعہ

سید نجم الدین نور دکن پریس حیدر آباد سے ۱۳۱۵ھ میں اس کی طباعت ہو چکی ہے۔

(اردو تفاسیر ص ۱۱۸)

تفسیر آیات المورایث

شیخ محمد معین بن محمد مبین الدین انصاری لکھنوی (وفات ۱۲۵۸ھ) نے اپنے چچا ولی اللہ اور مفتی ظہور اللہ سے اکتساب علم کیا، محدث عبد الحفیظ حنفی مکی سے سند حدیث حاصل کی فلسفہ کی مشہور کتاب هداية الحكمة کا حاشیہ لکھا۔ (الاعلام جلد ۷ ص ۵۰۸۔ الثقافۃ الاسلامیۃ ص ۱۷۰)

تفسیر آیت ولکم فی الحیاۃ قصاص

مولوی امین اللہ بن سلیم اللہ عظیم آبادی

تفسیر آیۃ النور

غلام نقشبند بن عطاء اللہ لکھنوی

تفسیر آیۃ النور

شاہ رفیع الدین دہلوی بن شاہ ولی اللہ دہلوی (وفات ۱۲۳۳ھ) ''نصرۃ العلوم'' گوجرنوالہ پاکستان سے ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء میں اس کی طباعت ہو چکی ہے۔ (نادر مکتوبات ص ۱۱۳)

تفسیر آیات الاسریٰ

اشرف علی تھانوی نے سورۂ بنی اسرائیل کی پہلی آیت کی تفسیر لکھی ہے جو مصنف کی کتاب نشر الطیب میں شامل ہے۔ "ہمدرد پریس" دہلی سے طباعت ہوچکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۱۳)

تفسیر ابر رحمت

محمد امیر الدین پٹیالوی نے سورۂ یوسف کی تفسیر ابر رحمت کے نام سے لکھی ہے، جس کی اشاعت "مطبع چشمۂ فیض" دہلی سے ۱۸۸۶ء میں ہوچکی ہے۔ (قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۲۱۳)

تفسیر اسماعیلی

محمد اسماعیل شافعی کوکنی نے پارۂ عم کی تفسیر لکھی ہے جو مطبع محمدی رتنا گیری سے ۱۲۹۶ھ میں طبع ہوچکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۰۴)

تفسیر اعوذ

یہ تفسیر رحمت حسین نے لکھی جس کا تتمہ ان کے فرزند غلام حسین نے لکھا۔ ملتان مل پرنٹنگ پریس سے بابو دیپ چند کے زیر اہتمام اس تفسیر کی اشاعت ہوئی۔ قدیم اردو زبان میں ہے، کتاب سے اندازہ ہوتا ہے کہ سو سال قبل اس کی اشاعت ہوئی ہوگی، اس کا ایک نسخہ جامعہ ہمدرد نذیریہ کلیکشن میں موجود ہے۔ درج ذیل عبارت سے تصنیف کی قدامت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

> "کلام اللہ زبان حق تعالیٰ ہے اور تلاوت کرنے والا ہمکلام اللہ تعالیٰ کا ہے قاری عند قرأت بخدا ہمزبان وہمکلام ہے، اس سے زیادہ کیا قرب ہوگا بناء علیہ آغاز تلاوت کا عوذ سے ہے یعنی خلاص از دوری واختصاص بحضوری اعوذ ہے جو یہ نہ ہوتو نعوذ باللہ ہے۔
> (تفسیر اعوذ ص ۳)

"نور السموات والارض"

علی الحق نے اللہ کے نور کی ماہیت وکیفیت پر قرآن کریم اور احادیث نبوی کی روشنی میں امام غزالی، امام فخر الدین رازی، مولانا روم، حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور دوسرے جلیل القدر علمائے اسلام کی تصریحات وتنقیحات کے حوالے سے بصیرت افروز تشریح وتوضیح کی ہے۔ یہ کتاب "مکتبہ دار العلوم ندوۃ العلماء" لکھنؤ سے ۱۹۷۲ء میں شائع ہوچکی ہے۔

تفسیر ام الکتاب

احمد سعید خاں کی یہ تفسیر ۱۳۵۰ھ میں مکمل ہوئی اور ۲۱۶ صفحات پر مشتمل "محبوب المطابع" برقی پریس دہلی سے طبع ہوئی۔ کوئی مسلمان شاید ہی ایسا ہو جسے یہ سورت یاد نہ ہو مگر مشکل یہ ہے کہ یہ سورت مسلمانوں کو زبانی یاد تو ہوتی ہے مگر معانی سے بے خبر ہوتے ہیں اسی مقصد کے تحت مفسر نے اس طرف توجہ فرمائی۔ مصنف نے اس تفسیر میں بالماثور کا طریقہ اختیار کیا ہے اور ائمہ کی مستند تفاسیر سے بھی استفادہ کیا ہے۔ یہ نسخہ جامعہ ہمدرد میں موجود ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۵۳)

تفسیر بسم اللہ (مختصر البیان فی تفسیر تسمیۃ القرآن)

قادر علی قادری عظیم آبادی کی یہ تفسیر مطبع قادریہ کلکتہ سے ۱۲۸۰ھ میں طبع ہو چکی ہے۔ اس تفسیر کا نسخہ جامعہ ہمدرد میں بھی ہے۔

تفسیر بعض سور ہائے قرآن مجید

کسی نامعلوم مصنف کی یہ تفسیر ہے اس میں حسب ذیل سورہ ہائے قرآن مجید کی تفسیر ہے۔ سورۂ طٰه، سورۂ مریم، سورۂ انبیاء، سورۂ الحج، سورۂ المومنون، سورۂ تکویر، تا سورۂ الناس۔ اس کے دو نسخے کتب خانہ آصفیہ میں ہیں۔

(کتب خانہ آصفیہ۔ کے اردو مخطوطات جلد دوم ص ۳۹)

تفسیر البشریٰ للیاسین

عبداللطیف بھاولپوری نے یہ سورۂ یٰسٓ کی تفسیر لکھی ہے جو ربوہ سے ۱۹۳۵ء میں طبع ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۸۰)

تفسیر بعض الآیات

علی بن سید نور (مجلہ راہ اسلام مذکور ص ۱۲۳)

تفسیر البیان فی ترجمۃ القرآن

عبدالمجید دہلوی کی یہ جزوی تفسیر دہلی سے ۱۹۰۲ء میں طبع ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۰۲)

تفسیر تقریر القرآن

محمد طاہر القاسمی کی تفسیر غالباً نصف قرآن تک کی ہے۔ اس تفسیر کی چوتھی جلد جو دار العلوم دیوبند کے کتب خانہ میں محفوظ ہے، سورۂ قدر سے سورۂ ناس تک ہے۔ آیات کی تاویل اور حکمتوں کو آیتوں کے نتائج وکلیات کے ساتھ" نتائج القرآن " کے عنوان سے حاشیہ پر درج کیا ہے۔
اس تفسیر کو مصنف نے ترجمہ وتفسیر کو ہم آہنگ کر کے تقریری رنگ میں پیش کیا ہے غالباً اسی لیے مصنف نے اس کتاب کا نام تقریر القرآن تجویز کیا ہے۔(اردو تفاسیر ص ۱۶۳)

تفسیر تنویر البیان

محمد حسین نے فتح اللہ کاشانی کی تفسیر خلاصة المنهج کا اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ یہ تفسیر ۱۸۹۵ء میں شائع ہو چکی ہے۔(اردو تفاسیر ص ۸۶)

تفسیر پارہ الم

سید وارث علی اکبر آبادی کی یہ تفسیر مطبع عثمانی آگرہ سے ۱۹۰۰ء میں شائع ہو چکی ہے۔
(قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۲۶۵)

تفسیر پارۂ عم

یہ مخطوطہ خط ثلث میں ہے مصنف کا نام معلوم نہیں سرخی سے آیت لکھی گئی ہے اور اس کے بعد لفظی معنیٰ لکھے گئے ہیں اور بعض جگہ معنیٰ کے بعد تفصیل لکھی گئی ہے اس کا ایک دوسرا نسخہ بھی ہے۔(کتب خانہ آصفیہ کے اردو مخطوطات جلد دوم ص ۲۷)

تفسیر پارۂ عم

محمد رحیم الدین پرنسپل عثمانیہ کالج گلبرگہ کی یہ تفسیر ۲۱۰ صفحات پر مشتمل ہے اور گلبرگہ سے شائع ہو چکی ہے۔ اس تفسیر کو جدید عصری تقاضوں کے مطابق لکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس پوری تفسیر میں شروع سے لے کر آخر تک یکساں طرز تحریر اختیار کیا گیا ہے۔ یعنی سب سے اوپر سورت کا نام اور آیتوں کی تعداد لکھ کر صفحہ کے دائیں طرف عربی آیات لکھی ہیں جس کے سامنے آیت کا نمبر ڈال کر بامحاورہ سلیس اردو ترجمہ کیا ہے پھر خلاصہ کے عنوان سے سورت کا مختصر نچوڑ پیش کیا ہے۔
مصنف نے اس تفسیر کے ذریعہ ایک ایسا نمونہ پیش کیا ہے کہ اگر اس طرز پر قرآن کی مکمل تفسیر لکھی جائے تو عمل کے لیے بہت زیادہ مفید ثابت ہو سکتی ہے۔(اردو تفاسیر ص ۱۶۵)

تفسیر پارۂ عم یتساءلون

خواجہ عبدالحیٔ فاروقی (وفات ۱۹۶۵ء)

تفسیر پارۂ عم یتسائلون

مولوی حافظ شجاع الدین کے اجداد اکبری عہد میں ہندوستان آئے تھے آپ کے والد میر کریم اللہ نے برہان پور آکر اقامت کی۔ یہاں کے سادات کے ایک خاندان شاہ ہاشم قدس سرہ کی اولاد میں شادی کی۔ میر شجاع الدین ۱۱۷۸ھ میں یہاں تولد ہوئے ایک سال کے بعد ہی والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔

مولوی شجاع الدین نے برہان پور میں اقامت کی اور اس زمانے کے مشاہیر علما سے اس علم کی تکمیل کی۔ ان دنوں برہان پور میں اچھے اچھے قابل علما جمع ہو گئے تھے۔ تعلیم سے فارغ ہوکر حج و زیارت کے لیے تشریف لے گئے ۱۲۱۱ھ میں حیدر آباد آکر مقیم ہو گئے۔ حضرت شاہ رفیع الدین قندھاری سے بیعت تھی اور موصوف نے خلافت بھی دی تھی مولوی شجاع الدین نے اولاً جامع مسجد میں اقامت فرمائی اور طلبہ کو درس دینے لگے جب آپ کا شہرہ ہوا تو حیدر آباد کے امرا بھی آنے لگے جامع مسجد کے حجرے طلبہ کے لیے درست کیے گئے۔ مولانا درس کے ساتھ تصنیف کا بھی شغل رکھتے، آپ نے کئی کتابیں لکھیں۔ سورۂ عم یتسالون سے سورۂ ناس تک پورے پارہ کی آپ نے مکمل تفسیر لکھی ہے۔ ۱۲۴۷ھ سن تصنیف ہے۔ (کتب خانہ آصفیہ کے اردو مطبوعات جلد دوم ص ۳۶، کتب خانہ آصفیہ سرکار عالی جلد چہارم ص ۲۱۸)

تفسیر پارۂ عم

قاضی کبیر چاند پوری (فہرست نسخہ ہائے خطی رضا لائبریری رام پور ص ۳۵

تفسیر پارۂ عم

شمس اللہ قادری حیدر آبادی، یہ پارۂ عم کی دس سورتوں کی تفسیر ہے۔

(اردو تفاسیر ص ۱۰۰)

تفسیر پارۂ عم

محمد عبدالرحیم کی یہ تفسیر ''مکتبہ علمیہ'' حیدر آباد دکن سے ۱۳۴۳ھ میں طبع ہو چکی ہے

(اردو تفاسیر ص ۱۰۲)

تفسیر پارۂ عم

غلام جیلانی روہتکی نے پارۂ عم کی تفسیر لکھی جو ترجمہ کے ساتھ لاہور ۱۳۲۰ھ میں شائع ہوچکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۰۳)

تفسیر پارۂ عم وسیقول

مصنف نامعلوم، یہ تفسیر ۲۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ ''کتب خانہ مظفریہ'' دہلی میں اس کا مخطوطہ محفوظ ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۰۸)

تفسیر پنج سی پارہ

عبداللہ بن بہادر علی نے قرآن کریم کے پانچ پاروں کی تفسیر لکھی جو ہوگلی سے ۱۸۳۴ء میں طبع ہوچکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۰۲)

تفسیر الجزء الآخر (پارۂ عم)

ابراہیم بن عبدالعلی آروی (وفات ۱۳۱۹ھ) نے مولوی مملوک علی نانوتوی اور مولوی لطف اللہ علی گڑھی اور مولوی سعادت حسین بہاری سے اکتساب علم کیا، قرآن کریم بہت عمدہ پڑھتے تھے۔ اپنے شہر میں مدرسہ احمدیہ کا قیام آپ نے ہی کیا، کئی تصانیف آپ سے یادگار ہیں۔

(الاعلام جلد ۸ ص ۱۳)

تفسیر الجزء الآخر من القرآن

ابراہیم بن عبدالرحیم السندھی (وفات ۱۳۱۹ھ) (الاعلام جلد ۸ ص ۱۳)

تفسیر الجزء الآخر من القرآن

شیخ صوفی حمیدالدین ناگوری (وفات ۶۷۳ھ)

تفسیر الجن والجان علیٰ مافی القرآن

سرسید احمد خاں دہلوی اس میں جن اور انس کے الفاظ پر بحث کی گئی ہے، مفید عام پریس آگرہ سے ۱۳۰۹ھ میں طباعت ہوچکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۱۵)

تفسیر جواہر مع اردو ترجمہ

عبیدالرحمان عثمانی استاذ جامعہ دارالسلام عمرآباد نے اس نام سے سورۂ بقرہ کی تفسیر لکھی ہے جس کی طباعت بیت الحکمت دیوبند سے ۱۹۳۸ء میں ہوچکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۸۱)

تفسیر الجواہر الفرید فی سورۃ التوحید

شمس اللہ قادری حیدر آبادی نے سورۂ اخلاص کی تفسیر لکھی ہے جو ''افضل المطابع'' مراد آباد سے ۱۳۲۸ھ میں طبع ہوچکی ہے۔(اردو تفاسیر ص ۷۷)

تفسیر حضرت شاہ

حضرت شاہ کی یہ تفسیر معاملات الاسرار ومعاملات الاخیار کے نام سے ''مطبع حیدری'' حیدر آباد دکن سے شائع ہوچکی ہے۔(اردو تفاسیر ص ۴۱)

تفسیر خلق الانسان علیٰ مافی القرآن

سر سید احمد خاں کی یہ تفسیر انسانی تخلیق کے متعلق قرآن مجید کا نقطۂ نظر اور فلاسفہ کے اعتراضات کے جواب پر مشتمل ہے۔ ''مطبع مصطفائی'' دہلی سے اس کی طباعت ہوچکی ہے۔
(اردو تفاسیر ص ۱۱۵)

تفسیر ریاض القدس

شیخ نظام الدین تھانیسری کے پارۂ عم کی تفسیر کی اشاعت ہوچکی ہے۔
(کتب خانۂ آصفیہ سرکار عالی ص ۲۱۵)

التفسیر الربانی (سورۂ بقرہ)

شیخ نورالدین محمد صالح گجراتی (وفات ۱۱۵۵ھ) نے سورہ بقرہ کی تفسیر لکھی ہے اس کے علاوہ مصنف نے تفسیر بیضاوی کا حاشیہ بھی لکھا ہے جس کا ذکر آگے آئے گا۔
(الاعلام جلد ۶ ص ۲۰۲)

تفسیر ربانی

محمد حسین منشی کی یہ تفسیر صرف پارۂ اول سے متعلق ہے۔ اس کی اشاعت تین اجزاء میں ۵۱۲ صفحات پر مشتمل شائع ہوچکی ہے۔ اس اشاعت کا ایک نسخہ ''بیت القرآن'' لاہور میں موجود ہے اس تفسیر پر سن اشاعت درج نہیں۔ (قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۲۲۰)

تفسیر روحی

اصغر علی روحی نے سورۂ یٰسٓ کی تفسیر لکھی ہے اس کا پیش لفظ حرف اول کے عنوان سے ان

کے فرزند محمد ضیاء الحق مرحوم نے لکھا ہے۔۸۰ صفحات پر مشتمل ہے المکتبة العلیمیة لاہور سے ۱۹۷۶ء میں طبع ہوئی ہے۔(ذخیرہ کتب حکیم محمد موسیٰ امرتسری ص۱۰۰)

تفسیر سراج البیان

محمد حنیف ندوی کی ۱۵۰۰ صفحات پر مشتمل یہ تفسیر ملک سرج الدین اینڈ سنز نے لاہور سے شائع کردی ہے۔(اردو تفاسیر ص۴۲)

تفسیر السمٰوات

سرسید احمد خاں دہلوی، یہ تفسیر وجود آسمانی کی فلسفیانہ مباحث پر مشتمل ہے۔''نولکشور اسٹیم پریس' لاہور سے ۱۹۰۹ء میں طبع ہوچکی ہے۔(اردو تفاسیر ص۱۱۵)

تفسیر سورۂ آل عمران

اشفاق علی نے سورہ آل عمران کی تفسیر لکھی جس کی اشاعت ترجمہ کے ساتھ'' محمدی پریس''، علی گڑھ سے ہوچکی ہے۔(قرآن کریم کے اردو تراجم ص۵۵)

تفسیر سورۂ اخلاص

احمد سعید دہلوی کی اس تفسیر کا عرفی نام'' وحدت سعید'' ہے۔جس کی وجہ بیان کرتے ہوئے مصنف نے لکھا ہے کہ

''کتاب کا نام تفسیر سورۂ اخلاص رکھا گیا ہے مگر چوں کہ اور بھی تفسیریں اس نام کی ہیں اس لیے لفظ'' وحدت سعید'' زیادہ کیا گیا ہے''۔(تفسیر سورۂ اخلاص ۲)

اس تفسیر میں اعوذ باللہ کی شرح، بسم اللہ شریف کے فضائل مع فوائد و عملیات، درج ہیں۔ سورۂ اخلاص کی شان نزول لکھی گئی ہے، پھر اس کے پڑھنے کی ترکیبیں درج ہیں۔'' محبوب المطابع'' برقی پریس دہلی سے اس کی طباعت ۱۳۵۵ھ میں ہوچکی ہے۔

تفسیر سورۂ اخلاص

مولانا حمید الدین فراہی کے سلسلۂ جزوی تفاسیر میں سورہ اخلاص ہی وہ واحد تفسیر ہے جسے انھوں نے اردو زبان میں تحریر کیا ہے۔ یہ تفسیر شائع ہوچکی ہے۔ مولانا فراہی کے عربی مجموعہ تفاسیر کا اردو ترجمہ ان کے شاگرد مولانا امین احسن اصلاحی نے کیا اور ان کو ایک جگہ مرتب کر کے

تفسیر نظام القرآن کے نام سے پاکستان سے شائع کیا اس مجموعہ میں سورۂ اخلاص کی اردو تفسیر بھی شامل ہے۔ یہ ایک انوکھی تفسیر ہے جسے مولانا فراہی نئے زاویۂ نگاہ سے پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ (اردو تفاسیر ص ۱۷۶)

تفسیر سورۃ الاخلاص

امیر ابوالمعالی (وفات ۱۶۳۶ء) (مجلہ راہ اسلام مذکور ص ۱۲۳)

تفسیر سورۂ الاخلاص

غلام نقش بند بن عطاء اللہ لکھنوی

تفسیر سورۂ اخلاص

غلام ربانی نائب مدیر زمیندار نے اس نام سے ابن تیمیہ کی تفسیر سے سورۂ اخلاص کا اردو میں ترجمہ کیا ہے جس کی اشاعت "اسلامیہ اسٹیم پریس" لاہور سے ۱۳۴۴ھ میں ہو چکی ہے۔

(اردو تفاسیر ص ۸۳)

تفسیر سورۂ اخلاص والفلق

محمد عبدالرحمان نے ان کا ترجمہ کیا ہے "شمس المطابع" دہلی سے ۱۸۹۳ء میں پہلی بار اس کی اشاعت ہو چکی ہے۔ صفحات کی تعداد ۹۶ ہے۔ (قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۲۵)

تفسیر سورۂ اخلاص (مع عربی متن)

یہ کسی نامعلوم مصنف کا ترجمہ ہے مجتبائی دہلی سے ۱۹۰۵ء میں طباعت ہو چکی ہے

(قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۲۶)

تفسیر سورۂ اعراف مع حواشی

غلام نقشبند بن عطاء اللہ لکھنوی (وفات ۱۱۲۶ھ)

تفسیر سورۃ الاعلیٰ

الکلام الاعلیٰ فی تفسیر سورۃ الاعلیٰ باحادیث المصطفیٰ اس تفسیر کا مکمل نام ہے مشتاق احمد حنفی امیٹھوی اس کے مصنف ہیں۔

تفسیر سورۂ اعراف شیخ غلام نقشبند لکھنوی (وفات ۱۱۲۶ھ)

تفسیر سورۂ آل عمران

خواجہ عبدالحیٔ فاروقی (م ۱۹۶۵ء) (اہل حدیث کے خدام قرآن ص ۲۴۲)

تفسیر سورۂ انفال وسورۂ توبہ

خواجہ عبدالحیٔ فاروقی (وفات ۱۹۶۵ء)

تفسیر سورۂ بلد

محمد ابراہیم رضاخاں بریلی (وفات ۱۹۶۵ء) کے والد ماجد کا نام مولانا محمد حامد رضا خاں اور دادا کا نام مولانا احمد رضا خاں قادری تھا۔ جامعہ اہل سنت منظر اسلام بریلی میں تعلیم کی تکمیل فرمائی۔ سیر وسیاحت، گھوڑ سواری اور تیر اندازی کا بڑا شوق تھا۔ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں قادری سے خلافت حاصل تھی۔ آپ کے نوک قلم سے متعدد کتابیں منظر عام پر آئیں۔ سلسلہ قادریہ کے مشہور شیخ تاج الشریعہ مفتی اختر رضاخاں قادری ازہری آپ ہی کے فرزند ہیں۔

(مفتی اعظم اوران کے خلفاء جلد اول ص ۱۲۱)

تفسیر سورۂ بقرہ

محمد نور بخش توکلی ایک عرصہ تک جامعہ نعمانیہ لاہور کے ناظم تعلیمات رہے۔ خواجہ توکل شاہ (وفات ۱۸۹۷ء) کے دست حق پرست پر بیعت ہوکر خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ ہی کی مساعی جمیلہ سے متحدہ ہندوپاک میں بارہ وفات کی بجائے عید میلاد النبی کے نام سے تعطیل ہونا قرار پائی۔ ۱۹۴۸ء میں وصال ہوا۔ (تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۵۵۹)

تفسیر سورۂ بقرہ

شیخ نورالدین بن محمد صالح احمد آبادی (وفات ۱۱۵۵ھ)

تفسیر سورۂ بقرہ

خواجہ عبدالحیٔ فاروقی (وفات ۱۹۶۵ء)

تفسیر سورہ بقرہ

عبدالعزیز ہزاروی (وفات ۱۹۷۳ء)

تفسیر سورہ بقرہ

عبدالحکیم صادقپوری (وفات ۱۹۱۸ء)

تفسیر سورہ بقرہ

شیخ محمد اکرام نے تفسیر سورہ فاتحہ کے علاوہ سورۂ بقرہ کی بھی تفسیر لکھی ہے۔ ''انیس القرآن'' دہلی سے اس کی طباعت ۱۹۴۰ء میں ہو چکی ہے۔ (قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۲۱۳)

تفسیر سورۂ بنی اسرائیل

احمد سعید نے یہ تفسیر ۱۳۷۲ھ میں لکھی دینی بک ڈپو اردو بازار سے اسی سنہ میں اس کی طباعت ہوئی۔

تفسیر سورۃ التحریم

عبدالحمید فراہی (وفات ۱۳۴۳ھ) نے حمید الدین فراہی سے شہرت حاصل کی مولوی محمد مہدی، مولوی شبلی نعمانی اور مولوی فیض الحسن سہارن پوری سے اکتساب علم کیا۔ علی گڑھ، الہ آباد اور حیدر آباد میں اپنی صلاحیت کے جلوے بکھیرے۔ 'مدرسۃ الاصلاح' کے نام سے سرائے اعظم گڑھ میں ایک مدرسہ قائم کیا، علوم قرآن میں تخصص حاصل تھا۔ تفسیر قرآن کے حوالے سے عربی زبان میں کئی رسائل لکھے۔ جس میں " الامعان فی اقسام القرآن، الرای الصحیح فی من هو الذبیح، نظام الفرقان، تاویل القرآن بالقرآن کے علاوہ سورۃ العصر، سورۃ والذاریات، سورہ والشمس، سورہ والقیامۃ، سورہ والتین، سورہ والکافرون اور سورہ واللهب کی تفسیر بھی لکھی۔ (الاعلام جلد ۸ ص ۲۴۹)

تفسیر سورۃ الجاسیۃ

محمد ہاشم گیلانی (وفات ۱۶۵۰ء) (راہ اسلام مذکور ص ۱۲۳)

تفسیر سورۂ حجرات

ابوبکر غزنوی (وفات ۱۹۷۶ء) (اہل حدیث خدام قرآن ص ۴۷)

تفسیر سورۂ حجرات

خواجہ عبدالحیٔ فاروقی (م ۱۹۶۵ء) (اہل حدیث کے خدام قرآن ص ۲۴۲)

تفسیر سورۂ حجرات

شبیر احمد عثمانی کی یہ تفسیر مکتبہ دار التبلیغ دیوبند سے ۱۹۳۲ء میں طبع ہو چکی ہے۔

(اردو تفاسیر ص ۷۷)

تفسیر سورۃ الرحمان

محمد حیات القادری (فہرست نسخہ ہائے خطی رضا لائبریری رام پور ص ۳۵)

تفسیر سورۂ رحمٰن

شیخ غلام نقشبند لکھنوی (وفات ۱۳۲۶ھ)

تفسیر سورۂ رحمان

فیروز الدین ڈسکوی نے اختصار کے ساتھ سورہ رحمان کا ترجمہ و تفسیر لکھی ہے۔ ۴۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ سیال کوٹ سے طباعت ہو چکی ہے۔ (ذخیرہ کتب حکیم محمد موسیٰ امرتسری ص ۱۰۱)

تفسیر سورۂ رحمان

فیض الرحمان کی یہ تفسیر مطبع حیدری، حیدر آباد دکن سے شائع ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۸۵)

تفسیر سورۃ الشعراء (نامعلوم)

اس تفسیر کا اصل نام " تقبیح الشعراء الغَاوین وتحسین الفقراء من آل یا سین " ہے۔

تفسیر سورۂ عبس

حمید الدین فراہی کی اس تفسیر کا ترجمہ امین احسن اصلاحی نے کیا ہے۔ اس کی اشاعت ''دائرۂ حمیدیہ'' مدرسۃ الاصلاح سرائے میر اعظم گڑھ سے ہوئی اس کا نسخہ جامعہ ہمدرد میں موجود ہے۔

تفسیر سورۃ العصر (اردو)

سید محمد شاہ بن سید حسن شاہ محدث رامپوری

تفسیر سورۂ والعصر

محمود کی یہ تفسیر رسالہ پیشوا دہلی سے ۱۹۳۰ء میں شائع ہو چکی ہے۔

(قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۲۴۷)

تفسیر سورۃ العصر

یہ تفسیر معارف القرآن کے نام سے بلال پریس دہلی سے ۱۹۲۵ء میں شائع ہو چکی ہے۔

(قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۹۹)

تفسیر سورۂ فاتحہ

سید شاہ برکت اللہ مارہروری (وفات ۱۱۴۲ھ) ۱۰۷۰ھ میں ولادت ہوئی والد ماجد کا نام حضرت شاہ اویس (وفات ۱۰۹۷ھ) تھا، بچپن کا زمانہ اپنے والد ماجد اور خاندان کے دیگر بزرگوں کے آغوش تربیت میں گزارا، سن شعور سے آغاز سن کہولت تک حضرت سید العارفین سید شاہ لطف اللہ عرف شاہ لدھا بلگرامی کے فیض صحبت سے مشرف ہوکر اخذ فیوض و برکات فرمایا۔ والد ماجد سے بھی تمام سلاسل کے فیوض و برکات حاصل کئے، حضرت سید شاہ فضل اللہ قدس سرہ کے فضل وکمال کا شہرہ سن کر کالپی تشریف لے گئے۔ سلاسل عالیہ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ اور دوسرے اہم سلاسل کی اجازت وخلافت حاصل کی۔ مارہرہ واپس ہوکر مسند سجادگی کو رونق بخشی، مدتوں زیب سجادہ رہے، سلاطین وقت نے نیازمندانہ خطوط لکھے محمد شاہ نے ۱۱۴۱ھ میں خانقاہ کے مصارف کے لیے دو گاؤں عطا کئے۔ فارسی اور ہندی زبان کے صاحب دیوان شاعر تھے۔ اس تفسیر کے علاوہ متعدد تصانیف آپ سے یادگار ہیں۔ (اہل سنت کی آواز اکابر مارہرہ نمبر ۲۰۱۰ء ص ۳۱۷، اشرفیہ سیدین نمبر ص ۳۳۰)

تفسیر سورۂ فاتحہ

عبدالغفار صادق پوری (وفات ۱۹۵۷ء) (اہل حدیث خدام قرآن ص ۳۳۹)

تفسیر سورۃ الفاتحہ

عبدالحکیم صادق پوری (وفات ۱۹۱۸ء) (اہل حدیث کے خدام قرآن ص ۲۳۸)

تفسیر سورۃ الفاتحہ

محمد عاشقین عبداللہ بھائی (وفات ۱۱۸۷ھ) کی اس تفسیر کا قلمی نسخہ رضا لائبریری رام پور میں موجود ہے۔

تفسیر سورۃ الفاتحہ

محمد عبدالکریم قلعداری گجرات (وفات ۱۹۶۳ء) کی یہ تفسیر عربی زبان میں ہے۔ اس تفسیر کے علاوہ دیوان شعر، اور دوسری کتابیں بھی آپ سے یادگار ہیں۔ (تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۲۶۲)

تفسیر سورۂ فاتحہ

محمد جوناگڑھی کی یہ تفسیر ''مکتبہ شعیب'' سے شائع ہوچکی ہے اس کے علاوہ انھوں نے سورۂ فاتحہ کی بھی تفسیر لکھی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۸۶)

تفسیر سورۃ الفاتحہ

محی الدین احمد کی یہ تفسیر ۳۰۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ ''کریمی پریس'' لاہور سے ۱۳۴۰ھ میں شائع ہو چکی ہے۔ یہ تفسیر سلف صالحین کے مسلک پر لکھی گئی ہے۔ آسان و عام فہم تفسیر ہے زبان سادہ و سلیس اور انداز شگفتہ و شیریں ہے۔ تفسیر کے دوران آپ نے آیات کے باہمی ربط کی اہمیت کو نمایاں کرنے کی کوشش کی ہے۔ آپ سورۂ فاتحہ پورے قرآن کا نچوڑ سمجھتے ہیں۔ اسی لیے اس مختصر تفسیر میں آپ نے صرف سورۂ فاتحہ کی ہی تشریح کی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۳۳)

تفسیر سورۃ الفاتحہ

سید احمد اور عبدالحی نے سورۂ فاتحہ کی تفسیر لکھی جس کی اشاعت ''مطبع بدر علی'' کلکتہ سے ۱۲۳۶ھ میں ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۷٦)

تفسیر سورۂ فاتحہ

عبدالستار دہلوی (وفات ۱۹٦٦ء) کی یہ تفسیر اردو زبان میں ہے اور اپنی نوعیت کی منفرد تفسیر ہے۔ (اہل حدیث خدام قرآن ص ۲۹۲)

تفسیر سورۃ الفاتحہ

ابوالسعد محمد اسماعیل اسلامک لٹریچر کمپنی لاہور سے ۱۹۹۲ء میں طبع ہو چکی ہے۔

(اردو تفاسیر ص ٦۷)

تفسیر سورۂ فاتحہ

دیدار علی شاہ پوری کی یہ تفسیر دو جلدوں میں لاہور سے ۱۹۲۷ء میں طبع ہو چکی ہے۔

(اردو تفاسیر ص ۷۴)

تفسیر سورۃ الفاتحہ

مرزا ابوالفضل '' مصنف نے "عبادت اور غایت" کے نام سے ۸۳ صفحات پر مشتمل سورہ فاتحہ کی تفسیر لکھی ہے یہ ایک منقولی تفسیر ہے جس میں عمدہ و سلیس طریقہ پر فاتحہ کی تفسیر کی گئی ہے اور عبادت میں اس کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۳۹)

اس تفسیر میں مصنف نے بلا متن قرآن کریم کا ترجمہ لکھا ہے اس میں صرف آیات کے نمبر

دیے گئے ہیں اور پھر ان کا ترجمہ کیا گیا ہے چودہویں صدی ہجری میں بالکل انوکھے انداز کا ترجمہ ہے اس وقت مصنف کے پیش نظر سورۂ فاتحہ کی تفسیر ہے جس کا نام عبادت اور اس کی غایت ہے اس ترجمہ کی طباعت کتابستان بیلی روڈ الہ آباد سے ۱۹۳۰ء میں ہو چکی ہے۔ ترجمہ کا نمونہ حسب ذیل ہے۔

''حکم تو خدا کا جو ماں باپ کی طرح دنیا جہان کا پالنے والا ہے ماں کی طرح از حد ماما والا ہے حساب کے وقت کا مختار ہے ہم سب تیری ہی حقیقت کی خدمت گذاری کریں اور تیری ہی حقیقت سے اعانت کے طالب ہوں ہم سبھوں کو سیدھی راہ بتا ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام واکرام کئے جو غضب میں نہیں پڑے اور نہ گمراہ ہوئے''۔

(عبادت اور اس کی غایت ص ۱)

تفسیر سورۂ فاتحہ

محمد عالم آسی امرتسری

تفسیر سورۃ الفاتحۃ

عبد الخبیر صادق پوری (قرآن مجید کی تفسیریں ص ۳۶۶)

تفسیر سورۃ الفاتحہ (اردو)

مولوی لطف اللہ بن عبد اللہ لکھنوی (وفات ۱۲۹۷ھ) غازی پور اتر پردیش کے گاؤں زمانیہ میں ولادت ہوئی۔ مولانا ولی اللہ بن حبیب اللہ لکھنوی اور محدث مرزا حسن علی شافعی سے اکتساب علم کیا۔ ذہانت کی بنیاد پر بحث ومباحثہ سے بڑی دلچسپی تھی۔ اوتاد الحدید لمنکر الاجتهاد والتقلید اسی موضوع پر ان کی تصنیف ہے۔ اس کتاب کے علاوہ مصنف کی اور بھی تصانیف ہیں۔ تفسیر سورہ فاتحہ جس کا اصل نام ''مظہر العجائب'' ہے، شیعیت کی تردید میں ہے۔

(الاعلام جلد ۷ ص ۲۳۱۔ تذکرہ علمائے ہند ۴۴۴)

تفسیر سورۃ الفاتحہ

محمد نور الحق بن انوار الحق دہلوی (وفات ۱۳۰۷ھ) کی تفسیر کا نسخہ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ میں ہے۔ اس تفسیر میں مصنف نے مفصل طریقہ پر ہر لفظ کی تشریح کی ہے ساتھ ہی گرامر اور فنی اختلافات

کی بھی توضیح کردی ہے۔ کسی لفظ کو اگر مختلف لوگ مختلف طریقہ سے پڑھتے ہیں تو اسے بھی ظاہر کردیا ہے۔ انداز بیان فلسفیانہ ہے، جس قاری کو سیدھے سادے معانی ومطالب کی ضرورت ہے اس کے لیے اس کتاب میں بڑی الجھن ہوگی۔ (ہندستانی مفسرین اوران کی عربی تفسیریں ص۱۱۶)

تفسیر سورۃ الفاتحہ

محمد عاشق بن عبیداللہ پھلتی (وفات ۱۱۸۷ھ) کا سلسلۂ نسب اکیس واسطوں سے حضرت ابوبکر صدیق تک پہنچتا ہے۔ بچپن سے ہی انھیں علم سے لگاؤ تھا، انہوں نے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی صحبت اختیار کی، رشتے میں یہ شاہ صاحب کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ انھوں نے شاہ صاحب سے علم ومعرفت کی تعلیم حاصل کی۔ ان سے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، شاہ رفیع الدین اور سید ابو سعید بریلوی کے علاوہ اور بہت سے لوگوں نے کسب فیض کیا۔ تصانیف میں سورۂ فاتحہ کی تفسیر کے علاوہ شاہ ولی اللہ کے حالات میں القول الجلی فی مناقب الولی انتہائی اہم ہے۔
سورۂ فاتحہ کی تفسیر کا رسالہ ۱۲ صفحات پر مشتمل ہے رضا لائبریری رام پور میں محفوظ ہے۔

(ہندستانی مفسرین اوران کی عربی تفسیریں ص۱۲۶)

تفسیر سورۃ الفاتحہ

سید محمد بن ابی سعید الحسینی الترمذی کالپوی (م ۱۰۷۱ء) (تاریخ مشائخ قادریہ رضویہ ص۳۱۹)

تفسیر سورۂ فاتحہ

محمد احمد جہاں گیر خاں رضوی (ولادت ۱۳۵۲ھ) ضلع اعظم گڑھ سے وطنی تعلق تھا۔ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں تعلیم حاصل کی۔ دارالعلوم شاہ عالم گجرات سے سند فراغ حاصل کیا۔ مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خاں قادری سے خلافت حاصل تھی۔

(مفتی اعظم ہند اوران کے خلفاء جلد اول ص۲۹۹)

تفسیر سورۂ فاتحہ

خواجہ عبدالحیٔ فاروقی (۱۹۶۵ء) (اہل حدیث کے خدام قرآن ص۲۳۲)

تفسیر سورۂ فاتحہ (اردو)

اکرام الدین کی یہ تفسیر ہے انھوں نے اس کا نام تحفۃ الاسلام رکھا ہے ۱۲۳۲ھ میں اس کی

تکمیل ہوئی اور مطبع جان جہاں دہلی میں منشی محمد عبدالرحیم کے اہتمام میں اس کی طباعت مصنف حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے تلامذہ اور فیض یافتگان میں سے تھے۔ یہ نسخہ جامعہ ہمدرد میں موجود ہے۔ اس تفسیر کے تعلق سے مصنف لکھتے ہیں۔

"اس مختصر کا نام تحفۃ الاسلام ہے بارے الحمدللہ کے کہ یہ رسالہ سن بارہ سے بیالیس ہجری (۱۲۴۲ھ) غرہ محرم الحرام میں تمام ہوا اور فضل وکرم الٰہی سے مقبول خاص وعام ہوا جو بھائی مسلمان اس کی سیر کریں چاہئے کہ فقیر کے حق میں دعائے خیر کریں حق تعالیٰ اس مختصر کو پسندیدۂ خاص وعام کرے اور اس عاجز کو اللہ تعالیٰ کے روبرو نیک نام کرے"۔ (تفسیر سورہ فاتحہ ص ۲)

تفسیر سورۂ فاتحہ

عبدالرحمان عاجز مالیر کوٹلوی (وفات ۱۹۹۹ء) نے سورہ فاتحہ کی تفسیر کے ساتھ ساتھ اس کی فضیلت بھی اس میں شامل کی ہے۔ سورۂ فاتحہ کے دیباچہ میں انہوں نے لکھا ہے کہ یہ سورت قرآن مجید کا دیباچہ اور اس کے وسیع مضامین کا خلاصہ ہے اسی لیے اس کو فاتحۃ الکتاب اور ام القرآن کہا گیا ہے۔ (اہل حدیث کے خدام قرآن ص ۲۵۳)

تفسیر سورۂ فاتحہ

محمد نور بخش توکلی (وفات ۱۹۴۸ء) کئی کتابوں کے مصنف تھے۔

(تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۵۵۹)

تفسیر سورۂ فاتحہ

عبدالقدیر صدیقی سابق صدر شعبہ دینیات جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن، مکتبہ ابراہیمیہ حیدر آباد دکن سے طبع ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۸۰)

تفسیر سورۃ فاتحۃ الکتاب

محمد یوسف جے پوری (وفات ۱۹۳۱ء) (اہل حدیث خدام قرآن ص ۶۲۵)

تفسیر سورۃ الفاتحہ

عبداللہ بن عبدالحکیم سیالکوٹی (وفات ۱۰۹۳ھ) سیالکوٹ میں ولادت ہوئی والد ماجد کے علاوہ مفتی نورالحق بن شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے حدیث کا درس لیا، فضل وکمال میں ان کی

بڑی شہرت ہوئی، خلق کثیر نے ان سے استفادہ کیا، سلطان اورنگ زیب عالم گیران کا بڑا احترام کرتے تھے۔ حکومت کی طرف سے اجمیر کی صدارت عظمیٰ انھیں تفویض ہوئی۔ تفسیر سورہ فاتحہ کے علاوہ اصول فقہ میں " التصریح علی التلویح " اہم تصنیف ہے۔ (الاعلام جلد۵ ص ۲۷۵)

تفسیر سورۂ فاتحہ

حافظ محمد ابراہیم سیالکوٹی نے سورہ فاتحہ کی تفسیر ایک ضخیم جلد میں لکھی ہے جو ۴۸۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس تفسیر کے علاوہ قرآن مجید کے متعلق اور کتابیں بھی مختلف ضروریات کے مطابق انھوں نے لکھیں جن میں صرف آیت " انی متوفیك ورافعك الیٰ " کی تفسیر دوجلدوں میں بعنوان " شہادت القرآن " کے نام سے لکھی جو مسئلۂ حیات عیسیٰ علیہ السلام پر مدلل گواہی ہے۔ اسی طرح مصنف نے عیسائیوں کے ان اعتراضات پر جو انھوں نے قرآن کریم کی تنقیص کی صورت میں کئے اس کا جواب بھی حافظ محمد ابراہیم نے تعلیم القرآن اور تائید القرآن نامی کتاب میں دے دیا ہے۔ (ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات ص ۲۱)

تفسیر سورۂ فاتحہ وسورہ اخلاص

مولوی خدا بخش خاں (وفات ۱۹۰۸ء) خان بہادر لقب تھا حیدر آباد میں ہائی کورٹ کے چیف جسٹس تھے، یہ تفسیر دراصل ایک لیکچر ہے جو خدا بخش لائبریری جرنل شمارہ نمبر ۱۰۳ میں شائع ہو چکا ہے۔ سورہ فاتحہ کی تفسیر بیان کرنے سے پہلے انھوں نے خدا پرستی سے بحث کی ہے اسی ضمن میں تورات، زبور پر مبنی یہودیوں اور نصرانیوں کے مزامیر کا تفصیل سے ذکر کیا ہے اس دعا کا بھی ذکر کیا ہے جو نصرانی اپنی عبادت میں سورۂ فاتحہ کی طرح پڑھتے ہیں اور وہ اس سے کافی حد تک مماثل معلوم ہوتی ہے، اس کی اصل اور عکسی نقل دونوں خدا بخش لائبریری میں موجود ہے۔

(تفسیر سورۂ فاتحہ ص ۲)

تفسیر سورۃ الفاتحہ

بہاء الدین زکریا ملتانی کی یہ تفسیر ہے جس کا اردو ترجمہ نور احمد خاں فریدی نے "فیروز پرنٹنگ پریس" لاہور سے ۱۹۵۴ء میں شائع کیا ہے متن کے ساتھ ترجمہ وتفسیر دونوں شامل ہے۔

(قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۶۳)

تفسیر سورۂ فاتحہ

غلام ربانی نے جو سورۂ فاتحہ کی تفسیر لکھی اس کی اشاعت لاہور سے ۳۰۸ صفحات پر مشتمل ۱۹۲۱ء میں ہو چکی ہے۔ اس اشاعت کا ایک نسخہ خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ میں بھی موجود ہے۔ (قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۱۶۸)

تفسیر سورۂ فاتحہ

محمد اکرام الدین کی یہ تفسیر لکھنؤ سے ۱۸۸۴ء میں شائع ہو چکی ہے۔ اس طباعت کا ایک نسخہ "خدا بخش اورینٹل لائبریری" پٹنہ میں موجود ہے۔ (قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۲۱۲)

تفسیر سورۂ فتح

ابو بکر غزنوی (اہل حدیث کے خدام قرآن ص ۴۷)

تفسیر سورۂ ق

عین الحق پھلواروی کی یہ تفسیر احمد حبیب ندوی نے ۱۹۳۸ء میں شائع کی۔

(اردو تفاسیر ص ۸۲)

تفسیر سورۂ کافرون

عبدالغفار حسن مظفر نگری (اہل حدیث خدام قرآن ص ۳۴۷)

تفسیر سورۃ الکوثر

شمس الدین حبیب اللہ بن عبداللہ العلوی مرزا جان شیرازی دہلوی (وفات ۹۹۴ھ) یہ دسویں صدی ہجری کے علمائے کبار میں سے تھے۔

تفسیر سورۃ الکوثر

مرزا جان (شمس الدین حبیب اللہ) دہلوی (قرآن مجید کی تفسیریں ص ۱۰۵)

تفسیر سورۃ الکوثر

غلام نقشبند بن عطاء اللہ لکھنوی

تفسیر سورۂ کوثر

عبدالرزاق ملیح آبادی کی یہ تفسیر الہلال بک ایجنسی ۱۹۲۷ء سے طبع ہو چکی ہے۔

(اردو تفاسیر ص ۷۹)

تفسیر سورۂ کوثر فی فضائل خیر البشر

نادر حسین خالص الدولہ کی یہ تفسیر مطبع ریاضی امروہہ سے شائع ہو چکی ہے اس تفسیر کا غیر مطبوعہ نسخہ ان کے شاگرد محمد اسماعیل پانی پتی کے پاس محفوظ ہے۔(اردو تفاسیر ص ۸۷)

تفسیر سورۃ الکہف

سلطان حسن سنبھلی حضرت مولانا معین الدین اجمیری کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ مینارہ مسجد ممبئ میں ایک عرصہ تک خطابت وامامت کے فرائض انجام دئے۔ کسی دوست کی فرمائش پر انھوں نے یہ تفسیر اس لیے لکھی کہ ممبئ اور گجرات میں عام طور سے مسلمان سورہ کہف پڑھتے ہیں خاص کر جمعہ کی نماز کے پیشتر اور یہ طریقہ زمانہ دراز سے چلا آرہا ہے۔

سورۂ کہف کی یہ تفسیر ۲۱۱ صفحات پر مشتمل مطبع رحیمی بمبئی سے ۱۹۵۲ء میں شائع ہو چکی ہے۔ یہ آیات بالآیات کے طرز پر لکھی گئی تفسیر ہے جس میں مستند روایات اور علما جمہور کے اقوال سے بھی استفادہ کیا گیا ہے، مگر اس کا القرآن بالقرآن کا پہلو نہایت قوی وغالب ہے جب کہ اسرائیلیات وتاریخی مباحث کو زیادہ اہمیت نہیں دی گئی ہے۔ سورہ کہف کی پہلی آیت میں انزل علیٰ عبدہ الکتاب آیا ہے اس میں عبد کی تفسیر کرتے ہوئے مفسر نے صوفیاء کا بھی ایک قول نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔

> ''صوفیائے کرام نے ایک زبردست اور بہترین توجیہ بیان فرمائی ہے کہ مقام عبدیت میں کون سی وجہ شرافت ہے کہ جو اللہ تعالیٰ ایسے مواقع میں انبیا اور اپنے رسولوں کو لفظ عبد سے خطاب فرماتا ہے وہ فرماتے ہیں کہ عبدیت کا مفہوم یہ ہے کہ عبد کا تعلق سب سے کٹ جائے اور صرف ایک آقا سے ہی اس کا تعلق قائم رہے۔ مثلاً عبد کی حفاظت آقا کے ذمہ ہے، اس کا کھانا پلانا اور اس کے تمام امور کی نگہداشت آقا پر ہے اور وہ بغیر مرضی آقا کے خرید وفروخت نہیں کرسکتا ہے نہ خود اپنا نکاح کرسکتا ہے۔ عبد وغلام کے تمام امور سب آقا کی مرضی پر موقوف اسی طرح کی سپردگی انبیا کی جانب سے بھی ہوتی ہے انبیائے کرام کے تمام امور مرضی مولیٰ پر موقوف ہوتے ہیں۔ یہاں تک کی ان کی بات چیت بھی بغیر مولیٰ کے اذن اور اجازت کے نہیں ہوتی اس کے ثبوت وما ینطق عن الھویٰ کافی ہے''۔
>
> (تفسیر سورۂ کہف ص ۱۰)

تفسیر سورۃ الکہف

محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (وفات ۱۹۵۶ء) کی اس کتاب میں سورہ کہف کی تفسیر علمی اور تحقیقی اسلوب میں ضبط تحریر میں لائی گئی ہے۔ ۱۳۰ صفحات پر مشتمل ہے ۱۹۲۹ء میں شائع ہوئی ہے۔ (اہل حدیث خدام قرآن ص ۴۸۲)

تفسیر سورۃ الکہف

محمد عبدالباری امام جامع مسجد سکندرآباد۔ یہ تفسیر احمد حسین خاں لکچرار عربی نظام کالج حیدرآباد دکن کے اہتمام میں شائع ہوچکی ہے۔ اس کا نسخہ جامعہ ہمدرد کی سینٹرل لائبریری میں موجود ہے۔

تفسیر سورۂ لہب

حمیدالدین فراہی کی یہ تفسیر نظام القرآن وتاویل الفرقان میں شائع ہوچکی ہے یہ تفسیر سورۂ لہب کا اردو میں ترجمہ ہے جو مولانا امین احسن اصلاحی کے قلم سے منظر عام پر آیا ہے اس ترجمہ کی اشاعت اصلاح پریس سرائے میر اعظم گڑھ سے ۱۹۳۷ء میں ہوچکی ہے اسی طرح تفسیر سورۂ اخلاص اور تفسیر سورۂ کوثر کے بھی اردو ترجمے شائع ہوچکے ہیں۔
(ترجمہ تفسیر سورۂ ابولہب امین احسن اصلاحی اعظم گڑھ ۱۹۳۷ء)

تفسیر سورۂ محمد

ابوبکر غزنوی (وفات ۱۹۷۶ء) (اہل حدیث خدام قرآن ص ۴۷)

تفسیر سورہ محمد

شیخ غلام نقشبند لکھنوی (وفات ۱۳۲۶ھ)

تفسیر سورۂ محمد

حافظ کوکی، حافظ تاشقندی سے مشہور تھے، ملا عصام الدین اسفرائینی سے شرف تلمذ حاصل تھا، بڑے متبحر عالم تھے۔ ۹۷۷ھ میں ہندوستان آئے، اکبر اعظم کی ملازمت اختیار کی، اس تفسیر پر سلطان اکبر کی طرف سے چالیس ہزار روپے انعام ملے۔ (تذکرہ علمائے ہند ص ۴۶)

تفسیر سورۂ مریم

غلام نقشبند بن عطاء اللہ لکھنوی (وفات ۱۳۲۶ھ)

تفسیر سورۂ مریم تا والناس

یہ تفسیر سورۂ مریم سے ختم قرآن تک ہے شروع کی تفسیر اور دوسری جگہوں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی شیعی عالم کی تفسیر ہے۔ نام کتاب اور نام مصنف نہیں معلوم ہوسکا بڑے سائز پر ہے اور ۱۲۷۳ھ کی مکتوبہ ہے۔ کتابت عمدہ اور بہتر ہے۔ (تعارف مخطوطات دارالعلوم دیوبند جلد اول ص ۸۵)

تفسیر سورۂ مریم

یہ تفسیر مخطوطہ ہے خط نسخ میں ہے، اس کے مصنف کے نام اور حالات کا علم نہیں ہوسکا۔ اس مخطوطہ میں تفسیر کے بعد چالیس حدیثیں ہیں جن کی فن حدیث میں صراحت کی گئی ہے۔

(کتب خانہ آصفیہ کے اردو مخطوطات جلد دوم ص ۲۶)

تفسیر سورہ مزمل و مدثر

بشیر احمد لدھیانوی کی یہ تفسیر مصنف کے استاد مولوی عبیداللہ سندھی کے افکار پر مختصر ہے۔ ''بیت الحکمت'' لاہور سے شائع ہوچکی ہے۔ بالکل جداگانہ طرز پر لکھی گئی دو قرآنی سورتوں کی تشریح ہے جس میں قرآنی نظریات کو منظم طور پر پیش کیا گیا ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۵۴)

تفسیر سورۂ مزمل و سورۂ مدثر

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی یہ تفسیر ترجمہ کے ساتھ ''بیت الحکمت'' لاہور سے ۱۹۴۵ء میں شائع ہوچکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۸۸)

تفسیر سورہ معوذتین

محمد افضل خاں اصلاحی نے یہ تفسیر ''سورہ معوذتین ایک تحقیقی مطالعہ کے نام سے لکھی ہے۔ آغاز کتاب میں مصنف نے معوذتین کے زمانہ نزول سے بحث کی ہے اور اس تعلق سے جو غلط فہمیاں ہیں اس کے ازالہ کی کوشش کی ہے۔ پھر اس کے بعد ہر ایک آیت کی الگ الگ تفسیر و توضیح کی ہے۔ اور دوران تفسیر جو الفاظ تشریح طلب ہیں ان کی وضاحت تفصیل سے اس طرح کی ہے کہ معوذتین کی یہ تفسیر ۲۰۲ صفحات پر پھیل گئی ہے۔ مصنف اپنی گفتگو کا اختتام اس عبارت پر کرتے ہیں۔

''اگر آپ مزید غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ پورا قرآن از اول تا آخر نظم ہے اور اس کا

مرکزی عمود ایک ہے یعنی توحید اور تمام چیزیں اس کے حصار میں گردش کرتی ہیں بالفاظ دیگر پورا قرآن کتاب التوحید ہے۔(سورۂ معوذتین ایک تحقیقی مطالعہ ص ۱۹۵)

تفسیر سورۂ ملک

ابوالکلام آزاد سے مولانا محی الدین قصوری نے سورۂ ملک کے بارے میں بعض باتیں پوچھی تھیں جس کا جواب انھوں نے چالیس صفحات میں دیا تھا اس سورہ کے تعلق سے انھوں نے ایسے ایسے نکات بیان کئے تھے جن کا کسی کو تصور بھی نہیں ہوسکتا تھا۔(اہل حدیث کے خدام قرآن ص ۵۸)

تفسیر سورۂ ملک

عبدالحکیم صادق پوری (وفات ۱۹۱۸ء)

تفسیر سورۃ النباء

غلام نقشبند بن عطاء اللہ لکھنوی (وفات ۱۳۲۶ھ)

تفسیر سورۂ نوح

خواجہ عبدالحیٔ فاروقی (وفات ۱۹۶۵ء)(اہل حدیث کے خدام قرآن ص ۲۴۲)

تفسیر سورۂ والتین

ابوالکلام آزاد نے سید وصی احمد بلگرامی کے استفسار کے جواب میں سورۂ والتین کے مطالب کی وضاحت فرمائی تھی مگر یہ رسالہ ضائع ہوگیا۔(اہل حدیث کے خدام قرآن ص ۵۸)

تفسیر سورۂ والتین

شیخ سید ابراہیم رضوی (وفات ۱۳۷۷ھ) نے اردو زبان میں کئی اہم موضوعات پر کتابیں لکھی ہیں۔تفسیر وحدیث کے علاوہ کلام وفلسفہ میں ان کی کتابیں پائی جاتی ہیں۔مصنف جامعہ نظامیہ حیدرآباد میں مدرس تھے۔(مساهمة حيدر آباد الدكن فی تطوير اللغة العربية ص ۱۲۹ حیدرآباد ۲۰۱۳ء)

تفسیر سورۃ والضحیٰ

محمد حبیب اللہ نعمانی (وفات ۱۹۵۴ء)

تفسیر سورۂ والضحیٰ

محمد احسن پشاوری معروف بہ حافظ دراز (وفات ۱۸۴۷ء) یہ تفسیر سورۂ والضحیٰ سے آخر

قرآن تک ہے۔ (تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۴۲۱) اس مصنف نے سورۂ یوسف کی بھی تفسیر لکھی ہے، تفصیل آگے آرہی ہے۔ (تذکرہ علمائے ہند ص ۶۰)

تفسیر سورۂ والضحیٰ

قاضی احمد علی قادری احمد آبادی کی تصنیف ہے۔ سن تالیف ۱۱۳۰ھ ہے۔ اس کا قلمی نسخہ ''آصفیہ لائبریری'' میں فن تفسیر کے نمبر ۵۱۳ پر محفوظ ہے۔ اس کا قلمی نسخہ پر کاتب کا نام درج نہیں۔ سن کتابت ۱۱۳۰ھ ہے، اس لیے غالب گمان یہ ہے کہ یہ خود مولف کے قلم کا نسخہ ہوگا۔

(جائزہ تراجم قرآنی ص ۹۹)

تفسیر سورۂ والعصر

سید محمود کی یہ تفسیر رسالہ ''پیشوا'' دہلی سے ۱۹۳۰ء میں طبع ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۷۶)

تفسیر سورۂ والعصر

عبدالقادر جاں ہزاروی کی یہ تفسیر امرتسر سے ۱۹۲۳ء سے شائع ہو چکی ہے،۔ اس کے علاوہ اس مصنف کی دوسری تفسیر بھی ہے جس کا نام " تفسیر الجنان فی تفسیر أم القرآن "مطبوعہ لاہور ۱۹۳۶ء۔ (اردو تفاسیر ص ۸۰)

تفسیر سورۂ والعصر (نظام صلاح واصلاح)

عبدالباری ندوی جامعہ عثمانیہ حیدرآباد میں فلسفہ کے استاد تھے۔ ان کی یہ تفسیر سورۂ والعصر کی تمام تر تفصیلات پر مشتمل ہے۔ آغاز تفسیر سے پہلے مصنف ہی کا ایک مبسوط مقدمہ ہے جس میں انھوں نے اس سورت کے تعلق سے ہر پہلو کا جائزہ لیا ہے۔ یہ تفسیر ''ادارہ مجلس علمی'' کراچی سے ۱۹۶۲ء میں شائع ہو چکی ہے۔ مصنف اس تفسیر کے مقدمہ میں ایک جگہ لکھتے ہیں۔

> ''پورے قرآن کی ایک سو چودہ میں دو چار آیت کی کوئی چھوٹی سی چھوٹی سورت کیا معنیٰ ایک آیت بھی ایسی ڈھونڈھے سے نہ ملے گی جس میں آخرت سے جدا کر کے دنیا ہی دنیا کی سیاست و معاشیات، معاشرت و ثقافت، علوم و فنون، سائنس و فلسفہ، وغیرہ کو بجائے خود مطلوب و مقصود بنانے کی تعلیم و تحریص کیا ادنیٰ سے ادنیٰ تحسین و ترغیب بھی نکلتی ہو، لے دے کے ایک آیت دنیا پرستوں کی زبان پر چڑھی ہوئی ہے ربنا آتنا فی الدنیا

حسنة وفی الآخرة حسنة سواولا تو اس میں حسنہ دنیا کا دامن حسنہ آخرت کے ساتھ باندھ دیا گیا ہے، دوسرے اس سے طلب دنیا کی تعلیم کا نتیجہ نکالنا تمام تر دنیا پرستوں کی خوش فہمی ہے ورنہ مطلوب بذات دنیا نہیں بلکہ آخرت کی طرح دنیا میں بھی مطلوب حسنہ ہی ہے اور دنیا اسی حسنہ کا اسی طرح ایک محل یا سفری راستہ ہے جس طرح آخرت اس کی آخری منزل ومحل ۔یعنی مطلوب خود دنیا نہیں بلکہ دنیا میں حسنہ یا نیکی اور بھلائی کی زندگی ہی مطلوب ہے۔'' (تفسیر سورہ والعصر مقدمہ ص ۳۸)

تفسیر سورۂ والنازعات وعم یتسائلون

یہ دو سورتوں کی تفسیر ہے جو تیس میں پوری ہوئی ہے یہ لمبی چوڑی تفسیر ہے قصہ کہانیاں اور نظم بہت زیادہ ہیں مصنف کا نام نہ معلوم ہوسکا۔ کتاب اچھی اور صاف ستھری ہے سنہ کتابت درج نہیں ۔(تعارف مخطوطات دارالعلوم دیوبند جلد اول ص ۵۸)

تفسیر سورۂ ویل للمطففین

سید اولاد حسن قنوجی (وفات ۱۲۵۳ھ)

تفسیر سورۂ یٰس

زاہد القادری کی یہ تفسیر ۷۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ دارالاشاعت دہلی سے ۱۳۴۹ھ میں شائع ہوچکی ہے۔ یہ تفسیر ''نذیریہ کلیکشن'' جامعہ ہمدرد میں موجود ہے۔ مصنف نے اپنے دور کی نئی نسل کو مطمئن کرنے کے لیے روز مرہ کی زندگی کی عام مثالوں سے دلائل پیش کئے ہیں اور نوجوانوں کے اس طبقہ کو جو یورپ اور نئی روشنی کے غلط ردعمل میں مذہب سے دور ہوتے جارہے ہیں ان کو دین حق سے متعارف کرانے کی کوشش کی ہے۔ اسی لیے کہیں کہیں علمائے یورپ کے خیالات پر بھی تنقید کی گئی ہے۔ مصنف نے اپنی اس تفسیر میں ابن کثیر، کشاف، اور شیخ محمد عبدہ سے استفادہ کیا ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۵۰)

تفسیر سورۂ یٰس

عزیز حسن بقائی نے مفتی محمد عبدہ کی تفسیر سورۂ یٰس کا اردو میں ترجمہ کیا ہے گلستاں جامع مسجد اردو بازار دہلی سے ۱۹۵۴ء میں اس کی طباعت ہوئی ہے۔ یہ نسخہ جامعہ ہمدرد میں موجود ہے۔

تفسیر سورۂ یس

محمد یوسف کی یہ تفسیر تفسیر یوسفی سے مشہور ہے۔۱۹۱۲ء میں ''مطبع مصطفائی'' ممبئی سے ۱۶۰ صفحات پر شائع ہوئی ہے۔ یہ ایک عام فہم تفسیر ہے۔ تفسیر کے شروع میں سورہ یسٓ شریف کے فضائل اور خواص بیان کئے گئے ہیں۔ یہ ایک صوفیانہ طرز کی تفسیر ہے جس میں محمد یوسف صاحب نے بہت ہی خوبصورتی سے بزرگان دین کے کرامات وفضائل ومناقب کے ذریعہ عبادت کا شوق پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس تفسیر کا طرز بیان عام وسادہ ہے جس سے ہر ایک استفادہ کرسکتا ہے۔(اردو تفاسیر ص ۱۲۰)

تفسیر سورۂ یسٓ

محمد حبیب اللہ نعمانی (وفات ۱۹۵۴ء)

تفسیر سورۂ یٓس

غلام مصطفےٰ کشمیری کی اس تفسیر کی تکمیل ۱۲۹۴ھ میں ہوئی۔

تفسیر سورۂ یٓس

سید ظہور احمد شاہجہان پوری کی یہ تفسیر ۶۴ صفحات پر مشتمل دار الاشاعت دہلی سے شائع ہوچکی ہے۔ غالبًا بیسویں صدی میں یہ تفسیر لکھی گئی ہے۔''نذیریہ کلیکشن'' جامعہ ہمدرد میں موجود ہے۔

تفسیر سورۂ یوسف

ابو الکلام آزاد کی تفسیر ترجمان القرآن میں قصص القرآن کا حصہ بہت اہم اور مفید ہے اس واقعہ کو مولانا اخلاق حسین قاسمی نے الگ شائع کیا ہے اور انھوں نے واضح لفظوں میں یہ لکھا ہے۔

> ''سورۂ یوسف پر غور وفکر کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک فرد اپنے بھائیوں کا شکار ہوکر کس طرح کنویں میں ڈالا جاتا ہے اور پھر کنویں سے نکل کر کس طرح غلامی کی زندگی میں پھنستا ہے اور پھر جیل خانہ جاتا ہے اور جب تمام آزمائشوں سے صبر وتقویٰ کے ساتھ گذر جاتا ہے تو کس طرح خداوند عالم اسے جیل خانے سے نکال کر تخت شاہی پر پہنچادیتا ہے۔
>
> قرآن کریم عروج وزوال کی یہ عبرت ناک داستان سنا کر کہتا ہے کہ کذالك نجزی

المحسنین اور ہم حسن عمل اختیار کرنے والوں کو ایسا ہی بدلہ عطا کرتے ہیں جیسا کہ اپنے بندے یوسف کے ساتھ کیا''۔ (تفسیر سورہ یوسف ص۱۴ دہلی اکتوبر ۱۹۸۹ء)

تفسیر سورۂ یوسف

خواجہ عبدالحیٔ فاروقی (وفات ۱۹۶۵ء)

تفسیر سورہ یوسف

شیخ صفدر علی فیض آبادی (الاعلام ج ۷ ص ۲۴۸)

تفسیر سوۂ یوسف

سید محمد بن ابوسعید بن بہاء الدین ترمذی حسینی کالپوی (وفات ۱۰۷۱ھ) کالپی میں ولادت ہوئی، علمائے ربانین میں سے تھے۔ جاجمئو، کوڑہ جہان آباد کے مشائخ سے اکتساب فیض کیا، اکبر آباد میں شیخ ابو العلا حسینی کی خدمت میں مدتوں رہے۔ زندگی کے آخری ایام میں اکثر روزے رکھا کرتے تھے۔ تفسیر سورہ یوسف کے علاوہ اور بھی تصانیف ہیں۔ کالپی میں ان کی قبر بہت مشہور ہے، اکثر لوگ فاتحہ پڑھنے پہنچتے ہیں۔ (الاعلام جلد ۵ ص ۳۵۶)

تفسیر سورۂ یوسف

شیخ غلام نقشبند لکھنوی (وفات ۱۳۲۶ھ)

تفسیر سورۂ یوسف

راجہ امداد علی خاں کنتوری (وفات ۱۲۹۲ھ)

تفسیر سورۂ یوسف

صاحبزادہ علی عباس خاں رام پوری (وفات ۱۲۹۸ھ) کی ولادت رام پور میں ہوئی ناز ونعم میں پرورش ہوئی، مولوی ارشاد حسین اور مفتی سعد اللہ سے درسیات کی عربی کتابیں پڑھیں۔ ۱۲۹۸ھ میں حج بیت اللہ کو گئے مدینہ منورہ میں انتقال ہو گیا اور حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار سے متصل دفن ہوئے۔

سورۂ یوسف کی تفسیر بے نقط لکھی اور اسے نواب سید محمد کلب علی خاں سے معنون کیا اس تفسیر کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

" الحمد لله الملك السلام الواحدملك السماء والسطوح مرسل الرسل "

اس تفسیر کا قلمی نسخہ رام پور میں ہے۔ جس کی کتابت حافظ حبیب اللہ خاں خوش نویس رام پوری نے کی ہے۔ (تذکرہ کاملان رام پور ص ۲۶۱)

تفسیر سورۂ یوسف (اردو)

مولوی اشرف علی

تفسیر سورہ یوسف

سلطان قلی جونپوری (الاعلام ج ۶ ص ۱۰۶)

تفسیر سورۂ یوسف

میر سید محمد کالپوی (وفات ۹۶۳ھ/۱۶۶۰ء) نے قاضی محمد بن کدن سے علم حاصل کیا اور والد ماجد شیخ معظم حسینی کالپوی سے طریقت کی تعلیم حاصل کی۔ (تاریخ مشائخ قادریہ رضویہ ص ۳۱۹)

تفسیر سورۂ یوسف

عمر بن محمد بن عوض سنامی صاحب زہد و اتقاء تھے، ان کے والد کا علم کی دنیا میں بڑا نام تھا، تفسیر قرآن میں انھیں بڑی مہارت تھی، بڑے اچھے واعظ و خطیب تھے۔ نصاب الاحتساب اور فتاوی ضیائیہ کے علاوہ انھوں نے سورۂ یوسف کی بھی تفسیر لکھی ہے۔

(الاعلام جلد ۲ ص ۱۰۰)

تفسیر سورۂ یوسف

محمد احسن واعظ بن حافظ محمد صادق خوشالی پشاوری معروف بہ حافظ دراز (وفات ۱۸۴۷ء) علوم عقلیہ ونقلیہ میں بلند مرتبہ رکھتے تھے۔ اکثر دینی علوم انھوں نے اپنی والدہ ماجدہ سے حاصل کیں۔ زندگی بھر تدریس وتالیف میں مصروف رہے۔ ۶۱ سال کی عمر میں وصال ہوا۔

(تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۴۲۱)

تصانیف میں صحیح بخاری کی فارسی شرح منہج الباری اور قاضی مبارک کا حاشیہ بہت مشہور ہے۔ سورۂ والضحیٰ کی تفسیر بھی آپ نے لکھی ہے۔

(تذکرہ علمائے ہند ص ۶۰)

تفسیر سورۂ یوسف

احمد سعید دہلوی کی یہ تفسیر دینی بک ڈپو اردو بازار دہلی سے طبع ہوئی۔

تفسیر سورۂ یوسف

قطب الدین داماد امام الدین غلام علی لکھنوی کی یہ تفسیر دراصل امام غزالی کی تفسیر سے ماخوذ ہے۔ اور اسی کے مضامین کو فارسی میں منتقل کر دیا گیا ہے۔ یہ لکھنؤ میں ۱۲۸۹ھ میں طبع ہوئی۔

(جائزہ تراجم قرآنی ص ۱۱۰)

تفسیر سورۂ یوسف

گل رانی بیگم کی یہ تفسیر ترجمہ کے ساتھ لاہور سے ۱۹۳۳ء میں شائع ہو چکی ہے۔

(قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۱۸۷)

تفسیر سورۂ یوسف

اس کے مفسر کا نام معلوم نہیں ہو سکا اس میں زیادہ تر لفظی معنیٰ لکھے گئے ہیں سرخی سے آیت ہے اس کے بعد سیاہی سے اس کے معنیٰ اور تفسیر کی گئی ہے۔ یہ تفسیر ناقص الآخر ہے۔

(کتب خانہ آصفیہ کے اردو مخطوطات جلد دوم ص ۲۶)

تفسیر سورۂ یونس

مرتضیٰ زبیدی بلگرامی تلمیذ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (وفات ۱۷۹۰ء) کا اصل نام سید عبدالرزاق لقب محی الدین اور کنیت ابوالفیض تھی، علوم عقلیہ ونقلیہ کے جامع تھے۔ بحیثیت محدث، فقیہ، لغوی اور ادیب شہرت تھی۔ قصبہ بلگرام میں ۱۱۴۵ھ میں ولادت ہوئی، اوائل عمر میں زیارت حرمین شریفین کی غرض سے مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے زبید، مصر و حجاز کے علما سے اکتساب علم کیا، تحصیل علم کے بعد طویل مدت تک زبید میں رہ گئے، اس لیے آپ کو زبیدی سے شہرت ملی، شاید یہی وجہ ہے کہ اکثر ہندوستان کے لوگ آپ کے کمالات علمی سے باخبر نہیں، ۱۲۰۵ھ میں مرض طاعون میں آپ کو شہادت ملی اور حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار کے پاس مدفون ہوئے۔ (تذکرہ علمائے ہند ص ۲۲۵)

تفسیر سورۂ یونس

زور آور الدین وقار الدین کی یہ تفسیر **رفیق المسلمین** کے نام سے جید برقی پریس دہلی سے طبع ہو چکی ہے۔ (قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۹۹)

تفسیر عبس عن تفسیر سورہ عبس

عنایت اللہ اثری نے عربی میں ترجمہ کے ساتھ تفسیر لکھی ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خندہ پیشانی تھے عابس اور ترش رو نہیں تھے۔ انجمن اہل حدیث گجرات سے ۷۶ صفحات پر مشتمل اس کی اشاعت ہوئی ہے۔ (ذخیرہ کتب حکیم محمد موسیٰ امرتسری ص ۳۱۱)

تفسیر غرائب القرآن (تا سورۃ لیلۃ القدر)

یہ تفسیر ناقص الآخر ہے محمود بن احمد بن شہباز خاں کے قلم سے گیارہویں صدی ہجری میں لکھی گئی ہے۔ (فہرست مخطوطات شیرانی جلد اول ص ۳)

تفسیر غرائب القرآن

فتح محمد بن حافظ محمد شریف بن اللہ بخش بارہویں صدی ہجری کے علما میں سے تھے۔ ان کی یہ تفسیر قرآن کریم کی مکمل تفسیر نہیں ہے بلکہ مشکل آیتوں اور ضروری باتوں کی توضیح وتشریح کی ہے۔ آصفیہ لائبریری حیدر آباد میں اس کا نسخہ موجود ہے،۔ اس میں ۳۸۴ صفحات ہیں۔ اس تفسیر میں کوئی خاص بات نہیں ہے۔ سیدھے سادے انداز میں مشکل مقامات اور الفاظ کی تشریح کر دی ہے۔ خاتمہ کی عبارت سے پتا چلتا ہے کہ اس کتاب کا نام تفسیر غرائب القرآن نہیں بلکہ عمدۃ التفاسیر ہے۔

(ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں ص ۱۶۱)

تفسیر غنی

محمد عبدالغنی نے سورہ الم کی مختصر تفسیر ۱۹۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ ''برقی پریس'' دہلی سے اس کی اشاعت ہوئی۔ یہ تفسیر نذیریہ کلیکشن جامعہ ہمدرد میں موجود ہے۔ تفسیر لکھنے کا مقصد بیان کرتے ہوئے مصنف لکھتے ہیں کہ:

> ''اس عاجز کی طبیعت نے چاہا کہ ایک ایسی مختصر تفسیر زبان اردو میں لکھی جائے جس میں شروع بسم اللہ الرحمان الرحیم ہی سے مخالفین اسلام کے اعتراضوں کا جواب تفسیر کے ساتھ ہی ہوتا جائے، تو مناظرین اہل اسلام کو مخالفین مذہب اسلام کے سوالات وجوابات میں

ایک طرح کی آسانی ہوگی اور وہ جوابات عقلی، نقلی، تحقیقی اور الزامی طرز کا پہلو لیے ہوئے ہوں گے۔ (تفسیر غنی جلد اص ۲)

تفسیر کے آخر میں مصنف نے سورۂ فاتحہ کے فضائل بیان کئے ہیں اور یہ طریقہ بتایا ہے کہ کس طرح بیماروں کو اس سورہ سے شفایابی مل سکتی ہے۔

تفسیر غوثی

اس کے مصنف غوثی حیدر آبادی ہیں ۱۲۵۰ھ کے قریب کی تصنیف ہے۔ یہ صرف پارۂ عم کی تفسیر ہے سورہ عم یتسألون سے شروع کر کے سورۂ فاتحہ پر ختم کی گئی ہے سرخی سے قرآن کریم کی آیت لکھی ہوئی ہے۔ اور اس کے بعد لفظی معنیٰ اور کسی قدر صراحت کی گئی ہے۔ اس کا ایک نسخہ کتب خانۂ آصفیہ حیدر آباد اور دوسرا نسخہ جامع مسجد ممبئی میں ہے۔

(کتب خانہ آصفیہ کے اردو مخطوطات جلد دوم ص ۳۸)

تفسیر فاتحۃ الکتاب

لطف اللہ بنگالی کی یہ تفسیر ۱۲۹۰ھ کے قبل کی تصنیف ہے)

تفسیر فاتحۃ الکتاب

احمد سعید دہلوی نے قرآن پاک کی ان آیات کی تفسیر لکھی ہے، جن میں سورۂ فاتحہ کے الفاظ آتے ہیں، دہلی سے ۱۳۵۰ھ میں طبع ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۱۳)

تفسیر فاتحۃ الکتاب

شیخ حسام الدین فاضل (وفات ۱۳۷۷ھ) کی یہ تفسیر اردو زبان میں ہے اور تفسیر فاضل سے اس کی شہرت ہے مصنف جامعہ عثمانیہ میں شعبہ دینیات میں استاد تھے۔

(مساھمۃ حیدر آباد دکن فی تطویر اللغۃ العربیۃ حیدر آباد ۲۰۱۳ء ص ۱۲۷)

تفسیر الفائدۃ فی تفسیر سورۃ المائدۃ

عنایت اللہ اثری نے یہ تفسیر لکھی ہے، ۲۴ صفحات پر مشتمل ہے، راولپنڈی سے اس کی اشاعت ہو چکی ہے۔ (ذخیرۂ کتب حکیم محمد موسیٰ امرتسری ص ۱۱۱)

تفسیر فرقان مع ترجمہ

محب حسین کی تفسیر پارۂ سیقول پر مشتمل ہے حیدر آباد دکن سے شائع ہو چکی ہے۔
(اردو تفاسیر ص ۱۰۴)

تفسیر فیروزی

فیروز الدین ڈسکوی نے پارۂ عم کے اخیر ربع کی تفسیر لکھی، ۴۸ صفحات پر مشتمل ہے۔
''پنجاب پریس'' سیال کوٹ سے ۱۳۰۷ھ میں چھپ چکی ہے۔ (ذخیرہ کتب حکیم محمد موسیٰ امرتسری ص ۱۰۱)

تفسیر فیض القرآن

یعقوب الرحمان عثانی کی یہ تفسیر معوذتین اور سورۂ فاتحہ کی تفسیر پر مشتمل ہے۔ ''مکتبہ فیض القرآن'' کے زیر اہتمام ''انقلاب پریس'' حیدر آباد دکن سے ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۱ء میں شائع ہو چکی ہے۔ (قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۲۶۹)

تفسیر قادری

غلام قادر کی یہ تفسیر چھبیسویں پارہ کی ہے'' مفید عام'' سیال کوٹ سے ۱۳۲۵ھ میں طبع ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۰۳)

تفسیر القرآن (اردو)

عبد العزیز خلف مولوی غلام رسول نے پارۂ اول کی تفسیر لکھی ہے۔ ''کریمی پریس'' لاہور سے ۱۳۴۴ھ میں طبع ہوئی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۰۲)

تفسیر القرآن

ملا شاہ محمد بدخشی (وفات ۱۰۷۲ھ) بدخشاں کی ایک بستی ارکسال میں پیدا ہوئے پھر ۱۰۲۳ھ میں ہندوستان آئے اور شیخ محمد میر لاہوری سے اکتساب فیض کیا، شیخ کی وفات کے بعد کشمیر گئے اور جبل سلیمان پر ایک مسجد اور ایک خانقاہ بنوائی اور پھر وہیں رہنے لگے۔ سلطان شاہجہاں کی بیٹی جہاں آرا اور بیٹا دارا شکوہ انھی کا مرید تھا۔ بڑے عارف و متقی بزرگ تھے۔ حقائق و معارف سے متعلق ان کی اہم تصانیف ہیں۔

قرآن کریم کی یہ ایک نامکمل تفسیر ہے اور انتہائی عجیب و غریب ہے اس میں انھوں نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ختم اللہ علی قلوبھم وعلیٰ سمعھم اولیاء اللہ کے بارے

میں ہے مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولیا اللہ کے دلوں پر مہر لگادی ہے تاکہ اس میں شیطانی خیالات اور نفسانی وسوسے داخل نہ ہوسکیں۔ (ہندوستانی مفسرین اوران کی عربی تفسیرین ص۱۱۴)

تفسیر القرآن

سید محمد شاہ قادری کی یہ تفسیر سورۂ فاتحہ پر مشتمل ہے "محمودیہ مشن پریس" حیدرآباد دکن سے شائع ہوچکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص۸۶)

تفسیر قرآن

محمد نور الحق علوی کی یہ مختصر تفسیر نذیریہ کلیکشن جامعہ ہمدرد میں موجود ہے۔ اس تفسیر میں الناموس المصل فی تفسیر سورة المزمل، فتح المقدر فی تفسیر سورة المدثر، اور نور الحق فی تفسیر سورة العلق شامل ہیں۔ جن کی اشاعت "ایجوکیشنل الیکٹرک پریس" جالندھر سے ہوچکی ہے۔ اس تفسیر میں لغت کے مباحث بہترین وعمدہ طریقے سے پیش کیے گئے ہیں۔ مصنف چوں کہ عربی ادب کے استاد ہیں اس لیے ایسا ممکن ہوسکا۔ مفسر نے آیات کے آپسی ربط کو بیان کرنے کا مسلسل اہتمام کیا ہے۔ اور ساتھ ہی ان کی ترتیب کی مصلحت کو بھی واضح کیا ہے۔ اس تفسیر میں موصوف نے عیسائیت، یہودیت، اور یورپین سوسائٹی پر کڑی تنقید کی ہے۔ طرز تفسیر عالمانہ ہے اس لیے عام قاری کے لیے اس کی تفہیم مشکل وپیچیدہ ہے۔ (اردو تفاسیر ص۱۴۸)

تفسیر القرآن

مفتی محمد سعید محدث نے مولوی عبدالجلیل نعمانی کے اشتراک سے قرآن کریم کے تیسویں پارے تک کی تفسیر لکھی ہے۔ (اردو تفاسیر ص۱۰۴)

تفسیر الکل بتفسیر الفاتحہ واربع قل

نواب صدیق حسن نے جن پانچوں سورتوں کی اردو زبان میں تفسیر لکھی ہے جو ستر صفحات میں ہے، نواب صاحب کی زندگی ہی میں ۱۳۰۷ھ میں چھپی تھی۔ (اہل حدیث کے خدام قرآن ص۲۰۰)

تفسیر کلام ربانی

عبداللطیف افغانی اکبرآبادی نے قرآن کریم کی مختلف سورتوں کی تفسیر لکھی ہے۔ آگرہ سے ۱۹۳۰ء میں طباعت ہوچکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص۸۱)

تفسیر کلام علام الغیوب فی احوال یوسف ابن یعقوب

عبدالعزیز ابی محمد بن حاجی محمود یہ تفسیر سورۂ یوسف سے متعلق ہے اس کا ایک دوسرا نام " تفسیر احسن الکلام فی احوال قصة یوسف علیه السلام" بھی ہے۔ اس کی طباعت "مطبع اسلامی" لاہور سے ۱۹۰۹ء میں ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۸۰)

تفسیر کلام الرحمن سورۃ الملک الی آخر قرآن

مولوی غلام محمد کی تفسیر کلام الرحمن سورۂ ملک سے سورۂ ناس تک دو پاروں کی تفسیر ہے۔ ۴۳۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ مطبع مرکنٹائل لاہور سے ۱۹۰۳ء میں شائع ہوئی ہے۔

اس مختصر تفسیر میں صوفیانہ رنگ بہت نمایاں ہے اپنی تفسیر میں مصنف نے کتب تصوف بطور خاص منهاج العابدين اور معارج النبوة جیسی اہم کتابوں سے کافی استفادہ کیا ہے۔ مصنف کا مزاج تصوف سے ہم آہنگ ہے اس لیے اپنی تفسیر میں جا بجا بزرگان دین کی کرامات اور تصوف کے لطیف ودقیق نکات بھی حتی الامکان سہل اور عام فہم بنا کر پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ مفسر شاعرانہ ذوق کے بھی حامل تھے اس لیے اشعار کو اپنی تفسیر میں کثرت سے جگہ دی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کتاب کا تفسیری رنگ پھیکا پڑ گیا ہے۔ اگر اس کتاب سے اشعار کو خارج کر دیا جائے تو اس سے مزید استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۱۷)

تفسیر مقبول

سید حاجی عبداللہ بن سید بہادر علی نے اس نام سے قرآن کریم کی کئی سورتوں کی تفسیر لکھی ہے۔ یہ تفسیر احمدی پریس بمبئی سے ۱۳۵۹ھ میں طبع ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۸۱)

تفسیر میزان الادیان

(مقدمہ و تفسیر سورہ فاتحہ) محمد دیدار علی شاہ لاہور (وفات ۱۹۳۵ء)

تفسیر نعمانی

محمد حبیب اللہ بن نظام الدین (وفات ۱۹۵۴ء) نے بائیس پارے کی تفسیر حبیب التفاسیر المعروف بہ تفسیر نعمانی کے نام سے لکھی ضلع امرتسر کے ایک گاؤں کمبو میں پیدا ہوئے۔ کثیر التصانیف مصنف اور پنجابی زبان کے قادر الکلام شاعر تھے۔ اس تفسیر کے علاوہ مصنف نے سورۂ فاتحہ اور سورۂ والضحیٰ کی تفسیر بھی لکھی ہے۔ (تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۱۳۲)

تفسیر نورانی

مصنف نامعلوم، یہ پارہ تبارک الذی مع ترجمہ وحواشی، پٹنہ سے ۱۸۹۶ء میں اس کی طباعت ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۰۷)

تفسیر واضح البیان فی تفسیر ام القرآن

میر محمد ابراہیم سیال کوٹی، یہ تفسیر لاہور سے شائع ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۶۷)

تفسیر وجیز

شاہ عبدالحکیم دہلوی (وفات ۱۲۹۳ھ)

تفسیر ہدایت القرآن

سعید احمد پالن پوری کی یہ تفسیر چار جلدوں میں "تفسیر هدايت القرآن" کے نام سے دارالعلوم دیوبند کے کتب خانہ میں موجود ہے، جسے مکتبہ حجاز دیوبند نے شائع کیا ہے۔ تفسیر هدايت القرآن تفسیر بالماثور کے طور پر لکھی گئی ہے جس میں لغت صرف ونحو تصوف منطق وفلسفہ اور تاریخ وغیرہ کے مباحث کو تقریباً نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ خاص زور قرآن کے مطلب ومقصد کو آسان وعام فہم بنا کر واضح کرنا ہے تا کہ اس کی ہدایت لوگوں کے سامنے نمایاں ہو سکے۔ غالباً اسی لیے اس تفسیر کا نام هدايت القرآن رکھا گیا ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۳۷)

تفسیر یاوری

یاور حسین عمری گوپاموی ابن نواب صدیق حسن والا جاہی کی یہ تفسیر چند پاروں کی ہے، کتب خانہ نواب ناظر حسین گوپاموی میں محفوظ ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۰۶)

تقبیح الشعراء الغاوین وتحسین الفقراء من آل یاسین

کچھ علمانے مشترکہ طور پر فارسی زبان میں یہ تفسیر لکھی ہے۔ (الثقافۃ الاسلامیۃ ص ۱۷۱)

التقویم فی تفسیر اهدنا الصراط المستقیم

اس کے مصنف حضرت میاں محمد علی شیر ہیں، جنہوں نے بارہویں صدی ہجری میں انتقال کیا۔ یہ "اهدنا الصراط المستقیم" کی تفسیر ہے۔ اور تصوف کے رنگ میں ہے کوئی سو اوراق پر مشتمل ہے۔ ہر صفحہ میں ۱۵ سطریں ہیں کتابت جلی اور صاف ستھری ہے۔ مصنف نے یہ تفسیر ۱۱۳۴ھ میں لکھی ہے۔ (تعارف مخطوطات دارالعلوم دیوبند جلد اول ص ۵۹)

تکملہ تفسیر ترجمان القرآن بلطائف البیان

ذوالفقار احمد نقوی بھوپالی، نے سورۂ مریم تا سورۂ تحریم تک کا تکملہ لکھا ہے جس کی اشاعت مفید عام پریس آگرہ سے ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۷۵)

تیسیر التفسیر

محمد ہاشم حسینی بن امیر قاسم الجیلانی (وفات ۱۰۶۱ھ) نے مرزا ابراہیم ہمدانی اور نصیر الدین شیرازی سے کسب فیض کیا، شیخ محمد عربی، شیخ عبدالرحیم حسائی اور علامہ عصام الدین اسفرائینی سے حدیث اور عربی زبان کی تعلیم حاصل کی۔ بارہ سال تک حرمین شریفین میں رہے۔ پھر ہندوستان آئے اور احمد آباد میں اقامت اختیار کی، شاہجہاں کے دور میں ان کی صلاحیت اور شہرت کی بنیاد پر احمد آباد میں صدارت کا عہدہ ان کے سپرد ہوا، اور شاہجہاں نے اپنے بیٹے اورنگ زیب کی تعلیم کے لیے بھی انھیں مقرر کیا، اسی سال کی عمر پائی اور احمد آباد گجرات ہی میں وصال ہوا۔

تحریر اقلیدس کا حاشیہ، تعلیقات بیضاوی اور تیسیر التفسیر ان کی اہم تصانیف میں سے ہیں، تیسیر التفسیر کا قلمی نسخہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال میں موجود ہے۔ مصنف نے اس تفسیر کو شاہجہاں کے نام سے منسوب کیا ہے اور بادشاہ کو فخر خلائق، حسام قاطع، شہاب ساطع، عالی منزلت اور رفیع الشان لکھا ہے۔ (ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں ص ۱۱۱)

پارۂ عم (اردو ترجمہ مع فوائد وتوضیح)

احسان اللہ عباسی گورکھپوری نے پارۂ عم کا اردو ترجمہ فوائد اور توضیح کے ساتھ آنند پریس مرزاپور سے شائع کی ہے۔ (قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۲۶)

الجمال والکمال

قاضی محمد سلیمان منصور پوری (وفات ۱۹۳۰ء) نے سورۂ یوسف کی تفسیر مکہ معظمہ میں الجمال والکمال کے نام سے ۲۷۴ صفحات پر مشتمل لکھی جو ۱۹۴۱ء میں شیخ غلام احمد اینڈ سنز تاجران کتب بازار کشمیری گیٹ لاہور سے شائع ہوئی۔ یہ تفسیر نذیریہ کلیکشن جامعہ ہمدرد کی لائبریری میں موجود ہے۔

اس تفسیر میں آسان اور سہل زبان استعمال کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔ جگہ جگہ چھوٹے بڑے عنوانات قائم کیے ہیں۔ ابتدا میں فہرست مضامین پھر مقدمہ ہے جس میں تفسیر میں

روایت ودرایت کو اعتدال سے استعمال کرنے کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے۔ آخر میں ذکر المشاهیر کے تحت اڑتیس علمائے کبار مثلاً حضرت انسؓ، حضرت امام حسنؓ، حضرت امام حسینؓ، حضرت امام احمد بن حنبلؒ وغیرہ کے مختصر احوال تحریر کیے ہیں۔ یہ وہ حضرات ہیں جن کے اقوال سے قاضی صاحب نے اپنی تفسیر میں استفادہ کیا ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۶۰)

قاضی محمد سلیمان منصور پوری نے یہ تفسیر اس وقت تحریر فرمائی جب وہ پہلی دفعہ حج بیت اللہ کے لیے گئے اور کم وبیش پونے تین مہینے مکہ مکرمہ کی سرزمین پر اقامت گزیں رہے وہ کتاب کے شروع میں فرماتے ہیں کہ:

> ''تفسیر سورہ یوسف لکھنے کا شوق مدت سے تھا مکہ مکرمہ پہنچا تو یہ شوق زیادہ بڑھ گیا اور خیال آیا کہ اسی بلد الامین میں کچھ لکھا جائے جہاں اس سورۃ کا نزول ہوا تھا''۔
>
> (اہل حدیث خدام قرآن ص ۵۷۵)

یہ اپنی نوعیت کی واحد تفسیر ہے جس میں لغت کے مسائل بھی زیر بحث آگئے ہیں۔

جواہر الایقان فی توضیح کنز الایمان

محمد حشمت علی خاں قادری پیلی بھیتی کی یہ تفسیر تین پاروں پر مشتمل ہے۔ ''کتب خانہ رضویہ'' سے اشاعت ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۴۱)

مصنف نے امام احمد رضا بریلوی کے ترجمہ قرآن کنز الایمان کی توضیح لکھنی شروع کی تھی مگر تین پارے لکھ سکے تھے کہ وصال فرما گئے۔

جواہر التفاسیر

محمد عبد الحکیم لکھنوی نے یہ تفسیر جناب حافظ عبد الستار خاں کی فرمائش پر لکھی۔ یہ قرآن کریم کی ۱۶ سورتوں کی مختصر تفسیر ہے۔ اس کی طباعت بار اول ۱۳۰۸ھ میں مطبع دبدبہ احمدی لکھنؤ اور بار دوم ۱۳۳۵ھ میں ''مفید عام پریس'' لکھنؤ سے ہو چکی ہے۔ اس تفسیر لکھنے کا مقصد بیان کرتے ہوئے مصنف رقم طراز ہیں۔

> ''جو آیات قرآنی کو بے سمجھے معانی ومطالب کے اپنا ورد بناتے ہیں، اثر مقبولیت دعا بدیر پاتے ہیں، پس ان لوگوں کے واسطے قرآن شریف کے دو ایک سیپاروں اور چند متفرق سورتوں کی ایک مختصر تفسیر اردو بامحاورہ عام فہم مع شان نزول ایسی لکھنی چاہیے جس سے ہر ایک فائدہ پائے

لڑکے اس کے پڑھنے سے نماز کی سورتوں کے معانی ومطالب سے واقف ہو جائیں وظیفہ خواں اثر قبولیت زیادہ پائیں، کم مایہ لوگ ہاتھوں ہاتھ بصد شوق لے جائیں۔ اس مختصر تفسیر کا نام میں نے جواہر التفاسیر رکھا ہے، اللہ تعالیٰ جل شانہ سے امید ہے کہ اپنے فضل وکرم سے اسے مقبول فرمائے اور اہل اسلام کو اس کے پڑھنے کی توفیق دے''۔ (جواہر التفاسیر ص ۳)

جواہر التنزیل

محمد ریاست علی شاہجہاں پوری کی یہ تفسیر ۲۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں پورے قرآن کی تفسیر نہیں بلکہ بعض آیتوں کے مطالب پیش کیے گئے ہیں۔ مصنف اپنی اس تصنیف کے تعلق سے لکھتے ہیں۔

''اس میں بعض آیتوں کی تفسیر ہے جو مخلص ایمان والوں کو نفع پہنچائیں گی طالبوں کے یقین میں اضافہ ہوگا آخرت کی جانب رغبت ہوگی اور دنیائے فانی سے متنفر ہوگا''۔

اس کے بعد ان تفسیروں کے نام لکھے ہیں جن سے مصنف نے استفادہ کیا ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے ۲۲۱ عنوان قائم کیے ہیں۔ اور ہر عنوان کے تحت آیت وضروری تشریح اور اس سے متعلق احادیث وفقہ کے اقوال پیش کیے ہیں۔ تیسوں پاروں سے انھوں نے آیات الگ کی ہیں اور ان سے جن مسائل کا استنباط ہوتا ہے انھیں بیان کر دیا ہے۔ یہ کتاب کل ۲۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ ''شیاما پریس'' شاہجہاں پور سے اشاعت ہو چکی ہے۔

(ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں ص ۲۸۴)

جواہر العلوم

عبدالرحیم نے علامہ طنطاوی کی تفسیر الجواھر میں سے اکتشافات علمیہ کی روشنی میں کائنات کے ذکر میں جو آیات وارد ہوئی ہیں ان کی تفسیر ہے۔ ''کتابستان'' بمبئی سے ۱۹۴۱ء میں طبع ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۱۵)

جواہر القرآن

قدرت اللہ رضوی، پرسیا ضلع بستی میں (ولادت ۱۹۴۷ء وفات ۲۰۱۲ء) مولوی محمد معصوم مالیگانوی، مولوی محمد طیب داناپوری، مولانا اعجاز احمد خاں اردوی، مولانا غلام جیلانی اعظمی اور مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی سے کسب علم کیا تحصیل علم کے بعد کئی اہم مدارس میں تدریسی خدمات انجام

دیں۔آخری عمر میں دار العلوم تنویر الاسلام امرڈوبھا ضلع سنت کبیر نگر میں مدرس اول رہے،۲۰۱۲ء میں وصال ہوا۔

دار العلوم فیض الرسول براؤں کے زیر اہتمام شائع ہونے والے رسالہ ماہنامہ فیض الرسول میں اپنی تدریس کے دوران ہر ماہ پابندی سے قرآن کی تفسیر جواھر القرآن کے نام سے لکھا کرتے تھے۔رسالہ کے بند ہوتے ہی یہ سلسلہ بھی منقطع ہوگیا۔(تذکرہ علمائے بستی ص۲۰۶)

جواہر المعانی تفسیر السبع المثانی

یہ تفسیر کسی محمد لطیف نامی بزرگ کی ہے۔۱۲۷۴ھ میں انھوں نے مکہ معظمہ میں اس متبرک جگہ میں بیٹھ کر یہ تفسیر لکھی ہے جہاں کبھی فضیل بن عیاض، ابراہیم بن ادہم اور جنید بغدادی بیٹھ کر لکھا کرتے تھے۔وہ جگہ جنیدیہ کے نام سے موسوم ہے۔کتاب ایک مقدمہ سات ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔مقدمہ میں علم اور اہل علم کے فضائل بیان کئے گئے ہیں، باب دوم میں تعدد علم بتعدد معلومات کی بحث ہے، باب سوم در علم تفسیر، باب چہارم در فضیلت قرآن اور باب پنجم میں استعاذہ باب ششم میں بسم اللہ سے متعلق خصوصی بحثیں ہیں۔باب ہفتم تفسیر اور سورۂ فاتحہ سے متعلق ہے، خاتمہ میں علم التوحید کے اسرار وغوامض کا ذکر ہے۔

ایک صفحہ میں سترہ سطریں ہیں ضخامت کوئی ڈیڑھ سو اوراق پر مشتمل ہے۔آخر کتاب میں امام بیہقی کی کتاب شعب الایمان کا انیسواں باب پورا نقل کیا گیا ہے۔جو تعظیم قرآن میں ہے۔

(تعارف مخطوطات دار العلوم دیوبند جلد اول ص۳۹)

حبیب الحقائق فی تفسیر الدقائق

حبیب اللہ دکنی، شیخ حبیب اللہ بن خلیل اللہ بیجاپوری کی نسل سے ہیں۔اپنے دادا سے بیعت کا شرف حاصل کیا اور صاحب سجادہ ہوئے۔قرآن کریم کی بعض مشکل آیات کی فارسی زبان میں تفسیر ۱۳۲۰ھ میں لکھی۔(الاعلام جلد ۸ ص۱۱۶)

حدائق الحقائق فی کشف اسرار الدقائق

ملا معین الدین بن شمس الدین الفراہی الواعظ (وفات ۹۰۷ھ) نے سورہ یوسف کی تفسیر لکھی ہے۔کل اوراق ۳۵۵ ہیں۔یہ مخطوطہ رضا لائبریری رام پور میں موجود ہے۔

(فہرست مخطوطات فارسی رام پور ص۱۳)

خلق الانسان علیٰ مافی القرآن

سرسید احمد خاں دہلوی

الدر المکنون فی تفسیر الماعون

عبدالصمد صارم کی یہ تفسیر ۱۳۵۴ھ میں طبع ہوچکی ہے۔

الدرر النظیم فی تفسیر سورۃ القرآن

محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (وفات ۱۹۵۶ء) نے قرآن مجید کی چھوٹی چھوٹی آٹھ سورتوں کی تفسیر لکھی ہے جو ۱۲۶ صفحات پر مشتمل ہے ۱۹۵۸ء میں شائع ہوچکی ہے۔

(اہل حدیث خدام قرآن ص ۴۸۲)

درس قرآن

احتشام الحق تھانوی و مولوی سلیم الدین شمسی نے درس قرآن کے نام سے قرآن کریم کا ترجمہ و تفسیر لکھی ہے جس کی اشاعت روزنامہ جنگ کراچی میں ہفتہ وار اشاعت ہوتی رہی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۹۷)

دستور المفسرین

عماد الدین محمد عارف اور عرف عبد النبی عثمانی شطاری سندیلوی ثم اکبرآبادی (وفات ۱۰۲۱ھ)۔ والد کا نام شیخ عبداللہ تھا، بڑے پائے کے عالم اور صوفی بزرگ تھے۔ ان کی بہت ساری تصانیف ہیں جن کا ذکر طرب الاماثل، تذکرہ علمائے ہند اور نزهة الخواطر میں موجود ہے۔ یہ ان کی آخری تصنیف ہے جو ۳۷ اوراق پر مشتمل ہے جو آیات ناسخ اور منسوخ سے متعلق ہے ان کی تشریح و تفسیر ہے، اس کا نسخہ علی گڑھ میں مولانا عبدالحیٔ کے ذخیرۂ کتب میں موجود ہے۔ (ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں ص ۲۱۷)

دستور الارتقاء

عبد اللطیف افغانی اکبرآبادی کی یہ تفسیر پارۂ سبحان الذی اسریٰ پر مشتمل ہے، اخبار پریس آگرہ سے ۱۹۳۰ء میں طبع ہوچکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۰۲)

دستور انقلاب

عبیداللہ سندھی نے سورۂ مزمل اور سورۂ مدثر کی حکیمانہ تشریح کی ہے جسے شیخ بشیر احمد لدھیانوی نے مرتب کیا ہے۔ اس کی طباعت ''بیت الحکمت'' دیوبند سے ۱۹۴۶ء میں ہوچکی

ہے۔اس کے علاوہ عنوان انقلاب اور قرآنی دستور انقلاب کے نام سے مصنف نے سورۂ فتح اور سورۂ کوثر کی تفسیر لکھی ہے جن کی طباعت ہو چکی ہے۔(اردو تفاسیر ص ۸۲)

ذخیرۂ عقبیٰ معروف تفسیر سورۃ الانشراح

محمد عبد القادر سجادہ نشین نواب محمد قطب الدین خاں دہلوی۔"افضل المطابع" دہلی سے ۱۹۰۸ء میں اس کی طباعت ہو چکی ہے۔(اردو تفاسیر ص ۸۰)

ذیل تفسیر فتح العزیز

حیدر علی فیض آبادی (وفات ۱۲۸۵ھ) نے حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کی تفسیر کی ذیل لکھی ہے۔

راہ ورسم منزلہا

محمد عبد اللہ ولد ہاشم علی امرتسری نے اس نام سے سورۂ مزمل کی تفسیر لکھی ہے جس کی طباعت وزیر ہند پریس امرتسر سے ہو چکی ہے۔(اردو تفاسیر ص ۸۰)

الرسالہ فی التفسیر

محمد الکریمی کا یہ چھوٹا سا آٹھ صفحوں کا رسالہ ہے۔اس رسالہ میں ان اللّٰہ یامر ان تذبحوا البقرۃ کی تفسیر کی ہے۔اس میں انھوں نے پہلے تو یہ دکھایا ہے کہ عام لوگوں نے اس کی تشریح غلط کی ہے۔سب لوگ ان تذبحوا البقرۃ میں الجھ گئے ہیں۔بعض کہتے ہیں کہ کوئی قید نہیں ہے، جس طرح کی گائے چاہو ذبح کرو اور بعض کے نزدیک قید ہے۔اس سلسلے میں انھوں نے امام رازی وغیرہ کی طویل بحثوں کے حوالے دیے ہیں۔ان کے نزدیک کوئی متعین گائے نہیں تھی بلکہ اللہ تعالیٰ کا حکم تھا کہ گائے ذبح کرو اس کے ذریعہ سے قاتل کا پتہ چل جائے گا۔اس تفسیر کا قلمی نسخہ خدا بخش پٹنہ میں محفوظ ہے۔(ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں ص ۱۶۸)

رسالہ در آیۃ المحنۃ

حافظ غلام حسین رام پوری، امام رازی کی تفسیر کا ترجمہ ہے۔(اخبار رام پور ص ۲۲)

رفیق المسلمین تفسیر سورۂ یٰس

نواب زور آور الدین اور نواب وقار الدین نے مل کر یہ تفسیر لکھی ہے جس کی طباعت "جید برقی پریس" دہلی سے ہو چکی ہے۔(اردو تفاسیر ص ۷۵)

روح القرآن

عبدالسلام قدوائی ندوی نے سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی تفسیر لکھی ہے۔ مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نے ۴۰۳ صفحات پر مشتمل نئی دہلی سے ۱۹۷۹ء میں شائع کردی ہے۔ اس تفسیر کو مصنف نے متوسط طبقہ کے تعلیم یافتہ افراد کے مطالعہ کے لیے لکھی ہے، جس میں آسان اور عام فہم مثالوں کے ذریعہ الٰہی مقصد کو واضح کیا گیا ہے۔ مصنف تفسیر کے شروع میں سورہ کے فضائل وخواص بیان کرتے ہیں، اس کے بعد آیات کا عربی متن لکھ کر ترجمہ کرتے ہیں پھر مناسب اور مختصر تشریح کرتے چلے جاتے ہیں۔ اس تفسیر کے مخاطب چوں کہ اوسط درجے کے عام تعلیم یافتہ لوگ ہیں لہٰذا اُنہیں کی ضروریات کو پیش نظر رکھ کر آسان طریقہ سے مطلب بیان کیا گیا ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۷۲)

مصنف نے تفسیر بیان کرتے وقت جو اسلوب اختیار کیا ہے وہ پیچیدہ نہیں بلکہ عام فہم ہے۔ سورۂ فاتحہ کی تفسیر میں وہ لکھتے ہیں۔

> ''یہ قرآن مجید کی سب سے پہلی سورۃ ہے اس لیے اسے الفاتحہ (کھولنے والی) کہتے ہیں، تمام قرآن مجید میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس کا بہترین خلاصہ چند سطروں میں اس خوبی کے ساتھ آ گیا ہے کہ اسے پڑھ کر سارے قرآن مجید کے مضامین ذہن میں تازہ ہو جاتے ہیں بلکہ نظر کے سامنے آجاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اسے ام القرآن (قرآن مجید کی ماں) کہتے ہیں۔'' (روح القرآن ص ۵)

روح الایمان فی تشریح آیات القرآن

محمد فتح الدین ازہر انصاری (وفات ۱۹۳۶ء) کا سلسلہ نسب صحابی رسول حضرت اسید بن حضیر القاری سے ملتا ہے۔ امیر عثمان علی خاں والیٔ دکن کے ابتدائی دور میں شاہی طبیب اور قاضی القضاۃ مقرر ہوئے۔ اس تفسیر کا مقدمہ پہلے امرتسر سے ۱۹۲۴ء میں شائع ہوا بعد میں یہ تفسیر حیدر آباد دکن سے ۱۳۳۶ھ میں شائع ہو چکی ہے۔ اس تفسیر میں مصنف نے یہ طرز اختیار کیا ہے کہ پہلے قرآنی متن کے نیچے فارسی پھر اردو میں لفظی ترجمہ کرتے ہیں۔ اس تفسیر میں مصنف نے سلف وخلف کے حوالوں کے ساتھ ان کی تفاسیر سے بھرپور استفادہ کیا ہے اور جہاں جمہور ائمہ کا اتفاق یا اختلاف واقع ہوا ہے اسے بھی بیان کردیا ہے۔ یہ تفسیر، تفسیر سے زیادہ درس کی کتاب معلوم ہوتی

ہے جو طلبا اور علما کے لیے تو سود مند ہو سکتی ہے مگر عوام کے لیے اس میں زیادہ سامان کشش موجود نہیں ہے۔ (تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۳۷۳، اردو تفاسیر ص ۱۲۶)

روح القدس

نصیر شاہ ورفیع اللہ نے آیت قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ کی تفسیر لکھی ہے جو کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن میں محفوظ ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۱۸)

روح المعانی (تفسیر سورۂ فاتحہ)

زاہد القادری کی یہ تفسیر بقول ناشر اگر چہ سورۂ فاتحہ کی تفسیر ہے لیکن فی الحقیقت مذہب اسلام کے متعلق ایک جامع تصنیف ہے۔ یہ تفسیر بالکل نئے انداز میں لکھی گئی ہے جسے پڑھ کر دلوں پر عجیب وغریب اثر مرتب ہوتا ہے۔ ''اسلامیہ دار الاشاعت'' دہلی سے اس کی اشاعت ہو چکی ہے۔ اس کا نسخہ جامعہ ہمدرد میں موجود ہے۔

روضات الجنان

غلام غوث رئیس ترچنا پلی نے آیت اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ کی تفسیر لکھی ہے، نولکشور پریس لکھنؤ سے ۱۸۹۹ء میں طبع ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ۱۱۶)

ریاض الحسنات

محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (وفات ۱۹۵۶ء) نے قرآن مجید کی پانچ سورتوں کے ترجمے اور حواشی لکھے۔ ابتدا میں ہر سورت کے فضائل بیان کئے گئے ہیں پہلی دفعہ ۱۹۲۶ء اور دوسری مرتبہ ۱۹۵۸ء میں طبع ہوئی۔ (اہل حدیث کے خدام قرآن ص ۳۸۲)

زبدۃ البیان اذکار محبوب کنعان

عطاء الرحمان صدیقی نے اس نام سے سورۂ یوسف کی تفسیر لکھی ہے، جس کی طباعت دہلی سے ۱۹۲۴ء میں ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۸۲)

زہراوین

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے سورہ بقرہ وآل عمران کی تفسیر لکھی تھی۔ مگر اس کتاب کا صرف تذکرہ ہی ملتا ہے۔ اس کے مطبوعہ یا مخطوطہ کسی ایک نسخہ کا اب تک سراغ نہیں مل سکا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ زہراوین سورہ بقرہ اور آل عمران کے اس ترجمہ وتفسیر کا نام ہو جو حضرت شاہ صاحب نے سفر حج

یعنی ۱۱۴۳ھ سے پہلے تحریر فرمایا تھا اور اس کے بعد یہ سلسلہ منقطع ہوگیا۔ اس لیے اس ترجمہ کو مستقل تصنیف قرار دے کر زھراوین کے نام سے موسوم کر دیا اور بعد میں جب فتح الرحمان کی تکمیل ہوئی تو زھراوین کو اس میں شامل کرلیا گیا اس خیال کی تائید شاہ صاحب کے اس قول سے ہوتی ہے۔

''اس عرصہ میں زہراوین کا ترجمہ ہوگیا اس کے بعد سفر حرمین کا اتفاق ہوگیا اور وہ سلسلہ ختم ہوگیا کئی سال بعد ایک عزیز ترجمہ قرآن پڑھنے لگے اور یہ کام اس گذشتہ عزم کا محرک بن گیا اور یہ فیصلہ ہوا کہ سبق کے بقدر ترجمہ لکھ لیا جائے۔'' (تاریخ دعوت وعزیمت ج ۵ ص ۴۵، مقدمہ فتح الرحمان قلمی بحوالہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی قرآنی فکر کا مطالعہ ص ۹۷)

سراج المبین تفسیر سورۂ یٰسٓ

ظہور احمد وحشی کی یہ تفسیر ''اعظم اسٹیم پریس'' حیدر آباد سے ۱۹۳۹ء میں طبع ہو چکی ہے۔

(اردو تفاسیر ص ۷۷)

سلسلۃ المرجان

غلام محمد غوث حنفی، رئیس ترچنا پلی مدراس کی یہ تفسیر سورۂ نساء اور ام القرآن پر مشتمل ہے۔ یہ جلد اول ہے، مطبع نولکشور لکھنؤ سے طبع ہو چکی ہے۔ (قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۱۶۹)

سورۂ فاتحہ (تشریح)

الطاف احمد اعظمی نے سورۂ فاتحہ کا مختلف پہلوؤں سے جائزہ لیا ہے، یہ کتاب ادارہ تحقیقات واشاعت علوم قرآن جونپور سے ۱۹۸۷ء میں شائع ہو چکی ہے۔ اس سورت کی توضیح وتشریح میں مصنف نے کیا اصول اپنائے ہیں اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مصنف لکھتے ہیں۔

''سورہ فاتحہ کے مضامین کی تشریح وتوضیح میں یفسر بعضه بعضا کے معروف تفسیری اصول کے مطابق قرآن مجید کی توضیحات کو مشعل راہ بنایا گیا ہے، حسب ضرورت عربی تفاسیر سے مدد لی گئی ہے، الفاظ سورہ کی معنوی شرح ووضاحت میں مستند عربی لغات کے ساتھ قرآن مجید میں ان کے محل استعمالات کو بھی مد نظر رکھا گیا ہے، مغضوب اور ضالین کے مفہومات کی توضیح میں اناجیل اور بعض تاریخی ماخذوں سے بھی استفادہ کیا گیا ہے''۔

(سورہ فاتحہ ایک تحقیقی مطالعہ ص ۷)

سلطان التفاسیر

سلطان محمد خاں پادری نے اس نام سے سورۂ فاتحہ کی تفسیر لکھی ہے۔''مرکنٹائل پریس'' لاہور سے اس کی طباعت ۱۹۲۹ء میں ہو چکی ہے۔(اردو تفاسیر ص ۷۶)

شجرۃ الطور فی شرح آیۃ النور

محمد علی بن ابی طالب بن عبداللہ بن علی زاہدی، حزین تخلص تھا شہر بنارس میں ۱۱۸۰ھ میں وفات ہوئی۔ یہ آٹھ صفحات کا رسالہ ہے اس کا ایک نسخہ ''رضا لائبریری'' رام پور میں محفوظ ہے۔

(ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں ص ۱۳۴)

شرح آیات قرآن

محمد خلیل خاں برکاتی کا قرآن پاک پر ایک تشریحی نوٹ ہے۔ دس پارے مطبوعہ ہیں۔ تفسیر اٹھارہ پاروں تک ہو چکی ہے۔(تعارف علمائے اہل سنت ص ۱۰۳)

شرح الصدر تفسیر سورۃ القدر

فقیر حسین کی یہ تفسیر انھی کے ترجمہ کے ساتھ ۱۹۰۳ء میں دہلی سے طبع ہو چکی ہے۔

(اردو تفاسیر ص ۷۴)

شرح صدور تفسیر آیت نور

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) (زاد المتقین ص ۶۳)

صحیفۂ سلطانیہ

نواب واجد علی شاہ اودھ کی یہ جزوی تفسیر ہے جو بزمانۂ اسیری (۱۸۵۵۔۵۸ء) کلکتہ میں تالیف ہوئی۔(اردو تفاسیر ص ۶۰)

عرفان القرآن

سلطان حسن سنبھلی نے سورہ فاتحہ سے سورہ نحل تک چودہ پاروں کی تفسیر ''عرفان القرآن'' کے نام سے لکھی ہے جو مکتبہ عرفان محلّہ پادری ٹولہ آگرہ یوپی سے شائع ہوئی ہے جس کے کل صفحات ۱۲۹۴ ہیں۔ اس تفسیر میں موٹے موٹے الفاظ میں قرآنی متن ہے جس کے تحت اردو لفظی ترجمہ ہے اس کے بعد خط کھینچ کر آسان زبان میں تفسیر کی گئی ہے۔ تفسیر کرتے وقت آپ ایک آیت کو دوسری آیت کی توضیح وتشریح میں پیش کرتے ہیں، غرض یہ ایک آسان وسہل عوامی تفسیر ہے۔(اردو تفاسیر ص ۱۲۱)

عزیز البیان فی تفسیر القرآن

محمد عبدالعزیز چشتی لاہوری (وفات ۱۹۶۳ء) کی یہ تفسیر مستند تفاسیر کا خلاصہ ہے مولوی اشرف علی تھانوی کے ترجمہ کے ساتھ حاشیہ پر چھپی ہے۔ (تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۲۳۴)

عمدۃ الکلام

کرم حسین حنفی قادری نے سورہ بقرہ کی آیت احل به لغير الله کی تفسیر لکھی ہے جو "پبلک پریس" جالندھر سے ۱۹۱۶ء میں طبع ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۱۷)

عین الیقین (تفسیر سورۂ اخلاص)

صوفی عبدالوہاب کے نوک قلم سے یہ تفسیر ۱۲۱۵ھ میں منظر عام پر آئی۔

(فہرست مخطوطات شیرانی جلد اول ص ۵)

غلبۂ روم

ظفر علی خاں نے سورۂ روم کی ابتدائی آیات کی تفسیر جس میں پیشین گوئیاں فرمائی ہیں، اس کی تصدیق تاریخ ایران وروما کی روشنی میں کی گئی ہے۔ انجمن حمایت اسلام لاہور سے ۱۹۲۶ء میں اس کی اشاعت ہو چکی ہے۔ یہ نسخہ جامعہ ہمدرد میں موجود ہے۔

فاتحۃ العلوم

محمد انشاء اللہ و محمد داؤد لاہوری نے مل کر تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی (وفات ۶۰۶ھ) سے سورہ فاتحہ کا اردو میں ترجمہ کیا ہے جس کی اشاعت "حمیدیہ اسٹیم پریس" لاہور سے ۱۹۰۲ء میں ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۲۷)

فاتحۃ الحکیم

حکیم عبدالحکیم بن عبدالرحیم دہلوی نے اس نام سے سورۂ فاتحہ کی تفسیر لکھی ہے جس کی طباعت مطبع محمدی ممبئی سے ۱۸۷۱ء میں ہو چکی ہے۔ آپ نے سورۂ یوسف کی بھی تفسیر لکھی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۷۸)

الفتح القدسی فی تفسیر آیۃ الکرسی

ابوبکر محی الدین عبدالقادر (وفات ۱۰۳۸ھ) بن عبداللہ العیدروس احمد آباد میں ۹۷۸ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کی ولادت سے قبل ان کے والد نے خواب میں اولیاء اللہ کی ایک جماعت کو

دیکھا جس میں شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان بھی تھے،اس مناسبت سے والد ماجد نے ان کا نام عبدالقادر کنیت ابوبکر اور لقب محی الدین تجویز کیا۔کئی علوم وفنون میں مہارت پیدا کی۔ تصانیف میں "الفتوحات القدوسیه فی الخرقة العیدروسیة، الحدائق الخضرة فی سیرة النبی واصحابه العشرة جیسی کئی اہم کتابیں آپ کی تصنیفات سے ہیں۔

تفسیر الفتح القدسی آپ کی اہم تصنیف ہے۔یہ تفسیر کلکتہ میں بہار لائبریری میں موجود ہے۔ یہ نسخہ خط نسخ میں ہے قرآن کریم کی آیات سرخ روشنائی سے لکھی گئی ہیں اس پر کوئی تاریخ درج نہیں ہے۔(ہندوستانی مفسرین اوران کی عربی تفسیریں ص ۱۰۸)

فتح المقتدر تفسیر سورۂ مدثر

محمد نورالحق علوی نے جالندھر سے یہ تفسیر ۱۹۳۱ء میں شائع کی۔

(قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۲۴۵)

فضائل بسم اللہ مع تفسیر قل ھواللہ

عبدالغنی شاہ کی یہ تفسیر لکھنؤ سے ۱۸۶۴ء سے طبع ہو چکی ہے۔(اردو تفاسیر ص ۸۰)

الفوز العظیم

محمد عبدالجلیل نعمانی مصطفےٰ آبادی کی یہ سورۂ یٰسٓ، سوره الصفات کی تفسیر ہے مطبع اقبال حیدرآباد دکن سے ۱۳۴۴ھ میں طبع ہو چکی ہے۔اس جزوی تفسیر میں بامحاورہ اردو ترجمہ کیا گیا ہے یہ ایک منقولی تفسیر ہے، حنفی مسلک کی نمائندگی اس سے خوب نمایاں ہے۔آپ نے اس تفسیر میں اسرائیلی روایات کا ذکر کثرت سے کیا ہے۔(اردو تفاسیر ص ۱۴۲)

فیض الرحمان

یعقوب الرحمان عثمانی (وفات ۱۹۵۲ء) نے یہ تعوذ اور سورہ فاتحہ کی مختصر تفسیر فیض الرحمان کے نام سے لکھی ہے جو فیض القرآن دیوبند سے شائع ہو چکی ہے۔ یہ ایک سادہ تفسیر ہے جس میں انتہائی شگفتہ طریقہ پر عنوانات کے ساتھ سورۂ فاتحہ کی تفسیر کی گئی ہے۔ اس جزوی تفسیر میں مصنف نے مختلف چیزوں کی حکمت پر خصوصی گفتگو کی ہے مثلاً ایاك نعبد وایاك نستعین کی تفسیر میں فقہ حنفی کے ایک مسئلہ کو اپنی بات کے حق میں پیش کرتے ہوئے

لکھتے ہیں ''جب انسان یہ پڑھتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ میری تنہا عبادت اس قابل نہ تھی کہ قبول ہو سکے لہٰذا سب نیک بندوں کے طفیل تو اسے قبول فرما''۔(اردو تفاسیر ص ۱۵۹)

الفیضان العظیم فی تفسیر اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

مفتی غلام سرور لاہوری نے ۲۰۰ صفحات میں یہ تفسیر لکھی ہے۔مرکزی ادارہ مصباح القرآن سے ۱۹۸۸ء میں اس کی اشاعت ہو چکی ہے۔(ذخیرہ کتب حکیم محمد موسیٰ امرتسری ص ۶۷۴)

فیوض الرحمان

فیض احمد اویسی نے سورۂ فاتحہ کی تفسیر لکھی جس کی اشاعت ''اعجاز آرٹ پریس'' سیالکوٹ سے ۱۹۶۴ء میں ہوئی۔(اردو تفاسیر ص ۸۵)

قرآن عظیم (پارۂ اول)

ابوالقاسم محمد عتیق فرنگی محلی نے پارۂ اول کی تفسیر لکھی جو رکن ایمان مع تشریح بر حاشیہ، مکتبہ نظامیہ لکھنؤ سے ۱۹۵۵ء میں طبع ہو چکی ہے۔(اردو تفاسیر ص ۱۰۴)

قرآن مجید کی پہلی کتاب

عبدالسلام قدوائی ندوی نے پارۂ اول کی تفسیر لکھی ہے، لکھنؤ سے ۱۹۴۴ء میں طبع ہو چکی ہے۔(اردو تفاسیر ص ۱۰۲)

قرآن مجید کی عام فہم اور آسان اردو تفسیر

شوکت علی فہمی، یہ قرآن کریم کی ایک سے لے کر چھ اور بیسویں پارہ کی تفسیر ہے۔ ہاشمی بک ڈپو کراچی سے طبع ہو چکی ہے۔(اردو تفاسیر ص ۱۰۴)

قرآن مجید (مع عام فہم ترجمہ و مختصر تفسیر)

قاری عبدالباری کی ۳۶۰ صفحات کی یہ تفسیر متولی ہمدرد دواخانہ دہلی کو کسی نے ہدیہ کی ہے جو اس وقت جامعہ ہمدرد کی سینٹرل لائبریری میں موجود ہے۔ بامحاورہ سلیس اردو میں قرآنی متن کا ترجمہ کیا گیا ہے اور تشریحی نوٹ میں بہت ہی سادہ عام فہم زبان استعمال کی گئی ہے۔مصنف ایک آیت کی تشریح دوسری آیت سے کرتے ہیں مگر اس کو حاشیہ میں نہ نقل کر کے اس کے مفہوم پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔اسی طرح احادیث سے بھی آیات کی مناسبت سے استفادہ کرتے ہیں مگر کتب کا حوالہ درج نہیں کرتے ہیں۔(اردو تفاسیر ص ۱۲۷)

مترجم جامعہ نظامیہ حیدرآباد میں عربی زبان وادب کے استاد تھے، راقم کے پیش نظر اس وقت اس ترجمہ قرآن کی پہلی جلد ہے جو دس پاروں پر مشتمل ہے۔ اس کی اشاعت کب اور کہاں سے ہوئی اس کی کوئی وضاحت نہیں ملتی۔

قلب القرآن

غلام محمد مرتضیٰ روہتکی نے سورۂ یاسین کی تفسیر قلب القرآن کے نام سے لکھی ہے ''مفید عام پریس'' لاہور سے ۱۹۰۱ء میں جس کی اشاعت ہو چکی ہے۔ اس کا ایک نسخہ برٹش لائبریری میں بھی موجود ہے۔ (قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۱۷۰)

القول الانور شرح سورۃ الکوثر

سید شاہ خضر حسینی کرناٹک (وفات ۱۰۰۵ھ)

القول المتین فی تفسیر سورۂ والتین

مظہر الدین شیرکوٹی ایڈیٹر الامان نگینہ کی یہ تفسیر ''مطبع کریمی'' لاہور سے ۱۳۴۰ھ میں شائع ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۸۷)

کاشر تفسیر

محمد نور الدین قاری بن علامہ صدر الدین، کشمیری زبان میں یہ پارۂ عم کی تفسیر اور اس کا ترجمہ ہے۔

کاشف الاسرار (فارسی)

مولوی قطب الدین بن غلام یحییٰ لکھنوی ثم بنارسی نے سورۂ یوسف کی تفسیر فارسی زبان میں لکھی ہے۔

کتاب مبین

شاہ صحوی نے پارہ اول کی تفسیر لکھی ہے ساتھ میں فتح محمد جالندھری کا ترجمہ ہے۔ ''ادارہ کتب مبین'' حیدرآباد سے طباعت ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۰۰)

الکلام الاعلیٰ فی تفسیر سورۃ الاعلیٰ

مشتاق احمد انبیٹھوی کی یہ تفسیر ۱۳۳۱ھ میں شائع ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۸۷)

الکلام القدسی فی تفسیر آیت الکرسی

عبدالحمید بن عبدالحلیم بن عبدالرب لکھنوی (وفات ۱۳۵۳ھ) علمائے فرنگی محل میں بڑی شہرت کے حامل تھے، حکومت وقت نے "شمس العلماء" کے خطاب سے نوازا، شرح وقایہ اور قدوری پر بھی حواشی لکھے۔ (الاعلام جلد ۸ ص ۲۴۷)

الکلام الاوضح فی تفسیر الم نشرح

مولانا نقی علی خاں (وفات ۱۲۹۷ھ) امام احمد رضا خاں قادری کے والد ماجد تھے۔ انھوں نے اپنے والد ماجد مولوی رضا علی خاں سے تعلیم حاصل کی۔ شجاعت، ذہانت، سخاوت گوناگوں فضائل کمالات سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو آراستہ کیا تھا۔ حضرت سید آل رسول مارہروی سے بیعت ہوئے اور تمام سلاسل کی اجازت اور خلافت حاصل کی۔ متعدد کتابوں کے آپ مصنف تھے۔ آپ کی یہ تفسیر "مکتبہ رضا" بریلی سے ۱۳۹۵ھ میں طبع ہوئی۔ (الاعلام ج ۷ ص ۵۵۸)

سورہ الم نشرح آٹھ آیات پر مشتمل ہے۔ اس سورہ کی تفسیر میں اتنی ضخیم کتاب ابھی تک تصنیف نہیں کی گئی، یہ کتاب آپ نے عوام الناس کے فائدے کے لیے لکھی ہے تاکہ عوام اس کو پڑھ کر گمراہیت اور لادینیت سے نجات پاسکیں۔

(تذکرہ علمائے ہند ص ۲۴۴۔ مولانا نقی علی خاں حیات وخدمات ص ۱۲۰)

اس تفسیر کے علاوہ مصنف کی اور کئی ایک تصانیف ہیں جو زیور طبع سے آراستہ نہ ہوسکی ہیں انھی میں سے ایک تصنیف "ترویج الارواح فی تفسیر الانشراح" بھی ہے۔

(الکلام الاوضح فی تفسیر الم نشرح ص ز)

کتاب مفردات القرآن

حمید الدین فراہی (وفات ۱۳۴۹ھ) دور جدید کے اہم علما میں سے تھے، منطق، علم کلام، اور علوم قدیمہ کے ساتھ ساتھ ادب عربی کا بڑا گہرا مطالعہ تھا۔ ان کا سب سے بڑا اور اہم علمی وفنی کارنامہ نظام القرآن ہے۔

مصنف نے مفردات القرآن میں اہم قرآنی الفاظ کے معانی بیان کئے ہیں اور صحیح مفہوم واضح کیا ہے تاکہ تفسیر نظام القرآن کے پڑھنے اور سمجھنے میں آسانی ہو، اس کے بعد انھوں نے اس کتاب کے تعلق سے ضروری باتوں کا ذکر کیا ہے، جس میں کتاب لکھنے کا مقصد اور

اس کی ضرورت، اصول لسانیات، وغیرہ کا بیان ہے یہ بھی دکھایا گیا ہے کہ قرآن مجید غریب الفاظ سے خالی ہے، ضبط و نظم میں لاثانی ہے، انھوں نے ۷۷ ایسے الفاظ کا انتخاب بھی کیا ہے ان کی سمجھ سے جن کی تفسیر علما نے ٹھیک نہیں کی ہے۔ (ہندوستانی مفسرین اوران کی عربی تفسیریں ص ۳۰۲)

الکہف والرقیم فی شرح بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عبد الکریم الجیلی بن سبط شیخ عبد القادر جیلانی (وفات۷۹۹ھ) کی یہ تفسیر دائرۃ المعارف العثمانیہ سے شائع ہو چکی ہے۔ اس تفسیر کا ترجمہ محمد تقی حیدر کاظمی نے کیا ہے اور مقدمہ اور اردو شرح محمد وہاج الدین کاکوروی نے لکھی ہے۔ الکتاب لاہور سے ۴۱۶ صفحات پر مشتمل ۱۹۷۷ء میں اشاعت ہو چکی ہے۔ (ذخیرہ کتب حکیم محمد موسیٰ امرتسری ص ۹۸)

کنز المعانی

شفق عماد پوری نے اس نام سے سورہ فاتحہ کی تفسیر لکھی ہے جس کی طباعت لاہور سے ۱۹۳۲ء میں ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۷۷)

لوامع البیان

محمد سعادت اللہ خاں نے سورۂ النباء اور سورہ النازعات کی تفسیر اس نام سے لکھی ہے۔ جس کی اشاعت ''کریمی پریس'' حیدرآباد دکن سے ۱۳۴۵ھ میں ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۷۶)

مجمع التفاسیر

اس تفسیر میں سورۂ کہف سے لے کر آخر تک کے حصہ کا اردو ترجمہ اور پھر فارسی ترجمہ دیا گیا ہے اس کی اشاعت ہندو لیتھو پریس دہلی سے ۷۹۱ صفحات پر مشتمل ۱۸۵۹ء میں ہو چکی ہے۔ اس طباعت کا ایک نسخہ بیت القرآن لاہور میں موجود ہے۔ (قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۱۹۷)

مجموعۂ تفسیر آیات قرآنی

عبد الشکور فاروقی لکھنوی (وفات ۱۹۶۲ء) ۱۳۸۶ھ میں تاجران کتب شاہ عالم گیٹ لاہور سے شائع ہو چکی ہے۔ یہ باضابطہ کسی سورہ کی تفسیر نہیں بلکہ کچھ آیات کی تفسیر ہے جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے۔ اس تفسیر میں شیعیت کا بھرپور رد ہے، زبان آسان اور عام فہم ہے۔
(اردو تفاسیر ص ۱۷۰)

مراۃ القرآن

محمد قطب الدین بن شاہ محمد بخش بن شاہ عبد الباری بن شیخ ظہور اللہ بن عبد الہادی چشتی امروہوی، کی یہ تفسیر قرآن کریم کے آخری پارہ عم یتسألون کی ہے۔ ۱۲۹۳ھ میں "عمدۃ المطابع" امروہہ سے شائع ہو چکی ہے، رام پور کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

اس تفسیر میں مصنف نے مطالب قرآنی کے ساتھ ساتھ اعراب و ترکیب سے بھی بحث کی ہے، انداز تفسیر بہت اچھا ہے، پہلے آیت لکھ دیتے ہیں پھر اس کے بعد الفاظ کی الگ الگ تشریح کرتے ہیں اور ایک دوسرے پر مرتبط کرتے ہیں۔ اس کے بعد آخر میں "و المعنیٰ" کہہ کر مطلب بیان کرتے ہیں۔ (ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں ص ۱۳۲، فہرست مخطوطات شیرانی جلد اول ص ۲)

مطالب القرآن

سید علی حسن ڈپٹی مجسٹریٹ و کلکٹر ضلع پٹنہ بہار نے قرآن کے مطالب کو صاف صاف اور وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے اس کتاب کے تین حصے ہیں۔

۱۔ سورتوں کی فہرست باعتبار ترتیب قرآنی
۲۔ سورتوں کی فہرست باعتبار نزول
۳۔ سورتوں کی فہرست بترتیب حروف تہجی
۴۔ پاروں کی فہرست سورتوں کے ساتھ
۵۔ اصطلاحات شرعیہ کی تعریف
۶۔ مقاصد تنزیل قرآن اور اس کے فضائل
۷۔ ہر رکوع کا خلاصہ
۸۔ شان نزول حسب ضرورت
۹۔ نوٹ حسب ضرورت
۱۰۔ نتائج و نتیجہ خیز باتیں
۱۱۔ مسائل فقہیہ
۱۲۔ آخر میں مضامین قرآن کی فہرست باعتبار حروف تہجی

سید علی نے ہر سورہ کے شروع میں ترجمہ کے علاوہ پہلے خلاصہ لکھا ہے، سورت کے

مطالب بیان کیے ہیں، پھر اس سے جو نتیجہ اخذ کرتے ہیں اسے ایک سرخی دے کر بیان کیا ہے، اور اگر کہیں ضرورت پڑی ہے تو نوٹ بھی لگائے ہیں اور اگر اس سورت سے کوئی مسئلہ مستنبط ہوتا ہے تو اس کا اظہار بھی کر دیا ہے۔ مصنف سورۂ اخلاص کا خلاصہ اس طرح لکھتے ہیں۔

''۱۔ احدیت وصمدیت اللہ تعالیٰ

۲۔ اللہ کو نہ ماں باپ ہی ہیں اور نہ اولاد

۳۔ اللہ کے برابر کوئی نہیں

صفات وذات میں یکتا ہے تو اے واحد مطلق
نہ کوئی تیرا ثانی ہے نہ کوئی مشترک تیرا

(مطالب القرآن ص ۳۱۶)

مطالب القرآن

واحدہ خانم، یہ پارۂ عم کی تفسیر ہے، بنگلور سے ۱۹۳۶ء میں طبع ہو چکی ہے۔

(اردو تفاسیر ص ۱۰۶)

مطالب القرآن

صفۃ الرحمان صابر نے سورہ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی تفسیر مطالب الرحمان کے نام سے لکھی جس کی اشاعت ''ادارہ اہل سنت و جماعت'' حیدرآباد سے ۱۹۶۴ء میں ہو چکی ہے

(قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۱۰۸)

مظہر العجائب (تفسیر سورۂ فاتحہ) مولوی لطف اللہ لکھنوی کی اردو زبان میں تفسیر ہے۔

مظہر علوم

محمد سپہ دار خاں دہلوی کی یہ تفسیر ''تفسیر ہود'' سے مشہور ہے۔ ''مجتبائی پریس'' دہلی سے ۱۳۱۰ھ میں طبع ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۷۵)

معرکۂ ایمان و مادیت

اس کتاب میں سید ابوالحسن ندوی نے سورۂ کہف کا مطالعہ پیش کیا ہے اس کی پہلی بار اشاعت مشہور آفسیٹ پریس کراچی سے ۱۴۹ صفحات پر مشتمل ۱۹۷۷ء میں ہو چکی ہے۔ متن کے

ساتھ اس کی اشاعت ۱۹۷۱ء میں ہوئی پھر ۱۹۷۲ء میں اس کا اردو ترجمہ چھپا۔

(قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۲۱)

المقام المحمود (تفسیر جزء عم)

عبیداللہ سندھی (وفات ۱۳۳۶ھ) کی یہ تفسیر ''انٹرنیشنل بک کارپوریشن'' حیدرآباد سے طبع ہو چکی ہے۔

مقرر القرآن الکریم

دکتور بہاء الدین محمد ملیباری نے قرآن کریم کی بعض سورتوں کی تفسیر لکھی ہے اس کے علاوہ انھوں نے شیخ محمد مسلیار کی تفسیر فتح الرحمان فی تفسیر القرآن میں خوش گوار اضافہ بھی کیا ہے۔(انباء المعرفین بابناء المصنفین ۱۱۴)

الناس المفصل فی تفسیر سورۃ المزمل

محمد انوار الحق العلوی کی یہ تفسیر جالندھر پنجاب سے ۱۹۳۰ء میں شائع ہو چکی ہے۔اس کا نسخہ جامعہ ہمدرد میں موجود ہے۔

ناصر التفاسیر

ناصر علی کی یہ تفسیر چند سورتوں کی تفسیر ہے ابناء غلام رسول سورتی نے بمبئی سے اس تفسیر کی اشاعت کی ہے۔(قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۲۵۶)

نتائج الحرمین

احمد بن عبدالاحد فاروقی نقشبندی نے سورۂ فاتحہ اور کلمۂ حمد کی تفسیر لکھی ہے۔یہ کتاب مسجد حرام میں رمضان المبارک کے مہینہ میں بحالت اعتکاف اپنے پیر و مرشد سید آدم حنفی کی ایماء پر لکھی گئی اس لیے اس کا نام نتائج الحرمین رکھا گیا۔اس کا زمانہ تالیف ۱۰۵۲ھ ہے۔

(اکادمی مخطوطات کلچرل اکادمی کشمیر ص ۸۴)

نثر المرجان

غلام محمد غوث حنفی کی یہ تفسیر سورۂ مائدہ سے سورۂ توبہ تک کی سورتوں پر مشتمل ہے،یہ جلد دوم ہے جلد اول سلسلۃ المرجان کے نام سے طبع ہو چکی ہے۔یہ تفسیر بھی نولکشور لکھنؤ سے طباعت کا شرف حاصل کر چکی ہے۔(اردو تفاسیر ص ۱۰۳)

نظم البیان فی مطالب القرآن

محمد شمس الدین نے پارہ الم کا ترجمہ مع تفسیر لکھا ہے۔ ''شمس الہند پریس'' لاہور سے طبع ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۰۰)

نظام البیان

مصنف نامعلوم، یہ پارۂ اول کی تفسیر ہے،'' خادم پنجاب'' امرتسر ۱۳۲۷ھ سے طبع ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۰۷)

نظام القرآن وتاویل الفرقان بالفرقان

شیخ حمید الدین ابواحمد عبدالحمید انصاری فراہی نظام القرآن وتاویل الفرقان کے نام سے ایک مکمل اور جامع تفسیر لکھ رہے تھے مگر بدقسمتی سے ان کا یہ کام مکمل نہ ہوسکا، ان کی تفسیر کا کچھ حصہ الگ الگ سورتوں کی شکل میں شائع ہو چکا ہے اور اس کا بڑا حصہ سرائے میر ضلع اعظم گڑھ میں غیر مطبوعہ شکل میں موجود ہے۔ انھوں نے اپنی اس تفسیر میں اس بات پر کافی زور دیا ہے کہ قرآن کریم بیان اور خیالات کے اعتبار سے ایک آیت دوسری آیت سے مربوط ہے جن سورتوں اور آیتوں میں تقدیم وتاخیر ہوئی ہے وہ کسی الٰہی مصلحت کے پیش نظر ہے۔

(ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں ص ۱۴۲)

نعم البیان

مولانا معین الدین نے پارۂ اول کی تفسیر لکھی ہے اس پر ترجمہ مولانا احمد رضا خاں قادری کا ہے۔ ''تعلیمی پرنٹنگ پریس'' سے لاہور سے طباعت ہو چکی ہے۔ (قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۴۳)

نور الحق فی تفسیر سورۃ العلق

محمد نور الحق العلوی کی یہ تفسیر ۱۹۳۰ء میں جالندھر سے شائع ہو چکی ہے۔ اس کا نسخہ جامعہ ہمدرد میں موجود ہے۔

نور مبین تفسیر سورہ یٰس

سید احمد عسکری قنوجی کی یہ تفسیر ۱۳۲۱ھ میں فخر المطابع لکھنو سے طبع ہو چکی ہے، آسان وعام فہم تفسیر ہے۔ سورۂ یٰس کی اس تفسیر میں سید محمد عسکری نے بامحاورہ سہل ترجمہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ قوسین کے استعمال سے مطلب کو پوری طرح واضح کردیا ہے۔ یہ جزوی تفسیر

دراصل تالیفی مضامین کا مجموعہ ہے، جس میں آپ نے انھی مضامین کو شامل کیا ہے جنھیں تحقیق وتنقید کے ساتھ اپنے اساتذہ سے سنا تھا۔ (اردو تفاسیر ص ۱۱۸)

واضح البیان فی تفسیر ام القرآن

محمد ابراہیم میر سیال کوٹی (وفات ۱۹۵۶ء) کی سورہ فاتحہ کی تفسیر ۱۹۳۵ء میں مکمل ہوئی، اس میں جو طرز تحریر اختیار کیا گیا ہے وہ گذشتہ صدی کا ہے۔ اس لیے عام قاری کو پوری طرح فیضیاب ہونے میں دشواری آتی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۵۸)

اس تفسیر کی طباعت ابو رضا عطاء اللہ کے زیر اہتمام ۱۹۳۳ء میں سیال کوٹ سے ہوئی۔ جامعہ ہمدرد میں اس کا نسخہ موجود ہے

الہادی التراجم

شیخ عبدالہادی کا ۸۸ صفحات پر مشتمل پارۂ اول کا تفسیری ترجمہ ہے۔ ''مطبع رفاہ عام'' لاہور سے ۱۳۲۸ھ میں شائع ہوا ہے۔ مصنف نے قرآنی آیات کے متن کے نیچے تحت لفظ اردو ترجمہ کیا ہے اور پھر باقی صفحات پر مطالب خیز ترجمہ کے عنوان سے آیات کا خلاصہ پیش کیا ہے اور اطراف میں حواشی پر لغت کے مبحث والفاظ کی تشریح تحریر کی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۱۹)

یوسف نامہ

شاہ عبداللہ نقش بندی حیدرآبادی نے سورۂ یوسف کی تفسیر لکھی ہے جو ''تاج پریس'' حیدرآباد دکن سے ۱۳۲۸ھ میں طبع ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۸۱)

قرآن کریم کے اردو فارسی تراجم

البیان لتراجم القرآن

عبداللہ چھپروی کلکتوی (قرآن مجید کی تفسیریں ص ۲۴۴)

بیان القرآن

مولانا اشرف علی تھانوی (وفات ۱۹۴۳ء/۱۳۶۲ھ) کا بیان القرآن، قرآن کریم کے ترجمہ وتفسیر دونوں پر مشتمل ہے، علمائے دیوبند کے حلقہ میں انھیں ایک خاص مقام حاصل ہے اور یہ واحد مترجم قرآن ہیں جن کی تصانیف علوم نقلیہ کے مختلف موضوعات پر کئی سو بتائی جاتی ہیں۔ جب کہ اس سے قبل اور بعد کے مترجمین قرآن کی تصنیفات کی تعداد سو تک بھی نہیں پہنچتی اور بعض ایسے بھی مترجم ہیں جن کی ترجمۂ قرآن کے علاوہ کوئی اور تصنیف وتالیف یادگار نہیں مثلاً مولوی فتح محمد جالندھری ترجمۂ قرآن کے علاوہ کوئی اور دوسری تصنیف یادگار نہیں پائی جاتی ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی کا ترجمۂ قرآن وتفسیر بیان القرآن کے نام سے ۱۲ر مختصر جلدوں پر مشتمل ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء میں مکمل ہوا۔ اور ایک روایت کے مطابق ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء میں ''مطبع مجتبائی'' دہلی سے شائع ہوا۔ اور پھر مختلف جگہوں سے اس کے ایڈیشن شائع ہوتے رہے۔ اور اب عموماً دو جلدوں میں مکمل ترجمہ قرآن وتفسیر تاج کمپنی کراچی سے شائع ہو رہا ہے۔ ۱۹۱۷ء کے ایڈیشن میں انھوں نے ترجمہ وتفسیر لکھنے کی وجوہات بھی بیان کی ہیں۔

''بہت روز سے خود بھی اور احباب کے اصرار سے بھی گاہے گاہے خیال ہوا کرتا تھا کہ کوئی تفسیر لکھی جاوے مگر تفاسیر اور تراجم کی کثرت دیکھ کر اس کو امر زائد سمجھتا تھا اسی اثنا میں نئی حالت یہ پیش آئی کہ بعض لوگوں نے محض تجارت کی غرض سے نہایت بے احتیاطی سے قرآن کے ترجمے شائع کرنا شروع کیے جن میں بکثرت مضامین خلاف قواعد شرعیہ بھر دیئے جن سے عام مسلمانوں کو بہت مضرت پہنچی ہر چند کہ چھوٹے چھوٹے رسالوں سے ان کے مفاسد واطلاع دے کر مضرتوں کی روک تھام کرنے کی کوشش کی گئی مگر چوں کہ کثرت سے ترجمہ بینی کا مذاق پھیل گیا ہے۔وہ رسالے اس غرض کی تکمیل کے لیے کافی ثابت نہ ہو سکے تاوقتیکہ ابنائے زمانہ کو کوئی ترجمہ بھی نہ بتلا دیا جائے جس میں مشغول ہو کر ان تراجم مبتدعہ ومخترعہ سے بے التفات ہو جائیں۔۔۔تامل اور مشورے سے یہی ضرورت ثابت ہوئی کہ ان لوگوں کو کوئی نیا ترجمہ دیا جائے جس کی زبان وطرز بیان وتقریر مضامین میں ان کے مذاق وضرورت کا حتی الامکان پورا لحاظ رہے۔آخر ربیع الاول ۱۳۲۰ھ کو اس کام کو شروع کرتا ہوں''۔(مقدمہ بیان القرآن ص۲)

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کا ترجمہ دوسرے اردو تراجم کے مقابلے میں اگر چہ زیادہ سلیس اور عام فہم ہے۔محاورات کا استعمال بھی قدرے کم ہے۔مگر یہ ترجمہ قرآن توضیحی اور تشریحی زیادہ ہے۔جس کو بعد کے مترجمین نے زیادہ اپنایا اور آگے چل کر ابوالکلام آزاد نے اسی اسلوب ترجمہ کو آگے بڑھایا، جس کو''مفہوم قرآن'' کا نام دیا گیا۔مزید اس کے بعد اس اسلوب میں اور ترقی ہوئی اور اس کو''تفہیم'' نام دیا گیا۔(کنزالایمان اور معروف تراجم قرآن ص۲۱۶)

مولوی اشرف علی تھانوی نے ۱۳۲۰ھ میں یہ تفسیر لکھنی شروع کی، ۱۳۲۵ھ میں اس کی تکمیل ہوئی۔ پوری تفسیر بارہ جلدوں میں ہے۔اس تفسیر و ترجمہ کو کچھ لوگوں نے تنقید کا نشانہ بنایا ہے جیسے وما ارسلناك الا رحمة للعالمين کے ترجمہ میں وہ لکھتے ہیں۔

(اور ہم نے ایسے مضامین نافعہ دے کر آپ کو اور کسی بات کے واسطے نہیں بھیجا بلکہ دنیا جہان کے لوگوں یعنی مکلفین پر (اپنی) مہربانی کرنے کے لیے)۔

اس طرح کے ترجموں پر کچھ لوگوں نے تنقیدیں بھی کی ہیں۔تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو

مولانا سید محمد عبداللہ چھپراموی کی کتاب "البیان ترجمان القرآن ضمیمہ۔ مولانا اشرف علی تھانوی نے ربیع الاول ۱۳۲۰ھ میں یہ تفسیر لکھنے کی ابتدا کی لیکن اول پارے کے چوتھائی حصہ کا ہی ترجمہ وتفسیر لکھ پائے تھے کہ یہ سلسلہ بند ہو گیا، انھوں نے دوسری مرتبہ محرم ۱۳۲۳ھ میں اس کام کو شروع کیا اور مکمل تفسیر کی طباعت ۱۳۲۶ھ میں بیان القرآن کے نام سے ہوئی۔ طباعت کے بعد جب آپ نے مطبوعہ تفسیر کا مطالعہ کیا تو آپ کو خود ہی کچھ آیات کے ترجمہ وتفسیر قابل اعتراض معلوم ہوئے جس کی طرف اشارہ ایک محقق نے ان لفظوں میں کیا ہے۔

''ترجمہ وتفسیر کی یہ پہلی اشاعت کافی مقبول ہوئی لیکن اس پہلی اشاعت کے بعد جب مولانا نے اس کا کہیں کہیں سے مطالعہ کیا تو آپ کو بعض حصے قابل اعتراض معلوم ہوئے''۔

(بیان القرآن کا تحقیقی وتنقیدی مطالعہ ص ۱۳۱)

مولانا اشرف علی تھانوی نے بیان القرآن لکھتے وقت درج ذیل باتوں کی طرف خصوصی توجہ فرمائی ہے۔

۱۔ ترجمہ کی زبان آسان ہے، تحت لفظی کی بھی رعایت ہے۔

۲۔ ترجمہ میں خالص محاورات استعمال نہیں کئے گئے ہیں کیوں کہ ہر جگہ کے محاورات مختلف ہوتے ہیں اس لیے کتابی زبان پسند کی گئی ہے۔

۳۔ نفیس ترجمہ کے علاوہ جس مضمون کو بہت ضروری سمجھا اس کی تشریح لفظ ف بنا کر کردی گئی ہے۔ (بیان القرآن تحقیقی وتنقیدی مطالعہ ص ۱۳۳)

سید محمود قاسم کے بقول:

''اس تفسیر کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ سلیس و با محاورہ اور حتی الوسع تحت اللفظ ترجمہ ہے اور نیچے آیت کی تفسیر جس میں روایت صحیحہ اور اقوال سلف صالحین کا التزام کیا گیا ہے فقہی اور کلامی مسائل کی توضیح بھی کی گئی ہے لغات اور نحوی تراکیب کی تحقیق کی گئی ہے شبہات اور شکوک کا ازالہ کیا گیا ہے صوفیانہ اور ذوق معارف بھی درج کئے گئے ہیں۔ تمام کتب تفاسیر سامنے رکھ کر ان میں سے کسی قول کو دلائل سے ترجیح دی گئی ہے ماخذوں میں سب سے زیادہ آلوسی بغدادی کی تفسیر ''روح المعانی'' پر اعتماد کیا گیا ہے''۔ (اسلامی انسائیکلوپیڈیا جلد ص ۲۲۷)

بیان القرآن

ملیح آبادی نے قرآن کریم کے تیس پاروں کا آسان اور سلیس زبان میں ترجمہ کیا ہے اور یہ ترجمہ کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے ''گزارش'' کے تحت مصنف لکھتے ہیں۔

''مدت سے ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ قرآن مجید کا ایک نیا اور مستند ترجمہ اردو زبان میں شائع ہو کیوں کہ موجودہ تراجم قابل اطمینان نہیں ہیں بعض کی عبارت پرانی ہو چکی ہے اور نئی نسل کے دل کو لگتی نہیں اور بعض ترجمے ترجمہ نہیں تشریح کی حیثیت رکھتے ہیں اور کوئی ترجمہ بھی ایسا نہیں جو تسامح اور فنی خامیوں سے خالی ہو''۔(بیان القرآن ص۲)

ملیح آبادی نے سب سے پہلے پہلے پارے کا ترجمہ کرنے کے بجائے تیسویں پارہ کا ترجمہ کیا اور وجہ یہ بتائی کہ

''مسلمان نمازوں میں زیادہ تر تیسویں پارے ہی کی سورتیں پڑھتے ہیں اور مسلمان بچوں کو بھی سب سے پہلے یہی پارہ پڑھایا جاتا ہے اس لیے عام مسلمانوں کے فائدے کے لیے سب سے پہلے تیسویں ہی پارے کا ترجمہ مجھے ٹھیک معلوم ہوا۔(بیان القرآن ص۵)

مصنف نے اس ترجمہ میں اپنا اصول یہ اپنایا ہے کہ ترجمہ سے پہلے سورت کا موضوع بتایا ہے پھر اس سورت کی تشریح کی ہے اور پھر ترجمہ لکھا ہے مثال کے طور پر سورۂ فیل کا ترجمہ و تشریح ذیل میں نقل کی جا رہی ہے۔

موضوع۔ مادی قوت پر گھمنڈ کرنا غلطی ہے۔

تشریح۔ یمن کے حبشی حاکم ابرھہ نے اپنی جنگی قوت کے گھمنڈ پر بیت اللہ کعبے کو ڈھا دینا چاہا تھا مگر خدا نے اس سرکش کو اور اس کی فوج کو ہلاک کر ڈالا، پرندوں کے غول اس پر چھا گئے، کنکریوں کی بارش کر دی، چیچک پھیل گئی اور حملہ آور برباد ہو گئے۔

ترجمہ شروع اللہ کے نام سے جو رحمان رحیم ہے

کیا نہیں دیکھا تو نے، کیا کیا تیرے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ، کیا نہیں کر دیا ان کے داؤ کو غلط، اور بھیجے ان پر پرندے جھنڈ کے جھنڈ، جو پھینکتے تھے ان پر سنگ ریزے، پس کر ڈالا انھیں چرے ہوئے بھونسے کی طرح۔(بیان القرآن ص۹۸)

ترجمہ امانت اللہ

فورٹ ولیم کالج کے منشی مولوی امانت اللہ شیدا کا یہ ایک بہترین ترجمہ ہے۔ یہ ترجمہ ۱۲۱۸ھ/۱۸۰۳ء میں کیا گیا۔ اس ترجمہ کا ایک قلمی نسخہ ایشیا ٹک سوسائٹی آف بنگال میں موجود ہے۔ اس ترجمہ کی تیاری میں مولوی امانت اللہ کی جن لوگوں نے مدد کی ان میں فورٹ ولیم کالج کے منشی میر بہادر علی حسینی اور کاظم علی کے نام نہایت قابل ذکر ہیں۔ یہ ترجمہ فورٹ ولیم کالج کے پرنسپل جان گلکرسٹ کی فرمائش پر لکھا گیا۔ اس کی دو جلدیں ہیں جن کے اوراق کی تعداد ۵۵۵ ہیں۔ اس ترجمہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں لمبی سورتوں کا ترجمہ صاف اور ستھرا ہے۔ الفاظ بھی موزوں اور مناسب ہیں مگر اس میں کہیں کہیں تذکیر و تانیث کی غلطیاں نظر آتی ہیں۔

(عبیدہ بیگم۔ فورٹ ولیم کالج کی ادبی خدمات ص ۲۳۹ لکھنؤ ۱۹۸۳ء)

ترجمۂ رؤفی

شاہ رؤف احمد رافت مجددی رام پوری (وفات ۱۲۴۸ھ/۱۸۳۳ء) نے ۱۲۳۹ھ میں قرآن کریم کا ترجمہ مع تفسیر شروع کیا اور ۱۲۴۸ھ میں ختم کیا۔ یہ تفسیر دو جلدوں میں ہے اور اردو زبان میں ہے اس ترجمہ کو "مطبع فتح الکریم" بمبئی نے ۱۳۰۵ھ میں طبع کیا۔

(اہل حدیث کے خدام قرآن ص ۱۸۴)

ترجمۃ القرآن بآیات القرآن

غلام نبی المعروف مولوی عبد اللہ چکڑالوی فرقہ اہل القرآن کے بانی تصور کئے جاتے ہیں آپ حدیث سے استدلال کے قطعی منکر ہیں، یہ ترجمہ قرآن تین جلدوں میں ہے۔ ۱۹۰۷ء میں "اسٹیم پریس" لاہور سے شائع ہوا تھا۔ جواب نایاب ہے البتہ مختلف کتب خانوں میں اس کے نسخے مل جاتے ہیں۔ مولف چوں کہ اہل قرآن جماعت سے تعلق رکھتے ہیں اس لیے وہ آیات کی تشریح و تفسیر کے سلسلے میں احادیث سے قطعاً استفادہ ضروری نہیں سمجھتے ہیں چنانچہ موصوف خود لکھتے ہیں۔

> "کتاب اللہ کے ہوتے ہوئے انبیاء، اور رسولوں پر اختراع کئے ہوئے اقوال اور افعال یعنی احادیث قولی فعلی اور تقریری پیش کرنے کا مرض ایک قدیم مرض ہے اور جس طرح مختلف اسلامی فرقے آج کل قرآن مجید کے سامنے احادیث پیش کرتے ہیں ان کو محمد سلام اللہ علیہ

کی طرف منسوب کرتے ہیں یہی حال ان لوگوں کو تھا جو آپ کے زمانے میں موجود تھے''۔

(ترجمۃ القرآن بآیات القرآن جلد اول ص ۱۰۳)

مولوی عبداللہ چکرالوی پہلے مترجم ہیں جنہوں نے حدیث پاک سے قطعی انکار کرتے ہوئے ترجمۂ قرآن کیا تھا جس کی وجہ سے انھیں کثرت سے تاویلات سے کام لینا پڑا جس نے دین کی ہیئت ہی کو بدل ڈالا یہ ترجمۂ قرآن تشریحی اور توضیحی زیادہ ہے۔آیات کی تشریح آیات ہی کی مدد سے کرنے کوشش کی گئی ہے۔مثلاً سورہ بقرہ کی یہ آیت واذ قلنا للملائکۃ اسجدوا لآدم فسجدو الا ابلیس کی تشریح بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''اس جگہ سجدہ سے مراد صرف محض فقط خاص زبان سے معافی مانگنی ہے''۔(ترجمۃ القرآن بآیات القرآن ص ۲۹)

ترجمۂ قرآن

ابوالاعلیٰ مودودی کا یہ ترجمہ قرآن مصنف کی تفسیر تفہیم القرآن کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔اس میں بقول مترجم قرآن مجید کے مفہوم کو سمجھانے کے لیے ترجمہ کا عام طریقہ چھوڑ کر آزاد ترجمانی کا طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔مترجم نے قرآن مجید کے الفاظ کو اردو کا جامہ پہنانے کے بجائے یہ کوشش کی ہے کہ عبارت قرآن کے مفہوم کو اردو میں منتقل کر دیا جائے۔زبان عام فہم سلیس شگفتہ اور رواں دواں ہے۔تفہیم القرآن کی پہلی جلد ۱۹۵۸ء میں اولاً لاہور سے شائع ہوئی ہے،باقی جلدیں بعد میں چھپی ہیں۔(جائزہ تراجم قرآنی ص ۶۷)

ترجمۂ قرآن

اس قرآن کریم پر دو ترجمے ہیں ایک ترجمہ حضرت شاہ رفیع الدین بن حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (وفات ۱۲۳۵ھ) اور دوسرا ترجمہ نوب وحید الزماں حیدر آبادی (وفات ۱۳۳۸ھ) کا ہے اس پر تفسیر محمد عبدہ الفلاح کی ہے اس کی طباعت مجمع البحوث العملیہ الاسلامیہ ابوالکلام آزاد اسلامک اویکنگ سینٹرنئی دہلی ۲۵ سے ۱۹۹۴ء میں طبع ہو چکی ہے۔ان دونوں ترجموں کے تعلق سے ناشر نے ''عرض ناشر'' کے تحت لکھا ہے۔

''اردو میں شاہ رفیع الدین کا ترجمہ بہت مشہور ہے یہ رواں اور سلیس ہے متعدد اردو تراجم،
معانی قرآن کی بنیاد بھی شاہ صاحب اور ان کے بھائی شاہ عبدالقادر دہلوی ہی کے ترجمہ

ہیں۔ان کے بعد علامہ نواب وحید الزماں کا اردو ترجمہ ہے جو تقریباً سلف صالحین کی فکر پر مبنی ہے یہ بھی بے حد اہم اور معتبر ترجمہ ہے''۔(ترجمہ قرآن ص ۳۲ ۷ نئی دہلی ۱۹۹۴ء)

ترجمۂ قرآن

حسن بن محمد علقمی مشہور بہ نظام نیشاپوری ثم دولت آبادی نے یہ ترجمہ ۷۳۰ھ میں کیا لیکن یہ ترجمہ عربی تفسیر غرائب القرآن کے ساتھ شائع ہوا اس لیے زیادہ شہرت نہ حاصل کر سکا۔

ترجمۂ قرآن

عبدالدائم جلالی بن سید عبدالقیوم رامپوری نے اپنے ترجمۂ قرآن کو لفظی ہونے کے باوجود بامحاورہ بنانے کی کوشش کی ہے۔یہ ترجمہ اولاً تفسیر بیان السبحان کے ساتھ ماہنامہ ''مولوی'' دہلی میں ۱۹۳۷ء سے شائع ہونا شروع ہوا تھا اور عرصہ تک اسی ماہنامہ میں شائع ہوتا رہا پھر اسی ماہنامہ کے مکتبہ سے قرآن مجید کے ساتھ شائع ہوا۔ترجمہ صاف و سلیس بامحاورہ اور عام فہم ہے۔(جائزہ تراجم قرآنی ص ۵۹)

ترجمۂ قرآن

محمد امراؤ بیگ مرزا حیرت دہلوی (وفات ۱۹۲۸ء) کے اس ترجمہ کا پہلا ایڈیشن ۱۹۰۱ء میں دہلی کے ''کرزن پریس'' میں طبع ہوا اس کے کل صفحات ۶۷۰ تھے۔اس ترجمہ کے بارے میں مولانا اشرف علی تھانوی نے ایک رسالہ لکھا تھا جس کا نام" ترجمۂ اصلاح حیرت " ہے یہ رسالہ کانپور سے ''مطبع قیومی'' میں ۱۹۱۲ء میں طبع ہوا تھا۔معلوم ہوا ہے کہ انھوں نے قرآن کریم کا ترجمہ انگریزی زبان میں بھی کیا تھا۔(اہل حدیث کے خدام قرآن ص ۱۲۸)

ترجمۂ قرآن

وحیدالدین خاں نے قرآن کریم کا آسان ترجمہ کیا ہے اور اسے جیبی سائز میں شائع کیا ہے۔مترجم نے آغاز کلام کے عنوان سے ایک طویل مقدمہ بھی لکھا ہے جس میں انھوں نے لکھا ہے۔

> ''قرآن میں کل ۱۱۴ سورتیں ہیں کچھ بڑی سورتیں اور کچھ چھوٹی سورتیں۔آیتوں کی تعداد مجموعی طور پر ۶۳۲۶ ہے۔تلاوت کی ضرورت کے لیے قرآن کو تیس پاروں اور سات

منزلوں کی سورت میں تقسیم کیا گیا ہے۔قرآن ساتویں صدی کے ربع اول میں اترا اس وقت کاغذ وجود میں آچکا تھا۔ یہ کاغذ بعض مخصوص درختوں کے ریشے سے لے کر دستی صنعت کے طور پر بنایا جاتا تھا۔اس کو پپائرس کہا جاتا ہے۔قرآن کا کوئی حصہ جب بھی اترتا تو اس کو اس کاغذ پر لکھ لیا جاتا تھا جس کو عربی زبان میں قرطاس (الانعام۔ ۷) کہا جاتا ہے۔اسی کے ساتھ قرآن کو لوگ اپنے حافظے میں محفوظ کر لیتے تھے کیوں کہ اس وقت قرآن ہی واحد اسلامی لٹریچر تھا۔قرآن کو نمازوں میں پڑھا جاتا تھا اور دعوہ ورک کے تحت اس کو لوگوں کے سامنے پڑھ کر سنایا جاتا تھا اس طرح قرآن بیک وقت لکھا بھی جاتا رہا اور اسی کے ساتھ اس کو یاد بھی کیا جاتا رہا''۔(ترجمہ قرآن ص۸ دہلی ۲۰۱۱ء)

ترجمۂ قرآن

مولانا فخر الدین قادری کا یہ ترجمہ ملا حسین واعظ کاشفی کی مشہور معروف تفسیر حسینی سے کیا گیا ہے یعنی قرآن مجید کے فارسی ترجمے کو اردو کا جامہ پہنایا گیا ہے۔مترجم کا کمال یہ ہے کہ اس نے واعظ کاشفی کے فارسی ترجمہ کی ادبی خصوصیات کو بڑی حد تک اردو میں منتقل کر دیا ہے۔

یہ ترجمہ تفسیر قادری کے ساتھ پہلی مرتبہ غالباً ۱۸۸۲ء میں لکھنؤ سے شائع ہوا ہے۔مختلف مطابع سے اس کے متعدد ایڈیشن نکل چکے ہیں۔(جائزہ تراجم قرآنی ص۳۴)

ترجمۃ القرآن (عنایت رسول کی)

شاہ حقانی مارہروی والد ماجد کی نسبت سے برکاتی اور والدہ ماجدہ کی نسبت سے عظمتی تھے۔والد ماجد کا نام حضرت سید شاہ آل محمد تھا۔ پدری سلسلہ نسب حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم پر منتہی ہوتا ہے۔۱۱۴۵ھ میں مارہرہ مطہرہ میں ولادت ہوئی۔ والد ماجد کے علاوہ بڑے بھائی حضرت سیدنا شاہ حمزہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اجازت وخلافت حاصل تھی۔۱۲۱۰ھ میں وصال ہوا۔(اہل سنت کی آواز مارہرہ اکتوبر ۲۰۱۱ص ۳۲)

حضرت شاہ حقانی کا یہ ترجمہ ''تفسیر حقانی'' کے ساتھ لکھا گیا۔۱۲۰۶ھ میں اس کی تکمیل ہوئی، اس کا قلمی نسخہ خانقاہ برکاتیہ مارہرہ میں محفوظ ہے۔خانقاہ کے سجادہ نشین پروفیسر محمد امین

مارہروی نے ۸۹۵ صفحات پر مشتمل "شاہ حقانی کا اردو ترجمہ و تفسیر قرآن۔ایک تنقیدی و تحقیقی جائزہ" کے نام سے شائع کر دیا ہے۔

ترجمۂ قرآن اجتماعی

شاہ عالم کے دور میں فورٹ ولیم کالج کلکتہ میں ڈاکٹر جان گل کرسٹ کی سرپرستی میں چند علماء نے پورے قرآن کا ترجمہ کیا۔ یہ ترجمہ ۱۲۱۸ھ میں ہوا۔ جن علماء نے اس ترجمہ میں حصہ لیا ان کے اسماء اس طرح ہیں۔ امانت اللہ، میر بہادر علی، فضل علی، کاظم علی، حافظ غوث علی یہ ترجمہ صرف سورۂ فیل سے آخر دس سورتوں کا طبع ہوا ہے باقی ابھی مخطوطہ ہے

ترجمۂ قرآن

شاہ عالم کا دور قرآن مجید کے ترجموں کے لیے بہت مشہور ہے۔ حضرت شاہ عبدالقادر اور حضرت شاہ رفیع الدین کے ترجمے بھی اسی دور میں ہوئے۔ یہ ترجمہ بھی شاہ عالم کی ایماء سے حکیم شریف حسین خاں دہلوی (وفات ۱۸۰۷ء) نے ۱۲۱۶ھ میں حضرت شاہ عبدالقادر کے ترجمہ کے مقابلے میں کیا تھا۔ یہ ترجمہ مولوی عبدالحق کی رائے کے مطابق حضرت شاہ عبدالقادر کے مقابلے میں زیادہ صاف ہے، اس میں لفظی پابندی کے بجائے اردو زبان کی ترکیب کا نسبتاً زیادہ خیال رکھا گیا ہے۔ ترجمہ کی صراحت کے لیے کہیں کہیں ایک آدھ لفظ بڑھا دیا گیا ہے۔ "داستان تاریخ اردو" کے مصنف محمد احمد خاں نے اس کا پتا لگایا ہے اس کا ایک نسخہ خاندان شریفی میں موجود ہے۔ (جائزۂ تراجم قرآنی ص ۲۶)

ترجمۂ قرآن مجید

سید احمد حسین صوفی (وفات ۱۸۹۵ء) نے اردو میں ترجمۂ قرآن ضبط تحریر میں لانے کا سلسلہ شروع کیا تھا ترجمے کے پانچ پارے ہوئے تھے اور ان پانچ پاروں کا ترجمہ انھوں نے طبع بھی کرا لیا تھا لیکن اسی اثنا میں ان کا انتقال ہو گیا۔ (اہل حدیث کے خدام قرآن ص ۷۸)

ترجمۂ قرآن

محمد باقر فضل اللہ خیر آبادی کا یہ ترجمہ بھی غیر مطبوعہ ہے۔ ترجمہ کے سن کا پتا نہیں چل سکا ہے۔ زبان کی ساخت کے لحاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ تیرہویں صدی ہجری کے دور کا ہے۔ یہ ترجمہ حیدر آباد دکن میں آغا حیدر صاحب کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ (جائزہ تراجم قرآنی ص ۳۲)

ترجمہ قرآن

مولانا عبدالحق حقانی کا یہ ترجمہ پرانا ہونے کے باوجود بہ لحاظ زبان و بیان اور مطالب نہایت عام فہم، بامحاورہ سلیس اور مطلب خیز ہے۔ تفسیر فتح المنان معروف بہ تفسیر حقانی کے ساتھ آٹھ جلدوں میں شائع ہوا ہے۔ پہلی سات جلدیں ۱۸۸۷ء سے لے کر ۱۸۹۵ء تک اور آٹھویں جلد جو پارۂ عم پر مشتمل ہے۔ ۱۹۰۰ء میں ''مطبع مجتبائی'' دہلی میں چھپی ہے۔ اس ترجمہ کے اب تک متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اس کی تفصیل گذر چکی ہے۔

(جائزہ تراجم قرآنی ص ۳۷)

مولوی عبدالحق حقانی فراغت کے بعد مدرسہ فتح پوری دہلی میں تدریس پر مامور ہوئے۔ آخر عمر میں مدرسہ عالیہ کلکتہ چلے گئے انھیں انگریز حکومت کی طرف سے ''شمس العلماء'' کا خطاب ملا۔ آپ کی تصانیف میں حسای کی تعلیق "عقائد اسلام " اور" البیان فی علوم القرآن " اور تفسیر فتح المنان"معروف بہ تفسیر حقانی جو کئی جلدوں پر مشتمل ہے بہت معروف ہیں۔ مولوی حقانی کی تفسیر اردو زبان میں ہی معروف ہے۔ تفسیر کے ساتھ ترجمہ بھی آپ نے خود فرمایا ہے اگرچہ آپ مترجم سے زیادہ مفسر کی حیثیت سے تسلیم کئے جاتے ہیں۔ مولوی حقانی نے ترجمۂ قرآن میں تمام مترجمین سے ہٹ کر جداگانہ اسلوب اختیار کیا۔ نہ تو ڈپٹی نذیر احمد کی طرح غیر ضروری محاورات استعمال کئے نہ تو فتح محمد جالندھری اور اشرف علی تھانوی کی طرح عبارت کو طول دیا۔ اسی طرح دہلوی برادران کی طرح لفظی اور انتہائی مختصر عبارت سے گریز کیا۔ البتہ جگہ جگہ مطلب واضح کرنے کے لیے بین قوسین عبارت بڑھا کر ربط و تسلسل پیدا کرنے کی کوشش ضرور کی ہے۔ زبان شستہ اور آسان ہے، اسلوب عالمانہ ہوتے ہوئے بھی عام فہم اور واضح ہے۔ ترجمہ ایک مربوط عبارت معلوم ہوتی ہے، جس سے پڑھنے والے کو یقیناً سیری حاصل ہوتی ہے۔ مگر مولوی عبدالحق حقانی نے بھی وہی غیر محتاط طریقہ دہرایا ہے جو ان سے پہلے کے مترجمین اپنے ترجمۂ قرآن میں اختیار کر چکے ہیں۔ سب سے زیادہ افسوس کا پہلو یہ ہے کہ مولوی حقانی صاحب نے اس بات کا خیال ترجمہ کے وقت نہیں رکھا کہ جو الفاظ اور لہجہ ایک عام انسان کے لیے استعمال ہوتا ہے وہ کسی نبی یا رسول کے لیے کیسے مناسب ہے؟۔ بعض مقامات پر اتنا سخت لہجہ ہے

کہ ترجمہ کے الفاظ پڑھتے ہوئے خوف محسوس ہوتا ہے مثلاً ''محمد تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں''، ''تمہارے ماں باپ کو جنت سے کپڑے اتروا کر نکلوا دیا تھا''، ''تمہاری بھلائی کا ہوکا ہے''، ''رسول بھی ناامید ہوچکے''، ''اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے''، ''اللہ ان سے دل لگی کیا کرتا ہے''۔ وغیرہ وغیرہ۔ (کنزالایمان اور معروف تراجم قرآن ص۲۰۴)

ترجمہ قرآن

سرسید احمد خاں کا یہ ترجمہ ان کی تفسیر القرآن کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ سرسید کی تفسیر کی پہلی جلد ۱۸۷۹ء میں چھپی ہے۔ اس کے بعد وقتاً فوقتاً ۱۸۹۵ء تک اس کی چھ جلدیں شائع ہوئیں۔ جو سورہ بنی اسرائیل تک کے ترجمے وتفسیر پر مشتمل ہیں۔ ساتویں جلد جس میں سورۂ انبیاء کا ترجمہ وتفسیر ہے چھپنے نہ پائی تھی کہ مصنف کا انتقال ہوگیا۔ اس ترجمہ کے تعلق سے سرسید کے سوانح نگار خواجہ الطاف حسین حالی لکھتے ہیں۔

> ''سرسید نے اس تفسیر میں جابجا ٹھوکریں کھائی ہیں اور بعض مقامات پر ان سے نہایت رکیک لغزشیں ہوئی ہیں''۔ (حیات جاوید حصہ اول ص۱۸۴ مطبع مفید عام آگرہ)

سرسید کا یہ ترجمہ ''علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ پریس'' میں ۱۸۸۵ء میں تفسیر القرآن کے ساتھ چھپا ہے۔ (جائزہ تراجم قرآنی ص۳۳)

سرسید احمد خاں کی جامع سوانح حیات مولوی الطاف حسین حالی نے حیات جاوید کے نام سے مرتب کی ہے۔ جس میں سرسید احمد خاں اپنی سوانح حیات میں خود بیان فرماتے ہیں۔

> ''اول اول جب کبھی سرسید احمد خاں کے سامنے ان کی لائف لکھنے کا ارداہ ظاہر کیا جاتا تھا تو وہ ہمیشہ کہا کرتے تھے میری لائف میں سوا اس کے کہ لڑکپن میں خوب کبڈیاں کھیلیں کنکوے اُڑائے، کبوتر پالے، ناچ مُجرے دیکھے، اور بڑے ہوکر نیچری کافر اور بے دین کہلوائے اور رکھا ہی کیا ہے۔ (حیات جاوید ص۲۶)

سرسید کی تمام تصانیف میں خصوصاً ۱۸۵۷ء کے بعد کے دور کی تصنیفات میں نیچریت کا رنگ غالب ہے۔ وہ سمجھتے تھے کہ نوجوان مسلمان مغربی فلسفہ، سائنس پڑھ کر اسلام کے ہر عقیدے اور قانون کو عقل یعنی فطرت سے جانچیں گے۔ چنانچہ انھوں نے اسلام کے ہر عقیدے، قانون اور

حکم کو عقل کے مطابق ثابت کرنے کوشش کی۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے تفسیر میں تمام معجزات انبیا کا انکار کردیا۔ یہاں تک کہ آدم علیہ السلام کی پیدائش، شیطان، فرشتے، جنت، دوزخ، حساب وکتاب، میزان، صراط وغیرہ کا انکار کرتے ہوئے اپنی طرف سے ان کی تاویلات پیش کیں جس کے باعث اس وقت کے تمام علما کرام نے ان کی سخت مخالفت کی اور ان پر کفر والحاد کے فتوے جاری کیے۔ ایسے تمام اختلافات کو مولوی الطاف حسین حالی نے اپنی کتاب ''حیات جاوید'' میں تفصیل سے بیان کیا ہے''۔ (حیات جاوید ص ۵۳۲۔۵۷۰)

سر سید احمد کا ترجمۂ قرآن مع تفسیر ابتدائی ۱۵ پاروں تک ہی مکمل ہو سکا اس کی پہلی جلد ۱۲۹۲ھ/۱۸۸۰ء میں منظر عام پر آئی اور پھر وقتاً فوقتاً دوسری جلدیں شائع ہوتی رہیں یہاں تک کہ ۱۸۹۵ء میں نصف قرآن کا ترجمہ مع تفسیر مکمل ہو سکا پھر زندگی نے وفا نہ کی اور ۱۳۲۵ھ/۱۸۹۸ء میں علی گڑھ میں ان کا انتقال ہوگیا اور کالج کے احاطہ میں دفن کیے گئے۔ (داستان تاریخ اردو ص ۲۱۳)

صاحب تفسیر المنان مولوی عبدالحق حقانی نے سرسید احمد خاں کے ترجمہ وتحقیق پر جو تنقید کی ہے وہ اپنی تفسیر کے مقدمہ میں اس طرح لکھتے ہیں۔

''تفسیر القرآن آنریبل سید احمد خاں بہادر کی تصنیف ہنوز ناتمام ہے اس شخص نے ترجمہ شاہ عبدالقادر کو ذرا بدل کر ترجمہ لکھا ہے اور باقی اپنے خیالات باطلہ کو جو ملحدین یوروپ سے حاصل کیے ہیں اور جن کے اتباع کا ان کے نزدیک ترقی قومی اور فلاح اسلام ہے اور بے مناسب آیات واحادیث واقوال علما کو اپنی تائید میں لاکر الہام الٰہی کو تحریف کیا ہے دراصل یہ کتاب تحریف قرآن ہے اور خان بہادر کی اسی بے باکی اور الحاد کی وجہ سے تمام ہندوستان کے علمانے تکفیر کا فتویٰ دیا ہے''۔ (تفسیر فتح المنان اول ص ۱۵۲)

ترجمۂ قرآن

شائق احمد عثمانی نے صرف پارۂ عم کا ترجمہ کیا ہے جو مطبع رحمانیہ مونگیر بہار سے ۱۹۱۷ء میں شائع ہوا ہے۔ اس جلد کے علاوہ اور جلدوں کا پتا نہیں چل سکا۔ (جائزہ تراجم قرآنی ص ۵۳)

ترجمۂ قرآن

نظام الدین حسن نے اپنا یہ مکمل ترجمۂ قرآن نول کشور پریس لکھنؤ سے ۱۹۰۷ء میں شائع کیا۔ (قرآن کے اُردو تراجم، ص ۲۶۲)

ترجمۂ قرآن

عبدالمقتدر بدایونی (وفات ۱۹۱۵ء) کا یہ ترجمہ آگرہ سے چھپ چکا ہے، سن طباعت کا ذکر نہیں ہے۔

ترجمۂ قرآن

فتح محمد تائب لکھنوی کا ترجمہ نہ بالکل تحت اللفظ ہے اور نہ بامحاورہ بلکہ بین بین ہے۔ لکھنویت کے باوجود زبان میں وہ بات نہیں جو ہونی چاہئے۔ یہ ترجمہ بعض دوسرے تراجم کی طرح تفسیر کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ جس کا نام خلاصة التفاسير ہے۔ یہ تفسیر چار جلدوں پر مشتمل ہے اور ۱۸۹۱ء سے ۱۸۹۳ء تک لکھنؤ کے ''مطبع انوار محمدی'' سے اس کی اشاعت ہو چکی ہے۔

(جائزہ تراجم قرآنی ص ۳۸)

ترجمۂ قرآن

خواجہ حسن نظامی دہلوی کے اس ترجمہ کا نام عام فہم تفسیر ہے اور حقیقت میں اس کا بیشتر حصہ تفسیری ہے، قرآنی عبارت کے نیچے شاہ رفیع الدین دہلوی کا لفظی ترجمہ ہے پھر اس کے نیچے خواجہ حسن نظامی کا ترجمہ ہے۔ ترجمہ کے درمیان قوسین کے وسط میں لمبی تشریح بھی ہے جو بجائے حاشیہ کے قوسین کے درمیان لکھ دی گئی ہے۔ تیسوں پاروں کا ترجمہ تیس اجزاء میں ملاوا حدی کے زیر اہتمام شائع ہوا ہے۔ اس کا پہلا حصہ ۱۹۲۴ء میں اشاعت پذیر ہوا ہے۔

(جائزہ تراجم قرآنی ص ۵۳)

ترجمۂ قرآن

غلام زرقانی، جو مولانا ارشد القادری کے فرزند ہیں اس وقت امریکہ میں بحیثیت استاد کسی کالج میں خدمت انجام دے رہے ہیں۔ انہوں نے قرآن کریم کا موجودہ زمانے کے لحاظ سے سلیس اُردو ۲۰۱۶ء میں ترجمہ مکمل کیا ہے، جو اس وقت زیر طبع ہے۔

ترجمۂ قرآن

سید فدا علی وامق بریلوی کے والد ماجد سید مردان علی شاہ (وصال ۱۹۲۰ء) عابد شب زندہ دار بزرگ تھے۔ علم وفضل میں ان کا پایہ بہت بلند تھا۔ وامق بریلوی نے علم وفن کا خزانہ اُنہیں کے

سامنے زانوئے تلمذ تہہ کر کے حاصل کیا۔ عصری علوم میں جو آپ کو بالا دستی تھی اس کا اندازہ آپ کے نوک قلم سے نکلی ہوئی تحریروں سے لگایا جاسکتا ہے۔

سید فدا علی وامق کی ولادت گھیر فتح محمد خاں شہادت گنج بریلی میں متدین پاک باز سادات خانوادہ میں ہوئی۔ آپ نجیب الطرفین حسنی وحسینی سید تھے۔ ۳۴ویں پشت میں سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان کے توسط سے آپ کا پدری سلسلہ نسب حضرت مولائے کائنات علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم پر منتہی ہوتا ہے۔

سید وامق میاں کا آبائی مشرب سلسلہ قادریہ ہے پھر بدایوں کے راستے سے نہ جانے کس بزرگ کے عہد میں سلسلہ چشتیہ نظامیہ اس خانوادہ میں داخل ہوا۔ یہاں سجادگان کو دونوں سلاسل کی اجازت وخلافت حاصل تھی۔ سلسلہ چشتیہ میں وامق میاں شیخ ابواحمد محمد علی حسین اشرفی میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سرکار کلاں آستانہ کچھوچھہ مقدسہ (روح آباد) کے خلیفہ تھے۔ سلسلہ قادریہ کی بیعت وخلافت والد ماجد سے حاصل تھی۔ اس طرح خانقاہ وامقیہ بریلی دونوں سلاسل کا سنگم ہے۔ یہاں دونوں سلاسل کا احترام ہوتا ہے اور دونوں کی رسومات یکساں ادا کی جاتی ہیں۔

سید فدا علی وامق بریلوی کو اردو فارسی دونوں زبانوں پر مشق سخن کی یکساں قدرت تھی فارسی شاعری میں وہ اپنا تخلص "زائر" اور اردو شاعری میں وہ اپنا تخلص "وامق" استعمال کرتے تھے۔ موخر الذکر تخلص نے اتنی شہرت حاصل کی کہ لوگ آپ کا اصل نام بھول گئے۔ آپ نے شاہان زمانہ کی شان میں قصیدہ خوانی کی آلودگی سے اپنی زبان کو محفوظ رکھا۔ آپ کے شعر وسخن کا مرکز فخر آدم احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی تھی۔

وامق میاں کو شعر سنجی اور سخن فہمی کا اعلیٰ ملکہ تو حاصل تھا ہی قرآنیات کے بھی زبردست عالم تھے، اس کا انکشاف راقم السطور کو آستانہ وامقیہ میں ایک ناقص الطرفین ترجمہ قرآن کریم کی زیارت سے ہوا۔ ترجمہ سلیس وشگفتہ ہے۔ کاش اس ترجمہ قرآن کے اول وآخر کے اجزا محفوظ ہوتے اور اس کی اشاعت ہو جاتی تو وامق بریلوی کی یہ عالمانہ کوشش رایگاں نہ ہوتی۔

(تاریخ مشائخ قادریہ جلد۲ص ۴۵۷)

ترجمۂ قرآن

یعقوب حسن نے مضمون کے لحاظ سے آیات قرآنی کی تبویب کر کے نزول ترتیب کے

موافق قرآن کو دو جلدوں میں پیش کیا تھا اور اسی ترتیب کے موافق ترجمہ بھی کیا تھا۔ ترجمہ مولف کا اپنا نہیں بلکہ مختلف ترجمۂ قرآن کو سامنے رکھ کر مرتب کیا تھا۔ یہ ترجمہ مع کتاب الھدیٰ مدراس میں ۱۳۴۳ھ/۱۹۲۴ء میں طبع ہوا تھا۔ (جائزہ تراجم قرآنی ص ۵۵)

ترجمۂ قرآن

محمد میمن جوناگڑھی کا یہ ترجمہ مسلک اہل حدیث کے مطابق ہے۔ یہ ترجمہ پہلے مترجم نے قسط وار تفسیر ابن کثیر کے ترجمہ کے ساتھ اپنے ''اخبار محمدی'' دہلی میں ۱۹۲۸ء۔۱۹۳۳ء میں شائع کرایا۔ پھر نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی نے ہر پارہ کو علیحدہ کر کے مستقل کتابی شکل میں طبع کیا۔ ترجمہ زبان و بیان کے لحاظ سے عام فہم ہے۔ (جائزہ تراجم قرآنی ص ۵۶)

ترجمۂ قرآن

احمد حسن ندوی مترجم نے مختلف مستند تراجم کو سامنے رکھ کر ایک سہل با محاورہ ترجمہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ مطبع تیغ بہادر لکھنؤ نے ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء میں تفسیر بیا ن القرآن کے ساتھ شائع کیا ہے۔ ترجمے میں آیت کے گول نشانات دیئے گئے ہیں اور ان پر نمبر ڈالے گئے ہیں۔ (جائزہ تراجم قرآنی ص ۶۰)

ترجمۂ قرآن

عبدالمجید دہلوی کا یہ ترجمہ پارۂ عم کے آخری ربع یعنی سورۂ اقراء سے سورۂ الناس تک ہے۔ یہ ترجمہ تیسیر البیان فی ترجمة القرآن کے ساتھ ۱۳۲۱ھ میں مطبع انصاری دہلی سے ۱۹۰۳ء میں طبع ہوا ہے۔ (جائزہ تراجم قرآنی ص ۴۲)

ترجمۂ قرآن

فتح محمد جالندھری کا یہ ترجمہ ۱۳۲۵ھ میں ''رفاہ عام پریس'' سے طبع ہوا ہے۔ ترجمہ کا نام فتح المجید ہے۔ اردو میں حضرت شاہ عبدالقادر اور مولانا احمد رضا خاں قادری کے ترجمے کے بعد سب سے زیادہ اسی ترجمہ کو شہرت ملی۔ زبان سلیس اور انداز بیان عام فہم ہے۔ اپنی معنویت کے لحاظ سے علمائے کرام کے نزدیک قابل اعتماد سمجھا جاتا ہے۔ (جائزہ تراجم قرآنی ص ۴۵)

اس ترجمہ کو مولوی فتح محمد جالندھری نے ۱۳۱۸ھ میں مکمل کر لیا تھا اور پہلی مرتبہ ۱۳۱۸ھ/

۱۹۰۰ءفتح الحمید کے نام سے امرتسر سے شائع ہوا۔اس کے علاوہ یہ ترجمہ قرآن بلامتن " نور هدایت " کے نام سے جالندھر سے بھی شائع ہوا۔تاج کمپنی پاکستان سے پہلی بار اس کی اشاعت ۱۹۶۹ء میں ہوئی۔مترجم نے اپنے ترجمہ کے تعلق سے جورائے پیش کی ہے اس کو ملاحظہ کیجئے۔

''اس ترجمہ قرآن میں جس امر کی زیادہ کوشش کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ سلیس اور بامحاورہ ہو اور اس کے ساتھ مطالب قرآنی صحیح ادا ہوں۔حق یہ ہے کہ قرآن مجید کا شستہ، شگفتہ، لطیف، شیریں، دلنشیں اعلیٰ اور ادبی ترجمہ کرنا جوئے شیر کا لانا ہے اور میں نے جہاں تک میرے امکان میں تھا اسی طرح کا ترجمہ کرنے کی کوشش کی ہے۔زبان ایسی اختیار کی گئی ہے جو شایان شان ذوالجلال والاکرام ہے۔صحت کے لحاظ سے اگر یہ ترجمۂ قرآن معتبر تفاسیر سے جانچا جائے تو کسوٹی پر کسا ہوا سونا نظر آئے گا۔یوں سمجھئے کہ شاہ عبدالقادر صاحب کا ترجمہ اگر مصری کی ڈلیاں ہیں تو یہ ترجمہ شربت کے گھونٹ، نہایت آسان، سریع الفہم، کہ پڑھتے جایئے اور مطالب سمجھتے جایئے''۔(قرآن حکیم کے اردو تراجم ص۲۶۲)

ترجمۂ قرآن

مولانا احمد سعید دہلوی کا خطیبانہ طرز بیان کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ترجمہ کا انداز شگفتہ، سلیس، عام فہم، اور مطلب خیز ہے۔یہ ترجمہ ''مؤتمر المصنفین'' دہلی کے زیر اہتمام ۱۳۸۲ھ/ ۱۹۶۲ء میں دو جلدوں میں شائع ہوا ہے۔(جائزہ تراجم قرآنی ص ۶۸)

ترجمۂ قرآن

مولانا فیروز الدین نے ترجمہ قرآن کے آخر میں لکھا ہے کہ ''میں نے یہ ترجمہ ۷۸ برس کی عمر میں ماہ رمضان المبارک میں مکمل کیا ہے۔ترجمے پر جو تفسیری حواشی تسهيل القرآن کے نام سے دیئے گئے ہیں وہ موضح القرآن کا خلاصہ ہیں۔اس ترجمے کے متعدد ایڈیشن لاہور سے شائع ہو چکے ہیں۔(جائزہ تراجم قرآنی ص۶۲)

ترجمۂ قرآن

عاشق الٰہی میرٹھی (وفات ۱۹۴۱ء) کے اس ترجمہ کی تالیف ۱۹۰۰ء میں اور طباعت ۱۹۰۲ء میں ہوئی ہے۔زبان وانشاء کے اعتبار سے مترجم کا ترجمہ اچھا خاصا رواں اور سلیس ہے۔بیان

مطالب کے لحاظ سے بھی عام فہم اور مطلب خیز ہے۔ اس کا پہلا ایڈیشن مع حواشی ۱۹۰۲ء میں ''خیر المطابع'' لکھنؤ میں چھپا ہے۔ جسے خود انھوں نے ہی قائم کیا تھا۔ اسی کو تفسیر میر ٹھی بھی کہا جاتا ہے۔ اسی نام سے یہ تفسیر ۲۰۱۲ء میں'' مکتبہ یحیاوی'' سہارن پور سے شائع ہوئی ہے۔

(جائزہ تراجم قرآنی ص ۴۲)

مولوی عاشق الٰہی میرٹھی کی تصانیف میں صرف ترجمۂ قرآن ہی سب سے اہم ہے۔ جسے آپ نے صرف ۲۰ سال میں مکمل کیا اور اپنے مطبع سے چھپوا کر شائع کیا۔ اس طرح ترجمۂ قرآن کی تاریخ میں مولوی عاشق الٰہی میرٹھی سب سے کم عمر مترجم قرار دئے جا سکتے ہیں۔

ترجمۂ قرآن

مولانا وحید الزماں بن مسیح الزماں لکھنوی ثم حیدر آبادی کو صحاح ستہ کے ترجمہ کے سلسلے میں علمی حلقوں میں بڑی شہرت حاصل ہے۔ مولانا وحید الزماں نے صحاح کے تراجم کے بعد قرآن مجید کا ترجمہ بھی کیا ہے۔ یہ ترجمہ مع حواشی کے جو تفسیر وحیدی کے نام سے موسوم ہے ۱۹۰۵ء میں مطبع القرآن والسنۃ امرتسر سے شائع ہوا ہے۔ (جائزہ تراجم قرآنی ص ۴۴)

ترجمۂ قرآن

شاہ رفیع الدین (وفات اگست ۱۸۱۸ء) بن شاہ ولی اللہ دہلوی نے قرآن کا اردو زبان میں ترجمہ اس وقت کیا جب یہ زبان اپنے ابتدائی مرحلہ میں تھی، بعض حضرات کے نزدیک یہ اردو میں اولین ترجمہ ہے۔ یہ تحت اللفظ ترجمہ ہے۔ اور پہلی بار ۱۸۴۰ء میں کلکتہ سے شائع ہوا ہے۔

(اہل حدیث کے خدام قرآن ص ۱۸۰)

برصغیر پاک و ہند میں ان کی شہرت استاد عالم اور ادیب کی حیثیت سے آج بھی مسلم ہے اردو ادب کی تاریخ میں ان کی اصل شہرت قرآن پاک کا پہلا لفظی اردو ترجمہ ہے جو آپ نے ۱۲۰۰ھ میں مکمل کیا۔ ترجمہ قرآن کے علاوہ ان کی مختصر تفسیر بھی ہے جو تفسیر رفیعی کے نام سے منسوب ہے۔ ایک مصدقہ روایت کے مطابق ترجمہ و تفسیر آپ نے اپنے شاگرد سید نجف علی خاں کو املا کروائی تھی۔ جس کی تفصیل نجف علی خاں کے بیٹے میر عبد الرزاق نے تفسیر رفیعی کے دیباچہ میں بھی بیان کی ہے۔

''کہتا ہے خاکسار میر عبدالرزاق بن سید نجف علی خاں المعروف فوجدار خاں کہ والد بزرگوار نے بخدمت جناب عالم باعمل وفاضل بے بدل واقف علوم معقول ومنقول خلاصۂ علمائے متاخرین مولوی رفیع الدین سے عرض کیا تھا کہ میں چاہتا ہوں کہ ترجمہ کلام اللہ تحت اللفظ آپ سے پڑھ کر زبان اردو میں لکھوں پھر اس کو آپ ملاحظہ فرما کر اصلاح دے کر درست فرمادیا کریں چنانچہ آپ نے قبول فرمایا اور تمام کلام اللہ اسی طرح مرتب ہوا اور رواج پایا۔ اسی صورت سے تفسیر سورۂ بقرہ کی موسوم بہ" تفسیر رفیعی " کیا۔

(تفسیر رفیعی ص ۲۰، دہلی ۱۲۷۴ھ)

برصغیر پاک وہند میں شاہ رفیع الدین دہلوی کو اردو زبان میں لفظی ترجمۂ قرآن کا بانی تصور کیا جاتا ہے۔ اس ترجمہ کا پہلا ایڈیشن دو جلدوں پر مشتمل پہلی دفعہ ''اسلام پریس'' کلکتہ سے ۱۲۵۴ھ/۱۸۴۰ء میں نستعلیق میں ٹائپ میں طبع ہوا تھا۔ (پرانی اردو میں قرآن مجید کے تراجم وتفاسیر مقالہ مولوی عبدالحق، سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر جلد دوم ص ۱۷۷)

ڈاکٹر جمیل جالبی نے اس ترجمۂ قرآن کے تعلق سے لکھا ہے۔

''شاہ رفیع الدین ترجمہ کی تاریخی اہمیت یہ ہے کہ اردو زبان کا یہ پہلا ترجمہ ہے۔ جن کو اسی وقت سے قبولیت حاصل ہوئی جب سے یہ مکمل ہوا اور اس ترجمہ نے بند دروازے کھول کر قرآن کریم کے اردو ترجمہ کی ایسی روایت قائم کی ہے کہ یہ سلسلہ آج تک جاری ہے لفظی ترجمہ ہونے کے باوجود یہ وہ ترجمہ ہے جو قرآن کی روح اس کے مزاج کے مطابق اور قریب ترین ہے''۔ (تاریخ ادب اردو جلد دوم ص ۱۰۵۴)

ترجمۂ قرآن

ڈپٹی نذیر احمد اردو ادب کے عناصر خمسہ میں سے ایک ہیں۔ ان کا تعلق اتر پردیش کے ضلع بجنور کے ایک موضع ''ریہڑ'' سے تھا یہیں ۶ دسمبر ۱۸۳۶ء کو ان کی ولادت ہوئی۔ ان کے مورث اعلیٰ شاہ عبدالغفور اعظم پوری صوفی صافی اور شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے خلیفہ تھے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی مشہور کتاب ''اخبار الاخیار'' میں لکھا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رویا میں شاہ صاحب کو ایک خاص ورد تعلیم کیا تھا جسے شاہ صاحب پڑھتے رہتے تھے۔

مولوی نذیر کے والد مولوی سعادت علی عربی فارسی کے عالم اور درویش مزاج بزرگ تھے۔ مولوی نذیر احمد نے ابتدائی تعلیم اُنہیں سے حاصل کی تھی۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے مولوی نصر اللہ خویشگی کی خدمت میں حاضر ہوئے، مولوی نصر اللہ خاں خویشگی نقشبندی سلسلہ کے بزرگ جید عالم متعدد کتابوں کے مصنف اور اس زمانہ میں ڈپٹی کلکٹر تھے۔ مولوی نذیر احمد پانچ برس تک ان کی شاگردی میں رہے۔ پھر مولانا عبدالخالق کی صحبت میں دہلی آگئے اورنگ آبادی مسجد میں قیام رہا۔ ان کی خدمت میں اُنہیں قدیم طرز تدریس سے آشنائی کا موقع ملا۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد اُنہیں کنجاہ میں مدرسی مل گئی، دو سال یہاں گذارے پھر کانپور میں ڈپٹی انسپکٹر مدارس مقرر ہوئے۔ مگر کچھ دن بعد استعفیٰ دے کر دہلی واپس آگئے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کا پورا عرصہ مولوی نذیر احمد نے دہلی میں گزارا امن وامان ہونے پر مولوی صاحب ایک بار پھر ڈپٹی انسپکٹر مدارس مقرر ہوئے اور الہ آباد میں متعین ہوئے۔ یہاں اُنہیں انگریزی زبان وادب سے دلچسپی پیدا ہوئی اُنہیں یہ اندازہ ہوگیا کہ مسلمانوں کے لیے انگریزی زبان سیکھنا کتنا ناگزیر ہے۔ ورنہ وہ ترقی کی دوڑ میں پیچھے رہ جائیں گے۔

مولوی نذیر احمد ڈپٹی انسپکٹر مدارس سے تحصیلدار ہوئے اور پھر ترقی کرتے کرتے ڈپٹی کلکٹر ہوگئے اور پھر حیدرآباد دکن کے مشہور وزیر اعظم سر سالار جنگ نے ان کی ایمانداری محنت اور لگن کو دیکھ کر اپنے یہاں کمشنر کے عہدہ پر فائز کردیا۔ اپنی ملازمت کے دوران انھوں نے ضابطہ فوجداری اور قانون شہادت کا اردو ترجمہ بھی کیا۔ مولوی صاحب کے حیدرآباد چلے جانے سے تصانیف کا سلسلہ وقتی طور پر رک گیا، دہلی واپس آنے کے بعد اس سلسلے میں ''محصنات'' ابن الوقت ایامی، اور رویائے صادقہ کا اضافہ ہوا۔ اس طرح ان کے ناولوں کی تعداد سات ہو بتائی جاتی ہے۔

مولوی نذیر احمد کو اردو زبان وادب کی تاریخ میں اہم مقام حاصل ہے۔ اردو ادب کو فروغ دینے کے لیے قرآن مجید کا ترجمہ بھی اردو زبان ہی میں کرنے پر زور دیتے تھے۔ انھوں نے اپنا ترجمہ قرآن ۱۹۰۲ء میں کیا ان کے ترجمہ کی زبان نہایت شستہ وسلیس اور ادبی ہوتی تھی۔ وہ اپنے ترجمہ میں خالص دہلی کی ٹکسالی زبان استعمال کرتے تھے۔ مگر یہ ٹکسالی زبان بعضوں کے نزدیک ناپسند تھی۔ (مجلہ راہ اسلام ص ۵۵ جولائی ۲۰۰۹ء)

ڈپٹی نذیر احمد کے دور میں اگر چہ کئی ایک ترجمے اردو اور فارسی زبان میں موجود تھے مگر زبان کے اعتبار سے انھیں وہ پھیکے اور بدمزہ معلوم ہوتے تھے، ان میں قرآن کی سی چستی و برجستگی متانت وقوت اور فصاحت وبلاغت ان کو نظر نہیں آتی تھی کچھ دنوں بعد ان کے خیال میں ایک نئے ترجمے کی نہ صرف امنگ پیدا ہوئی بلکہ انھوں نے ترجمة القرآن کے نام سے قرآن پاک کا ترجمہ زبان حال کے محاورے میں نہایت سلیس اور عام فہم کیا۔ شروع میں ایک مطول اور مفصل فہرست مطالب قرآن مجید شامل ہے یعنی جو احکامات مختلف مقامات میں وارد ہوئے ہیں ان کو ایک جگہ بقید پارہ وسورہ ورکوع جمع کر دیا ہے۔ جس سے ہر شخص بآسانی ہر قسم کے احکام کی آیات فوراً دیکھ سکتا ہے۔ نذیر احمد نے اپنا ترجمۃ القرآن بڑی کاوش اور دیدہ ریزی کے ساتھ لکھا اور جن لوگوں نے اس سلسلے میں ان کی مدد کی مولوی عبدالرحمان، مولوی عبدالوہاب، مولوی فتح محمد خاں، اور مولوی عبداللہ وغیرہ بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ شاید اسی وجہ سے انھوں نے یہ اعتراف کیا کہ ترجمہ اگر چہ میرے نام سے شائع ہو رہا ہے مگر حقیقت میں ترجمہ مولویوں کی ایک جماعت کا ہے۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے جتنے آدمی اس ترجمے میں شریک تھے زبان اردو کے اعتبار سے میں سب میں پیش پیش تھا اور کچھ یوں ادب عربی میں بھی''۔ (حیات النذیر، افتخار عالم مارہروی ص ۳۲۷)

یہ ترجمہ ڈھائی سال کی مدت میں مکمل ہوا اور اس ترجمہ میں ڈپٹی نذیر احمد نے سابقہ مترجمین ومفسرین کی عام روش سے ہٹ کر اجتہاد بھی کئے ہیں جیسے پیغمبروں کے متعلق ضمیر واحد کا استعمال مثلاً انا ارسلناك کا ترجمہ سابقہ مترجمین نے ''ہم نے تجھ کو بھیجا'' سے کیا ہے۔ مگر نذیر احمد نے تجھ کو کے بجائے تم کو استعمال کیا ہے۔ اسی طرح قال کا ترجمہ حفظ مراتب کے اعتبار سے کہیں کہا، عرض کیا، فرمایا اور کہیں دعا کی، کیا ہے۔ یہی نہیں بلکہ جا بجا توضیح مطلب اور تسلسل کو باقی رکھنے کے لیے مقدر ومحذوف کو مٹانے کے لیے اپنی طرف سے عبارتوں کا اضافہ بھی کیا ہے۔

زبان کی سلاست وشگفتگی کے لحاظ سے اس ترجمہ کو بڑی شہرت حاصل ہے۔ البتہ متن کے بعض مقامات کے ترجمے اور حواشی کے بعض مسائل پر علما کو اعتراض ہے۔ اس سلسلے میں مولوی اشرف علی تھانوی نے " اصلاح ترجمه دهلويه " کے نام سے ایک رسالہ لکھا ہے اس میں ترجمہ اور حواشی کے اغلاط بیان کئے گئے ہیں۔ بطور مثال سورۂ اعراف رکوع ۴ میں" قل من

حرم زينة الله الخ کےتحت ڈپٹی نذیر احمد لکھتے ہیں ''از قسم زینت ورزق طیب کوئی چیز کسی پر حرام نہیں۔اس ترجمہ کو غلط ثابت کرتے ہوئے مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔

''اقول، اس مقام پر ان اشیائے زینت کو کلیاً یا جزیاً مستثنیٰ کرنا چاہئے تھا جن کی حرمت دلائل شرعیہ سے ثابت ہے مثلاً سونے کی انگشتری مردوں کے لیے یا حریر مردوں کے لیے یا اسبال ازار مردوں کے لیے وغیرہ ذلک ورنہ کم علم نوجوانوں کو اس عموم سے اپنی بدوضعی میں سند ہاتھ آئے گی اور اگر لفظ از خود کو جو آگے آتا ہے اس شبہ کا رافع سمجھا جائے تو عوام اس قدر دقیق بین نہیں ہیں جو ان کی نظر یہاں تک پہنچ کر ان کو غلطی سے بچالے''۔

(اصلاح ترجمہ دہلویہ ص ۱۵)

ڈپٹی صاحب کی دینی خدمات میں ترجمۂ قرآن '' غرائب القرآن'' کو اولیت حاصل ہے۔آپ کا ترجمۂ قرآن اس زمانے میں سامنے آیا جس وقت سر سید احمد خاں کی تفسیر رترجمہ عوام الناس میں مقبولیت حاصل کر رہا تھا۔ سرسید احمد خاں اس کی تکمیل نہ کر سکے مگر ڈپٹی صاحب مکمل ترجمۂ قرآن کرنے میں کامیاب ہوگئے۔اور جلد ہی اس کو شہرت حاصل ہوگئی۔

(کنزالایمان اور معروف تراجم قرآن ص ۱۴۸)

اس ترجمہ قرآن کے تعلق سے خواجہ حسن نظامی لکھتے ہیں۔

''ان کے ترجمے سے پہلے شاہ عبدالقادر اور شاہ رفیع الدین کے ترجمے شائع ہو چکے تھے یہ دونوں تراجم قرآن فہمی کے اعتبار سے عدیم النظیر ہیں لیکن چوں کہ ان دونوں بزرگوں کے عہد میں اردو نثر تشکیلی دور سے گذر رہی تھی لہٰذا ان ترجموں میں زبان وبیان کا پیرایہ مشکل تھا، مولوی نذیر احمد کو عربی اور اردو دونوں پر یکساں کمال تھا، پھر یہ کہ ان کے عہد میں اردو نثر میں ہر قسم کے خیالات کو خوبی سے ادا کرنے کی وسعت پیدا ہو چکی تھی چنانچہ ان کا ترجمہ حسن بیان توضیح وتشریح اور دل نشیں انداز سے مالا مال نظر آتا ہے۔اس ترجمہ پر انھوں نے غیر معمولی محنت کی تھی ان کا کہنا تھا کہ میں نے اپنی سب کتابیں دوسروں کے لیے لکھی ہیں لیکن یہ ترجمہ اپنے لیے کیا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ آج بھی زبان وبیان کی سلاست اور سادگی کے اعتبار سے مولوی صاحب کا ترجمہ مثالی حیثیت رکھتا ہے''۔

(ماہنامہ منادی ۱۹۸۳ء جلد ۵۸ شمارہ ۵-۶ ص ۱۶)

ڈپٹی صاحب کا یہ ترجمہ ان کے حواشی کے ساتھ پہلی مرتبہ ۱۸۹۹ء میں اور دوسری مرتبہ ۱۹۰۱ء مطبع انصاری دہلی سے شائع ہوا ہے۔ اب تک اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

(جائزہ تراجم قرآنی ص۴۰)

ترجمۂ قرآن

ابوالفضل محمد احسان اللہ عباسی کے اس ترجمہ کی اشاعت قاضی محمد اسد اللہ عباسی نے گورکھپور سے ۱۹۱۸ء میں فرمائی۔ مصنف نے حل معانی، توضیح مطالب، بیان شان نزول، وتفسیر اور ضروری تشریح کا بھی اضافہ کیا ہے۔ مترجم کو قرآن کریم کا اردو زبان میں ترجمہ کرنے کا خیال ۱۸۹۰ء میں ہوا۔ یہ ترجمہ جامعہ ہمدرد کی لائبریری میں موجود ہے۔

ترجمۂ قرآن

سید محمد کچھوچھوی (وفات ۱۳۸۳ھ) کو محدث اعظم ہند سے شہرت حاصل تھی۔ جائس ضلع رائے بریلی میں پیدا ہوئے۔ علمائے فرنگی محل اور مولانا لطف اللہ علی گڑھی سے استفادہ کیا اپنے ماموں مولانا شاہ احمد اشرف کے مرید ہوئے، اچھے خطیب تھے شاعری کا بھی ذوق تھا۔ آپ نے قرآن کریم کا ایسا سلیس ترجمہ کیا کہ جب اس پر اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں قادری کی نظر پڑی تو مترجم سے فرمایا ''شاہزادے! اردو میں قرآن لکھ رہے ہو''۔ اس ترجمہ کی اشاعت ہو چکی ہے۔

(تذکرہ علمائے اہل سنت وجماعت ص۳۵۶)

ترجمۂ قرآن

نوح ہالائی سندھی (وفات ۹۹۸ھ) کا یہ ترجمہ برصغیر کے ترجموں میں سب سے قدیم ترجمہ ہے۔ اس ترجمہ کا پہلا پارہ حیدرآباد یونیورسٹی سے ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں کے زیر اہتمام شائع ہو چکا ہے۔ غالباً یہ برصغیر کا سب سے پہلا فارسی ترجمہ ہے۔

ترجمۂ قرآن

قرآن کریم کا اردو ترجمہ بلا متن کنھیا لال لکھداری نے لدھیانہ دھرم سبھا بک سے ۴۱۵ صفحات پر مشتمل ۱۸۸۲ء میں شائع کیا ہے۔ مترجم نے اس ترجمہ کی تیاری میں شاہ عبدالقادر دہلوی کے ترجمۂ قرآن سے مدد لی ہے۔ مترجم نے یہ ترجمہ سردار جگجوت سنگھ نبیرہ راجہ رنجیت سنگھ کی فرمائش

پر تیار کیا تھا۔ ترجمہ کے پہلے صفحہ پر مترجم کی تصویر بھی چھپی تھی جو مذہبا ہندو تھا۔
(قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۱۸۶)

ترجمۂ قرآن

نجم الدین سیوہاروی (وفات ۱۹۲۸ء) نے یہ ترجمہ بلامتن قرآن ۴۸۷ صفحات میں فیض بخش ایجنسی فیروز پور سے ۱۹۰۷ء میں شائع کیا ہے۔ (قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۲۵۶)

ترجمۂ قرآن

فرمان علی لکھنوی کے اس ترجمہ کا نام کلام اللہ ہے۔

ترجمۂ قرآن

شیخ مجیب اللہ الہ آبادی (وفات ۱۰۵۸ء) (قرآن مجید کی تفسیریں ص ۴۲۹)

ترجمۂ قرآن

عبدالحق بن محمد میر دہلوی (الثقافۃ الاسلامیۃ ص ۱۶۹)

ترجمۂ قرآن

عبداللہ ہوگلی کا یہ اردو زبان میں قدیم ترجمہ ہے جو ۱۸۲۹ء میں کیا گیا ہے۔
(بنگال میں اردو ص ۲۸۷)

ترجمۂ قرآن

نظام الدین نوتنوی کا یہ ترجمہ اور مترجم دونوں غیر معروف ہیں ۱۳۲۵ھ میں نولکشور پریس لکھنؤ سے طبع ہوا ہے۔

ترجمۂ قرآن

حسین علی خاں کا یہ ترجمہ حیدرآباد سے ۱۳۰۲ھ میں شائع ہوا ہے۔

ترجمۂ قرآن

فیروز الدین سیالکوٹی، رسالہ جامعہ دہلی مارچ ۱۹۳۰ء کے مطابق یہ ترجمہ ۱۳۰۸ھ میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

نجم الدین سیوہاروی کا یہ ترجمہ ۱۳۲۵ھ میں مطبع فیض بخش فیروز پور سے شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

ظہیرالدین بلگرامی کا یہ ترجمہ فہرست کتب برٹش میوزیم لندن کے مطابق ۱۲۹۰ھ میں طبع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

ابومحمد صالح حیدرآبادی کا یہ ترجمہ ۱۳۳۰ھ میں مطبع اہل سنت مرادآباد سے طبع ہوا ہے۔

ترجمۂ قرآن

شیخ محمد علی کا یہ ترجمہ ۱۳۳۰ھ میں مطبع اثنا عشری دہلی سے طبع ہوا ہے۔

ترجمۂ قرآن

حکیم یٰسین شاہ کا یہ ترجمہ ۱۳۵۴ھ میں دین محمدی پریس لاہور سے طبع ہوا ہے۔

ترجمۂ قرآن

آغا رفیق بلند شہری کا یہ ترجمہ "اعجاز نما قرآن مجید" کے نام سے ۱۳۵۷ھ میں قدسی پریس دہلی سے طبع ہوا ہے۔

ترجمۂ قرآن

مرزا احمد علی کا یہ ترجمہ کتب خانہ حسینیہ کی طرف سے ۱۳۶۴ھ میں شائع ہوا۔

ترجمہ قرآن بلا متن

مکمل قرآن کریم کا ترجمہ ہے، اس میں عربی متن شامل نہیں، الہ آباد سے ۱۹۱۳ء میں طباعت ہو چکی ہے، اس طباعت کا ایک نسخہ خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ میں موجود ہے۔

(قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۲۲)

ترجمۂ قرآن مع تفسیر

مولوی فیروزالدین روحی کا یہ ترجمہ تیس پاروں میں الگ الگ ۱۳۶۹ھ میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

افضل محمد اسمٰعیل قادری کا یہ ترجمہ "چراغ ہدایت" کے نام سے ۱۳۷۱ھ میں لاہور سے شائع ہوا ہے۔

ترجمۂ قرآن

محمد عتیق فرنگی محلی کا یہ ترجمہ کراچی سے ۱۳۷۱ھ میں طبع ہو چکا ہے۔

ترجمۂ قرآن

محمد نعیم دہلوی کے اس ترجمۂ قرآن کی طباعت ملتان سے ہو چکی ہے۔

ترجمۂ قرآن

حکیم یٰس شاہ کا یہ مکمل ترجمۂ قرآن متن کے ساتھ دین محمدی پریس لاہور سے ۵۲۴ صفحہ میں ۱۹۳۵ء میں شائع ہو چکا ہے۔ (قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۲۶۸)

ترجمہ نامعلوم الاسم

یہ ترجمہ مخطوطہ ہے کتب خانہ حیدر آباد میں ہے، یہ ترجمہ دکنی اردو میں ہے مصنف کا نام نہیں معلوم ہو سکا البتہ ترجمہ مخطوطہ کی شکل میں ہے۔

ترجمان القرآن

عبدالحق عباس ایڈیٹر پیام اسلام جالندھر کے اس ترجمہ کی طباعت جالندھر شہر سے اسرار محمد کاتب جالندھری کی کتابت سے ہر پارہ الگ حصوں میں ''جنرل برقی پریس'' سے ہو چکی ہے۔ اس کے تعلق سے ناشر نے لکھا ہے کہ قرآن مجید کا تحت اللفظ اور سلیس بامحاورہ اردو ترجمہ تیس الگ الگ پاروں میں ہے۔ جس کے مطالعہ سے ایک بچہ بھی قرآن حکیم کے مطالب عربی زبان میں سمجھ لینے کے قابل ہو جاتا ہے۔ یہ نسخہ جامعہ ہمدرد میں موجود ہے۔

تشریح القرآن

مولانا عبد الکریم پاریکھ نے ۴۵ سال کی مسلسل عرق ریزی کے بعد نہایت سلیس اردو زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا۔ جس کی ۱۹۸۷ء سے مسلسل اشاعت ہو رہی ہے۔ اس طرف موصوف نے توجہ کیوں فرمائی اس تعلق سے عرض ناشر کے تحت سید محمود قادری لکھتے ہیں۔

> ''تقسیم ہند کے بعد پچھلے پچاس برس سے یہ بات سامنے آئی کہ ہماری اردو زبان کی عوامی سطح بہت گرتی جارہی ہے اور علمائے ربانین کے تراجم مفید اور صحیح ہونے کے باوجود زبان کے اعتبار سے اتنی اونچی سطح کے ہیں کہ عوام اور خواص اور کم پڑھے لکھے لوگوں کے لیے زبان کی اس بلند سطح تک پہنچنا مشکل ہے اس لیے ضرورت تھی کہ عوامی زبان میں قرآن مجید کا ایک سادہ ترجمہ اور آسان تفسیر لکھی جائے۔''

اسی ضرورت کے پیش نظر مولانا عبدالکریم پاریکھ نے قرآن کریم کا نہ صرف آسان زبان میں ترجمہ کیا بلکہ ان کی آسان لفظوں میں تشریح بھی کی اسی مناسبت سے اس ترجمہ کا نام "تشریح القرآن" رکھا۔ ترجمہ قرآن کے آغاز میں صاحب قرآن احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبسوط سیرت ہے، جس میں سیرت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ ہندوستان میں بت پرستی کی ابتداء، فضائل قرآن اور اس کے خواص کے تعلق سے بحثیں ہیں۔ (تشریح القرآن ص۲۰ ممبئی ۱۴۱۵ھ)

تیسیر البیان فی ترجمۃ القرآن

محمد عبدالمجید دہلوی کا یہ ترجمہ مطبع انصاری سے جولائی ۱۹۰۳ء میں طبع ہو چکا ہے جو حصہ راقم کے پیش نظر ہے اس میں سورۂ علق اور اس کے بعد کی سورتوں کی تفسیر ہے۔

تیسیر البیان فی ترجمۃ القرآن

کسی نامعلوم مصنف کا یہ ترجمہ ۸۲۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ ترجمہ قادری سے اس کی شہرت ہے قرآن کمپنی لاہور سے اس کی اشاعت ہو چکی ہے۔ غالباً یہ وہی ترجمہ ہے جس کا ذکر سطور بالا میں ہوا۔ (ذخیرہ کتب حکیم محمد موسیٰ امرتسر ص۹۶)

حمائل شریف (مترجم)

حافظ نذیر احمد نے یہ ترجمہ اپنے جانشین مولوی بشیر احمد کی فرمائش پر لکھا۔ قرآن پاک کے شروع میں مضامین قرآن کی مکمل فہرست ہے۔ ترجمہ کے ساتھ آیت کی وضاحت بھی ساتھ ساتھ کردی گئی ہے۔ اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ چودھویں مرتبہ دس ہزار کی تعداد میں اس کی اشاعت ''نول کشور پریس''، لکھنؤ سے ۱۳۴۰ھ میں ہو چکی ہے۔ راقم کے پیش نظر اسی اشاعت کا نسخہ ہے۔ یہ نسخہ جامعہ ہمدرد میں موجود ہے۔

فتح الرحمان بترجمۃ القرآن

شاہ ولی اللہ دہلوی (وفات ۱۷۶۲ء) یہ قرآن مجید کا فارسی ترجمہ ہے اور برصغیر میں بعض کے بقول پہلا ترجمہ ہے جو دستیاب ہے اور مستند اور عمدہ ترین ترجمہ ہے اس ترجمہ کی تکمیل ماہ رمضان ۱۱۵۱ھ میں ہوئی۔ اس ترجمہ قرآن سے برصغیر میں فہم قرآن کا دروازہ کھلا اس کے بعد جو ترجمے ہوئے اس میں بیشتر اسی سے مستفاد ہیں۔ (اہل حدیث خدام قرآن ص۱۷۶)

شاہ صاحب نے قرآنی علوم کو عام کرنے اور عام لوگوں کو اس کی طرف متوجہ کرنے کے لیے بڑی گرانقدر خدمت انجام دی ہے۔ انھوں نے قرآن کے معانی ومطالب کی تفہیم اور توضیح وتشریح کے لیے ترجمہ قرآن سے متعلقات قرآن تک متعدد بیش قیمت تصانیف چھوڑی ہیں، جن میں فتح الرحمان بترجمة القرآن کے علاوہ الفوز الکبیر فی اصول التفسیر، فتح الخبیر بما لابد حفظه فی علم التفسیر، تاویل الاحادیث فی رموز قصص الانبیاء، زهراوین (ترجمہ سورۂ بقرہ وآل عمران) اور المقدمة فی قوانین الترجمه مشہور متعارف ہیں۔

''فتح الرحمان'' جو عام فہم اور سلیس ہے شاہ صاحب کا زبردست کارنامہ ہے۔ انھوں نے نہ صرف فارسی زبان میں ترجمہ کیا بلکہ اس پر مختصر حواشی بھی لکھے۔ اس ترجمۂ قرآن کا مقصد بیان کرتے ہوئے شاہ صاحب لکھتے ہیں۔

> ''نوخیز مسلم بچوں اور نونہالوں کو متن قرآن کے ساتھ معانی ومفاہیم کی بھی تعلیم دی جائے ناظرہ قرآن اور فارسی رسائل کو اچھی طرح پڑھایا جائے تاکہ وہ الفاظ وعبارت قرآن کے ساتھ فارسی زبان پر بھی ضروری دسترس حاصل کرلیں۔ کاروباری لوگ (اہل حرفہ) اور سپاہیوں کے بچوں کو علوم عربیہ اور اچھی تعلیم کا موقع نہیں ملتا لہٰذا ان کو 'اول سن تمیز' میں اس کتاب یعنی ان کے فارسی ترجمۂ قرآن سبق درسبق پڑھایا جائے تاکہ ان کے سینوں میں جو پہلی چیز جاگزیں ہو وہ کتاب اللہ کے معانی ہوں تاکہ ان کی سلامت فطرت خراب نہ ہو اور ملحدوں اور بے دین معقولیوں کے کلام سے گم راہ نہ ہوں اور ان کے سینوں میں ان کی بے لگام وناپسندیدہ باتوں کی گندگی نہ جم جائے ان بچوں اور نوجوانوں کو اس ترجمۂ قرآن کی کتاب ضرور پڑھائی جائے تاکہ وہ تلاوت قرآن کی حلاوت سے آشنا ہوں۔ اگر تمام مسلمانوں کے حق میں ان کتاب کا نفع متوقع ہے لیکن بچوں اور ابتدائی طالب علموں کے حق میں زیادہ روشن اور ظاہر ہے۔'' (شاہ ولی اللہ دہلوی قرآن مجید مترجم فارسی مقدمہ قرآن ص ج)

شاہ صاحب نے ترجمہ کا آغاز اپنے سفر حرمین ۱۱۴۳ھ سے پہلے کیا تھا وہ سورۂ بقرہ اور آل عمران کا ترجمہ بھی کر چکے تھے۔ پھر حج کا ارادہ ہوا اور حجاز تشریف لے گئے اس دوران ترجمہ کا سلسلہ منقطع ہوگیا ۱۱۴۵ھ میں حجاز سے واپسی ہوئی اور چند سالوں کے بعد ایک عزیز نے شاہ

صاحب سے قرآن کا ترجمہ پڑھنا شروع کیا، چنانچہ پھر شاہ صاحب کے دل میں ترجمہ قرآن کی تحریک پیدا ہوئی اور وہ اس کی تکمیل پر کمربستہ ہو گئے۔ شاہ صاحب نے اس سلسلہ میں یہ صورت تجویز کی کہ شاگرد سبق کے مطابق ترجمہ لکھ لیا کریں چنانچہ جب ثلث قرآن کا ترجمہ ہو گیا تو شاگرد موصوف کو سفر درپیش آ گیا جس کے نتیجہ میں یہ سلسلہ رک گیا۔ ایک مدت کے بعد پھر اس کی تکمیل کی صورت پیدا ہوئی۔

فتح الرحمان کے مطبوعہ اور مخطوطہ دونوں نسخے دستیاب ہیں۔ یہ ترجمہ غالباً پہلی بار صفر ۱۲۸۹ھ میں مطبع نول کشور کانپور سے شائع ہوا اس کے بعد دہلی، آگرہ بریلی، کانپور، لکھنؤ، میرٹھ اور دوسرے شہروں سے متعدد بار اس کی اشاعت ہوئی۔ غالباً آخری مرتبہ یہ ترجمۂ قرآن دہلی سے اعظم التفاسیر کے نام سے شائع ہوا۔ اس کے ساتھ مولانا رحیم بخش دہلوی کا اردو ترجمہ بھی ہے۔ قلمی نسخوں میں سب سے قدیم نسخہ وہ ہے جو ۱۱۶۵ھ میں شاہ ولی اللہ ہی کے حکم سے لکھا گیا۔ یہ ترجمہ اگر ایک طرف زبان وادب اور الفاظ ومعانی کی نزاکتوں کی رعایت کے لحاظ سے ٹکسالی ہے تو دوسری طرف شاہ صاحب نے اس کی صحت اشاعت اور عام استفادہ پر بھی توجہ دی ہے۔

(شاہ ولی اللہ دہلوی کی قرآنی فکر کا مطالعہ ص ۱۰۱)

فتح الرحمان اپنی خصوصیت کے اعتبار سے دوسرے تراجم سے کئی وجوہ سے ممتاز ہے،

۱۔ قرآن کی عبارات کا اسی مقدار کے مطابق متعارف فارسی زبان میں اظہار مراد اور لطافت تعبیر کے ساتھ کیا گیا ہے اور دوسرے تراجم میں عبارت کو طوالت، تعبیر کی رکاکت اور مفہوم کے سمجھنے میں جو دقت پیش آتی ہے حتی الامکان اس سے احتراز کیا گیا ہے۔

۲۔ سارا ترجمہ دو حال سے خالی نہیں یا تو قرآن سے متعلق قصوں کو مطلقاً چھوڑ دیا گیا ہے یا ان تمام کا احاطہ کیا گیا ہے۔ اس ترجمہ میں درمیانی راہ اختیار کی گئی ہے جس جگہ آیت کا معنیٰ قصہ پر موقوف ہے وہاں اس کے دو تین جملے منتخب کئے گئے ہیں اور جہاں آیت کا معنیٰ قصہ پر موقوف نہیں ہے وہاں اسے ترک کر دیا گیا ہے۔

۳۔ تیسرے یہ کہ مختلف توجیہات میں عربی کے اعتبار سے زیادہ مضبوط علم حدیث اور علم فقہ کے اعتبار سے زیادہ درست اور صرفی لحاظ سے کم الفاظ کی توجیہ کو اختیار کیا گیا ہے جو کہ اس ترجمہ کی بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔

۴۔ یہ ترجمہ اس انداز سے کیا گیا ہے کہ جو نحو کا جاننے والا ہے اس سے قرآن کے اعراب محذوف کی تعیین، ضمیر کا مرجع اور لفظ کا محل وغیرہ جو کہ عبارت میں موخر و مقدم کیا گیا ہے ان کو جان سکتا ہے اور جو شخص نحو نہیں جانتا وہ بھی اصل مقصد سے محروم نہیں رہے گا۔

۵۔ ترجمہ کی دو صورتیں ہوتی ہیں یا تو ترجمہ تحت اللفظ ہوگا یا ترجمہ حاصل المعنیٰ ہوگا ان دونوں ترجموں میں بہت سی دشواریاں پیش آتی ہیں اور یہ ترجمہ دونوں قسم کے ترجمہ کو جامع ہے۔

۶۔ ترجمہ کے دوران ایسے موقع پر جہاں دو یا چند معانی اور مفاہیم کی گنجائش ہے یا مفسرین نے آیت کے کئی معنیٰ علیٰ سبیل الاختلاف مراد لیے ہیں وہاں شاہ صاحب نے اپنے تفسیری ذوق کی مناسبت سے ترجمہ کیا ہے اور اس بات کی پابندی نہیں کی ہے کہ وہ وہی راہ اختیار کریں جو عام مفسرین کی ہے۔ (شاہ ولی اللہ دہلوی کی قرآنی فکر کا مطالعہ ص ۱۰۸)

کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن (۱۳۳۰ھ)

مولانا شاہ احمد رضا قادری (وفات ۱۹۲۰ء) کا یہ ترجمہ لفظی مگر بامحاورہ ہے۔ اس میں عظمت خدا اور عظمت نبی کا بھرپور لحاظ رکھا گیا ہے۔ زبان و بیان سادہ ہے اور علمی و فنی اصطلاحات کی تسہیل کی گئی ہے، اس میں شک نہیں کہ ان تراجم قرآن میں جو براہ راست متن قرآن سے اردو زبان میں منتقل ہوئے ہیں ان میں یہ ترجمہ ممتاز ہے۔ یہ ترجمہ متن قرآن کریم سے فی البدیہہ ترجمہ کرایا گیا ہے، املا لینے والے مولانا احمد رضا خاں قادری کے شاگرد و خلیفہ مولانا حکیم محمد امجد علی اعظمی تھے۔ یہ ترجمہ کس طرح وجود میں آیا اس کی تفصیل ''سوانح اعلیٰ حضرت'' کے مصنف اس طرح لکھتے ہیں۔

> ''واقعہ یوں ہے کہ صدر الشریعہ حکیم مولانا محمد امجد علی اعظمی نے قرآن مجید کے صحیح ترجمہ کی ضرورت پیش کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت سے ترجمہ کر دینے کی گذارش کی آپ نے وعدہ تو فرمالیا لیکن دوسرے مشاغل دینیہ کثیرہ کے ہجوم کے باعث تاخیر ہوتی رہی جب حضرت صدر الشریعہ کی جانب سے اصرار بڑھا تو اعلیٰ حضرت نے فرمایا چوں کہ ترجمہ کے لیے میرے پاس مستقل کوئی وقت نہیں ہے اس لیے آپ رات میں سونے کے وقت یا دن میں قیلولہ کے وقت آجایا کریں۔ چنانچہ صدر الشریعہ ایک دن کاغذ قلم اور دوات لے کر اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ دینی کام بھی شروع ہو گیا۔ ترجمہ کا طریقہ یہ تھا کہ اعلیٰ حضرت زبانی طور

پر آیات کریمہ کا ترجمہ بولتے جاتے اور صدر الشریعہ اس کو لکھتے رہتے''۔

(سوانح اعلیٰ حضرت ص ۳۷۳)

اس ترجمہ قرآن کے متعدد زبانوں میں بھی ترجمے ہو چکے ہیں، ہندو پاک سے اس ترجمہ کے سیکڑوں ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔ (کنز الایمان اور دیگر تراجم قرآن ص ۵۱۲)

امام احمد رضا کے ترجمہ قرآن کنز الایمان پر اب تک کئی حاشئے اور تفسیریں لکھی جا چکی ہیں ساتھ ہی انگریزی، سندھی، بنگلہ، ڈچ، اور ترکی زبان میں ترجمے کئے جا چکے ہیں جس کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ کنز الایمان فی ترجمة القرآن پر سب سے پہلا حاشیہ مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی نے رقم کیا تھا اور وہ مکمل حاشیہ "خزائن العرفان فی تفسیر القرآن" کے عنوان سے تحریر کیا گیا تھا۔

۲۔ سب سے پہلی تفسیر کنز الایمان فی ترجمة القرآن کے ساتھ مولانا حشمت علی خاں قادری پیلی بھیت (وفات ۱۳۸۰ھ) نے امداد الدیان فی تفسیر القرآن کے نام سے ۱۳۶۸ھ میں لکھنی شروع کی مگر زندگی نے وفا نہ کی اور صرف سورہ بقرہ کی تفسیر مکمل ہو سکی۔

۳۔ پاکستان میں سب سے پہلے ۱۳۷۵ھ میں مولانا عبد المصطفےٰ الازہری (وفات ۱۹۸۹ء) نے کنز الایمان فی ترجمة القرآن پر پانچ پاروں کا حاشیہ تحریر کیا پانچ پاروں کا یہ حاشیہ احسن البیان لتفسیر القرآن کے نام سے ''مکتبۃ القرآن'' کراچی سے ۱۹۵۶ء میں طبع ہو چکا ہے۔

۴۔ کنز الایمان پر ایک اور حاشیہ مولانا مفتی احمد یار خاں نعیمی (وفات ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء) نے نور العرفان فی حاشية القرآن کے نام سے ۱۳۷۷ھ میں لکھا تھا اس کے کچھ ہی عرصے بعد آپ نے ایک مبسوط ضخیم تفسیر نعیمی کے نام سے لکھنی شروع کی مگر زندگی نے صرف ۱۳ پاروں تک وفا کی اور اس طرح تفسیر نعیمی ۱۳ جلدوں پر ۱۳ پاروں تک لکھی جا سکی جو کئی بار طبع ہو چکی ہے۔

۵۔ سلسلہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ، حیدرآباد سندھ کے معروف عالم دین مولانا مفتی خلیل احمد خاں قادری برکاتی (وفات ۱۹۸۴ء) نے کنز الایمان پر حاشیہ تحریر کیا مگر اس کی بھی صرف

پانچ پاروں تک اشاعت ہوسکی۔ آپ نے اس مختصر تفسیر کا نام " خلاصة التفاسير رکھا تھا۔''

۶۔ کنز الایمان کی روشنی میں ایک اور ضخیم تفسیر جو چھ جلدوں پر مشتمل ہے مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری (وفات ۱۹۸۰ء) نے وصال سے چند ماہ پہلے مکمل کی تھی جو "تفسیر الحسنات" کے نام سے ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور نے ۱۴۰۶ء سے طبع کی ہے۔

۷۔ کنز الایمان کو پاکستان میں پہلی مرتبہ ملک کے نامور سیاست داں، سابق وفاقی وزیر جناب پروفیسر فرید الحق نے انگریزی میں منتقل کیا جو پاکستان میں ۱۹۸۸ء پہلی بار طبع ہوا۔ ورلڈ اسلامک مشن پاکستان نے بھی اسے دوبارہ شائع کیا ہے۔

۸۔ کنز الایمان اور خزائن العرفان دونوں کو پاکستان کی صوبائی زبان سندھی میں مفتی عبد الرحیم سکندر پوری شیخ الحدیث جامعہ راشدیہ پیر جو گوٹھ نے ۱۹۸۸ء میں منتقل کیا اور لاہور سے ۱۹۹۲ء میں اس کی طباعت ہوئی۔

۱۱۔ مولانا غلام رسول الہ دین نے کنز الایمان کا ہالینڈ (نیدرلینڈ) کی قومی زبان "ڈچ" میں ترجمہ کیا ہے جو امسٹرڈیم سے ۱۹۹۴ء میں شائع ہوا۔

۱۲۔ مولانا اسماعیل حقی نے کنز الایمان کا ترجمہ جدید ترکی زبان میں کیا ہے جو ایمسٹرڈم سے شائع ہوا ہے۔ یہ ترجمہ ڈچ ترجمہ کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ ڈچ ترجمہ علیٰحدہ بھی شائع ہوا ہے۔

۱۳۔ مولانا نور الدین نظامی سابق پرنسپل مدرسہ عالیہ اورینٹل کالج رام پور نے کنز الایمان کا ہندی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔

۱۴۔ قاری نور الہدیٰ نعیمی نائب صدر تحریک اشاعت قرآن ٹرسٹ کراچی نے کنز الایمان کا پشتو زبان میں ترجمہ مکمل کرلیا ہے۔

۱۵۔ چوہدری عبد المجید پرنسپل سینٹرل جیل اسٹاف ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ لاہور نے کنز الایمان کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے، جسے لاہور سے اوپی کمپنی 1995ء میں شائع کیا۔

اس ترجمۂ قرآن کے تعلق سے تائید اور مخالفت میں متعدد کتابیں لکھی گئی ہیں ڈاکٹر صالحہ عبد الحکیم شرف الدین نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالہ قرآن حکیم کے اردو تراجم میں جو

تبصرہ کیا ہے وہ مندجہ ذیل ہے۔

''امام احمد رضا قرآن میں غیر معمولی بصیرت رکھتے تھے امام احمد رضا کا شمار عالم اسلام کے ان خواص علما میں ہوتا ہے جن کی قامت پر'' رسوخ فی العلم'' کی قبا راست آتی ہے۔قرآن کریم سے ان کو غیر معمولی شغف تھا انھوں نے اللہ کے کلام میں برسوں تدبر کیا اسی مسلسل تدبر و فکر کا نتیجہ تھا کہ امام احمد رضا کو قرآن پاک سے خاص نسبت ہوگئی ان کا ترجمہ قرآن ان کے برسوں کے فکر و تدبر کا نچوڑ ہے۔'' (قرآن حکیم کے اردو تراجم ص ۳۲۲)

علمائے کرام نے کنز الایمان کے بے شمار امتیازات و خصوصیات بیان کیے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔

۱۔ علوم معارف کا گنجینہ اور ایمان کا خزانہ ہے۔

۲۔ تقدیس الوہیت اور شان رسالت کا محافظ ہے۔

۳۔ عظمت و عصمت انبیا کا نقیب و ترجمان ہے۔

۴۔ احادیث مبارکہ، آثار صحابہ اور تابعین و تبع تابعین نیز اسلاف کرام کی مستند تفاسیر کا عطر مجموعہ ہے۔

۵۔ اردوئے معلیٰ کی فصاحت و بلاغت سلاست و روانی، اختصار و جامعیت اور اردو زبان و بیان کی چاشنی و لطافت کا بہترین نمونہ ہے۔

۶۔ لغوی اور صرفی و نحوی مباحث اور مختلف اشتقاقات کے سمجھنے کے لیے فن کے بیسیوں کتب کے مطالعہ سے مستغنی کرتا ہے۔

قرآن آسان

خواجہ حسن نظامی کا یہ تیلی ترجمہ ہے اس تعلق سے مترجم نے لکھا ہے کہ میرا پہلا ترجمہ بامحاورہ تھا اور باتفسیر بھی مگر اس ترجمہ میں میں نے محاورے کا زیادہ خیال نہیں کیا بلکہ ٹھیک لفظی ترجمہ کیا ہے۔یہ ترجمہ تو عربی نہ جاننے والوں کو سمجھانے کے لیے ہے۔اسی واسطے ہر عربی لفظ کے نیچے اس کا ترجمہ لکھا ہے۔شعبان ۱۳۵۹ھ/۱۹۴۰ء میں اس کی طباعت ہو چکی ہے۔یہ ترجمہ جامعہ ہمدرد میں موجود ہے۔

قرآن کریم کے بعض اجزا کے تراجم

باقیات ترجمان القرآن

قرآن کریم کے جس حصہ کا ترجمہ وتفسیر مولانا ابوالکلام آزاد نے کیا مگر ان کے ترجمان القرآن کی جلدوں میں شامل نہیں ہو سکا اسے غلام رسول مہر نے اکٹھا کر کے چھاپ دیا ہے۔
(قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۴۴)

ترجمۂ قرآن

یہ ترجمہ صرف سورۂ یٰس کا ہے جسے راجہ مہروک والئی کشمیر کی درخواست پر امیر عبداللہ بن عمر حاکم سندھ کے لیے کسی عالم نے کیا تھا۔ مشہور سیاح ابن شہریار نے اس کو سورۂ یٰسین کی مکمل تفسیر بھی لکھا ہے۔

ترجمۂ قرآن

شاہ مراد اللہ انصاری سنبھلی کا یہ ترجمہ صرف پارۂ عم کا ہے تفسیر مرادی کے ساتھ پہلی بار ۱۲۴۷ھ میں طبع ہوا ہے۔ اس کے بعد متعدد بار شائع ہونے کا شرف حاصل ہو چکا ہے، اس کی تصنیف ۱۱۸۵ھ میں ہوئی۔

ترجمۂ قرآن

مولانا سید امیر علی فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہدایہ اور فتاوی عالمگیری کے ترجموں کے باعث

محتاج تعارف نہیں انھوں نے اردو میں " مواھب الرحمن " کے نام سے ایک مبسوط اور ضخیم تفسیر بھی لکھی ہے۔ اسی کے ضمن میں یہ ترجمہ کیا گیا ہے۔ زبان کے لحاظ سے یہ اوسط درجہ کا ترجمہ ہے۔ نہ بہت شستہ اور شگفتہ اور نہ ہی مبہم و مغلق ہے۔ (جائزہ تراجم قرآنی ص ۳۹)

ترجمۂ قرآن

عبدالباری فرنگی محلی لکھنوی کا یہ ترجمہ صرف دو پاروں کا ہے ہر ترجمہ کی جلد علیحدہ ہے شیخ الطاف الرحمن قدوائی نے الطاف الرحمن تفسیر القرآن کے ساتھ نامی پریس لکھنؤ میں ۱۳۴۳ھ/۱۹۲۵ء میں چھپوا کر شائع کیا۔ (جائزہ تراجم قرآنی ص ۵۶)

ترجمۂ قرآن

حسین علی خاں کا یہ ترجمہ ۱۸۸۴ء میں حیدرآباد دکن سے شائع ہوا ہے۔

ترجمۂ قرآن

تہور علی شاہ کے صرف پارۂ عم کا ترجمہ کتب خانہ امین منزل حیدرآباد دکن سے شائع ہوا ہے، باقی پاروں کے ترجمے ہنوز غیر مطبوعہ ہیں۔

ترجمۂ قرآن

قاری نصیرالدین کا یہ صرف تین پاروں کا ترجمہ ہے۔ ''اعجاز محمدی پریس'' آگرہ سے چھپا ہے۔ باقی ۲۷ پاروں کا ترجمہ محمد یہ لائبریری آگرہ میں موجود ہے۔ (جائزہ تراجم قرآنی ص ۴۷)

ترجمۂ قرآن

سید مقبول احمد دہلوی نے قرآن کریم کے نصف اول کا ترجمہ کیا اور اس پر مولانا سید نجم الحسن مجتہد لکھنوی نے نظر ثانی کی ۱۳۲۷ھ میں اس کی طباعت ہو چکی ہے۔

(کتب خانہ آصفیہ سرکار عالی جلد چہارم ص ج)

ترجمہ کلام اللہ

حضرت شاہ رفیع الدین شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے دوسرے بیٹے تھے ۱۱۶۳ھ / ۱۷۴۹ء میں ولادت ہوئی والد ماجد کی آغوش تربیت میں علوم مروجہ حاصل کئے والد ماجد کی وفات کے بعد بڑے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے علمی تربیت فرمائی، زہد و تقویٰ میں اپنے بھائی کے

قدم بہ قدم تھے۔ آپ سے چند نظمیں اور کچھ نثر بھی یادگار ہے۔ لیکن سب سے اہم کارنامہ جو مقبول انام ہے وہ قرآن مجید کا ترجمہ ہے جسے آپ نے ۱۲۰۵ھ/۱۷۹۰ء میں مکمل کیا۔ یہ ترجمہ بامحاورہ اور تحت اللفظ ہے۔ تحت اللفظ ترجمہ کا التزام کرنے کے باوجود ایک خاص حد تک سہولت اور مطلب خیزی کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا ہے۔ یہ ترجمہ شاہ رفیع الدین کے شاگرد سید نجف علی کا جمع کیا ہوا ہے۔ شاہ رفیع الدین کا یہ ترجمہ پہلی مرتبہ ۱۲۵۶ھ میں شاہ عبدالقادر کے فوائد موضح القرآن کے ساتھ کلکتہ کے ایک قدیم ''مطبع اسلامی پریس'' نامی میں چھپا ہے۔ اس کے بعد سے اب تک برابر اس کی اشاعت ہو رہی ہے۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ آپ نے یہ ترجمہ شروع کیا تھا بعد میں دوسروں نے مکمل کیا اور آپ کے نام سے مشہور کر دیا۔

ترجمہ قرآن کریم کے علاوہ ''راہ نجات'' اور ''دمغ الباطل'' بھی آپ کی تصانیف میں ہیں۔ زندگی کی آخری سانس تک خدمت دین میں مشغول رہے ۱۲۳۳ھ/۱۸۱۷ء میں وصال ہوا۔

(تذکرہ علمائے ہند ص ۶۶، جائزہ تراجم قرآنی ص ۲۲، شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان ص ۱۵۸)

قرآن کریم کے تراجم مع تفاسیر وحواشی

اشرف البیان مع تفسیر اظہار العرفان

سید مخدوم اشرف جہاں گیر سمنانی نے قرآن کریم کا فارسی زبان میں ترجمہ لکھا جسے اردو زبان کا لباس محمد ممتاز اشرفی نے پہنایا ہے۔ مخدوم اشرف جہاں گیر سمنانی کا نام اشرف اور لقب جہاں گیر اور محبوب یزدانی ہے۔ ۶۸۸ھ مطابق ۱۲۸۹ء میں سمنان کی ریاست میں ولادت ہوئی۔ والد ماجد کا نام سید سلطان ابراہیم اور والدہ ماجدہ کا نام خدیجہ بیگم ہے۔ سلطان سید ابراہیم ریاست سمنان کے بادشاہ تھے۔ یہ قدیم شہر آج بھی ایران میں موجود ہے جس کا طول البلد ۵۳ اور عرض البلد ۳۵ کے درمیان واقع ہے۔ یہ شہر دریائے خضر سے تقریباً ۱۰۰ میل، کاشان سے ۱۵۰ میل اور اصفہان سے ۲۰۰ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

مخدوم اشرف جہاں گیر سمنانی نے سات برس کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا ہفت قرأت سے قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ چودہ برس کی عمر میں تمام علوم تفسیر، حدیث، ادب، فلسفہ، کلام اور منطق وغیرہ سے فراغت حاصل کی۔ صغرسنی سے ہی درویشوں اور عارفوں کی خدمت میں حاضری اور حصول فیض کا شوق تھا، شیخ علاء الدولہ سمنانی علیہ الرحمہ سے باطنی نعمتیں اور برکتیں حاصل کرتے تھے۔ جب عمر ۱۵ سال کی ہوئی تو والد بزرگوار کا انتقال ہوگیا۔ ارکان دولت اور اعیان سلطنت نے آپ کو تخت حکومت پر بٹھادیا رعایا پروری اور عدل وانصاف کا ایسا شہرہ ہوا کہ

شاہان اطراف رشک کرتے تھے۔ جب آپ کی عمر ۲۵ سال کی ہوئی تو ماہ رمضان میں ستائیسویں شب حضرت خضر تشریف لائے اور بزبان فصیح ارشاد فرمایا کہ اے اشرف تمہارا کام پورا ہوگیا اگر وصال الٰہی اور مملکت لا متناہی چاہتے ہو تو بادشاہی چھوڑ و اور ملک ہند کی طرف کوچ کرو وہاں ایک بزرگ علاء الدین گنج نبات ہیں جو تانبے کو کندن بنا دیتے ہیں، یہ کلمات بشارت ارشاد فرما کر حضرت خضر نظر سے غائب ہو گئے جیسے ہی صبح کی سفیدی نمودار ہوئی حضرت نے ترک سلطنت کا عزم مصمم کرلیا، تخت شاہی پر اپنے چھوٹے بھائی محمد اعرف کو بٹھادیا ان کو امور مالی اور ملکی دینی و دنیوی کے لیے مفید نصیحتیں فرما کر اجازت سفر کے لیے والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے والدہ ماجدہ اپنے وقت کی رابعہ بصریہ تھیں انھوں نے فرمایا کہ اے فرزند تیری ولادت سے پہلے حضرت خواجہ احمد یسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھ کو بشارت دی تھی کہ تجھ کو ایسا بیٹا نصیب ہوگا کہ آفاق اس کے خورشید ولایت سے منور ہوجائے گا اب معلوم ہوتا ہے کہ بشارت کے پورا ہونے کا وقت آگیا ہے، میں تجھ کو خدا تعالیٰ کے سپرد کرتی ہوں لیکن ایک وصیت میری یہ ہے کہ جب شہر سمنان سے رخصت ہو تو آداب سلطنت اور دبدبہ مملکت کے ساتھ باہر نکلنا مادر مشفقہ کی تعمیل ارشاد کے لیے آپ بارہ ہزار لشکر کے ساتھ باہر نکلے۔ اور ہندوستان میں اس وقت پہنچے جب شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری رحمہ اللہ علیہ دنیا سے پردہ فرما چکے تھے آپ نے ان کی وصیت کے مطابق ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ کچھ دنوں کے بعد حضرت خضر کی بشارت کے مطابق آپ شیخ علاء الدین گنج نبات کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلسلہ چشتیہ کی اجازت و بیعت حاصل کی اور حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت سے سلسلہ قادریہ کا فیضان حاصل کیا۔ شیخ علاء الدین گنج نبات اس بیعت کا واقعہ اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

> ''شیخ علاء الدین گنج نبات نے اپنے اصحاب سے فرمایا میں دو سال سے جس دوست کا انتظار کر رہا تھا وہ امروز فردا میں آنے والا ہے چند ہی ر.. کے بعد آپ پنڈوہ شریف بنگال پہنچے شیخ گنج نبات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کٹھل درخت کے نیچے بیٹھ کر آپ کا انتظار فرما رہے تھے آپ کو لے کر خانقاہ گئے کھانا کھلانے کے بعد ایک بیڑا پان اپنے ہاتھ سے آپ کو کھلایا اس کے بعد تین بیڑے یکے بعد دیگرے آپ کو کھلائے چار بیڑے کے بعد بیعت کے لیے

اشارہ کیا۔ خدام سامنے سے ہٹ گئے اور جو طریقہ بیعت کا آپ کے یہاں رائج تھا اس کے مطابق آپ کو داخل بیعت کیا۔ اپنی کلاہ مبارک مخدوم صاحب کے سر پر رکھ دی۔ حاضرین مجلس نے آپ کو مبارک باد دی۔ اس کے بعد آپ اپنے پیر و مرشد کی خانقاہ میں ریاضت و مجاہدہ میں مشغول رہے۔ چار سال مسلسل ریاضت کے بعد آپ کے پیر و مرشد نے فرمایا اب آپ کو لقب ملنا چاہئے لیکن ہم لقب اپنی طرف سے نہیں دیتے بلکہ لقب آسمان سے نازل ہوتے ہیں چنانچہ گنج نبات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پندرہویں شعبان کی مبارک رات میں وظائف سے فارغ ہو کر خلوت گاہ میں مراقبہ کیا صبح ہوتے ہی در و دیوار سے آواز آنے لگی ''جہانگیر، جہانگیر'' مرشد نے فرمایا الحمدللہ فرزند اشرف کو جہانگیر کا خطاب ملا۔ حضرت نے اسی وقت یہ قطعہ عرض کیا۔

مرا از حضرت پیر جہاں بخش   خطاب آمد کہ اے اشرف جہانگیر
اکنوں گیرم جہان معنوی را   کہ فرمان آمد از شاہم جہاں گیر

(اشرف البیان ص ۱۵)

حضرت مخدوم اشرف جہاں گیر سمنانی کا وصال ۲۸ محرم الحرام ۸۰۸ھ مطابق ۶ رجولائی ۱۴۰۵ء کو ہوا۔ رشد و ہدایت کے علاوہ تصنیف و تالیف کا بھی آپ نے بڑا اہم فریضہ انجام دیا۔ درج ذیل کتابیں آپ سے یادگار ہیں۔

۱۔ ترجمۂ قرآن پاک (بزبان فارسی)

۲۔ شرح ہدایہ (فقہ)	۳۔ شرح عوارف
۴۔ شرح فصوص الحکم	۵۔ فوائد العقائد
۶۔ فتاویٰ اشرفیہ	۷۔ زیج سامانی
۸۔ تفسیر نور بخشیہ	۹۔ کنز الاسرار
۱۰۔ دیوان اشرف	۱۱۔ رسالہ غوثیہ
۱۲۔ مراۃ الحقائق	۱۳۔ بحر ذاکرین
۱۴۔ حجۃ الذاکرین	۱۵۔ رسالہ تحقیقات عشق

۱۶۔ارشادالاخوان ۱۷۔اشرف البیان

۱۸۔اشرف الفوائد ۱۹۔فوائدالاشرف

۲۰۔رسالہ تصوف واخلاق وغیرہ

مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کے فارسی ترجمۂ قرآن کواردو قالب میں محمد ممتاز اشرفی نے منتقل کیا ہے،اور ساتھ ہی انھوں نے تفسیر جدید بھی لکھی ہے۔یہ ترجمہ وتفسیر مصنف نے اپنے پیرومرشد حضرت مولانا محمد اظہار اشرف اشرفی الجیلانی کی فرمائش پر قلم بند کی ہے۔اس لیے پیر ومرشد کے نام کی مناسبت سے تفسیر کا نام اظہار العرفان رکھا ہےاور ترجمہ کا نام اشرف البیان رکھا ہے۔یہ تفسیر جامعیت کے لحاظ سے قابل تعریف ہے کیوں کہ یہ تفسیر مستند کتب تفاسیر، کتب احادیث،اور دیگر قابل اعتبار کتابوں کا بہترین خلاصہ ہےاس بنا پر یہ اہل علم اور عوام دونوں کے لیے مفید ہے۔مخدوم اشرف اکیڈمی کراچی سے ۲۰۰۸ء میں دارالعلوم اشرفیہ رضویہ کراچی کے زیر اہتمام اس کی طباعت ہو چکی ہے۔اس ترجمہ وتفسیر پر حضرت مولانا محمد اظہار اشرف اشرفی الجیلانی کی تاثراتی تحریر بھی ہے جس میں انھوں نے اس اردو ترجمہ کی خوبی کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"جب میں نے عزیز القدر مولانا محمد ممتاز اشرفی کا تحریر کردہ اردو ترجمہ کے صفحات کو دیکھا تو میری خوشیاں دوبالا ہوگئیں کیوں کہ مخدوم اشرف کے فارسی ترجمہ کا سلیس اور آسان اردو میں اس طرح ترجمہ کیا ہے کہ اردو ترجمہ بھی فارسی ترجمہ کی طرح بلاواسطہ قرآن کریم کا ترجمہ ہی معلوم ہوتا ہے۔گویا کہ اردو ترجمہ کو فارسی ترجمہ کے مزاج،انداز بیان،اور تعبیر سے پوری طرح ہم آہنگ کرنے کوشش کی گئی ہے اگر یہ کہا جائے کہ انھوں نے مخدوم صاحب کے فارسی ترجمہ قرآن کو اردو کا جامہ پہنا دیا ہے تو اس میں مبالغہ نہ ہوگا"۔(اشرف البیان ص ۳)

سات آٹھ سو سال بعد کسی طرح مخدوم صاحب کے اس فارسی ترجمہ کا سراغ لگ سکا اس کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مولانا محمد اظہار اشرفی الجیلانی لکھتے ہیں۔

"قدوۃ الکبریٰ غوث العالم سید اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تحریر کردہ فارسی ترجمہ کا یہ نسخہ مدینہ منورہ میں حرم شریف کے قریب کسی مکان میں موجود تھا۔جب حرم شریف کی توسیع ہوئی تو یہ قرآن شریف مع فارسی ترجمہ جناب محمد علی صاحب مہاجر مدنی کو ملا اور ان

سے سید مظاہر اشرف اشرفی جیلانی کو ملا۔ اس نسخہ میں فارسی عبارت جگہ جگہ چھوٹ گئی ہے اور کہیں کہیں الفاظ کے رسم الخط اور نقطہ میں بھی تبدیلی واقع ہوگئی ہے۔ (اشرف البیان ص ۳)

قرآن کریم کا یہ فارسی ترجمہ حضرت مخدوم اشرف جہاں گیر سمنانی کے نوک قلم سے ۸۰۸ھ میں منظر عام پر آیا عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ فارسی زبان میں سب سے پہلا ترجمۂ قرآن حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (وفات ۱۱۷۶ھ) کا ہے، یہ تاریخی حقائق کے خلاف ہے کیوں کہ حضرت مخدوم اشرف جہاں گیر سمنانی کا ترجمہ قرآن کئی صدی پہلے معرض وجود میں آگیا تھا۔ ان دونوں تراجم میں اختلاف زمانہ کے سبب زبان ایک ہونے کے باوجود لب ولہجہ اور الفاظ میں نمایاں فرق موجود ہے۔ ذیل میں ان دونوں تراجم سے کچھ مثالیں دی جارہی ہیں۔

بسم اللّٰہ الرحمان الرحیم

بنام خدائے بخشائندہ مہربان

مخدوم اشرف جھانگیر سمنانی

بنام اللہ بخشائندہ مہربان

شاہ ولی اللّٰہ محدث دھلوی

فبای آلاء ربکما تکذبان

پس کدام نعمتہا پروردگا خود تکذیب می کنید

مخدوم اشرف جھانگیر سمنانی

پس کدام یک را از نعمتہائے پروردگار خویش دروغ می شمرید

حضرت شاہ ولی اللّٰہ محدث دھلوی

ویل یومئذللمکذبین

ویل آنروز مرتکذیب کنندگان را

مخدوم اشرف جھانگیر سمنانی

وائے آنروز دروغ شارندگانرا

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دھلوی (اشرف البیان ص ۶)

اشرف الحواشی

مولانا عاصم الحداد (وفات ۱۹۸۹ء) نے قرآن کے ترجمہ پر اہل حدیث کے نقطۂ نظر سے حواشی لگائے گئے ہیں جس پر یہ حواشی ہیں وہ دو ترجمہ والا قرآن ہے۔ ایک ترجمہ شاہ رفیع الدین دہلوی کا ہے اور دوسرا ترجمہ نواب وحید الزماں حیدر آبادی کا ہے۔ ان حواشی پر نظر ثانی کا کام مولانا محمد عبدہ الفلاح نے کیا ہے۔ (اہل حدیث کے خدام قرآن ص ۲۲۰)

الہام الرحمان فی تفسیر القرآن

عبید اللہ سندھی کی یہ تفسیر سورۂ فاتحہ سے سورۂ مائدہ تک مولانا محمود الحسن کے ترجمہ کے ساتھ ادارہ بیت الحکمت امام ولی اللہ دہلوی سے ۲۷۴ صفحہ میں شائع ہو چکی ہے۔ اس طباعت کا ایک نسخہ ''کتب خانہ ادارہ تحقیقات اسلامی'' میں موجود ہے۔ (قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۱۵۸)

بصیرۃ الایمان

انتخاب قدیری نے قرآن حکیم کا توضیحی ترجمہ کیا ہے جس کی اشاعت ہو چکی ہے۔

ترجمۂ فیض الکریم مع تفسیر

یہ ترجمہ جنوبی ہند کے چار مدراسی علما نے مکمل کیا۔ ابتدا سے سورۂ نسا تک پہلا حصہ قاضی صبغۃ اللہ مدراسی نے دوسرا حصہ مفتی محمد سعید نے اور باقی دونوں حصے مفتی محمود اور مولوی ناصر الدین نے لکھے۔ حصہ اول دو بار شائع ہوا۔ پہلی مرتبہ ۱۲۷۷ھ میں کسی نامعلوم مطبع میں چھپا، دوسرا ایڈیشن ''مطبع عزیزی'' نے چھاپا۔ پھر وہی حصہ تیسری بار ''مطبع فیض الکریم'' حیدر آباد سے شائع ہوا، باقی حصے ابھی طبع نہیں ہوئے۔

ترجمہ ابن عاقل

قرآن کریم کے فارسی ترجمہ کا ایک مخطوطہ پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری میں موجود ہے۔ اس نسخہ پر ابن عاقل کا نام لکھا ہوا ہے، مولف کے نام کی صراحت اور سنہ کتابت درج نہیں ہے۔ اس لیے یہ کہنا مشکل ہے کہ ابن عاقل اس ترجمہ کے صرف ناقل ہیں یا مولف بھی ہیں۔

(جائزہ تراجم قرآنی ص ۱۰۸)

ترجمہ سید محمد بخاری

میر سید بخاری رضوی نے جہاں گیر بادشاہ کی فرمائش پر قرآن کریم کا فارسی ترجمہ کیا تھا۔

مصنف کا سلسلہ نسب پانچ واسطوں سے حضرت شاہ عالم سے ملتا ہے جن کی خانقاہ کے وہ سجادہ نشین تھے۔ مؤلف فقر وتوکل میں بے مثال تھے۔ جہانگیر کے ان سے نیاز مندانہ مراسم تھے۔ ان کی تاریخ ولادت اس مصرع سے مشہور ہے ''من ودست وداماں آل رسول''۔ ۱۰۴۵ھ میں وفات پائی۔ روضہ شاہ عالم کے مغربی دروازہ سے متصل مدفون ہیں کہا جاتا ہے کہ ان کا اور ان کے آباء واجداد کا مسلک امامیہ ہے۔ (شاہ ولی اللہ دہلوی کی قرآنی فکر کا مطالعہ ص ۳۹)

ترجمہ قرآن مع تفسیر قادری

فخر الدین قادری کا یہ ترجمہ واعظ کاشفی کے فارسی ترجمہ کی طرح اردو زبان میں ہے پہلی مرتبہ یہ ترجمہ لکھنؤ میں ۱۳۰۰ھ میں طبع ہوا، پھر مختلف مطبع والوں نے اسے چھاپا۔

ترجمہ مع خلاصۃ التفاسیر

فتح محمد تائب لکھنوی (وفات ۱۳۴۲ھ) کا یہ ترجمہ چار جلدوں میں ہے۔ ''مطبع انوار محمدی'' لکھنؤ سے ۱۳۰۹ھ سے ۱۳۱۱ھ کے درمیان طبع ہوا ہے۔

ترجمہ درس قرآن

یہ ترجمہ روز کے اسباق کا مجموعہ ہے۔ اول لفظی ترجمہ کیا گیا ہے، پھر لفظی ترجمہ کے نیچے آسان عبارت اور عام فہم الفاظ میں قرآن کریم کو سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے، ہر صفحہ کا عنوان مستقل ہے۔ ''درس قرآن بورڈ'' سے اس کی متعدد جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔

ترجمۃ القرآن مع تفسیر مواہب الرحمٰن

سید امیر علی مترجم فتاویٰ عالمگیری کا یہ ترجمہ دس ضخیم جلدوں میں ہے۔ ۱۳۱۴ھ سے ۱۳۱۹ھ کے دوران ''مطبع نول کشور لکھنؤ'' سے طبع ہوا ہے۔

ترجمۂ قرآن مع حواشی

نذیر احمد دہلوی کا یہ ترجمہ مع حواشی کے پہلی بار ۱۳۱۷ھ اور دوسری بار ۱۳۱۹ھ میں مطبع انصاری دہلی سے طبع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

ایک اور ترجمہ قرآن کا مخطوطہ ''کتب خانہ خانقاہ گلبرگہ'' میں موجود ہے۔ اس پر نہ تو

مصنف کا نام درج ہے اور نہ ہی سنہ کتابت۔ اس کے آخر میں شاہ اسد اللہ حسینی کی مہر ثبت ہے۔
۱۱۔۱۲۔ اور ۱۱ اور ۱۳ کا عدد لکھا ہوا ہے، جو تاریخ نہیں ہے ورنہ ایک ہی صدی کے فاصلہ کی دو تاریخوں کا ہونا بے معنیٰ معلوم ہوتا ہے۔ بہت ممکن ہے یہ کوئی علامتی عدد ہو۔
(جائزہ تراجم قرآنی ص ۹۷)

ترجمۂ قرآن

مظاہر حق کے مصنف نواب قطب الدین خاں کو حضرت شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ انھوں نے ۱۸۵۹ء میں سورۂ احزاب سے سورۂ طارق تک ترجمہ کیا ہے۔ بعد کا ترجمہ مؤلف کے وصال کے بعد تلمیذ رشید مولوی عبد القادر نے کیا ہے۔ یہ ترجمہ ''جامع التفاسیر'' کے ذیل میں کیا گیا ہے۔ جامع التفاسیر کی طباعت ''مطبع نظامی'' کانپور سے ۱۸۶۶ء میں ہوئی ہے۔ (جائزہ تراجم قرآنی ص ۳۰)

ترجمۂ قرآن

دار العلوم دیو بند کے ذخیرۂ مخطوطات میں ایک فارسی ترجمۂ قرآن بھی ہے، جس کے حوض میں متن قرآن ہے اور بین السطور میں فارسی ترجمہ ہے، حاشیہ پر ملا واعظ کاشفی کی تفسیر حسینی ہے۔ مترجم کا نام نہیں معلوم ہو سکا۔ مخطوطہ کی کتابت ۱۰۸۵ھ کی ہے، کاتب ملا یعقوب عنایت خاں غباری ملتانی ہیں۔ (جائزہ تراجم قرآنی ص ۹۶)

ترجمۂ قرآن

دانش لائبریری مئو ناتھ بھنجن یوپی میں قرآن کریم کا ایک فارسی ترجمہ موجود ہے۔ اس پر کہیں کہیں ضروری حواشی بھی ہیں اس ترجمہ کی موجودہ جلد بندی ۱۹۷۳ء میں ہوئی ہے مگر اس جلد کے اندرونی صفحہ اور درمیان قرآن میں بھی ایک جگہ صراحت کی گئی ہے کہ یہ ترجمہ ۱۰۸۰ھ مطابق ۱۶۲۶ء بعہد اورنگ زیب کا ہے۔ ناقص الآخر ہونے کی وجہ سے ترجمہ اور کاتب کا نام معلوم نہ ہو سکا یہ ترجمہ ابتداء قرآن سے سورۂ بلد تک کا ہے۔ (شاہ ولی اللہ دہلوی قرآنی فکر کا مطالعہ ص ۳۵)

ترجمہ مع تفسیر وحیدی

وحید الزماں حیدر آبادی کا یہ ترجمہ قرآن حواشی کے ساتھ ہے جسے تفسیر وحیدی سے موسوم کیا گیا ہے ۱۳۲۳ھ میں ''مطبع القرآن والسنہ'' امرتسر سے طبع ہوا ہے۔

ترجمۂ قرآن مع تفسیر

مولوی انشاء اللہ اخبار وطن کے ایڈیٹر تھے۔ انھوں نے آسان انداز میں قرآن کا ترجمہ اور تشریح کی ہے۔ ۱۳۲۵ھ میں طبع ہوا ہے۔

ترجمۂ قرآن مع احسن التفاسیر

محمد احسن تعلقدار کا یہ ترجمہ سات جلدوں میں قدیم اردو زبان میں ہے ۱۳۲۷ھ میں مطبع افضل المطابع دہلی سے طبع ہوا ہے۔ ترجمہ تحت اللفظ ہے اور زبان و بیان میں قدامت، الجھاؤ اور گنجلک ہے۔ (جائزہ تراجم قرآن ص ۴٦)

ترجمۂ قرآن مع تفسیر ثنائی

ثناء اللہ امرتسری کا یہ ترجمہ تفسیر ثنائی کے ذیل میں لکھا گیا ہے۔ یہ ترجمہ سات جلدوں میں ہے۔ ۱۳۲۵ھ ۱۹۰۷ء میں مطبع اہل حدیث امرتسر سے طبع ہوا ہے۔
(جائزہ تراجم قرآنی ص ۴۸)

ترجمۂ قرآن مع حواشی

فیروز الدین لاہوری کے اس ترجمہ کا نام تسہیل القرآن خلاصہ مو ضح القرآن ہے۔ ۱۳٦۲ھ میں اس کی تکمیل ہوئی۔

ترجمۂ قرآن مع تفسیر (تفسیر ماجدی)

مولانا عبدالماجد دریابادی کا یہ ترجمہ بقول مترجم ۷۵ فی صد مولانا اشرف علی تھانوی کے ترجمہ سے ماخوذ ہے۔ اس ترجمہ کی نسبت دیباچہ میں عبدالماجد دریا آبادی نے خود لکھا ہے۔

''اردو ترجمہ کا جہاں تک تعلق ہے ۷۵ فی صد مولانا اشرف علی تھانوی کی نقل ہے''۔

اس ترجمہ میں جدید تعلیم یافتہ لوگوں کے افکار کو پیش نظر رکھا گیا ہے، تفسیر حاشیہ پر اور اردو ترجمہ بین السطور میں ہے۔ یہ تفسیر ۱۹۴۴ء میں لکھی گئی مگر پہلی بار اس کی طباعت ۱۹۵۲ء میں ہوئی، تفسیر کے تعلق سے تفصیلی بحث گزر چکی ہے۔ (جائزہ تراجم قرآنی ص ٦۴)

ترجمہ قرآن مع تفسیر روفی

شاہ رؤف احمد مجددی کا یہ ترجمہ ۱۸۳۲ء سے لے کر ۱۸۲۳ء تک کے عرصے میں تفسیر رؤفی

کے ساتھ کیا گیا ہے۔ قدیم طرز کے مطابق ترجمہ تفسیر کے ساتھ مخلوط ہے۔ زبان پرانی ہے۔ ۱۸۸۷ء میں ''مطبع فتح الکریم''، بمبئی سے چوتھی مرتبہ طبع ہوئی ہے۔ پہلے تین ایڈیشن کی طباعت کی تاریخ نہیں معلوم ہو سکی۔ (جائزہ تراجم قرآنی ص ۲۷)

ترجمۂ قرآن مع مختصر تفسیر

محمد عبدالباری جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن میں عربی ادب کے استاد تھے، انھوں نے قرآن کریم کا عام فہم ترجمہ اور اس کی مختصر تفسیر بھی لکھی ہے۔ یہ ترجمۂ قرآن اتنا عام فہم ہے کہ بچے اور مبتدی سب اس کو آسانی سے پڑھ سکتے ہیں۔ ترجمہ بامحاورہ اور سلیس زبان میں سلیقہ سے لکھا گیا ہے۔ آسان زبان اور عام فہم انداز میں حاشیہ پر تفسیر درج کی گئی ہے۔

ترجمۂ قرآن مع تفسیر تبیان القرآن

غلام وارث کا یہ ترجمہ بقول مصنف موجودہ زمانہ کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے، تفسیر میں اس امر کی کوشش کی گئی ہے کہ موجودہ زمانے کے تقاضوں کے مطابق علوم قرآن کو تفاسیر سلف اور جدید تحقیقات سائنس کی روشنی میں پیش کیا جائے اور جو حضرات علوم حاضرہ سے کسی خلجان میں مبتلا ہو گئے ہوں ان کی الجھنوں کو نہایت مختصر اور سادہ الفاظ میں دور کر کے ان کے قلوب میں علوم قرآن حاصل کرنے کا ذوق پیدا کیا جائے۔ اس تفسیر میں بعض الفاظ کے دو معنیٰ لکھ دیے گئے ہیں ایک اوپر اور دوسرا اس کے نیچے۔ اس ترجمہ کا سن طباعت درج نہیں ہے لیکن اندازہ یہ ہے کہ ۱۹۶۰ء کے لگ بھگ اس کی پہلی جلد شائع ہوئی ہے۔ (جائزہ تراجم قرآنی ص ۶۷)

ترجمۂ تفسیر القرآن

حکیم شریف احمد خاں (وفات ۱۲۲۲ھ/۱۸۰۷ء) کا یہ قرآن حکیم کا پہلا تشریحی ترجمہ ہے۔ ترجمے کی زبان کی نسبت مرحوم عبدالحق کی رائے ہے کہ اس کی زبان حضرت شاہ عبدالقادر کے مقابلے میں زیادہ صاف ہے۔ اس میں لفظی پابندی کے بجائے اردو زبان کی ترکیب کا نسبتاً زیادہ خیال رکھا گیا ہے۔ ترجمہ کی صراحت کے لیے کہیں کہیں ایک آدھ لفظ بڑھا دیا گیا ہے۔

(جائزہ تراجم قرآنی ص ۳۶)

ترجمہ فوائد بہیہ

سید بابا قادری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ترجمہ دکنی کے قدیم تراجم میں سے ایک ہے۔ ترجمہ کے

ساتھ تشریحی الفاظ بھی بطور تفسیر شامل کر دیئے گئے ہیں۔ یہ ترجمہ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد میں موجود ہے۔ ۱۸۳۱ء میں سات سال کی طویل مدت میں اس کی تکمیل ہوئی۔ اب تک یہ ترجمہ طبع نہیں ہوسکا ہے۔ ترجمہ فوائد بھنئیہ کے علاوہ سید بابا قادری نے تفسیر تنزیل کے نام سے دکنی اردو میں ایک تفسیر لکھی ہے۔ ترجمہ کی طرح یہ تفسیر بھی غیر مطبوعہ ہے۔ (جائزہ تراجم قرآنی ص ۲۸)

ترجمانی قرآن

اردو زبان میں ترجمہ وتفسیر لکھ کر قرآن کریم کی ترجمانی کی گئی ہے کتاب پر مصنف کا نام درج نہیں، ورلڈ قرآن سوسائٹی گلی کبابیان جامع مسجد دہلی سے ۱۹۷۶ء میں اس کی اشاعت ہو چکی ہے۔ آغاز قرآن میں قرآنی سورتوں کی فہرست ہے اور اس کے بعد ہی ترجمہ وتفسیر کا آغاز ہوگیا ہے۔ ترجمانی قرآن کل ۱۱۶۶ صفحات پر مشتمل ہے اس میں سورۂ اخلاص کا ترجمہ کچھ اس طرح درج ہے۔

> '' کہو وہ اللہ ہے، یکتا، اللہ سب سے بے نیاز ہے، اور سب اس کے محتاج ہیں، نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد اور کوئی اس کا ہمسر نہیں ہے''۔

پھر اس کے ذیل میں ہر آیت کی الگ الگ تشریح کی گئی ہے۔

تفسیری حواشی قرآن مجید

مرزا محمد امراد حیرت دہلوی (وفات ۱۹۲۸ء) اپنی گوناگوں خصوصیات کی بنا پر علمی حلقوں میں ایک خاص شہرت کے مالک ہیں۔ ترجمہ بامحاورہ رواں سلیس، اور شستہ ہے۔ نفس ترجمہ کے اعتبار سے اس میں اکثر اغلاط پائے جاتے ہیں۔ جن پر مولوی اشرف علی تھانوی نے ایک مختصر رسالہ "اصلاح ترجمہ حیرت" کے نام سے تصنیف فرمایا ہے تفسیر پہلی مرتبہ ۱۹۰۱ء میں'' مطبع کرزن پریس'' دہلی سے شائع ہو چکی ہے۔ (ا نفاسیر ص ۱۸۰)

تنویر القرآن

اعجاز ولی خاں رضوی (وفات ۱۹۷۳ء) سلسلہ قادریہ میں مولانا احمد رضا خاں قادری کے مرید اور ان کے فرزند مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا خاں قادری کے خلیفہ تھے۔ مسائل فقہیہ کے استحضار، صلابت رائے، اور تاریخ گوئی میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ نے تنویر القرآن کے نام سے کنز الایمان پر تفسیری حاشیہ لکھا اور دوسری کتابیں بھی مختلف موضوعات پر تصنیف فرمائیں۔ (مفتی اعظم ہند اور ان کے خلفاء جلد اول ص ۱۹۲)

توضیح القرآن

محمد تقی عثمانی نے قرآن کریم کا آسان ترجمہ وتفسیر لکھی ہے اور ساتھ ہی قرآنی علوم کا مقدمہ بھی درج کیا ہے۔ یہ تفسیر جو آسان ترجمۂ قرآن کے نام سے مشہور ہے تین جلدوں پر مشتمل ہے۔ تفسیر کی جلد اول جو راقم السطور کے پیش نظر ہے سورۂ فاتحہ سے سورۂ توبہ تک ہے۔ مصنف نے اس تفسیر کا نام " توضیح القرآن آسان ترجمۂ قرآن " رکھا ہے۔ اس ترجمہ کے ساتھ مصنف نے تشریحی حواشی لکھنے کا بھی اہتمام کیا ہے۔ پیش لفظ کے تحت وہ لکھتے ہیں۔

''چنانچہ اللہ کے نام پر میں نے ترجمہ شروع کیا لیکن ساتھ ہی مجھے یہ خیال تھا کہ عام مسلمانوں کو قرآن کریم کا مطلب سمجھنے کے لیے ترجمے کے ساتھ مختصر تشریحات کی بھی ضرورت ہوگی اس خیال کے پیش نظر میں نے ترجمے کے ساتھ مختصر تشریحی حواشی لکھنے کا بھی اہتمام کیا۔

تشریحی حواشی میں صرف اس بات کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ ترجمہ پڑھنے والے کو جہاں مطلب سمجھنے میں کچھ دشواری ہو وہاں وہ حاشیہ کی تشریح سے مدد لے سکے، لمبے تفسیری مباحث اور علمی تحقیقات کو نہیں چھیڑا گیا کیوں کہ اس کے لیے بفضلہ تعالیٰ لمبی تفسیریں موجود ہیں۔ البتہ مختصر حواشی میں چھنی چھنائی بات عرض کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو بہت سی کتابوں کے مطالعہ کے بعد حاصل ہوئی ہے۔'' (توضیح القرآن ۷، ۸)

ترجمہ وتفسیر سے پہلے آغاز بحث میں مصنف سورۃ کا تعارف اختصار سے پیش کرتے ہیں سورۂ فاتحہ کا تعارف پیش کرتے ہوئے مصنف لکھتے ہیں۔

''سورہ فاتحہ نہ صرف قرآن مجید کی موجودہ ترتیب میں سب سے پہلی سورۃ ہے بلکہ یہ پہلی وہ سورۃ ہے جو مکمل طور پر نازل ہوئی، اس سے پہلے کوئی سورۃ پہلے نہیں نازل ہوئی تھی بلکہ بعض سورتوں کی کچھ آیتیں آئی تھیں اس سورۃ کو قرآن کریم کے شروع میں رکھنے کا منشا بظاہر یہ ہے کہ جو شخص قرآن کریم سے ہدایت حاصل کرنا چاہتا ہے اسے سب سے پہلے اپنے خالق ومالک کی صفات کا اعتراف کرتے ہوئے اس کا شکر ادا کرنا چاہئے اور ایک حق کے طلب گار کی طرح اسی سے ہدایت مانگنی چاہئے، چنانچہ اس میں

بندوں کو دعا سکھائی گئی ہے جو ایک طالب حق کو اللہ سے مانگنی چاہئے یعنی سیدھے راستے کی دعا۔ اس طرح اس سورۃ میں صراط مستقیم یا سیدھے راستے کی دعا جو دعا مانگی گئی ہے پورا قرآن اس کی تشریح ہے کہ وہ سیدھا راستہ کیا ہے؟''۔ (توضیح القرآن ص ۳۶)

''توضیح القرآن'' کی تینوں جلدیں آصف بک ڈپو جامع مسجد دہلی سے مولانا خورشید حسن قاسمی کے زیر اہتمام فروری ۲۰۱۱ء میں شائع ہو چکی ہیں۔

جواہر الصمدیہ

عبد الصمد دہلی نے اس ترجمہ میں جملہ سورتوں کو مضامین کے اعتبار سے مرتب کیا ہے ساتھ ہی مختصر تفسیر بھی لکھی ہے۔

حاشیہ قرآن بنام حدیث وتفاسیر

عبد القہار دہلوی کے اس ترجمہ میں قرآن مجید کے دو ترجمے ہیں۔ ایک بامحاورہ اور دوسرا لفظی۔ لفظی ترجمہ شاہ رفیع الدین دہلوی کا ہے۔ انھوں نے اپنے بڑے بھائی عبد الستار دہلوی سے اخذ کردہ تفسیری نکات کو حاشیے کی صورت میں مدون کیا ہے جو بہت سے تفسیری نکات اور قرآنی معلومات پر مشتمل ہے۔ (اہل حدیث خدام قرآن ص ۳۶۲)

دعوۃ القرآن

شمس پیرزادہ نے قرآن کریم کی تفسیر مختصر حواشی کے ساتھ تین جلدوں میں لکھی ہے، اس کے ایک جانب عربی متن اور ترجمہ درج ہے اور دوسری جانب اس کے سامنے کے صفحہ پر تفسیری نوٹ ہے۔ مترجم نے متن کا ترجمہ عربی سے اردو زبان میں براہ راست منتقل کیا ہے۔ ترجمہ میں اس بات کا التزام کیا گیا ہے کہ ترجمہ بامحاورہ ہو آزاد ترجمہ نہ ہو کیوں کہ آزاد ترجمہ میں احتیاط کا دامن ہاتھ سے جاتا رہتا ہے۔ کلام الٰہی کے ترجمہ میں بطور خاص سخت احتیاط کی ضرورت ہے۔ اس ترجمہ وتفسیر کے تعلق سے مصنف نے لکھا ہے۔

> ''ہم نے تفسیر کو عام فہم اور مختصر رکھنے کی غرض سے علمی مباحث کو چھیڑنا مناسب نہیں سمجھا، بعض اہم مقامات اور جہاں مفسرین میں اختلاف ہوا ہے وہاں ہم نے اپنی تحقیق مدلل طور پر پیش کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ بات منقح ہو جائے، اس لیے کہیں کہیں علمی

انداز اختیار کرنا پڑا ہے۔ اپنی بے بضاعتی کے باوجود کوشش کی ہے کہ قرآن کریم کی بات بے کم وکاست بالکل نکھر کر سامنے آجائے اور دل ودماغ میں نفوذ کرتی چلی جائے، یہ حقیری کوشش ہے اور اس میں کامیابی توفیق الٰہی پر منحصر ہے۔

(دعوۃ القرآن ص ز)

علم القرآن

سید قاسم محمود نے مکمل عربی متن کے ساتھ اردو زبان کی بہترین تفاسیر کا انتخاب اور خلاصہ ہر پارہ کا الگ الگ تیار کیا ہے۔ اس میں عربی متن کے بعد پہلے کالم میں عبداللہ یوسف علی کا انگریزی ترجمہ، اس کے بعد دوسرے کالم میں فتح محمد جالندھری کا اردو ترجمہ اور تیسرے کالم میں ترجمانی کے عنوان سے سید ابوالاعلیٰ مودودی کی تفسیر درج کی ہے اور اس کا انتساب انھوں نے اپنی ماں فردوسی بیگم کے نام سے کیا ہے۔

بقول مدیر علم القرآن سید قاسم محمود

علم القرآن جدید سائنسی ومادی دور کے جدید ترین تقاضوں کے مطابق کلام الٰہی کی نشر واشاعت کا جدید انداز ہے۔ اس کام کا مخاطب آج کا نوجوان ہے اس میں مندرجہ ذیل خصوصیات یکجا ہوگئی ہیں۔

۱۔ علم القرآن کے پہلے کالم میں صاف ستھری خطاطی میں عربی زبان میں پوری صحت کے ساتھ عربی متن جلوہ گر ہے۔ ہر آیت دوسری آیت کے نیچے نمایاں اور منفرد نظر آئے گی اور آیات سے منسلک بھی۔

۲۔ دوسرے کالم میں علامہ عبداللہ یوسف علی کا عالمی شہرت یافتہ انگریزی ترجمہ خوبصورت ٹائپ میں اس نمونے کے مطابق دیا گیا ہے جو امریکا اور کینیڈا کے مسلمان طلبہ کی ایسوسی ایشن نے بڑی محنت سے پیش کیا ہے

۳۔ تیسرے کالم میں مولانا فتح محمد جالندھری کا مشہور سلیس اور بے عیب اردو ترجمہ اردو کمپیوٹر کی نظامی نستعلیق کتابت میں آیت بہ آیات درج ہے۔

۴۔ چوتھے کالم میں ہر آیت کی تفسیر ہے، یہ کوئی نئی تفسیر نہیں ہے بلکہ اردو میں شائع شدہ تمام

تفاسیر کا انتخاب اور خلاصہ ہے خواہ یہ تفسیر کسی بھی فرقے یا عقیدے یا طبقے سے تعلق رکھتی ہوں انتخاب کے وقت اختلافی امور سے قطع نظر کیا گیا ہے اور تشریح عقائد سے زیادہ جمع معلومات پر زور دیا گیا ہے۔

۵۔ ہر آیت کی مختصر مگر جامع تفسیر اس کے سامنے درج ہے جن آیات کی تفسیر میں نسبتاً زیادہ وضاحت اور تشریح کی ضرورت ہے ان کو حواشی کے تحت آخر میں درج کر دیا گیا ہے۔

۶۔ کلام الٰہی کی مزید تفہیم کے لیے ہر رکوع کے مطالب کے مطابق اس کا ایک ذیلی تشریحی عنوان بھی عام فہم اسلوب میں مقرر کیا گیا ہے۔ (علم القرآن ص ۱۰)

غرائب القرآن

ڈپٹی نذیر احمد کا یہ ترجمہ دہلی کی ٹکسالی بامحاورہ زبان کا بہترین نمونہ ہے۔ لیکن اس پر ہمیشہ یہ اعتراض کیا گیا کہ اس میں بعض مقامات پر وہ سوقیانہ محاورات استعمال کئے گئے ہیں جو قرآن مجید کے تقدس کے منافی ہیں۔

فصل الخطاب فی فضل الکتاب

حمید اللہ میرٹھی کی تفسیر حدیث التفاسیر اس نام سے مترجم قرآن کے حواشی پر دہلی سے ۱۳۱۲ھ/ ۱۸۹۷ء میں شائع ہوئی ہے۔ اس طباعت کا ایک نسخہ برٹش لائبریری میں موجود ہے۔ (قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۱۴۵)

قرآن مجید کا اردو ترجمہ وتفسیر

عبدالصمد بن عبدالوہاب خان کا یہ ترجمۂ قرآن چار جلدوں میں ہے ۱۶۳۲ صفحات پر مشتمل ہے، ۱۸۷۰ء میں طبع ہوا۔ اس کا ایک نسخہ آصفیہ حیدر آباد میں ہے۔ یہ ترجمہ اولاً تفسیر کے ساتھ اخبار وطن میں شائع ہوا۔ پھر ۱۹۰۷ء میں تفسیر القرآن بزبان اردو مع ترجمہ "فرقان حمید" کے نام سے کتابی شکل میں جلد اول شائع ہوئی۔ (جائزہ تراجم قرآنی ص ۴۴)

قرآن مجید (مع اردو ترجمہ وتفسیر)

اس ترجمہ وتفسیر کو تحریک تبلیغ قرآن دار الاسلام متصل پٹھان کوٹ پنجاب نے مرتب کیا ہے۔ دار الاسلام کی بنیاد علامہ سر محمد اقبال کے ایما پر اس غرض سے رکھی گئی ہے کہ اسے تعلیم قرآن کی

تحریک کا مرکز بنایا جائے۔اس ادارہ نے مکمل قرآن کریم کا ترجمہ وتفسیر آسان زبان میں مرتب کی۔بعض مبصرین کے بقول اس تفسیر کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ قرآن کریم کی تفسیر اردو زبان میں اب تک کثرت سے لکھی جا چکی ہیں،مگر اس تفسیر کا رنگ سب سے نمایاں ہے، مقام مسرت ہے کہ تفسیر اپنے مقصد میں کامیاب ہے ایک کالم میں خالص لفظی ترجمہ ہے، ہر عربی لفظ کے نیچے اردو لفظ کا دوسرے کالم میں بامحاورہ وسلیس ترجمہ ہےاور نیچے ضروری تشریح اور تفسیر ہے، تفسیری حصہ میں اعتدال وتوازن برقرار رکھا گیا ہے،یعنی نہ بلاضرورت طوالت ہے اور نہ بہت زائد اجمال۔اس تفسیر کی اشاعت ''فیروز پرنٹنگ ورکس'' لاہور سے غالباً ۱۹۴۱ء میں ہوئی۔

اس تفسیر کا نسخہ جامعہ ہمدرد کی سینٹرل لائبریری میں موجود ہے۔

(قرآن مجید پارۂ عم (مع ترجمہ وتفسیر) ص ۹۸)

قرآن مجید مترجم ومحشٰی بحشیہ جدیدہ

انجمن خدام لاہور کے ایک ذمہ دار رکن احمد علی نے اس کی ترتیب دی ہے۔یہ دراصل ان کے دروس کا مجموعہ ہے جو انھوں نے پابندی کے ساتھ انجام دئے جیسا کہ مترجم نے لکھا ہے کہ اس کی اشاعت انجمن کی خواہش پر ہوئی اور انجمن کی خواہش پر ہی درج ذیل انداز میں اسے مرتب کیا گیا ہے۔

۱۔ہر سورۃ کا عنوان

۲۔ہر رکوع کا خلاصہ

۳۔اس خلاصہ کا ماخذ (کہ یہ مضمون کس آیت سے برآمد ہوتا ہے)

۴۔ہر سورہ کی تمام آیات کا ربط

۵۔مناسب موقعوں سے واقعات جزئیہ سے قواعد کلیہ کا استنباط

اس طریقہ ترتیب کو اکثر علمانے کافی سراہا ہے۔ترجمہ قرآن کے آغاز میں مضامین قرآنیہ کی ایک فہرست دے دی ہے، جیسے کتاب العقائد پھر اس کے ضمن میں توحید،علم غیب باری تعالیٰ،معجزات،وخوارق عادات جیسی اہم بحثیں ہیں۔آخر میں مرتب لکھتے ہیں۔

''اللہ تعالیٰ نے بندہ سے ایک نئی خدمت لی ہے یعنی ہر سورۃ کا عنوان ہر رکوع کا خلاصہ اس کا

مآخذ اور بالالتزام ربط آیات۔ میں نے اس کا حق تصنیف انجمن خدام الدین کو دے دیا ہے، تا کہ بوقت ضرورت ہر دفعہ عمدہ طور پر طبع کرا کر خلق اللہ کے ہاتھوں میں پہنچائے اور اس کا نفع دوسرے دینی کاموں میں لگائے''۔

ہر صفحہ پر حاشیہ میں موضح القرآن کی عبارت درج ہے۔اس کی تکمیل ۶ رمضان المبارک ۱۳۶۸ھ مطابق ۳ رجولائی ۱۹۴۹ء کو ہوئی۔

قرآن مجید مترجم محشی تفسیر رحمانی

سکندر علی خاں نواب مالیر کوٹلہ نے ۸۴۸ صفحات پر مشتمل ''تفسیر رحمانی'' کے ساتھ ایک ایسا قرآن مجید شائع کیا ہے، جس کے حاشیہ پر شاہ عبدالقادر دہلوی کا موضح القرآن دیا گیا ہے اس کے حاشیہ پر عربی میں کچھ نوٹ بھی ہیں۔اس کی پہلی اشاعت ''مجتبائی پریس'' دہلی سے ۱۸۵۲ء میں ہو چکی ہے۔(قرآن مجید کے اردو تراجم ص ۱۰۰)

قرآن مجید مترجم مع حاشیہ

ظہیر الدین بلگرامی نے مکمل قرآن مجید کا ترجمہ حاشیہ کے ساتھ لکھا ہے جس کی اشاعت لکھنؤ سے ۱۸۷۳ء میں ۶۴۴ صفحات میں ہو چکی ہے۔(قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۱۱۰)

کتاب الہدیٰ

یعقوب حسن نے قرآن کریم کا ترجمہ اور ساتھ میں مختصر تفسیر لکھی ہے، جس کی طباعت ''خلافت پریس''، ممبئی اور اشاعت دفتر ''کتاب الہدیٰ'' مدراس سے ہوئی۔اس سے پہلے مصنف کی ایک کتاب کشاف الھدیٰ کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔اس کتاب کے تعلق سے مصنف لکھتے ہیں۔

> ''کشاف الھدیٰ میں میں نے تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا تھا کہ کتاب الھدیٰ کی ترتیب کیا ہو گی اور یہ بھی بیان کر دیا تھا کہ میری تالیف کا مقصد موجودہ ترتیب میں قرآن کی تفسیر نہیں ہے بلکہ قرآن کے مطالب اور مضامین کو واقعات اور احکام کی تاریخانہ ترتیب میں پیش کرنا ہے اس مقصد کے حصول کے لیے میں نے آیتوں اور سورتوں کے نزول کی تاریخ بڑی جستجو اور تحقیق کے بعد مرتب کی ہے میں نے کشاف کے ساتھ کتاب الہدیٰ کے حصص وابواب اور مضامین کی مکمل فہرست ملحق کر دی تھی اور اس کے ساتھ کتاب الہدیٰ کا

پہلا جز بطور نمونہ بھی شامل تھا اس سے تمام علما پر کتاب الہدیٰ کی نوعیت بخوبی آشکار ہوگئی اور اس کے متعلق کسی کو کسی طرح کا شک وشبہ نہ رہا''۔ (کتاب الہدیٰ ص ۵)

کشف الرحمان

احمد سعید دہلوی (وفات ۱۹۶۰ء) قرآن مجید کا بین السطور ترجمہ ''کشف الرحمان "ومختصر تفسیر "تیسیر القرآن" اور اسی کے ساتھ مفصل تفسیر" تسهیل القرآن" مولانا احمد سعید دہلوی کی اٹھارہ سالہ محنت اور غور وفکر کا نتیجہ ہے، یہ تفسیر کوچہ چیلان دہلی سے ۱۹۶۲ء میں طبع ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۸۵)

کلام اللہ

حفظ الرحمان نے قرآن کریم کی سورتوں کی تشریح وترجمہ کا ایک سلسلہ حفظ الرحمان کے نام سے شروع کیا تھا جو ''دار القرآن والحدیث'' قرول باغ نئی دہلی سے ۱۲۶۴ھ میں ''محبوب المطابع'' دہلی سے طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے۔ یہ نسخہ جامعہ ہمدرد میں موجود ہے۔

معلم القرآن

مظہر احمد نے پارۂ عم کا بامحاورہ ترجمہ کیا ہے اور اس کے ساتھ مختصر تفسیر بھی لکھی ہے۔ اس کی پہلی بار اشاعت ۱۱۰ صفحات میں گورنمنٹ پریس بھوپال سے ۱۹۴۱ء میں ہو چکی ہے۔ اس اشاعت کا ایک نسخہ بیت القرآن لاہور میں موجود ہے۔ (قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۲۵۲)

موضح القرآن

مولانا محمود حسن دیوبندی (وفات ۱۳۳۹ھ) کا یہ ترجمہ قرآن ۱۳۴۲ھ میں مدینہ پریس بجنور سے طبع ہوا۔ مترجم کی وفات کے بعد حواشی از ابتدا تا سورۂ نساء مصنف کے قلم سے اور سورۂ نساء سے آخر تک مولوی شبیر احمد عثمانی کے لکھے ہوئے ہیں۔ یہ ترجمہ قرآن کوئی جدید ترجمہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ ترجمہ حضرت شاہ عبد القادر کا ترجمہ ہے جس میں مولانا محمود الحسن نے زبان ومحاورات کا لحاظ رکھتے ہوئے مناسب پیوند کاری کی ہے۔

موضح الفرقان تسہیل موضح القرآن

ابو بکر سلفی کے اس ترجمہ کو بہ انداز جدید عبد الوکیل علوی نے مرتب کیا اور مولانا ابو بکر سلفی

نے اس پر نظر ثانی کا کام کیا انھوں نے اس پر اتنی محنت کی کہ اصل تفسیر سے ضخامت دوگنا بڑھ گئی۔
اس کی اشاعت برسوں پہلے ہو چکی ہے۔(اہل حدیث کے خدام قرآن ص۴۴)

نورالعرفان فی حاشیۃ العرفان

احمد یار خاں نعیمی (وفات ۱۹۷۱ء) یہ مولانا احمد رضاخاں قادری کے ترجمۂ قرآن کنزالایمان پر تفسیری حاشیہ ہے جسے مصنف نے پیر محمد معصوم شاہ نوری(وفات ۱۹۶۹ء) کے کہنے پر کیا تھا اس تفسیری حاشیہ کو ''نوری کتب خانہ'' نے شائع کر دیا ہے۔مصنف نے آپ ہی کے ایما پر ''مشکوٰۃ'' کی شرح ''مرآۃ'' بھی لکھی تھی۔

یہ حاشیہ ''مختصر تفسیر نعیمی'' کے نام سے بھی ''پنجاب پریس'' لاہور سے ۱۳۷۷ھ میں کنزالایمان کے ترجمہ کے ساتھ ''ادارہ کتب اسلامیہ'' گجرات سے ۱۲ جلدوں میں ۱۹۷۰ء میں شائع ہو چکا ہے۔(تذکرہ علمائے اہل سنت و جماعت لاہور ص ۳۶۷، تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۵۴)

قرآن کریم کے منظوم تراجم وتفاسیر

آیات فطرت (منظوم تفسیر سورۂ فاتحہ)

دانش فرازی، مدراس ادارۂ جدید ۱۹۶۵ء (اردو تفاسیر ص ۱۴۴)

اردو منظوم ترجمۂ قرآن مجید

یہ منظوم ترجمۂ قرآن کسی نامعلوم شیعہ عالم دین کا ہے، ۹۳۳ صفحات پر مشتمل ''مطبع نظامی'' لکھنؤ سے چھپا ہے۔ شروع میں ۸ عدد اضافی صفحات بھی ہیں جو مصنف یا مترجم کے ''اظہار حقیقت'' تقریظات اور فہرست پر مشتمل ہیں۔ جلد گتے کی ہے جس پر عنوان یوں چھپا ہے۔ ''اردو منظوم ترجمۂ قرآن مجید'' اور اندرونی سرورق پر عنوان اس طرح ہے ''قرآن مجید مع منظوم اردو ترجمہ'' اس کے نیچے مترجم کا نام مولانا محمد حسن ہے یہ امام جمعہ وجماعت مسجد بصراوی کلکتہ ہیں اور لیکچرار دینیات شیعہ کالج لکھنؤ ہیں۔ اس ترجمہ قرآن پر سید سبط رضی سابق وزیر تعلیم اتر پردیش، پروفیسر حیدر کاظمی، حجۃ الاسلام سید محمد عبادت، سید کلب صادق، حجۃ الاسلام آغا محمد موسیٰ کی تائیدات وتحسینات بھی ہیں۔ پروفیسر حیدر حسین کاظمی نے اس ترجمے کے اشعار کی تعداد ۲۵ ہزار لکھی ہے۔ روزنامہ ''آزاد ہند'' کلکتہ نے ۲۴ ہزار بتائی ہے۔ ترجمہ کتنا درست ہے کسی اچھے نثری ترجمے کو دیکھ کر عام قارئین خود فیصلہ فرمالیں عربی داں حضرات سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔

الحمد للّٰہ رب العالمین

ہو حمد وثنا بس اسی کی
تمام جو اللہ ہے اور رب انام

الرحمٰن الرحیم

ترس کھانے والا ہے ہم پر سدا
مہرباں بڑا ہے ہمارا خدا

مالک یوم الدین

ہے اس کا وہ مالک نہیں شک کی جا
کہ لاریب ہے جو یوم ہے دین کا

ایاک نعبد وایاک نستعین

تو پھر کرتے ہیں ہم عبادت تری
طلب کرتے ہیں تجھ سے نصرت سبھی

اھدنا الصراط المستقیم

ہمیں سیدھے رستے پہ اے خدا
تو باقی رکھ اس پر ہمیں کبریا

صراط الذین انعمت علیھم

یہ ہو راستہ ان کا کہ جن پر سدا
ہے انعام واکرام تیرا ہوا

غیر المغضوب علیھم

نہ ہو رستہ ان کا کہ تیرا غضب
ہوا جن پر نازل بلا شبہ رب

ولاالضالین

نہ ان سب کا رستہ جو گمراہ ہیں
مخالف جو دیں کے ہیں بے راہ ہیں

اس ترجمہ کے دوصفحات کا ناقدانہ جائزہ لینے کے بعد اپنا تاثر رئیس احمد نعمانی اس طرح لکھتے ہیں۔

''قارئین کرام غور فرمائیے کہ جس ترجمہ اور نظم کو اردو زبان کا شاہکار بتایا گیا ہے اس کا حال یہ ہے کہ نہ زبان درست ہے، نہ ترجمہ صحیح، نہ وزن بحر کے مطابق، نہ ردیف وقافیہ اصول کے موافق، جگہ جگہ قرآن کے معانی میں ردوبدل، تعقیدات کا کوئی حساب نہیں، حشو زوائد حسب منشاء اور یہ حال صرف ان دوصفحوں کا نہیں جن سے یہاں کچھ نمونے پیش کئے گئے بلکہ پورے ۹۳۳ صفحات کا یہی حال ہے۔ ہر صفحہ پر ترجمہ، زبان، قواعد، وزن، ردیف اور قافیہ وغیرہ کی اغلاط فراوانی کے ساتھ موجود ہیں۔

(قرآن پاک کے منظوم تراجم یا کلام اللہ کے ساتھ کھلواڑ ص ۸)

اسرار التنزیل

فیروز الدین ڈسکوی نے یہ منظوم تفسیر تفتیش الاسلام مصنف پادری جان راجرس کے جواب میں لکھی اسی میں سورۂ والضحیٰ کا منثور و منظوم ترجمہ بھی درج ہے۔ اس کی طباعت اسلامیہ پریس لاہور سے ۱۸۹۶ء میں ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۲۶)

اکرام محمدی

عبدالستار نے تفسیر سورۂ والضحیٰ کا پنجابی زبان میں منظوم ترجمہ کیا ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۲۵)

افصح الکلام

آغا شاعر قزلباش کا یہ منظوم ترجمہ پہلے اور دوسرے پارہ کا ہے " افصح الکلام " کے نام سے حیدر آباد اور لاہور سے طبع ہو چکا ہے۔ اس منظوم ترجمہ پر لوگوں نے رطب و یابس تبصرے کئے ہیں۔ یہ منظوم ترجمہ جامعہ ہمدرد میں موجود ہے۔ یہ دراصل شاہ عبدالقادر محدث دہلوی کا ترجمہ قرآن ہے، جسے آغا شاعر قزلباش نے منظوم کیا ہے۔ اس وقت میرے پیش نظر اس منظوم ترجمہ کا پانچواں اور چھٹا پارہ ہے۔ والمحصنٰت من النساء الا ماملکت ایمانکم کتاب اللّٰہ علیکم کا ترجمہ شاعر نے اس طرح منظوم کیا ہے۔

اور وہ بھی عورتیں جو ہوں صاحبان شوہر
جو عقد میں ہوں اوروں کے ہیں حرام تم پر

لیکن سوائے ان کے ہوں لونڈیاں تمہاری
جو جنگ میں ملی ہوں حصہ میں ہوں جو پائی
یہ فرض کردیا ہے رب نے تمھارے اوپر
لازم کیا گیا ہے تم پر یہ حکم داور

(قرآن مجید منظوم ص۳)

تحفۃ المومنین

احمد الدین نے پارۂ عم کا فارسی میں منظوم ترجمہ ۱۳۲۲ھ میں لکھا تھا۔ ''مطبع منشی نول کشور'' لاہور سے طباعت ہوئی۔ مترجم نے ہر آیت کے آخر میں" فی التنبیه والموعظة" کے نام سے ایک بحث قائم کی ہے اور اس میں اس سورت کے تعلق سے جو نتیجہ اخذ ہوتا ہے اس کا ذکر کیا ہے۔ کتاب کے آخر میں ایک خاتمہ اور ایک مناجات بھی ہے۔ مناجات کے آخر میں مترجم لکھتے ہیں۔

من گنہ گار وتو خدائے کریم — جز کرم نیست مقتضائے کریم
بگناہان من مبیں مگذار — بجزائے گناہم اندر نار
بکر مہائے خود ببین مپسند — کہ بدوزخ بمانم اندر بند
ہست ہر چند من گنہ گارم — کرمت پیش ازانکہ بشمارم
گر مرا نیست جز گنہ گاری — کار تو فضل ورحمتت آری
در شب کور چوں شوم حیراں — تو کن از فضل مشکلم آساں
جائے من ساز روضۂ رضواں — بہ طفیل محمد(ﷺ) وقرآن

(تحفۃ المومنین ص۴۷۸)

ترجمۂ قرآن

مرزا ابراہیم بیگ چغتائی کا یہ ترجمہ مکمل منظوم ہے۔ آگرہ میں ۱۹۳۴ء کے قریب لکھا گیا ہے۔

ترجمۂ قرآن اور تفسیر

غلام محی الدین اویسی، انشاء کے دور میں تھے انھوں نے قرآن مجید کی مکمل تفسیر نظم میں لکھی۔

(مجلہ راہ اسلام ص۱۰ جولائی ۲۰۰۹ء)

ترجمۂ قرآن

الحاج احمد ملاح کا یہ سندھی منظوم ترجمہ ہے ساتھ میں عربی متن بھی شامل ہے۔ یہ قرآن پاک کا پہلا مکمل منظوم ترجمہ ہے۔

ترجمۂ قرآن

شمیم الحسن جو شیعہ مذہب سے تعلق رکھتے ہیں انھوں نے قرآن کریم کا منظوم ترجمہ مکمل کر لیا ہے۔ (راہ اسلام قرآنی علوم و معارف نمبر نئی دہلی ص ۳۰۵)

تفسیر پارۂ عم

نور محمد جھجھر نے پارۂ عم کی منظوم تفسیر لکھی۔

(فہرست نسخہ ہائے خطی رضا لائبریری رام پور ص ۳۵)

تفسیر پارۂ الم

غضنفر علی شیعی کو شعر و ادب سے خاص شغف تھا آپ نے پارۂ اول کی منظوم تفسیر لکھی ہے جو تفسیر پارۂ الم کے نام سے دہلی سے ۱۳۱۵ھ میں طبع ہو چکی ہے۔

(تذکرہ مفسرین امامیہ ص ۳۰۱)

تفسیر ربانی (سورۂ بقرہ)

شیخ نور الدین احمد آبادی گجراتی (وفات ۱۶۹۷ء) کی یہ منظوم تفسیر تیس ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔ (تذکرہ علمائے ہند ص ۵۳۸)

تفسیر ثنا

خواجہ ثناء اللہ خراباتی (وفات ۱۸۸۸ء) کی تفسیر کی جلد دوم چار ہزار چھ سو اشعار پر مشتمل ہے۔ مختلف آیات قرآنیہ کی منظوم تفسیر ہے۔ (تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۱۶۸)

تفسیر سورۃ البروج (منظوم)

عبد الحق (الثقافۃ الاسلامیۃ ص ۱۷۱)

تفسیر سورۂ تحریم

محمد کریم آروی کی یہ اردو منظوم تفسیر سلک نور از محمد اسماعیل دہلوی کے حاشیہ پر آرہ سے ۱۹۲۶ء میں طبع ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ۱۲۶)

تفسیر سورۂ جمعہ منظوم

"مطبع مجتبائی" دہلی سے ۱۹۰۵ء میں طبع ہو چکی ہے۔ شاعر کا نام معلوم نہیں۔

تفسیر سورۂ شفا (اردو منظوم)

ابوالحسن نانوتوی دہلی ۱۹۸۳ء

تفسیر سورۂ فاتحہ (منظوم)

شاہ علی نعمت جعفری پھلواروی کی یہ تفسیر خانقاہ سلیمانیہ پھلواری شریف میں محفوظ ہے۔

(اہل حدیث خدام قرآن ص ۴۰۳)

ترجمہ سورۂ فاتحہ منظوم

ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم صدر شعبہ علوم اسلامیہ جامعہ ہمدرد، نئی دہلی نے سورہ فاتحہ کا منظوم ترجمہ کیا ہے، جو ان کے مطبوعہ دیوان "آبشار" میں شامل ہے۔ یہ دیوان اتر پردیش اردو اکیڈمی لکھنؤ کے مالی تعاون سے ۱۹۹۸ء میں شائع ہو چکا ہے۔ منظوم ترجمہ یہ ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اللہ کی عیاں ہے ہر سمت کبریائی
اس رب دوجہاں نے ہر ایک شئی بنائی

اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ

رحمن ہے وہ سب پر ہوتی ہے اس کی رحمت
وہ مالک جزا ہے وہ داور قیامت

اِيَّاكَ نَعْبُدُ

ہم پوجتے ہیں تجھ کو معبود صرف تو ہے
کرتے ہیں تجھ کو سجدہ مسجود صرف تو ہے

وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ

مانگیں مدد تجھی سے حامی ہمارا تو ہے
ان کا بھی اور اُن کا سب کا سہارا تو ہے

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ

یہ ہو دعا ہماری ! اے قادر وتوانا
ہم کو ہمیشہ سیدھا تو راستہ چلا نا

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

وہ راستہ کہ جس پر احساں کیا ہے تو نے
رحم وکرم کا جن پر فیضاں کیا ہے تو نے

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَالضَّالِّيْنَ

جن پر غضب ہے تیرا ان سے ہمیں بچانا
بھکے ہوؤں کی راہیں تو ہم؟ مت دکھانا

(اٰمِیْنَ)

مقبول یہ دُعا ہو کہتا ہوں سر جھکا کر
انجم کو دو جہاں میں تو روشنی عطا کر

(آبشار ص۲۶)

ترجمہ سورہ فاتحہ

نصیر الدین قریشی قصبہ ٹونڈلہ کے رہنے والے تھے۔ ۱۹۲۱ء میں ولادت ہوئی، ترک سکونت کر کے خواجہ غریب نواز کے سایۂ عاطفت میں اجمیر شریف جا کر بس گئے والد کا نام بشیر الدین قریشی تھا، گورنمنٹ ملازمت تھی، قادر الکلا شاعر تھے۔ (حیات نصیر ص۲۹۲)

ترجمہ سورۂ یٰسٓ منظوم

محمد ظہیر الدین لاہوری والد قاضی حفیظ الدین ''مطبع فاروقی'' دہلی سے اس کی طباعت ہو چکی ہے۔ دارالعلوم محمدیہ کی فہرست کے مطابق اس کی اشاعت ''شمس الہند پریس'' سے بھی ۱۳۱۴ھ میں ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص۱۲۴)

ترجمۂ قرآن

محمد محسن (وفات ۱۴۲۹ھ) کی ولادت خانوادۂ نجم العلماء میں ہوئی، آپ نے ابتدائی

تعلیم گھر پر حاصل کی، پھر جامعہ ناظمیہ لکھنؤ میں نجم العلماء سید نجم الحسن کی زیر نگرانی اعلیٰ تعلیم کا سلسلہ شروع کیا۔ مولانا سید خورشید حسن امروہوی، حافظ کفایت حسین، مولانا ایوب حسین سرسوی، مولانا سید محمد رضی وغیرہم سے کسب فیض کر کے ادارہ کی آخری سند ممتاز الافاضل حاصل کی۔ سید المدارس امروہہ میں تدریس اور کلکتہ کی ایک مسجد میں امامت وخطابت کے فرائض انجام دئے۔ تصنیف وتالیف کی مصروفیت اس پر مستزاد تھی۔ آپ کا علمی وادبی شاہکار منظوم ترجمۂ قرآن ہے۔

منظوم ترجمۂ قرآن " نظامی پریس" لکھنؤ سے ۱۹۸۶ء میں شائع ہوا۔ اس کا آغاز ۲۵ رجنوری ۱۹۸۴ء میں اور تکمیل ۲۴ رجون ۱۹۸۶ء میں ہوئی۔ اس منظوم ترجمۂ قرآن میں بیس ہزار اشعار ہیں۔ قرآن پاک کا سلیس اردو زبان میں نثری ترجمہ بذات خود ایک نمایاں کام ہے لیکن منظوم ترجمہ اپنی تمام دشواریوں کے پیش نظر ناقابل فراموش کارنامہ ہے۔ اس ترجمۂ قرآن کے بطور نمونہ سورۂ طارق سے چند اشعار درج ذیل ہیں۔

بنام خدا کرتے ہیں ابتدا
ترس اور رحم کھاتا ہے جو سدا
بلا شبہ اس آسماں کی قسم
نکلتا جو اس سے ہے اس کی قسم
نکلتا ہے کیا تم سمجھتے ہوکیا
ہے روشن ستارا نکلتا سدا

(تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۴۷۲)

ترجمۂ قرآن

جعفر حسین شاہ (وفات ۱۹۴۱ء) کی ولادت موضع استرزئی ضلع کوہاٹ پاکستان میں ۱۸۷۳ء میں ہوئی، دینی تعلیم کے علاوہ آپ نے عصری علوم بھی حاصل کی اور ہائی اسکول کے استاد مقرر ہوئے، عربی، فارسی اور انگریزی زبان پر عبور تھا، پشتو زبان کے قادر الکلام شاعر تھے۔ آپ کے مراثی وقصائد کو بہت زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی، پشتو زبان میں اپنا تخلص ریختونی رکھتے تھے جس کے معنیٰ ''راست گو'' کے آتے ہیں۔

منظوم ترجمۂ قرآن آپ کی زندگی کا اہم کارنامہ ہے، جو چار سال کی مسلسل محنت اور جانفشانی کا ثمرہ ہے۔ یہ ترجمہ پاکستان پشاور سے شائع ہوا ہے۔ ہر خاص وعام نے اس ترجمہ کو پسند کیا اور اس سے بھرپور استفادہ کیا۔ (تذکرۂ مفسرین امامیہ ص۳۱۹)

تفسیر سورۂ فاتحہ منظوم

محمد قاسم نانوتوی مطبوعہ ۱۹۶۱ء (اردو تفاسیر ص۱۲۶)

تفسیر سورۂ فجر

مصنف نامعلوم مطبع مجتبائی دہلی سے ۱۹۰۵ء میں طباعت ہو چکی ہے۔

تفسیر سورۂ فیل

ابوالحسن نانوتوی کی یہ تفسیر دہلی سے ۱۸۹۳ء میں شائع ہو چکی ہے۔

تفسیر سورۂ فیل (منظوم)

نامعلوم ''مطبع مجتبائی'' دہلی سے ۱۹۰۵ء میں طباعت ہو چکی ہے۔

تفسیر سورۂ مزمل

فیض نامی شخص نے یہ تفسیر منظوم لکھی، ''ہندوستانی پریس'' لاہور سے طبع ہو چکی ہے۔ مولوی عبدالحق کے کتب خانہ خاص میں محفوظ ہے۔ (اردو تفاسیر ۱۲۶)

تفسیر سورۃ الملک

شیخ غلام مرتضی شاجہان پوری (الثقافۃ الاسلامیۃ ص۱۷۱)

تفسیر سورۂ یوسف منظوم (اردو)

مولوی اشرف علی کاندھلوی کی یہ منظوم تفسیر شیخ غلام علی برکت علی تاجران کتب کشمیری بازار لاہور نے اپنے ''علمی پرنٹنگ پریس'' لاہور سے شائع کردی ہے۔ یہ تفسیر ہزاروں اشعار پر مشتمل ہے پوری کتاب ۱۸۳ صفحات پر مشتمل ہے اختتامیہ میں مصنف لکھتے ہیں۔

یہ تفسیر یوسف ہوئی سب تمام   کیا میں نے بھی اس کو اب اختتام
نہ کچھ شاعری کا کیا میں خیال   کہا میں نے جو کچھ لکھا تھا وہ حال

الٰہی مرا رنج سب دور کر   مجھے نور سے اپنے معمور کر
سر دست میں نے لکھی سب کتاب   نہ کچھ فکر اور غور کا تھا حساب
خدا اور محمدؐ کا لیتا ہوں نام   علیہ الصلوٰۃ وعلیہ السلام

(تفسیر سورۂ یوسف ص۱۸۳)

تفسیر سورۂ یوسف منظوم

راجہ امداد علی خاں شیعی کنتوری کی یہ تفسیر ''صنعت اہمال'' میں عربی زبان میں ہے

تفسیر سورۂ یوسف منظوم

اشرف کاندھلوی نے امام غزالی کی تفسیر کا منظوم ترجمہ کیا ہے، تفسیر تاریخ تصنیف ۱۲۹۰ھ ہے۔ کتاب کا آغاز حمد باری تعالیٰ سے ہوتا ہے۔

لکھوں پہلے توحید جان آفریں
قلم کی طرح خاک پر رکھ جبیں
دکھا جس نے نقش ونگار قدم
بتایا ہے گل گشت لوح وقلم

اس کے بعد نعت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے، جس میں شاعر نے اپنا تخلص اشرف بتایا ہے۔

نہ اشرف کسی میں ہے تابِ ثنا
ہے ذات نبی آفتابِ ثنا
درود اس پہ اور آل پر بے شمار
پڑھوں ہوں شفاعت کا امیدوار

احوال تالیف کتاب میں اس طرح ظاہر کیا گیا ہے۔

عجب قصہ یوسف کا ہے دل پذیر   یہ قرآں میں سورت ہے اک بے نظیر
بنی اس کی تفسیر عربی تمام
ہے مقرون بنور صداقت کلام

وہ تصنیف اس ذات عالی سے ہے

امام محمد غزالی سے ہے

(کتب خانہ آصفیہ کے اردو مخطوطات جلد دوم ص ۴۲)

تفسیر سورۂ یوسف منظوم

مصنف کا نام نہ معلوم ہو سکا البتہ ''مطبع جعفر'' مدراس سے ۱۲۶۴ھ میں اس کی طباعت ہو چکی ہے۔

تفسیر سورۂ یوسف منظوم

کانپور سے ۱۸۶۸ء میں طبع ہو چکی ہے۔

تفسیر سورۂ یوسف منظوم

کانپور سے ۱۸۷۰ء میں طبع ہو چکی ہے۔

تفسیر سورۂ یوسف منظوم

نولکشور پریس لکھنؤ سے ۱۹۲۴ء میں طبع ہو چکی ہے۔

تفسیر سورۂ یوسف منظوم

بین السطور ترجمہ کے ساتھ کانپور سے ۱۸۸۶ء میں طبع ہو چکی ہے۔

تفسیر سورۂ رحمان (منظوم)

غلام کبریا فتح آبادی نے تفسیر سورۂ رحمان کی تفسیر نظم میں لکھی مطبع مصطفائی لاہور سے طباعت ہو چکی ہے، ۱۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ (ذخیرۂ کتب محمد موسیٰ امرتسری ص ۵۱۶)

تفسیر سورۂ نازعات منظوم

ابوالحسن نانوتوی۔ دہلی ۱۸۹۴ء

تفسیر سورۂ نازعات منظوم

مصنف نامعلوم ''مطبع مجتبائی'' سے دہلی ۱۹۰۵ء میں طبع ہو چکی ہے۔

تفسیر سورۂ والضحیٰ

معز الدین نے سورۂ والضحیٰ کی تفسیر ہندی میں نظم کی ہے۔ ۱۲۰۶ھ میں یہ تفسیر لکھی گئی اسی

طرح ایک منظوم تفسیر پشتو زبان میں ہے جسے غلام محمد افغانی نے مرتب کیا ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۲۶)

تفسیر سورۂ والعصر

مصنف نامعلوم مطبوعہ نور محمد تجارت کتب دہلی سے ۱۹۱۴ء میں طبع ہو چکی ہے۔

(اردو تفاسیر ص ۱۲۶)

تفسیر سورۂ یٰسٓ

یہ سورۂ یٰسٓ کی منظوم اردو تفسیر قلمی ہے۔ ۱۲۵۰ھ کی لکھی ہوئی ہے، سالار جنگ میوزیم حیدرآباد میں محفوظ ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۲۷)

تفسیر احسن القصص

حافظ برخوردار کی یہ سورۂ یوسف کی منظوم تفسیر ہے جو جعفر خاں کی فرمائش پر ۱۰۹۰ھ میں لکھی گئی اور اسی کو پنجابی زبان کی پہلی تفسیر کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد پنجابی زبان میں تراجم و تفاسیر لکھی گئیں ان کی تعداد ۶۴ بتائی جاتی ہے۔ (مجلہ راہ اسلام مذکور ص ۱۳۴)

تفسیر دل پذیر

محمد عباسی دلپذیر بھیروی نے قرآن کریم کا پنجابی زبان میں منظوم ترجمہ کیا ہے جس کی طباعت ابوالمنیر حافظ خدا بخش صاحب صغیر چنیوٹی کی کوششوں سے ''مسلم پرنٹنگ پریس'' لاہور سے جنوری ۱۹۳۱ء میں ہو چکی ہے۔ اس کا ایک نسخہ جامعہ ہمدرد میں موجود ہے۔

تفسیر القرآن (منظوم)

شائق احمد بھاگلپوری کا یہ ترجمہ ''پرنٹنگ پریس'' دہلی سے ۱۹۱۷ء میں طبع ہو چکا ہے۔ اس کا نسخہ جامعہ ہمدرد میں ہے

تفسیر قرآن مجید

بہاء الدین باجن بن حاجی معز الدین برہانپوری (وفات ۹۱۲ھ) یہ ترجمہ قدیم ترین اردو گجراتی زبان میں ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۲۳)

تفسیر القرآن

محبوب ککے زئی نے قرآن کریم کے پارۂ اول کی منظوم تفسیر لکھی جو ''گیلانی پریس'' لاہور سے ۱۹۵۲ء میں طبع ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۲۶)

تفسیر قرآن اردو

قاضی عبد السلام بن قاضی عطاء الحق بدایونی عباسی کی یہ منظوم تفسیر ۱۲۴۴ھ کی تصنیف ہے کل اشعار کی تعداد دو لاکھ ہے۔ ''مطبع نول کشور'' لکھنؤ نے ۱۸۶۸ء میں شائع کیا ہے۔

(مردان خدا ص ۴۵۸)

تفسیر کلام ربانی

عبد اللطیف اکبر آبادی نے قرآن مجید کی چند سورتوں کی تفسیر اردو اور فارسی میں ساتھ ساتھ نظم کی ہے۔ ''اخبار پریس'' آگرہ سے طبع ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۲۵)

تفسیر محمدی

محمد بن بارک اللہ کی پنجابی نثر میں ترجمہ اور منظوم تفسیر ہے۔ ۱۲۸۶ھ میں اس کی شروعات ہوئی اور ۱۲۹۶ھ میں اس کی تکمیل ہوئی۔ ۱۳۸۸ھ میں پہلی جلد کی طباعت ہوئی۔

تفسیر محمدی

حافظ محمد لکھو کے (وفات ۱۳۱۲ھ) نے قرآن کریم کی منظوم پنجابی زبان میں تفسیر لکھی ہے تفسیر سے ایسا لگتا ہے کہ گویا معالم التنزیل پنجابی میں نظم کردی ہے۔ آیات کا ترجمہ فارسی میں ہے، بہت جامع اور نافع ہے۔ (ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات ص ۳۹)

تفسیر مرتضوی

مصنف کا نام شاہ غلام مرتضیٰ بن شاہ محمد تیمور الہ آبادی اور تخلص جنون تھا، سہام کے رہنے والے تھے مگر الہ آباد میں مقیم ہو گئے تھے۔ ان کے استاد کا نام برکت ملتا ہے، ممکن ہے کہ برکت اللہ یا برکت علی نام ہو۔ یہ سورۂ فاتحہ اور پارۂ عم کی منظوم تفسیر ہے۔ ۱۱۹۴ھ کی تصنیف ہے، اس کی تصحیح حافظ محمد صدیق اور حافظ محمد وجیہ نے کی ہے۔ شاہ عالم بادشاہ کے عہد حکومت (۱۷۵۹ء۔۱۸۰۶ء) میں قرآن مجید کے کئی ترجمے ہوئے اسی زمانے کی تفسیر مرتضوی بھی ہے۔ ۱۷۸۰ء کی تالیف ہے۔ ۱۸۴۳ء میں اس کی طباعت ہو چکی ہے۔ اس کا ایک نسخہ ''کتب خانہ نواب سالار جنگ'' حیدر آباد میں دکن میں ہے۔ اس کا مخطوطہ ''خدا بخش لائبریری'' پٹنہ بہار میں محفوظ ہے۔ (جائزہ تراجم قرآنی ص ۱۷)

ابتدا میں فضیلت بسم اللہ کی نسبت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وعظ و ارشاد مبارک کا ذکر

ہے بعد ازاں سورۂ فاتحہ کا آغاز یوں ہوتا ہے۔

جس قدر عالم میں ہے مدح و ثنا
سو وہ سب مخصوص ہے بہر خدا

اس تفسیر میں سورۂ فاتحہ و پارۂ عم کے ایک ایک جملہ کو لکھ کر اس کی منظوم تفسیر کی ہے آخر میں در بیان خاتمہ کتاب مفسر نے اپنا نام اس شعر میں ظاہر کیا ہے۔

اور غلام مرتضیٰ میرا ہے نام
میں غلامی میں رہوں حاضر مدام

(کتب خانہ آصفیہ کے اردو مخطوطات جلد دوم ص ۴۰)

تفسیر مظہر العجائب

نامعلوم مصنف کی یہ سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص کی منظوم تفسیر ہے مطبع صدیقی دہلی سے ۱۲۱۳ھ میں طبع ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۲۷)

تفسیر منظوم

سید محمد نور بخش (وفات ۸۶۹ھ) نے قرآن کریم کی منظوم تفسیر لکھی۔ اس کا نسخہ "کتب خانہ داتا گنج بخش" لاہور میں موجود ہے۔

تفسیر منظوم

شاہ غلام محی الدین سرہند کے بزرگ زادوں میں سے تھے حافظ رحمت خاں (وفات ۱۷۷۴ء) کے زمانہ میں شہر بریلی آئے۔ اویسی نسبت رکھتے تھے۔ قرآن کریم کے اٹھارہ سیپاروں کی منظوم تفسیر لکھی۔ (حضرت شاہ ولی اللہ کی قرآنی فکر کا مطالعہ ص ۳۹)

تفسیر نبوی

نبی بخش حلوائی (وفات ۱۹۴۵ء) کا اردو منثور ترجمہ اور پنجابی منظوم تفسیر ہے۔ ۱۵ جلدوں پر مشتمل ہے۔ مفتی غلام دستگیر قصوری کے دست حق پرست پر بیعت حاصل کی اور پھر ان کے وصال کے بعد تعلیم تصوف و طریقت کے لیے حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی کو اپنا مرشد کامل بنایا۔

اپنے محلّہ کی ایک مسجد میں قرآن مجید وغیرہ کی تعلیم حاصل کر کے نحو و صرف کی کتابیں

پڑھیں، مدرسہ غوثیہ تکیہ سادھواں، مدرسہ فتحیہ اچھرہ، اور مدرسہ مسجد بکن موچی دروازہ لاہور میں علوم وفنون کی تحصیل وتکمیل کی، پیر عبد الغفار کشمیری، مفتی غلام دستگیر قصوری، مولانا غلام قادر بھیروی، مفتی غلام محمد بگوی، مولانا معوان حسین رام پوری، سے اکتساب علم لیا۔ زندگی کا بڑا حصہ درس وتدریس اور رشد وہدایت میں گذرا۔

اردو، فارسی عربی کئی زبانوں پر عبور تھا اردو فارسی اور عربی تینوں زبانوں کے شاعر تھے شیخ طریقت تھے۔ بڑے مصنف ومحقق تھے۔ مختلف موضوعات پر کئی اہم منظوم کتابیں رقم فرمائیں۔ مصنف کے پیرومرشد نے آپ کو قرآن پاک کی تفسیر لکھنے کا حکم دیا اور خود بسم اللہ کا ترجمہ اس شعر سے کر کے آغاز تفسیر فرمایا:

اسم اللہ دے نال شروع ہے جو بخشش داسائیں
کامل مہر ومحبت والا پالے آخر تائیں

مصنف نے پیرومرشد کے حکم کی تعمیل فرمائی اور ۱۵ جلدوں میں منظوم تفسیر لکھی جو ہزاروں صفحات پر مشتمل ہے۔ (تذکرہ علمائے اہل سنت وجماعت لاہور ص ۲۹۱)

مکتبہ نبویہ لاہور جو دور جدید میں طباعت واشاعت کے تقاضوں کے مطابق مسلک اہل سنت وجماعت کی گراں قدر خدمات انجام دے رہا ہے آپ ہی سے منسوب یادگار ہے۔
(تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۵۴۶)

سو سال کی عمر پائی ۱۹۴۴ء/ ۱۳۶۲ھ میں وصال ہوا اپنی تعمیر کردہ مسجد حنفیہ کوتوالی لاہور پاکستان میں سپرد خاک ہوئے۔ (جام نور دہلی راپریل ۲۰۱۳ء ص ۶)

تفسیر نور پارۂ عم

غلام مرتضٰی جنون الہ آبادی، محمدی پریس ممبئی سے ۱۲۸۶ھ میں طباعت ہو چکی ہے
(اردو تفاسیر ص ۱۴۴)

التفسیر النورانی للسبع المثانی

شیخ نور الدین احمد آبادی (وفات ۱۱۵۵ھ/ ۱۶۹۷ء) کی یہ منظوم تفسیر ہے۔ بارہ ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔ اس مصنف کی ایک دوسری تفسیر ''مختصر'' کے نام سے بھی ہے۔
(الاعلام جلد ۶ ص ۲۰۲، تذکرہ علمائے ہند ص ۲۴۸)

تفسیر یسیر

عبدالغفور جالندھری نے شاہ رفیع الدین کے ترجمہ قرآن کا منظوم پنجابی ترجمہ کیا ہے

جواہر التفسیر فی السیر والتذکیر

عبدالحئ قادری احقر بنگلوری (وفات ۱۳۰۱ھ) نے پارۂ عم کی بعض سورتوں اور سورۂ مزمل کی منظوم تفسیر کی ہے۔ تفسیر کے آغاز میں سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل و مناقب بیان کئے ہیں۔ ''مطبع طلسم کرناں'' بنگلور سے طباعت ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۳۴)

چراغ ابدی

مصنف کا نام شاہ عزیز اللہ ہمرنگ تخلص تھا۔ اورنگ آباد وطن تھا۔ شاہ میر عالم حسینی کے فرزند تھے۔ قادری اور نقشبندی طریقہ میں بیعت حاصل تھی۔ شاعر بھی تھے اور مفسر بھی، علمی قابلیت نہایت عمدہ تھی، ایک طرف شاعری کا بازار گرم رہتا تو دوسری طرف ارشاد و ہدایت کی مسند پر متمکن رہا کرتے۔ یہ صرف پارۂ عم کی تفسیر ہے چراغ ابدی تاریخی نام ہے جس سے ۱۲۲۱ھ برآمد ہوتے ہیں

سبب تفسیر میں مصنف نے لکھا ہے۔

> ''جب دیکھا کہ اکثر تفسیریں کلام اللہ کی زبان عربی وفارسی میں واقع ہیں اور کم علمی دریافت سے معنیٰ ان کے مانع، اگرچہ بعض عزیزوں نے زبان دکنی و ہندی آمیز میں تفسیر جزء اخیر کے لکھے ہیں، لیکن بہ سبب الفاظ دکنی کے لطف زبان ہندی کا پورا نہیں پاتا اور دل یاروں کا واسطے اس مطالعے کے رغبت کم لاتا، اس واسطے خاطر قاصر میں اس فقیر کے آیا کہ تفسیر جزء اخیر کی زبان ہندی میں کہ بالفعل اورنگ آباد کے لوگوں کا محاورہ ہے لکھے اور بعض فوائد کے کہ دوسرے تفسیروں میں نہیں ہیں کتب معتبرہ کے جمع کر کے اس میں داخل کرے کہ عوام اس سے باوجود قلت یا قناعت کے فائدے تمام اٹھاویں اور اس فقیر کو دعائے مغفرت میں یاد دلاویں''۔

اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمرنگ ایک مفسر سے بڑھ کر شاعر ہیں انھوں نے اپنی تفسیر میں اپنے اشعار بہ کثرت نقل کئے ہیں۔ یہ اشعار تمام اصناف سخن پر مشتمل ہیں اکثر و بیشتر اشعار

میں تخلص موجود ہے اور جہاں تخلص موجود نہیں لمولفہٖ کہہ کر اس کی طرف اشارہ کردیا ہے۔اگر چراغ ابدی سے ان اشعار کو الگ کر کے جمع کیا جائے تو ہمرنگ کا ایک مختصر سا دیوان تیار ہو جائے گا۔

محنت اور کوشش بسیار کی اے ہمرنگ
جب یہ تفسیر تمام ہوئی بعنوان صمدی
نام میں چاہا رکھوں ایسا کہ نکلے تاریخ
فکر دل نے اوٹھا بول 'چراغ ابدی'

اس تفسیر کے نسخے کتب خانہ سالار جنگ اور ادارہ ادبیات میں موجود ہیں۔

(کتب خانہ آصفیہ کے اردو مخطوطات جلد دوم ص ۳۱)

خلاصہ تفسیر القرآن منظوم

مولوی عبدالقادر عبداللہ خاں ساکن گوجرانوالہ کی یہ منظوم تفسیر مطبع الٰہی آگرہ سے ۱۳۱۶ھ میں طبع ہو چکی ہے۔(اردو تفاسیر ص ۱۲۵)

رحمت خاص (تفسیر سورۂ اخلاص)

محمد حسین خاں فقیر کی یہ منظوم تفسیر دہلی سے ۱۳۰۹ھ میں شائع ہو چکی ہے۔

(اردو تفاسیر ص ۱۲۶)

ریاض دل کشا

یہ سورۂ یوسف کی منظوم تفسیر ہے۔مصنف کے متعلق کوئی معلومات نہ حاصل ہوسکی صرف اس قدر معلوم ہے کہ وہ ''امامیہ مذہب'' سے تعلق رکھتے تھے۔تاریخ تصنیف ۱۲۸۱ھ ہے۔سورۂ یوسف کی یہ تفسیر بہ لحاظ روایت مذہب امامیہ نظم کی گئی ہے۔مثنوی میں اولاً حمد ہے پھر نعت،اس کے بعد منقبت حضرت علی،سبب تالیف کے بعد نفس مضمون شروع ہوتا ہے۔سبب تالیف میں بتایا گیا ہے کہ لوگوں میں خواہ وہ خاص ہوں یا عام قصے سننے کا بہت شوق ہوتا ہے اس لیے اس قصہ کو جو احسن القصص کہا گیا ہے نظم کر کے ''ریاض دلکشا'' نام رکھا گیا ہے

الٰہی ہو بخیر انجام اس کا
ریاض دل کشا ہے نام اس کا

(کتب خانہ آصفیہ کے اردو مخطوطات جلد دوم ص ۳۸)

زادالآخرت

قاضی عبدالسلام بن عطاء الحق بدایونی عباسی (وفات ۱۲۸۹ھ) فقہ، اصول فقہ اور عربی زبان وادب میں بڑی مہارت حاصل تھی۔ عبدالعلی بن نظام الدین لکھنوی کے تلامذہ میں سے تھے۔ سید آل احمد بن حمزہ حسینی مارہروی سے بیعت کا شرف حاصل تھا۔ رام پور میں قاضی تھے۔ انھوں نے قرآن حکیم کی منظوم تفسیر لکھی ہے۔ زبان کے لحاظ سے اس میں خاصی کہنگی پائی جاتی ہے۔ ۱۸۲۸ء۔۱۸۴۳ء اس کی تالیف کا زمانہ ہے زاد الآخرت (۱۲۴۴ھ) اس کا تاریخی نام ہے۔ ۱۸۶۸ء میں "مطبع نول کشور" سے چار ضخیم جلدوں میں شائع ہوا ہے۔ ترجمہ منظوم ہونے کے باوجود شاعرانہ بے اعتدالیوں سے پاک اور مبرا ہے۔ اس میں کل دو لاکھ اشعار ہیں۔

(تذکرہ علمائے ہند ص ۱۳۰۔ الاعلام جلد ۷ ص ۲۹۴، جائزہ تراجم قرآنی ص ۲۹، الثقافۃ الاسلامیۃ ص ۱۶۷)

سبیل الرسوخ فی علم الناسخ والمنسوخ

مولوی عبدالکریم ٹونکی نے نواب ٹونک کی فرمائش پر عربی زبان میں یہ منظوم تفسیر لکھی ہے جو چار ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں ترتیب نزول، سور کی تفصیل ہے دوسرے میں اقسام سور باعتبار ناسخ ومنسوخ کا بیان ہے، تیسرے میں احکام نسخ اس کی قسمیں اور آیات ناسخہ ومنسوخہ کا ذکر ہے۔ چوتھے میں آیات مخصوصہ سے بحث کی گئی ہے۔ اپنے انداز کی یہ نئی تصنیف ہے نظم ہی میں آیتوں کا حوالہ اور ان کے بیان میں فنی صلاحیتوں کا ثبوت ہے۔ فارسی ترجمہ تو بین السطور میں موجود ہی ہے حاشیے پر ضروری باتوں کی تشریح عربی زبان میں کردی ہے۔ ناسخ اور منسوخ کی بحث میں کہیں کہیں پر حدیثوں کے حوالے بھی پیش کئے ہیں۔ پورا رسالہ ۱۷۴ اشعار پر مشتمل ہے۔ اس کا قلمی نسخہ علی گڑھ میں سبحان اللہ کلیکشن میں محفوظ ہے۔

(ہندوستانی مفسرین اوران کی عربی تفسیریں ص ۲۷۴)

سحرالبیان

اثر زبیری لکھنوی نے قرآن کریم کی منظوم تفسیر وترجمہ "سحر البیان" کے نام سے لکھا ہے۔ یہ ترجمہ ۱۹۵۶ء میں طبع ہو چکا ہے۔ کچھ سیپاروں کے ترجمے ہنوز غیر مطبوعہ ہیں۔ اس کا طبع شدہ نسخہ جامعہ ہمدرد اور مالیرکوٹلہ کی لائبریری میں موجود ہے۔ اس منظوم ترجمہ کے تعلق سے مولوی

اعزاز علی نے لکھا ہے۔

''جہاں تک میری علمی دسترس ہے میں کہہ سکتا ہوں کہ اس ترجمہ میں زائد از حد احتیاط برتی گئی ہے اور کلام الٰہی کے معانی کو بلا کم وکاست انسانی دماغ تک پہنچانے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے''۔

اس ترجمہ کے تعلق سے ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں۔

''اثر زبیری نے زیادہ سے زیادہ ممکن احتیاط کے ساتھ قرآن پاک جیسی کتاب کے ترجمہ کی پابندیوں کا لحاظ رکھتے ہوئے نظم کی خوبی کا حق ادا کیا ہے''۔

(سحر البیان جلد ۳۰ ص ی کراچی ۱۹۵۶ء)

اس منظوم ترجمہ کی اشاعت ایجوکیشنل پریس کراچی سے اپریل ۱۹۵۷ء میں ہوچکی ہے کتاب کے سرورق پر صاحب سحر البیان نے قرآن کریم کی یہ آیت هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ لکھی ہے جس کا منظوم ترجمہ اس طرح لکھا ہے۔

یہ قرآن عام لوگوں کے لیے تو اک حکایت ہے
مگر پرہیز گاروں کے لیے رشد وہدایت ہے

قرآن کریم کی آیات کریمہ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِّنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ کا ترجمہ شاعر نے کچھ اس طرح کیا ہے۔

ہماری سمت سے بھیجے ہوئے یہ سارے پیغمبر
فضیلت ہم نے ان میں بعض کو دی بعض کے اوپر
کچھ ان میں وہ ہیں مولیٰ نے تکلم جن سے فرمایا
اور ان میں بعض کو اس نے علوئے مرتبت بخشا

(سحر البیان ص ۴)

فرقان جاوید

عبدالعزیز خالد جالندھری۔ یہ قرآن مجید کا آیت بہ آیت منظوم ترجمہ ہے۔

(اہل حدیث خدام قرآن ص ۳۲۴)

شرح سورۂ یٰسٓ منظوم

یہ شرح ۵۸ صفحات پر مشتمل ہے ۱۲۵۰ھ کا قلمی نسخہ ہے۔ اولاً عنوان کے طور پر ایک آیت لکھی گئی ہے اس کے نیچے نظم میں اس کی تفسیر کی گئی ہے۔ ''سالار جنگ میوزیم'' حیدر آباد میں محفوظ ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۱۲۸)

قرآن منظوم مع فرہنگ و تفسیر (نا تمام)

محمد سمیع اللہ اسد اردو نظم و نثر کے علاوہ عربی فارسی انگریزی زبان میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ مصنف کا یہ منظوم ترجمہ قرآن عرفان پبلی کیشن کلکتہ سے شائع ہو چکا ہے۔ اس منظوم ترجمہ میں سلاست و روانی اور عام فہم انداز کے علاوہ تفہیم معانی اور عام جانکاری کے لیے حواشی میں ضروری اشارے کے ساتھ مشکل الفاظ کے آسان معانی بھی ہر صفحہ کے نیچے درج کر دئے ہیں۔ اس منظوم ترجمہ کو مصنف نے اہل بصیرت کے نام انتساب کیا ہے وہ لکھتے ہیں۔

کرتا ہوں میں انتساب اہل بصیرت کے لئے
یہ کتاب نور جو رب کی ہے اک روشن دلیل
چاہتے ہیں جو فلاح دین وحسن زندگی
ایسے لوگوں کے لیے ہے کامیابی کی سبیل

محمد سمیع اللہ اسد کا یہ ترجمہ ان نظریاتی مباحث سے الگ ہے۔ یہ ترجمہ لفظی ہے اور نظموں میں بصورت مثنوی ترجمہ ہوا ہے۔ اس لیے اس میں کسی مسلک یا نظریئے کے تبلیغ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ قرآن کریم کے ایک سو چودہ سورتوں میں سے انھوں نے اس میں سورہ فاتحہ، سورہ بقرہ، سورہ آل عمران، اور سورہ نساء کا ترجمہ کیا ہے۔ اس کا نسخہ جامعہ ہمدرد میں ہے۔

(پروفیسر محمد سمیع اللہ اسد۔ اظہار و آثار ص ۴۶، ۴۷)

یہ ترجمہ پانچ جلدوں پر مشتمل ہے جو ۱۹۹۵ء سے ۲۰۰۵ء تک کم و بیش گیارہ سال کی محنت کا ماحصل ہے۔ پانچوں جلدیں ۲۰۰۳ء سے ۲۰۰۸ء تک الگ الگ وقتوں میں شائع ہوئی ہیں۔ جن کے صفحات کی مجموعی تعداد گیارہ سو پچاس ہے۔ ان جلدوں میں بقول ڈاکٹر رئیس احمد نعمانی یہ دعویٰ موجود ہے کہ

''موصوف کے علاوہ جتنے لوگوں نے بھی قرآن پاک کے منظوم ترجمے لکھے ہیں وہ سب کے سب تفسیری ہیں لفظی اور معنوی نہیں''۔ ساتھ ہی پروفیسر صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ ''اکثر نثری ترجمے زبان وبیان کے لحاظ سے ناقص اور معانی کی تفہیم کے اعتبار سے مبہم ہیں''۔'' قرآن منظوم ھذا کا اسلوب بامحاورہ اور رواں ہے۔ یہ ترجمہ صرف اصل معانی قرآن کی حدود میں مقید ہے۔ معانی قرآن کی روح کو برقرار رکھنے کے لیے حک واضافہ اور بے جا تفسیروں سے گریز کیا گیا ہے''۔(قرآن پاک کے منظوم تراجم یا کلام اللہ کے ساتھ کھلواڑ ص۱۲)

قرآن منظوم سے سورۂ فاتحہ کے کچھ نمونے بغیر کسی تبصرہ کے ذیل میں دئے جارہے ہیں تا کہ اہل علم کے سامنے خوبی وخامی واضح ہوسکے۔

کرتے ہیں تیری عبادت یاد ہم
مانگتے ہی تجھ سے ہی امداد ہم
اے ہمارے مہر باں رب کریم
تو دکھا ہم کو صراط مستقیم
راہ ایسے لوگوں کی (اے بے نیاز)
جو تھے تیری نعمتوں سے سرفراز
ان کی راہوں پر چلا ہرگز نہیں
جن کے اوپر آفتیں ڈھائی گئیں
اور نہیں زنہار تو (اے کبریا)
گمرہوں کی راہ پر ہم کو چلا

(قرآن منظوم ص۱۱)

قرآن م رم کا ادبی معیار کیا ہے؟ اور یہ ترجمہ کہاں تک حقیقت کے قریب ہے؟۔اس تعلق سے رئیس نعمانی کا یہ تبصرہ برمحل ہوگا وہ لکھتے ہیں۔

''بہر حال یہ اس پانچ جلدوں اور ساڑھے گیارہ سوصفحات پر پھیلی ہوئی سست ونادرست قواعد اور زبان کی اغلاط سے پُر، حذف واضافہ کے تصرفات بے جا سے معمور نظم کے صرف

دوصفحات کا مختصر جائزہ ہے۔قارئین اسی نمونے پر پورے ۱۱۵۰صفحات کو قیاس کر سکتے ہیں اور جس کسی کے پاس فاضل وقت ہو وہ مصنف سے خرید کر پانچوں جلدوں کا مطالعہ کر کے شوق سے اپنا وقت برباد کر سکتا ہے اور مصنف سے یہ سوال کر سکتا ہے کہ بھائی کس دیوانگی کے عالم میں تم نے اس کتاب کو" قرآن منظوم" کا نام دیا ہے"۔

(قرآن پاک کے منظوم تراجم یا کلام اللہ کے ساتھ کھلواڑص ۱۷)

قصب السکر فی تفسیر سورۃ الکوثر

عبدالودود سرحدی قادیانی کی یہ تفسیر درحقیقت ابن تیمیہ کی سورۃ الکوثر کا منظوم پشتو ترجمہ ہے۔

قصص المحسنین

عبدالستار نے سورۂ یوسف کی منظوم تفسیر بعض بنی اسرائیلیات وحکایات مناسبہ کے ساتھ کی ہے اکرام محمدی کے نام سے ان کی سورۂ والضحیٰ کی بھی منظوم تفسیر ملتی ہے۔

(ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات ص ۳۹)

قلب القرآن

غلام محمد مرتضیٰ روہتکی نے سورۂ یٰسٓ کی منظوم تفسیر لکھی ہے جو" مفید عام پریس" لاہور سے ۱۹۰۱ء میں طبع ہو چکی ہے۔(اردو تفاسیر ص ۱۲۵)

کلام ربانی کی منظوم ترجمانی

قرآن کریم کی بعض سورتوں کا آزاد نظم کی شکل میں ترجمہ پروفیسر مقصود احمد مقصود صدر شعبہ فارسی،عربی واردو نے کیا ہے۔موصوف پروفیسر محمد رفیق الہ آباد(وفات ۱۹۹۲ء) کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں،الہ آباد یونیورسٹی میں تعلیم مکمل کی،قرآن کریم کی سورتوں کو آزاد نظم کا جامہ پہنانے کی طرف توجہ کیوں کر ہوئی اس تعلق سے مقصود احمد فرماتے ہیں۔

"۱۷ر جنوری ۱۹۹۳ء (اتوار) کو یکا یک میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ ابھی تک قرآن کریم کی سورتوں کا منظوم ترجمہ بہ شکل آزاد نظم نظر سے نہیں گذرا لہٰذا اس کی جانب توجہ مبذول کرنا چاہئے چنانچہ اس کار خیر کے لیے میں نے سورۂ اخلاص کا انتخاب کیا اور یہ توفیق الٰہی اس کا ترجمہ مع مختصر شان نزول آزاد نظم کی شکل میں چند لمحوں میں کر ڈالا اس سے میری

حوصلہ افزائی ہوئی اور وقفے وقفے سے یکے بعد دیگرے ۱۳ سورتوں کے منظوم ترجمے کی سعادت حاصل ہوئی''۔ (کلام ربانی کی منظوم ترجمانی ص۹)

تعریف برائے رب کائنات کے عنوان سے مقصود احمد سورۂ فاتحہ کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں۔

ہے اگر تعریف تو
بس اس خدا کے واسطے
ہے جو رب العالمیں
جس کی رحمت امتنانی اور وجوبی ہی نہیں ہے
عام بھی ہے، خاص بھی
ہے جو مالک فیصلے کے روز کا
ہم تو کرتے ہیں خداوندا تری ہی بندگی
اور طلب کرتے ہیں تجھ سے ہی مدد
دے ہدایت ایسی سیدھی راہ کی
جس پہ چل کر تیرے بندوں نے تجھے
اس جہان رنگ و بو میں پالیا
دور رکھ ان سرکشوں کی راہ سے
جو ہوئے تیرے غضب کے مستحق
ایسے لوگوں کی روش سے بھی بچا
جو ہوئے گمراہ تجھ کو چھوڑ کر

(کلام ربانی کی منظوم ترجمانی ص۱۵)

مفہوم القرآن

کیف بھوپالی نہ صرف غزل گوئی اور غزل سرائی کے مرد میدان تھے۔ بلکہ انھوں نے والہانہ نعتیں بھی کہی ہیں، ان کا نمایاں کارنامہ قرآن کریم کا منظوم ترجمہ ہے جس کے تین پارے

مفهوم القرآن کے نام سے ''معراج پبلی کیشن'' بنارس سے ۱۹۶۴ء میں طبع ہو چکے ہیں۔

(اردو تفاسیر ص ۱۲۶)

کیف بھوپالی نے غالباً ۲۶ پاروں کا منظوم ترجمۂ قرآن لکھا ہے سورۃ الحمد کا ترجمہ ''خدا بخش لائبریری'' پٹنہ میں محفوظ ہے۔ ۲۴؍جولائی ۱۹۹۱ء کو انھوں نے بھوپال میں آخری سانس لی۔

منظوم القرآن

بدرالدین خاں انجم عرفانی کا یہ منظوم ترجمہ پانچ جلدوں پر مشتمل ہے جو ۲۰۰۴ء سے ۲۰۰۶ء کے درمیان چھپ کر مکمل ہوئی۔ صفحات کی کل مجموعی تعداد ۹۶۷ ہے۔ اس ترجمہ کے تعلق سے انجم عرفانی فرماتے ہیں۔

> ''میرا منظوم القرآن، قرآن کریم کا لفظی منظوم ترجمہ ہے، اس میں آزاد نظم کی فارم کو اپنایا گیا ہے، یہ قرآن کا حرف بہ حرف ترجمہ ہے۔ اپنی جانب سے کچھ اضافہ نہیں کیا گیا ہے یہ سیدھی سادی نثر کو نظم کے قالب میں ڈھال دیا گیا ہے تا کہ پڑھنے میں روانی، سلاست اور لطف زبان کا ذائقہ بھی ملتا رہے اور قرآن کے احکامات صاف صاف قاری کے دل میں اترتے چلے جائیں''۔ (اردو بک ریویو دہلی اپریل ۲۰۰۷)

مصنف نے منظوم ترجمہ میں اپنی طرف سے کسی اضافہ کی بات نہیں کہی ہے اور لکھا ہے کہ منظوم لفظی ترجمہ ہے۔ اب تعوذ اور تسمیہ اور کچھ دیگر آیات کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں اور پھر فیصلہ کیجئے کہ مصنف کا درج بالا دعویٰ کہاں تک درست ہے۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

اللہ کی پناہ میں شیطاں لعین کے شر سے (منظوم القرآن ص ۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام سے اللہ کے جو مہرباں بے حد نہایت ہے رحیم (ایضا)

الحمد للہ رب العالمین

ساری تعریفیں ہیں اللہ کے لیے کل جہانوں کا ہے جو پروردگار (ایضا)

ومما رزقنٰھم ینفقون

اور ہم نے جو دیا ہے رزق انھیں راہ حق میں کرتے ہیں اس میں سے خرچ (نفس ص ۶)

انجم عرفانی صاحب کا دعویٰ ترجمۂ قرآن کے تعلق سے کہاں تک درست ہے اہل علم پر یہ بخوبی واضح ہے۔اس منظوم ترجمہ کے تعلق سے ڈاکٹر رئیس احمد نعمانی لکھتے ہیں۔

''ہر ذی علم، سلیم الذوق اور صاحب ادراک آدمی محض ان چند نمونوں کو ہی دیکھ کر یہ اندازہ کر سکتا ہے کہ اس منظوم القرآن سے کہیں بہتر اور سلاست ولطافت سے بہرہ ور صحیح ادبی زبان میں لکھے ہوئے قرآن پاک کے متعدد نثری ترجمے موجود ہیں جن کو کچھ ستم ظریف لوگ اپنے جہل مرکب کی وجہ سے روکھا پھیکا بتاتے ہیں اور خود اپنے بے ہنگم حسن نصاحت سے عاری منظوم ترجمہ کو جواز کا حق فراہم کرنے کے لیے خود قرآن پاک کو ہی ''کلام منظوم'' بتانے لگتے ہیں اور قرآن کے تراجم وتفاسیر پر گہری نگاہ رکھنے کا دعویٰ کرنے کے باوجود قرآن کو سمجھانے کیا سمجھنے میں بھی ناکام رہتے ہیں۔ایسے ستم ظریفوں میں ایک انجم عرفانی اور دوسرے پروفیسر سمیع اللہ اسد کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔

(قرآن پاک کے منظوم تراجم یا کلام اللہ کے ساتھ کھلواڑ ص ۲۰)

منظوم مضامین القرآن المجید

ڈاکٹر مختار عالم پونے کا یہ مکمل منظوم ترجمہ قرآن ہے انھوں نے قرآن پاک کا ۱۹۶۵ء سے مطالعہ کرنا شروع کیا اور مسلسل کئی سال اس میں لگے رہے ان کا کہنا ہے کہ:

''لندن کے قیام کے دنوں ایک رات ۲۷ رمضان المبارک اس کام کے لیے بہت اہم رات ثابت ہوئی۔ جب رات کے قریب گیارہ بج رہے تھے کہ مجھے ایسا لگا کہ سامنے رکھا قرآن مجید مجھے پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ مجھے پڑھو، مجھے سمجھو، اس کیفیت نے میرا دامن تھام لیا اور اسی وقت اس کام کی اہمیت میرے وجود پر گویا مسلط ہوگئی، بندہ نے اسی وقت اپنے ان احساسات کو قرآن حکیم کی پکار یا نور ہدایت کے عنوان پر منظوم کردیا۔۱۹۸۰ء سے بالکل ایک الہامی کیفیت کی طرح سورۃ سے متاثر نظمیں لکھنا شروع کردیا جو اللہ تعالیٰ کا کرم واحسان ہے اس طرح یہ مجموعہ ''منظوم مضامین القرآن المجید'' وجود میں آیا اس شاعری اور نظم کے آداب کا زیادہ دھیان نہیں رکھا گیا ہے بلکہ قرآن کی تعلیمات آسان الفاظ میں ایک عام انسان تک کیسے پہنچیں اس کا زیادہ خیال رکھا گیا ہے''۔

قرآن کریم کے اس منظوم ترجمہ کی تکمیل میں پورے ۳۲ سال لگ گئے ۲۰۱۲ء میں اس کی تکمیل ہوئی۔ سورہ فاتحہ کا ترجمہ نمونہ کے طور ذیل میں درج کیا جارہا ہے۔

سب تعریفیں ہیں بس اللہ کے لیے
جو ہوئی ہیں اور ہوں گی اللہ کیلئے
ہر نعمت کو پیدا کرے وہ خدا
ہر نعمت عطا بھی کرے وہ خدا
ہر ایک چیز کو ہے کیا اس نے پیدا
یہ آکاش دھرتی کئے اس نے پیدا
ہر ایک شئے کا رب ہے وہی ایک خدا
ہر ایک شئے کا مالک وہی ایک خدا
رحم کرتا ہے ہر دم ہم سب پر وہ مالک
وہی اللہ روز جزا کا ہے مالک
تری بندگی کرتے ہر دم اے مالک
مدد تیری چاہیں ہر وقت مالک
میری التجا ہے یہ تیرے حضور
چلانا سیدھی راہ پہ اے رب غفور
چلانا ان رستے جہاں انعام ہیں
نہ کہ وہ رستے جو کہ بد نام ہیں
نہ وہ رستے جس پہ بہکے ہیں لوگ
نہ وہ رستے جس پہ پچھتائے لوگ

اس ترجمہ میں اکثر اشعار بے وزن ہیں۔ ترجمہ میں بھی ژولیدگی پائی جاتی ہے مترجم کو چاہئے کہ کسی شاعر اور عالم کی رہنمائی میں اپنے جذبات کو نظم کا جامہ پہناتے تو زیادہ اچھا ہوتا اور اس سے معانی قرآن کا تقدس محفوظ رہتا۔ (القرآن المجید (نور ہدایت) ص ا والوڑی پونے مہاراشٹر)

نظم البیان

شاہ شمس الدین کے اس منظوم ترجمہ کا نام نظم البیان ہے۔اس ترجمہ کی کوئی تفصیل نہ معلوم ہوسکی۔

نظم المعانی ترجمہ کلام ربانی

مطیع الرحمان خادم علی گڈھی نے یہ ترجمہ براہ راست قرآن کریم سے نہیں کیا ہے بلکہ مختلف تراجم کو سامنے رکھ کر منظوم کیا ہے۔اصل ترجمہ بین السطور کے بجائے حاشیہ پر لکھ دیا گیا ہے، زاد الآخرۃ پہلا منظوم ترجمہ ہے اور دوسرا منظوم ترجمہ نظم المعانی ہے۔اس منظوم ترجمہ میں کچھ شاعرانہ بے اعتدالیاں بھی ہیں، مطبع مفید عام آگرہ سے طبع ہوا ہے۔

(جائزہ تراجم قرآنی ص ۶۳)

نغمۂ کشوری (تفسیر سورۂ یوسف منظوم)

نول کشور پریس، لکھنؤ سے ۱۹۰۸ء میں طبع ہوچکی ہے۔مصنف کا نام نہیں معلوم ہوسکا ہے۔

نورالاسلام

مصنف نے شاہ عبدالعزیز کے ترجمہ وتفسیر سے حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ منظوم کیا ہے۔جس میں کل ۶۶۶ ابیات ہیں۔(اردو تفاسیر ص ۱۲۸)

وحی منظوم

عاشق حسین سیماب اکبرآبادی نے شاعری میں نواب مرزا داغ دہلوی کی شاگردی اختیار کی اور اپنے مذہبی رجحانات اور طمانیت قلب کی خاطر مشہور بزرگ حافظ حاجی وارث علی شاہ کے دست حق پرست پر بیعت فرمائی اور استاذ محترم کی خصوصی توجہ اور حضرت حاجی صاحب کی رشد وہدایت نے انھیں وہ مقام ومرتبہ عطا فرمایا جو کم لوگوں کو نصیب ہوا۔

سیماب اکبرآبادی نے ''قصر الادب'' کے نام سے ایک ادبی ادارہ بھی قائم کیا جس کے زیر اہتمام کئی کتابیں تصنیف ہوکر زیور طبع سے آراستہ ہوئیں، سیماب اکبرآبادی کا یہ ترجمہ کافی مقبول ہوا۔متعدد علما نے اس پر تقریظات لکھیں، سیماب کا یہ منظوم ترجمہ ''سیماب اکیڈمی'' کراچی سے ۱۹۸۱ء میں طبع ہو چکا ہے۔اس کا نسخہ جامعہ ہمدرد میں ہے۔

۳۱ رجنوری ۱۹۵۱ء کو سیماب کا وصال ہوا۔ جس کی خبر انھوں نے اپنی ایک غزل میں اس طرح دی تھی۔

سیماب کس نے عرش سے آواز دی مجھے
کہدو کہ انتظار کرے آرہا ہوں میں

اس منظوم ترجمہ کا نام وحی منظوم ترجمہ قرآن مرقوم مع معانی ومفہوم رکھا۔ ''سیماب اکیڈمی'' کراچی نے اس کی شاعت ۱۹۸۱ء میں کی ہے۔ سورہ فاتحہ کا منظوم ترجمہ سیماب اکبرآبادی نے اس طرح لکھا ہے۔

نام سے اللہ کے کرتاہوں آغاز بیاں
جو بڑا ہی رحم والا ہے نہایت مہرباں
ہیں سزاوار خدائے پاک ساری خوبیاں
جو ہے رب سارے جہانوں کا رحیم ومہرباں
ہے وہی انصاف کے دن کا بھی مالک بے گماں
یا الٰہی ہم فقط کرتے ہیں تیری بندگی
اور ہوتے ہیں تجھی سے طالب امداد بھی
یا الٰہی ہم کو سیدھے راستے پر تو چلا
ان کا رستہ جن پر انعام وکرم تیرا ہوا
راستہ ان کا نہیں جن پر غضب کی ہے نگاہ
اور نہ ان کا راستہ جو ہوگئے گم کردہ راہ

(وحی منظوم ص ۵)

یوسف ثانی (تفسیر سورۂ یوسف)

فتح محمد گودھراوی نے یہ منظوم تفسیر گوجری اردو میں لکھی ہے۔

(رسالہ نوائے ادب بمبئی جولائی ۱۹۵۵ء)

قرآن کریم کی آیاتِ احکام کی تفسیر

تقریب الافہام فی تفسیر آیات الاحکام

محمد قلی شیعی کنتوری، سید محمد حسین کے فرزند تھے۔ آپ کی ولادت ۱۷۷۴ء میں ہوئی۔ اپنے زمانے کے افاضل سے علوم دینی اور معارف اسلامی حاصل کئے، بے نظیر محقق اور دقیقہ شناس عالم تھے۔ مدتوں میرٹھ میں منصب عدالت پر متمکن رہے۔ آخر عمر میں لکھنؤ میں مقیم ہوکر تصنیف وتالیف میں مصروف ہوگئے۔ علم رجال وتاریخ اور مناظرہ کے علاوہ تفسیر قرآن پر اعلیٰ قدرت حاصل تھی۔

تقریب الافہام فارسی زبان میں احکام اسلامی سے متعلق آیات قرآنی کی انتہائی دقیق تفسیر ہے، علم کلام اور فلسفہ کے مباحث سے مزین ہے۔ یہ تفسیر ''کتب خانہ ناصریہ'' لکھنؤ میں موجود ہے۔ (تذکرۂ مفسرین امامیہ ص۱۶۲)

التفسیرات الاحمدیہ فی بیان الآیات الشرعیۃ

شیخ ملا احمد بن ابوسعید جیون صالحی امیٹھوی (وفات ۱۱۳۰ھ) کی ولادت ۲۵ شعبان المعظم ۱۰۴۷ھ بروز پیر وقت صبح امیٹھی نامی قصبہ میں ہوئی، والدہ ماجدہ دور مغلیہ کے مشہور بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے مطبخ کے داروغہ میر آتش عبد اللہ عرف نواب عزت خاں کی ہمشیرہ تھیں۔ بے حد ذہانت کے مالک تھے، جو قصیدہ ایک بار سن لیتے وہ انھیں زبانی یاد ہوجاتا تھا، درسی کتابوں کی

عبارتیں بغیر دیکھے پڑھا کرتے تھے، شیخ محمد صادق ترکی، مولانا لطیف احمد گوردی اور ملا لطف اللہ کوڑہ جہاں آبادی کی خدمت میں رہ کر بائیس سال کی عمر میں درسیات علوم کی تکمیل فرمائی، سلطان اورنگ زیب کے اتالیق رہ چکے ہیں، برصغیر کے روحانی سلاسل میں سلسلہ قادریہ سے منسلک تھے آپ کو آپ کے مرشد نے اس سلسلہ میں بیعت کرنے کی اجازت دے رکھی تھی۔

یہ قرآن مجید کی مکمل تفسیر نہیں ہے بلکہ اس میں احکام ومسائل سے متعلق آیتوں کی تشریح وتوضیح کی گئی ہے، اس تفسیر میں قرآن مجید کی ۶۱ سورتوں سے ۱۲۷۷ احکام پر بحث کی گئی ہے اور اس کی مکمل فہرست مقدمہ میں درج کردی گئی ہے، بقیہ سورتوں کے بارے میں مصنف نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ وہ احکام سے خالی ہیں۔ تفسیر کی ترتیب قرآن کریم کی سورتوں کے مطابق ہے۔ آیات کی تشریح میں ان کے نزول کا پس منظر بھی بیان کیا ہے۔ یہ آپ کے ابتدائی زمانہ کی تصنیف ہے عام طور پر چھپی ہوئی ملتی ہے۔ دہلی میں وفات ہوئی نعش امیٹھی تدفین کے لیے لائی گئی۔

ملا احمد جیون نے تفسیر قرآن کے علاوہ اصول فقہ اور تصوف پر بھی کتابیں تحریر فرمائیں، نثر کے ساتھ ساتھ نظم وشعر میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے۔ تفسیر قرآن کے علاوہ اصول فقہ میں المنار کی شرح نور الانوار آپ کی اہم یادگار ہے، تصوف میں مناقب لاولیاء، الآداب الاحمدیه اور ایک رسالہ السوائح کا نام بھی ملتا ہے لیکن کتاب دستیاب نہیں۔

موصوف کی تفسیر التفسیرات الاحمدیه ان کے زمانہ طالب علمی کی یادگار ہے۔ صرف سولہ برس کی عمر میں انھوں نے اس کتاب کا آغاز کیا اور ۱۶۵۸ء میں یہ کتاب مکمل ہوئی۔ تدریس کے دوران انھوں نے اس پر نظر ثانی کی۔ یہ تفسیر فصیح عربی زبان میں ہے۔ ۱۸۴۶ء میں کلکتہ اور ۱۹۰۹ء میں ممبئی سے شائع ہو چکی ہے۔

اس تفسیر کا اصل ماخذ امام رازی کی تفسیر کبیر معلوم ہوتی ہے، ترتیب وتبویب ابوبکر بن العربی اندلسی اور ابوبکر الجصاص الحنفی کی احکام القرآن پر ہے۔ ملا جیون مسلکاً حنفی تھے اس لیے انھوں نے اپنی تفسیر میں جابجا اس مسلک کی تائید کی ہے۔ (تذکرہ مفسرین ہند ص ۱۲۱)

اس کتاب پر حاشیہ مولوی رحیم بخش کا ہے قاضی نور محمد کے اہتمام میں ''مطبع کریمی''، ممبئی سے ۱۳۲۷ھ میں اس کی طباعت ہوئی ہے۔ مصنف کو اس کتاب کی تصنیف سے فراغت ۱۰۶۹ھ

میں ہوئی ۔ یہ نسخہ جامعہ ہمدرد میں موجود ہے ۔ (تذکرہ علمائے ہند ص ۴۵)

اس کتاب کی تکمیل کے بعد مصنف اپنا تاثر پیش کرتے ہوئے کتاب کے مقدمہ میں لکھتے ہیں۔

''جب میں نے یہ تفسیر مکمل کی اس وقت بادشاہی دور تھا، ملک خوش حال اور شریعت کا جھنڈا عزت ووقار کے ساتھ بلند تھا، احکام شرعیہ کی پاکیزگی اور علوم شرعیہ کے غلبہ کا دور تھا، کفر کی تمام رسومات مٹ گئی تھیں، بدکاریوں کی گندگی سے ملک پاک وصاف تھا، حدود شرعیہ قائم تھیں، مشرق ومغرب شمال وجنوب یعنی ملک کے گوشہ گوشہ میں جمعہ وعیدین کے مجمع ہوتے تھے، یہ سب کچھ جس شہنشاہ کی بدولت تھا اس کا اسم گرامی محی الدین محمد اورنگ زیب عالم گیر تھا، جو مومنوں کا سلطان دنیا والوں کی باگ ڈور کا مالک، شریعت قومیہ کا ناصر، سیدھے راستہ کا راہ رو، عدل وانصاف کے بستروں کا بچھانے والا، ظلم اور زیادتی کی بنیادیں اکھیڑنے والا، روشن شریعت کو رواج دینے والا، ملت نوارنیہ حنفیہ کی بنیاد رکھنے والا، قابل فخر اور قابل تقلید کام سرانجام دینے والا، مراتب ومناقب کا جامع، موتیوں سے بھرا ہوا سمندر، اور چھوٹے بڑے صاحبان فضل کا مربی، اللہ تعالیٰ اسے ہمیشہ عام وخاص لوگوں کا ملجا بنائے اور زمانے کے حوداثات میں ان کی پناہ گاہ بنائے رکھے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کی آل پاک کی بدولت اسلام کا قلعہ مضبوط بنا رہے۔

میں نے بادشاہ سلامت کی مذکورہ تعریف اس لیے نہیں کی کہ مجھے ان سے کوئی دنیوی لالچ ہے یا کسی بھاری معاوضہ کی طلب ہے بلکہ صرف اس لیے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو، اور دین اسلام کی بڑھ چڑھ کر ترویج واشاعت کی لالچ کی خاطر کی ہے اس لیے کہ میں اس قسم کا خوشامدی نہیں اور نہ ہی اس میدان کا میں گھوڑسوار ہوں لیکن میرے لیے اس کی طرف سے یہی کافی ہے جو میں نے دین کی بلندی کے لیے اس کی خدمات کا مشاہدہ کیا اور ہر وقت جو مجھے اس کے حالات دیکھنے میں آتے ہیں میرے لیے وہی بہت ہیں۔

(تفسیرات احمدیہ، ملا احمد جیون ص ۲۳ ادبی دنیا دہلی ۲۰۰۸ء)

تفسیرات احمدیہ

محمد نصیر الدین نے اس تفسیر میں ان سورتوں کے ان آیات کی تشریح کی ہے جن سے

مسائل مستنبط ہوتے ہیں''تاریخ کلام خدائے مجید''(۱۲۷۱ھ)اس کی تاریخ طبع ہے۔

تفسیر آیات الاحکام

شیخ عبدالعلی نگرامی (وفات ۱۲۹۶ھ) نگرام (مضافات لکھنؤ) میں ۱۲۳۲ھ میں ولادت ہوئی۔ سید انور علی مراد آبادی، شیخ علیم اللہ اور شیخ اوحد الدین سے تعلیم حاصل کی قاضی عبدالکریم نگرامی سے سلسلہ کا فیضان حاصل کیا۔ شیخ پناہ عطا سلونی سے اجازت حاصل تھی۔ مختلف موضوعات پر متعدد کتابیں آپ نے تصنیف کیں، آپ کی یہ تفسیر ایک جلد میں ہے۔

(الاعلام ج ۷ ص ۳۰۹۔ تذکرہ علمائے ہند ص ۱۲۴)

تفسیر آیات الاحکام

سید علی بن دیدار علی مجتہد شیعی لکھنوی کی یہ تصنیف شیعی مسلک کی ترجمان ہے۔

تفسیر آیات الاحکام

شیخ ناصر بن یحییٰ عباسی الہ آبادی (وفات ۱۱۶۳ھ) الہ آباد کے بڑے علما میں سے تھے۔ ۱۱۲۲ھ میں الہ آباد میں ولادت ہوئی۔ اپنے والد اور اپنے خالو کمال الدین بن محمد افضل الہ آبادی سے اکتساب علم کیا۔ اور اپنے خالو سے ہی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ بہت اچھے شاعر تھے۔ شعر وشاعری کے تین دیوان آپ سے یادگار ہیں۔ (الاعلام ج ۶ ص ۳۶۸)

تفسیر آیات الاحکام

سید انور علی (الثقافۃ الاسلامیہ ص ۱۷۱)

تفسیر آیات الاحکام من کلام رب الانام

احمد حسن نے یہ تفسیر سورۂ بقرہ میں سے ان آیات کی کی ہے جن میں اللہ تعالیٰ نے اوامر کے بجالانے کا حکم فرمایا ہے اور نواہی سے بچنے کی تاکید کی ہے۔ ''فتح پرنٹنگ پریس'' دہلی سے اس کی طباعت ۱۹۲۱ء میں ہو چکی ہے۔ جامعہ ہمدرد میں یہ تفسیر موجود ہے۔

تفسیر آیات اللہ

نور محمد نے اپنی اس تفسیر میں ان آیات کی تشریح کی ہے جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سجدہ غیر اللہ کے لیے نہیں ہے۔ یہ تفسیر حافظ خدا بخش کے زیر اہتمام شائع ہو چکی ہے۔ جامعہ ہمدرد میں

یہ نسخہ موجود ہے۔

تفسیر آیات بعض الاحکام

قاضی بزودی (وفات ۱۴۱۷ء) (مجلہ راہ اسلام مذکور ص ۱۲۳)

تیسیر الکلام لرکوع الصیام

محمد ہدایت اللہ بن محمد اکرام الحعلوی نے اس میں ان آیات کی تفسیر بیان کی ہے جس میں احکام اور وجوبیت صوم کا ذکر ہے۔ اس کے مصنف قاضی محمد اسماعیل ہیں، اصل کتاب فارسی میں تھی لیکن مولوی ہدایت اللہ نے اس کو عربی زبان میں منتقل کر دیا ہے۔ اس کتاب کے چھ نسخے حیدر آباد کی ''آصفیہ لائبریری'' میں موجود ہیں۔ (ہندوستانی مفسرین اوران کی عربی تفسیریں ص ۲۶۶)

منتخب احکام القرآن

ابراہیم علی خاں نے اس کتاب میں ان آیات قرآن کا انتخاب کیا ہے جن سے مسائل شرعیہ مستنبط ہوتے ہیں۔ یہ کتاب ''نول کشور'' لکھنؤ سے ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء میں طبع ہو چکی ہے۔ اس کا نسخہ جامعہ ہمدرد میں موجود ہے۔

نیل المرام من تفسیر آیات الاحکام

نواب صدیق حسن خاں بن مولوی سید آل حسن قنوجی (وفات ۱۳۰۷ھ) ابوالطیب کنیت تھی، ۱۲۴۸ھ میں قنوج میں ولادت ہوئی۔ مفتی صدرالدین خاں دہلوی، قاضی حسین بن محسن انصاری، شیخ عبدالحق بن فضل اللہ ہندی اور شیخ محمد یعقوب دہلوی سے اکتساب علم کیا۔ ریاست بھوپال میں آپ کی بڑی قدر ہوئی۔ اپنے دور کے اہم علما میں سے تھے۔ بھوپال کی ملکہ سے ۱۲۸۸ھ میں ان کا عقد ہوا۔ کئی کتابوں کے مصنف تھے، بیشتر کتابیں ہندوستان سے باہر شائع ہوئیں۔ (تذکرہ علمائے ہند ص ۹۴)

اس کتاب میں مصنف نے ان آیتوں کی تفسیر بیان کی ہے جن کا تعلق احکام سے ہے اور جن سے مسائل نکلتے ہیں اور جن کا جاننا شریعت کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے۔ انداز تصنیف یہ ہے کہ مصنف پہلے سورہ کا نام لکھتے ہیں پھر یہ بیان کرتے ہیں کہ مکی ہے یا مدنی یا کتنی آیتیں مدینے میں نازل ہوئی اور کتنی مکہ میں اگر اس سلسلے میں اختلاف ہے تو دونوں نقطۂ نظر کا ذکر کرتے ہیں۔ کہیں

کہیں شان نزول بھی بیان کردیتے ہیں۔اس کتاب میں مصنف نے ۲۵۵ آیتوں کی تفسیر وتشریح بیان کی ہے۔(ہندوستانی مفسرین اوران کی عربی تفسیریں ص۲۸۱)

مصنف نے قرآنیات کے موضوع پر جتنی کتابیں لکھی ہیں ان میں فتح البیان فی مقاصد القرآن اورنیل المرام بطورخاص قابل ذکر ہیں۔نیل المرام عربی زبان میں ہے اس کی پہلی اشاعت بھوپال سے ۱۸۷۵ءاوردوسری اشاعت مصر سے ۱۹۶۲ء میں ۴۰۰صفحات میں ہوئی۔(اہل حدیث کے خدام قرآن ص۲۰۰)

تفاسیر قرآن کریم کی ہندوستانی شروح وحواشی اور تعلیقات

الاکلیل علیٰ مدارک التنزیل

شیخ محمد عبدالحق بن شیخ شاہ محمد بن یار محمد الہ آبادی مہاجر مکی نے مدارک التنزیل وحقائق التاویل کی شرح لکھی ہے اور اس کا نام الاکلیل علیٰ مدارک التنزیل رکھا ہے۔ یہ کتاب سات ضخیم جلدوں میں بڑے سائز پر ہے۔ ۱۳۳۰ھ میں شائع ہوئی مجموعی طور پر اس میں ڈھائی ہزار صفحات ہیں، مدارک کی عبارت حاشیے پر ہے۔

مصنف نے اس بات کی پوری کوشش کی ہے کہ یہ شرح بہت ہی آسان ہوتا کہ پڑھنے والے کو دقت کا سامنا نہ کرنا پڑے، مشکل الفاظ کی تشریح بہت اچھے انداز سے کی گئی ہے، مسائل کے استنباط میں خاص توجہ کی ہے۔ امام شافعی، امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف وغیرہ کے فقہی استدلال اپنی باتوں کے ثبوت میں پیش کیے ہیں۔ تفسیر میں جن لوگوں کا ذکر آگیا ہے ان کے حالات بھی مختصراً پیش کردیے ہیں۔ (ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں ص ۲۰۹)

برہان التاویل فی شرح الاکلیل

شیخ سراج احمد بن مرشد بن ارشد عمری سرہندی رامپوری (وفات ۱۲۳۰ھ) سرہند میں ۱۱۷۶ھ

میں پیدا ہوئے۔ سلسلہ نسب حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی سے ملتا ہے۔ بچپن ہی میں اپنے والد کے ساتھ ترک وطن کر کے رام پور آ گئے اور وہیں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی، علم حدیث میں ممتاز مقام حاصل کیا، شیخ عبدالعزیز اور شیخ سلام اللہ کے ہم عصر تھے۔

علامہ جلال الدین سیوطی نے قرآنیات کے موضوع پر بہت ساری کتابیں لکھیں، الاکلیل فی استنباط التاویل بھی انہیں میں سے ایک ہے۔ اس کتاب میں انھوں نے آیتوں کی تاویل وتوجیہ اور تفسیر لکھی ہے۔ جن سے کوئی مسئلہ یا اصول مستنبط ہوتا ہے۔ مولانا سراج احمد نے برھان التاویل کے نام سے اسی کی شرح لکھی ہے۔ اس میں کل ۴۸۳ اوراق ہیں اور ۱۲۲۳ھ کی تصنیف ہے۔ کتاب کا انداز محض احکام کا ذکر کرنا ہی نہیں ہے بلکہ مفسرانہ رنگ ہے جس سے مفسر کی علمی قابلیت وذہانت کا پتا چلتا ہے۔ (ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں ص ۱۹۷)

تحریم الحرام فی تفسیر ما احل لغیر اللہ

محمد طاہر بریلوی (م ۱۲۷۸ھ) (الاعلام ج ۷ ص ۴۸۷)

ترجمہ تفسیر ابن کثیر

محمد میمن جوناگڑھی کا یہ ترجمہ "مطبع نور محمد اصح المطابع" کراچی سے شائع ہو چکا ہے۔

ترجمہ تفسیر ابن کثیر

یہ تفسیر قرآن کریم کے ہمراہ ۱۹۶۲ء اور ۱۹۶۴ء کے درمیان شائع ہو چکی ہے، اس نسخہ میں ترجمہ مولانا اشرف علی تھانوی اور تفسیر ابن کثیر کا اردو ترجمہ اور حواشی مولانا انظر شاہ کشمیری کے ہیں۔ اس طباعت کا ایک نسخہ "خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری" پٹنہ میں موجود ہے۔

(قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۲۸)

ترجمہ تفسیر ابن عباس

محمد بن ابراہیم جوناگڑھی نے اس تفسیر کا اردو ترجمہ "نور محمدی پریس" دہلی سے ۱۹۲۸ء۔ ۱۹۳۳ء کے درمیان شائع کیا ہے۔ (قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۲۶)

ترجمہ تفسیر ابن عباس

یہ تفسیر قرآن کریم کے ساتھ ہے، اس میں ترجمہ مولانا اشرف علی تھانوی کا اور مولانا

عابدالرحمان کاندھلوی کے مختصر تفسیری نوٹس شامل ہیں اور تفسیر ابن عباس کا اردو ترجم غالباً محمد رمضان اکبرآبادی کا ہے۔اس طباعت کا ایک نسخہ ''کراچی لائبریری'' میں موجود ہے۔

(قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۲٦)

ترجمہ تفسیر ابن عباس مع لباب النقول فی اسباب النزول

عابدالرحمان صدیقی کاندھلوی نے ترجمہ کیا ہے مطبع سعیدی اور'' کلام کمپنی'' کراچی نے اس کی اشاعت کی ہے۔(قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۲۷)

ترجمہ تفسیر شیخ ابن عربی

امیر حسن سہا دہلوی (وفات ۱۳۷۰ھ) کا تعلق دہلی سے تھا۔۱۸٦۴ء میں ولادت ہوئی،والد ماجد کا نام سید نجف علی خاں تھا۔علم حدیث وقرآن کے علاوہ علم طب خاندان کے بزرگوں سے حاصل کیا تھا۔آپ عصری اور دینی تعلیم میں یکساں عبور رکھتے تھے۔آپ کی علمی لیاقت کو دیکھتے ہوئے ایجوکیشن منسٹری میں ملازم رکھا گیا۔تصنیف وتالیف کا شوق بچپن سے تھا۔متعدد کتابوں کے ترجمے بھی کیے۔

آپ کے تراجم کی فہرست میں دو تفسیروں کے ترجمہ کا پتا چلتا ہے ایک ملا احمد جیون کی تفسیر کا ترجمہ اور دوسرے شیخ محی الدین ابن عربی کی معرکۃ الآرا عرفانی تفسیر کا ترجمہ،یہ دونوں ترجمے بے حد مقبول ہوئے۔(تذکرہ مفسرین امامیہ ص ۳۳٦)

ترجمہ تفسیر اصفی

مظاہر حسین فرقانی امروہوی کی ولادت ۱۹۰۵ء امروہہ میں ہوئی،ابتدائی تعلیم حسب دستور گھر پر ہوئی،عربی وفارسی کی تعلیم مدرسہ نور المدارس، دار العلوم سید المدارس اور منصبیہ عربی کالج میرٹھ سے حاصل کی۔،فارغ التحصیل ہونے کے بعد تعلیم وتعلم میں مصروف رہے اور محلّہ دانش مندان امروہہ میں۱۹۲٦ء میں مدرسہ تاج المدارس کی بنیاد رکھی۔،پاکستان جانے کے بعد ایک عرصہ تک سندھ کے ایک مدرسہ میں درس وتدریس میں مشغول رہے۔صاحب دیوان شاعر تھے،بچپن میں جو اشعار کہے اس کے مجموعہ کا نام خیابان طفولیت رکھا تھا۔عربی وفارسی پر کامل عبور تھا۔تحریری خدمات کا بہت شوق تھا۔

تفسیر اصفیٰ کا آپ نے نہایت سادہ اور سلیس اردو میں ترجمہ کیا ہے جسے قبول عام حاصل ہوا۔ اس ترجمہ سے اردو تفاسیر میں ایک معلوماتی ومختصر تفسیر کا اضافہ ہوا۔

(تذکرہ مفسرین امامیہ ص ۲۲۹)

ترجمہ تفسیر اصفیٰ

قائم رضا نسیم امروہوی (وفات ۱۴۰۷ھ) کی ولادت امروہہ میں ۱۹۰۸ء میں ہوئی، والد ماجد کا سایہ بچپن میں سر سے اٹھ گیا، ابتدائی تعلیم کا آغاز ۲۱ دسمبر ۱۹۱۱ء کو ہوا علمی مراحل خود طے کرتے چلے گئے۔ عربی وفارسی بورڈ یوپی اور پنجاب یونیورسٹی سے کامل اور عالم فاضل کا امتحان پاس کیا۔ نور المدارس امروہہ کی بھی آخری سند حاصل کی۔ باب العلوم نوگاواں سادات، منصبیہ عربک کالج میرٹھ، جوبلی انٹر کالج لکھنؤ، چرچ مشن ہائی اسکول لکھنؤ اور اورینٹل کالج رام پور میں اہم عہدوں پر فائز رہ کر تدریسی خدمات انجام دیں۔ شاعری سے خاص شغف تھا۔ بالخصوص صنف مرثیہ پر کامل عبور رکھتے تھے۔ آپ کو اردو میں جدید مرثیہ کا بانی سمجھا جاتا ہے۔

ترجمہ تفسیر اصفیٰ ملا فیض کاشانی کی تفسیر کا خلاصہ ہے جسے آپ نے اردو کے قالب میں ڈھالا ہے۔ ''نور المدارس'' امروہہ سے اس کی اشاعت ہو چکی ہے۔ اس کا قلمی نسخہ مولانا اعجاز حسین امروہوی کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ اس پر حاشیہ بھی ہے اور ترجمہ بھی، زبان صاف ستھری اور شستہ ہے۔

(تذکرہ مفسرین امامیہ ص ۴۱۴)

ترجمہ تفسیر جلالین

سراج الدین محمد عبد الرؤف نے تفسیر جلالین کا اردو ترجمہ ۱۲۴۴ صفحات پر مشتمل آگرہ سے ۱۹۰۰ء میں شائع کیا ہے۔

تفسیر جلالین کا دوسرا مکمل ترجمہ یعقوب حسن نے ''مطبع حسینی'' آگرہ سے ۱۸۶۶ء میں شائع کیا ہے۔

تفسیر جلالین کا تیسرا مکمل ترجمہ محمد ابوذر سنبھلی نے ''مطبع اعجاز محمدی'' آگرہ سے ۱۹۰۵ء میں شائع کیا ہے۔ (قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۶۸)

ترجمہ تفسیر حسینی

سید عبد الرحمان نے تفسیر حسینی کا ترجمہ "تفسیر سعیدی" کے نام سے کر کے "مطبع محمدی" کانپور سے ۵۲ صفحات پر مشتمل ۱۰۳۰ء میں شائع کر دیا ہے۔ یہ ترجمہ صرف ابتدائے قرآن سے سورۂ آل عمران تک کا ہے۔ اس طباعت کا ایک نسخہ "سینٹرل لائبریری" بھاولپور میں موجود ہے۔
(قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۷۷)

ترجمہ تفسیر رووفی

رفعت رووف احمد مجددی نے تفسیر رووفی کا ترجمہ کیا تھا، جس اشاعت ۱۸۸۷ء میں "فتح الکریم پریس"، ممبئی سے ہو چکی ہے۔ (قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۸۱)

ترجمہ تفسیر زاہدی

سید شاہ علی ارشد شرفی، گلزار ابراہیم، بھینسا سور، بہار شریف نالندہ نے مشہور قدیم تفسیر زاہدی کا ترجمہ کیا ہے۔ حضرت امام زاہد شیخ ابونصر احمد بن الحسن احمد سلیمانی الدرواجکی وہ پہلے حنفی عالم ہیں جنہوں نے بخارا میں اس تفسیر کو ۵۱۲ھ میں املا کرایا۔ تفسیری سرمایہ میں جن تفاسیر کا بول بالا ہے۔ ان میں قدیم ترین تفاسیر کو چھوڑ کر سب کی سب تفسیر زاھدی کے بعد عالم وجود میں آئیں خواہ کشاف ہو یا تفسیر بیضاوی، مدارك ہو یا پھر جلالین اس میں کسی آیت کریمہ کے مفاہیم و مطالب کی وضاحت کے لیے لغت، نحو و صرف عربی، محاورے، شان نزول اکابر کے اقوال، ماہرین کے اختلافات، تشفی بخش جوابات، باطل فرقوں کے عقائد کا رد اور اہل سنت و جماعت کے عقائد کی توضیح، سبھی کچھ موجود ہے۔ کسی آیت کریمہ کے ذیل میں مختلف النوع حوالہ جات اور مضامین کا جو عمدہ ذخیرہ اس میں ہے وہ شاید ہی کہیں اور ہو، "تفسیر زاہدی" اپنی تالیف کے بعد بہت جلد ہی مرکزی ایشیاء سے آنے والے علما و مشائخ کے ذریعہ ہندوستان پہنچ گئی تھی اور یہاں بے حد مقبول رہی۔ حضرت نظام الدین اولیاء (وفات ۷۲۵ھ) حضرت مخدوم جلال الدین جہانیاں جہاں گشت (وفات ۷۸۵ھ) کے ملفوظات میں اس سے استفادہ کیا گیا ہے، حضرت مخدوم شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری (وفات ۷۸۲ھ) تو اس تفسیر سے بے حد متاثر تھے اور فرماتے تھے۔

''تفسیر امام زاہد ایک عجیب تفسیر ہے۔ دین کے لیے جن باتوں کی ضرورت ہے امام زاہد نے اس تفسیر میں سب کچھ بیان کر دیا ہے۔''

عرصۂ دراز سے یہ تفسیر مخطوطات کی شکل میں لائبریریوں کی زینت رہی ہے۔ بھلا ہو ڈاکٹر سید شاہ علی ارشد شرفی کا جنہوں نے بڑی محنت اور دقت نظر کے ساتھ اس تفسیر سے سورۂ فاتحہ کی تفسیر کا ترجمہ شائع کرایا۔ پھر وہی ترجمہ بالاقساط سہ ماہی مخدوم بہار شریف کی زینت بنا۔

مصنف کا تفسیری انداز کیا ہے اس کا اندازہ ذیل کی عبارت سے لگایا جا سکتا ہے۔

''تفسیر و تاویل میں فرق ہے۔ لفظ کے کشف و انکشاف کی طرف رجوع کرنے کو تفسیر کہتے ہیں اور معنیٰ کی تحقیق و تشریح اور وضاحت کی طرف رجوع کرنے کو تاویل کہتے ہیں۔ اس لیے اس کا ماخذ عربی کے قول کے مطابق آل الامر الی کذا ملتا ہے یعنی معاملہ اس طرح لوٹا اور سامنے آیا اور کسی چیز کے انجام کو تاویل کہتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یوم یاتی تاویلہ (الاعراف ۵۳) عربی میں یاتی تاویلہ کا ترجمہ تنکشف عاقبتہ کیا جاتا ہے یعنی جس دن ان کی پچھلی زندگی کے انجام کا کچا چٹھا کھل جائے گا۔

عربی زبان کے الفاظ کا بیان تفسیر ہے اور معنیٰ کے بیان کو تاویل کہتے ہیں۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ تفسیر وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مراد کو منقطع کر کے (چھوڑ کر اپنی رائے کے مطابق) حکم لگانا کہ یقیناً ایسا ہی ہے اور متشابہ کی تاویل یہ ہے کہ گویا قیاس کر لیا جائے کہ ایسا ہی ہے اور وہ لغت و سنت کے مطابق ہو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا من فسر القرآن برائہٖ فقد کفر (جس نے اپنی رائے پر قرآن کی تفسیر کی اس نے کفر کیا) یعنی متشابہ میں اللہ تعالیٰ کی مراد پر اپنی رائے سے باز رہنا چاہئے''۔ (سہ ماہی مخدوم بہار شریف (۱) ص ۲۹)

ترجمہ تفسیر طبری

ملا محمد سعید اشرف مازندرانی (وفات ۱۱۱۶ھ) اصفہان ایران میں ۱۰۵۰ھ/۱۶۴۰ء میں ولادت ہوئی اور وہیں تعلیمی نشو و نما ہوئی۔ عہد عالمگیری میں ہندوستان آئے اور شاہی ملازمت اختیار کی۔ آپ کا زہد و تقویٰ دیکھ کر عالمگیر نے اپنی بیٹی زیب النساء کا آپ کو اتالیق مقرر کیا۔ گیارہ سال تک ہندوستان میں رہنے کے بعد پھر وطن اصفہان چلے گئے مگر وہاں کچھ ہی دنوں قیام رہ سکا

کہ پھر ہندوستان واپس آ گئے، پٹنہ بہار میں شاہ عالم بہادر کے خلف وجانشین کے پاس پہنچے۔ اس نے اعزاز واکرام سے نوازا، آخری عمر میں حج کا ارادہ کیا، دوران سفر مونگیر بہار میں آپ کی وفات ہوگئی اور وہیں مدفون ہوئے۔

تفسیر قرآن کا وسیع مطالعہ رکھتے تھے تفسیر طبری کا آپ نے فارسی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ (تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۱۲۷)

ترجمہ تفسیر فرات کوفی

ملک محمد شریف کی پیدائش کوٹلہ شاہ رسول بخش شجاع آباد ضلع ملتان میں ۱۹۱۴ء میں ہوئی۔ آٹھ سال کی عمر میں تحصیل علوم دین میں مشغول ہوئے، جامعہ عباسیہ بھاول پور میں داخلہ لے کر وہاں کے مدرسین سے اکتساب فیض کیا، فقہ واصول، عقائد وکلام، اور تفسیر وحدیث میں مہارت پیدا کی، ۱۹۳۸ء میں علوم وفنون کی تحصیل سے فراغت ہوئی، فراغت کے بعد ضلع بھاول پور میں تدریسی خدمات انجام دیں، تصنیف وتالیف سے خصوصی لگاؤ تھا۔ وقت کی ضرورت کے پیش نظر کتابیں لکھیں، اہم عربی وفارسی کتابوں کے اردو زبان میں ترجمے کیے۔ جن کتابوں کے آپ نے ترجمے کیے ہیں ان میں ترجمہ تفسیر فرات کوفی کو خاص اہمیت حاصل ہے۔

تفسیر فرات کوفی دوسری صدی ہجری کی اہم تصنیف ہے جسے ابو محمد اسماعیل بن عبدالرحمان کوفی معروف بہ سدی (وفات ۱۲۷ھ) نے تصنیف کیا ہے۔ یہ تفسیر کامل ترین اور بہترین تفسیروں میں سے ایک ہے، مکتبۃ الساجدین ملتان سے اس تفسیر کے ترجمہ کی اشاعت ۱۹۷۸ء میں منظور پریس سے ہو چکی ہے۔ ترجمہ بامحاورہ اور عام فہم ہے۔ (تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۴۰۳)

ترجمہ تفسیر کبیر

صفی الدین قزوینی کا تعلق علمی خانوادہ سے تھا۔ ۱۰۲۹ھ میں کربلائے معلیٰ میں ولادت ہوئی، زیور تعلیم سے آراستہ ہو کر ہندوستان آئے اور دہلی میں قیام پذیر ہوئے زیب النساء (وفات ۱۷۰۱ء) بنت اورنگ زیب آپ کی علمی جلالت سے بے حد متاثر تھیں انھوں نے آپ سے تفسیر کبیر کا ترجمہ کرنے کی فرمائش کی جسے آپ نے قبول کیا۔

۱۰۷۷ھ دہلی میں آپ نے اس مفصل تفسیر کے فارسی ترجمہ کا آغاز کیا، اس وقت آپ کی عمر ۴۸ سال تھی، آٹھ سال کی مدت میں ۹ جلدیں لکھ کر تفسیر کبیر کے ترجمہ کا کام مکمل کیا، آپ نے زیادہ تر کام کشمیر میں انجام دیا جیسا کہ آخری جلد میں ۱۰۸۷ھ میں تصریح کی گئی ہے۔

(تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۱۲۴)

تفسیر کا ترجمہ محمد اسحاق نے بھی کیا ہے۔ جس کی طباعت دہلی سے ۱۹۱۰ء میں اور خلیل احمد نے ''سراج منیر'' کے نام سے تفسیر کا ترجمہ کیا ہے جس کی اشاعت امرتسر سے ۵۳۰ صفحات میں ہو چکی ہے۔ (قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۸۱)

ترجمہ تفسیر مظہری

سید عبدالدائم جلالی، ''مطبع ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی''، کراچی ۱۹۸۰ء

ترجمہ تفسیر منثور جاوید

صفدر حسین نجفی (وفات ۱۴۱۰ھ) کی ولادت ۱۹۳۲ء میں علی پور ضلع مظفر گڑھ میں ہوئی والد ماجد سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے نجف اشرف عراق کا سفر کیا۔ ۱۹۵۶ء میں پاکستان واپسی ہوئی، جامعۃ المنتظر لاہور میں پرنسپل کا عہدہ سنبھالا۔ تعمیری مزاج رکھنے کے سبب کئی ایک دینی مدارس قائم کیے، تصنیف و تالیف کا بہت شوق تھا۔

ترجمہ تفسیر منثور جاوید فارسی زبان میں ہے موضوعات سے متعلق آیات قرآنی کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔ جس میں توحید، عدل، نبوت، امامت، معاد کے علاوہ دیگر اہم اور جدید موضوعات سے متعلق آیات کی محققانہ تفسیر و تشریح کی ہے۔ یہ ترجمہ سات جلدوں میں ''مصباح القرآن ٹرسٹ'' لاہور سے شائع ہو چکا ہے۔ پہلی جلد کی اشاعت ۱۴۱۰ھ اور ساتویں جلد کی طباعت ۱۴۱۶ھ میں ہوئی ہے۔ ترجمہ استادانہ فن کا مظہر ہے بامحاورہ اردو کا استعمال اور الفاظ کے انتخاب سے ترجمہ میں جامعیت پیدا ہوگئی ہے۔

مترجم نے ایک دوسری اہم تفسیر تفسیر نمونہ کا بھی ترجمہ کیا ہے جو اس دور کی اہم تفاسیر میں شمار کی جاتی ہے، یہ تفسیر ناصر مکارم شیرازی کی زیر نگرانی تصنیف کی گئی، علمائے ایران کی ایک جماعت کی علمی کاوش کا نتیجہ ہے جس میں وہاں کے جید علما شامل ہیں۔

یہ تفسیر نہایت جامع اور وسیع موضوعات پر مشتمل ہے، قرآن شناسی اور قرآنی معلومات کے لیے انمول ذخیرہ ہے، اس تفسیر کی خصوصیت یہ ہے کی علما کی ضرورت کو بھی پورا کرتی ہے۔ اور عوام بھی اس سے خاطر خواہ استفادہ کر تے ہیں۔ آیات قرآنی جدید اور عصری علوم کے ذریعہ تشریحات اس تفسیر کا خاصہ ہے۔ مترجم نے اردو زبان میں اس تفسیر کا ترجمہ کر کے اردو تفاسیر میں ایک اہم علمی اضافہ کیا ہے۔ (تذکرۂ مفسرین امامیہ ص۴۳۰)

ترجمہ تفسیر منہج الصادقین

امداد علی لکھنوی (وفات ۱۲۷۴ھ) کی شخصیت لکھنؤ کی علمی وادبی حلقوں میں بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ مترجم اس ترجمہ کے تعلق سے خود لکھتے ہیں۔

> ''اس عاصی کو تمام عمر شوق اور ذوق کتب تفاسیر اور احادیث اور کتب تواریخ کے دیکھنے اور لکھنے اور ترجمہ کرنے کا رہا، اکثر کتابیں اردو میں تالیف کیں، تفسیر منہج الصادقین جو ملا فتح اللہ مغفور نے فارسی زبان میں لکھی تھی بندہ نے اس کا ہندی ترجمہ کیا''۔

۱۸۴۳ء میں امداد علی نے ترجمہ تفسیر منهج الصادقين ملا فتح اللہ کاشانی کو اپنی ایک تالیف وترجمہ کا موضوع بنایا اس لیے زیر نظر ترجمہ ''بقرائن اخبار'' میں ۱۸۴۰ء کے لگ بھگ چھپا۔ افسوس ہے کہ مترجم کے حالات اور بیشتر تالیفات ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی نذر ہو گئیں۔ (تذکرۂ مفسرین امامیہ ص۱۷۲)

تفسير منهج الصادقين کے مصنف ملا فتح کاشانی بن شکر اللہ کاشانی شاہ تہماسپ صفوی اور تفسیر شاہی کے مصنف سید ابوالفتح جرجانی کے معاصر تھے۔ ملا فتح اللہ، شیخ علی بن حسن زواری کے شاگرد تھے۔ ''زوار'' مضافات اصفہان کے ایک قریہ کا نام ہے جس کو'' قریۃ السادات '' بھی کہا جاتا ہے۔ فتح اللہ کاشانی کئی اہم کتابوں کے مصنف تھے جن میں کچھ کتابیں یہ ہیں۔

۱۔ زبدة التفاسير (عربی زبان میں مکمل کلام اللہ کی تفسیر)

۲۔ ترجمۂ كلام الله بزبان فارسی (یہ ترجمہ منہج الصادقین کے علاوہ ہے)

۳۔ خلاصة المنهج (فتح اللہ کاشانی کے قلم سے منہج الصادقین کی ایک جلدی تلخیص ہے۔

۴۔تنبیه الغافلین وتذکرة العارفین (نہج البلاغہ کا فارسی ترجمہ)

۵۔کشف الاحتجاج (یہ کتاب احتجاج طبری کا فارسی ترجمہ ہے)

منهج الصادقین فی الزام المخالفین اس تفسیر کا مکمل نام ہے، اسے حاجی میرزا ابوالحسن شعرانی نے مرتب کیا ہے جو اپنے زمانے کے مستند دوازدہ امامی عالم تھے۔ انھوں نے اس کی جلد دوم میں ایک طویل مقدمہ بھی تحریر فرمایا ہے جس میں ان سوالات کا جواب دینے کی کوشش بھی کی ہے جو جلد اول کے شائع ہونے کے بعد مختلف لوگوں نے ان سے کئے تھے۔

(سہ ماہی تحقیقات اسلامی علی گڑھ جولائی ۲۰۱۰ء ص ۱۷)

ترجمہ تفسیر نسیم

نثار احمد زین پوری کی ولادت ۱۹۶۴ء میں قصبہ زین پور ضلع سہارن پور میں ہوئی۔ نوگاواں سادات اور منصبیہ عربک کالج میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدرسۃ الواعظین لکھنؤ میں داخلہ لیا۔ وہاں سے واعظ کی سند حاصل کی۔ مدرسۃ الواعظین میں تعلیم کے دوران ماهنامه الواعظ کے مدیر بھی رہے۔ ۱۹۸۷ء میں حوزۂ علمیہ قم ایران میں داخلہ لے کر اعلیٰ تعلیم کی تکمیل فرمائی۔ ایران میں دوران قیام مجله الحسنین سہ ماہی کے رکن اور مجله ثقلین سہ ماہی کے مدیر اور مجمع جهان اهل بیت کے شعبہ اردو کے انچارج مقرر ہوئے۔ ہندوستان واپس آنے کے بعد مدرسۃ الواعظین لکھنؤ میں مدرسی اختیار کی۔ ترجمہ نگاری میں مہارت حاصل ہے، ایران میں قیام کے دوران آپ نے فارسی کی اہم کتب کا اردو قالب میں ڈھالنے کا کام شروع کیا جس کا سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

ترجمه تفسیر نسیم شیخ جوادی آملی کی وقیع تفسیر ہے جس کو آپ نے اردو پیکر عطا کیا ہے اس تفسیر کا نہج اور اسلوب تقریباً وہی ہے جو تفسیر المیزان کا ہے بلکہ اسے المیزان کا تتمہ کہا جاسکتا ہے۔ (تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۵۱۱)

ترجمہ تفسیر مدارک التنزیل

سید انظر شاہ کشمیری استاذ دار العلوم دیوبند نے مدارك التنزیل کا ترجمہ حواشی کے ساتھ مکتبہ خضر راہ سے شائع کیا ہے۔ (قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۲۶۱)

تعلیق الحاوی علی تفسیر البیضاوی

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (وفات ۱۰۵۲ھ) اس میں بیضاوی کی تفسیر پر جرح اور تنقید ہے۔ (قرآن مجید کی تفسیریں ص ۴۲۸)

تعلیقات تفسیر رضوی

سید آغا مہدی رضوی (وفات ۱۴۰۶ھ) کی ولادت لکھنؤ میں ۱۸۹۹ء میں ہوئی، والد ماجد سید محمد متقی سے ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی، وقت کے اکابر علما سے علم کی تکمیل فرمائی۔ مدرسة الواعظین میں تبلیغی خدمت انجام دیں، تاریخ پر گہری نظر تھی، عقائد و کلام اور فن مناظرہ میں بڑے ماہر تھے، تقریباً پچاس کتابیں آپ کے نوک قلم سے منظر عام پر آئیں، ۱۹۶۰ء میں کراچی چلے گئے اور وہیں مستقل سکونت اختیار کر لی، آپ کی کل تصانیف کی تعداد ۲۷۹ بتائی جاتی ہے۔

تعلیقات تفسیر رضوی اور الحجة البالغه در تفسیر سوره فاتحه، نصرة النعیم فی تفسیر بسم اللّٰه الرحمان الرحیم قرآنیات کے موضوع پر آپ کی اہم تصانیف ہیں۔ (تذکرہ مفسرین امامیہ ص ۴۰۷)

تعلیقات تفسیر البیضاوی

شیخ عبداللہ الدہلوی (وفات ۱۰۷۴ھ) بن خواجہ عبدالباقی المعروف بہ باقی باللہ کابلی دہلوی شیخ شاکر محمد، شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی سے اکتساب علم کیا مزاج متصوفانہ تھا۔ سماع سے بھی شغف رکھتے تھے۔ اس تعلیق کے علاوہ اور بھی کئی ایک تصانیف آپ سے یادگار ہیں۔ (الاعلام جلد ۵ ص ۲۷۶)

تعلیقات البیضاوی

شیخ محمد عابد سنامی (وفات ۱۱۶۰ھ)۔ (الاعلام ج ۶ ص ۳۳۶)

تعلیقات تفسیر بیضاوی

عبدالحکیم لکھنوی (وفات ۱۲۸۶ھ) فرنگی محل کے مشہور علما میں سے تھے۔ مولانا محمد دائم، شیخ نورالحق سے اکتساب فیض کیا، حمد اللہ، میر زاہد ملا جلال اور دیگر کتابوں کی شرحیں لکھیں۔
(الاعلام جلد ۷ ص ۲۷۳)

تعلیقات تفسیر البیضاوی

شیخ محمد طاہر بن محمد یحییٰ عباسی الہ آبادی۔ شہر الہ آباد میں ۱۱۱۰ھ میں ولادت ہوئی۔ مفتی

جاراللہ حسینی الہ آبادی کی خدمت میں رہ کر فقہ میں مہارت پیدا کی۔ مسائل کا استحضار خوب تھا۔ ابن عربی کی کتاب فصوص الحکم کی آپ نے شرح بھی لکھی ہے۔ (الاعلام جلد ۶ ص ۳۳۵)

تعلیقات تفسیر البیضاوی

حسن بن احمد بن نصیرالدین عمری (وفات ۹۸۲ھ) تفصیل گذر چکی ہے۔

(الاعلام جلد ۴ ص ۷۹)

تعلیقات تفسیر بیضاوی

مصلح الدین لاری (قرآن مجید کی تفسیریں ص ۴۲۹)

التعلیقات علی تفسیر القمی

طیب آقا جزائری لکھنوی کی ولادت ۱۹۲۸ء میں لکھنؤ میں ہوئی، آپ کے والد مفتی محمد علی اور دادا مفتی محمد عباس شوستری تھے۔ ابتدائی تعلیم والد ماجد سے حاصل کرنے کے بعد جامعہ ناظمیہ لکھنؤ میں داخلہ لیا اور وہاں کے جید اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کر کے درسیات کی تکمیل فرمائی۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے ''حوزۂ علمیہ'' نجف اشرف عراق کا سفر کیا وہاں کے اساتذہ سے فقہ، اصول فقہ اور دیگر علوم میں مہارت پیدا کی۔ ان دنوں قم ایران میں پرورش لوح و قلم میں مصروف ہیں۔

التعلیقات علی تفسیر القمی آپ کی اہم تصنیف ہے یہ تفسیر آپ کے حاشیہ کے ساتھ کئی بار ایران سے شائع ہو چکی ہے، حاشیہ علمی و تحقیقی ہے۔ (تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۴۹۱)

التعلیقات علی الجلالین

فیض الحسن بن علی بخش سہارنپوری (وفات ۱۸۸۷ء) کے والد علی بخش دادا خدا بخش اور پردادا قلندر بخش تھے۔ علم دوست ہونے کی وجہ سے اس خاندان کے لوگوں کو خلیفہ کہا جاتا تھا۔ مصنف پندرہ سولہ برس تک علوم مشرقیہ کے پروفیسر رہے، عربی ادب میں مہارت کے سبب انہیں اصمعی اور ابو تمام سمجھا جاتا تھا۔ مرزا غالب سے دوستانہ مراسم تھے۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے بیعت حاصل کی تھی۔ کئی تصانیف آپ سے یادگار ہیں التعلیقات علی الجلالین انہی میں سے ایک ہے۔ ۷۱ برس کی عمر پائی، لاہور میں فوت ہوئے۔

(تذکرہ علمائے اہل سنت و جماعت لاہور ص ۱۸۹)

تفسیر مطالب الفرقان مع ترجمہ جلالین وفوائد ومطالب بیضاوی

غلام محمد خاں واصف کی یہ تفسیر ''مظہر العجائب پریس'' مدراس سے ۱۸۷۱ء میں شائع ہو چکی ہے۔ (قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۱۷۰)

تفسیر القرآن (اردو) مع ترجمہ فرقان حمید

یہ دراصل رشید رضا مصری کی تفسیر المنار کا اردو ترجمہ ہے، جو ثناء اللہ منیجر ''مطبع حمیدیہ اسٹیم پریس'' لاہور سے ۸ جلدوں میں ۴۰ ۷ ۳ صفحات پر مشتمل 1915ء میں شائع ہوا ہے۔ یہ ترجمہ پہلے الوطن نامی اخبار میں شائع ہوا۔ پھر محمد انشاء اللہ خاں نے اپنے اس ترجمہ کو اکٹھا کر دیا۔ اس کے نسخے ''بیت القرآن'' لاہور اور ''ادارہ تحقیقات اسلامی'' اسلام آباد میں موجود ہیں۔
(قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۲۱۴)

التقریر الحاوی فی حل تفسیر البیضاوی

سید فخر الدین (یہ تقریر تین اجزا میں ''مکتبہ فخریہ'' دیوبند سے شائع ہو چکی ہے۔ کل صفحات ۵۶۰ ہیں۔

تنویر المقیاس علی تفسیر ابن عباس (اردو ترجمہ)

عبدالرحمن کاندھلوی (م ۱۳۹۴ھ)

جامع البیان فی تفسیر القرآن

ظہور الباری اعظمی نے ابن جریر طبری کی تفسیر کے پارۂ اول کا اردو ترجمہ کیا ہے اور اس پر حواشی لکھے ہیں۔ ''بیت الحکمت'' دیوبند سے اس کی اشاعت ۱۹۶۵ء میں ہو چکی ہے۔
(قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۱۰۹)

جمالین ترجمہ جلالین

حکیم مظفر احمد قادری بدایونی (وفات ۱۳۹۴ھ) نے کئی کتابیں تصنیف فرمائیں، شاعری کا عمدہ ذوق تھا۔ منظر اسلام بریلی کے اساتذہ سے اکتساب فیض کیا۔ یہ کتاب بھی انھی کی تصنیف ہے۔ (مفتی اعظم اور ان کے خلفاء جلد اول ص ۶۱۹)

جمالین حاشیہ تفسیر جلالین

میر کلاں محدث اکبر آبادی (تذکرہ علمائے ہند ص ۵۰۵)

حاشیہ انوار التنزیل

شیخ محمد بن عبد الرحیم جونپوری (وفات ۱۱۷۳ھ) کی یہ پوری تفسیر بیضاوی کا حاشیہ نہیں ہے بلکہ صرف سورۃ الفاتحہ کا ہے اس کا قلمی نسخہ نیشنل لائبریری کلکتہ کے "بہار کلیکشن" میں موجود ہے۔ اس میں کل تیس اوراق ہیں۔ اس حاشیے کا سبب تصنیف کا ذکر کرتے ہوئے مصنف نے لکھا ہے کہ

> "قدوۃ العلماء قاضی بیضاوی کی تفسیر کا حاشیہ لکھتے وقت بعض لوگوں نے کچھ جگہوں پر پوری طرح سے غور وخوض کے بغیر تشریح کر دی ہے اور بعض نے ان کی مدافعت کی ہے، بہر حال غیر ضروری باتوں میں الجھ گئے ہیں، مطالب کے پوری طرح نہ سمجھنے کی وجہ یہ نہیں ہے کہ قاضی صاحب کی عبارتیں مبہم اور پیچیدہ ہیں بلکہ اس کی وجہ ان کی بلند خیالی اور اونچے مطالب پیش کرنے کی کوشش ہے، ان کے ان خیالوں تک عام ذہنوں کا پہنچنا اور ان کی تفسیر کو سمجھنا اور مطالب کو حل کرنا آسان نہیں ہے، اس تک صرف وہی پہنچ سکتے ہیں جو بہت ذہن رسا اور عقل سلیم کے حامل ہوں"۔ (ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں ص ۱۹۳)

حاشیہ انوار التنزیل

سید صبغۃ اللہ (وفات ۱۰۱۵ھ) مصنف کے آبا واجداد اصفہان سے ہجرت کر کے ہندوستان آئے تھے۔ ان کی پیدائش گجرات میں ہوئی، علامہ وجیہ الدین کی شاگردی اختیار کی بہت جلد علم وہنر میں یکتا ہو گئے، شیخ وجیہ الدین کے انتقال کے بعد ان کے خلیفہ ہوئے۔ زیارت حرمین شریفین کے لیے مکہ و مدینہ گئے وہیں ان کا انتقال ہو گیا۔

مصنف کا یہ حاشیہ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ میں ایک مجموعہ میں بیضاوی کے دو اور حاشیوں کے ساتھ ہے۔ مصنف کا یہ حاشیہ صرف سورۃ الحمد تک ہے جسے انھوں نے مدینہ منورہ میں لکھا تھا۔ اس حاشیہ کو شیخ بن الیاس نے مرتب کیا اور ۱۰۳۱ھ میں عبد الملک بن ملا حمزہ نے نقل کیا۔ تفسیر کی تفسیر بیان کرنے کی وجہ سے حاشیہ خاصا طویل ہو گیا ہے۔

(الاعلام جلد ۵ ص ۱۹۲۔ ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں ص ۱۸۰)

حاشیہ البیضاوی

طاہر بن رضی الدین بن مومن شاہ ہمدانی (وفات ۹۵۶ھ) عبید اللہ مہدی کی نسل سے

تھے جس کی وجہ سے وہ اپنے کو اسماعیل بن جعفر صادق کی طرف منسوب کرتے تھے۔ اسی انتساب کی بنا پر انھوں نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ مہدی ہیں اور اللہ کی طرف سے مامور ہیں۔ کافی لوگوں نے ان کی اتباع کی مغرب اور مصر میں ان کے مراکز قائم ہوئے۔ علم منطق وفلسفہ اور علم جفر ورمل میں اپنی مثال آپ تھے۔ کاشان میں تدریسی فرائض انجام دیے۔ ان پر الحاد و بے دینی کا فتویٰ لگا تو وہ اپنے قتل کے خوف سے ہندوستان چلے آئے اور بیجاپور میں اقامت اختیار کی اور پھر ہمیشہ کے لیے یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ (الاعلام جلد ۴ص ۱۴۷)

حاشیۃ البیضاوی

ملا عبدالحکیم بن شمس الدین سیالکوٹی (وفات ۱۰۶۷ھ) مولانا کمال الدین کشمیری کے شاگرد اور حضرت عالم ربانی شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی کے خواجہ تاش تھے۔ شیخ احمد سرہندی سے انھیں بے حد عقیدت تھی، مجدد الف ثانی انھیں ''آفتاب پنجاب'' کہا کرتے تھے۔ سلطان جہاں گیر کے عہد میں سیال کوٹ کو اپنا مسکن بنایا، تمام عمر تدریس وتصنیف میں بسر کی۔

(تذکرہ علمائے ہندص ۱۱۱)

مصنف ہندوستان کے بلند پایہ علما میں سے تھے، شاہجہاں بادشاہ کے دور میں ان کی بڑی پذیرائی ہوئی۔ کئی دفعہ بادشاہ نے انھیں چاندی میں تلوایا، لاکھ ڈیڑھ لاکھ کی جائیدادادی جو ان کے بعد ان کے خاندان میں بھی رہی، یہ قیمتی حاشیہ کافی مقبول ومشہور ہے، طبع بھی ہو چکا ہے۔ کتاب میں مفتی سعد اللہ کے نام کی بڑی اور چھوٹی دو مہریں لگی ہیں۔ ہر صفحہ پر اکیس سطریں ہیں مصنف نے شاہجہاں کا نام بڑے ادب واحترام اور دعاؤں کے ساتھ لکھا ہے۔ معقولات کی بیشتر کتابوں پر ان کے حواشی ہیں۔ (تعارف مخطوطات دارالعلوم دیوبند جلد اول ص ۴۱)

حاشیۃ البیضاوی

اس حاشیہ کے مصنف شیخ یعقوب ابو یوسف بنانی لاہوری (وفات ۱۰۹۸ھ) ہیں ضخامت سو صفحات یا اس سے کچھ زیادہ ہے، ہر صفحہ میں پندرہ سطریں ہیں'' قولہ'' ہر جگہ سرخ روشنائی سے لکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ سنہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں ہے۔ یعقوب بنانی نے اور بھی بہت سی دوسری کتابیں تصنیف کی ہیں۔ بادشاہ عالم گیر نے انھیں فوج کے محکمہ عدلیہ کا ناظر بنادیا تھا۔ (تعارف مخطوطات دارالعلوم دیوبند جلد اول ص ۴۱)

حاشیۃ البیضاوی

شیخ عثمان بن عیسیٰ سندھی برہان پوری (مقتول ۱۰۰۸ھ) منطق حکمت اور طب میں ید طولیٰ حاصل تھا۔علامہ وجیہ الدین علوی،شیخ حسین بغدادی سے اکتساب علم کیا۔لوگوں کی نظر میں انتہائی متقی و پرہیزگار تھے۔زندگی کے آخری ایام میں برہان پور منتقل ہو گئے اور وہیں چوروں کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔(الاعلام جلد۵ص ۲۹۳)

حاشیۃ البیضاوی

مفتی شرف الدین اعظمی لکھنوی (وفات ۱۱۳۳ھ) لکھنؤ میں ولادت ہوئی۔ والد ماجد مولانا محی الدین سے علوم متداولہ کی تکمیل فرمائی۔شیخ غلام نقش بند بن عطاء اللہ سے تفسیر بیضاوی کا درس لیا۔شرح مواقف اور تفسیر بیضاوی پر حاشیہ لکھا۔(الاعلام جلد۶ص ۱۱۱)

حاشیۃ البیضاوی

عبدالحکیم بن عبدالرب بن عبدالعلی انصاری لکھنوی فرنگی محلی ،اپنے والد ماجد اور مولانا دائم علی اور ملا نورالحق سے درسیات کی تکمیل فرمائی اور اپنے آباء کی طرح مشغلۂ تدریس اختیار کیا۔ حضرت شاہ نجات اللہ کرسوی قدس سرہ سے بیعت کا شرف حاصل تھا۔ ماہ صفر المظفر میں وصال ہوا۔(تذکرہ علمائے اہل سنت ص ۱۷۹)

حاشیۃ البیضاوی

مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری ۱۰رشوال المکرم ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴رجون ۱۸۵۶ء کو اتر پردیش کے مشہور شہر بریلی میں پیدا ہوئے ،تقریباً ۱۴ربرس کی عمر میں درس نظامی سے فراغت حاصل کی ،معقولات ومنقولات کے فاضل اور اپنے دور کے عظیم عبقری تھے ،ان کا ترجمہ قرآن جس کا ذکر سطور بالا میں ہو چکا ہے اردو زبان میں ہونے والے تمام تراجم قرآن میں امتیازی مقام رکھتا ہے،تفسیر نویسی میں بھی اپنی مثال آپ تھے،سورۂ والضحیٰ کی تفسیر لکھنی شروع کی تو چند آیتوں کی تفسیر ۶۰۰ صفحات سے بھی تجاوز کر گئی ،منازل حدیث کے تعلق سے ان کی کتاب ’’ الفضل الموهبی اذا صح الحديث فهو مذهبی (۱۳۱۳ھ) لاجواب ہے ،ان کا مجموعہ فتاویٰ العطايا النبوية فی الفتاوی الرضوية ان کی فقاہت پر گواہ ہے ،انھوں نے ریاضی کا ایک لاینحل مسئلہ حل کر کے مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر سر ضیاء الدین کو متحیر کر دیا اور وہ

بے ساختہ پکار اٹھے کہ مولانا احمد رضا خاں نوبل پرائز کے مستحق ہیں، اپنی شاعری کے دیوان حدائق بخشش میں قصیدہ معراجیہ لکھ کراد یبوں اور شاعروں کوانگشت بدنداں کردیا۔

مولانا احمد رضا نے اپنی تحقیقات وتصنیفات میں قدیم وجدید فلاسفہ اور سائنس دانوں کی تحقیقات وتخلیقات کا ناقدانہ جائزہ لیا ہے اور علمی گرفتیں کی ہیں، انہوں نے اپنی تصنیف" فوز مبین در رد حرکت زمین (۱۳۳۸ھ) میں نظریہ کشش ثقل، نظریہ اضافت اور نظریہ حرکت زمین پر بڑی فاضلانہ بحث کی ہے، وہ منقولات ومعقولات کے امام ہونے کے ساتھ ساتھ سچے اور پکے مسلمان تھے، انھی عقائد پر کار بند تھے جو حضور پُر نور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ وتابعین اور سلف صالحین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ثابت ہیں انھوں نے اپنی طرف سے نہ کوئی عقیدہ ایجاد کیا اور نہ ہی کسی نئے فکر ونظریے کی بنیاد رکھی، انھوں نے قرآن وحدیث اور جمہور علماء کے اقوال سے مسلک حق کو روشن کیا، قرآن وحدیث کے تبحر عالم تھے، ان کا قلم زندگی بھر سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر چلتا رہا، سیرت النبی کے ایک ایک گوشے پر مستقل رسالے تصنیف فرمائے ،قرآنیات کے موضوع پر ان کے نوک قلم سے درج ذیل کتابیں منصہ شہود پر آئیں۔

۱۔الزلال الانقیٰ من بحر سبقته الاتقیٰ
۲۔انوار الحکم فی معانی میعاد استجب لکم
۳۔الصمصام علیٰ مشکك فی آية علوم الارحام
۴۔النفحة الفائحة من مسك سورة الفاتحة
۵۔ حاشیه تفسیر بیضاوی
۶۔حاشیه عنایت القاضی
۷۔حاشیه معالم التنزیل
۸۔حاشية الاتقان فی علوم القرآن
۹۔حاشية الدر المنثور
۱۰۔ حاشیه تفسیر الخازن

۲۵ رصفر المظفر ۱۳۴۰ھ مطابق ۲۸ راکتوبر ۱۹۲۱ء کو بریلی میں وصال ہوا، پس ماندگان میں صاحبزادگان، خلفا، تلانذہ کے علاوہ انھوں نے ایک عظیم علمی ذخیرہ چھوڑا ہے جس میں تصانیف بھی ہیں،

شروح وحواشی بھی، تعلیقات وتراجم بھی ہیں اور مکتوبات ومواعظ بھی، مقالات ومضامین بھی ہیں اور منظومات وقصائد بھی، صرف تصانیف کی تعداد ایک ہزار سے زائد بتائی جاتی ہے جو عربی فارسی اور اردو زبانوں میں ہیں اور پچپن علوم پر پھیلی ہوئی ہیں۔ (دائرۃ المعارف الاسلامیہ جلد ۱۰ ص ۸۷۲ لاہور ۱۹۷۳ء)

حاشیۃ البیضاوی

سید محمد طیب قدس سرہ (اشرفیہ سید ین نمبر ص ۳۴۰)

حاشیۃ البیضاوی

شیخ حسن محمد چشتی گجراتی (وفات ۹۸۲ھ) سے شہرت تھی اصل نام شیخ محمد تھا، کنیت ابو صالح تھی، کمالات ظاہری وباطنی سے آراستہ تھے۔ بزرگان دین کے اعراس میں دل کھول کر خرچ کرتے، انھوں نے تفسیر محمدی کے نام سے ایک تفسیر بھی لکھی ہے، جس کی تفصیل گذر چکی ہے۔

(تذکرہ علمائے ہند ص ۲۱۴)

حاشیۃ البیضاوی

شیخ نور الدین بن محمد صالح احمد آبادی گجراتی (وفات ۱۱۵۵ھ) ہندوستان کے مشہور علما میں سے تھے، اپنی ماں سے شیخ سعدی کی گلستاں کا درس لیا دیگر درسی کتابیں احمد بن سلیمان گجراتی، مولانا فرید الدین احمد آبادی اور شیخ محمد بن جعفر بخاری سے پڑھیں اور انھی سے طریقت کا درس لے کر روحانیت میں کمال حاصل کیا۔ قرآن کریم کی آپ نے ایک مختصر تفسیر بھی لکھی سورہ فاتحہ کی تفسیر'' التفسیر النورانی للسبع المثانی اور سورہ بقرہ کی تفسیر التفسیر الربانی کے نام سے قلم بند کی۔ ان کے علاوہ منطق وفلسفہ کی بہت سی کتابوں کے شروح وحواشی بھی لکھے۔

(الاعلام جلد ۶ ص ۲۰۲، تذکرہ علمائے ہند ص ۵۳۸)

حاشیۃ البیضاوی

پیر محمد ہاشم بن محمد قاسم استاذ اورنگ زیب

حاشیۃ البیضاوی

مولانا یعقوب بنیانی عباسی (وفات ۱۰۹۸ھ)

حاشیۃ البیضاوی

قاضی نور اللہ شوستری اثنا عشری (وفات ۱۰۱۹ھ) کی ولادت ۱۵۴۹ء میں ہوئی آپ

کے والد سید شریف حسین مرعشی علوم دینیہ کے بلند پایہ استاد تھے۔آپ نے انھی سے کمال علم حاصل کیا۔مشہد ایران کا بھی آپ نے تعلیمی سفر کیا۔

۹۹۱ھ میں حکیم فتح اللہ شیرازی جب دربار اکبری میں کرسی نشین ہوئے تو انھوں نے ذوق اور مسلک کے ارباب کمال کو جمع کیا۔ان میں قاضی نور اللہ شوستری بھی شامل تھے۔حکیم فتح اللہ نے موصوف کو آگرہ بلایا اور دربار اکبری میں پہنچایا، قاضی صاحب نے اپنے علم وفضل کے ذریعہ دربار میں ایک مقام بنایا، فتح پور سیکری، اکبر آباد، لاہور اور کشمیر میں اپنی قابلت کے جوہر دکھائے۔جب نور اللہ شوستری کو عہدۂ قضاء دیا گیا تو آپ نے یہ شرط رکھی کہ مذاہب اربعہ فقہ میں سے وہ کسی کے پابند نہیں ہوں گے جس فقہ کی رو سے چاہیں گے فیصلہ کریں گے۔ان پر شیعہ سنی کے تعلق سے بہت الزام لگائے گئے جس کے نتیجہ میں جہانگیر کے عہد میں انھیں ۱۰۱۹ھ میں شہید کر دیا گیا۔

قاضی نور اللہ شوستری نے بیضاوی کا دو حاشیہ جہانگیر کے حکم سے لکھا پہلے حاشئے کا قلمی نسخہ کتب خانہ ناصریہ لکھنؤ اور دوسرا نسخہ کتب خانہ شہید مطہری ایران میں محفوظ ہے، یہ تفسیر دو جلدوں میں ہے۔تفسیر بیضاوی کا دوسرا حاشیہ بھی ''کتب خانہ ناصریہ'' لکھنؤ میں ہے

(تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۱۰۲، راہ اسلام قرآنی علوم ومعارف نمبر نئی دہلی ص ۳۱۰)

حاشیۃ البیضاوی

شریف الدین شوستری (وفات ۱۰۲۰ھ) کی پیدائش ۱۵۸۲ء میں ہوئی، والد ماجد کے علاوہ آقائی عبداللہ شوستری، آقائی سید تقی الدین شیرازی سے شیراز میں فقہ اور اصول کا درس لیا، شیخ بہاء الدین عاملی سے تفسیر وحدیث پڑھی، میرزا ابراہیم ہمدانی سے معقولات میں کمال حاصل کیا، ہندوستان آنے کے بعد اپنے والد کی خدمت میں حاضر رہتے، والد ماجد کی شہادت کے گیارہ سال بعد زندہ رہ کر ۱۶۱۱ء میں آگرہ میں وفات پائی اور والد ماجد کے پاس مدفون ہوئے۔

تصانیف میں بیضاوی کا حاشیہ انتہائی اہم ہے، اس کے علاوہ اور بھی تصانیف ہیں۔(تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۱۰۷)

حاشیۃ البیضاوی

حسین بن شہاب الدین عاملی (وفات ۱۰۷۶ھ) کی ولادت کرک ایران میں ۱۰۱۴ھ کے قریب ہوئی۔بزرگ اساتذہ سے کسب فیض کر کے فقہ، اصول فقہ، منطق وفلسفہ، تفسیر وحدیث

کے علاوہ طب میں کمال پیدا کیا۔ آپ عربی النسل تھے، ایران کے شہر اصفہان میں ایک مدت تک قیام کیا، پھر حیدر آباد آ گئے، عبد اللہ قطب شاہ کی حکومت تھی عرب و عجم کے علما عزت واحترام کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ بادشاہ آپ کا بڑا قدر داں تھا چونسٹھ سال کی عمر میں ۱۶۶۵ء میں وصال کیا۔ حیدر آباد میں آسودۂ خواب ہوئے۔

تفسیر بیضاوی پر آپ نے بڑا عالمانہ حاشیہ لکھا ہے جو دیگر حواشی میں ممتاز اور نمایاں ہے جس سے آپ کے تبحر علمی کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس حاشیہ کے علاوہ دیگر علوم وفنون میں اور بھی آپ کی تصانیف ہیں۔ (تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۱۱۳)

حاشیۃ البیضاوی

علاء الدین شوستری (وفات ۱۰۸۰ھ) قاضی نور اللہ شوستری کے پانچویں فرزند تھے، سنہ ولادت ۱۶۰۳ء بتائی جاتی ہے۔ والد ماجد اور بھائیوں سے کسب علم کیا۔ علوم متداولہ میں بڑی مہارت تھی۔ صاحب تصانیف وتالیفات تھے۔

حاشیۃ البیضاوی انتہائی دقیق مطالب کا حامل ہے اس کے علاوہ حاشیہ شرح لمعہ، حاشیہ مدارک اور دیوان اشعار آپ سے یادگار ہیں۔ (تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۱۱۵)

حاشیۃ البیضاوی

شیخ شمس الدین شطاری، شیرازی، بیجاپوری (وفات ۹۸۶ھ) علم تکسیر وجفر کے امام تھے شیراز میں ولادت ہوئی۔ شیخ محمد غوث گوالیاری سے طریقت کی تعلیم حاصل کی، بیجاپور میں سکونت اختیار کی۔ (الاعلام جلد ۴ ص ۱۲۵)

حاشیۃ البیضاوی

شیخ وجیہ الدین بن نصر اللہ علوی گجراتی (وفات ۹۹۸ھ) گجرات میں جانپانیر کے مقام پر ۹۱۱ھ میں ولادت ہوئی۔ اس دور کے مشاہیر علما سے اکتساب فیض کیا۔ علامہ عماد الدین محمد بن محمود طاری کی صحبت اختیار کی۔ قاضی شیخ چشتی نہروالی سے سلسلہ شطاریہ میں خرقہ حاصل کیا۔ اپنے زمانہ کے بہت بڑے عالم تھے۔ بیس سال کی عمر میں فتویٰ دینے لگے اور درس وتدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ بادشاہ وقت ان کی بہت تعظیم کرتا تھا اور ان کے علم سے بہت متاثر تھا۔ بیشتر حصہ عبادت میں گذارتے یا تو گھر میں ہوتے یا مسجد میں، متعدد کتابوں کے شروح وحواشی لکھے۔

بیضاوی کا یہ حاشیہ'' مولانا آزاد لائبریری'' علیگڑھ میں ہے۔اس حاشیہ کی اشاعت مجلس برکات جامعہ اشرفیہ مبارکپور سے ہورہی ہے۔(گلزار ابرار ص ۴۰۹۔الاعلام جلد ۴ ص ۳۴۴)

حاشیۃ البیضاوی

مفتی سید جار اللہ الہ آبادی (وفات ۱۱۱۰ھ) اس حاشیہ کا قلمی نسخہ علی گڑھ میں فرنگی محل کے ذخیرۂ کتب میں موجود ہے۔اس کے تین حصے ہیں پہلے حصے میں ۷۸، اور دوسرے حصے میں ۱۲۹ اور تیسرے حصے میں ۱۲۰ اوراق ہیں، یہ حصے ایک ہی جلد میں ہیں اس میں تمام سورتوں کی تفسیر وتشریح آگئی ہے۔آخر میں ایک آدھ صفحہ غائب ہے۔مصنف نے اس حاشئے میں قاضی بیضاوی کی تعریف کی ہے اور اس تفسیر کی اہمیت کو واضح کیا ہے۔(قرآن مجید کی تفسیریں ص ۴۲۹)

حاشیۃ البیضاوی

امان اللہ بن نور اللہ بنارسی (وفات ۱۱۳۲ھ) (الاعلام ج ۶ ص ۴۴)

حاشیۃ البیضاوی

شرف الدین منیری بہار (وفات ۱۱۳۳ء) (قرآن مجید کی تفسیریں ص ۴۲۹)

حاشیۃ البیضاوی

ملا عبد السلام لاہوری (وفات ۱۰۳۷ھ) میر فتح اللہ شیرازی، قاضی صدر الدین، اور شیخ محمد اسحاق کے شاگرد تھے۔فقیہ ومفسر سے شہرت تھی۔علم وفن سے بہت لگاؤ تھا حتیٰ کہ اتنا زیادہ پڑھنے والا اور کوئی مشکل سے رہا ہوگا۔لاہور میں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا اور پچاس سال تک اسے جاری رکھا۔شیخ محب اللہ الہ آبادی، مفتی عبد السلام دیوی، اور محمد میر بن قاضی سائین وغیرہ ان کے مشہور شاگرد ہوئے۔ایک مدت تک مفتی کے عہدے پر فائز رہے۔

انھوں نے بڑی برجستگی کے ساتھ تفسیر بیضاوی کا حاشیہ لکھا، اس حاشیہ کا اصل نام تفسیر زهراوین ہے جیسا کہ کتاب کے خاتمہ پر لکھا ہے، یہ حاشیہ ۲۷۲ اوراق پر مشتمل ہے، اس کا قلمی نسخہ رام پور کے کتب خانہ میں موجود ہے۔مصنف نے اس حاشیہ میں احادیث بھی نقل کی ہیں، اختلافی مسائل میں ائمہ کی رائیں بھی لکھی ہیں اور ان کے اختلافات کو بیان کیا ہے۔مختلف مسائل میں علما کا مذہب کیا رہا ہے اسے بھی بیان کیا ہے۔

(تذکرہ علمائے ہند ص ۱۲۰۔ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں ص ۱۸۲)

حاشیۃ البیضاوی

ملا عبد السلام اعظمی دیوی (وفات ۱۰۳۹ھ) علم منقول و معقول میں پایہ بہت بلند تھا۔ دیوہ بارہ بنکی ضلع کا ایک مشہور قصبہ ہے جہاں سلسلہ وارثیہ کے سربراہ الحاج وارث علی شاہ رحمہ اللہ آسودۂ خواب ہیں۔مصنف نے اس حاشیہ کے علاوہ منطق کی کئی کتابوں کے حواشی اور شروح لکھے ہیں۔(الاعلام جلد۵ص۲۴۲)

حاشیۃ البیضاوی

محمد یوسف حنفی فرنگی محلی (وفات ۱۲۸۶ھ)

حاشیۃ البیضاوی

ابوالفضل گاذرونی گجراتی۔ یہ دسویں صدی ہجری کے علما میں سے تھے۔

(حیات شیخ عبد الحق محدث دہلوی ص ۳۷)

حاشیۃ البیضاوی

عبد الرحمن امروہوی (وفات ۱۳۶۷ھ) کا سلسلۂ نسب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ پر منتہی ہوتا ہے۔ مولوی احمد حسن امروہوی، مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی محمد قاسم نانوتوی کے شاگرد تھے، کئی کتابوں کے مصنف تھے۔ جامع مسجد امروہہ میں مدفون ہیں۔

(الاعلام جلد ۸ص ۲۶۱)

حاشیۃ البیضاوی

شیخ جمال الدین بن رکن الدین چشتی عرف جمن گجرات (وفات ۱۱۲۴ھ) احمد آباد میں ولادت ہوئی اپنے والد ماجد سے اکتساب علم کیا اور انھی سے طریقت کی تعلیم حاصل کی۔ ایک سو بیالیس کتابوں کے مصنف تھے۔فارسی زبان میں ان کی شاعری کا دیوان بھی ہے۔اس حاشیہ کے علاوہ تفسیر محمدی، اور تفسیر حسینی پر آپ کے حواشی ہیں۔مدار اك التنزیل پر بھی آپ نے حاشیہ لکھا ہے۔تفسیر نصیری اور ایک تفسیر مختصر بھی آپ کی تصانیف میں سے ہے۔(الاعلام ج ٦ ص ٦٤)

حاشیۃ البیضاوی

محمد احمد اکبرآبادی (وفات ۱۵۷۴ء) (تذکرہ علمائے ص ۴۷۳)

حاشیۃ البیضاوی

فیض الحسن سہارن پوری (وفات ۱۳۰۴ھ) بڑی ادبی شخصیت تھی، صاحب دیوان شاعر تھے دیوان حماسہ کی بہت مبسوط شرح لکھی۔ 'تفسیر جلالین' کا بھی حاشیہ لکھا ہے۔ (الاعلام جلد ص ۳۸۹)

حاشیہ تفسیر احمدی

شیخ محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری بریلی (وفات ۱۹۸۱ء)

حاشیہ تفسیر خازن

شاہ احمد رضا خاں قادری (وفات ۱۹۲۱ء)

حاشیہ تفسیر محمدی

شیخ جمال الدین بن رکن الدین گجراتی (وفات ۱۱۲۴ء)

حاشیہ تفسیر مہائمی

وجیہ الدین گجراتی (قرآن مجید کی تفسیریں ص ۴۲۹)

حاشیہ جامع البیان

سید محمد غزنوی (وفات ۱۸۷۹ء) کا یہ حاشیہ عربی زبان میں ہے جسے فیروز الدین ساکن جموں وکشمیر نے ۱۸۹۲ء میں شائع کرا کے مفت تقسیم کروایا۔ (اہل حدیث خدام قرآن ص ۴۶۰)

حاشیہ جلالین

شائستہ گل المعروف بہ متہ ملا صاحب ۱۸۸۶ء میں راولپنڈی میں پیدا ہوئے۔ مولانا محمد علی، مولانا ایلی اور مولانا ڈاگئی یار حسین سے اکتساب علم کیا۔ مولانا عبدالعلی دہلوی سے حدیث کا درس لیا۔ دارالعلوم حنفیہ سنیہ آپ ہی کا قائم کردہ ادارہ ہے، مسلم لیگ نے جب پاکستان کا مطالبہ کیا تو آپ نے نہایت جرأت وہمت کے ساتھ اس مطالبہ کی حمایت کی۔ آپ نے قرآنیات کے موضوع پر متعدد کتابیں تصنیف کیں حاشیہ مدارک التنزیل بھی آپ ہی کی تصنیف ہے۔
(تعارف علمائے اہل سنت ص ۱۲۳)

حاشیہ جلالین

شاہ وصی احمد محدث سورتی (وفات ۱۹۱۶ء) مولانا لطف اللہ علی گڑھی سے اکتساب علم کیا۔ حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی کے مرید ہوئے۔ اپنے پیر بھائی حکیم خلیل الرحمٰن کی

ایماء سے پیلی بھیت میں حافظ الملک حافظ رحمت خاں کی بنائی ہوئی جامع مسجد میں مدرسہ حافظیہ قائم کیا اور وہیں صدر مدرس مقرر ہوئے۔ تصوف سے خاص لگاؤ تھا مگر خانقاہی زندگی اور ترک دنیا سے ہمیشہ گریزاں رہے۔ درس حدیث دیتے وقت انتقال ہوا۔ مولانا سردار احمد محدث لائل پوری مصنف کی اہلیہ سے حاشیہ جلالین شائع کرانے کی غرض سے لے گئے مگر اب معلوم نہیں کہ یہ حاشیہ کہاں اور کس کے پاس ہے۔ (تذکرہ علمائے اہل سنت ص ۲۵۷)

حاشیہ الدر المنثور

شاہ احمد رضا خاں قادری (وفات ۱۹۲۱ء)

حاشیہ قرآن

ذاکر حسین بارہوی (وفات ۱۳۴۹ھ) کی ولادت ۱۸۶۷ء میں کوپہر سر میں ہوئی والد ماجد گوہر علی مشہور طبیب تھے اور وہیں طبابت کا پیشہ کرتے تھے، آپ کی تعلیم و تربیت وہیں ہوئی، فراغت کے بعد آپ نے خدمت خلق اور تبلیغ دین کا سلسلہ شروع کیا انتہائی قوی الحافظہ، ذہین اور نکتہ شناس عالم تھے۔ لکھنؤ، بہرائچ، آگرہ، بھرت پور اور اٹاوہ کے علاقوں میں کافی تبلیغی دورے کئے، مسجدیں آباد کرتے اور لوگوں کو مسائل دینیہ سے آشنا کرتے، سادہ زندگی گزاری تفسیر قرآن کا مطالعہ وسیع تھا۔

قرآن کریم پر آپ نے عربی میں حاشیہ لکھا جس میں آیات قرآنی کے اسرار و رموز کو واضح کیا، ۶۵ رسال کی عمر پائی لکھنؤ میں وصال ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔ (تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۲۹۷)

حاشیۃ الکشاف

محمد یوسف حسنی بندہ نواز گیسو دراز گلبرگہ نے تفسیر کشاف کے پانچ ابتدائی اجزاء پر حواشی لکھے ہیں، یہ کتاب نامکمل ہے۔ (تذکرہ مفسرین ہند ص ۲۱)

حاشیۃ الکشاف

ابوالحسن تانا شاہ کا شمار بارہویں صدی کے اہم حاشیہ نگاروں میں ہوتا ہے، حیدرآباد میں چغتائی خانوادہ سے تعلق تھا، آپ کی ذہانت و فطانت سے متاثر ہو کر عبداللہ قطب شاہ نے اپنی لڑکی کی شادی آپ سے کر دی تھی، قطب شاہ کی وفات کے بعد ۱۰۲۳ھ میں ابوالحسن تانا شاہ تخت نشین ہوئے اور زمام حکومت سنبھالی، آپ نے حسن تدبر اور اعلیٰ سیاست کے ذریعہ ملک میں اچھا نظام

قائم کیا، آپ کو علما و صالحین کی صحبت کا بڑا شوق تھا، ہر وقت ارباب علم سے بحث ومباحثہ میں مصروف رہتے، سیاسی محاز آرائیاں بھی رہتیں جب اورنگ زیب نے دکن پر حملہ کیا تو تانا شاہ کی فوجوں نے مقابلہ ضرور کیا مگر بالآخر تانا شاہ گرفتار ہوگیا اور اس طرح قطب شاہی دور کا خاتمہ ہوگیا۔ قلعہ دولت آباد میں بحالت اسیری ۱۱۱۱ھ میں رحلت پائی۔

حاشيه تفسير كشاف آپ کا انتہائی اہم علمی کارنامہ ہے، یہ حاشیہ عربی زبان میں ہے اور حبیب الرحمان شیروانی کے کتب خانہ علی گڑھ میں محفوظ ہے۔

(تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۱۲۵، راہ اسلام قرآنی علوم ومعارف نمبر نئی دہلی ص ۳۱۱)

حاشیہ عنایت القاضی

مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری (وفات ۱۹۲۱ء)

حاشیۃ المدارک

شیخ جمال الدین ولد رکن الدین گجراتی (وفات ۱۱۲۴ھ)

حاشیہ مدارک التنزیل

شیخ علاء الدین الہ داد بن عبداللہ جونپوری (وفات ۹۲۳ھ) جون پور کے اہم اور مشہور علما میں سے تھے شیخ عبداللہ تلنبی کے شاگرد تھے، سید حامد شاہ مانک پوری سے بیعت تھے، درس وتدریس ان کا شغل تھا، فقہ اور اصول فقہ میں اپنے دور میں ممتاز تھے، مدارك التنزيل، كافيه، اور هدايه وغیرہ کی شرحیں لکھی ہیں۔ اس تفسیر کا ایک قلمی نسخہ علی گڑھ میں مولانا عبدالحئی کے کلیکشن میں موجود ہے اس میں کل ۳۹۲ اوراق ہیں۔

یہ حاشیہ شروع قرآن مجید سے سورۂ مریم تک ہے۔ مصنف نے پوری کوشش کی ہے کہ الجھی ہوئی بحثوں اور مبہم باتوں کی پوری توضیح کریں یہ حاشیہ اگرچہ اس تفسیر کی عبارتوں کی مزید توضیح میں ہے لیکن فنی باریکیوں اور علمی بحثوں کی وجہ سے خاصا مشکل ہوگیا ہے۔

(ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں ص ۱۷۲، حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۳۷)

حاشیہ مدارک التنزیل

علامہ عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی (وفات ۷۱۰ھ) کا شمار آٹھویں صدی ہجری کے معروف فقہاء اور علما میں ہوتا ہے آپ نے قرآن کریم کی ایک نہایت معتبر تفسیر "مدارک التنزیل" کے نام

سے لکھی۔ برصغیر کے علما نے اس تفسیر کو وقعت کی نگاہ سے دیکھا اور اس کے حواشی بھی تحریر کیے۔ مولانا وصی احمد محدث سورتی نے مطبع نظامی سے شائع ہونے والی اس تفسیر پر ایک مختصر حاشیہ تحریر کیا تھا، جیسا کہ مدرسۃ الحدیث کی از سر نو تعمیر کے سلسلے میں ۱۳۴۲ھ میں شائع ہونے والے ایک اشتہار میں مولانا سورتی کی تصانیف کی ضمن میں اس حاشیہ کا ذکر موجود ہے۔ مگر اس کا نسخہ کہیں دستیاب نہیں۔
(مقالہ تحقیقی مولانا وصی احمد سورتی کی دینی علمی خدمات کا تحقیقی مطالعہ، رضوانہ سحر ص ۷۰)

حاشیہ مدارک التنزیل

مولانا شائستہ گل راولپنڈی پاکستان

حاشیہ معالم التنزیل

مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری (وفات ۱۹۲۱ء)

حواشی ترجمۂ قرآن

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (وفات ۱۱۷۴ھ) کے یہ حواشی اعظم گڑھ دار المصنفین کے کتب خانہ میں موجود ہیں۔ اس کا قلمی نسخہ جامعہ ملیہ نئی دہلی کے کتب خانہ میں بھی موجود ہے۔ شاہ صاحب نے فارسی میں فتح الرحمان فی ترجمة القرآن کے نام سے قرآن کریم کا جامع اور بہت ہی مختصر ترجمہ تیار کیا تھا اس ترجمے کے حاشئے پر آپ نے جو نوٹ لکھے ہیں یہ کتاب انھی کی علیحدہ شکل ہے۔ (ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں ص ۱۹۵)

حواشی التفسیریۃ

مفتی محمد عباس کی تصنیف ہے مصنف کی تحریروں کے زیادہ تر قلمی نسخے ''نجم العلماء لائبریری'' میں محفوظ ہیں۔ (راہ اسلام قرآنی علوم و معارف نمبر نئی دہلی ص ۳۱۱)

خلاصہ تفسیر مدارک

طاہر بن یوسف سندھی (وفات ۱۰۰۴) (قرآن مجید کی تفسیریں ص ۴۲۹)

زلالین شرح جلالین

ریاست علی شاہجہانپوری (وفات ۱۳۴۹ھ) مشائخ نقش بندیہ میں سے تھے۔ مولانا ارشاد حسین رام پوری نقش بندی سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ لباب التنزيل فى حل مشكلات القرآن مصنف کی دوسری تفسیر ہے۔ (الاعلام ج ۸ ص ۱۶۹)

شرح البیضاوی

شیخ عبداللہ دہلوی (وفات ۱۰۷۴ھ)

شرح البیضاوی (المتن الکافی)

مختار احمد اختر فیضی کی یہ شرح دوحصوں پر مشتمل ہے سورہ فاتحہ کا بامحاورہ ترجمہ بھی کیا ہے اورتشریح بھی کی ہے۔ حصہ اول ۱۴۴ صفحات اور حصہ دوم ۲۲۴ صفحات پر مشتمل ہے۔
(اہل حدیث خدام قرآن ص ۶۳۱)

شرح تفسیر بیضاوی

سید طیب بن عبدالواحد بلگرامی (وفات ۱۰۶۶ء) (قرآن مجید کی تفسیریں ص ۴۲۹)

شرح تفسیر بیضاوی

مبین الدین امروہوی (وفات ۱۹۸۸ء) نے صدر الشریعہ مولانا امجد علی رضوی مولانا سید محمد خلیل کاظمی، مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خاں قادری سے اکتساب فیض کیا۔ دار العلوم مظہر اسلام بریلی، مدرسہ محمدیہ حنفیہ امروہہ اور جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں تدریسی فرائض انجام دئے۔ آپ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں تفسیر بیضاوی کی شرح لکھنی شروع کی تھی جو نا تمام رہی، یہ سلسلہ سورہ فاتحہ کی تفسیر کے اختتام تک ہی پہنچا تھا کہ دار فانی سے رخصت ہوگئے۔ یہ تفسیر تحقیق سے لبریز ہے اور کثیر تفاسیر کا خلاصہ اور نچوڑ ہے۔ (مفتی اعظم اور ان کے خلفاء ص ۵۶۰)

فوائد ستاریہ

عبدالستار دہلوی (وفات ۱۹۶۶ء) یہ قرآن مجید کا وہ حاشیہ ہے جو حافظ عبدالستار نے حضرت شاہ رفیع الدین دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ترجمے پر سپرد قلم کیا ہے۔ مولانا امام الدین نے اس ترجمہ وتفسیر کو سندھی زبان میں منتقل کر دیا ہے۔ (اہل حدیث خدام قرآن ص ۲۹۲)

کنز الدارین شرح جلالین

شاہد علی مصباحی کا تعلق صوبہ اتر پردیش کے مشہور ضلع بستی سے ہے۔ ابتدائی تعلیم قرب وجوار کے مدارس میں حاصل کرنے کے بعد ۱۹۹۲ء میں الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں داخلہ لیا۔ ۱۹۹۵ء میں عرس عزیزی کے موقع پر دستار فضیلت سے نوازے گئے۔ متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔ (ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور فروری ۲۰۱۲ء ص ۲۹)

کنز الدارین کے نام سے جلالین کی شرح کا آغاز انھوں نے اس وقت کیا تھا جب وہ جامعہ فیضان اشفاق ناگور راجستھان میں مدرس تھے اور اس کے ایک حصہ کی تکمیل بھی وہیں فرمائی۔ مگر اس کی اشاعت ''دار الفکر'' بہرائچ سے ۲۰۱۰ء میں ہوئی جہاں وہ اس وقت مدرس ہیں۔ اسی ادارہ کے زیر اہتمام کنز الدارین کی دوسری جلد بھی دہلی سے ۲۰۱۳ء میں شائع ہو چکی ہے۔

الکمالین شرح جلالین

شیخ سلام اللہ رام پوری حضرت شاہ نور الحق بن شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے پر پوتے تھے دہلی سے ترک وطن کر کے رام پور میں جا بسے تھے۔ بڑے متبحر عالم دین تھے۔ حدائق الحنفیہ میں مرقوم ہے کہ آپ فقیہ فاضل محدث کامل متبحر علامہ عصر محقق اور مدقق تھے آپ کی یہ شرح ۱۲۲۹ھ میں مجتبائی پریس سے چھپ کر شائع ہو چکی ہے۔ (تذکرہ علمائے اہل سنت ص ۱۰۲) حدیث کی مشہور کتاب موطا کی شرح بھی آپ نے محلیٰ کے نام سے لکھی ۱۲۲۹ھ میں وصال ہوا۔ حضرت شاہ عبد اللہ بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی درگاہ کے احاطہ میں مسجد کے قریب جانب جنوب دفن ہوئے۔

المصباح المنیر فی تہذیب ابن کثیر

ابو الاشبال کی اس تصنیف میں احادیث واقوال کی تخریج کا کام دوسرے علما نے مصنف کی نگرانی میں کیا ہے اس کا اردو ترجمہ مولانا محمد خالد سیف اللہ نے کیا ہے۔

(اہل حدیث کے خدام قرآن ص ۴۹)

معارف التنزیل شرح مدارک التنزیل (تفسیر عزیزی)

مولانا عبد اللہ خاں عزیزی بلرام پوری (وفات ۱۷/جولائی ۲۰۱۱ء) کی ولادت تاوڈیہہ ریاست بلرام پور میں ۱۵/نومبر ۱۹۳۵ء کو ہوئی۔ والد ماجد کا نام محمد ابراہیم خاں اور دادا کا نام حاجی تعلقدار خاں تھا۔ ابتدائی تعلیم اپنے گھر پر ہی مولوی محمد اسماعیل سے حاصل کی مولوی درجات کی تعلیم کے لیے مدرسہ انوار العلوم تلسی پور تشریف لے گئے وہاں حضرت مولانا عتیق الرحمان نعیمی، بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی اور مولانا محمد شفیع اعظمی کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا، مسلسل آٹھ سال وہاں تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۹۵۴ء میں دار العلوم اشرفیہ اہل سنت مصباح العلوم مبارکپور میں داخلہ لیا۔ حافظ ملت مولانا شاہ عبد العزیز محدث مراد آبادی اور حافظ عبد الرؤف بلیاوی اور دیگر بلند پایہ اساتذہ سے کسب علم کر کے ۱۹۵۷ء میں سند فراغت حاصل کی۔ ایک عرصہ

تک وہیں مدرس رہے آخری عمر میں دار العلوم علیمیہ جمد اشاہی بستی میں شیخ الحدیث ہو گئے، وہیں وصال ہوا اور وہیں تدفین ہوئی۔ کچھ دنوں کے لیے جامعہ اسلامیہ روناہی بھی بحیثیت شیخ الحدیث تدریسی خدمات انجام دیں۔ پورے پچپن سال آپ تدریسی خدمات سے وابستہ رہے، آپ کے تلامذہ کی طویل فہرست ہے، راقم السطور کو بھی آپ سے استفادہ کا شرف حاصل ہے۔ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت کی سعادت حاصل کرنے کے سبب اپنے نام کے ساتھ عزیزی لکھتے تھے۔ (ماہنامہ پیام حرم جمد اشاہی بستی جولائی ۲۰۱۱ ص ۵۶)

تفسیر مدارك التنزیل کا جو حصہ درس نظامی میں شامل ہے طلبہ کی سہولت کے پیش نظر انھیں سورتوں کی شرح کی ہے۔ مصنف نے برسوں اسی کا درس دیا ہے اس لیے ان کی یہ شرح کئی خوبیوں کی حامل ہے۔ یہ شرح نہ یہ کہ صرف حشو زوائد سے پاک ہے بلکہ علم کا مخزن بھی ہے۔ المجمع العزیزی روناہی فیض آباد سے ۲۰۰۴ء میں طبع ہوئی ہے۔

مواہب الجلیل لتجلیۃ مدارک التنزیل

محمد احمد مصباحی صوبہ اتر پردیش کے ضلع اعظم گڑھ (حال مئو) کے ایک مشہور قصبہ بھیرہ ولید پور میں ۹؍ستمبر ۱۹۵۲ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کرنے کے بعد مدرسہ رحیمیہ بھیرہ میں داخلہ لیا۔ جہاں ابتدائی درجات کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۸؍اپریل ۱۹۶۲ء کو مدرسہ ضیاء الاسلام خیر آباد ضلع اعظم گڑھ میں داخلہ لے کر متوسطات تک تعلیم حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے ۲۲؍جنوری ۱۹۶۷ء کو دار العلوم اشرفیہ مبارک پور میں داخل ہو گئے اور وہاں کے مقتدر اساتذہ سے شرف تلمذ حاصل کرنے کے بعد ۲۳؍اکتوبر ۱۹۶۹ء کو علما و مشائخ کے ہاتھوں سند و دستار فضیلت سے نوازے گئے۔ (ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور جولائی ۲۰۱۱ ص ۳۰)

محمد احمد مصباحی جون ۱۹۸۶ء سے الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں درس و تدریس سے منسلک تھے دو سال قبل تدریسی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو گئے، تلامذہ کی طویل فہرست ہے، کئی تحقیقی کتابوں کے مصنف ہیں، مواهب الجلیل لتجلیة مدارك التنزیل سورۂ کہف سے سورۂ فرقان تک مدارك التنزیل کا عربی زبان میں حاشیہ ہے، درس نظامی کے طلبہ کی سہولت کے پیش نظر لکھی گئی ہے۔ اس حاشیہ میں آیتوں اور سورتوں کے درمیان تناسب کا بیان، دشوار فیہ الفاظ کا حل، نحوی تحقیق، وجوہ بلاغت کا بیان، قرأتوں کی وضاحت، تفسیری اقوال کی اصل، قائلین

کی طرف نسبت اور مآخذ کا ذکر، اشکالات کا حل، آثار کی تخریج، وتحقیق، عقائد اہل سنت کا بیان، باطل فرقوں کا رد، مسائل فقہ اور ائمۂ فقہ کے اختلافات کا ذکر اور اہم شخصیات کا مختصر تعارف وغیرہ بڑے سلیقے اور حسن ترتیب کے ساتھ پیش کیا ہے۔ ۲۰۱۰ء میں ۲۲۸ صفحات پر مشتمل ''مجلس برکات'' الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور سے شائع ہو چکی ہے۔ کتاب کا نام تاریخی ہے۔

ہدایۃ المسالک فی حل تفسیر المدارک

عبد الہادی بھوپالی چودہویں صدی کے اوائل میں پیدا ہوئے۔ ۱۳۲۹ھ میں تحصیل علم سے فراغت حاصل کی۔ اساتذہ میں حافظ عبد العزیز صاحب اور عبد الرب صاحب مشہور لوگوں میں سے تھے۔ ان کے والد عبد الاحد بھی بڑے صاحب کمال تھے۔

مصنف نے اس کتاب میں ان تمام باتوں کی تفصیل بیان کی ہے جن کی اصل تفسیر میں موجود ہے یا جہاں پر علامہ نسفی نے اختصار سے کام لیا ہے۔ اس وقت جو کتاب پیش نظر ہے اس میں پارہ سیقول سے پارہ لایحب اللہ تک کی تفسیر شامل ہے۔

(ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں ص ۳۱۵)

ہلالین شرح جلالین

ابوالبرکات رکن الدین تراب علی لکھنوی (وفات ۱۸۶۴ء) کے والد کا نام شجاعت علی اور دادا کا نام فقیہ الدین تھا۔ سلسلہ نسب صحابی رسول حضرت مصعب بن زبیر پر منتہی ہوتا ہے۔ مفتی اسماعیل بن وجیہ مراد آبادی اور مفتی ظہور اللہ انصاری وغیرہم سے درسیات کی تکمیل فرمائی، علم وفن میں کامل دستگاہ حاصل تھی، مکہ میں مفتی عبد اللہ سراج سے حدیث کا درس لیا۔ آبا واجداد دہلی وامروہہ کے رہنے والے تھے بعد میں لکھنؤ آئے اور یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ مصنف نے جلالین کے آخری پاروں کی شرح شارحین کی عام روش سے ہٹ کر الگ انداز سے لکھی ہے۔ مختلف سورتوں کی تشریح مختلف انداز سے کی ہے اور ہر ایک میں اس بات کی کوشش کی ہے کہ اپنی بات کو دوسروں کے سامنے پوری طرح ثابت کر سکیں یہ کتاب ۱۲۷۸ھ میں مکمل ہوئی اور ۱۲۸۰ھ میں ''مطبع نظامی'' کانپور سے شائع ہوئی۔

(ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں ص ۲۰۱۔ تذکرہ علمائے ہند ص ۱۳۸)

شیعی علما کے قرآنی تراجم وتفاسیر

آیات جلی فی شان علی

مرزا علی بیگ قزلباش دہلوی نامور ارباب علم میں سے تھے، کتب بینی کا بڑا شوق تھا، دقیق مطالعہ رکھتے تھے۔ یہ کتاب بقول مصنف حضرت علی کی شان میں نازل ہونے والی آیات کی قرآنی تشریح ہے۔ یہ کتاب ۵۷۹ صفحات پر مشتمل ہے ۱۳۳۰ھ میں ''مطبع یوسفی'' دہلی سے طبع ہو چکی ہے۔ (تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۲۵۱)

اتقان البرہان

محمد حسین زیدی محقق ہندی (وفات ۱۳۳۷ھ) کا شمار چودہویں صدی عیسوی کے نامور محققین میں ہوتا ہے، وطنی تعلق سادات بارہہ سے تھا۔ ۱۳ رجب ۱۲۷۶ھ/۱۸۵۹ء کو لکھنؤ میں ولادت ہوئی، ابتدائی تعلیم والد ماجد سے حاصل کی، اس کے بعد سید ابراہیم اور سید علی محمد سے فقہ و اصول کا درس لیا۔

۱۳۰۶ھ میں عراق گئے وہاں کے علما سے اکتساب علم کیا، آیت اللہ سید اسماعیل صدر نے آپ کی تقلید کی جازت دی، علمائے عراق نے ''محقق ہندی'' کے خطاب سے نوازا۔ لکھنؤ میں نجفی طرز پر درس دینا شروع کیا، جس میں بڑی تعداد میں طلبہ نے شرکت کی، آپ نے امروہہ، لکھنؤ، ممبئی، پٹنہ اور کراچی میں اپنی خطابت کا لوہا منوایا۔

تفسیر اتقان البرھان، تفسیر آیۂ معراج ہے جو اردو زبان میں لکھنؤ سے شائع ہوئی یہ تحقیقی تفسیر ہے جس میں براہین عقلیہ ونقلیہ سے استفادہ کیا گیا ہے۔ اور سر سید احمد خاں کے اعتراضات کورد کیا گیا ہے۔اس کے علاوہ مصنف کی اور دوسری کتابیں بھی ہیں۔ جن میں بعض کی اشاعت ہو چکی ہے۔

۲۸ ربیع الاول ۱۳۲۷ھ بروز پنجشنبہ محلّہ دال منڈی لکھنؤ میں وفات پائی اور شیر جنگ کے باغ میں سپرد خاک ہوئے۔ (تذکرہ مفسرین امامیہ ص۲۶۵)

احسن الحدائق

صفدر علی بن حیدر علی (وفات ۱۲۵۳ھ) کا تعلق فیض آباد کے ایک معزز خاندان سے تھا۔ مصنف محمد علی شاہ اودھ کے زمانے میں اہل علم وفضل میں شمار کیے جاتے تھے۔

یہ سورۂ یوسف کی تفسیر ہے جو فارسی زبان میں ہے، یہ نسخہ جناب اکبر علی مالک پاک کارپٹ کراچی کے پاس محفوظ تھا۔ یہ تفسیر محمد علی شاہ اودھ کی تخت نشینی کے سال شنبہ ۴ ربیع الثانی ۱۲۵۳ھ کو فیض آباد میں لکھی تھی۔ سید اکبر علی رضوی کا مملوکہ نسخہ ۲۹ جمادی الثانی ۱۲۹۱ھ کا مخطوطہ ہے۔اس کا نسخہ (بانکی پور) پٹنہ خدا بخش کی لائبریری میں محفوظ ہے۔

(الثقافۃ الاسلامیۃ ص۱۷۰، تذکرہ مفسرین امامیہ ص۱۴۹)

اعظم المطالب فی آیات المناقب

احمد حسین امروہوی (وفات ۱۳۲۸ھ) کی ولادت سید رحیم کے گھر امروہہ میں ۱۸۵۳ء میں ہوئی، ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کرنے کے بعد امروہہ اور لکھنؤ کے جید اساتذہ سے کسب علم کرکے سند فراغت حاصل کی، علم طب میں امروہہ کے مشہور حکیم امجد علی سے استفادہ کیا، مفتی محمد عباس شوستری اور تاج العلما محمد علی آپ کے اساتذہ میں سے تھے۔

تفسیر اعظم المطالب فی آیات المناقب میں ان قرآنی آیات کی تفسیر بیان کی گئی ہے جو فضائل اہل بیت میں وارد ہوئی ہیں اور ان روایات سے استفادہ کیا ہے جو کتب اہل سنت میں بیان ہوئی ہیں۔ (تذکرہ مفسرین امامیہ ص۲۴۸)

املۃ القرآن

محمد زنگی پوری (وفات ۱۹۲۰ء) کی ولادت ۱۸۷۵ء میں جناب عبدالحسین کے گھر زنگی پور

میں ہوئی۔ محمد سمیع زنگی پوری نے محمد ہاشم، سید علی حسین سے ابتدائی تعلیم حاصل کی اعلیٰ تعلیم کے لیے بنارس اور لکھنؤ کا سفر کیا۔ متعدد مقامات پر تدریسی خدمات انجام دیں، زندگی کے آخری ایام میں ''مدرسۃ الواعظین'' میں صدر شعبہ تصنیف و تالیف رہے، قرآن وتفسیر قرآن پر گہری نظر تھی، امامۃ القرآن، توحید القرآن، خلاصۃ التفاسیر اور علوم القرآن آپ کی اہم تصانیف ہیں۔

امامۃ القرآن ، نامی تفسیر میں قرآن مجید کی ان ۲۷ آیات کی تفسیر وتشریح ہے جو امامت سے متعلق ہیں، اس کے عنوانات اس طرح ہیں۔ اہل اسلام کے اختلافات کا سبب، مسئلۂ امامت میں مسلمانوں کے اختلافات کی وجہ، ضرورت امام، امام کے شرائط، اوصاف امام، خلیفہ کے معنیٰ، عام علما کی آراء، تعداد خلفاء جیسے موضوعات پر قرآن کی آیات سے بحث ہے۔

اس تفسیر کی اشاعت ''خواجہ بک ایجنسی'' لاہور سے ۲۱۰ صفحات میں ہو چکی ہے۔

(تذکرۂ محدثین امامیہ ص ۲۷۲)

انس الوحید فی آیۃ العدل والتوحید

نور اللہ شوستری (شہادت ۱۰۱۹ھ) کی ولادت ۱۵۴۹ء میں ہوئی، آپ کے والد سید شریف حسین مرعشی اور چچا سید صدر حسینی فقہ، اصول تفسیر اور حدیث کے بلند پایہ استاد تھے۔ انہیں لوگوں سے آپ نے اکتساب علم کیا۔ ۹۷۴ھ میں مشہد ایران گئے جناب عبدالواحد کے درس میں شرکت کی اور علم میں کمال حاصل کیا۔

۹۹۱ھ میں حکیم فتح اللہ شیرازی دربار اکبری میں کرسی نشین ہوئے تو انھوں نے اپنے ذوق اور مسلک کے ارباب کمال کو جمع کیا ان میں قاضی نور اللہ شوستری بھی شامل تھے۔ حکیم فتح اللہ نے موصوف کو آگرہ بلایا اور دربار اکبری میں پہنچایا۔ قاضی صاحب نے اپنے علم وفضل کے ذریعہ دربار اکبری میں ایک مقام بنایا۔ فتح پور سیکری، اکبر آباد، لاہور، اور کشمیر میں بھی اپنی قابلیت کے جوہر دکھائے۔ قاضی معین لاہوری (وفات ۹۹۵ھ) ضعف وپیری کی وجہ سے عہدۂ قضا سے ہٹائے گئے تو ان کی جگہ سید نور اللہ شوستری کو دار السلطنت کا قاضی بنایا گیا۔ عہدۂ قضا قبول کرتے وقت آپ نے یہ شرط رکھی کہ مذاہب اربعہ فقہ میں سے وہ کسی کے پابند نہیں ہوں گے، حنفی، شافعی، مالکی،

حنبلی جس فقہ کی رو سے چاہیں گے فیصلہ کریں گے جس سے آپ کے تبحر علم کا اندازہ ہوتا ہے۔

(تذکرہ مفسرین امامیہ ص۱۰۳)

مصنف نے عدل وتوحید کے تعلق سے قرآن کریم میں جو آیات ہیں ان کی تفسیر لکھی ہے "شهد الله انه لا اله الا هو" اس آیت کے ذیل میں علامہ تفتازانی کی جانب سے زمخشری پر کئے گئے اعتراضات کے جوابات دئے ہیں۔

اس تصنیف کے علاوہ" فمن يرد الله ان يهديه يشرح صدره للاسلام اور انما المشركون نجس اور آیت تطهير کی بھی تفسیر لکھی ہے ان تمام آیات کی تفسیر ناصر الملت لکھنؤ کی لائبریری میں موجود ہے۔ (راہ اسلام قرآنی علوم ومعارف نمبرنئی دہلی ص۳۰۹)

نوراللہ شوستری قرآنیات پر گہری نظر رکھتے تھے، متعدد حاشئے لکھے اور مختلف آیات قرآنی کی تفسیریں لکھیں۔ رفع القدر فی تفسير آية شرح صدر، سحاب المطيراور حاشيه تفسير بيضاوی بھی ان کی مشہور تصانیف میں سے ایک ہے۔۱۰۱۹ھ میں آپ کو شہید کیا گیا، آپ کو شہید ثالث کہا جاتا ہے۔ مزار آگرہ میں ہے۔ (تذکرہ مفسرین امامیہ ص۱۰۲)

انتخاب روح الجنان

احمد نذر امروہوی (وفات ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء) کی ولادت محلہ سٹھی امروہہ میں ہوئی۔ آپ کے والد سید جعفر نذر امروہہ کے ارباب علم وفضل میں سے تھے۔ تعلیمی مراحل امروہہ ہی میں طے کئے۔ علم جفر اور خوش نویسی میں مہارت رکھتے تھے۔ ایک عرصہ تک مراد آباد منصفی میں بعہدۂ ناظر ملازم رہے اور اس کے بعد ریاست رام پور میں ملازم ہوئے۔ آپ کے تعلق سے مورخ سید رحیم بخش لکھتے ہیں۔

''یہ پیش نماز صاحب علم، ذی کمال تھے، علم جفر میں آگہی حاصل تھی، خوش نویس اچھے تھے، مذہب شیعہ میں پیش نمازی کرتے تھے۔'' (تذکرہ علما امروہہ ص۵۵)

تفسیر روح الجنان جمال الدین ابوالفتوح الحسین بن علی بن محمد نیشاپوری کی تفسیر روح الجنان کا خلاصہ فارسی زبان میں ہے۔ یہ نسخہ رضا لائبریری رام پور میں موجود ہے اس کی کتابت ۱۲۹۹ھ میں ہوئی۔ (تذکرہ مفسرین امامیہ ص۲۱۸)

انعام عظیم

سید مرتضیٰ حسین صدر الافاضل نے سورۂ الحمد، سوره البقره، سورۂ روم

اور سورۂ الحجرات کی تفسیر مکمل کر لی ہے۔اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔
(راہ اسلام قرآنی علوم ومعارف نمبر نئی دہلی ص ۳۰۵)

انوار الآیات

سید مرتضیٰ حسین صدر الافاضل کی یہ تفسیر جس میں سو سے زائد قرآنی آیات کی تفسیر ہے لاہور سے اس کی طباعت ہو چکی ہے۔(راہ اسلام قرآنی علوم ومعارف نمبر نئی دہلی ص ۳۱۰)

انوار البیان فی تفسیر القرآن

غلام علی اسماعیل حاجی ناجی (وفات ۱۳۶۱ھ) ممبئی میں پیدا ہوئے۔مذہبی تعلیم ملا قادر حسین مدراسی سے حاصل کی۔مولانا سید غلام حسین حیدر آبادی سے بھی استفادہ کیا،تقریر وتحریر دونوں میں ملکہ حاصل تھا۔خوجہ برادری میں دینداری کو بیدار کیا۔آپ کی خدمات کی بنیاد پر میر آغا لکھنوی نے آپ کو خیر الذاکرین کا خطاب دیا۔۱۳۱۰ھ میں ماہنامہ راہ نجات نکالنا شروع کیا۔۱۳۱۴ھ میں احمد آباد پرنٹنگ پریس خریدا جس کا نام ''اثنا عشری پرنٹنگ پریس'' رکھا اور اس سے قرآن مجید کی اشاعتوں کا سلسلہ شروع کیا۔

انوار البیان دو جلدوں میں گجرات سے شائع ہوئی۔اس میں بڑی تقطیع پر قرآنی آیات کو گجراتی رسم الخط میں بھی لکھا گیا ہے تا کہ عربی نہ جاننے والے بھی آسانی سے تلاوت کر سکیں،آیات کا ترجمہ سلیس گجراتی زبان میں ہے اس کی اشاعت پہلی مرتبہ ۱۹۰۱ء میں احمد آباد سے ہوئی۔۱۹۴۲ء سال وفات ہے۔(تذکرہ مفسرین امامیہ ص ۳۲۱)

انوار القرآن

سید راحت حسین (وفات ۱۳۷۴ھ) گوپال پور صوبہ بہار کے رہنے والے تھے انھوں نے اپنی تفسیر گیارہویں پارہ تک مسلسل تحریر فرمائی جس کا مقدمہ اور تفسیر سورہ آل عمران کے آخر تک شائع ہوئی گیارہویں پارے کے بعد مولانا کے فرزند سید علی (وفات ۱۴۰۰ھ) نے تیسویں پارے تک مکمل کی۔یہ تفسیر نئے تقاضوں کو پورا کرتی ہے تاہم زبان کی حد تک اس سے اختلاف کیا جا سکتا ہے۔(قرآن مجید کی تفسیریں ص ۳۶۸،علمائے امامیہ کی تفسیریں ص ۴۹)

انوار القرآن اردو زبان میں علمی تحقیقی،تاریخی،ادبی تفسیر ہے،سب سے پہلے یہ تفسیر

سید اظہار الحسن عشروی کے زیر اہتمام اصلاح پریس لکھنؤ سے ماہوار رسالہ" الشمس "کے نام سے چھپی۔ چالیس صفحات پر تفسیر ہوتی تھی، ان پر الشمس کا ٹائٹل لگایا جاتا تھا جب مصنف راحت حسین گوپالپور آکر رہنے لگے تو ایک شخص نے" دستی پریس" آپ کو ہدیہ کیا اور تفسیر کے چالیس صفحات ماہوار اسی طرح چھپتے رہے۔ ۱۳۵۵ھ میں یہ تفسیر منظر عام پر آئی جس میں مقدمۂ قرآن کے علاوہ سورۂ فاتحہ، سورۂ بقرہ، اور سورۂ آل عمران شامل ہے۔

اس تفسیر میں آیات کا ترجمہ بامحاورہ ہے۔ الفاظ کی تشریح معتبر لغات کے ذریعہ کی گئی ہے۔ آیات کی نحوی وصرفی ترکیب کا خاص لحاظ رکھا گیا ہے۔ الفاظ کی تشریح علم معانی وبیان اور عربی قواعد کی روشنی میں کی گئی ہے۔ اعتراضات کے جواب میں مباحث کلامی وفلسفی سے بھرپور استفادہ کیا گیا ہے۔ عیسائیوں، یہودیوں، کے اعتراضات کے علاوہ اہل ہنود اور آریہ سماج حضرات کے جوابات ان کی مستند ومعتبر کتابوں سے دیئے گئے ہیں، آیات کے ذیل میں اہم مسائل مورد بحث لائے گئے ہیں۔ جیسے عصمت انبیاء، نبی سے سہو نہیں ہوسکتا اس موضوع پر سیر حاصل بحث کی ہے، کیا قرآن کا غیر قرآن ناسخ ہوسکتا ہے جیسے موضوعات پر دقیق بحث کی گئی ہے۔

یہ نامکمل تفسیر" رضا لائبریری رام پور" میں موجود ہے۔ اگر مصنف کی عمر نے وفا کی ہوتی تو تفسیر کی دنیا میں ایک اہم تفسیر کا اضافہ ہوتا۔ ۲۶ رمضان المبارک ۱۳۷۴ھ/۱۹ مئی ۱۹۵۵ء بروز جمعہ آپ کا وصال ہوا۔ (تذکرہ مفسرین امامیہ ص ۳۴۴)

انوار القرآن

ذیشان حیدر جوادی (وفات ۱۴۲۱ھ) کی ولادت ضلع الہ آباد میں ۷ار ستمبر ۱۹۳۸ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کی پھر لکھنؤ جامعہ ناظمیہ میں داخلہ لیا۔ حوزۂ علمیہ نجف اشرف عراق میں دس سال رہ کر فقہ واصول، اور حدیث وتفسیر میں کمال پیدا کیا۔ اساتذہ میں آیت اللہ باقر الصدر، آیت اللہ سید ابوالقاسم الخوئی، اور آیت اللہ محسن طباطبائی بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

وطن واپسی پر آپ نے ایک مدرسہ انوار العلوم کے نام سے قائم کیا۔ بڑے اچھے خطیب تھے، ہند وبیرون ہند منعقد ہونے والی اسلامی کانفرنسوں میں شرکت کرتے تھے۔ آپ کا شمار کثیر التصانیف علما میں ہوتا تھا، بقول آپ کے فرزند احسان حیدر آپ کی تصانیف وتالیفات کی

تعداد تین سو ہے جن میں اکثر نایاب ہو چکی ہیں۔ آپ کا علمی شاہکار ترجمۂ قرآن مجید ہے، جس کا منصوبہ آپ نے نجف اشرف قیام کے دوران بنایا تھا۔

انوار القرآن ایسا ترجمۂ قرآن مجید ہے جس میں اصلاحی پہلو نمایاں ہیں، یہ ترجمہ بھی ہے اور مختصر تفسیر بھی، ترجمہ کی زبان سادہ و سلیس ہے، عصری تقاضوں کو پیش نظر رکھ کر ترجمہ کیا گیا ہے۔ اس مترجم قرآن پر پُر مغز اور تحقیقی حاشیہ درج ہے جو فہم آیات اور درک مطالب میں معاون ثابت ہوتا ہے۔

ذیشان حیدر جوادی کا قرآن مجید کے سلسلہ میں " انوار القرآن " ہی پر موقوف نہیں ہے۔ بلکہ افادیت کے لحاظ سے ان کا ایک بڑا کارنامہ " مطالعۂ قرآن " بھی ہے۔ جو تنظیم المکاتیب لکھنؤ سے شائع ہو چکا ہے۔

(تذکرہ مفسرین امامیہ ص ۴۵۱، مجلہ راہ اسلام ص ۲۰۴ جنوری ۲۰۱۰ء)

مولانا ذیشان حیدر کا یہ ترجمہ بامحاورہ ہے۔ زبان وبیان کے اعتبار سے صاف، سلیس شستہ اور عام فہم ہے اور خاص بات یہ ہے کہ عقائد مسلک کے باوجود علمائے اہل سنت کی کتابوں کے حوالے بھی اس میں درج کئے گئے ہیں۔

انوارالقرآن

اولاد حسن امروہوی (وفات ۱۳۳۸ھ) کی ولادت محلہ شفاعت پوتہ امروہہ میں ۱۸۵۲ء میں ہوئی۔ ابتدائی والد ماجد سے حاصل کرنے کے بعد مولانا تفضل حسین سنبھلی سے استفادہ کیا۔ فقہ، اصول فقہ، اور منطق میں مہارت حاصل کی۔ علم الفرائض میں لاثانی تھے، آپ نے تمام علم فرائض کو کئی ہزار اشعار میں نظم کیا ہے۔ جس کی ا اعت نظم الفرائض کے نام سے ۱۳۱۲ھ میں ہو چکی ہے۔

علمی قابلیت، خاندانی ریاست، ذاتی وجاہت کی بنیاد پر عوام اور علما میں مقبول تھے، شعر وسخن کا ذوق تھا، سلیم تخلص اختیار کرتے تھے، فارسی اور اردو میں کلام کا ذخیرہ یادگار ہے۔

تفسیر انوار القرآن کے نام سے آپ نے قرآن کریم کا ترجمہ اور تفسیر لکھنی شروع کی جو کسی وجہ سے مکمل نہ ہو سکی، صرف چار پاروں کی تکمیل ہو پائی تھی، اس تفسیر کا نسخہ آپ کے پوتے مولانا سید محمد سعادت کے پاس محفوظ ہے۔ (تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۲۶۸)

انوار یوسفیہ (خطی) تفسیر سورۂ یوسف

سید محمد عباس
ایجاز التحریر در آیۂ تطہیر

ناصر حسین جونپوری (وفات ۱۳۱۲ھ) مولانا سید مظفر حسین کے گھر ۱۸۳۸ء میں پیدا ہوئے، بزرگ اساتذہ میں گلشن علی کجگانوی، تاج العلماء محمد علی اور مولانا عبد الحلیم فرنگی محلی سے کسب علم کیا، تعلیم و تدریس میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ آپ کے درس میں بڑی تعداد میں طلبہ شرکت کرتے تھے، مدرسہ ایمانیہ جونپور نے آپ کی سرپرستی میں بڑی ترقی کی شعر و ادب پر قدرت تھی، عربی نظم میں ملکہ حاصل تھا۔

اس تفسیر میں آیت انما یرید اللّٰہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت تطھیرا کی محققانہ تشریح کی گئی ہے۔ اور اس آیت کے مصادیق کی نشاندھی کتب معتبرہ سے کی ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ یہ آیت اہل کسا کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (تذکرہ مفسرین امامیہ ص ۲۲۴)

بحر المعانی

محمد بن احمد خواجگی شیرازی (وفات ۹۸۸ھ) نظام شاہ دکن کے زمانے میں ہندوستان آئے اور بیجاپور میں قیام کیا، موصوف ماہر فلسفہ وکلام خواجہ جلال محمد کے شاگرد اور ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی جونپوری کے استاد تھے۔ آپ کی یہ تفسیر بہت ہی مفصل ہے جس میں معقولات پر بحث کی گئی ہے۔ کچھ لوگ اس تفسیر کو "مجمع البیان" کا خلاصہ سمجھتے ہیں۔

(راہ اسلام قرآنی علوم و معارف نمبر نئی دہلی ص ۳۰۶)

اس تفسیر کا خطی نسخہ جو سورۂ نسا تک ہے۔ یہ تفسیر فضل بن حسن طبرسی (وفات ۱۵۳ھ) کی تفسیر مجمع البیان کا خلاصہ ہے۔ اس کا ایک قلمی نسخہ "خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری" پٹنہ بہار میں موجود ہے اور دوسرا نسخہ "کتاب خانہ آستان قدس رضوی" مشہد (ایران) میں محفوظ ہے، نسخہ کی پشت پر قاضی نور اللہ شوستری کے دستخط ہیں جس کی تاریخ ۱۰۱۱ھ ہے۔ اور اس پر یہ عبارت درج ہے۔

> "یہ کتاب ان اشیا میں سے ہے جنھیں ازبکیان خزانہ امام رضا سے ہندوستان لے گئے تھے، قاضی نور اللہ نے اسے حاصل کیا اور دوبارہ اسے مخزن کتاب خانہ امام رضا میں واپس پلٹایا"۔ (تذکرہ مفسرین امامیہ ص ۸۱)

براہان المجادلہ فی تفسیر آیۃ المباہلہ

محمد اعجاز حسین بدایونی (وفات۱۹۳۲ء) کی ولادت مقام سرسی ضلع مراد آباد میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم سید شبیر حسین، مظفر علی خاں، ملا باقر مراد آبادی اور مولوی سید کرار حسین سے حاصل کی۔ ناظمیہ لکھنؤ سے ممتاز الافاضل کی سند حاصل کی، کئی اداروں میں تدریسی و تصنیفی خدمات انجام دیں، اچھے خطیب ہونے کے باعث کئی ممالک کا تبلیغی دورہ کیا۔ پاکستان میں تقریر کرتے وقت دل کا دورہ پڑا اور دنیا سے رخصت ہو گئے۔

قرآنیات کے موضوع پر آپ نے کئی کتابیں لکھیں۔ یہ فقل تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم ونسائنا ونسائکم وانفسنا وانفسکم الخ کی تفسیر ہے اس کی طباعت ہو چکی ہے۔ (تذکرہ مفسرین امامیہ ص ۲۹۸)

تتمہ ینابیع الانوار

سید محمد ابراہیم بن سید محمد بن تقی صاحب ینابیع الانوار (وفات ۱۳۰۷ھ) قلمی نسخہ رام پور میں ہے۔ سید تقی ینابع الانوا ر کے چار حصے لکھ سکے تھے کہ ان کا انتقال ہو گیا ان کے بعد ان کے صاحبزادے محمد ابراہیم نے ان کے اس علمی کارنامے کو مکمل کرنے کا ارادہ کیا، مگر ان کو بھی موقع نہ مل سکا اور تھوڑا ہی اضافہ کر کے یہ بھی انتقال کر گئے۔

تفسیر لکھتے وقت انھوں نے بھی وہی باتیں سامنے رکھی ہیں جو ان کے والد نے تفسیر لکھتے وقت اپنے سامنے رکھی تھیں اور تفسیر کا انداز بھی تقریباً ویسا ہی ہے۔ اس کتاب کے دو نسخے سید محمد تقی کے کتب خانے میں موجود ہیں، دونوں ہی ایک عبارت پر ختم ہوتے ہیں اور دونوں ہی یکساں کٹے پھٹے اور غیر مرتب سے ہیں۔ (ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں ص ۱۳۸)

۱۲۹۸ھ میں زیارت کے لیے عراق تشریف لے گئے، جناب زین العابدین مازندرانی، سید ابوالقاسم طباطبائی، شیخ حسن کاظمی نے اجازت سے نوازا، ایران بھی تشریف لے گئے، ہرات اور قندھار کا بھی آپ نے سفر کیا۔ ۲رجون ۱۸۸۴ء کو آپ کی کوشش سے آصف الدولہ کا امام باڑہ انگریزی فوج سے خالی ہوا اس کے ساتھ ٹیلے والی مسجد جسے انگریزوں نے دواخانہ بنا رکھا تھا آزاد کرائی، آصف الدولہ کی مسجد میں نماز جمعہ اور نماز عیدین قائم کی۔

اس تفسیر کو جہاں سے والد ماجد نے چھوڑی تھی اس کے بعد والی آیت سے آپ نے لکھنا شروع کیا۔ یہ نسخہ کتب خانہ ممتاز العلماء لکھنؤ میں محفوظ ہے۔ تفسیر کا اسلوب وہی ہے جو والد کا ہے مثلاً پہلے مکمل طور پر آیت کی مکمل طور پر تشریح کی۔ اس کے بعد آیات کے خاص نکات ''الفائدہ'' کے عنوان سے پیش کئے، اسی طرح متعدد نکات کو اولیٰ، ثانیہ، ثالثہ کے تحت بیان کرتے چلے گئے ہیں۔ حاشیہ پر بھی ضروری مطالب لکھے ہوئے ہیں۔ یہ نسخہ مولف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے، جا بجا ترمیم ہوئی ہے۔ (تذکرہ مفسرین امامیہ ص ۲۱۶)

ترجمۂ قرآن مع حواشی

مولانا سید علی نقی (وفات ۱۹۸۸ء) کی ولادت ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۵ء لکھنؤ میں ہوئی، آپ کا تعلق خانوادہ غفرانمآب سے تھا۔ جسے ''خاندان اجتہاد'' کہا جاتا ہے، آپ کے والد ابوالحسن جید عالم تھے، حوزۂ علمیہ نجف اشرف عراق، اور ہندوستان کے اہم مدارس میں درس حاصل کیا، ''جامعہ ناظمیہ'' سے ممتاز الافاضل اور ''سلطان المدارس'' سے صدر الافاضل کے امتحانات پاس کئے۔ ''حوزۂ علمیہ نجف اشرف'' کے دوران جو آپ نے پہلی کتاب لکھی وہ وہابیت کے خلاف تھی جس کی اشاعت " كشف النقاب عن عقائد عبد الوهاب " کے نام سے ہوئی۔ رمضان ۱۳۵۰ھ میں آپ ہندوستان آئے اور ''امامیہ مشن'' قائم کیا جس کے زیر اہتمام آپ کی تمام تصانیف شائع ہوئیں۔

۱۹۵۹ء میں شعبہ دینیات (شیعہ) علی گڑھ میں بحیثیت ریڈر آپ کا انتخاب عمل میں آیا جس کے باعث آپ وہیں قیام پذیر ہو گئے، انتقال لکھنؤ میں ہوا۔ (تذکرہ مفسرین امامیہ ص ۴۱۹)

مصنف کا یہ ترجمۂ قرآن، مسلک شیعیت کا ترجمان ہے۔ مگر نامکمل ہے۔ سات جلدوں پر مشتمل ہے۔ تفسیر کے دوران مصنف اپنے خیالات کا کھل کر اظہار کرتے ہیں نیز ایسی روایات واقوال جن سے انھیں اتفاق نہیں ہوتا اپنے دلائل کے ساتھ غلط ثابت کرنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔ (اردو تفاسیر ص ۷۹)

ایک روایت کے مطابق یہ تفسیر مکمل ہو چکی ہے اور اس کی تین جلدیں سری نگر کشمیر سے شائع ہو چکی ہیں اور باقی طباعت کے مراحل میں ہیں۔ (راہ اسلام قرآنی علوم و معارف نمبر نئی دہلی نمبر ص ۳۰۲)

ترجمۂ قرآن مع تفسیر عمدۃ البیان

سید عمار علی مجتہد شیعی سونی پتی (وفات ۱۳۴۰ھ) کا یہ ترجمہ وتفسیر تین جلدوں میں ہے۔ یہ ترجمہ شیعی نقطۂ نظر کے عین مطابق ہے۔۱۳۲۲ھ میں ''مطبع یوسفی'' دہلی سے طبع ہوا ہے۔ پہلی مرتبہ یہ تفسیر ۱۲۹۰ھ میں ''مطبع پنجابی'' لاہور سے چھپی۔ دوسری جلد سات سو صفحات پر مشتمل ناظم آباد کراچی میں محفوظ ہے۔ (راہ اسلام قرآنی علوم ومعارف نئی دہلی نمبر ص ۳۰۲)

ترجمۂ قرآن

ملا فتح اللہ کاشانی شیعی کے اس ترجمہ کی زبان صاف اور سلیس ہے۔۱۸۹۳ء میں ''مطبع اعجاز محمدی'' اکبر آباد (آگرہ) میں بڑے سائز کی ضخیم جلد میں طبع ہوا ہے۔ (جائزہ تراجم قرآنی ص ۳۹)

ترجمۂ قرآن

نواب محمد حسین قلی خاں (وفات ۱۹۰۲ء) کا تعلق کانپور کے باوقار خانوادہ سے تھا۔ آپ کے والد مہدی قلی خاں اور دادا منصور علی خاں کانپور کے نامور اہل علم وفضل میں سے تھے۔ آپ بھی قومی اور دینی خدمات میں ہمیشہ منہمک رہتے۔ آپ نے دیکھا کہ تورات اور انجیل کے ہندوستانی زبان میں ترجمے ہو گئے اور لوگ پڑھ کر عیسائیت اور یہودیت کی طرف مائل ہو رہے ہیں تو آپ سے رہا نہ گیا اور عہد کیا کہ قرآن مجید کا آسان ترجمہ ہندوستانی زبان میں کروں گا کہ لوگ قرآن کریم کی طرف راغب ہوں اور قرآن شناسی عام ہو، آپ نے اپنے اس ارادہ کا تذکرہ تاج العلماء سید علی محمد سے کیا تو انھوں نے آپ کی بھرپور تائید کی اس طرح یہ علمی کارنامہ منظر عام پر آیا۔
(تذکرہ مفسرین امامیہ ص ۲۲۷)

یہ ترجمہ مع توضیح شیعی نقطۂ نظر کا ترجمان ہے۔ ترجمہ کی زبان قدیم اردو ہے۔ ترجمہ کے توضیحی الفاظ میں مترجم نے شیعی عقائد وتصورات کو پیش نظر رکھا ہے۔ ترجمہ معنیٰ خیز کیا گیا ہے آزاد ترجمہ سے احتراز کرتے ہوئے کوشش یہ کی گئی ہے کہ قاری کو عبارت آرائی میں الجھایا نہ جائے۔ ۱۳۲۰ھ/۱۸۸٦ء میں ''مطبع حسینی اثنا عشری'' لکھنؤ سے طبع ہوا ہے۔
(راہ اسلام قرآنی علوم ومعارف نمبر ص ۳۰۲۔ جائزہ تراجم قرآنی ص ۳۵)

ترجمۃ القرآن (مقبول ترجمہ)

مقبول احمد دہلوی (وفات ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) کی ولادت ۱۸۷۰ء دہلی میں ہوئی والد ماجد

غضنفر علی اور دادا مراد علی دہلی کے دیندار افراد میں تھے۔ایام رضاعت میں آغوش مادر اور سات برس کی عمر میں سایۂ پدری سے محروم ہوگئے۔مرزا بیگ نے سرپرستی فرمائی،ابتدائی تعلیم اینگلو عربک ہائی اسکول میں کی۔۱۸۸۷ء میں انٹرس کا امتحان اور ۱۸۸۹ء میں ایف اے کا امتحان پاس کیا۔ ۱۸۹۴ء میں راجہ باقر علی خاں والیٔ ریاست پنڈ راول نے اپنا مصاحب بنالیا۔بعد میں نواب رام پور حامد علی خاں سے وابستہ ہوگئے۔تبلیغ دین کے سلسلے میں متعدد اسفار کئے۔۱۹۲۱ء میں دہلی میں رحلت ہوئی درگاہ پنجہ شریف دہلی میں مدفون ہوئے۔(تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۲۷۸)

مقبول احمد دہلوی نے یہ ترجمہ نواب حامد علی خاں والیٔ رامپور کے حکم سے کیا تھا،ترجمہ مسلک شیعیت کا مکمل ترجمان ہے۔اور اردو زبان میں شیعی تفسیر کا شاہکار سمجھا جاتا ہے،مگر مفتاح الآیات کے نام سے ضمیمہ اور پیش لفظ کے ساتھ الگ الگ حصوں میں شائع ہوا ہے۔اب تک ہند و پاک سے متعدد بار اس کی اشاعت ہو چکی ہے۔یہ ترجمہ مقبول پریس بازار چتلی قبر دہلی سے ۱۹۱۲ء میں شائع ہو چکا ہے۔(راہ اسلام قرآنی علوم و معارف نمبر ص ۳۰۲)

ترجمۂ قرآن مع حواشی

فرمان علی (وفات ۱۳۴۴ھ) کی ولادت ۱۸۷۶ء میں چندن پٹی صوبہ بہار میں ہوئی ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کی۔اعلیٰ تعلیم جامعہ ناظمیہ لکھنؤ میں داخلہ لیا۔۱۳۱۳ھ میں مدرسہ کی آخری سند ممتاز الافاضل آپ کو تفویض ہوئی۔۵/مئی ۱۹۰۵ء کو جب مدرسہ سلیمانیہ کا قیام عمل میں آیا تو اس ادارہ کے آپ صدر مدرس منتخب ہوئے۔وعظ وخطابت میں طاق تھے فقہ واصول اور عقائد وکلام کے علاوہ علم طب میں مہارت رکھتے تھے۔قرآن شناسی میں منفرد تھے۔آپ کے اس ترجمۂ قرآن کو علما اور عوام دونوں نے پسند کیا ہے اور اپنی گراں قدر آرا و تاثرات سے نوازا ہے۔

(تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۲۵۵)

آپ کا یہ ترجمہ مسلک شیعیت کا ترجمان ہے اس کا تاریخی نام "کلام اللہ ترجمہ فرمان علی" ہے۔پہلی بار "مطبع نظامی" سے ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء میں طبع ہوا ہے۔انتہائی سلیس اور بامحاورہ ترجمہ ہے۔اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۳۳ء اور تیسرا ایڈیشن ۱۹۴۷ء میں طبع ہوا ہے۔(جائزہ تراجم قرآنی ص ۴۶)

مولانا نجم الحسن کراروی اور ابن الحسن رضوی کی نظر ثانی کے بعد ۱۹۷۰ء میں کراچی میں بھی اس کی اشاعت عمل میں آئی۔(راہ اسلام قرآنی علوم و معارف نمبر ص ۳۰۲)

ترجمۂ قرآن مع مختصر تفسیر

حاجی غلام علی حاجی اسماعیل بھاؤنگری کا یہ ترجمہ وتفسیر شیعی خیالات ونظریات کا ترجمان ہے۔۱۹۰۱ء میں ''مطبع اثنا عشری'' احمد آباد سے شائع ہوا ہے۔

ترجمۂ قرآن

سید رضی جعفر نقوی کی ولادت ۱۹۴۷ء میں مقام کھجوا صوبہ بہار میں ہوئی، ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کرنے کے بعد سلطان المدارس لکھنؤ میں داخلہ لیا اور ۱۹۶۲ء میں سند الافاضل کا امتحان پاس کیا۔ پاکستان اور ایران کے مدارس سے بھی آپ نے اکتساب فیض کیا۔ نجف اشرف میں بھی مقیم رہ کر وہاں کے علما سے اکتساب علم کیا۔ پاکستان میں تنظیم المکاتب کی سرپرستی فرمائی، اچھے خطیب تھے، دنیا کے بیشتر ممالک میں مجالس کو خطاب کیا۔ (تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۴۹۸)

آپ نے قرآن مجید کا سلیس اردو میں ترجمہ کیا ہے اور حاشئے پر تفسیری نوٹ بھی لکھے ہیں جس کی وجہ سے قاری کو آیت کے مفہوم اور شان نزول کو سمجھنے میں دقت نہیں ہوتی۔

(مجلہ راہ اسلام دہلی ۲۰۱۰ء ص ۲۰۷)

ترجمۂ قرآن

عماد الملک سید حسین بلگرامی (وفات ۱۹۲۵ء) کی ولادت ۱۲۶۰ھ میں ہوئی۔ آپ کا وطن بلگرام تھا، والد ماجد بلگرام کے سربرآوردہ افراد میں تھے، آپ کے بھائی سید علی بلگرامی، اور سید حسن بلگرامی ہندوستان کی نامور ہستیاں گزری ہیں، مترجم عربی، فارسی اور انگریزی زبان کے مشہور ادیب تھے۔

آپ کے علمی آثار میں قرآن کریم کا انگریزی میں یہ ترجمہ بغیر عربی عبارت کے ۱۹۳۰ء میں شائع ہوا۔ یہ ترجمہ بہت پسند کیا گیا اور علمی حلقوں میں بہت زیادہ سراہا گیا۔

(تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۲۸۹)

ترجمۂ قرآن

باقر علی خاں لکھنوی نجفی (وفات ۱۹۵۶ء) کی ولادت ۱۸۹۲ء میں لکھنؤ میں ہوئی مولانا محمد حسین محقق ہندی سے تلمذ کیا، اعلیٰ تعلیم کے لیے نجف اشرف تشریف لے گئے، لندن کا بھی آپ نے

سفر کیا۔ وہاں انگریزی زبان پر عبور حاصل کیا۔ تبلیغ دین سے خاص شغف تھا، حیدر آباد، علی گڑھ اور لکھنؤ میں درس وتدریس سے خاص شغل تھا۔

لندن سے واپسی پر آپ نے قرآن مجید کا انگریزی میں ترجمہ وحاشیہ نویسی کا کام شروع کیا، ترجمہ تقریباً مکمل ہوگیا تھا جب ہندوستان میں ۱۹۴۷ء ہندو مسلم فرقہ وارانہ تشدد کی آگ بھڑکی انھی ایام میں یہ ترجمہ ہندوستان کے مشرقی پنجاب میں ضائع ہوگیا۔

(مجلہ راہ اسلام ص۲۹۹ جنوری ۲۰۱۰ء تذکرہ مفسرین امامیہ ص۳۴۳)

ترجمۂ قرآن

پروفیسر عسکری (وفات ۱۹۷۲ء) نے انگریزی میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا۔ جسے سیٹھ محمد علی مجیب نے ۱۹۵۶ء میں اپنے نام سے ہندوستان سے شائع کردیا۔ یہ ترجمہ عربی عبارت اور مترجم کے نام کا ذکر کئے بغیر شائع ہوا پھر یہی ترجمۂ قرآن کریم کی عبارت کے ساتھ تہران سے اور پھر نظر ثانی کے بعد قم سے شائع ہو چکا ہے۔ (مجلہ راہ اسلام ص۲۹۹ جنوری ۲۰۱۰ء)

ترجمۂ قرآن

سعید اختر کی ولادت ۱۹۲۷ء میں ہوئی۔ والد ماجد سید ابوالحسن نامور حکیم تھے، ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کرنے کے بعد تقریباً چھ سال جامع العلوم جوادیہ عربی کالج سے وابستہ رہے۔ یوپی بورڈ سے عالم، فاضل کا امتحان بھی پاس کیا۔ افریقہ کے شہروں میں شیعیت کی تبلیغ فرمائی۔ تصنیف وتالیف آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ دنیا کی مختلف زبانوں میں آپ کی کئی کتابوں کے ترجمے شائع ہوئے۔ ادارہ ''مجمع جہانی ایران'' سے بڑی تعداد میں آپ کی کتب شائع ہو کر مختلف ممالک میں تقسیم کی گئیں۔

آپ کا سب سے اہم کارنامہ سید محمد حسین طباطبائی (وفات ۱۴۰۳ھ) کی تفسیر المیزان کا انگریزی میں ترجمہ ہے۔ زبان کی روانی اور سلاست سے معلوم نہیں ہوتا کہ یہ ترجمہ ہے یا انگریزی زبان میں لکھی جانے والی مستقل تفسیر، یہ تفسیر تقریباً ۹ جلدوں میں سازمان تبلیغات اسلامی ایران سے شائع ہوئی، یوروپ میں بھی اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

(تذکرہ مفسرین امامیہ ص۴۵۶، مجلہ راہ اسلام ص۳۰۰ جنوری ۲۰۱۰ء)

ترجمۂ قرآن کامل (فارسی)

یہ ایک نامعلوم مترجم قرآن کا ترجمۂ قرآن ہے۔ حاجیہ فاطمہ خانم بنت میر شرف الدین یہ ترجمہ قرآن اللہ قلی بن شاہ قلی سے لکھوایا۔ یہ قرآن سہ شنبہ اواسط ربیع الاول ۱۰۵۸ھ/۱۶۴۸ء کو مکمل ہوا۔ آگرہ میں کتابت ہوئی۔ فاطمہ خانم کس کی بیوی تھیں؟ معلوم نہیں۔ یہ قرآن مجید سہ شنبہ شعبان ۱۰۵۹ھ کو وقف کیا گیا۔ آج بھی یہ قرآن کریم حاجیہ فاطمہ خانم واقفہ کے نام سے "کتابخانہ مرکزی آستان قدس رضوی" مشہد میں محفوظ ہے۔ راقم مشہد ایران میں اس کتابخانہ کی زیارت ۲۰۱۰ء میں کر چکا ہے۔ (علمائے امامیہ کی تفسیریں ص ۳۱)

ترجمۂ قرآن

سید محمد صادق (وفات ۱۴۰۴ھ) کی ولادت ۱۹۱۴ء میں اس خانوادہ میں ہوئی جسے "خانوادۂ نجم العلماء" کہا جاتا ہے۔ والد ماجد سید محمد کاظم جید عالم اور مجتہد تھے۔ آپ فقیہ، متکلم، ادیب، فلسفی اور بلند پایہ مصنف تھے لکھنؤ یونیورسٹی میں شعبہ ادبیات کے پروفیسر تھے۔ حماسہ، دیوان متنبی، دیوان رضی، اور دیوان ابی تمام کے سیکڑوں اشعار ازبر تھے، نہج البلاغہ کی بیشتر عبارتیں حفظ تھیں، بغیر دیکھے ان کتابوں کی تدریس فرمایا کرتے تھے۔ آخری عمر میں بصارت سے معذور ہو گئے تھے مگر درس وتدریس کا سلسلہ حسب معمول جاری رہا، آپ کی تصانیف میں ترجمۂ قرآن علمی وادبی شاہکار ہے۔

۹۶۰ صفحات پر مشتمل قرآن کریم کا متن، ترجمہ اور تفسیر وحواشی کی اشاعت مجاہد بک ڈپو لکھنؤ سے ۱۹۶۵ء میں ہوئی، اس میں فہرست ومقدمہ نہیں ہے۔

(علمائے امامیہ کی تفسیریں ص ۴۸۔ راہ اسلام قرآنی علوم ومعارف نمبر ص ۳۰۲)

یہ ترجمہ تفسیری مآخذ سے مکمل مطابقت وہم آہنگی رکھتا ہے۔ ترجمہ کی زبان میں ادبی چاشنی پائی جاتی ہے، الفاظ کا استعمال انتہائی احتیاط کے ساتھ کیا گیا ہے، ترجمہ کے علاوہ جو حاشیہ لکھا گیا ہے وہ عصری مسائل کو پیش نظر رکھ کر لکھا گیا ہے۔ حاشیہ کو مختصر تفسیر کہا جا سکتا ہے کیوں کہ اس کے مطالعہ سے قاری کو کافی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ روایات واحادیث کے منابع کو صریحاً ذکر کیا گیا ہے۔ (تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۳۹۷)

ترجمۂ قرآن

زیرک حسین امروہوی (وفات ۱۳۴۵ھ) مشہور شاعر و ادیب مومن حسین صفی کے فرزند تھے۔ امروہہ میں ۱۸۷۱ء میں ولادت ہوئی۔ آگرہ طبیہ کالج سے ڈاکٹری کی سند حاصل کی۔ عربی وفارسی زبان میں خصوصی مہارت تھی۔ ریاض رضی کے نام سے آپ نے ایک مطبع قائم کیا جہاں سے بڑی تعداد میں دینی کتابیں شائع ہوئیں۔ ۱۹۶۲ء کربلا عراق میں وفات پائی۔

ترجمۂ قرآن آپ کی زندگی کا اہم کارنامہ ہے، یہ ترجمہ ۱۹۱۲ء میں دہلی سے طبع ہو چکا ہے۔ اسی ترجمہ کو ۲۰۱۰ء میں ''میر انیس اکیڈی'' امروہہ نے مقدمہ اور انڈکس کے ساتھ دوبارہ دیدہ زیب جلد میں شائع کیا ہے۔ ترجمہ سلیس اور بامحاورہ ہے، زبان شیریں استعمال کی گئی ہے، حاشیے پر ہر آیت کے خواص وفوائد تحریر کئے گئے ہیں جن سے قرآن کریم کے اسرار و رموز منکشف ہوتے ہیں۔ اس ترجمۂ قرآن کے علاوہ اور بھی کئی ایک آپ کی اہم تصانیف ہیں۔

(تذکرۂ مفسرین امامیہ ص۲۹۰)

ترجمۂ قرآن

علی اظہر کھجوی (وفات ۱۳۵۲ھ) کی ولادت ۱۸۶۱ء کھجوہ ضلع سارن صوبہ بہار میں ہوئی۔ ۱۲۹۷ھ میں عراق وایران کا سفر کیا۔ واپسی پر آرہ میں مطب قائم کیا اور وہیں خدمت خلق میں مصروف ہوگئے۔ آپ نے ادارہ اصلاح الشیعہ قائم کرکے شیعہ دار المصنفین قائم کیا۔

تفسیر قرآن پر گہری نظر تھی۔ قرآن کریم کی تفسیر کے ساتھ آپ نے ترجمہ بھی لکھا مگر یہ ترجمہ کسی وجہ سے نامکمل رہا۔ اس ترجمہ وتفسیر کے کچھ اجزا کی اشاعت ہوچکی ہے۔

(تذکرۂ مفسرین امامیہ ص۳۰۸)

ترجمۂ قرآن

محمد علی دہلوی (وفات ۱۳۶۷ھ) کا تعلق کشمیری برہمن خانوادہ سے تھا۔ والد ماجد نے اسلام قبول کیا۔ دہلی میں ۱۸۹۲ء میں آپ کی ولادت ہوئی۔ فاضل، ملا فاضل اور منشی فاضل کا امتحان پاس کرنے کے بعد اینگلو عربک اسکول دہلی میں مدرس ہوگئے۔ ۱۹۴۷ء میں فساد کے دوران بلب گڑھ فرید آباد میں بلوائیوں کے ہاتھوں مارے گئے۔

ترجمۂ قرآن شیخ محمد علی کا یادگار علمی کارنامہ ہے جو خلاصہ التفاسیر کے ساتھ ۱۹۳۸ء میں مطبع اثنا عشری دہلی سے ۹۶۸ صفحات میں شائع ہو چکا ہے۔ زبان سلیس اور سادہ ہے حاشیہ پر مندرج ضروری توضیحات ہیں۔ ہر آیت کی مکمل طور سے تشریح کی گئی ہے۔ یہ نسخہ ماسٹر ظفر عباس نقوی رام پور کے پاس ہے۔ (تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۳۲۹)

ترجمۂ قرآن

سید ابراہیم، تیرہویں صدی کے ممتاز شیعی علما میں تھے مرزا ابوعلی اصفہانی کے فرزند تھے، جامع معقول ومنقول تھے، نواب حامد علی خاں والی رام پور کی فرمائش پر آپ نے قرآن کریم کا ترجمہ لکھا جو پہلی مرتبہ ۱۲۴۰ھ میں مطبع مولوی محمد باقر دہلی سے طبع ہوا۔ (تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۱۴۵)

ترجمۂ قرآن

حیدر رضا تیرہویں صدی ہجری میں تھے۔ مطالعۂ قرآن سے گہرا لگاؤ تھا، اسی دلچسپی کے سبب قرآن کریم کا اردو زبان میں ترجمہ کیا۔ مصنف کا یہ ترجمہ کسی وجہ سے شائع نہ ہو سکا البتہ اس کا خطی نسخہ ڈاکٹر مہدی خواجہ پیری مسئول مرکز نور کے پاس محفوظ ہے۔ ۶۳۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ بین السطور ترجمہ اور حاشیہ پر ضروری مطالب، شان نزول، فضیلت سورہ، مصداق آیات اور آیات کی تشریح ہے۔ (تذکرہ مفسرین امامیہ ص ۱۸۰)

ترجمۂ قرآن

مجاور حسین رضوی الحسینی نے پنجاب یونیورسٹی سے ۱۹۲۱ء میں فاضل کا امتحان پاس کیا۔ عمدہ استعداد کے مالک تھے، تصنیف وتالیف کا اچھا ذوق تھا، آثار علمی میں ترجمۂ قرآن کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔

ترجمۂ قرآن، سادہ اور عام فہم ہے جو عصری تقاضوں کو پورا کرنے کی غرض سے کیا گیا ہے، حاشیہ پر آیت کی شان نزول اور اس آیت سے مربوط واقعہ اور مصداق آیت کی نشاندھی بھی ہے۔ تفسیر کے سلسلے میں اختلاف علما کو بیان کر کے اسے حل کرنے کی سعی کی ہے، قارئین کی سہولت کے پیش نظر ہر پارے کے شروع میں پارہ کا خلاصہ مختصراً تحریر کر دیا گیا ہے، تاکہ قاری کو ایک نظر میں پارے کے مشمولات کا علم ہو جائے، اس تفسیر کی اشاعت ۱۹۷۲ء میں دار الاشاعت کراچی سے ہو چکی ہے۔ (تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۳۹۲)

ترجمۂ قرآن

علی محمد (تاج العلماء) (وفات ۱۳۱۲ھ) سید محمد کے فرزند اور مولانا سید دلدار علی کے پوتے تھے۔ ۱۸۴۵ء لکھنؤ میں ولادت ہوئی، والد بزرگوار اور اس دور کے جید علما سے استفادہ کیا۔ فقہ اصول فقہ اور عقائد و کلام میں مہارت پیدا کی، فن مناظرہ میں ملکہ حاصل تھا، یہود و نصاریٰ سے مناظرہ کرنے کے لیے عبرانی زبان سیکھی، قرآن شناسی میں کامل عبور رکھتے تھے، اس سلسلے میں کئی علمی آثار چھوڑے ہیں۔

ترجمۂ قرآن بغیر متن عربی دو جلدوں میں ۱۳۰۴ھ میں لکھنؤ سے شائع ہوا، ترجمہ سلیس و رواں ہے، جب کہ وہ دور فارسی زبان کا تھا مگر آپ نے اس زمانہ میں قرآن مجید کا اردو زبان میں ترجمہ کر کے اردو ادب میں اضافہ کیا۔ اس دور میں اردو زبان میں کتاب لکھنا علما کی شان کے خلاف سمجھا جاتا تھا مگر آپ نے ہمت کی اور اس اہم کام کو انجام دیا۔ جسے عوام نے پسند کیا یہ ترجمۂ قرآن کتب خانہ عمدۃ العلماء لکھنؤ میں موجود ہے۔

اس ترجمہ قرآن کے علاوہ تفسیر سورۂ دہر در بے بہا اور سورۂ یوسف کی تفسیر تفسیر احسن القصص بالترتیب ۱۳۰۱ھ میں ''مطبع اثنا عشری'' دہلی اور ''مطبع صبح صادق'' عظیم آباد سے ۸۱۲ صفحات میں شائع ہو چکی ہے۔ (تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۲۲۰)

ترجمۂ قرآن

محمد احسن زیدی عصری علوم بالخصوص سائنس میں مہارت رکھتے تھے۔ قرآنیات سے خاص شغف ہے۔ ملازمت کی ذمہ داری کے باوجود آپ نے قرآن مجید کا سلیس اردو میں ترجمہ کیا یہ ترجمہ عصری تقاضوں سے آراستہ ہے۔

قرآن کریم کا یہ ترجمہ تعبیر القرآن کے نام سے سید محمد عسکری نے ایک ہزار صفحات میں شائع کیا ہے۔ دیباچہ سید برکت حسین رضوی کا ہے جس میں ترجمہ کی خصوصیات اور انفرادیت کا ذکر ہے۔ (تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۴۹۰)

ترجمۂ قرآن

محمد حسن رضوی امروہوی کی ولادت امروہہ میں ۱۹۳۷ء میں ہوئی۔ والد ماجد سید انیس الحسنین

مذہب شیعیت کے بلند پایہ عالم دین تھے۔ سندھ یونیورسٹی حیدر آباد سے عربی اور فارسی میں اسناد حاصل کیں، جامعہ عربیہ پاکستان سے ڈاکٹریٹ بھی کیا۔ مشہد مقدس ایران میں بھی حصول تعلیم کے لیے گئے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد فیض عام کالج کراچی اور علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں ملازمت اختیار کی۔ اچھے خطیب تھے قرآنیات پر گہری نظر تھی۔ آپ کا علمی کارنامہ تفسیر و ترجمۂ قرآن ہے۔

ترجمۂ قرآن آپ کا اہم کارنامہ ہے اس ترجمۂ قرآن پر حاشیہ میں آیات قرآنی ہیں اور جلی حروف میں ترجمہ لکھا ہوا ہے، تاکہ اردو داں طبقہ آسانی سے قرآن مجید کا ترجمہ سمجھ سکے، یہ ترجمہ اسلامک ریسرچ سینٹر کراچی سے ۱۴۱۴ھ میں شائع ہو چکا ہے۔

اس ترجمۂ قرآن کے علاوہ آپ کی ۳۰ جلدوں میں خلاصة التفاسیر بھی ہے جو محرم ایجوکیشن ٹرسٹ کراچی سے شائع ہو چکی ہے۔ اس میں مصنف نے اہم مکاتب فکر کی نمائندہ تفاسیر کا آسان اور واضح اردو زبان میں خلاصہ پیش کیا ہے۔ (تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۴۹۲)

ترجمۂ قرآن

بندہ حسین لکھنوی (وفات ۱۲۹۶ھ) سید محمد کے فرزند اور سید دلدار علی کے نبیرہ تھے۔ فقہ واصول کا درس والد ماجد اور معقولات کی تعلیم بڑے بھائی مولانا سید مرتضیٰ سے حاصل کی۔ منطق وفلسفہ کے علاوہ علم تفسیر میں مہارت رکھتے تھے، حکومت اودھ نے ملك العلماء کا خطاب دیا، لکھنؤ میں رحلت فرمائی۔

ترجمۂ قرآن آپ کا علمی کارنامہ ہے اردو ترجمہ کے ساتھ آپ نے انتہائی معلوماتی حواشی قلم بند کئے اس ترجمہ کو کوبی شیریںؔ نے اپنے سرمایہ سے شائع کرایا۔

(تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۱۹۷)

ترجمان القرآن

ذوالفقار احمد نقوی نے اپنی اس تفسیر میں فتح البیان سے کافی استفادہ کیا ہے۔ بہت قدیم تفسیر ہے، اوراق بوسیدہ ہیں "مطبع مفید" آگرہ سے ۱۳۱۶ھ میں اس کی جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ جامعہ ہمدرد میں اس کے نسخے موجود ہیں۔

تفسیر آثار حیدری

شریف حسین بھریلوی (وفات ۱۳۶۱ھ) کی ولادت بھریلی ضلع انبالہ مشرقی پنجاب میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم حسب دستور وطن میں حاصل کی باقی تعلیم اسکول اور کالج اور یونیورسٹی میں حاصل کئے، لاہور میں مولانا ابوالقاسم حائری اور مولانا عبدالعلی ہروی جیسے علما سے تفسیر وحدیث اور فقہ واصول میں استفادہ کیا۔

تفسیر قرآن سے خاص شغف تھا نو جوانوں کو قرآن شناسی سے آگاہ کرتے گھر گھر جا کر لوگوں کو قرآن کی تعلیم کی طرف متوجہ کرتے۔ خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار تھے۔

تفسیر آثار حیدری امام حسن عسکری سے منسوب تفسیر کا ترجمہ ہے، جس میں مختلف آیات کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔ ترجمہ سلیس اور با محاورہ ہے، محسوس ہی نہیں ہوتا کہ یہ ترجمہ ہے یا اردو میں مستقل تفسیر، اصل نسخہ "رضا لائبریری" رام پور میں موجود ہے، اس کی اشاعت ۶۴۸ صفحات پر مشتمل "گیلانی پریس" لاہور سے ہو چکی ہے۔

(کتب خانہ آصفیہ سرکار عالی جلد چہارم ص ۲۱۸، تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۳۲۶)

تفسیر آیات قرآن

آل محمد امروہوی (وفات ۱۳۲۵ھ) کی ولادت ۱۸۰۹ء میں امروہہ میں ہوئی، والد ماجد امروہہ کے رؤسا میں تھے، ابتدائی تعلیم امروہہ ہی میں جید اساتذہ سے حاصل کی پھر لکھنؤ جا کر اعلیٰ درس کی تحصیل میں مشغول ہو کر کلام وعقائد، تفسیر وحدیث، اور فقہ واصول میں مہارت حاصل کی۔ اس کے بعد نجف اشرف عراق کا سفر کیا اور وہاں جید اساتذہ سے استفادہ کیا۔ عربی وفارسی ادب پر بھرپور قدرت تھی۔ وطن واپسی پر درس وتدریس میں مشغول ہوئے، کثیر التصانیف تھے، تفسیر قرآن پر گہری نظر تھی۔

آپ نے قرآن مجید کی بعض آیات کی علمی تحقیقی اور ادبی تفسیر کی ہے اور اس میں ادبی فنون کا بھی اظہار کیا ہے۔ اس تفسیر کے علاوہ مصنف کی اور بھی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ تصانیف ہیں۔

(تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۲۴۴)

تفسیر الآیات

سید اعجاز حسین (وفات ۱۹۲۲ء) کی ولادت ۱۸۴۹ء محلہ گذری امروہہ میں ہوئی، والد

ماجد کا نام سید علی حسن تھا۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لیے لکھنؤ چلے گئے اور مفتی محمد عباس شوشتری سے تلمذ اختیار کر کے علوم میں کمال حاصل کیا۔

آپ میں قومی خدمت کا جذبہ بدرجۂ اتم تھا، اپنی گوناگوں صلاحیت کی بنیاد پر آنریری مجسٹریٹ مقرر ہوئے اور اپنے بیگانوں میں قدر و منزلت پائی، آپ نے ہر موضوع پر خوب لکھا ہے۔ آپ کی بیشتر تصانیف فارسی زبان میں ہیں، قرآن کریم اور دیگر علوم کا مطالعہ بڑا وسیع تھا۔

تفسیر الآیات فارسی زبان میں موضوعاتی تفسیر ہے جس میں مختلف موضوعات پر آیات قرآنی کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔ ۴۳۰ صفحات میں اس کی اشاعت ''ریاضی پریس'' امروہہ سے ہو چکی ہے، اس میں آپ نے خاص طور پر فقہی، کلامی، اور اخلاقی موضوعات کا انتخاب کیا ہے۔

تفسیر لاینال عھدی الظالمین بھی آپ ہی کی تصنیف ہے جس میں آپ نے عہدۂ الٰہی کی تشریح کرتے ہوئے ظالمین کے صفات بیان کئے ہیں اور عقلی و نقلی ادلہ سے ثابت کیا ہے کہ عہدۂ الٰہی ظالم کو نہیں مل سکتا۔ اس تفسیر کے علاوہ اور متعدد کتابیں فارسی اور اردو زبان میں ہیں۔ (تذکرہ مفسرین امامیہ ص ۳۸۲)

تفسیر آیات

سید دلدار حسین نقوی (وفات ۱۹۶۵ء) کندر کی ضلع مراد آباد میں ۱۸۸۵ء میں پیدا ہوئے۔ گھریلو تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدرسہ ناظمیہ لکھنؤ میں داخلہ لیا۔ مولانا سید نجم الحسن، مولانا سید ظہور حسین، مولانا سید سبط حسن اور مولانا سید محمد باقر سے اکتساب علم کیا۔ تکمیل الطب لکھنؤ میں داخلہ لے کر طب میں مہارت بھی پیدا کی۔ ۱۹۴۷ء میں پاکستان چلے گئے اور راولپنڈی میں سکونت اختیار کی اور وہیں وفات پائی۔

تفسیر آیات جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کہ قرآن کریم کی کچھ آیات کا ترجمہ و تفسیر ہے، اس کے علاوہ اور بھی آپ کی تصانیف ہیں۔ (تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۳۵۲)

تفسیر آیات الاحکام

بشیر حسین نجفی کی ولادت جالندھر پنجاب کے ایک علمی خانوادہ میں ہوئی، والد ماجد کا نام صادق علی تھا، بشیر حسین نے ابتدائی تعلیم مولانا محمد ابراہیم اور مولانا خادم حسین سے حاصل کی ۱۹۴۷ء

میں جب آپ کے خانوادہ نے پاکستان ہجرت کی تو آپ نے اپنی تعلیم لاہور میں مکمل کی۔ نجف اشرف عراق کا بھی آپ نے تحصیل علم کے لیے سفر کیا اور وہیں اپنی صلاحیتوں کی بنیاد پر اسی حوزہ علمیہ کے زعیم مقرر ہوئے، آپ نے حوزہ کو حیات نوبخشی طلباء کے قیام وطعام کا معقول انتظام فرمایا جدید ہاسٹل قائم کئے اور کتب خانوں کی بنیاد رکھی۔ آپ کا شمار نجف اشرف کے اہم علما میں ہوتا ہے۔

''تفسیر آیات الاحکام'' میں فقہی احکام سے متعلق گفتگو ہے نجف اشرف سے اس کی اشاعت ہو چکی ہے، اس تفسیر کے علاوہ اور بھی آپ کی تالیفات ہیں۔ (تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۴۹۵)

تفسیر آیات فضائل

محمد تقی لکھنوی (وفات ۱۳۴۱ھ) کی ولادت ۱۸۷۵ء میں لکھنؤ میں ہوئی فقہ، اصول، منطق، اور فلسفہ کا درس خاندان کے بزرگ علما سے لیا، تعلیم سے فراغت کے بعد الاشعة النورانية فی صلوٰة الجمعة الاسلامية کے موضوع پر عربی زبان میں مقالہ لکھا جس پر سند تفویض ہوئی۔

درس وتدریس اور تصنیف وتالیف آپ کا محبوب مشغلہ تھا، آپ کے پاس نفیس اور نادر کتابوں پر مشتمل کتب خانہ تھا جو ''کتب خانہ ممتاز العلماء'' کے نام سے مشہور ہے۔

تفسیر قرآن پر آپ کی گہری نظر تھی اور اس کا مطالعہ بھی بہت وسیع تھا۔ تفسیر آیات فضائل چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ جلد اول میں ۴۸۲ صفحات ہیں جب کہ جلد دوم میں ۲۸۸، جلد سوم میں ۱۸۰ اور جلد چہارم ۷۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ پہلی دو جلدیں ''مدرسۃ الواعظین''، لکھنؤ اور دوسری دو جلدیں مولانا آغا مہدی کراچی کے کتب خانہ میں محفوظ ہیں۔

دوسری تفاسیر میں تفسیر سورۂ یوسف اور تفسیر سورۂ الحمد قابل ذکر ہے۔ اول الذکر میں ۵۵۲ جب کہ موخر الذکر میں ۳۰۸ صفحات ہیں۔ ان تفاسیر کے نسخے ''مدرسۃ الواعظین''، لکھنؤ میں محفوظ ہیں۔ (تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۲۸۵)

تفسیر آیات مشکلہ

شاہد حسین میثم نونہرہ ضلع غازی پور میں ۱۹۶۹ء میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم وطن مین حاصل کی ایم، ایس، سی کرنے کے بعد ایران چلے گئے اور حوزۂ علمیہ قم میں آٹھ سال تعلیم حاصل کی۔ واطن واپسی پر لکھنؤ سے صدر الا فاضل کی سند حاصل کی۔ تصنیف وتالیف سے گہرا شغف ہے۔

تفسیر آیات مشکلہ میں منتخب تیس آیات کی تفسیر بیان کی گئی ہے، یہ تفسیر سوال وجواب کی شکل میں ہے۔ اپنے اس انداز نگارش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مصنف لکھتے ہیں۔

''جہاں تک کتاب میں اپنائی گئی روش کا تعلق ہے، تو شاید پڑھنے والے کو ایسا لگے کہ اس کا انداز رائج طریقۂ کار سے ذرا مختلف ہے کیوں کہ اس میں سوالات کے ذیل میں آیات کو پیش کیا گیا ہے میں نے ایسا اس لیے کیا ہے تاکہ کتاب کی افادیت بڑھ جائے اور پڑھنے والے کو سابقہ مفسرین کے نظریات جاننے کے ساتھ ساتھ اپنے ذہن میں اٹھنے والے بہت سے جواب بھی مل جائیں''۔

یہ کتاب ''امامیہ یوتھ آرگنائزیشن'' علی گڑھ سے ۲۰۰۹ء میں شائع ہو چکی ہے، کل صفحات ۲۴۸ ہیں۔ (تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۵۰۴)

تفسیر آیۃ التطہیر (ایجاز التحریر)

ناصر حسین بن مظفر حسین شیعی جونپوری۔ مولانا سخاوت علی عمری حنفی، شیخ عبدالحلیم بن امین اللہ انصاری سے اکتساب علم کیا۔ گلشن علی شیعی جونپوری کی صحبت اختیار کی اور ان سے فقہ وکلام کا درس لیا۔ مصائب اہل بیت، اثبات متعہ کے موضوع پر ان کی تصانیف ہیں۔ آیت تطہیر کے موضوع پر باضابطہ مصنف کا ایک رسالہ ہے۔ (الاعلام جلد ۷ ص ۳۴۱)

تفسیر آیۃ التطہیر

محمد باقر دہلوی (وفات ۱۲۷۴ھ) کی ولادت ۱۷۹۰ء میں دہلی میں ہوئی والد اخوند محمد اکبر تھے جو مولانا محمد شکوہ مجتہد کے پوتے تھے۔ ابتداً گھر پر حاصل کرنے کے بعد ۱۸۲۵ء میں دہلی کالج میں داخلہ لیا۔ درسیات کی تکمیل کے بعد اسی کالج میں ۱۸۲۸ء سے ۱۸۳۶ء تک فارسی کے استاد رہے۔ گورنمنٹ کے دیگر عہدوں پر بھی آپ نے خدمت انجام دی، بڑے اچھے خطیب تھے، پانچ پانچ چھ چھ گھنٹے مجالس پڑھا کرتے تھے بیان، بہت دلکش اور رقت انگیز ہوتا تھا۔

مولانا محمد باقر اپنے اردو اخبار کی وجہ سے بہت مشہور ہوئے، ڈاکٹر اسپرنگر نے جب کالج کا پریس فروخت کیا تو آپ نے خرید کر ۱۸۳۶ء سے اردو اخبار جاری کیا، یہ اخبار اردو صحافت کا پہلا نقیب تھا۔ ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے خلاف مولانا محمد باقر نے اپنا قلم چلایا، کھل کر انگریزوں کی مخالفت کی،

بہادر شاہ ظفر نے ان کے جوش اور اثر کی بنا پر دہلی میں قیمتوں اور بازاروں کی نگرانی کا منصب عطا کیا۔

مولانا باقر دہلوی کی بیشتر مطبوعہ اور غیر مطبوعہ تالیفات تلف ہو چکی ہیں، تفسیر آیہ تطہیر مطبوعہ تصانیف میں سے ایک ہے، اس تفسیر میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اہل بیت سے مراد حضرت علی و فاطمہ اور امام حسن و امام حسین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔ اس تفسیر کے علاوہ مصنف کی دوسری تفسیر آیہ انك لعلیٰ خلق عظیم بھی ہے، جس میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاق پر مکمل بحث ہے۔

(تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۱۷۴، راہ اسلام قرآنی علوم و معارف نمبر نئی دہلی ص ۳۱۰)

تفسیر آیۂ تطہیر

غلام حسین حیدر آبادی (وفات ۱۹۳۳ء) کی ولادت ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۳ء میں ہوئی، بنگلور کے سادات خاندان سے تعلق تھا۔ اجداد بنگلور سے حیدر آباد منتقل ہو گئے تھے، ابتدائی تعلیم حیدر آباد میں حاصل کی اعلیٰ تعلیم کے لیے عراق کا سفر کیا اور نجف اشرف میں بزرگ اساتذہ سے کسب فیض کیا۔ آپ جامع معقول و منقول ہونے کے علاوہ بے مثال خطیب تھے، عربی و فارسی زبان پر قدرت تھی۔ آپ نے مختلف آیات کی تفسیر لکھی ہے، تفسیر آیۂ قربیٰ، تفسیر آیۂ مباھله اور تفسیر آیۂ تطھیر انھی میں سے ایک ہے۔ اس کے علاوہ اس مصنف کی اور بھی تصانیف ہیں۔ (تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۳۱۱)

تفسیر آیۂ تطہیر

مجتبیٰ حسن کاموںپوری (وفات ۱۹۷۴ء) کی ولادت کاموںپور ضلع غازی پور میں ہوئی، ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم ''جامعہ ناظمیہ'' اور ''سلطان المدارس'' لکھنؤ میں حاصل کی۔ بچپن ہی سے شعر و ادب کی طرف رجحان تھا، ۱۹۳۱ء میں صدر الافاضل کا امتحان پاس کیا اساتذہ میں مفتی محمد علی، مولانا سید محمد ہادی، مولانا سید محمد رضا اور مولانا عالم حسین کے اسماء قابل ذکر ہیں۔ مزید تعلیم کے لیے آپ نے جامعہ ازہر مصر کا سفر کیا، ام المومنین ام سلمہ پر تحقیقی مقالہ لکھ کر ڈاکٹریٹ کی سند حاصل کی۔ مدرسہ ناظمیہ لکھنؤ اور شعبہ دینیات (شیعہ) مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں تدریسی فرائض انجام دئے۔ اچھے خطیب تھے، فن خطابت میں جدید نفسیاتی اسلوب کا اضافہ کیا۔ علی گڑھ میں وصال ہوا۔

مجتبیٰ حسن قرآنیات پر گہری نظر رکھتے تھے اس آیت کی تفسیر کے علاوہ درج ذیل آیتوں کی بھی تفسیر لکھی ہے۔

تفسیر سورۂ عصر، تفسیر سورۂ توحید، تفسیر سورۂ ممتحنة، تفسیر سورۂ والشمس، تفسیر سورۂ آیة نور، تفسیر آیة خلافت، تفسیر آیات احکام وغیرہ۔(تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۳۶۸)

تفسیر آیۂ تطہیر

سید محمد جعفر زیدی (وفات ۱۹۸۰ء) کی ولادت ۱۹۰۸ء میں میمن سادات ضلع بجنور کے علمی وادبی خانوادہ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر کے بزرگوں سے حاصل کی پھر منصبیہ عربی کالج میرٹھ میں داخلہ لیا، تعلیم سے فراغت کے بعد ۱۹۳۳ء میں بریلی کے امام جمعہ منتخب ہوئے، ۱۹۵۵ء میں پاکستان منتقل ہو گئے، ۱۹۸۰ء میں وہیں وصال ہوا۔

مصنف نے آیۂ تطہیر " انما یر ید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا " کی تفسیر لکھی اور معتبر کتب سے یہ ثابت کیا کہ یہ آیت اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی شان میں نازل ہوئی۔ اس کے علاوہ مصنف کی اور بھی تصانیف ہیں۔

(تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۳۷۷)

تفسیر آیۂ تطہیر

سید محمد سعید (وفات ۱۳۸۷ھ) کی ولادت ۱۹۱۴ء لکھنؤ میں ہوئی، فقہ واُصول فقہ، کلام، تفسیر وحدیث کی تعلیم والد ماجد سید ناصر حسین کے علاوہ مولانا سید حامد حسین، مولانا مجد حسین، مولانا مظفر علی خاں سے حاصل کی۔ ۱۹۳۱ء میں لکھنؤ یونیورسٹی سے فاضل ادب کا امتحان پاس کیا۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے ۱۹۳۲ء میں نجف اشرف عراق کا سفر کیا، وہاں کے اساتذہ سے بھرپور علمی استفادہ کیا اور اجازات حاصل کیے، ۱۹۳۷ء میں وطن واپسی ہوئی۔

لکھنؤ میں تصنیف وتالیف اور دیگر مذہبی امور میں مصروف رہے، تدریس کی بھی خدمت انجام دی کتب خانہ ناصریہ کی تنظیم آپ کا یادگار کارنامہ ہے، وہیں وصال ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔

مصنف نے تفسیر آیۃ التطھیر میں سورہ احزاب کی ۳۳ ویں آیت " انما یرید الله لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا" کی عربی زبان میں تفسیر بیان کی کلامی اصولوں کو بنیاد بنا کر روایات عامہ وخاصہ سے استفادہ کیا ہے۔اس کے علاوہ مصنف کی دوسری تفسیر آیۃ الولایۃ ہے۔(تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۳۵۴)

تفسیر آیۃ المحبۃ

غلام حسین رام پوری (فہرست نسخہ ہائے خطی رضا لائبریری رام پور ص ۲۲)

تفسیر آیۃ نجویٰ

شیخ محمد اسحاق نے آیۃ نجویٰ کی تفسیر لکھی ہے جس کا نام تحقیق آیۃ نجویٰ ہے جس میں سورۂ مجادلہ کی ۱۳ آیات کی تفسیر بیان کی گئی ہے،اس تفسیر کی اشاعت کراچی سے ہو چکی ہے۔(تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۴۸۷)

تفسیر آیۃ النور

محمد علی طبسی شیعی حیدرآبادی (وفات ۱۳۴۱ھ) طبس مشہد میں ۱۲۵۵ھ میں ولادت ہوئی، علمائے عراق ونجف سے علم حاصل کیا، زیارت حرمین شریفین کے بعد ہندوستان آگئے اور ممبئی میں اقامت اختیار کی۔حیدرآباد میں حکومت کی جانب سے وظیفہ ملا تو حیدرآباد چلے گئے۔کئی تصانیف یادگار ہیں۔(الاعلام جلد ۸ ص ۴۶۹)

تفسیر آیۃ اینما تولوا فثم وجہ اللہ

غلام حسین کنتوری (وفات ۱۳۳۷ھ) علوم مشرقیہ کے مجدد تسلیم کئے جاتے ہیں۔۱۸۳۱ء میں کنتور میں ولادت ہوئی، ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کرنے کے بعد ۱۲۵۴ھ میں لکھنؤ روانہ ہوئے اور مدرسہ شاہی میں داخلہ لیا۔فقہ،اصول،تفسیر،فلسفہ وکلام کیمیا،طبعیات اور طب میں مہارت پیدا کی۔کئی زبانوں پر عبور رکھتے تھے،قانون شیخ بو علی سینا کا فصیح اردو زبان میں ترجمہ کیا،اخبار الاخیار کے مدیر تھے،تہافۃ الفلاسفہ نامی ایک رسالہ بھی نکالا،گھڑی سازی اور صابون بنانے کا کارخانہ قائم کیا۔ندوۃ العلماء کی تعمیر میں مولانا شبلی نعمانی کا ساتھ دیا۔

تفسیر آیه اینما تو لوا فثم وجه اللّٰہ کی محققانہ تفسیر لکھی، تفسیر کا اسلوب فلسفیانہ اور کلامی ہے عیسائیوں کے دلائل کو عقلیہ ونقلیہ ادلہ کے ذریعہ رد کیا، متعدد تصانیف آپ سے یادگار ہیں۔(تذکرۂ مفسرین امامیہ ص۲۶۲)

تفسیر آیۂ صلوٰۃ الوسطیٰ

سید محمد تقی بن ابراہیم (وفات ۱۳۴۱ھ)

تفسیر آیۂ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس

سید حسین (وفات ۱۲۷۳ھ) کی یہ تفسیر فارسی زبان میں ہے۔

(راہ اسلام قرآنی علوم ومعارف نمبر نئی دہلی ص۳۱۰)

تفسیر آیۂ وسیجنبھا الاتقی الذی

مفتی محمد عباس لکھنوی کی یہ تفسیر فارسی زبان میں ہے۔

(راہ اسلام قرآنی علوم ومعارف نمبر نئی دہلی ص۳۱۰)

تفسیر آیۂ المعراج

محمد حسین لکھنوی (وفات ۱۳۲۷ھ) کی یہ تفسیر اتقان البرھان کے نام سے لکھنؤ سے طبع ہو چکی ہے۔(راہ اسلام قرآنی علوم ومعارف نمبر نئی دہلی ص۳۱۰)

تفسیر آیۂ اکملت لکم دینکم

حکم سید مرتضیٰ حسین الٰہ آبادی (وفات ۱۹۵۰ء)

(راہ اسلام قرآنی علوم ومعارف نمبر نئی دہلی ص۳۱۰)

تفسیر احسن القصص

سید علی محمد کی یہ تفسیر طبع ہو چکی ہے۔۸۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ سورۂ یوسف کی بہت ہی مفصل تفسیر ہے جسے شیعی نقطۂ نظر سے لکھا گیا ہے۔ بڑے سائز پر آٹھ سو بارہ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ تفسیر تفصیلی باتوں اور واقعات کے بیان کے لحاظ سے کافی مواد اپنے اندر رکھتی ہے بیشتر جگہوں پر اسرائیلی روایات بھی نقل ہیں۔ یہ اصل عبرانی زبان میں ہی ہیں اور ان کا عربی ترجمہ دیا ہے۔اس تفسیر کے پہلے ہی صفحہ پر یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ کتاب خاص اہل مذہب شیعہ کے لیے اچھی

ہے۔اسی پر بس ہوتا تو کوئی بات نہ تھی اس کے آگے یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ اہل سنت و جماعت نہ اس کو دیکھیں اور نہ خریدیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعات بچپن سے آخر تک انتہائی مفصل طریقہ پر اس میں درج ہیں مصنف کی کوشش رہی ہے کہ اس تفسیر میں وہ تمام واقعات درج کردئے جائیں جن کا کسی طرح بھی تعلق حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعات سے ہو۔

(ہندوستانی مفسرین اوران کی عربی تفسیریں ص ۱۶۵)

تفسیر اکبری

ابوالفضل علامی (وفات ۱۶۰۲ء) شیخ مبارک ناگوری کے دوسرے فرزند تھے ۱۴ر جنوری ۱۵۵۱ء کو آگرہ میں پیدا ہوئے۔ پندرہ سال کی عمر میں علوم عقلیہ ونقلیہ سے فراغت حاصل کی۔ اکبر کی حکومت میں پہلے منشی گیری اختیار کی، پھر ذہانت کے ذریعہ عہدۂ وزارت تک پہنچ گئے اور تھوڑے ہی عرصہ میں اپنی لیاقت کا سکہ بادشاہ کے دل میں ایسا بٹھایا کہ بادشاہ کو ان کے علاوہ کسی پر اعتبار ہی نہیں رہا۔ ابوالفضل علامی کے خلاف لوگوں نے بادشاہ کو بھڑکانے کی بہت کوششیں کیں مگر کسی کی ایک نہ چلی، یہ سلسلہ چلتا رہا بالآخر دکن سے واپسی کے موقع پر جہانگیر کے اشارہ سے راجہ ہر سنگھ دیو نے ''رندیلہ'' کے مقام پر ۱۶۰۲ء میں شیخ ابوالفضل کو قتل کردیا۔

تفسیر اکبری میں شیخ ابوالفضل نے آیت الکرسی کی دقیق اور پُر مغز تفسیر تحریر کی ہے جس کا تاریخی نام تفسیر اکبری (۹۸۳ھ) ہے، جب یہ تفسیر بادشاہ کی خدمت میں پیش کی گئی، تو بادشاہ اکبر نے تفسیر بہت پسند کی اور مصنف کو انعام واکرام سے نوازا۔ دیگر آثار علمی میں آئین اکبری قابل ذکر ہے۔ (تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۱۰۰)

تفسیر جزائے صبر تفسیر سورۂ دہر

رئیس احمد جارجوی کی ولادت دسمبر ۱۹۶۵ء میں جارجہ میں ہوئی، ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کی، میرٹھ، جونپور اور بنارس کے اہم اداروں میں تعلیم حاصل کی مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کے اساتذہ سے بھی کسب فیض کیا اس کے بعد ایران چلے گئے وہاں کے نامور علماء سے بھی استفادہ کیا۔ رئیس احمد جارجوی کو تصنیف وتالیف کا بہت شوق ہے ذاکری کے سلسلے میں بیشتر بیرون

ممالک کا سفر کیا، دہلی میں مستقل قیام ہے، یہیں سے انھوں نے ماہنامہ "ناصر" کا اجرا کیا جس کے وہ بانی مدیر ہیں۔

تفسیر قرآن سلیس وسادہ زبان میں قسط وار ماہنامہ ناصر شائع ہورہی ہے، اس کا آغاز ۲۰۱۰ء سے ہوا ابھی یہ تفسیر سورۂ بقرہ تک پہنچی ہے۔ انھی کی تصانیف میں جزائے صبر تفسیر سورۂ دھر بھی ایک ہے، اس کے علاوہ اور بھی تصانیف ہیں۔ (تذکرہ مفسرین امامیہ ص۵۱۵)

تفسیر جواہر الفضائل

سید حیدر حسین مدراسی کو مطالعۂ قرآن سے خصوصی دلچسپی تھی جواھر الفضائل میں انھوں نے قرآن مجید کی ۴۳۲ آیات کی تفسیر بیان کی ہے جو حضرات اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے متعلق ہیں، جسے آپ کے فرزند میر احمد نے اکرام حسین پریس پرہلادگھاٹ بنارس سے شائع کیا۔ (تذکرہ مفسرین امامیہ ص۵۰٦)

تفسیر رضی

محمد رضی زنگی پوری (وفات ۱۳۷۰ھ) کا وطنی تعلق زنگی پور ضلع غازی پور سے تھا۔ ایک عرصہ تک جامع العلوم جوادیہ کے پرنسپل اور وائس پرنسپل رہے۔ منطق وفلسفہ، علم کلام میں بڑی مہارت تھی، شعر وسخن کا بھی عمدہ ذوق تھا۔ کئی نگارشات آپ کے نوک قلم سے منظر عام پر آئیں۔

ہز ہائی نس سر رضا علی نواب رام پور نے ۱۹۴۴ء میں علماء کا ایک بورڈ بنایا تھا کہ وہ سب مل کر ایک تفسیر تحریر کریں حافظ کفایت حسین، سید محمد دہلوی، سید محمد داؤد زنگی پور نے کام شروع کردیا تھا کہ پاکستان کا بٹوارہ سامنے آگیا۔ کچھ علما پاکستان چلے گئے اس وقت محمد رضی زنگی پوری نے ہمت سے کام لیا اور کام جاری رکھا آخر بیماری اور موت نے مہلت نہ دی ان کے بعد مولانا ظفر الحسن جوادیہ عربی کالج بنارس کے مورث اعلیٰ نے سید رضی کی یادداشتوں کو مرتب کرکے" تفسیر رضی " کے نام سے "الجواد بک ڈپو" سے شائع کردیا۔ (علمائے امامیہ کی تفسیریں ص۵۱)

تفسیر رضی نہایت جامع اور مانع ہے۔ اہم موضوعات زیر بحث لائے گئے ہیں اگر یہ تفسیر مکمل ہوتی تو تفسیر کے میدان میں ایک تحقیقی اور علمی گراں قدر اضافہ ہوتا۔ اس تفسیر کی جامعیت کا اندازہ مقدمہ تفسیر قرآن سے لگایا جاسکتا ہے جس کا خطی نسخہ رضا لائبریری رام پور میں موجود ہے۔ (تذکرہ مفسرین امامیہ ص۴۳۲)

تفسیر سورۃ الحمد

سید العلماء سید حسین (وفات ۱۸۵۶ء) کی ولادت اکتوبر ۱۷۹۶ء میں ہوئی۔ مادۂ تاریخ ''خورشید کمال'' ہے۔ ان کے والد ماجد اور بھائی اپنے عہد کے بڑے عالم تھے، ان سے اور وقت کے جید علما سے اکتساب علم کیا، خداداد صلاحیتوں کے حامل تھے سترہ برس کی عمر میں " تجزی فی الاجتهاد " کے موضوع پر رسالہ لکھا۔ جامعیت تحریر وتقریر کا علم یہ تھا کہ استفتاء کے جواب میں جو جملہ لکھ دیا کرتے تھے وہ مسئلہ کے تمام پہلوؤں کو گھیر لیتا تھا، ایران کے فقہی ماحول اور اصولی فضا کے رہنے والے لوگ بھی آپ کی نکتہ رسی پر حیران رہتے۔

نواب امجد علی شاہ نے آپ ہی کے حکم سے مدرسہ سلطانیہ قائم کیا اور اس نے ہی " حاوی علوم دین، حامی سادات مومنین، حافظ احکام الله، مجتهد العصر، سید العلماء " کے خطاب سے مہر کندہ کرا کر آپ کو نذر کی اور سرکاری طور پر انھی القاب سے یاد کرنے کا فرمان جاری کیا۔

سید حسین قرآن مجید اور تفسیر قرآن پر دقیق نظر رکھتے تھے۔ تفسیر قرآن کے تعلق سے آپ کے کئی آثار ہیں۔ تفسیر سورۂ الحمد ایک مکمل تفسیر ہے جس میں حمد کے وہ پہلو اجاگر کیے ہیں جس پر کم لوگوں کی نظر پہنچی تھی۔ اس تفسیر کے علاوہ تفسیر سورۂ بقرہ، تفسیر سورۂ هل اتیٰ، تفسیر سورۂ التوحید اور تفسیر آیة وكذالك جعلناكم امة وسطا قابل ذکر ہیں۔ (تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۱۲۶)

تفسیر سورۃ الحمد

شیخ عبد العلی تہرانی ہروی لاہوری (وفات ۱۳۲۵ھ)

(راہ اسلام قرآنی علوم ومعارف نمبر نئی دہلی ص ۳۰۸)

تفسیر سورۂ اخلاص

سید ابو المعالی (وفات ۱۰۴۶ھ) قاضی نور اللہ شوشتری کے چوتھے فرزند تھے، ۱۰۰۴ھ میں ولادت ہوئی، عقائد وکلام اور فلسفہ والٰہیات میں ملکہ حاصل تھا، آپ کے فقہ واصول کا سلسلہ اکابر علما سے ملتا ہے شعر گوئی میں اعلیٰ دستگاہ حاصل تھی، صاحب دیوان اور علم عروض کے ماہر جانے جاتے تھے۔

تفسیر سورۂ اخلاص علمی وتحقیقی تفسیر ہے جس میں توحید باری تعالیٰ کو عقلی ونقلی ادلہ کے ذریعہ اس طرح ثابت کیا ہے جو دیگر کتب سے ناپید ہے۔ (تذکرۂ مفسرین امامیہ ص۱۰۸)

تفسیر سورۂ اخلاص

محمد علی حزیں لاہیجی (وفات ۱۱۸۰ھ) جنوری ۱۶۹۲ء میں اصفہان میں پیدا ہوئے ملا شاہ محمد شیرازی نے تقریب بسم اللہ کرائی، اکابر علما سے علم حاصل کر کے علوم وفنون میں مہارت پیدا کی، سیاسی انتشار کے باعث انھوں نے ایران کو خیر آباد کہا اور فروری ۱۷۳۴ء میں ٹھٹھ آ گئے، پھر ملتان کا سفر کیا مگر مستقل سکونت بنارس اتر پردیش میں اختیار کی۔ بنارس میں شہر سے باہر ایک شاندار مکان، باغ اور فاطمان نام کا حسینیہ بنوایا وہاں خوش حالی کی زندگی گزارنے لگے۔ انھوں نے وہاں درس وتدریس کا سلسلہ تو شروع نہیں کیا مگر ان کے پاس اہل علم کی بھیڑ ہمیشہ رہتی۔

قرآنیات سے گہری دلچسپی تھی، تفسیر شجرۃ الطورفی شرح آیۃ النور، تفسیر سورۂ اخلاص، تفسیر سورۂ حشر، تفسیر سورۂ دھر کے علاوہ قرآنیات کے موضوع پر اور بھی آپ کی کئی تصانیف ہیں۔ (تذکرۂ مفسرین امامیہ ص۱۳۲)

تفسیر سورۃ الفجر

ارسطو جاہ سید رجب علی شاہ مقیم جگراواں لدھیانہ یہ تفسیر لدھیانہ سے شائع ہو چکی ہے۔
(راہ اسلام قرآنی علوم ومعارف نمبر نئی دہلی ص ۳۰۸)

تفسیر سورہ ھل اتی (خطی)

سید علی محمد (وفات ۱۳۱۲ھ) (راہ اسلام قرآنی علوم ومعارف نمبر نئی دہلی ص ۳۰۷)

تفسیر سورہ ھل اتی (فارسی)

معز الدین اردستانی بن ظہیر الدین میر میراں حسینی نے شیخ محمد بن خاتون عاملی کی فرمائش سے سورۂ ھل اتی کی تفسیر ۱۰۲۴ھ میں لکھی جسے موصوف نے سلطان عبد اللہ قطب شاہ والی گولکنڈہ کے نام منسوب کیا۔ (علمائے امامیہ کی تفسیریں ص ۳۶)

تفسیر سورۂ یوسف

صفدر علی بن حیدر علی رضوی، ۱۲۹۱ھ میں یہ تفسیر لکھی گئی اس کا قلمی نسخہ حاجی سید علی اکبر

رضوی کراچی کی لائبریری میں محفوظ ہے، مصنف نے پیش لفظ میں ذکر کیا ہے کہ یہ کتاب امجد علی شاہ کے دور میں لکھی گئی۔ (راہ اسلام قرآنی علوم ومعارف نمبرنئی دہلی ص ۳۰۸)

تفسیر سورۂ یوسف

علی اکبر بن سلطان العلماء سید محمد لکھنوی (وفات ۱۳۲۷ھ) جامع معقول ومنقول تھے۔ ڈپٹی کلکٹر اور منصفی کے منصب پر فائز تھے۔ تصنیف وتالیف کا بڑا شوق تھا تفسیر سورۂ یوسف آپ کی علمی یادگار ہے۔ یہ تفسیر علمی نکات سے مزین ہے، لکھنؤ سے طبع ہو چکی ہے۔

(راہ اسلام قرآنی علوم ومعارف نمبرنئی دہلی ص ۳۰۹)

تفسیر سورۂ یوسف

سید محمد تقی بن محمد ابراہیم کی یہ تفسیر ۵۵۲ صفحات پر مشتمل ہے اس کا قلمی نسخہ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کی لائبریری میں محفوظ ہے۔ (راہ اسلام قرآنی علوم ومعارف نمبرنئی دہلی ص ۳۰۹)

تفسیر سورۂ یوسف

سلامت علی دبیر لکھنوی (وفات ۱۲۹۲ھ) اس تفسیر کو امام حسین کی شہادت کے واقعہ سے مربوط کیا گیا ہے۔ اس تفسیر کے تعلق سے سید مرتضیٰ حسین کا ایک مبسوط مقالہ دبیر کی یاد میں لاہور سے شائع ہونے والے پیام عمل میگزین میں شائع ہوا ہے۔ (راہ اسلام قرآنی علوم ومعارف نمبرنئی دہلی ص ۳۰۹)

تفسیر سورۂ یوسف

میرزا ارجمند (وفات ۱۱۳۴ھ) کا تعلق کشمیر سے تھا ان کے والد عبدالغنی کشمیری اپنے دور کے جلیل القدر شاعر اور ادیب تھے۔ تفسیر سورۂ یوسف بادشاہ عالم شاہ غازی کے دور حکومت میں لکھی جو اہم نکات پر مشتمل ہے۔ (تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۱۲۹)

تفسیر شریف لاہیجی

بہاء الدین محمد بن شیخ علی شریف لاہیجی (وفات حدود ۱۰۸۸ھ) کی یہ تفسیر ۲۴ رمضان ۱۰۸۶ھ کو پٹنہ بہار میں تالیف ہوئی۔ اس کا ایک مرصع نسخہ مخطوطہ بخط ہاشم بن طالب کشمیری ''کتابخانہ مرکزی آستان قدس رضوی'' مشہد میں موجود ہے۔ یہ نسخہ شیخ محمد فقیہ الاسلام نجفی قندھاری نے ۱۳۱۷ھ کو کتابخانے میں وقف کیا تھا۔ ڈاکٹر رجب علی مظلومی نے اس کی صراحت کی ہے کہ یہ تفسیر ایران میں چھپ چکی ہے۔ (علمائے امامیہ کی تفسیریں ص ۳۲)

تفسیر سورۂ یوسف

سید بہادر علی شاہ کی ولادت جلال پور جٹاں گجرات میں ہوئی، ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کی، اعلیٰ تعلیم کے لیے دہلی کا سفر کیا، سید جعفر جارجوی (وفات ۱۳۱۴ھ) کی سرپرستی میں تعلیم کی تکمیل فرمائی۔ قاریٔ خوش الحان اور حاضر جواب مناظر تھے، علم کلام اور فن مناظرہ میں ملکہ حاصل تھا۔ قرآن مجید پر مکمل عبور تھا اس لیے مناظرہ میں اکثر آیات قرآنی سے استدلال کیا کرتے تھے۔

تفسیر سورۂ یوسف کامل تفسیر ہے، جس میں اس سورہ کے احسن قصص ہونے کی وجوہات پر روشنی ڈالتے ہوئے آیات کے رموز و اسرار سلیقہ سے پیش کئے ہیں۔

(تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۲۶۰)

تفسیر شیرازی

یہ حکیم فتح اللہ شیرازی (وفات ۹۹۷ھ) کی تالیف کردہ مشہور تفسیر ہے، مولف ایک معروف شیعی عالم تھے۔ منطق اور فلسفہ میں ان کو خصوصی مہارت حاصل تھی۔ عادل شاہ بیجاپوری کی کوششوں سے شیراز سے بیجاپور آئے اور ان کی وفات کے بعد آگرہ چلے گئے، دربار اکبری میں بڑی قدر و منزلت حاصل ہوئی اور صدر العلماء کے منصب تک پہنچے۔ اس تفسیر کا کوئی الگ نام نہیں ہے۔ نزهة الخواطر کے مصنف نے اس کا نام منهج الصادقين لکھا ہے، مگر یہ درست نہیں معلوم ہوتا ہے کیوں کہ منهج الصادقين کے مصنف ایک دوسرے شیعی عالم فتح اللہ بن شکور اللہ کاشانی (وفات ۹۷۸ھ) کی تالیف ہے، جو الزوراری کے شاگرد تھے۔ یہ تفسیر تہران سے ۱۳۴۴ھ میں شائع ہو چکی ہے، اس پر حاجی مرزا حسن شعرانی کا مقدمہ بھی ہے۔ (نزہۃ الخواطر جلد چہارم ص ۲۵۴)

تفسیر علی رضا

عہد شاہجہانی کی یہ تفسیر علی رضا تجلی بن کمال الدین حسین اردکانی شیرازی (وفات ۱۸۸۵ء) کی تصنیف ہے مولف ایک ہندوستانی عالم تھے آخری عمر میں شیراز منتقل ہو گئے تھے اور وہیں ۱۰۸۵ھ میں وفات پائی۔ مؤلف چوں کہ شیعی مذہب کے ماننے والے تھے اس لیے اس تفسیر میں بھی شیعی نقطۂ نظر کی ترجمانی کی گئی ہے۔ (مجلہ علوم قرآن جولائی، دسمبر ۱۹۸۵ء)

علی رضا تجلی متعدد کتابوں کے مولف تھے ان میں سے ان کی تفسیر نے بڑی مقبولیت

حاصل کی۔احمد علی سندیلوی نے ۱۲۱۸ھ کے قریب لکھا تھا کہ یہ تفسیر سادہ و فصیح وواضح اسلوب میں ہے اور علما میں رائج ومقبول ہے۔علی رضا تجلی آخر عمر میں شیراز چلے گئے اور وہیں ۱۰۵۸ھ میں وفات پائی۔(علمائے امامیہ کی تفسیریں ص ۳۰)

تفسیر قرآن

محمد رضا لاہر پوری (وفات ۱۳۴۴ھ) مسجد امیر الدولہ راجہ محمود آباد کے امام جمعہ و جماعت نے سورہ آل عمران تک قرآن کریم کی تفسیر لکھی۔

تفسیر القرآن

اولاد حیدر فوق بلگرامی (وفات ۱۹۴۲ء) کی ولادت ۱۸۷۴ء کوتھ ضلع رہتاس بہار میں ہوئی۔ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے ایف،اے کا امتحان پاس کیا۔وطن واپس آنے کے بعد زمینداری کا کام دیکھنے لگے۔

۱۹۱۱ء سے ۱۹۳۵ء تک ضلع شاہ آباد ڈسٹرکٹ بورڈ کے بطور نمائندہ ممبر رہے ۱۹۱۹ء میں خاں بہادر کے خطاب سے نوازے گئے۔

عصری تعلیم کے علاوہ دینی تعلیم سے بھی خاص شغف تھا کتب بینی اور قرآن شناسی آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔سیرت نگاری اور تذکرہ نویسی میں بڑی مہارت تھی،قرآن کریم کی مکمل تفسیر لکھی جس کی پہلی جلد بلامتن سورۂ حمد تا سورۂ آل عمران نظامی پریس لکھنؤ سے شائع ہوئی۔(علمائے امامیہ کی تفسیریں ص ۵۱،تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۳۲۳)

تفسیر القرآن

مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی (وفات ۱۴۰۷ھ) کی ولادت لکھنؤ ۱۹۳۲ء میں ہوئی۔والد ماجد سید سردار حسین نقوی لکھنؤ کے اہم علما میں تھے۔مدرسہ عابدیہ کٹرہ،سلطان المدارس لکھنؤ،اور جامعہ ناظمیہ میں تحصیل علم کے مراحل طے کئے۔صدر الافاضل اور ممتاز الافاضل کی اسناد حاصل کیں۔شیعہ عربی کالج سے عماد الادب اور عماد الکلام اور لکھنؤ یونیورسٹی سے فاضل ادب کا امتحان پاس کیا۔مزید اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے نجف اشرف عراق کا سفر کیا وہاں کی علمی سرگرمیوں میں حصہ لیا۔آپ کی علمی صلاحیت کو دیکھ کر وہاں کے علمانے شیخ الحدیث کے لقب سے ملقب کیا۔

آپ نے مذہب اور ادب کی یکساں طور پر خدمت انجام دی ہے، سماجی اور سیاسی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، زندگی بھر پرورش لوح وقلم میں مصروف رہے، مطبوعہ اور غیر مطبوعہ تصانیف کی تعداد ۳۱۰ بتائی جاتی ہے۔

تفسیر قرآن اردو زبان میں ہے جو مجلہ توحید اردو تہران سے ۱۹۸۴ء سے برابر شائع ہوتی رہی، یہ تفسیر عصری تقاضوں کے پیش نظر لکھی گئی ہے، جس میں قرآن کریم کے اشاروں کو مختصر وسادہ، معنیٰ ومطالب کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، مشکل الفاظ کی تشریح آیات سے مربوط واقعات اور علمی تحلیل سے اس تفسیر کی اہمیت میں اضافہ ہوگیا ہے۔ (تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۴۰۹)

تفسیر القرآن

مرزا محمد علی نعمت خاں عالی (وفات ۱۱۲۱ھ) حکیم فتح اللہ شیرازی کے فرزند تھے۔ ہندوستان میں ولادت ہوئی، کمسنی میں والد ماجد کے ہمراہ شیراز چلے گئے اور وہیں تعلیم حاصل کی۔ کچھ عرصہ بعد ہندوستان آئے تو ملا شفیعائی یزدی کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔

مرزا محمد علی علوم عقلیہ ونقلیہ کے جامع تھے۔ آپ کے علم سے متاثر ہوکر بادشاہ اورنگ زیب نے آپ کو اپنے خاص ملازمین میں شامل کرلیا تھا۔ ۱۱۰۴ھ میں آپ کو نعمت خاں کا خطاب ملا اور باورچی خانہ کے داروغہ مقرر ہوئے۔ آخر عہد میں اورنگ زیب نے آپ کو مقرب خاں کے خطاب سے سرفراز کیا اور جواهر خانه نگیں دولت کا داروغہ مقرر کیا۔ شاہ عالم کے زمانہ میں دانش مند خاں کا خطاب ملا۔ بهادر نامه تالیف کرتے وقت ۱۷۰۹ء میں انتقال ہوا، حیدرآباد میں مدفون ہوئے۔

تفسیر قرآن فارسی زبان میں علمی وتحقیقی تفسیر ہے، جلد اول میں سورۂ نحل تک کی تفسیر مندرج ہے، فہرست نسخہ ہائے خطی کتاب خانہ راجہ محمود آباد کے مطابق یہ تفسیر ۷۹۶ صفحات میں ہے، ۱۲۳۶ھ میں اس کی کتابت ہوئی ہے۔ (تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۱۲۱)

تفسیر القرآن

علی رضا تجلی (وفات ۱۰۸۵ھ) سید حسین خوانساری کے شاگرد اور ان سے اجازت یافتہ تھے۔ عہد شباب میں ہندوستان تشریف لائے، شاہجہاں نے شاندار استقبال کیا، تمام ارکان امرا

اور ارکان حکومت آپ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ آپ کی محفل ہمیشہ علما اور طلبہ سے بھری رہتی تھی۔ شب وروز درس وتدریس میں مصروف رہتے تھے۔ شیراز میں ۱۶۷۴ء میں انتقال ہوا۔

تفسیر قرآن کریم انتہائی علمی وتحقیقی ہے، یہ تفسیر ان کے عہد تک متداول رہی، اہل علم نے اس سے استفادہ کیا ہے۔ تفسیر قرآن کے علاوہ اور دیگر نگارشات بھی ہیں،

(تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۱۱۶)

تفسیر القرآن

بادشاہ حسین بن شیخ فدا حسین سیتاپوری (وفات ۱۳۵۶ھ) نے ۲۵ پاروں کا کام مکمل کر لیا تھا ان کی وفات کے بعد سید نجم الحسن نے باقی پاروں کا ترجمہ وتفسیر سید افتخار حسین (وفات ۱۳۷۱ھ) کے سپرد کی موصوف نے باقی ماندہ اجزاء کی تفسیر مکمل فرمائی۔

شیخ بادشاہ حسین سیتاپوری کی یہ تفسیر مع مقدمہ دو جلدوں میں انجمن مؤید العلوم مدرسۃ الواعظین لکھنؤ سے ۱۳۵۰ھ میں شائع ہو چکی ہے۔ یہ تفسیر انگریزی زبان کی اہم تفاسیر میں شمار کی جاتی ہے۔

(علمائے امامیہ کی تفسیریں ص ۵۷، تذکرہ مفسرین امامیہ ص ۳۱۴)

تفسیر القرآن

عبد العلی ہروی (وفات ۱۳۲۱ھ) کی ولادت ۱۲۷۷ھ میں مشہد ایران میں ہوئی، وہیں تعلیم حاصل کی، محمد کاظم خراسانی آپ کے ہم درس تھے۔ ناصر الدین شاہ آپ کے علم وفضل کا معترف تھا۔ اس نے وزارت خارجہ میں آپ کو نیابت کا درجہ عطا کیا تھا اور اسی نے آپ کے علوم سے استفادہ کو عام کرنے کے لیے ادارہ المعارف قائم کیا۔ ۱۳۲۰ھ میں آپ کراچی آئے اور ہندوستان کے مختلف شہروں کا دورہ کیا اور ہمیشہ کے لیے یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ پنجاب سے ماہنامہ البرھان نکالا تفسیر قرآن میں بڑی مہارت تھی۔

ناصر الدین شاہ کے زمانہ میں ایران میں ایک ایسا متن قرآن شائع ہوا جس کے حاشیہ پر تفسیر سے متعلق تمام احادیث جمع کی گئی تھیں۔ یہ طریقۂ کار شاہ کو بہت پسند آیا اس نے امین الدولہ کے مشورہ سے علامہ ہروی کی خدمت میں اس کام کو مکمل کرنے کی تجویز پیش کی۔ علامہ ہروی نے فرمایا کہ میں اس شرط پر یہ کام انجام دوں گا کہ اس کے لیے ایک خاص دفتر اور محکمہ قائم کیا جائے۔

جس میں دو متکلم، دو فلسفی، دو فقیہ اور دو محدث ہوں ان سب کے مصارف شاہ برداشت کریں۔ شاہ نے یہ تجویز قبول کی اور کام شروع ہو گیا۔ چھ ماہ میں صرف استعاذہ کی تفسیر بدقت تمام تیار ہوئی۔ ڈیڑھ سال تک یہ کام اھدنا الصراط المستقیم تک پہنچا۔ بادشاہ نے چار سو نسخے طبع کرا کے علما کی خدمت میں بغرض تبصرہ بھیجے۔ سب نے بہت پسند کیا۔ شاہ نے عبد العلی ہروی کو انعام واکرام سے نوازا اور کام جاری رکھنے کو کہا۔ وزرا نے مخالفت کی کہ اس طرح تو یہ تفسیر تمام عمر میں بھی مکمل نہیں ہو پائے گی۔ شاہ نے کہا اگر اس طرح صرف ایک پارہ کی تفسیر مکمل ہو جائے تو تمام تفاسیر سے بے نیاز کر دے گی۔ اتفاق سے اس سال ناصر الدین شاہ، مرزا محمد بابی کے ہاتھوں قتل ہو گئے اور یہ کام پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔

عبد العلی ہروی کی دوسری کاوش تفسیر سورۂ کھف اور تیسری کاوش انا کل شئی خلقنا بقدر ہے جو ایک فلسفیانہ اور عالمانہ تفسیر ہے۔ (تذکرہ مفسرین امامیہ ص ۲۸۷)

تفسیر القرآن

سید نجف علی نونہروی (وفات ۱۲۶۱ھ) کی ولادت نونہرہ ضلع غازی پور میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کی مزید تعلیم کے لیے لکھنؤ کا سفر کیا، عقائد وکلام کے علاوہ فن مناظرہ میں کمال حاصل تھا۔ وفات ۱۶ رمضان کو عظیم آباد میں ہوئی۔

تفسیر قرآن کریم کے علاوہ تفسیر مجمع البیان طبرسی پر آپ نے حاشیہ بھی لکھا جسے علما نے کافی پسند کیا۔ (تذکرہ مفسرین امامیہ ص ۱۶۴، راہ اسلام قرآنی علوم ومعارف نمبر ص ۳۰۶)

تفسیر القرآن

وزیر علی نے قرآن کریم کی تفسیر اردو زبان میں لکھی ہے۔ اس تفسیر میں لغات قرآن بھی حل کی گئی ہیں۔ اس کا خطی نسخہ کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن میں محفوظ ہے۔ ۳۳۰ صفحات پر مشتمل ہے، ہر ورق پر ۱۳ سطریں ہیں۔ زمانہ تالیف ۱۲۵۰ھ اور زمانہ کتابت ۱۲۷۳ھ ہے۔

(تذکرہ مفسرین امامیہ ص ۱۴۶)

تفسیر القرآن

مرزا محمد اخباری (وفات ۱۸۷۲ء) مرزا امان کے فرزند تھے۔ لکھنؤ کے نامور عالم اور صاحب سند محدث تھے۔ عراق وایران کا سفر کیا اور وہاں کے علمی مراکز سے استفادہ کیا۔

نواب واجد علی شاہ کی آپ پر خصوصی توجہ تھی۔ انھوں نے آپ کو کلکتہ بلایا۔ لکھنؤ میں انتقال ہوا اور میر احسان کے امام باڑہ میں تدفین ہوئی۔

تفسیر قرآن بڑی جامعیت کی حامل تصنیف ہے۔ بڑے علمی نکات اور تحقیقی مباحث زیر بحث لائے گئے ہیں۔ یہ تفسیر سورۂ الحمد سے آیہ ۲۸۱ سورۂ بقرہ واتقوا یوماً تک ہے کتب خانہ محدث ارموی تہران میں محفوظ ہے۔ (تذکرہ مفسرین امامیہ ص ۱۹۴)

تفسیر القرآن

سید ظفر حسن امروہوی (وفات ۱۴۱۰ھ) سید دلشاد علی کے گھر محلہ حقانی امروہہ میں ۱۸۹۱ء میں پیدا ہوئے۔ دارالعلوم سید المدارس اور امام المدارس امروہہ میں تعلیم حاصل کی۔ جامعہ ناظمیہ لکھنؤ سے بھی اکتساب علم کیا۔ کانپور میں سات سال بحیثیت استاد فارسی تدریس کی خدمت انجام دی۔ عمدہ خطاب کرنے کے باعث آپ کو شمس الواعظین کے خطاب سے نوازا گیا۔ امروہہ میں شیعہ آرٹ اسکول قائم کیا، مراد آباد سے ایک علمی وادبی رسالہ نور کا اجرا کیا۔ تقسیم ملک کے بعد پاکستان چلے گئے کراچی میں مدرسۃ الواعظین کے نام سے ایک ادارہ کی بنیاد رکھی، ساری زندگی تصنیف وتالیف میں گذری، تالیفات کی تعداد ۲۰۰ بتائی جاتی ہے۔ تفسیر قرآن سے خاص شغف تھا، آخری عمر میں آپ نے اہم تفسیریں لکھیں۔

تفسیر قرآن اردو زبان میں پانچ جلدوں پر مشتمل ہے اور اس کی ہر جلد کی اشاعت ۱۹۷۷ء سے ۱۹۸۵ء کے درمیان ہو چکی ہے۔ یہ تفسیر بہت ہی فصیح و بلیغ اور رواں لفظوں میں لکھی گئی ہے۔ نہ تو زیادہ مختصر ہے اور نہ ہی زیادہ طولانی، ضروری اور اہم مطالب بالاختصار بیان کئے گئے ہیں ایسی روایات کے نقل کرنے سے احتراز کیا گیا ہے جو روایتاً اور درایتاً درست نہیں دقیق اور غریب الفاظ کے استعمال سے پرہیز کیا گیا ہے۔ (تذکرہ مفسرین امامیہ ص ۴۲۵، علمائے امامیہ کی تفسیریں ص ۵۲۔ راہ اسلام قرآنی، شمارہ ۰۰۰ رف نمبر نئی دہلی ص ۳۰۳)

تفسیر القرآن

ولی الحسن رضوی کی ولادت بنارس میں ہوئی جامعہ جوادیہ بنارس اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

میں تعلیم حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے ۱۹۸۴ء میں ایران کا سفر کیا اور حوزۂ علمیہ قم میں مشغول تحصیل علم ہوئے۔ آج بھی وہیں تصنیف وتالیف میں مصروف ہیں۔

تفسیر قرآن محبوب مشغلہ ہے۔ آپ کی تحریر کردہ تفسیر ماہنامہ جواد میں قسط وار شائع ہورہی ہے۔ نہایت سادہ سلیس اسلوب کی حامل تفسیر ہے۔ اس تفسیر کے علاوہ تفسیر سورۂ القصص، اور تفسیر سورۂ یوسف زیور طباعت سے آراستہ ہوچکی ہے۔

(تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۵۱۸)

تفسیر القرآن

افتخار حسین (وفات ۱۹۶۲ء) کا تعلق قصبہ ارزانی پور ضلع غازی پور کے علمی وادبی خانوادہ سے تھا۔ اگرچہ آپ نے وکالت کا علم حاصل کیا تھا مگر مزاج دینی تھا اس لیے پرکٹس کے باوجود بھی دینی کتب کا مطالعہ جاری رکھا۔

قرآن شناسی سے گہری وابستگی تھی اسی قرآن شناسی کے باعث جب مولانا سید نجم الحسن قرآن کریم کے ۱۵ ریں پارہ کا انگریزی میں ترجمہ وتفسیر لکھ کر وفات کر گئے تو اس کی تکمیل آپ نے ہی اسی انداز میں کی۔ یہ ترجمہ انگریزی ادب کا گراں قدر سرمایہ ہے، قلمی صورت میں مدرسۃ الواعظین لکھنؤ میں محفوظ ہے۔ (تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۳۲۸)

تفسیر القرآن

حیدر حسین نکہت (وفات ۱۳۹۰ھ) کا تعلق لکھنؤ سے تھا۔ ۱۸۹۷ء میں ولادت ہوئی سلطان المدارس میں زیر تعلیم رہ کر مولانا سید باقر سے اکتساب فیض کیا، ۱۹۱۸ء میں صدر الافاضل کی سند حاصل کی۔ فقہ واصول، منطق وفلسفہ اور تفسیر وحدیث میں اعلیٰ مہارت رکھنے کے علاوہ شعر وادب کا بھی اچھا ذوق رکھتے تھے۔ عربی وفارسی میں برجستہ شعر گوئی کی قابلیت تھی۔ سلطان المدارس میں تدریس کے ساتھ مجالس کو خطاب بھی کرنے کا مشغلہ تھا۔

تفسیر قرآن کریم سورۂ دخان تک ہے، زبان میں ادبی چاشنی پائی جاتی ہے، تفسیر کی زبان انتہائی صاف، سادہ اور رواں ہے۔ سید ابن حسن کربلائی کے کتب خانہ کراچی میں محفوظ ہے۔ (تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۳۵۸)

تفسیر القرآن

محمد رضا لاہر پوری (وفات ۱۹۲۷ء) عقائد وکلام، تفسیر وحدیث، کے علاوہ فقہ اور اصول فقہ میں اچھی دسترس رکھتے تھے۔ درس وتدریس کے علاوہ تصنیف وتالیف کی بھی مصروفیت تھی،۔ راجہ امیر الدولہ آپ سے زیادہ متاثر تھے، انھوں نے آپ کو اپنی مسجد میں پیش نماز مقرر کر رکھا تھا اور آپ ہی کی اقتدا میں نماز ادا کرتے تھے۔

تفسیر قرآن جو آپ کے نوک قلم سے منظر عام پر آئی ہے وہ تین پاروں کی ہے جو اس دور کی ضرورت کے پیش نظر لکھی گئی ہے۔ (تذکرہ مفسرین امامیہ ص ۲۹۴)

تفسیر القرآن

علی محمد نقوی کی ولادت ۱۹۵۳ء میں ہوئی، ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سید علی نقی نقوی سے حاصل کرنے کے بعد مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کا رخ کیا۔ وہاں سے ایم۔ ٹی، ایچ کی سند حاصل کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لیے ایران چلے گئے اور سالوں دینی مراکز سے وابستہ رہ کر جید علما سے استفادہ کرتے رہے۔ مشہور اسلامی اسکالر کی حیثیت سے ایران میں آپ کا تعارف ہوا۔ کئی علمی ودینی کتابیں ایران سے شائع ہوئیں۔ آپ کی علمی صلاحیت کی بنیاد پر ایران کی وزارت تعلیم نے نصابی کتب بورڈ میں آپ کو بطور ممبر نامزد کیا، آپ کی لکھی ہوئی کئی ایک تصانیف ایران کے نصابی کتب میں شامل ہیں۔

ہندوستان واپس آنے کے بعد آپ نے ہندوستانی فکر ومذاہب کا اسلام سے تفصیلی موازنہ پیش کیا۔ آپ کی یہ تصنیف دو ضخیم جلدوں میں تقریباً دو ہزار صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ اس کتاب کی پہلی جلد ہندوستان کے قدیم مذہبی خیالات پر مشتمل ہے جب کہ دوسری جلد میں ہندوستان کے جدید معاشرہ اور معاصرانہ مذاہب کے خیالات کا تجزیہ ہے۔

تفسیر قرآن انگریزی زبان میں اہم کارنامہ ہے۔ اس تفسیر کی اب تک دو جلدیں شائع ہو کر منظر عام پر آچکی ہیں۔ ایک پارہ کی تفسیر ایک جلد میں ہے اس طرح ۳۱ رجلدوں میں تفسیر کی اشاعت کا منصوبہ ہے۔

مصنف ان دنوں شعبہ دینیات (شیعہ) مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں پروفیسر ہیں۔ دنیا

کے بیشتر ممالک کا علمی سفر کر چکے ہیں۔ ۲۰ر سے زائد کتابوں کے مصنف ہیں۔
(تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۵۰۷)

تفسیر القرآن

محمد احمد سونی پتی (وفات ۱۳۷۸ھ) کے جد امجد شمس الدین التمش کے دور حکومت میں نیشاپور ایران سے ہندوستان آئے۔ آپ کی ولادت ہندوستان ہی میں ۱۹۰۱ء میں ہوئی۔ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ میں داخلہ لے کر واعظ کی سند حاصل کی۔ آگرہ اور متھرا میں آریہ سماج کی تحریک کو ناکام بنانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ انجمن موئد العلوم کے شعبہ تصنیف وتالیف سے وابستہ رہ کر ناقابل فراموش خدمات انجام دیں۔

کئی ایک سوانح نگاروں نے آپ کی تصنیفات میں تفسیر قرآن کا ذکر کیا ہے مگر یہ تفسیر کس صورت میں ہے؟ کہاں ہے؟ اس کی تفصیل پردۂ خفا میں ہے۔ ۱۹۵۸ء میں وصال ہوا۔
(تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۳۴۴)

تفسیر القرآن

علی حیدر کھجوی (وفات ۱۳۸۰ھ) کی ولادت ۱۳۰۳ھ میں کھجوہ ضلع سارن صوبہ بہار میں ہوئی۔ ۱۳۲۱ھ میں ہائی اسکول کا امتحان پاس کیا، یونیورسٹی اور کالج کی اسناد حاصل کرنے کے علاوہ سلطان المدارس لکھنؤ سے صدر الافاضل کی بھی سند حاصل کی۔ اور اسی ادارہ میں آخری درجہ کے استاد مقرر ہوئے۔ الکلام کے نام سے اسی ادارہ سے آپ نے ایک ماہنامہ جاری کیا جس میں احقاق الحق، عروۃ الوثقیٰ اور نهج البلاغه کے ترجمے قسط وار شائع کرتے رہے۔ والد ماجد کے انتقال کے بعد ماہنامہ اصلاح کی بھی ذمہ داری آپ نے سنبھالی۔

آپ کو قرآن کریم میں غور وفکر کرنے کا بہت شوق تھا اسی مناسبت سے آپ نے قرآن کریم کا ترجمہ اور اس کی تفسیر گیارہ پاروں کی لکھی جو تادم تحریر زیور طبع سے آراستہ نہ ہو سکی ہے۔ البتہ اس کی کچھ قسطیں ماهنامه اصلاح میں شائع ہو چکی ہیں۔ (تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۳۴۶)

تفسیر المتقین

سید امداد حسین کاظمی (وفات ۱۹۷۵ء) نے مختصر حواشی اور لفظی ترجمہ ۱۳۷۸ھ کے لگ

بھگ مکمل کیا اور ۱۳۸۱ھ میں ۲۰۷ صفحات پر مشتمل یہ ترجمہ انصاف پبلشنگ کمپنی لمیٹڈ لاہور سے طبع ہوا۔ (علمائے امامیہ کی تفسیریں ص ۴۷)

تفسیر معارف القرآن

حفاظت حسین (وفات ۱۹۶۴ء) کی ولادت بھیک پور، بہار ۱۳۰۹ھ میں ہوئی، ابتدائی تعلیم حسب دستور وطن میں حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم لکھنؤ میں جامعہ ناظمیہ اور سلطان المدارس میں حاصل کی۔ مولانا سید محمد باقر سے فقہ واصول، مولانا سید محمد رضا سے منطق ومعانی و بیان اور مولانا سید محمد امین کابلی اور مولانا فضل حق سے منطق کی اعلیٰ کتابوں کا درس لیا۔ ۱۹۲۰ء میں ایک سرکاری اسکول سے بحیثیت مدرس وابستہ ہو گئے۔ تصنیف وتالیف محبوب مشغلہ تھا۔

قرآنیات سے گہری دلچسپی تھی، تفسیر معارف القرآن آپ کی شاہکار تصنیف ہے۔ یہ انتہائی دقیق اور علمی مباحث پر مشتمل ہے، ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔ اس کے علاوہ تفسیر آیۃ تطہیر لکھی جو ۱۹۳۱ء میں شائع ہوئی ہے۔ اس کتاب میں اہل بیت کا عقلی ونقلی ادلہ سے اثبات کیا ہے۔ یہ تفسیر ۷۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ (تذکرہ مفسرین امامیہ ص ۳۵۰)

تفسیر منہج البیان

سید بن حسن رضوی کی یہ تفسیر مقدمہ سورۂ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی پانچ آیتوں پر مشتمل کل ۵۷۴ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ کراچی سے ۱۹۸۶ء میں طباعت ہو چکی ہے۔ یہ تفسیر نامکمل ہے عربی زبان میں ہے۔ (علمائے امامیہ کی تفسیریں ص ۳۸)

تفسیر منہج السداد

راجہ امداد علی بن رحمان بخش شیعی کنتوری (وفات ۱۲۹۲ھ) نے اپنی تعلیم سید علی حسن کنتوری، مولانا اعظم علی اور شیخ ولی اللہ بن حبیب اللہ کی سرپرستی میں مکمل کی۔ تفسیر قرآن اور ادبیات سے گہرا لگاؤ تھا۔ قرآن مجید کی تفسیر پر مکمل عبور رکھتے تھے۔ آپ کے نوک قلم سے دو تفسیریں منصۂ شہود پر آئیں۔

تفسیر منہج السداد اس تفسیر میں مختلف علوم کے ذریعہ آیات قرآنی کی تفسیر قلم بند کی گئی ہے، دوسری سورۂ یوسف کی تفسیر ہے جو بلا نقط ہے اس میں کہیں بھی ایسا کوئی لفظ

استعمال نہیں کیا گیا ہے جس میں کوئی نقطہ آیا ہو۔ اس تفسیر کے علاوہ مصنف نے سورۃ الحمد اور سورۃ البقرۃ کی بھی تفسیر لکھی ہے۔

(تذکرہ مفسرین امامیہ ص۱۹۵، راہ اسلام قرآنی علوم و معارف نمبر نئی دہلی ص ۳۰۸)

تفسیر مطابق روایات ائمہ اہل بیت کرام

مقبول احمد دہلوی کی یہ تفسیر ترجمہ مقبول کے نام سے مشہور ہے۔ یہ تفسیر و ترجمہ نواب حامد علی خاں رام پور کے ایماء پر ۱۳۳۵ھ لکھی گئی۔ اس کی طباعت "مقبول پریس" دہلی سے ۱۹۲۱ء میں ہو چکی ہے۔ اس میں کل صفحات ۹۶۶ ہیں۔ اس ترجمہ و تفسیر کی غلط بیانیوں کو مولوی سراج الحق مچھلی شہری نے تنقید موسومہ فبھت الذی کفر مطبوعہ "اصح المطابع" لکھنو سے واضح کیا ہے۔

(اردو تفاسیر ص ۵۸)

تفسیر منہاج القرآن

مصطفےٰ حسین انصاری (وفات ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء) کی ولادت سوختہ نواکدل سری نگر میں ۱۹۳۵ء میں ہوئی۔ والد ماجد حسن علی انصاری روحانی و علمی شخصیت کے مالک تھے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کرنے کے بعد مروجہ تعلیم مقامی تعلیمی اداروں سے حاصل کی، اعلیٰ تعلیم کے لیے جامعہ ناظمیہ لکھنؤ کا بھی سفر کیا۔ وہاں کے جید اساتذہ سے کسب علم کر کے ممتاز الافاضل کی سند حاصل کی۔ ۱۹۶۴ء میں نجف اشرف گئے، حوزہ علمیہ کے اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کر کے نمایاں مقام بنایا۔ فقہ و اصول اور تفسیر و حدیث کے علاوہ کئی علوم میں مہارت پیدا کی۔ تصنیف و تالیف سے گہرا شغف تھا، قرآن شناسی میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔

تفسیر منہاج القرآن آپ کی اہم تصنیف ہے۔ اس تفسیر کی پہلی جلد ۲۰۰۲ء میں سری نگر سے شائع ہوئی جو ۲۹۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ دوسری جلد ۳۰۵ صفحات میں ہے جو ۲۰۰۳ میں شائع ہوئی اس میں سورۂ آل عمران، سورہ مائدہ، اور سورہ نساء کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔ اس تفسیر میں آیات کا اردو ترجمہ یا بہ الفاظ دیگر آیات الٰہی سے ماخوذ مطالب کو سادہ اور سلیس زبان میں بیان کیا گیا ہے۔ کتب تفاسیر و احادیث کے مطالعہ کے بعد مولف نے نہایت تدبر و تفکر کے ساتھ آیات کی تفسیر لکھی ہے اور تفسیر میں درج ذیل نکات کا خیال

رکھا ہے جہاں ضرورت محسوس ہوئی وہاں الفاظ کے معانی مختصر انداز میں پیش کر دیے ہیں، بعض آیات کی شان نزول پیش کی ہے۔

تفسیر کشف العنیق فی شرح قانون العمیق آپ کی دوسری تفسیر ہے، یہ کشمیری زبان میں ہے جو "سفینہ پبلشرز" سری نگر سے ۱۳۲ صفحات میں شائع ہوئی ہے یہ قرآن پاک کے پہلے پارہ کا ترجمہ وتفسیر ہے جو سورہ الحمد اور سورہ البقرہ کی تفسیر پر مشتمل ہے۔ (تذکرہ مفسرین امامیہ ص ۴۶۵)

تفسیر نگہت

سید حیدر حسین نگہت لکھنوی (وفات ۱۳۹۰ھ) نے قرآن مقدس کی سورہ دخان تک انتہائی سادہ اور رواں تفسیر لکھی، اس کے بعد مصنف کا انتقال ہو گیا یہ تفسیر بخط مولف سید ابن حسن کربلائی کے پاس کراچی میں محفوظ ہے۔ (علمائے امامیہ کی تفسیریں ص ۵۰)

تفسیر میزان الایمان

مرزا یوسف حسین نے سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی تفسیر لکھی اس کی دو ضخیم جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ باقی کتاب مکمل موجود ہے یہ کتاب دراصل تفسیر موضوعی ہے۔ (علمائے امامیہ کی تفسیریں ص ۵۵)

تفہیم القرآن

محمد صادق نے اس تفسیر میں منقول پر زور دیا ہے جو اس عہد کی ضرورت تھی، یہ ترجمہ مصنف کے عربی ادب اور اردو زبان دونوں پر مہارت کا ثبوت ہے۔ (قرآن مجید کی تفسیریں ص ۳۶۹)

تکملہ لوامع التنزیل

سید علی حائری (وفات ۱۳۶۰ھ) لاہور میں ۱۸۷۶ء میں متولد ہوئے والد ماجد سید ابوالقاسم حائری بلند مرتبہ عالم تھے، متوسطات تک کی تعلیم والد ماجد سے حاصل کی، اعلیٰ تعلیم کے لیے نجف اشرف عراق کا سفر کیا۔ حبیب اللہ رشتی، سید کاظم طباطبائی، محمد کاظم خراسانی سے علمی استفادہ کیا۔ وطن واپسی پر لاہور میں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا، حکومت برطانیہ نے شمس العلماء کا خطاب دیا۔ ڈاکٹر سر محمد اقبال سے اچھے روابط تھے۔ آپ کا کتب خانہ تفسیر کے نادر ذخیرے اور لاجواب قلمی کتابوں پر مشتمل تھا۔ ۲۸ رجون ۱۹۴۱ء کو لاہور میں انتقال ہوا۔

تفسیر لوامع التنزیل آپ کے والد ابوالقاسم حائری نے لکھنی شروع کی تھی تیرہ پاروں کی تفسیر لکھنے کے بعد ۱۳۴۲ھ میں وصال کر گئے۔ پھر آپ نے اسی نہج پر ستائیسویں پارہ تک کی تفسیر لکھی۔ یہ تفسیر فارسی زبان میں مبسوط تفسیر ہے، آیات کی تفسیر انتہائی محققانہ انداز سے کی گئی ہے، یہود ونصاریٰ کے اعتراضات کے بھرپور جوابات دیئے گئے ہیں۔(تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۳۱۷)

التکمیل

حکیم مرتضیٰ حسین، سید بدر علی کے فرزند تھے۔ قصبہ ایریاں سادات ضلع فتح پور سے وطنی تعلق تھا، بڑے عالم فاضل تھے، آپ کی مشہور تصنیف التکمیل ہے جس میں آیۃ " الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا کی تفسیر بیان کی گئی ہے اور اس کا نزول ۱۸ رذی الحجہ ۱۰ ہجری ثابت کیا ہے اور مولانا شبلی نعمانی کے نظریہ کو غلط ثابت کیا ہے کہ یہ آیت یوم عرفہ ۹ رذی الحجہ کو نازل ہوئی، کتاب ۲۷۶ صفحات پر مشتمل ہے، ۱۹۳۲ء میں اشاعت ہو چکی ہے۔(تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۳۰۴)

تنویر البیان فی تفسیر القرآن

محمد حسین عرف علن (وفات ۱۳۲۵ھ) اپنے عہد کے مراجع لکھنؤ میں سے تھے موصوف کی نگرانی میں کسی فاضل شخص نے ملا فتح اللہ کاشانی کی تفسیر خلاصۃ المنہج کا ترجمہ کیا اور محمد حسین نے سید علی غفراں مآب دلدار علی کا ترجمۂ قرآن بین السطور داخل کر کے ترجمۂ وتفسیر لکھنؤ سے چھپوایا، پھر اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۸۹۵ء میں اور ۱۹۰۴ء میں تیسرا ایڈیشن آگرہ سے شائع کرایا۔

۱۳۱۲ھ کے مطبوعہ نسخے کے آخر میں غلط نامے کے بعد ایک صفحہ پر کچھ تقریظات اور توضیحات ہیں۔ یہ نسخہ ''اعجاز محمدی پریس'' اکبر آباد سے شائع ہوا ہے اور ۱۱۸۶ صفحات پر مشتمل ہے۔(علمائے امامیہ کی تفسیریں ص ۴۹)

توضیح مجید فی تنقیح کلام اللہ الحمید

سید علی بن دلدار علی شیعی نقوی لکھنوی (وفات ۱۲۵۹ھ) اہم شیعی علما میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ اپنے والد سے تعلیم حاصل کی۔ عراق وکربلا کا سفر کیا، سید کاظم رشتی سے آپ کو اجازت حاصل تھی۔ ہندوستان واپس آکر لکھنؤ میں قیام کیا۔ پھر دس سال بعد کربلا چلے گئے اور پھر وہیں مصنف

کا انتقال ہوگیا۔ ہندستانی زبان میں قرآن کریم کی دو جلدوں میں تفسیر لکھی جو امجد علی شاہ کے عہد میں طبع ہو چکی ہے۔ ۵۸ سال کی عمر میں وصال ہوا۔

سید علی بن سید دلدار علی مجتہد لکھنوی کی یہ عارفانہ قسم کی تفسیر ہے۔ یہ تفسیر کتابت وطباعت اور اغلاط کے لحاظ سے کبھی قابل توجہ نہیں سمجھی گئی۔ یہ تفسیر لکھنؤ سے بہ عہد امجد علی شاہ والی اودھ "مطبع بادشاہی" سے ۱۲۵۳ھ میں طبع ہو چکی ہے۔ (علمائے امامیہ کی تفسیریں ص ۴۲، الاعلام جلد ۷ ص ۳۵۶)

توضیح القرآن

سید مجاور حسین رضوی کا یہ ترجمہ قرآن وحواشی" حسيني ترجمه وتفسير توضيح القرآن "کے نام سے ۹۶۶ صفحات پر مشتمل ۱۳۹۴ھ میں پیر کالونی کراچی سے طبع ہوا۔

(علمائے امامیہ کی تفسیریں ص ۴۸)

حب شغب یا فیض غیب

عبد الاحد بن امام علی الہ آبادی نے پارۂ عم کی تفسیر لکھی ہے جس میں تمام حروف منقوط استعمال کئے گئے ہیں۔ ۲۷۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ ۱۳۰۷ھ/۱۸۹۰ء میں الہ آباد سے طبع ہوئی ہے۔

خلاصۃ التفاسیر

محمد حسین بن محمد باقر الطیب کے اس تفسیر کا قلمی نسخہ دو جز میں رام پور میں ہے۔ اس میں ۲۸۴ صفحات ہیں اور ۱۲۵۹ھ کی کتابت ہے، پہلے صفحہ پر سید محمد قلی خاں کی مہر ہے اور ایک مختصری عبارت فارسی میں لکھی ہے جو غیر واضح ہے۔ اس تفسیر میں کوئی خاص بات قابل ذکر نہیں ہے۔ سیدھے سادے انداز میں مشکل آیات کی توضیح وتشریح کردی ہے۔ عبارات آرائی اور فنی ولغوی بحثوں سے اجتناب کیا گیا ہے۔ البتہ اگر کوئی ضروری بات کسی آیت یا سورت سے متعلق ہے تو اس کو حاشیہ پر بیان کردیا ہے۔ (ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں ص ۱۶۳)

خلاصۃ التفاسیر

محمد ہارون زنگی پوری (وفات ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء) کی ولادت عبد الحسین کے گھر زنگی پور میں ۱۸۷۵ء میں ہوئی۔ محمد سمیع زنگی پوری، مولانا سید علی حسین، مولانا جواد علی سے کسب فیض کرنے کے بعد جامعہ ناظمیہ لکھنؤ میں داخلہ لیا اور وہاں سے ممتاز الافاضل کی سند حاصل کی اورینٹل کالج

میں ملازمت اختیار کی۔پیسہ اخبار کے مدیر مقرر ہوئے، دہلی کالج میں آپ نے تدریسی خدمات انجام دیں۔مدرسۃ الواعظین میں شعبہ تصنیف وتالیف کے انچارج بھی رہے۔قرآن اور تفسیر قرآن پر گہری نظر تھی اس تعلق سے درج ذیل کتابیں آپ کے نوک قلم سے منصۂ شہو پر آئیں۔

۱۔ امامۃ القرآن

۲۔ توحید القرآن

۳۔ علوم القرآن

ہر تصنیف اپنی جگہ اہم ہے۔ خلاصۃ التفاسیر آٹھ مقدمات پر مشتمل ہے۔ پہلے مقدمہ میں قرآن کے اسماء، دوسرے میں قرآن کی جامعیت، تیسرے میں اعجاز قرآن چوتھے میں نص قرآن سے متعلق اہم بحثیں ہیں اسی طرح دوسرے مقدمات میں بھی اہم موضوعات پر گفتگو کی گئی ہے۔(تذکرۂ مفسرین امامیہ ص۲۷۲)

درس قرآن کریم

محمد رضی (وفات ۱۴۲۰ھ) کا تعلق نجم العلماء خانوادہ سے تھا، سید نجم الحسن کے پوتے تھے۔امروہہ وطن تھا، ہجرت کر کے لکھنؤ چلے گئے اور وہیں سکونت اختیار کی۔محمد رضی کی ولادت وہیں ۱۹۱۳ء میں ہوئی۔جامعہ ناظمیہ لکھنؤ سے علوم کی تکمیل فرمائی اور وہیں سے ممتاز الافاضل کی سند حاصل کی۔آپ نے عصری اسناد بھی حاصل کی تھیں، انگریزی زبان پر بھرپور قدرت تھی۔تقریباً دس سال مدرسہ ناظمیہ لکھنؤ میں وائس پرنسپل رہے، وہیں پبلک جونیئر ہائی اسکول کی بنیاد رکھی۔آپ کو پاکستان سے ستارۂ امتیاز کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔

درس قرآن اُس تفسیر قرآن کا مجموعہ ہے جو ریڈیو پاکستان سے نشر ہوتی تھی اس میں کل ۲۶۸ دروس ہیں۔دو جلدوں میں ادارہ نشر علوم دینیہ کراچی سے ۱۹۸۲ء میں شائع ہوئی۔کل صفحات ۹۷۴ ہیں۔یہ تفسیر چونکہ ریڈیو پر نشر ہوتی تھی اس لیے علمی مطالب کو آسان اور عام فہم زبان میں بیان کیا ہے۔(تذکرۂ مفسرین امامیہ ص۴۴۵)

ذریعۃ المغفرۃ

سید ذاکر علی شیعی جونپوری کا تعلق مفتی ابوالبقاء کے خانوادہ سے تھا۔جونپور میں ولادت

ہوئی، مولانا عبدالعلی خاں اور ملا سید عسکری جیسے اساتذہ سے علوم کی تکمیل فرمائی۔

ذریعۂ مغفرت قرآن حکیم کے بعض اجزا کی تفسیر پر مشتمل ہے۔ بعض سوانح نگاروں نے اس کا نام" ذریعة الآخرت " لکھا ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے شرائع الاسلام کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ (تذکرہ مفسرین امامیہ ص۱۳۹)

ذیل البیان فی تفسیر القرآن

آغا حسن لکھنوی (وفات ۱۳۴۸ھ) کی پیدائش لکھنؤ میں ۱۸۶۵ء میں ہوئی والد ماجد سید کلب حسین نصیر آباد کے بلند مرتبہ عالم تھے۔ مولانا سبط محمد، مولانا میر آغا، اور مولانا علن سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد نجف اشرف عراق چلے گئے۔ وہاں انھوں نے شیخ محمد حسین مازندرانی، شیخ محمد حسین مامقامی، مرزا شہرستانی کربلائی وغیرہم کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرکے علوم کی تکمیل فرمائی۔

آپ بڑے فعال اور محنت کش تھے، لکھنؤ میں مدرسہ جعفریہ کی بنیاد رکھی۔ ۱۳۲۸ھ میں انجمن یادگار علما قائم کی، ۱۹۲۹ء میں وصال ہوا۔

ذیل البیان پہلے قسط وار اخبار ناطق میں شائع ہوئی، روائی اور تاریخی تفسیر ہے جس میں کلامی استدلال پایا جاتا ہے۔ ''مطبع عماد الاسلام'' لکھنؤ سے ۱۳۴۲ھ میں اس کی اشاعت ہو چکی ہے۔ (تذکرہ مفسرین امامیہ ص۲۹۵)

روائح القرآن فی فضائل امناء الرحمان

محمد عباس شوستری (وفات ۱۳۰۶ھ) جو عام طور پر مفتی محمد عباس کے نام سے جانے جاتے ہیں اواخر ربیع الاول ۱۲۲۴ھ/۱۸۰۹ء میں شہر لکھنؤ میں پیدا ہوئے والد سید علی اکبر بن سید محمد جعفر (وفات ۱۲۶۱ھ) لکھنؤ کے معروف علماء میں شمار کیے جاتے تھے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی اور بعض ابتدائی کتابوں کے علاوہ منطق وفلسفہ کا درس مولوی عبدالقدوس، عبدالقوی فرنگی محلی اور مولوی قدرت علی حنفی سے لیا۔ ۱۴ سال کی عمر میں مثنوی" من وسلویٰ "لکھی جو اہل علم کی توجہ کا مرکز بنی۔ شہر لکھنؤ ہی میں مارچ ۱۸۸۹ء میں وصال ہوا۔

مصنف نے اپنی اس تصنیف میں قرآن کریم کی ایسی آیات کا انتخاب کرکے تفسیر وتشریح کی ہے جو داماد رسول حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی نسل سے گیارہ ائمۂ اطہار کے لیے

منقبتی پہلو کی حامل ہیں۔ یہ تفسیر لکھنؤ سے ۱۲۷۸ھ/۱۸۶۱ء میں نواب سید باقر علی خاں کے توسط سے ''دار الاشاعت جعفری'' لکھنؤ سے عمل میں آئی۔ مصنف نے اس تفسیر کے علاوہ سورۂ ق، سورۂ رحمٰن، تفسیر انوار یوسفیہ، عالیۃ المهر فی تفسیر سورۃ الدھر اور حواشی قرآن بھی لکھے ہیں۔

(تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۲۰۵، راہ اسلام قرآنی علوم ومعارف نمبر نئی دہلی ص ۳۹۰)

سر اکبر تفسیر سورۃ الفجر

ارسطو جاہ رجب علی شاہ (وفات ۱۲۸۶ھ) کا تعلق پنجگرائیں سادات سے تھا۔ ۱۸۰۶ء میں سید علی بخش نقوی کے گھر ولادت ہوئی، ۱۲ سال کی عمر میں لاہور جا کر مولانا مہدی سے کسب علم کیا۔ ۱۸۲۵ء میں دہلی مفتی صدر الدین کی شاگردی اختیار کی، پھر اسی مدرسہ میں ریاضی کے مدرس مقرر ہوئے، کچھ دنوں بعد مختلف شہروں کا سفر کرتے ہوئے بھوپال پہنچے تو کرم محمد خاں مختار ریاست نے انھیں وہاں شرعی فتوی نویسی پر مامور کیا۔ جگراؤں ضلع لدھیانہ میں آپ کا وصال ہوا۔

(علمائے امامیہ کی تفسیریں ص ۳۴، تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۱۷۷)

سعادت ازہری

کسی نامعلوم مترجم نے تفسیر مظہری کی ابتدا سے سورۂ مائدہ تک اردو میں ترجمہ کیا ہے، جس کی اشاعت ''مطبع شمس الاسلام'' میرٹھ سے ۱۳۵۵ھ میں ہو چکی ہے۔

(قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۲۱۵)

صالحین

نواب محمد علی خاں نے منافقین، صالحین اور متقین کے نام سے تین کتابیں تصنیف کی ہیں۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کہ ان تصانیف میں ان کا ذکر کیا گیا ہے جو ان سے متعلق آیات قرآن کریم میں ہیں انھی کی تشریح اور توضیح ہے۔

صالحین میں ان آیات کو جمع کیا گیا ہے جن میں لفظ صالحین آیا ہے منافقین میں ان آیات کی تشریح ہے جو منافقین سے متعلق ہیں اور متقین میں آیات متقین سے بحث کی گئی ہے۔

(تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۳۸۳)

ضیاء القرآن

سید زیرک حسین امروہوی (وفات ۱۹۴۵ء) نے یہ ترجمۂ قرآن جس میں حواشی میں فضائل ائمہ کے علاوہ حساب جمل وتعویذات درج ہیں۔ ۱۹۵۵ء میں لاہور سے شائع کرایا۔

(علمائے امامیہ کی تفسیریں ص ۴۷)

ظل ممدود

محمد ابراہیم (وفات ۱۳۰۷ھ) ممتاز العلماء سید محمد تقی کے فرزند تھے ۱۸۴۳ء میں لکھنؤ میں ولادت ہوئی۔ حکومت اودھ نے اسی دن سے تیس روپیہ ماہوار وظیفہ مقرر کیا۔ معقولات کی تعلیم مولانا کمال الدین سے منقولات کا درس اپنے والد ماجد سے لیا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے موقع پر اسلامی زعامت کے فرائض انجام دئے۔ آپ کی کوششوں سے ۲ رجون ۱۸۸۴ء کو آصف الدولہ امام باڑہ انگریزی فوجوں سے خالی ہوا۔ اس کے ساتھ ہی ٹیلہ والی مسجد جسے انگریزوں نے دواخانہ بنا رکھا تھا آزاد کرائی۔ ۱۲۹۸ھ میں ایران کے مختلف شہروں کا سفر کیا ہرات اور قندھار بھی گئے۔

ظل مدود سورۂ یوسف کی تفسیر ہے۔ جس میں کلامی مباحث کے انداز میں گفتگو کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ سید محمد تقی نے جو تفسیر ینابع الانوار کے نام سے لکھی تھی اس کی .ن جلد بھی آپ نے تصنیف کی ہے۔ یہ تفاسیر بشکل مخطوطہ کتب خانہ ممتاز العلماء لکھنؤ میں موجود ہیں۔ (... ذکرہ مفسرین امامیہ ص ۲۱۴)

... انا ذکر ... یر القرآن المبین

یہ تفسیر غالباً بخط مصنف ہے، مگر اس پر مصنف کا نام درج نہیں۔ سورہ بقرہ تک عربی میں تفسیر ہے۔ ترقیمہ میں ہے کہ ۲۶ رمضان المبارک ۱۲۸۷ھ سے تالیف شروع کی ہے۔ یہ قلمی نسخہ کتب خانہ مدرۃ العلماء لکھنؤ میں محفوظ ہے۔ (علمائے امامیہ کی تفسیریں ص ۳۸)

عجائب التفسیر غرائب التنزیل

سید حیدر علی نے نواب احمد علی خاں بہادر جنگ کے عہد میں فارسی تفسیر لکھی اور نواب صاحب کے حضور میں پیش کی اس کا خطی نسخہ "رضا لائبریری" رام پور میں شمارہ ۱۵۳ کے تحت محفوظ ہے، خط نستعلیق ہے۔ (تذکرہ مفسرین امامیہ ص ۲۰۰)

عمدۃ البیان

عمار علی سونی پتی (وفات ۱۸۸۶ء/۱۳۰۴ھ) تذکرہ بے بہا کی تشریح کے مطابق اس کے مترجم عمار علی سونی پتی ہیں۔ بڑے متقی اور پرہیز گار تھے۔ زمینداری خاندانی ورثہ میں ملی تھی۔ حج اور مقامات مقدسہ کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے تھے۔ ۱۳۰۴ھ میں وصال ہوا۔ یہ تفسیر انھوں نے تین جلدوں میں لکھی، اس میں منقولات پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔ بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ یہ تفسیر سر سید کی تفسیر کی رد میں لکھی گئی ہے۔ اس کی اشاعت دہلی ۱۳۰۷ھ میں ہو چکی ہے۔

(قرآن مجید کی تفسیریں ص ۳۶۸)

۱۸۷۱ء اس تفسیر کی سن تالیف ہے ۱۹۰۴ء میں مطبع یوسفی دہلی میں چھپی ہے (جائزہ تراجم قرآنی ص ۷۰) بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ تفسیر عمدۃ البیان اس وقت کے پنجاب کے رہنے والے ایک عالم دین کی اردو میں غالبًا پہلی تفسیر ہے۔ اس تفسیر کی زبان لب ولہجہ اور اسلوب مصنف کے دور کے لحاظ سے ہے۔ جملوں کی ساخت و پرداخت اور ان کے الفاظ میں تقدم و تاخر کے اعتبار سے کافی تبدیلیاں ہو چکی ہیں۔ مگر اس کے باوجود اس میں شیرینی ہے۔

(مجلہ راہ اسلام ص ۲۲۸ جنوری ۲۰۱۰ء)

غالیۃ المہر فی تفسیر سورۂ دھر

محمد عباس شوشتری کی وہ تفسیر ہے جو قرآن حکیم کی معروف سورت سورۃ الدھر کی آیات شریفہ سے متعلق ہے" تجلیات" میں بھی اس کا ذکر ملتا ہے۔ (راہ اسلام جنوری ۲۰۱۰ء ص ۳۹۲)

غریب القرآن

سید نجف علی خاں ۱۲۴۰ھ میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق علمی خانوادہ سے تھا آپ کے چھوٹے بھائی سید غضنفر علی خاں بھی جید عالم تھے۔

مولانا نجف علی کو تصنیف و تالیف کا شوق جوانی سے تھا، سو سے زائد کتابوں کے مولف ہیں، آپ کی بیشتر کتابیں عربی و فارسی میں ہیں اور اہم موضوعات پر ہیں۔

تفسیر غریب القرآن فارسی زبان میں تحقیقی اور تاریخی تفسیر ہے۔

(تذکرہ مفسرین امامیہ ص ۱۴۴)

قانون قدرت

زوار حسین سہارنپوری نے اپنی اس تالیف میں جھوٹ، غیبت، مکروفریب، عیب جوئی، چغلی، بغض وحسد، نفاق وبدگمانی سے متعلق آیات قرآنی کی تشریح کی ہے جس کی اشاعت ۱۳۴۳ھ میں ''دین محمدی پریس'' لکھنؤ سے ہو چکی ہے۔(تذکرہ مفسرین امامیہ ص۲۵۴)

القرآن المبین مع ترجمہ تفسیر المتقین

امداد حسین کاظمی کی اس تفسیر کا مکمل نام" القرآن المبین مع ترجمه تفسیر المتقین مطالب روایات ائمه معصومین" ہے انصاف پریس لاہور سے ۱۹۶۰ء میں چھپ چکی ہے۔(اردو تفاسیر ص۴۷)

کتاب مبین

برکت علی شاہ نے مولانا رفیع الدین (وفات ۱۲۳۳ھ) کے ترجمہ پر اعتماد کرتے ہوئے مختلف موضوعات جیسے عناوین ایمان، جہاد، گمراہی، رشک در نبوت، اور فدک وغیرہ پر آیات قرآنی کی تفسیر بیان کی ہے۔تالیف کا نام کتاب مبین ہے۔۱۹۳۵ء میں ''خواجہ بک ایجنسی'' لاہور سے چھپ چکی ہے۔اس تفسیر کا نسخہ جامعہ ہمدرد میں موجود ہے۔(تذکرہ مفسرین امامیہ ص۳۱۳)

کلام اللہ (ترجمہ)

فرمان علی (وفات ۱۳۳۴ھ) متوطن چندن پٹی ضلع دربھنگہ بہار کا یہ ترجمہ قرآن وحواشی فہرست وعناوین مطالب کے نقطۂ نظر سے بے حد پسند کیا گیا اور اب تک برصغیر میں اس کی متعدد اشاعتیں لوگوں تک پہنچ چکی ہیں۔ترجمہ میں بکثرت الفاظ قوسین نے اسے مختصر تفسیر کی حیثیت دے دی ہے۔اگرچہ عام طور پر اسے ترجمہ ہی کہا جاتا ہے۔اس کی پہلی اشاعت ''نور المطابع'' لکھنؤ سے ۱۳۲۷ھ میں ہوئی۔(علمائے امامیہ کی تفسیریں ص۴۶)

اس ترجمۂ قرآن کے محاسن کا ذکر مترجم نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

۱۔ابتدا میں قرآن مجید کے مضامین کی مفصل فہرست ہے جس میں جداگانہ ابواب قرار دئے ہیں مثلاً باب الاحکام، باب الفضائل وغیرہ اور پھر ہر مطلب کے آیات کو مع تعداد آیات د پارہ وسورہ وصفحہ لکھ دیا ہے کہ جس مطلب کو جس وقت چاہیں فوراً نکل آئے۔

۲۔ ہر سورہ کے آیات کے شمار و اعداد بھی لکھے ہوئے ہیں۔
۳۔ قریب قریب ہر مضمون کی سرخی صفحات کے کنارے جلی قلم سے لکھی ہوئی ہے۔
۴۔ ہر سورہ کی ابتدا میں حاشیہ پر یہ بیان کر دیا گیا ہے کہ اس سورہ میں خدا تعالیٰ نے اخلاق، احکام وغیرہ میں کس کس بات کی تعلیم فرمائی ہے۔
۵۔ قصص، واقعات اور شان نزول وغیرہ مستند تفاسیر سے اور فضائل و مناقب خاص علمائے اہل سنت کی معتبر کتابوں سے، بحوالہ صفحہ و سطر و مطبع حاشیہ پر مندرج ہیں۔ (کلام اللہ ص ۱۷)
اس ترجمہ کے تعلق سے مولوی مرزا محمد ہادی عزیز نے لکھا ہے۔
''میں اس ترجمہ کا بے حد مشتاق تھا میرا عقیدہ ہے کہ اگر کتاب اللہ اردو زبان میں نازل ہوتی تو آپ کے ترجمہ میں اور اس میں ایک نقطہ کا فرق نہ ہوتا یہ تو خود مسلسل ایک کتاب معلوم ہوتی ہے۔ ترجمہ میں یہ سہولت و فصاحت ہم نے نہ سنا نہ دیکھا''۔ (کلام اللہ ص ۱۷)

لمع العرفان فی توضیح القرآن

قاضی سید احمد شاہ نے قرآن کریم کا ترجمہ اور مختصر تفسیر لکھی جو ابھی غیر مطبوعہ ہے۔
(تذکرہ مفسرین امامیہ ص ۳۸۲)

لوامع التنزیل وسواطع التاویل (فارسی)

یہ ضخیم فارسی تفسیر جس کا آغاز سید ابوالقاسم بن حسین شیعی کشمیری حائری (وفات ۱۳۲۴ھ) نے کیا بارہویں پارے کی تفسیر مکمل کر کے ۱۳۲۴ھ میں انتقال کر گئے۔ تیرہویں پارہ سے ان کے فرزند سید علی حائری (وفات ۱۳۵۰ھ) نے اسی رنگ و آہنگ میں لکھنا شروع کیا اور نصف سورۂ والقمر یعنی ستائیسویں پارے تک لکھ کر ۱۳۵۰ھ میں رحلت فرما گئے۔ شیعی علما کے خلاف جو لوگوں کے اعتراضات تھے اس تفسیر میں اس کا مفصل جواب دیا گیا ہے۔ اس تفسیر کی کل اکیس جلدیں طبع ہوئیں۔ اس کے قلمی مجلدات کتب خانہ مرعشی نجفی قم میں موجود ہیں۔ راقم اس کتب خانہ کی زیارت ۲۰۱۰ء میں کر چکا ہے۔
(علمائے امامیہ کی تفسیریں ص ۳۴۔ راہ اسلام قرآنی علوم و معارف نمبر نئی دہلی ص ۳۰۷)

مجید البیان فی تفسیر القرآن

مسرور حسن مبارک پوری (وفات ۱۴۳۰ھ) کی ولادت یکم اپریل ۱۹۴۵ء کو مبارک پور

ضلع اعظم گڑھ میں ہوئی، والد ماجد عبدالمجید مشہور حکیم تھے، ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کرنے کے بعد جوادیہ عربی کالج بنارس میں داخلہ لیا، سلطان المدارس لکھنؤ میں بھی تعلیم حاصل کی مولانا سید محمد اور مولانا الطاف حیدر وغیرہم سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد صدر الافاضل کی سند حاصل کی، حوزۂ علمیہ قم ایران بھی گئے، وہاں تعلیم حاصل کرنے کے بعد سازمان تبلیغات سے منسلک ہو گئے پھر اسی کے زیر اہتمام افریقی ممالک کا دورہ کیا۔ تصنیف وتالیف کا بہت شوق تھا ذاکری بھی کرتے تھے۔ دسمبر ۲۰۰۹ء ناگپور میں وصال ہوا مبارک پور میں مدفون ہوئے۔

مجید البیان فی تفسیر القرآن آپ کی اہم تصنیف ہے، آپ نے ایک تفصیلی تفسیر لکھنے کا منصوبہ بنایا تھا مگر افسوس کہ پہلی جلد ہی منظر عام پر آسکی اس میں صرف بسم اللّٰه الرحمان الرحیم کی یہ گراں قدر تالیف ہے جو ۶۲۴ صفحات پر مشتمل ہے، جنوری ۲۰۰۹ء میں اس کی طباعت ہو چکی ہے۔ (تذکرہ مفسرین امامیہ ص ۴۷۶، مجلہ راہ اسلام ص ۲۰۶ جنوری ۲۰۱۰ء)

محکم آیات

ڈاکٹر رضا حسین نقوی کا تعلق ارباب علم وادب میں ہوتا ہے، آپ کا پیشہ طبابت ہے، دینی امور سے بہت دلچسپی رکھتے ہیں، مختلف اسلامی موضوعات پر لکھتے رہتے ہیں، قرآن مجید کے مطالعہ کا گہرا شغف ہے۔

محکم آیات میں آپ نے قرآن کریم کے متعدد سورتوں سے محکم آیات کو مع اردو ترجمہ جمع فرمایا ہے اور سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۰ سے محکم آیات کا آغاز کیا ہے، اس تالیف کی بنیاد آیہ کریمہ هو الذی انزل علیك الکتاب منه آیات محکمات هن ام الکتاب واخر متشابهات ہے۔ یہ علمی کاوش نور ہدایت فاؤنڈیشن حسینیہ غفرآنمآب لکھنؤ سے نومبر ۲۰۰۷ میں شائع ہو چکی ہے۔ (تذکرہ مفسرین امامیہ ص ۵۱۰)

مصباح البیان فی تفسیر سورہ الرحمان

سید محمد محسن زنگی پوری (وفات ۱۳۲۵ھ) زنگی پور میں ۱۸۴۶ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کرنے کے بعد مٹیا برج کلکتہ میں جا کر مرزا محمد علی سے علوم عقلیہ ونقلیہ کی تکمیل کی، تکمیل علوم کے چند روز بعد نواب واجد علی کی حضوری میں طلبی ہوئی اور حکم ہوا کہ جس

کتاب کا بادشاہ ترجمہ کریں اس میں بغرض اصلاح ترمیم فرمایا کریں اور سو روپیہ ماہوار مشاہرہ مقرر ہوا۔ بادشاہ کی حیات تک وہیں رہے اور اکلیل العلماء کا خطاب ملا۔ درس وتدریس کا بھی شغل تھا اور سفر وحضر میں تصنیف وتالیف بھی کیا کرتے تھے، تلامذہ کی طویل فہرست ہے، عربی نثر ونظم پر مکمل عبور تھا، آپ کا شمار کثیر التصانیف علما میں ہوتا ہے۔

مصباح البیان آپ نے عربی زبان میں تصنیف کی، یہ تفسیر علمی مفاہیم اور مطالب پر مشتمل ہے۔ (تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۲۳۷)

مطالعۂ قرآن

سردار نقوی (وفات ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۱ء) انوار محمد نقوی کے فرزند تھے۔ ۲۱ مارچ ۱۹۴۱ء کو امروہہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی ابھی سن شعور کو بھی نہیں پہنچے تھے کہ ملک تقسیم ہوگیا اور پاکستان چلے گئے۔ وہاں عصری جامعات میں تعلیم حاصل کی اور مختلف اداروں میں ملازمت کے فرائض انجام دیے۔ ۱۹۹۳ء میں ڈی جے کالج سے پروفیسر کی ذمہ داری نبھا کر سبکدوش ہوئے۔

آپ کو عصری علوم پر جس طرح مہارت تھی اسی طرح قرآنیات پر بھی گہری نظر رکھتے تھے، قرآن مجید مختلف سورتوں کی علمی تحقیقی تفسیر لکھی جو کئی جلدوں پر مشتمل ہے یہ تمام جلدیں مطالعۂ قرآن کے نام سے شائع ہو چکی ہیں۔ جن سورتوں کی تفسیر لکھی وہ یہ ہیں

تفسیر سورۂ فجر مطبوعہ ۱۹۸۴ء کراچی

تفسیر سورۂ اخلاص مطبوعہ ۱۹۸۵ء کراچی

تفسیر سورۂ فلق اور سورۂ والناس مطبوعہ ۱۹۸۵ء کراچی

تفسیر سورہ الکافرون مطبوعہ کراچی

تفسیر یا ایتها النفس المطمئنة مطبوعہ ۱۹۸۵ء کراچی

مصنف کو چوں کہ عصری علوم پر اچھی گرفت تھی اس لیے آپ نے اپنی تفسیر میں عصری علوم کا بھرپور استعمال کر کے تفسیر کو عصری تفسیر بنا دیا ہے۔ آپ ادیب وشاعر بھی تھے اس لیے زبان میں ادبی چاشنی پائی جاتی ہے۔ (تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۴۴۸)

منکشف الحقائق

حاجی امداد علی بن فضل علی بن آقا شریف خراسانی نے اپنی تفسیر میں دو اہم باتیں لکھی ہیں ایک اپنا نام ونشان اور دوسرے ترجمہ وتفسیر کے بارے میں کچھ تفصیل۔ تفسیر سادہ اردو زبان میں ہے جلد اوّل پارہ ششم تک ہے جو مطبوعہ ہے۔ راقم نے خود تاریخ اس طرح لکھی ہے

بر ترکتاب خالق اکبر بروز سعد
مطبوع بر ورد وثواب عظیم شد
بودم بہ فکر سال کہ آمد ندائے غیب
تاریخ طبع خوب کتاب کریم شد

(۱۳۰۱ھ)

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس کی اشاعت میں تین سال کی مدت صرف ہوئی مولانا مسرور حسن کے ذخیرۂ کتب میں یہ نسخہ موجود ہے۔ (علمائے امامیہ کی تفسیریں ص ۴۴)

منہج البیان فی تفسیر القرآن

ابن حسن کربلائی (وفات ۱۴۲۸ھ) خانوادۂ باقر العلوم کی نمایاں شخصیت تھے، سید ابن حسن کی ولادت ۲۴ رجنوری ۱۹۳۱ء کو لکھنؤ میں ہوئی۔ حوزۂ علمیہ نجف اشرف عراق میں فقہ، اصول فقہ اور تفسیر وحدیث کی تعلیم حاصل کی، بڑی اہم شخصیت کے مالک تھے۔ قومی، سماجی اور دینی امور میں آپ کی رائے فیصلہ کن سمجھی جاتی تھی۔ ۱۱ رستمبر ۲۰۰۷ کو وصال ہوا۔

تفسیر منهج القرآن آپ کی اہم تصنیف ہے، عربی زبان میں ہے پہلی جلد کی اشاعت کراچی پاکستان سے ۵۲۵ صفحات میں ۱۴۰۶ھ میں ہو چکی ہے۔ یہ تفسیر سورہ الحمد اور سورۃ البقرہ کی تفسیر پر مشتمل ہے۔ اس کی تفسیر میں تقریباً ۲۰ کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔ تفسیر علمی ودینی ہونے کے علاوہ تاریخی حیثیت کی بھی حامل ہے۔ (تذکرۂ مفسرین امامیہ ص ۴۷۰)

منہاج السداد

یاد علی حسینی شیعی نصیر آبادی (م ۱۲۵۳ھ) کا تعلق سید دلدار علی غفرآنمآب کے علمی خانوادہ سے تھا ولادت نصیر آباد جیسی مردم خیز سرزمین پر ہوئی مختلف اساتذہ سے کسب فیض کیا، لکھنؤ میں

رومی گیٹ کے پاس آپ کا مکان تھا اور وہیں طلبہ کو منقولات و معقولات کا درس دیتے تھے، بڑی تعداد میں طلبہ نے آپ سے استفادہ کیا۔

آپ کا علمی کارنامہ تفسیر قرآن مجید موسوم بہ منهاج السداد فارسی دو جلدوں میں ہے، یہ تفسیر علمی نکات کی حامل ہے آیات قرآنی کو عالمانہ انداز سے حل کیا ہے۔ یہ تفسیر شیعی نقطۂ نظر کی مکمل ترجمان ہے۔ (علمائے امامیہ کی تفسیریں ص۳۳،تذکرۂ مفسرین امامیہ ص۱۴۷)

منہج الصادقین

حکیم فتح اللہ بن شکر اللہ شیعی شیرازی (وفات ۹۹۷ھ) شیراز میں ولادت ہوئی اور وہیں جمال الدین محمود، کمال الدین شروانی اور مولانا کرد سے اکتساب علم کیا اور علوم وفنون میں بڑی شہرت حاصل کی اسی شہرت کی بنیاد پر عادل شاہ بیجاپوری نے انھیں ہندوستان آنے کی دعوت دی جسے انھوں نے قبول کیا اور ہندوستان آگئے۔ یہاں انھیں اعزاز سے نوازا گیا۔ متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔ یہ تفسیر فارسی زبان میں ہے۔ (الاعلام جلد۴ص ۲۲۷۔ قرآن مجید کی تفسیریں ص۴۲۹)

منہج الصادقین

صفیر بلگرامی شیعی عقیدہ سے تعلق رکھتے تھے، لیکن ان کے قرابت داروں میں اکثر کا تعلق اہل سنت و جماعت سے تھا۔ ان کے نانا سعید صاحب عالم مارہروی خانقاہ مارہرہ کے سجادہ نشین تھے۔ مرزا غالب مرحوم اور ان کے درمیان گہرا ربط تھا۔ تاریخ بلگرام، بوستان خیال، صراط مستقیم وغیرہ ان کی تصانیف ہے۔ منہج الصادقین کے نام سے ان کی ایک تفسیر بھی ہے۔
(شعاع نقد ص۲۶)

نخبۃ التفاسیر

محمد کاظم بن عبد الحکیم (وفات ۱۱۴۹ھ) تاریخ تکمیل ۱۱۴۶ھ، تاریخ کتابت ۱۱۴۸ھ، ہندوستان کا مخطوطہ، مصنف کی مہر سے آراستہ، جناب احسان دانش لاہور کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔ یہ تفسیر ہندوستان میں لکھی گئی ہے۔ (علمائے امامیہ کی تفسیریں ص۳۳)

نقد الدرر

یہ ۱۳ صفحات پر مشتمل ایک مختصر سا رسالہ ہے جسے ایک شیعی عالم مظہر حسن جے پوری نے

تصنیف کیا ہے۔ مصنف کو اس تفسیر سے فراغت ۱۳۱۲ھ میں ہوئی۔

(ہندوستانی مفسرین اوران کی عربی تفسیریں ص ۱۷۰)

نورالانوار (تفسیر بسم اللہ)

شیخ احمد بن محمد بن باقر الشیعی الببہانی کرمانشاہ میں ۱۷۷۷ء میں ولادت ہوئی۔ مسقط ہوتے ہوئے ہندوستان کا سفر کیا اور پھر یہیں کے ہوکر رہ گئے۔ ۱۵سال کی عمر میں تصنیف وتالیف کا کام شروع کیا۔ سب سے پہلے فوائد حمیدیہ کا حاشیہ لکھا۔ کئی تصانیف آپ سے یادگار ہیں۔ ہندوستان آنے کے بعد بیشتر کتابیں فیض آباد اور لکھنؤ میں رہ کر تصنیف فرمائیں۔

نور الانوار کے نام سے بسم اللہ کی تفسیر لکھی جس میں ہر ہر لفظ کی تشریح محققانہ انداز میں کی گئی ہے۔ (الاعلام ج ۷ ص ۲۹، تذکرہ مفسرین امامیہ ص ۱۴۲)

ینابیع الانوار فی کلام اللہ الجبار

سید محمد تقی بن حسین بن دلدار علی حسینی لکھنوی (ولادت ۱۸۱۹ء۔ وفات ۱۸۷۲ء) مذہب شیعہ کے اہم مجتہدین میں سے تھے، اپنی تعلیم کی ابتدا اور تکمیل اپنے والد سید حسین اور چچا سید محمد سے کی، نواب امجد علی شاہ نے ان کو ممتاز العلماء کا لقب دیا اور مدرسہ سلطانیہ کی تدریس ان کے سپرد کی۔ (ہندوستانی مفسرین اوران کی عربی تفسیریں ص ۱۲۸)

سید محمد تقی کی یہ تفسیر ینابیع الانوار عربی زبان میں ہے اس کا نسخہ سلطان المدارس لکھنؤ میں موجود ہے۔ چار حصوں پر مشتمل ہے۔ علمی وتحقیقی تفسیر ہے جس میں ہر ہر مسئلہ کی مکمل طور سے تشریح کی گئی ہے۔ کلامی مباحث کے ذریعہ علمی نکات پیش کئے گئے ہیں ہر مطلب کے اثبات میں روایات کا سہارا لیا گیا ہے۔ اس تفسیر میں مصنف نے اپنے شیعی نقطۂ نظر کو واضح طور پر ثابت کیا ہے مگر اس طرح نہیں کہ اہل سنت کو وہ باتیں ناگوار گذریں الزام تراشی، بہتان بازی اور فضولیات سے گریز کیا گیا ہے۔ (علمائے امامیہ کی تفسیریں ص ۳۸۔ مجلہ راہ اسلام ص ۱۱۸ جنوری ۲۰۱۰ء)

قرآن کریم کی موضوعی تفاسیر

ترتیب مطالب القرآن

مصنف کا نام معلوم نہیں ہوسکا لیکن انداز تصنیف سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مصنف ہندوستانی ہیں۔ شروع کے کچھ اوراق غائب ہیں۔ اس کتاب میں مصنف نے مختلف عناوین کے تحت آیات قرآنی کو جمع کیا ہے۔ یہ کتاب سات ابواب پر مشتمل ہے۔ ہر باب کے کئی جز ہیں جن کو ذیلی سرخیوں کے تحت مرتب کیا گیا ہے۔ اس کتاب کا قلمی نسخہ جامعہ ملیہ اسلامیہ کی لائبریری میں موجود ہے۔ (ہندوستانی مفسرین اوران کی عربی تفسیریں ص ۲۲۱)

الجد اول النورانیۃ

سید ناصر بن حسین النجفی (وفات ۱۱۱۸ھ) کی یہ تفسیر کتاب اورنگ زیب عالم گیر سے منسوب ہے۔ ۱۱۲۱ھ کی کتابت ہے۔ پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری میں محفوظ ہے۔ اس کے دو نسخے مکمل رام پور کی لائبریری میں بھی ہیں۔ یہ رسالہ استخراج آیات سے متعلق ہے۔ مصنف نے اس کتاب کو سلطان اورنگ زیب عالم گیر کے نام معنون کیا ہے اور کئی سطروں میں ان کی صفات عدل واحسان، انتظام تدابیر اور نصرت وخدمت دین کا ذکر کیا ہے۔

(ہندوستانی مفسرین اوران کی عربی تفسیریں ص ۲۵۰۔ راہ اسلام قرآنی علوم ومعارف نمبر نئی دہلی ص ۳۱۴)

رسالہ دربیان آیات قرآنیہ

مصنف کا نام معلوم نہیں ہوسکا اندازہ یہ ہے کہ سلطان قطب شاہ دکن کے عہد کی تصنیف ہے۔ اس رسالہ میں مصنف نے قرآنی آیات کو مختلف عناوین کے تحت الگ الگ تقسیم کر کے تشریح وتفسیر کی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ:

جوشخص ناسخ ومنسوخ خاص وعام محکم ومتشابہ مکی ومدنی اسباب نزول وغیرہ امور سے ناواقف ہے وہ عالم قرآن نہیں ہے۔(ہندوستانی مفسرین اوران کی عربی تفسیریں ص ۲۴۳)

مقدمہ تفسیر فتح العزیز

مولانا عبدالعزیز اس تفسیر کے مصنف ہیں مگر اس کے اصل مصنف کے بارے میں ماہرین علم کا اختلاف ہے۔اس تصنیف کا سبب بیان کرتے ہوئے مصنف لکھتے ہیں۔

''حنفی مذہب کے نقطہ نظر کے مطابق کوئی جامع تفسیر نہیں آئی اس لیے یہ تفسیر لکھی گئی ہے۔''

مصنف نے اس تفسیر کو بحثوں میں تقسیم کیا ہے اور ہر مبحث پر انھوں نے الگ الگ مفصل بحث کی ہے۔مقدمہ میں کل ۳۲۱ صفحات ہیں۔آغاز تفسیر سے پہلے مصنف نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت پھر سورۃ الحمد کی تفسیر لکھتے ہیں۔(ہندوستانی مفسرین اوران کی عربی تفسیریں ص ۲۶۱)

میزان الایمان

مرزا یوسف حسین نے مفصل تفسیر تیار کی ہے جس میں ہر موضوع کے لیے علیحدہ طور پر مع اردو ترجمہ اور خلاصہ آیتوں کا موجود ہے یہ کتاب دس جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔

(راہ اسلام قرآنی علوم ومعارف نمبر نئی دہلی ص ۳۱۲)

مجموعۂ فوائد

قلی بن بادشاہ قلی کی اس کتاب کی تصنیف سلطان اورنگ زیب کے عہد میں ۱۱۱۱ھ میں مکمل ہوئی۔تصنیف کا انداز یہ ہے کہ پہلے آیت بیان کرتے ہیں اس کے اعراب اور نحوی ترکیب سے بحث کرتے ہیں پھر دلیل الوقوف سرخی کے تحت یہ بیان کرتے ہیں کہ کن جگہوں پر وقف ثابت ہے،اس کے بعد المعنیٰ کے تحت اس کا مفہوم فارسی میں لکھتے ہیں۔(ہندوستانی مفسرین اوران کی عربی تفسیریں ص ۲۲۹)

مفتاح الآیات

مقبول احمد دہلوی کی یہ تصنیف دہلی سے طبع ہو چکی ہے۔(راہ اسلام قرآنی علوم ومعارف نمبر نئی دہلی ص ۳۱۴)

نجوم الفرقان لتخریج آیات القرآن

مصطفیٰ بن محمد سعید افغانی شہزادہ محمد اعظم شاہ کے دربار سے وابستہ تھے۔یہ کتاب پہلی مرتبہ ۱۳۶۲ھ میں سلطان العلماء کے حکم پر لکھنؤ سے پھر لاہور سے شائع ہوئی پاروں کے تعین اور رکوع کے اعداد میں حروف ابجد کا استعمال ہوا ہے۔(راہ اسلام قرآنی علوم ومعارف نمبر نئی دہلی ص ۳۱۴)

قرآن کریم کے قادیانی تراجم وتفاسیر

بیان القرآن

محمد علی لاہوری کا یہ ترجمۂ قرآن تین جلدوں میں ہے۔اس کے اردو ترجمہ کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔انھوں نے یہ ترجمہ انگریزی زبان میں کیا تھا جو کافی مقبول ہوا۔

ترجمۂ قرآن

شیخ محمد یوسف قادیانی کا یہ ترجمہ ''ہندی انواد'' کے نام سے ۱۹۱۹ء اور ۱۹۳۰ء کے درمیان اسٹار پریس امرتسر سے طبع ہوا، یہ ترجمہ بغیر عربی متن کے ہے۔

ترجمۂ قرآن مع تفسیر طویل

مرزا بشیر الدین بن مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ ترجمہ وتفسیر قادیانی عقائد کا اجمالی ترجمان ہے، یہ ترجمہ ۱۳۷۵ھ میں ''ربوہ'' پاکستان سے شائع ہوا ہے۔ (کنز الایمان اور معروف تراجم،ص ۶۸۳)

ترجمہ قرآن حکیم

نور الدین قادیانی جانشین اول مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ ترجمہ قادیانی مسلک کا ترجمان ہے ۱۳۲۸ھ میں ''مطبع خیر خواہ اسلام پریس'' آگرہ سے طبع ہو چکا ہے۔ یہ ترجمۂ قرآن پہلے درس قرآن کی صورت میں اخبار ''بدر'' میں بالاقساط شائع ہوا اس کے بعد میرٹھ کے ایک احمدی نے اسے آگرہ سے کتابی صورت میں شائع کر دیا۔ (جائزہ تراجم قرآنی ص ۱۷، قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۲۶۴)

ترجمۂ قرآن

میر محمد اسحاق کا یہ ترجمہ قادیانی مسلک کا ترجمان ہے۔ "مطبع احمدیہ" قادیان سے طبع ہوا ہے۔ (جائزہ تراجم قرآنی ص ۶۳)

ترجمۂ قرآن

شیر علی کا یہ ترجمہ "ربوہ" سے ۱۹۵۵ء میں چھپ چکا ہے۔

ترجمہ قرآن

مالک غلام فری کے اس ترجمہ کی پہلی اشاعت "ربوہ" سے ۱۹۶۹ء میں ہو چکی ہے۔

(ترجمات معانی القرآن الانجلیزیة ص ۱۰۳)

تفسیر سروری

سرور شاہ احمدی کی یہ تفسیر ترجمہ کے ساتھ رسالہ تعلیم الاسلام ضمیمہ ریویو آف ریلیجنز اور رسالہ تفسیر القرآن میں بالاقساط شائع ہوئی۔ "ربوہ" سے ۱۹۰۶ء۔۱۹۱۲ء کے درمیان شائع ہو چکی ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۴۴)

تفسیر سورۂ فاتحہ تا سورۂ ناس

نور الدین خلیفۂ اول نے چند سورتوں کا ترجمہ اور تفسیر لکھی ہے پورا قرآن ہمراہ نہیں ہے، کہیں کہیں آیات والفاظ قرآن دیئے گئے ہیں۔ ضمیمہ اخبار "بدر" فروری ۱۹۰۹ء آخر دسمبر ۱۹۱۲ء کے درمیان قادیان سے ۴۰۲ صفحات میں اشاعت ہو چکی ہے۔ اس طباعت کا ایک نسخہ "کتب خانہ ادارہ تحقیقات اسلامی" اسلام آباد میں موجود ہے۔ (قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۲۶۴)

تفسیر سورۂ والعصر والفاتحہ

غلام احمد ربانی احمدی کی یہ تفسیر ۱۳۲۱ھ میں شائع ہو چکی ہے۔ مرزا صاحب کی ۸۰ کے قریب تصانیف میں قرآن کریم کی آیات وسورہ کے ترجمے و تفسیر کا بیشتر حصہ "خزینة العرفان" کے نام سے دس جلدوں میں قادیان سے شائع ہو چکا ہے۔ (اردو تفاسیر ص ۸۲)

تفسیر سورۂ جمعہ

حکیم نور الدین خلیفۂ اول مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ تفسیر وزیر ہند پریس امرتسر سے ۱۹۲۵ء میں شائع ہو چکی ہے۔ (قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۲۶۳)

تفسیر کبیر

بشیر الدین محمود قادیانی کی یہ تفسیر ۱۱ جلدوں پر مشتمل چھ حصوں میں ہے۔کل صفحات ۵۳۴۹ ہیں۔''الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ'' ربوہ سے اس کی طباعت ۱۹۴۰ء میں ہو چکی ہے۔

(اردو تفاسیر ص ۳۹)

تفسیر قرآن موسوم بہ حسن بیان

غلام حسین نیازی پشاوری احمدی کی اس تفسیر میں ترجمہ ہے اور مختصر مطالب قرآن ہے۔ ''برانچ کیپٹل کو آپریٹیو پریس'' سے ۱۹۳۹ء میں شائع ہو چکی ہے۔اس میں کل صفحات ۶۰۶ ہیں۔

(اردو تفاسیر ص ۵۳)

خزینۃ المعارف

غلام احمد قادیانی نے قرآن کریم کی تفسیر لکھی ہے اس وقت راقم کے پیش نظر جلد اول ہے جس میں سورۂ فاتحہ کی تفسیر ہے، جو ان کی کتاب براھین احمدیہ اورکرامات الصادقین سے انتخاب ہے جس کا ترجمہ مولوی محمد فضل جنگوی نے کیا ہے اس کی طباعت ''مطبع ضیاء الاسلام'' سے ۱۹۰۶ء میں ہو چکی ہے۔اس کا نسخہ جامعہ ہمدرد میں موجود ہے۔

درس قرآن

غلام احمد قادیانی کے ایک خلیفہ کا یہ ترجمۂ قرآن ہے جو پہلے قادیان سے اخبار ''بدر'' میں بالاقساط شائع ہوا پھر وہیں سے کتابی صورت میں ۱۹۳۲ء میں اشاعت ہوئی۔

(قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۲۶۴)

عیسائی علما کے قرآنی تراجم

ترجمۂ قرآن

پادری عماد الدین کا یہ ترجمہ امرتسر سے ۱۳۱۲ھ میں طبع ہو چکا ہے۔

ترجمۂ قرآن

''امریکن مشن'' کا یہ ترجمہ ۱۲۶۰ھ میں پیغام دہلی سے طبع ہو چکا ہے۔

ترجمۂ قرآن (اردو)

''میتھوڈیسٹ مشن'' پریس ۱۹۰۰ء سے یہ ترجمہ رومن حروف میں چھپا ہے۔

ترجمۂ قرآن

پادری احمد شاہ عیسائی نے اپنے مذہبی نقطۂ نظر کے مطابق قرآن کا ایک ہندی ترجمہ ۱۹۱۵ء میں راج پورہ ضلع ڈیرہ دون سے شائع کیا۔ یہ ترجمہ بغیر متن کے ہے۔

ترجمۂ قرآن

امام الدین مسیحی امرتسری (وفات ۱۲۶۰ھ/۱۸۴۴ء) کا یہ ترجمہ رومن رسم الخط میں شائع ہوا۔

قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم

قرآن کریم کے تیلگو تراجم وتفاسیر

ترجمہ قرآن

چلکوری نرائن راؤ کا یہ ترجمہ ۱۵ سال بعد ۱۹۳۰ء میں مکمل ہوا۔ تیلگو زبان میں اس ترجمہ کو اولیت حاصل ہے۔ ان کے اس ترجمے کے اثرات نہ صرف مسلمانوں پر پڑے بلکہ غیر مسلم بھی اس سے زیادہ مستفید ہو سکے۔ یہ ترجمہ کس طرح وجود میں آیا اس کے بارے میں مترجم لکھتے ہیں۔

''میں نے عربی زبان میں عبور رکھنے والے دو مولویوں کا انتخاب کیا وہ عربی قرآن کو سامنے رکھتے تھے اور میں قرآن کے انگریزی ترجمہ کو سامنے رکھتا تھا۔ اور تیلگو میں ترجمہ کرنے سے پہلے ان دونوں مولویوں سے پوچھ لیا کرتا تھا۔ میری کوشش یہ ہوتی تھی کہ عربی متن سے قریب قریب ترجمہ کیا جائے تا کہ عربی مفہوم آسانی سے سمجھ میں آجائے ترجمہ کرنے کے بعد میں اپنا تیلگو ترجمہ ان دونوں مولویوں کو پڑھ کر سنا دیا کرتا تھا اور جہاں جہاں مناسب سمجھتے تھے ترمیم واضافے کا مشورہ دیتے تھے۔ اس طرح میں آندھرا کے عوام کو تیلگو زبان میں قرآن کا ترجمہ پیش کر سکا''۔

(قرآن مجید کے تراجم جنوبی ہند کی زبانوں میں ص ۱۲۸)

ترجمۂ قرآن

محمد قاسم خاں دوسرے مترجم ہیں جنہوں نے تیلگو زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا تھا ان کا کہنا ہے کہ ڈاکٹر نارائن راؤ کے ترجمے میں بہت سی غلطیاں رہ گئی تھیں جس کی وجہ سے انھیں دوسرا ترجمہ کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ وہ اپنے ترجمہ کے مقدمہ میں لکھتے ہیں۔

"مجھے اس بات کا قطعی طور پر علم نہ تھا کہ میں تیلگو زبان میں قرآن کا ترجمہ کروں گا لیکن ہنومنتھا راؤ کے خط نے مجھ میں ایک نیا ولولہ اور جوش پیدا کر دیا اس کے باوجود کہ مجھے اپنی کوتاہیوں اور کمزوریوں کا بخوبی علم تھا میں نے فوری طور پر ترجمہ کرنے کے لیے ضروری مواد جمع کرنا شروع کر دیا جو اس سلسلے میں ضروری اور اہم ہو سکتا تھا اس طرح یہ مکمل ترجمہ تیلگو زبان میں اختتام تک پہنچا"۔ (قرآن کے تراجم جنوبی ہند کی زبانوں میں ص ۱۳۰)

ترجمۂ قرآن مع تفسیر

مولانا عبدالغفور کرنولی کا یہ ترجمہ تفسیر کے ساتھ دو جلدوں میں مکمل چھپ چکا ہے، پہلی بار اس تفسیر کے تین پارے ۱۹۴۱ھ میں شائع ہوئے۔ پھر نواب مقصود جنگ کے مقدمہ کے ساتھ مکمل تفسیر دو جلدوں میں ۱۹۴۹ء میں طبع ہوئی۔ دوسرا ایڈیشن مصنف نے خود انصاری پرنٹرس وجے واڑہ سے ۱۹۶۳ء میں طبع کروا کر شائع کیا۔

محمد عبدالغفور کا تیلگو ترجمہ آسان، صاف اور ادبی معیار کا ہے انھوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ پہلی مرتبہ قرآن کا تیلگو ترجمہ براہ راست عربی متن سے کیا گیا ہے اور عربی متن کے ساتھ ترجمہ شائع کیا گیا ہے۔

ترجمۂ قرآن

شیخ حمید اللہ شریف تیلگو زبان کے ماہر اسکالر سمجھے جاتے ہیں ان کی کچھ سورتوں کا ترجمہ پہلی بار ۱۹۷۴ء میں شائع ہوا اور ادبی حلقوں میں پسند کیا گیا۔ ممکن ہے اب قرآن کا مکمل ترجمہ شائع ہو گیا ہو۔ (قرآن کے ترجم جنوبی ہند کی زبانوں میں ص ۱۳۵)

قرآن کریم کے پشتو تراجم وتفاسیر

تفسیر یسیر

مراد علی کا یہ غالباً پشتو زبان میں پہلی تفسیری کاوش ہے جو پایہ تکمیل کو پہنچ سکی۔ یہ پہلی اور مقبول، مستند اور ضخیم تفسیر ۱۲۸۴ھ میں لکھی گئی اس کے بعد ۱۲۸۱ھ میں اس کی شروعات ہوئی اور ۱۲۸۴ھ میں اس کی تکمیل ہوئی۔ مترجم جلال آباد کے نواح کے رہنے والے تھے۔ انھیں عربی فارسی اور پشتو زبان پر یکساں قدرت حاصل تھی۔ ترجمہ کی نوعیت نہ لفظی ہے نہ بامحاورہ ہے بلکہ بین بین ہے۔ اس کے حواشی تیسیر الیسیر اور فوق الیسیر کے نام سے لکھے گئے۔

(مجلہ راہ اسلام مذکور ص ۱۳۴ و جائزہ تراجم قرآنی ص ۱۴۸)

مخزن التفاسیر

محمد الیاس پشاوری کو چیانی کی یہ تفسیر چودہویں صدی ہجری کے اوائل میں لکھی گئی۔ یہ تفسیر ۱۳۱۳ھ میں ہلی سے شائع ہوئی مگر مقبول نہ ہو سکی۔ اس کی بنیادی وجہ غالباً یہ تھی کہ اس کا طرز کتابت مکمل اور معیاری نہیں تھا کیوں کہ پشتو زبان کا کوئی متعینہ رسم الخط نہیں ہے اس کا سارا دار ومدار کاتب کی علمیت وقابلیت پر ہوتا ہے۔ (جائزہ تراجم قرآنی ص ۱۵۰)

تفسیر ودودی

فضل ودود کی یہ تفسیر قیام پاکستان کے بعد لکھی گئی۔ فضل ودود اسے پندرہ سترہ پاروں تک مکمل کر سکے اس کے بعد ان کے شاگرد گل رحیم نے اسے مکمل کیا۔ یہ تفسیر پشتو کی ترقی یافتہ نثر کا عمدہ نمونہ ہے۔ (مجلہ راہ اسلام مذکور ص ۱۳۴)

ترجمہ قرآن

رکن الدین کا یہ پہلا پشتو ترجمہ ہے جو ۱۷۶۱ء میں منظر عام پر آیا ہے۔

تفسیر سورہ والضحیٰ

غلام محمد نامی کی یہ تفسیر غالباً بارہویں صدی ہجری کے آخری حصہ میں لکھی گئی جو شیخ حمید الدین ناگوری کی تفسیر " بحر المرجان " سے ماخوذ ہے۔ لیکن اس وقت تفسیر سورۂ والضحیٰ کے نام سے جو کتاب بازار میں دستیاب ہے وہ اس قدیم تفسیر سے بہت کچھ مختلف ہے۔ (جائزہ تراجم قرآنی ص ۱۴۸)

تفسیر حبیبی

مولانا حبیب الرحمان نے سید رشید رضا مصری کی مرتبہ مشہور تفاسیر ''المنار'' کا خلاصہ پشتو زبان میں تفسیر حبیبی کے نام سے الگ الگ پاروں کی شکل میں شروع کیا ہے، ۱۹۴۷ء تک ۴ پارے چھپ چکے تھے۔ اب تک کتنے پارے چھپ چکے ہیں اس کی تفصیل نہ معلوم ہوسکی۔

(جائزہ تراجم قرآنی ص ۱۵۲)

ترجمہ و تفسیر حسینی

عبداللہ وارث کوئی (وفات ۱۹۱۷ء) مشہور واعظ و مصنف ملا حسین کاشفی کی ''تفسیر حسینی'' کا پشاور کے ایک رئیس قاضی محمد حسن جان نے مولانا عبداللہ وارث کوٹی اور مولانا عبد العزیز عادل علی گڑھی سے پشتو ترجمہ اپنی نگرانی میں کرایا۔ یہ ترجمہ "تفسیر حسینی" کے نام سے بمبئی میں چھپ چکا ہے۔ ترجمہ کی زبان میں کوئی ندرت نہیں ہے۔ (جائزہ تراجم قرآنی ص ۱۵۰)

ترجمہ تفہیم القرآن

فضل معبود رحیم گل

ترجمہ معارف القرآن

ڈاکٹر قاضی مبارک

ترجمۂ قرآن

مولانا عبدالحق دربھنگوی کو پشتو زبان میں زبردست مہارت حاصل تھی وہ قادر الکلام شاعر تھے انھوں نے آسان زبان میں قرآن کریم کا پشتو زبان میں ترجمہ کیا۔ جو لفظی ہونے کے ساتھ ساتھ عام فہم بھی ہے۔ اور کافی مقبول بھی۔ کتاب کی ضخامت ایک ہزار صفحات کے قریب ہے۔

(جائزہ تراجم قرآنی ص ۱۵۰)

ترجمہ قرآن

مجلس علما نے مولانا محمود الحسن دیوبندی کے اردو ترجمہ کو پشتو زبان میں منتقل کرنے کا کام انجام دیا۔ اور اس کے ساتھ مولانا شبیر احمد عثمانی کے تفسیری حواشی کو حواشی ہی کی شکل میں پشتو زبان میں منتقل کیا گیا۔ یہ پوری تفسیر چار ہزار صفحات پر مشتمل ہے ترجمہ تحت اللفظ ہے اور اسی اردو ترجمہ کی طرح بامحاورہ اور رواں دواں ہے جو اس پشتو ترجمہ کی اصل ہے۔ (جائزہ تراجم قرآنی ص ۱۵۱)

تفسیر قرآن

مولانا شیخ عبد الاحد نے قرآن کریم مکمل تفسیر پشتو زبان میں لکھی جو ۱۲۷۸ھ مطابق ۱۸۶۱ء میں شائع ہوئی۔ (قرآن مجید کے تراجم جنوبی ہند کی زبانوں میں ص ۸۷)

کشاف القرآن

محمد ادریس کا ترجمہ بامحاورہ اور سلیس ہے، تفسیری حصے میں ربط آیات اور شان نزول پر ضروری گفتگو ہے۔ اسرائیلیات سے یہ تفسیر پاک ہے۔ بعض مقامات پر مشکل الفاظ کے معانی کی وضاحت بھی ہے۔ ۱۹۶۴ء میں اس کی پہلی جلد شائع ہوئی جو پندرہ پاروں پر مشتمل ہے۔ دوسری جلد بھی مکمل ہو چکی ہے۔ (جائزہ تراجم قرآنی ص ۱۵۲)

ترجمۂ قرآن

سید جعفر حسین استر زئی پایان ضلع کوہاٹ نے پورے قرآن کریم کا پشتو زبان میں منظوم ترجمہ کیا جو پشاور سے چھپ چکا ہے۔ (علمائے امامیہ کی تفسیریں ص ۶۲)

قرآن کریم کے سنسکرت میں تراجم

ترجمۂ قرآن

ستیہ دیو ورما کے قلم سے سنسکرت میں پہلا ترجمۂ قرآن ۱۹۹۰ء میں منظر عام پر آیا۔

(تر جمات معانی القرآن الانجليزية ص ۸۵)

ترجمۂ قرآن

نامعلوم (یہ ترجمہ ۶۱۶ صفحات پر مشتمل رزاقی پریس کانپور سے طبع ہوا)

ترجمۂ قرآن

ایچ گنڈے راؤ کا یہ ترجمہ چند پاروں پر مشتمل ہے مگر ابھی طبع نہیں ہو سکا ہے۔

قرآن کریم کا گورمکھی ترجمہ

ترجمۂ قرآن

شیخ محمد یوسف قادیانی

قرآن کریم کا کنٹر میں ترجمہ

پوتر قرآن

میسور کے راجہ سرشری کرشنا جو ترقی پسند خیالات رکھتے تھے ان کی خواہش سے قرآن کریم کا کنٹر زبان میں پہلی بار ترجمہ کی کوشش وینکٹ راینا نے کی جو اس وقت میسور حکومت کے مترجم کی حیثیت سے کام کررہے تھے انھوں نے پہلے پارہ کا ترجمہ کیا اور بدقسمتی سے ان کا بھی انتقال ہو گیا اور آخر کار یہ ترجمہ کا کام میسور کے ایک اور اسکالر آرائے کیسری کے حوالے کیا گیا اور انھوں نے اپنی ذاتی محنت اور کاوش سے ایک سال کے عرصہ میں مکمل کیا۔ کنٹر زبان میں یہ پہلا قرآن کا ترجمہ تھا جو ۱۹۴۹ء میں پوتر قرآن کے عنوان سے شائع ہوا۔ لیکن یہ ترجمہ صحیح نہ تھا مترجم عربی زبان سے واقف نہ تھا انھوں نے یوسف علی کے انگریزی ترجمہ کی مدد سے کنٹر میں ترجمہ کیا تھا جس پر کافی اعتراضات وارد کئے گئے۔

تجو مایا قرآن

سید قاسم کنٹر اور عربی دونوں زبانوں سے واقف تھے انھوں نے اپنے ''اسلامی پبلشنگ ہاؤس'' سے قرآن کا مکمل ترجمہ قرآن شائع کرایا کہ نہیں اس کی خبر نہیں البتہ پہلے پارے کا ترجمہ تجو مایا قرآن کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

ترجمۂ قرآن

مولوی اشرف علی تھانوی کے ترجمۂ قرآن کو کنٹر میں ترجمہ کرا کے ''دارالاشاعت'' بنگلور نے ۱۹۶۶ء میں طبع کرایا۔

دیوا قرآن

کنٹر زبان میں اچھے اور مستند ترجمہ کی ضرورت کو برابر محسوس کیا جاتا رہا اس ضرورت کو بنگلور کے اسلامی ساہتیہ پرکشنا'' نے حسن وخوبصورتی سے پورا کیا اس ادارہ نے ۱۹۷۸ء میں قرآن کا کنٹری زبان میں صحیح سلیس اور مستند ترجمہ دیوا قرآن کے نام سے شائع کیا۔ اس کام کے لیے جن اسکالروں کا انتخاب کیا گیا تھا انھوں نے سات سال کے طویل عرصہ کے بعد ترجمہ مکمل کیا ان کے نام یہ ہیں۔ مولانا شیخ عبدالقادر، مولانا سید یوسف، ابوریحان احمد نوری، عبداللہ منگلور اعجاز الدین بنگلور عبدالغفار جنوبی کنٹرا۔

ان مترجمین نے اس ترجمۂ قرآن میں قرآن کی روح کو منتقل کرنے میں زیادہ کامیابی حاصل کی ہے۔ ترجمہ کی زبان سلیس آسان اور ادبی معیار کی ہے۔ ترجمہ میں عربی فارسی کے ایسے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جنہیں کنٹر بولنے والے استعمال کرتے ہیں۔

(قرآن کریم کے تراجم جنوبی ہند کی زبانوں میں ص ۱۴۴)

قرآن کریم کے سندھی تراجم وتفاسیر

برصغیر پاک ہند کی ایک اہم زبان سندھی ہے۔ سندھ میں سومرو خاندن کے دور حکومت میں (۴۴۳ھ ۷۵۲ء بمطابق ۱۰۵۱ھ ۱۳۵۱ء) اس زبان کو بہت عروج ہوا آج کل یہ پاکستان کی نہایت ترقی یافتہ علاقائی زبان ہے۔

جیسا کہ سندھی روایت سے معلوم ہوتا ہے قرآن کریم کا سندھی زبان میں پہلا ترجمہ ایک عرب عالم دین نے ۲۷۰ھ بمطابق ۸۸۳ء میں کیا تھا لیکن اس کا کوئی نسخہ آج دستیاب نہیں ہے۔ سندھی زبان میں پہلا مکمل ترجمہ جو موجود ہے وہ اخوند عزیز اللہ متعلوی ساکن ٹیاری ضلع حیدرآباد نے کیا تھا۔ اسی ترجمہ کو ۱۸۷۰ء میں محمدی پرنٹنگ پریس گجرات نے شائع کیا تھا اور وہی ترجمہ بمبئی سے ۱۸۷۵ء میں طبع ہوا۔ یہ ترجمہ بہت قدیم سندھی نثر میں کیا گیا تھا اس کے علاوہ سندھی نثر میں پہلا شائع شدہ ترجمہ مولانا محمد صدیق کا ہے جو لاہور سے ۱۸۶۷ء میں شائع ہوا تھا اور بمبئی ۱۹۷۹ء میں طبع ہوا۔

تفسیر القرآن

ابوالحسن ٹھٹھوی کی یہ تفسیر بارہویں صدی ہجری کے وسط میں لکھی گئی اور کہا جاتا ہے کہ یہ سندھی زبان میں پہلی تفسیر ہے

تفسیر کوثر

پیر پگاڑو پیر مردان علی شاہ کی پانچ جلدوں میں مکمل تفسیر قرآن ہے۔

تفسیر ہاشمی

مخدوم ہاشم بن عبدالغفور ٹھٹھوی (وفات ۱۱۷۴ھ) کی یہ آخری دو پاروں کی تفسیر ہے۔

اس مصنف سے منسوب ایک اور تفسیر جنة النعیم فی فضائل القرآن الکریم بھی ہے۔

(راہ اسلام مذکور ص ۱۳۴)

تنویر الایمان

عثمان نورنگ زادہ کی یہ تفسیر چار جلدوں میں لکھی گئی جو عوام میں بہت مقبول ہوئی۔

(مجلّہ راہ اسلام مذکور ص ۱۳۴)

ترجمۂ قرآن

میر گل حسن خاں تالپور، سکھر کا یہ ترجمہ بلا متن ہے، فل اسکیپ سائز کے تئیس صفحات پر مقدمہ مشتمل ہے، جو عثمان علی کے اعتراضات اور حملوں کے جواب میں ہے اس کے بعد بلا متن ترجمہ ہے۔ میاں محمد جعفر نے بھٹور ضلع ٹھٹھ سے ۱۹۱۱ء میں شائع کیا ہے۔

ترجمۂ قرآن

محمد خاں لغاری (وفات ۱۹۴۰ء) نے ضیاء الایمان کے نام سے دو ضخیم جلدوں میں قرآن کریم کا ترجمہ اور تفسیر لکھی، جس میں عثمان علی صاحب کے اعتراضات اور اس کے جوابات کے علاوہ تفسیر اہل بیت کے حوالے سے آیات کے مطالب بیان کئے گئے ہیں۔ یہ دونوں جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ (راہ اسلام قرآنی علوم و معارف نمبر نئی دہلی ص ۳۰۵)

ترجمۂ قرآن

سید قائم رضا نسیم امروہوی (وفات ۱۴۰۷ھ) نے اردو اور سندھی زبان میں قرآن کریم کے چھ پاروں کی تفسیر لکھی جس کا پہلا پارہ بڑے اہتمام سے ان کی زندگی ہی میں شائع ہوا ان کے وفات پاتے ہی یہ کام رک گیا۔ (علمائے امامیہ کی تفسیریں ص ۶۰، ۶۱)

ترجمۂ قرآن

حاجی غلام علی اسماعیل (وفات ۱۹۴۶ء) یہ ترجمہ گجرات کے شہر بھاؤنگر سے شائع ہو چکا ہے۔ (راہ اسلام قرآنی علوم و معارف نمبر نئی دہلی ص ۳۰۵)

ترجمۂ قرآن

محمد رحیم سکندری نے کنز الایمان جو مولانا احمد رضا خاں کا اردو زبان میں شاہکار ترجمہ

قرآن ہے اسے سندھی زبان میں منتقل کیا ہے، مترجم مولانا مفتی تقدس علی خاں کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔

مفتاح رشد اللہ

سندھی زبان میں یہ قدیم تفسیر ہے جسے قاری محمد قطامانی نے پیر صاحب جھنڈو شریف کی فرمائش پر تیرہویں صدی ہجری میں تصنیف کی۔ (راہ اسلام مذکور ص ۱۳۴)

قرآن کریم کے پنجابی تراجم وتفاسیر

قرآن کریم کا پہلا پنجابی زبان میں ترجمہ (جزوی) مولانا نواں کوئی شاہ نے کیا تھا اور یہ ۱۸۸۵ء میں لاہور سے شائع ہوا تھا لیکن پنجابی میں مکمل ترجمہ حافظ مبارک اللہ نے کیا تھا جو ۱۸۷۰ء میں شائع ہوا تھا۔

ترجمۂ قرآن

ہدایت اللہ غلزئی کا یہ ترجمہ ۱۸۸۷ء میں لاہور سے طبع ہو چکا ہے۔

ترجمۂ قرآن

شمس الدین بخاری کا یہ ترجمہ ۱۸۹۴ء میں امرتسر سے طبع ہو چکا ہے۔

تفسیر سورۂ والضحیٰ

عبدالستار نے یہ تفسیر لکھی، جزوقتی تفاسیر بھی پنجابی زبان میں لکھی گئیں۔ اس سلسلے میں سب سے زیادہ سورۂ یوسف کے تراجم وتفاسیر لکھی گئیں جن کی تعداد ایک اندازہ کے مطابق ۱۳ ہے۔

گلزار یوسفی

فیروزالدین ڈسکوئی (وفات ۱۳۲۰ھ)

قصص الحسنین

عبدالستار (وفات ۱۳۲۰ھ)

گلزار یوسف

محمد دلپذیر (وفات ۱۲۸۷ھ)

احسن القصص

عبدالحکیم بھاول پوری (وفات ۱۳۱۸ھ)

تفسیر سورۂ یوسف

احمد یار خاں گجراتی

احسن القصص

غلام رسول عالم پور کوٹلوی (وفات ۱۲۹۰ھ)

تفسیر سورۂ یوسف

محمد اظہر حنفی بھروی (راہ اسلام مذکور ص ۱۳۵)

قرآن کریم کے مراہٹی تراجم

ترجمۂ قرآن

حکیم صوفی میر محمد یعقوب خاں کا یہ ترجمۂ قرآن براہ راست اصل عربی متن سے مراہٹی میں کیا گیا ہے۔ اس ترجمہ کو بمبئی کے ''شاد آدم ٹرسٹ'' نے دو رسم الخط میں شائع کیا ایک رسم الخط مراہٹی اور دوسرا دیوناگری رسم الخط میں مراہٹی رسم الخط میں ترجمے کے صفحات ۱۲۵۸ اور دیوناگری رسم الخط میں ترجمے کے صفحات ۱۲۰۹ ہیں۔ مولانا محمد یعقوب نے کوشش کی ہے کہ ترجمہ سہل اور آسان ہو اس لیے ان کا ترجمہ زیادہ مقبول ہوا ہے۔

ترجمۂ قرآن

محمد یوسف عطار نے مراہٹی زبان میں قرآن کریم کا دوسرا ترجمہ شائع کیا ہے اس کی پہلی جلد میں سورۂ فاتحہ اور ۱۴۱ آیات سورہ بقرہ کے ترجمے شامل ہیں۔ اس میں بھی قرآن کریم کا عربی متن ساتھ ساتھ شائع کیا گیا ہے۔ اس ترجمہ کے کل ۶۳ صفحات ہیں۔ اس ترجمہ کو بمبئی کے ادارہ ''دعوت القرآن'' نے شائع کیا ہے۔ (قرآن مجید کے تراجم جنوبی ہند کی زبانوں میں ص ۱۶۰)

قرآن کریم کے تیلگو تراجم

تیلگو زبان میں قرآن کریم کا پہلا ترجمہ مصطفےٰ حلیم حاجی یار اور نوح عالم نے کیا تھا

مصطفیٰ علیم حاجی یار نے پانچ پاروں کا ترجمہ اور تفسیر کی تھی جسے ''حسنی پریس''، بمبئی نے عربی، تامل میں ۱۸۷۳ء میں شائع کیا تھا۔ یہ ترجمہ ۶۵۳ صفحات پر مشتمل ہے۔ نوح عالم صاحب نے بھی ترجمہ مکمل کرنے کے بعد ''فتح الکریم پریس''، بمبئی سے شائع کیا تھا یہ ترجمہ بھی تمل زبان میں تھا۔ یہ ترجمہ ابتدا میں ان عورتوں کے لیے چھاپا گیا تھا جو عربی تحریر سے واقف نہیں تھیں۔

تفسیر الحمید فی تفسیر القرآن المجید

ویلور کے مدرسہ باقیات الصالحات کے دو مشہور عالموں نے قرآن کریم کا تمل زبان میں ترجمہ کرنے کا ارادہ کیا تھا اور سب سے پہلے عبدالقادر باقوی (وفات ۱۹۷۹ء) نے تفسیر الحمید فی تفسیر القرآن المجید کے عنوان سے ترجمہ اور تفسیر ۱۹۳۷ء میں شائع کرائی جو سات جلدوں پر مشتمل تھی اس کے دو ایڈیشن ۱۹۵۴ء اور ۱۹۶۶ء میں شائع ہوئے۔

ترجمان القرآن فی الطاف البیان

اے، کے عبدالحمید باقوی (وفات ۱۹۵۵ء) نے اپنا ترجمۂ قرآن ترجمان القرآن فی الطاف البیان کے عنوان سے شائع کرایا اور ۱۹۴۳ء میں اس ترجمہ کے تعلق سے باقیات الصالحات ویلور کے علما نے بھی اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا اور مستند مانا۔ اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۵۰ء میں اور تیسرا ایڈیشن ۱۹۵۷ء میں شائع ہوا۔ اور یہ تینوں ایڈیشن عربی متن اور ترجمے کے ساتھ شائع کیے گئے۔ (قرآن کے تراجم جنوبی ہند کی زبانوں میں ص ۱۴۸)

ترجمۂ قرآن

داؤد شاہ نے یہ ترجمۂ قرآن کمال الدین قادیانی اور مولانا محمد علی لاہوری کے منافقانہ خیالات کی تردید میں لکھا تھا۔ جو انھوں نے حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات سے انکار کیا تھا۔ اس ترجمہ میں داؤد شاہ نے ان نام نہاد علما کے افکار ونظریات کی سختی سے مخالفت فرمائی۔ داؤد شاہ کا یہ ترجمۂ قرآن تمل زبان میں ۱۹۶۲ء اور ۱۹۷۰ء کے درمیان شائع ہوتا رہا۔ انھوں نے قرآن کریم کی تفسیر بھی مکمل کرلی لیکن آخری جلد ان کے انتقال سے پہلے نہ شائع ہوسکی۔

انوار القرآن

عبدالرحمان نے تمل زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ وتفسیر شائع کرائی ان کا یہ ترجمہ ۱۹۶۹ء

اور ۱۹۷۵ء کے درمیانی وقفہ میں آدم ٹرسٹ کتناپور سے انوار القرآن کے عنوان سے شائع ہوتا رہا۔ جو آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ ان کی یہ تفسیر دوسرے مترجمین کے مقابلے میں زیادہ واضح اور مفصل ہے۔ (قرآن کے تراجم جنوبی ہند کی زبانوں میں ص ۱۵۰)

ترجمۂ قرآن

نامعلوم مصنف کا یہ ترجمہ اسلامک پبلشنگ ہاؤس بنگلور سے طبع ہو چکا ہے۔

قرآن کریم کے کشمیری تراجم

کشمیر میں سلطان شہاب الدین کے عہد حکومت (۱۳۵۴ء۔۱۳۷۳ء) میں پہلی تفسیر شاہ ہمدان نے عربی میں لکھی۔ اس کے بعد فارسی اور عربی کی متعدد تفاسیر منظر عام پر آئیں، جن میں شیخ یعقوب صرفی (فارسی) خواجہ معین الدین (فارسی، عربی) صفی الدین کشمیری (فارسی) بابا داؤد خاکی (عربی) ملا عبدالرشید کشمیری (عربی) تفضل حسین (فارسی) اور مولانا معین الدین (عربی) کی تفاسیر قابل قدر ہیں۔ ان میں کچھ کی تفصیل گذر چکی ہے۔

ترجمۂ قرآن

محمد احمد مقبول سبحانی کا یہ ترجمہ کشمیری زبان میں پہلا ترجمہ ہے جو ڈاکٹر حمید اللہ کی تحریک پر مترجم نے ۱۹۴۵ء میں کیا اور ۱۹۵۰ء میں طبع ہو کر منظر عام پر آیا۔ (راہ اسلام مذکور ص ۱۳۵)

بیان القرآن المعروف بہ تعلیم القرآن

میر واعظ محمد یوسف شاہ (وفات ۱۳۸۶ھ) یہ دس پاروں کا ترجمہ ہے۔

ترجمۂ قرآن وتفسیر

محمد نور الدین قادری (سال ترجمہ ۱۹۲۸ء ہے) (اکادمی مخطوطات کلچرل اکادمی کشمیر ص ۷۸)

ترجمۂ قرآن

مفتی ضیاء الدین بخاری کا یہ ترجمہ مکمل ہے یا نامکمل اس تعلق سے کوئی تفصیل نہ معلوم ہو سکی۔

ترجمہ قرآن

سید میر میرک اندرابی کا یہ ترجمہ وتفسیر ۲۵ پاروں پر مشتمل ہے۔

نورالعیون

محمد یحیٰ نے کشمیری زبان میں پارۂ عم کی تفسیر لکھی ہے جو ۱۹۱۰ء میں امرتسر سے شائع ہوئی۔ (مجلہ راہ اسلام مذکور ص ۱۳۵) بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ کشمیری زبان میں یہ پہلا جزوی ترجمہ ہے جو پہلی مرتبہ ۱۸۸۷ء میں شائع ہوا تھا۔ (قرآن مجید کے تراجم جنوبی ہند کی زبانوں میں ص ۸۵)

قرآن کریم کے گجراتی تراجم وتفاسیر

گجراتی زبان میں پہلا مکمل ترجمہ عبدالقادر بن لقمان نے کیا تھا جو ۱۸۷۹ء میں بمبئی سے شائع ہوا تھا۔

ترجمۂ قرآن

حافظ عبدالرشید کا یہ ترجمہ دہلی سے ۱۳۱۱ھ میں شائع ہوا۔ یہ ترجمہ سنی نقطۂ نظر سے کیا گیا جو ابتدا میں کافی مقبول رہا۔ لیکن بعد میں دوسرے تراجم کے آجانے کی وجہ سے نایاب ہو گیا۔
(جائزہ تراجم قرآنی ص ۱۳۵)

ترجمۂ قرآن مع مختصر حواشی

احمد بھائی سلیمان جمعانی کے اس ترجمہ کا پہلا ایڈیشن بغیر متن کے بمبئی سے ۱۹۳۸ء میں شائع ہوا دوسرا ایڈیشن حبیب میموریل کراچی نے متن کے ساتھ شائع کیا۔ فٹ نوٹ میں مختصر سے حواشی ہیں جو تفسیری نوعیت کے ہیں۔ حبیب میموریل ٹرسٹ اثنا عشری خوجوں کا ہے۔ جس کا ہیڈ آفس پہلے بمبئی تھا اب کراچی منتقل ہو گیا ہے۔ (جائزہ تراجم قرآنی ص ۱۳۶)

ترجمۂ قرآن

صوفی پیر محمد یعقوب چشتی صابری کا یہ ترجمہ بغیر متن کے ۱۹۲۵ء میں ''خلافت پریس'' بمبئی سے شائع ہوا ہے۔ اس کے شروعات میں آیات کے استخراج کا ایک انڈکس ۴۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ (جائزہ تراجم قرآنی ص ۱۳۷)

ترجمۂ قرآن

عزیز اللہ خطیب گودہری کا یہ ترجمہ شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر کے ترجمہ کے عین مطابق ہے۔ عربی متن گجراتی رسم الخط میں ہے اردو ترجمہ گجراتی حروف میں لکھا گیا ہے'' فیض

پبلشر" نے شائع کیا ہے۔ ترجمہ تمام وکمال شاہ عبدالقادر اور شاہ رفیع الدین کے ترجمہ کی نقل ہے۔

ترجمۂ قرآن مع مختصر حواشی

مولانا شمس الدین بڑودوی۔ یہ ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی کے ترجمہ سے اور تفسیر مولوی شبیر احمد عثمانی کی تفسیر سے مستفاد ہے۔ اس کے مترجم مولوی شمس الدین ہیں لیکن اس کی اشاعت عبدالرحیم صادق کے نام سے ہوئی ہے۔

ترجمہ قرآن

شیخ محمد اصفہانی کا یہ ترجمہ سب سے پہلے ۱۳۱۸ھ میں پھر ۱۳۴۶ھ میں مصطفوی پریس بمبئی سے شائع ہوا اس کے مترجم شیخ محمد اصفہانی (مغل شیعہ تھے) لیکن بعض وجوہ سے یہ ترجمہ مقبول نہ ہوسکا اور اس کی بہت سی جلدیں ردی کے بھاؤ بازار میں فروخت ہوئیں۔ (جائزہ تراجم قرآنی ص ۱۳۶)

ترجمۂ قرآن

نامعلوم مصنف کا یہ ترجمہ عربی متن کے ساتھ نصف صدی قبل شمالی گجرات سے لیتھو پریس سے چھپا۔

ترجمۂ قرآن

غلام محمد صادق راندیری کی یہ کوشش ترجمہ وتفسیر دونوں پر مشتمل ہے۔ اس کی اشاعت ۱۹۴۶ء میں مسلم گجرات پریس سورت سے ہوئی۔ دراصل یہ ترجمہ وتفسیر مولانا شمس الدین بڑودوی کی محنت کا نتیجہ ہے۔ مگر نتیجہ مولانا عبدالرحیم صادق کے نام سے اشاعت پذیر ہوا۔ اس ترجمے میں دو کالم کئے گئے ہیں۔ ایک عربی متن ہے دوسرے کالم میں ترجمہ ہے۔ فٹ نوٹس میں تفسیری فوائد ہیں۔ یہ ترجمہ دو جلدوں پر مشتمل ہے اور ۱۴۶۰ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ ابتدا میں ۱۱۸ صفحات پر مقدمہ ہے۔ ترجمہ کی زبان رواں دواں ہے۔ گجراتی کے دوسرے تراجم کے مقابلے میں یہ سب سے زیادہ مقبول ہے۔ (جائزہ تراجم قرآنی ص ۱۳۸)

ترجمۂ قرآن

حاجی غلام علی حاجی اسماعیل کے ترجمہ وحواشی کی اشاعت پہلی بار بھاؤنگر کاٹھیاواڑ سے ۱۹۰۳ء ہوئی اس کے بعد اس کی متعدد اشاعتیں ہوچکی ہیں۔ (علمائے امامیہ کی تفسیریں ص ۶۱)

قرآن کریم کے ملیباری تراجم وتفاسیر

ترجمۂ قرآن

انیسویں صدی کی چھٹی دہائی تک ملیالم زبان میں قرآن کریم کے ترجمہ کا پتا نہیں چلتا ہے۔ ۱۸۷۰ء میں ملیالم میں پہلی مرتبہ مایان کٹی ایلیا (اراکل) نے قرآن کریم کا ترجمہ کیا چوں کہ انھوں نے اراکل کے شاہی خاندان میں شادی کی تھی اس لیے قرآن کریم کے اس ترجمہ کی بہ سہولت اشاعت کر سکے۔ اسی اراکل خاندان کے ایک راجہ چرامن پرول معجزۂ شق قمر دیکھنے کے بعد شاہی تخت چھوڑ کر سعودی عرب گئے اسلام قبول کیا اور وہیں سکونت اختیار کی۔

مایان کٹی کا یہ ترجمہ چھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ انھوں نے اس ترجمے کو بمبئی سے شائع کرایا تھا۔ لیکن یہ ترجمہ مالابار کے مسلم عوام میں زیادہ مقبول نہ ہوسکا اور مسلم علما نے بھی اسے پسند نہیں کیا۔ اس ترجمہ کا نسخہ ''اسلامک سینٹر سول اسٹیشن کالی کٹ'' میں موجود ہے۔

(قرآن کے تراجم جنوبی ہند کی زبانوں میں ص ۱۵۴)

ترجمۂ قرآن

وکیم عبدالقادر نے ملیالم میں دوسرا ترجمہ قرآن لکھنے کی کوشش کی انھیں عربی زبان پر عبور تھا اور ان کا اپنا پریس بھی تھا مگر انگریزوں کی شورش کے باعث وہ اپنا ترجمہ قرآن مکمل نہ کر سکے بعد میں اس ترجمہ کو ان کے شاگرد محمد محی الدین نے مکمل کیا اور چھ پاروں کی اشاعت بھی کروائی۔

ترجمۂ قرآن

مولوی اداسری نے نظام ٹرسٹ حیدرآباد دکن کے زیر سرپرستی قرآن کریم کے ملیالم زبان میں ترجمہ کا کام شروع کیا ان کا ترجمہ مکمل ہوگیا تھا مگر اس کے ایک ہی پارہ کی اشاعت ہو پائی تھی۔ اس ترجمہ کی خاص بات یہ ہے کہ سورہ کے بجائے سمن کا نام دیا گیا ہے جس کے معنیٰ ہیں پھول اور آیت کو دلم نام دیا گیا ہے جس کے معنیٰ ہیں پھول کی پتی۔

ترجمۂ قرآن

قرآن کریم کا ملیالم زبان میں مکمل ترجمہ مالاپورم کے عمر مولوی نے کیا اور انھوں نے پہلی

مرتبہ ترجمہ کو عربی ملیالم رسم الخط میں شائع کیا۔ اس کی وجہ سے لوگوں کو یہ آسانی ہوئی کہ بچپن میں مدرسہ میں عربی رسم الخط میں جو قرآن پڑھا تھا اس کی موجودہ شکل میں پڑھنے میں دقت نہ ہوئی۔ ۱۹۷۰ء میں یہ ترجمہ ایک جلد میں شائع ہوا۔ اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۰ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

ملیالم زبان میں ایک ترجمہ تمناہی سرل یم کویا کٹی نے ۱۹۶۶ء میں ایک جلد میں شائع کیا اب تک اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ (قرآن مجید کے تراجم جنوبی ہند کی زبانوں میں ص ۱۵۷)

ترجمۂ قرآن

ایس ایم کرشنا راؤ، کوچین

ترجمۂ قرآن مع تفسیر

یہ تفہیم القرآن کا ترجمہ ہے ''اسلامک پبلشنگ ہاؤس'' کالی کٹ نے شائع کیا ہے۔

ترجمۂ قرآن مع تفسیر

مولانا سی، این احمد باقوی کا یہ ترجمۂ قرآن ''انصاری بک ڈپو'' کالی کٹ نے شائع کیا ہے۔

قرآن کریم کے بنگلہ تراجم وتفاسیر

قرآن کریم کے بنگالی زبان میں پہلے مکمل اور نامکمل ترجمہ کے بارے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے، جہاں تک جزوی ترجمہ کا تعلق ہے یہ بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے تیسویں پارے کا ترجمہ غلام اکبر علی مرزاپوری نے ۱۸۶۸ء میں کیا تھا لیکن چند لوگوں کا خیال ہے کہ پہلا نامکمل ترجمہ مولوی امیر الدین بے جونیا ساکن موضع میتکی پور (ضلع رنگپور) نے کیا تھا۔ جہاں تک مکمل ترجمہ کا تعلق ہے تو سب سے پہلے بنگالی زبان میں ایک برہمن سریش چندر سین نے ۱۸۸۰ء میں کیا تھا۔ جو نظر ثانی کے بعد ۱۸۸۲ء میں کلکتہ سے شائع کیا گیا۔

ترجمۂ قرآن

آفتاب احمد رحمانی (وفات ۱۹۸۴ء) کا بنگلہ زبان میں یہ مفصل ترجمہ وتفسیر ہے۔ اس سے وہاں کے عوام بھی مستفید ہوتے ہیں اور کالج اور یونیورسٹیوں کے طلبہ بھی۔

(اہل حدیث خدام قرآن ص ۴۰)

ترجمۂ قرآن

گولڈ ساک کا یہ ترجمہ پہلی بار ۱۹۰۸ء میں اور دوسری بار ۱۹۲۰ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

نعیم الدین و غلام سرور کا یہ ترجمہ ۱۸۹۹ء میں طبع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

عباس علی (وفات ۱۹۳۲ء) نے حضرت شاہ رفیع الدین کے ترجمہ کو بنگالی زبان میں منتقل کر کے شائع کیا ہے۔ یہ ترجمہ ۱۹۰۹ء میں الطافی پریس کلکتہ سے شائع ہوا۔ یہ ترجمہ ۹۶۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ قرآن کا یہ ترجمہ بہت مقبول ہوا اور بہت پڑھا گیا۔ (اہل حدیث کے خدام قرآن ص ۲۲۳)

ترجمۂ قرآن

غلام اکبر علی نے یہ ترجمہ ۱۸۶۸ء میں آغاز کیا، یہ ترجمہ تین اجزا پر مشتمل ہے۔

ترجمۂ قرآن

علمائے بنگال کی ایک مجلس نے مل کر ایک ترجمہ کیا جو کلکتہ سے ۱۸۸۲ء میں اشاعت پذیر ہوا۔ (معارف اعظم گڑھ فروری ۱۹۴۰ء ص ۶۹)

ترجمۂ قرآن

گریش چندر سین کے اس ترجمہ کی نشاندھی ڈاکٹر حمید اللہ کی مرتبہ ایک قدیم فہرست میں کی گئی ہے۔ مگر کسی اور ذریعہ سے اس ترجمہ کی تحقیق اب تک نہ ہو سکی۔ ہو سکتا ہے یہ ترجمہ وہی مذکورہ ترجمہ ہو جو علما کے ایک بورڈ نے کیا تھا اور بعد میں گریش چندر سین نے اس پر نظر ثانی کی ہو۔

ترجمۂ قرآن

مدھو میاں نے مولانا محمد عبد الحق حقانی کے ترجمۂ قرآن کو بنگلہ زبان میں منتقل کیا ہے۔ ۱۹۰۱ء میں یہ ترجمہ تفسیر حقانی کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ (جائزہ تراجم قرآنی ص ۱۴۶)

ترجمۂ قرآن

ولایت حسین بیر بھومی نے بنگلہ زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ بھی کیا اور حواشی بھی لکھے، مترجم نے اپنی تعلیم ڈھاکہ اور رام پور میں مکمل کی، مدرسہ عالیہ کلکتہ میں ایک عرصہ تک پرنسپل

رہے۔ تقسیم ہند کے موقع سے وہ بنگلہ دیش چلے گئے آخر عمر تک وہیں رہے اور وہیں انتقال ہوا۔ ۱۹۴۳ء میں انگریزوں نے انھیں شمس العلماء کا خطاب دیا تھا۔

قرآن کریم کے ہندی تراجم وتفاسیر

اضواء البیان فی ترجمۃ القرآن

یوسف موتارا نے قرآن پاک کا ہندی زبان میں ترجمہ شائع کیا ہے، ترجمہ کے مطالعہ سے ایسا لگتا ہے کہ مترجم نے کسی اردو ترجمۂ قرآن کو ہندی زبان میں منتقل کر دیا ہے۔ اس ترجمۂ قرآن پر مولانا ساجد الرحمن صدیقی (وفات ۲۰۱۱ء) کا مقدمہ ہے۔ مترجم مولانا زکریا کاندھلوی کے مرید ہیں، یہ ترجمہ جن خوبیوں کا حامل ہے اسی ترجمہ قرآن میں ان لفظوں میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

۱۔ یہ ترجمۂ قرآن صحابہ کرام، اور سلف صالحین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے تفسیری نکات کا مجموعہ ہے۔

۲۔ ترجمۂ قرآن میں آیات کے فقہی پہلو بخوبی اجاگر ہو گئے ہیں۔

۳۔ ہر آیت کا ترجمہ پچھلی اور بعد والی آیت سے مربوط ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی جگہ پر مستقل ہے۔

۴۔ ترجمہ سلیس اور عام فہم ہے۔

۵۔ اس ترجمہ کی مدد سے قرآن کریم کے مضامین کو ذہن نشین کرنا آسان ہو گیا ہے۔

مترجم اگر چہ ہندوستانی ہیں مگر انھوں نے لندن میں بود و باش اختیار کر رکھی ہے اس ترجمۂ قرآن کو بھی ''اظہر اکیڈمی'' لندن سے طباعت کا شرف حاصل ہے۔

یہ ترجمہ دیوبندی مکتبہ فکر کی ترجمان ہے مترجم یضل به کثیرا ویهدی به کثیرا ومایضل به الا الفاسقین کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں۔

> ''اللہ اس کے ذریعہ بہت سوں کو گمراہ کرتے ہیں اور بہت سوں کو اس کے ذریعہ ہدایت دیتے ہیں اور اس کے ذریعہ اللہ گمراہ نہیں کرتے مگر نافرمان لوگوں کو''۔

(اضواء البیان ص ۷ اظہر اکیڈمی لندن ۲۰۱۴ء)

ترجمۂ قرآن

۸۸۳ء میں مہروک بن رائک نامی ایک ہندوستانی حکمراں تھا جب اس کے کانوں میں اسلامی تعلیمات کی بھنک پڑی تو اس نے منصورہ (سندھ) کے مسلمان حاکم عبداللہ بن عمر کے پاس پیغام بھیجا کہ قرآن کریم کی اصل تعلیمات کو مقامی زبان میں منتقل کرنے کے لیے کسی شخص کو راجہ کے پاس روانہ کیا جائے۔ چنانچہ عبداللہ بن عمر نے ایک ایسے عالم کا انتخاب کیا جو ہندوستان میں مدتوں رہا تھا۔ اور یہاں کی مختلف زبانوں پر اسے عبور حاصل تھا۔ جس کا قیام راجہ کے پاس تین سال تک رہا۔

راجہ کی فرمائش پر اس شخص نے قرآن کریم کا ترجمہ ہندی میں شروع کیا جو سورہ یٰس تک پہنچ سکا اور کسی نامعلوم وجوہ کی بنا پر نامکمل رہ گیا۔ اس ترجمہ کا فائدہ یہ ہوا کہ راجہ مہروک مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ یہ ترجمہ ہزار سال قبل کا ہے۔ اس کا ذکر چوتھی صدی ہجری کے مشہور سیاح بزرگ ابن شہریار نے اپنے سفرنامہ ہند میں کیا ہے۔ (جائزہ تراجم قرآنی ص ۱۲۱)

ترجمۂ قرآن

مرزا کاظم علی جوان، مولوی امانت اللہ شیدا، میر بہادر علی حسینی تینوں نے مل کر یہ ترجمۂ قرآن مکمل کیا جو ۵۰۰ صفحات پر مشتمل تھا لیکن اس ترجمہ قرآن کو قبول عام نہ ہو سکا۔

ترجمۂ قرآن (من موہن کی باتیں)

حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی تیرہویں صدی کے مشہور طویل العمر بزرگ، بلند پایہ عالم اور شیخ وقت تھے۔ بہت سے علما و مشائخ نے آپ سے اکتساب فیض کیا ہے آپ کے دست حق پرست پر بہت سے لوگوں نے توبہ ورجوع الی اللہ کیا ہے۔ آپ کی ولادت آپ کی ننہال سندیلہ ضلع ہردوئی میں ۱۲۰۸ھ میں ہوئی، مولانا نور انصاری فرنگی محلی اور دوسرے علمائے لکھنؤ سے درسیات پڑھیں۔ اس کے بعد دہلی تشریف لے گئے اور خاتم المحدثین حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے حدیث کا درس لیا اور دہلی ہی میں حضرت شاہ محمد آفاق مجددی نقشبندی سے بیعت کی اور خلافت سے مشرف ہوئے۔ اس کے بعد وطن واپس آکر سلسلۂ تدریس اور طریقۂ رشد و ہدایت جاری کیا۔ ۱۰۵ سال کی طویل عمر پائی ۱۳۱۳ھ میں وصال ہوا۔

مولانا فضل الرحمن گنج مرادآبادی گاہے بگاہے اپنے مریدین کے حلقہ میں قرآن پاک کی آیات کا ترجمہ عام فہم پوربی ہندی زبان میں بیان کیا کرتے تھے، جسے سعادت مند مرید ترجمہ قلم بند کرلیا کرتے تھے، یہ ترجمہ صرف چند سورتوں اور چند آیات پر مشتمل ہے، ترجمہ مذکورہ اردو رسم الخط اور دیوناگری رسم الخط (بغیر متن قرآن شریف) دونوں میں چھپ چکا ہے لیکن اب کمیاب ہے۔

حضرت مولانا فضل الرحمان گنج مرادآبادی کے اس ترجمہ کے تعلق سے اہل علم کا خیال ہے کہ اس سے پہلے ہندی زبان میں اتنا اچھا ترجمۂ قرآن منظر عام پر نہیں آیا۔ غالباً یہ وہی ترجمۂ قرآن ہے جو آپ کبھی کبھی بطور درس دیتے تھے۔ ان درسوں کا ترجمہ مولوی تجمل حسین بہاری نے دیوناگری رسم الخط میں لکھ دیا اور مولانا عبدالباری فرنگی محلی نے ۱۳۴۱ھ میں اسے طبع کرایا۔ دوسری بار اردو، ہندی دونوں ترجموں کو "خدا بخش لائبریری" پٹنہ نے ۱۹۸۹ء میں شائع کردیا ہے۔

یہ ترجمہ مولانا فضل الرحمن گنج مرادآبادی کی قرآن فہمی، ادبی ذوق، اور لطافت طبع کا نمونہ ہے۔ وہ درج ذیل آیات کا ترجمہ اس طرح فرماتے ہیں۔

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

اس کی راج چوکی میں سارے اکاس و دھرتی سمارہے ہیں

وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا	اور ان کی چوکسی اس کو تھکاتی نہیں
لَاتُحَمِّلْنَا مَالَاطَاقَةَ لَنَا بِهٖ	نہ رکھ ہم پر وہ کہ جس کا بوتا نہیں
وَآتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا	اور ہم نے اس کو بچپن میں سوجھ بوجھ دی
وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ	اور اپنی ماتا پتا کا سپوت پوت تھا
اَنَّا صَبَبْنَا الْمَاءَ صَبًّا	ہم نے جھما جھم برکھا برسائی
اَلَّذِىْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ	جس کے ہاتھ میں راج پاٹ ہے

(تذکرہ حضرت مولانا فضل الرحمن گنج مرادآبادی ص۸۱)

الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَارَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّارَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآاُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ، اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ٥

(اس مہابید کے پرمیشر کے ہونے میں کوئی دبدھا نہیں، وہ بھگتوں کو بھلی راہ پر لگاتا ہے جو
ان دیکھے دھرم لاتے ہیں اور پوجا کو سنوارتے ہیں اور ہمارے دیے کا دان بھی کرتے ہیں
اور جو جو تیرے بل اوترا اوس کو اور جو جو تجھ سے پہلے اتارا گیا اوس کو سب جی سے مانتے ہیں
اور پچھلے جگ کو بھی جی میں ٹھیک جانتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے پالنہار کی راہ پر ہیں اور یہی اپنی
امنگ پا ونہار ہیں)۔ (من موہن کی باتیں ص ۴،۳)

ترجمۂ قرآن بلا متن قرآن

نواب حاجی محمد قلی خاں کانپوری نے یہ ترجمہ بلا متن کے ۱۳۰۴ھ میں لکھنؤ سے شائع کرایا۔

ترجمۂ قرآن

مولانا محفوظ الرحمان نگرامی نے چند پاروں کا تحقیقی ترجمہ کیا جب آنکھوں سے معذور ہو گئے تو کسی پنڈت کو بلوا کر املا کرانے لگے ۱۹۴۳ء میں مترجم کی وفات ہوگئی اور ترجمہ ناتمام رہا۔

ترجمۂ قرآن

قاضی عابد علی بلہوری (وفات ۱۹۶۱ء) کا یہ نصف قرآن کا ترجمہ ہے قسط وار کانپور کے کسی ماہنامہ میں شائع ہو چکا ہے۔

ترجمۂ قرآن مع تفسیر

خواجہ حسن نظامی نے پہلے تو صرف سورہ بقرہ کا ترجمہ کیا اس کے بعد ۱۹۲۲ء سے ۱۹۲۷ء تک سات سال کے اندر قرآن کا ترجمہ اور تفسیر دونوں مکمل کیا متن قرآن کے سامنے ڈپٹی نذیر احمد کے اردو ترجمہ کو دیوناگری رسم الخط میں لکھا گیا ہے۔ حاشیہ پر خود خواجہ صاحب نے اپنا ترجمہ اور تفسیر نو مسلم پنڈت اور غیر مسلم علما کی مدد سے ہند میں منتقل کر دیا ہے۔ نو سو صفحات پر مشتمل یہ ترجمہ ''ہندوستان الیکٹرک پرنٹنگ ورکس'' دہلی سے چھپا ہے۔

ہندی زبان میں قرآن کریم کا سب سے پہلے ترجمہ حضرت خواجہ حسن نظامی نے شائع کیا تھا اس کے ساتھ ہندی میں تفسیر بھی ہے۔ (نظامی بنسری ص ۵۴۴)

ترجمۂ قرآن

ابو محمد امام الدین رام نگری کا یہ ترجمہ صرف اول اور آخری پارے کا ہے ۱۹۵۸ء میں پہلی بار متن کے ساتھ قرآن ''ساہتیہ سدن'' رام نگر سے شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

گاندھی جی کے جانشین اچاریہ ونوو بھاوے نے چارسو عنوانات کا قرآن سے انتخاب کیا اور ہر عنوان کے تحت پوری آیت یا آیت کے کسی ایک ٹکڑے کا پہلے تو مراٹھی زبان میں ترجمہ لکھا ہے پھر مراٹھی زبان سے ہندی، انگریزی، اردو اور عربی میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ انگریزی ترجمہ کا نام ''اے سنس آف قرآن'' اور عربی اور اردو ترجمہ کا نام "روح القرآن" ہے۔ یہ تمام ترجمے اکھل سرسیوا سنگھ پرکاش راج گھاٹ کاشی میں چھاپے گئے۔ (جائزہ تراجم قرآن ص۱۲۵)

ترجمۂ قرآن

ستیہ دیو جی کا یہ ترجمہ سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کے کچھ اجزا پر مشتمل ہے۔ وارانسی سے ۱۹۱۴ء میں طبع ہو چکا ہے۔ (ترجمات معانی القرآن الانجلیزیة ص۷۷)

ترجمۂ قرآن مع مختصر حواشی

مولانا احمد بشیر اور غلام محمد قریشی دو مترجمین کی مدد سے یہ ترجمہ وجود میں آیا۔ مترجم کے پیش لفظ کے بعد ایک مقدمہ بعنوان ''قرآن شریف پر ایک نظر'' نند کمار اوستھی نے لکھا ہے۔ یہ ترجمہ پر بھاکر ''ساہتیہ لوگ رانی کٹرہ'' لکھنؤ کے زیر اہتمام ۱۹۴۷ء کے قریب ''بھارگو پریس'' امین آباد لکھنؤ سے طبع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

ڈاکٹر احمد شاہ مسیحی اس کے مترجم ہیں، جب انگریزی عہد حکومت میں ہندی زبان کا چرچا شروع ہوا تو اس کی ضرورت محسوس ہوئی کہ اپنے نقطہ نظر کے مطابق ہندی زبان میں قرآن شریف کا ترجمہ کیا جائے چنانچہ پادری ڈاکٹر احمد شاہ مسیحی نے "القرآن" کے نام سے قرآن شریف کا ہندی ترجمہ ۱۹۱۵ء میں کیا۔ جوراج پورہ ضلع دہرہ دون سے شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

یہ ترجمہ محمد فاروق خاں سلطان پوری نے کیا ہے۔ ابتدا میں ایک تفصیلی مقدمہ ہے جس میں قرآن فہمی اور مطالعۂ قرآن کے خاص خاص نکات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ عربی متن کے ساتھ ترجمہ، تفسیری نوٹس، اور مخصوص قرآنی اصطلاحات کی تشریح بھی حاشیئے میں دی ہے۔ یہ ترجمہ

قرآن ایک ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔اس کے کچھ حصے ۱۹۶۶ء میں طبع ہو چکے ہیں۔اس ترجمہ میں جناب عبدالحیٰ کی کوششوں کا بھی دخل ہے۔

ترجمۂ قرآن

مولانا بشیر احمد فرنگی محلی اور غلام محمد قریشی نے مل کر اس ترجمہ کی خدمت انجام دی ہے۔ اس ترجمہ کے ساتھ قرآن کا متن نہیں ہے البتہ حسب ضرورت حاشیئے پر مختصر نوٹ لگا دیئے گئے ہیں۔ابتدا میں خود مترجم کی ایک تمہید ہے۔اس کے بعد نند کمار اوستھی نے اس پر مقدمہ تحریر کیا ہے۔(جائزہ تراجم قرآنی ص ۱۲۸)

ترجمۂ قرآن

شیخ محمد یوسف قادیانی شیخ محمد یوسف ایڈیٹر نور قادیان ضلع گورداس پور نے قرآن کریم کا ہندی ترجمہ شائع کیا جو قرآن شریف کا ہندی انواد کے نام سے چھپا۔یہ ترجمہ خود شیخ محمد یوسف نے کیا تھا اس کے ترجمے میں مترجم نے خاص طور پر ہندو اور سکھ ذہن کو سامنے رکھا۔قرآن کا متن شامل نہیں ہے حاشئے پر کہیں کہیں فٹ نوٹس دیئے ہیں۔(جائزہ تراجم قرآنی ص ۱۲۸)

ترجمۂ قرآن

۱۹۳۰ء کے قریب ایٹہ ضلع کے ایک برہمن پنڈت نے حمائل سائز پر ایک ہندی ترجمۂ قرآن شائع کیا تھا اس ہندی ترجمہ کی شہرت نہیں ہو سکی اس وقت وہ نایاب ہے اس کا ایک نسخہ مہاراجہ بنارس کے کتب خانے میں بھی موجود ہے۔(جائزہ تراجم قرآنی ص ۱۳۱)

تفسیر قرآن مجید

مولوی دین محمد میاں جان نے سورۂ فاتحہ کے پارۂ عم کے ربع آخر تک ہندی زبان میں تفسیر لکھی ہے۔''دبیر ہندی''امرتسر سے اس کی طباعت ۱۳۰۲ھ میں ہو چکی ہے۔
(ذخیرۂ کتب حکیم محمد موسیٰ امرتسری ص ۴۵۷)

تفسیر القرآن

شیخ رؤف احمد رام پوری (وفات ۱۲۴۹ھ) مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی سے خاندانی رشتہ ہے۔رام پور میں ولادت ہوئی، شیخ درگاہی رحمہ اللہ کے فیض یافتگان میں سے تھے۔ایک

زمانہ تک رشد وہدایت کے فرائض انجام دیئے پھر دہلی چلے آئے اور شیخ غلام علی دہلوی رحمہ اللہ کی صحبت اختیار کی۔ بھوپال کا بھی آپ نے سفر کیا۔ مصنف کی یہ تفسیر ہندی زبان میں دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ (الاعلام جلد ۷ ص ۲۱۰)

پوتر قرآن

مجلس علماء۔ ۱۹۵۵ء میں جماعت اسلامی ہند نے پہلے پارہ کا ہندی ترجمہ شائع کیا جو ''پوتر قرآن'' کے نام سے طبع ہوا۔ اصل ترجمہ تو مولانا صدر الدین اصلاحی کا ہے اس کو ہندی میں منتقل کرنے کی خدمت تین اشخاص نے انجام دی ہے جن کے نام یہ ہیں۔

۱۔ ابو محمد امام الدین رام نگری

۲۔ افضل حسین

۳۔ کیلاش ناتھ برہسپت

اس ترجمہ کے ساتھ تفسیری حواشی بھی ہیں جو اس دور کے غیر مسلم ذہن کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔ (جائزہ تراجم قرآنی ص ۱۲۴)

کلام الٰہی

نعمان رضا خاں کا یہ ترجمہ قرآن انوار مصطفیٰ پرکاشن مود ہاپارا رائے پور چھتیس گڑھ سے ۲۰۰۴ء میں شائع ہوا ہے۔ مترجم نے کوئی نیا ترجمہ نہیں کیا ہے بلکہ امام احمد رضا قادری کا ترجمۂ قرآن کنز الایمان اور اس کے حاشیہ پر جو صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی کی تفسیر خزائن العرفان ہے اسی کو ہندی کا لبادہ پہنا دیا ہے۔ ترجمۂ قرآن کے آغاز میں مترجم کے والد گرامی حضرت مولانا سبطین رضا خاں کے دعائیہ کلمات ہیں۔ (کلام الٰہی رائے پور ۲۰۰۴ء)

کنز الایمان (ہندی)

مولانا احمد رضا خاں قادری کے ترجمہ قرآن کنز الایمان کا یہ ترجمہ الحاج محمد توفیق رضوی نے کیا ہے جس کی اشاعت رضا اکیڈمی ممبئی سے فروری ۱۹۹۸ء میں ہوئی ہے۔ یہ ترجمۂ قرآن ایک جلد میں ہے۔

کنز الایمان (ہندی)

کنز الایمان کا یہ ترجمہ مولانا عبدالقدیر ناگپوری نے کیا ہے۔ رضوی کتاب گھر دہلی سے اس ترجمہ کی اشاعت ہو چکی ہے۔

قرآن کریم کے انگریزی تراجم وتفاسیر

انگریزی زبان میں پہلا ترجمہ الیگزنڈر راس نے کیا تھا ان کے ترجمہ کی بنیاد آندرے ڈورائر کا فرانسیسی ترجمہ تھا۔ یہ ترجمہ ۱۶۴۸ء میں لندن سے پہلی مرتبہ شائع ہوا تھا۔

ترجمۃ القرآن

ڈاکٹر عبدالحلیم خاں پٹیالوی کا یہ ترجمہ ۱۹۰۵ء میں لندن سے شائع ہوا

ترجمۂ قرآن

امام الدین مسیحی امرتسری (وفات ۱۲۶۰ھ/۱۸۴۴ء) کا یہ ترجمہ رومن رسم الخط میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

سید جمال الدین اسلم کا یہ ترجمہ کنزالایمان کا ترجمہ ہے، ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔

ترجمۂ قرآن

نواب عماد الملک حیدر آباد بیسویں صدی کے اوائل میں اس ترجمہ کا آغاز ہوا مگر مکمل نہ ہو سکا اس لیے اس کی اشاعت نہ ہو سکی۔ (جائزہ تراجم قرآنی ص ۱۶۲)

ترجمۂ قرآن

عبدالماجد دریا آبادی کا یہ ترجمہ ۱۹۴۱ء میں لاہور سے طبع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

مرزا ابوالفضل کا یہ ترجمہ پہلی بار ۱۹۱۱ء میں الہ آباد سے طبع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

مرزا حیرت دہلوی نے یہ ترجمہ مستشرقین کی مدد سے ۱۹۱۶ء میں تیار کیا۔

ترجمہ قرآن

غلام سرور کا یہ ترجمہ آکسفورڈ سے ۱۹۳۰ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

عبداللہ یوسف علی کا پہلی بار یہ ترجمہ ۱۹۳۵ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

س، م، الف، جعفری کا یہ ترجمہ شملہ سے ۱۹۳۵ء میں شائع ہو چکا ہے۔

ترجمۂ قرآن

علی احمد خاں جالندھری کا یہ ترجمہ لاہور سے پہلی مرتبہ ۱۹۶۲ء میں طبع ہو چکا ہے۔

ترجمۂ قرآن

شاہ فرید الحق نے مولانا احمد رضا خاں قادری کے ترجمہ قرآن کنز الایمان کا انگریزی میں ترجمہ کیا جو ۹۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ (ذخیرۂ کتب محمد موسیٰ امرتسری ص ۹۶)

ترجمۂ قرآن

س، ف، میر احمد علی کے اس ترجمہ کی تکمیل ۱۹۶۴ء میں ہوئی، اب تک اس کے چار ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

ترجمۂ قرآن

طارق عبد الرحمان وضیاء الدین گیلانی کے اس ترجمہ کی تکمیل ۱۹۶۶ء میں ہوئی۔ اس کی طباعت ہو چکی ہے۔

ترجمۂ قرآن

م، ح، شاکر کے اس ترجمہ کی تکمیل ۱۹۶۸ء میں ہوئی، شیعی افکار کی جا بجا نمائندگی ملتی ہے چار مرتبہ اس کی طباعت ہو چکی ہے۔

ترجمۂ قرآن

محمد اکبر کا یہ ترجمہ مع تفسیر آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے پہلی مرتبہ لاہور سے ۱۹۷۰ء میں شائع ہو چکا ہے۔

ترجمۂ قرآن

محمد علی کا یہ ترجمہ لاہور سے پہلی بار ۱۹۱۶ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

پیر صلاح الدین کا یہ ترجمہ کراچی پاکستان سے ۱۹۷۱ء میں طبع ہو چکا ہے۔

ترجمۂ قرآن

اطہر حسین کا یہ ترجمہ کراچی پاکستان سے ۱۹۷۴ء میں طبع ہو چکا ہے۔

ترجمۂ قرآن

محمد حسن و سید احمد عثانی کا یہ ترجمہ ۱۹۹۱ء میں کراچی پاکستان سے طبع ہو چکا ہے

ترجمۂ قرآن

بشیر احمد محی الدین کیرلا نے اس ترجمہ کا آغاز ۱۹۷۶ء میں کیا تقریباً بیس سال میں اس کی تکمیل ہوئی، پہلی بار اس کی طباعت ''مطبع لاہوتی'' سے ۲۰۰۳ء میں ہو چکی ہے۔

ترجمۂ قرآن

خادم رحمان نوری کے اس ترجمہ کی اشاعت پہلی بار شیلانگ سے ہو چکی ہے

ترجمۂ قرآن

فریدہ خانم دہلی (ترجمات معانی القرن الانجلیزیة ص۱۰۱)

ترجمۂ قرآن

عبدالرزاق کیرلا

ترجمۂ قرآن

جارج سیل کا یہ ترجمہ اصل سے کیا گیا ہے لندن اور امریکہ سے اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ لندن سے اس کی اشاعت ۱۷۴۳ء میں ہوئی۔

ترجمۂ قرآن

ریونڈ جے ایم راڈویل کے اس ترجمہ میں سورتوں کی سن وار ترتیب ہے، لندن اور امریکہ سے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

ترجمۂ قرآن

ای، ایچ، پامر کا یہ ترجمہ دو جلدوں میں آکسفورڈ سے ۱۸۸۰ء میں لندن سے ۱۹۰۰ء میں اور امریکہ سے ۱۹۰۹ء میں شائع ہو چکا ہے۔

ترجمۂ قرآن

ماماڈیوک پکتھال کا یہ ترجمہ لندن سے ۱۹۳۰ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

سکندر روس کا یہ ترجمہ ۱۶۴۹ء میں لندن سے شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

ٹی ایف مائکل کا یہ ترجمہ کناڈا سے ۱۹۶۴ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

ماکولن کا یہ ترجمہ برطانیہ سے ۱۹۶۶ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

رابرٹ کا یہ ترجمہ میکسکو سے ۱۹۴۴ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

الیگزنڈر راس کا یہ ترجمہ لندن سے ۱۶۴۸ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

اے جے آربری کا یہ ترجمہ لندن سے ۱۹۵۵ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

سید حسین بلگرامی (وفات ۱۳۴۴ھ) یوسف علی بن لائق علی بن مختار الملک جب حیدر آباد کے وزیر اعظم ہوئے تو آپ ان کے مشیر مقرر ہوئے۔ جب آپ اس منصب سے سبکدوش ہوئے تو آپ نے انگریزی میں ترجمۂ قرآن کریم کا کام شروع کیا مگر ضعف بصر کے باعث یہ کام سولہ پاروں سے آگے نہ بڑھ سکا۔ یہ ترجمہ بلامتن ۱۹۳۰ء میں شائع ہوا۔

(علمائے امامیہ تفسیریں ص ۵۵، الاعلام جلد ۸ ص ۱۲۱)

ترجمۂ قرآن

باقر علی خاں نجفی لکھنوی نجف اشرف میں علوم دین کی تکمیل کے بعد یوروپ گئے وہاں سے واپسی پر انھوں نے قرآن کریم کا انگریزی میں ترجمہ لکھا، مگر یہ ترجمہ ۱۹۴۷ء کے فساد میں تلف ہوگیا۔ (علمائے امامیہ کی تفسیریں ص ۵۶)

ترجمۂ قرآن

یہ ترجمۂ قرآن پروفیسر عبد الرحیم قدوائی نے کیا ہے۔ جو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں ایک عرصہ تک شعبہ انگریزی میں استاد تھے۔ اکیڈمک اسٹاف کالج سے بھی وابستگی رہی۔ اس

ترجمہ قرآن کو پروفیسر اختر الواسع نے مرتب کیا ہے اور ''البلاغ پبلی کیشنز'' نئی دہلی نے ۲۰۱۵ء میں شائع کیا ہے۔

نظم الٰہی

سید آل رسول حسنین میاں نظمی کی ولادت ۴؍ اگست ۱۹۴۶ء کو سید آل مصطفیٰ قادری علیہ الرحمہ کے گھر مارہرہ ضلع ایٹہ میں ہوئی، انگریزی ادب، اسلامیات میں جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی سے گریجویشن کیا پھر صحافت کی تربیت انڈین انسٹی ٹیوٹ آف کمیونی کیشن دہلی سے لی۔ متعدد پبلک سروس کمیشن کے مقابلہ جاتی امتحانات پاس کر کے وزارت اطلاعات ونشریات کے محکمہ پریس انفارمیشن بیورو (پی، آئی، بی) سے ملازمت کا آغاز کیا اور حکومت ہند کی ڈائرکٹوریٹ آف فیلڈ پبلسٹی کے جوائنٹ ڈائرکٹر کے عہدے سے ۳۳ سالہ ملازمت کے بعد رضا کارانہ ریٹائرمنٹ لیا۔

نظمی میاں بہترین نعت گو شاعر اردو انگریزی اور ہندی لکھنے والے ادیب اور خانقاہ قادریہ مارہرہ ضلع ایٹہ کے سجادہ نشین تھے۔ آپ نے ان زبانوں میں کئی کتابیں بھی لکھیں۔ ان تصانیف میں سب سے اہم نظم الٰہی کے نام سے انگریزی میں مبسوط تفسیر ہے جو ڈھائی پارہ پر مشتمل ہے، اس کے علاوہ مولانا احمد رضا قادری کا مشہور ترجمہ قرآن کنز الایمان کا ہندی ترجمہ ہے، یہ دونوں کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔

۶؍ نومبر ۲۰۱۳ء کو بمبئی میں وصال ہوا۔ خانقاہ عالیہ قادریہ مارہرہ ضلع ایٹہ میں ۷؍ نومبر کو تدفین عمل میں آئی۔ (جام نور دہلی ص ۶۵ نومبر ۲۰۱۳ء)

نور العرفان

مولانا احمد یار خاں نعیمی کی یہ تفسیر اردو کے علاوہ انگریزی زبان میں بھی شائع ہو چکی ہے، اس میں ترجمہ کنز الایمان سے لیا گیا ہے، نور العرفان کا انگریزی ترجمہ محمد حسین مقادم نے کیا ہے جس کی اشاعت رضا اکیڈمی ممبئی کے علاوہ ساؤتھ افریقہ سے بھی ہو چکی ہے۔

قرآن کریم کے فرانسیسی تراجم وتفاسیر

آندرے ڈرویئر جو ایک فرانسیسی نژاد تھے اور ایک عرصہ تک مصر اور استنبول میں رہ چکے

تھے انھوں نے قرآن کے عربی متن سے براہ راست ترجمہ کیا تھا یہ ترجمہ "القرآن ذی محمد" کے نام سے موسوم تھا۔ اور ۱۶۴۷ء میں پیرس سے شائع ہوا تھا۔ یہ ترجمہ کئی بار ترتیب دینے کے بعد بار بار شائع ہوتا رہا اور یوروپی زبان میں اکثر تراجم کی بنیاد بھی بنا۔

ترجمۂ قرآن

دون ابراہام نے سورۃ المعارج کا اسپینی زبان میں ترجمہ کیا پھر اس ترجمہ کو دنتو رادسیو نے فرنچ میں منتقل کیا۔

ترجمۂ قرآن

سیواری کا یہ ترجمہ دو جلدوں میں ۱۷۷۲ء میں پیرس سے شائع ہوا۔ اس مترجم نے قرآن کریم کے ترجمہ کا ارداہ کیا تو پہلے مصر آیا اور کئی سال یہاں مقیم رہ کر عربی زبان میں کمال پیدا کیا یہ مترجم جب اپنے ترجمہ کی مکرر اشاعت کرتا تھا تو ہر نئے ایڈیشن کے مقدمہ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ اور عرب قبل اسلام کے حالات میں کچھ نہ کچھ اضافہ ضرور کرتا تھا، یہ ترجمہ اتنا مقبول ہوا کہ خود اس کا ترجمہ ۱۸۸۲ء میں اطلالوی زبان میں اور ۱۹۳۱ء میں قتلانی زبان میں ۱۹۱۱ء میں ارمنی زبان میں کیا گیا۔ (معارف فروری ۴۰ء، ص ۶۳)

ترجمۂ قرآن

نیتو روسیو کا یہ ترجمہ تیرہویں صدی ہجری میں کیا گیا لیکن اس کی اشاعت کا حوالہ کہیں دریافت نہیں ہو سکا۔

ترجمۂ قرآن

لائش وابن داؤد کا یہ ترجمہ ۱۹۳۱ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

ڈورائر کے اس ترجمہ کی اشاعت ہیگ میں ۱۶۸۳ء، ایمسٹرڈم میں ۱۷۳۴ء، اینورس میں ۱۷۱۶ء میں ہوئی۔

ترجمۂ قرآن

اوبل کا یہ ترجمہ پیرس سے ۱۹۴۶ء میں شائع ہو چکا ہے

ترجمۂ قرآن

اس کا مترجم ایم سواری ایران کے سفارت خانہ میں مترجم تھا۔ بعض کے بقول یہ مراکش کے لاطینی ترجمہ کا ترجمہ ہے۔ آکٹودو میں دوجلدوں میں اس کی اشاعت ہو چکی ہے

ترجمۂ قرآن

رینو کا یہ جزوی ترجمہ ہے جو اس نے مشرقیات پر اپنی ایک تالیف کے ضمن میں کیا ہے، اس کی اشاعت ۱۸۲۸ء میں ہوئی۔

ترجمۂ قرآن

گارسن وتاسی نے یہ ترجمہ ۱۸۴۰ء میں شائع کیا۔

ترجمۂ قرآن

کازیمرسی کا یہ ترجمہ پہلی بار ۱۸۴۰ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

آندری ڈیورائر کا یہ ترجمہ پیرس سے ۱۶۴۷ء میں طبع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

پوتئے نے کازیمرسی کے ترجمہ پر نظر ثانی کی اور اضافہ کے ساتھ اس ترجمہ کو نئی ترتیب دی۔ یہ ترجمہ ۱۸۴۰ء اور ۱۸۵۵ء کے درمیان شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

ایم کشمیرسکی کا یہ ترجمہ پیرس سے ۱۸۴۰ء شائع ہوا پھر اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ یہ مترجم خود پولینڈ کا رہنے والا تھا لیکن اس نے قرآن کریم کا ترجمہ عربی سے فرانسیسی زبان میں کیا جو ۱۸۵۴ء میں پیرس میں چھپا ۱۹۰۹ء تک یہ ترجمہ بیس مرتبہ شائع ہو چکا تھا اس کے بعد ۱۹۲۱ء اور ۱۹۳۲ء میں شائع کیا گیا۔ یہ مترجم مصر میں خدیو اسماعیل کے زمانے میں مطبع امیری کا ناظم اور ایران میں فرانسیسی قونصل کا ترجمان تھا۔ اس نے لغت میں دو کتابیں بھی لکھی ہیں ایک قاموس عربی وفرانسیسی اور دوسری قاموس فارسی وفرانسیسی۔ یہ ترجمہ فرانسیسی زبان میں سب سے زیادہ لائق اعتماد سمجھا جاتا ہے۔ ۱۸۴۴ء میں اس ترجمہ کو قتلانی زبان میں منتقل کیا گیا کلزہ میں ۱۸۴۴ء میں اطالوی زبان میں اس کا ترجمہ چھاپا، پھر اسی زبان میں دوبارہ ۱۹۱۳ء میں اس کا

ترجمہ ہوا، نیکولوف نے ۱۸۶۴ءاس کا ترجمہ روسی زبان میں اور کوپٹشن نے ۱۹۱۱ء میں اس کا ترجمہ ارمنی زبان میں کیا۔ (معارف فروری ۱۹۴۰ء ص ۶۴)

ترجمۂ قرآن

گیلان نے یہ ترجمہ ضرور کیا مگر اس کے نام سے شائع نہ ہو سکا۔

ترجمۂ قرآن

جی پاتھیر کا یہ ترجمہ پیرس سے ۱۹۵۲ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

فاطمہ زاہدہ کا یہ ترجمہ قرآن کی آیات، احادیث اور ان خیالات کی تالیف ہے جو فاطمہ زاہدہ کے نزدیک غیر معمولی اہمیت کی حامل تھیں۔ لزبن سے ۱۸۶۱ء میں اس کی اشاعت ہوئی۔

ترجمۂ قرآن

مرڈروس کا یہ ترجمہ پیرس سے ۱۹۲۶ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

ایڈورڈ مونیٹر کا یہ ترجمہ ۱۹۲۹ء میں شائع ہوا۔ یہ مترجم جنیوا کی یونیورسٹی میں سامی زبان کا پروفیسر تھا اور تفسیر بیضاوی، طبری، زمخشری اور تفسیر امام فخر الدین رازی کا درس دیتا تھا۔ فردیو کی وساطت سے اس ترجمہ کا ترجمہ اطالوی زبان میں ہوا جو ۱۹۲۹ء میں چھپا۔

ترجمۂ قرآن

ریٹرے بلاشیر کا یہ ترجمہ پیرس سے ۱۹۴۶ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

احمد تیجانی کا یہ ترجمہ پیرس سے ۱۹۴۶ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

قدیر تیونسی کا یہ ترجمہ فرانس سے ۱۹۵۶ء میں اہتمام سے شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن وتفسیری نوٹس

حمید اللہ حیدر آبادی کا یہ ترجمہ پیرس ۱۹۵۹ء میں سات سو صفحات پر مشتمل شائع ہوا۔

(جائزہ تراجم قرآنی ۱۵۹)

قرآن کریم کے لاطینی تراجم

یوروپی زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ بہت دیر سے شائع ہوا۔ مشرقی غیر اسلامی زبانوں میں سریانی اور ہندوستانی زبانوں میں ابتدائی تراجم کے حوالے ملتے ہیں، ہمارے پاس اب تک جو معلومات حاصل ہوئی ہیں اس کے مطابق قرآن کا لاطینی زبان میں پہلا ترجمہ رابرٹس کیٹنس نے ۱۱۴۳ء میں کیا تھا مگر یہ ترجمہ اس وقت تک نہیں چھپا جب تک ۱۵۴۳ء میں مارٹن لوتھر نے اس کی چھپائی کی سفارش نہیں کی۔

ترجمۂ قرآن

رابرٹس کیٹی نس ہرمانس ڈالماٹا کا ترجمۂ قرآن باسلیکس سے ۱۵۴۳ء میں شائع ہوا

ترجمہ قرآن

یہ ترجمہ روبرٹس اور ہرمانس دونوں نے مل کر تیار کیا تھا۔ اس کی تکمیل ۱۱۴۳ء میں ہوئی۔ اس کی اشاعت ۱۵۴۳ء میں ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ترجمہ ناقص ہے۔

ترجمۂ قرآن

لوڈوویکومراچیو کا یہ ترجمہ چالیس سال میں تیار ہوا۔ پہلی اشاعت ۱۶۹۸ء میں ہوئی۔

ترجمۂ قرآن

ڈومی نیکس کا یہ ترجمہ ۱۶۵۰ء اور ۱۶۶۵ء کے درمیان ہوا۔ پاپائے روم الیگزنڈر ہفتم کی ممانعت سے شائع نہ ہوسکا۔ (جائزہ تراجم قرآنی ص ۱۶۴)

ترجمۂ قرآن

جے ایف فروائپ کا یہ ترجمہ عربی ولاطینی دونوں زبانوں میں ساتھ ساتھ ہے۔ ۱۷۶۸ء میں اس کی اشاعت ہوئی۔

ترجمۂ قرآن

جرمانوس کا یہ ترجمہ پاپائے روم کی ہدایت سے تیار کیا گیا تھا۔

ترجمۂ قرآن

بلیانڈر کا یہ ترجمہ ۱۵۴۳ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

مارو س کا یہ ترجمہ ۱۶۹۸ء میں شائع ہوا۔

قرآن کریم کے جرمن تراجم

قرآن کریم کا پہلا ترجمہ جرمنی زبان میں سولومن شیوگر نے کیا تھا اور ۱۶۱۶ء میں نورن برگ سے شائع ہوا تھا اس ترجمہ کو بنیاد بنا کر ہالینڈی (ڈچ) زبان میں پہلا ترجمہ کیا گیا جو ۱۶۴۱ء میں ہمبرگ سے شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

مارٹن لوتھر کا یہ ترجمہ پندرہویں عیسوی میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

لینگی کا یہ ترجمہ ہیمبرگ سے ۱۶۸۸ء میں طبع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

ڈیوڈ نارٹر کا یہ ترجمہ نورمبرگ سے ۱۷۰۳ء میں طبع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

آرنلڈ کا یہ ترجمہ ہیمبرگ سے ۱۶۸۸ء میں طبع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

مگرلین کا یہ ترجمہ فرنکفرٹ سے ۱۷۷۲ء میں طبع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

بولیس کا یہ ترجمہ ہال سے ۱۷۷۳ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

روگرٹ کا یہ ترجمہ ۱۸۸۰ء میں فرنکورٹ میں چھپا۔ یہ مترجم جرمنی کا مشہور مستشرق ہے جو بہترین شاعر بھی ہے اس نے دیوان حماسہ اور اس کے علاوہ کئی عربی دواوین کا ترجمہ جرمنی زبان میں کیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کا یہ ترجمہ قرآن یورپین زبانوں کے تمام ترجموں سے بدرجہا بہتر ہے۔

ترجمۂ قرآن

المان کا یہ ترجمہ کری فیلڈ سے ۱۸۴۰ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

ہیننگ کا یہ ترجمہ لینبرگ سے ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

گریگول کا یہ ترجمہ ہال سے ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

کلامروٹ کا یہ ترجمہ ہیمبرگ سے ۱۹۱۰ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

گولڈ اسمتھ کا یہ ترجمہ برلن سے ۱۹۱٦ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

گریم کا یہ ترجمہ ۱۹۲۳ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

روڈی باریٹ کا یہ ترجمہ بون سے ۱۹٦۵ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

احمد یہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا یہ ترجمہ برلن سے ۱۹۳۸ء میں شائع ہوا۔

(جائزہ تراجم قرآنی ص ۱٦٦)

قرآن کریم کے اطالین تراجم

جدید اطالوی زبانوں میں پہلا اطالوی ترجمہ اندریا اری وبانے کیا تھا اور یہ ترجمہ ۱۵۴۷ء میں شائع ہوا اور یہی ترجمہ پہلے جرمنی ترجمہ کے لیے استعمال کیا گیا۔

ترجمۂ قرآن

آندرے اری وابنی کا ترجمہ وینس سے ۱۵۴۷ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

اریفابین کا یہ ترجمہ وینس سے ۱۵۴۷ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

کلزہ کا یہ ترجمہ بسٹیا سے ۱۹۴۷ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

بنزیری کا یہ ترجمہ پہلی بار ۱۸۸۲ء میں طبع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

ویولانٹی کا یہ ترجمہ روم سے ۱۹۱۲ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

برانسی کا یہ ترجمہ روم سے ۱۹۱۳ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

فراقاسی کا یہ ترجمہ میلان سے ۱۹۱۴ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

فروجو کا یہ ترجمہ پیری سے ۱۹۲۸ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

بوئلی کا یہ ترجمہ میلان سے ۱۹۲۹ء میں شائع ہوا۔ (جائزہ تراجم قرآنی ص ۱۶۷)

قرآن کریم کے اسپینش تراجم

اسپین میں الفانسو دھم (زمانہ ۱۲۸۴۔۱۲۵۲ء) کے حکم پر ٹولیڈو ابراہم نے قرآن کی ستر سورتوں کا ترجمہ کیا تھا۔ اس اسپینی ترجمہ کو بنیاد بنا کر بوناونچر نے قرآن کا فرانسیسی زبان میں ترجمہ کیا تھا۔

اسپینی زبان میں قرآن کریم کا پہلا ترجمہ ۱۸۴۴ء میں مدرڈ سے شائع ہوا تھا یہ ترجمہ ڈی جوس گار برڈی دبلس نے کیا تھا۔

ترجمۂ قرآن

ڈی جوزیگر برڈی روبلس کا ترجمہ میڈرڈ سے ۱۸۴۴ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

ڈی رولس کا یہ ترجمہ میڈرڈ سے ۱۸۴۴ء میں طبع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

اورتز کا یہ ترجمہ برشلونہ سے ۱۸۷۲ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

مرگیونڈو کا یہ ترجمہ میڈرڈ سے ۱۸۷۵ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

کاٹو کا یہ ترجمہ میڈرڈ سے ۱۹۱۳ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

اندریس برادو کا یہ ترجمہ برشلونہ سے ۱۹۰۷ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

اینڈرس کا یہ ترجمہ پیرس میں ۱۸۴۴ء میں تیار ہوا۔ غالباً طبع نہیں ہوسکا

ترجمۂ قرآن

ہرفن ڈز کا یہ ترجمہ ۱۸۸۳ء میں شائع ہوا۔ (جائزہ تراجم قرآنی ص ۱۶۸)

قرآن کریم کے ڈچ تراجم

ترجمۂ قرآن

شالومن شوئیگر کا یہ ترجمہ ہمبرگ سے ۱۶۴۱ء میں طبع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

گلاشمارا کا یہ ترجمہ ۱۶۹۶ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

زولنس کا یہ ترجمہ ہٹویا سے ۱۸۵۹ء میں طبع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

کئی زرکا یہ ترجمہ روٹرڈیم سے ۱۹۰۵ء میں طبع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

محمد علی لاہوری کا یہ ترجمہ ہاریم سے ۱۸۶۰ء میں طبع ہوا۔ (جائزہ تراجم قرآنی ص ۱۶۸)

قرآن کریم کے یونانی تراجم

ترجمۂ قرآن

ہرمینس وانڈرہارٹ کا یہ ترجمہ ۱۷۳۴ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

پنٹا کی کا یہ ترجمہ ایتھنز سے ۱۹۲۸ء میں شائع ہوا۔

قرآن کریم کے مکاسرین وبلغاری تراجم

ترجمۂ قرآن

ڈبلیو دونسلاور کا یہ ترجمہ راٹرڈم سے ۱۸۶۱ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

ٹوموف دسکولوف کا یہ ترجمہ صوفیہ سے ۱۹۳۴ء میں طبع ہوا۔

قرآن کریم کے روسی تراجم

ترجمۂ قرآن

پائیوٹر دیسل ای وچ پاسٹنی کوف کا ترجمہ سینٹ پٹیرسبرگ سے ۱۷۱۶ء میں شائع ہوا۔

ترجمہ قرآن

ڈیمٹریوس کانیٹر کا یہ ترجمہ ۱۷۱۶ء میں فرنچ ترجمہ سے کیا گیا۔

ترجمہ قرآن

فربکین کا یہ ترجمہ پیٹرزبرگ سے ۱۷۹۰ء میں ڈیورائر کے فرنچ ترجمہ سے کیا گیا۔

ترجمۂ قرآن
سوارے کا یہ ترجمہ ۱۸۴۴ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن
کاسمرسکی کا ترجمہ ماسکو سے ۱۸۸۰ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن
گورڈی سیلوکوف کا یہ ترجمہ کازان سے ۱۸۷۷ء میں طبع ہوا۔

ترجمۂ قرآن
لاگ نیتی کراڈکورسکی کا یہ ترجمہ ۱۹۶۶ء کے قریب شائع ہوا۔ (جائزہ تراجم قرآنی ص ۱۷۰)

قرآن کریم کے ڈینش تراجم

ترجمۂ قرآن
پیڈرسن کا یہ ترجمہ کوپن ہیگن سے ۱۹۱۹ء میں طبع ہوا۔

ترجمۂ قرآن
بہل کا یہ ترجمہ کوپن ہیگن سے ۱۹۲۱ء میں طبع ہوا۔

ترجمۂ قرآن
پوٹی یکسفیہ کا ترجمہ کوپن ہیگن سے ۱۹۲۱ء میں طبع ہوا۔

ترجمۂ قرآن
عبدالسلام مدین کا یہ ترجمہ کوپن ہیگن سے ۱۹۶۵ء میں شائع ہوا (جائزہ تراجم قرآنی ص ۱۷۰)

قرآن کریم کے پولش اور سویڈش تراجم

ترجمۂ قرآن
جانامرزے تارک بزکیچو کا یہ ترجمہ وارسا سے ۱۸۵۸ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن
فریڈرک کرڈسنس ٹولپے کا یہ ترجمہ اسٹاک ہوم سے ۱۸۴۳ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

بوشکیفو کا یہ ترجمہ وارسا سے ۱۸۵۸ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

جیکب زنکوک کا یہ ترجمہ بیسویں صدی کے نصف اول میں وارسا سے جدید پولش زبان میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

کرسنسٹولپ کا یہ ترجمہ اسٹاک ہالم سے ۱۸۴۳ء میں شائع ہو چکا ہے۔

ترجمۂ قرآن

ٹور بنرگ کا یہ ترجمہ لندن سے ۱۹۴۷ء میں طبع ہو چکا ہے۔

ترجمۂ قرآن

زٹرشین کا یہ ترجمہ اسٹاک ہالم ۱۹۱۷ء میں طبع ہو چکا ہے۔

قرآن کریم کے پرتگالی تراجم

ترجمۂ قرآن

ایک گمنام مترجم کا ترجمہ پیرس سے ۱۸۸۲ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

الکوراڈ کا یہ ترجمہ فرانسیسی زبان سے کیا گیا ہے ۱۸۸۲ء میں اس کی طباعت ہوئی ہے۔

ترجمۂ قرآن

بکاراویگو کا یہ ترجمہ لزبن سے ۱۸۸۲ء میں طبع ہو چکا ہے۔

ترجمۂ قرآن

جوزیڈرومیگاڈو کا یہ ترجمہ لزبن سے ۱۹۴۶ء میں شائع ہو چکا ہے۔

ترجمۂ قرآن (قرآن اور اس کے معانی)

ہتی کا یہ ترجمہ میکسکو سے ۱۹۴۴ء میں شائع ہو چکا ہے۔

قرآن کریم کے ہنگری اور البانی تراجم

ترجمۂ قرآن

امری بزڈے جارج گیدان کا ترجمہ ۱۸۳۱ء میں طبع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

مکولو ہیرا ٹک کا یہ ترجمہ بلگریڈ ۱۸۹۵ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

زیڈ ماسریجن کا یہ ترجمہ ۱۸۵۴ء میں طبع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

ا،م،ق کا یہ ترجمہ ایک البانی مسلمان نے کیا ہے سن اشاعت معلوم نہ ہو سکا۔

قرآن کریم ارمنی اور رومانی تراجم

ترجمۂ قرآن

ابراہیم امیر چاٹر کا ترجمہ وارنا سے ۱۹۱۰ء میں شائع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

سلومتر واکستادئین اسوپسکل کا یہ ترجمہ سرناوتی بکاریا سے طبع ہوا۔

ترجمۂ قرآن

امیر چنگیزی کا یہ ترجمہ اڈریانوپل سے ۱۹۰۹ء میں شائع ہو چکا ہے۔

ترجمۂ قرآن

لورنز کا یہ ترجمہ فرنچ ترجمہ سے کیا گیا ہے استنبول ۱۹۱۱ء میں اس کی اشاعت ہوئی

ترجمۂ قرآن

کور بی ٹین کا یہ ترجمہ ایڈریانوپل سے ۱۹۱۲ء میں شائع ہو چکا ہے۔

ترجمۂ قرآن

ایسوپسیکل کا یہ ترجمہ ۱۹۱۲ء میں طبع ہو چکا ہے۔

قرآن کریم کے آسٹرین اور بوہمیائی تراجم

ترجمۂ قرآن

زوماریو گدوین کا یہ ترجمہ وائنا سے طبع ہو چکا ہے۔

ترجمۂ قرآن

گیرسون کا یہ ترجمہ بھی وائنا سے طبع ہو چکا ہے۔

ترجمۂ قرآن

ویزلی کا یہ ترجمہ پراگ سے ۱۹۲۵ء میں طبع ہو چکا ہے۔

ترجمۂ قرآن

نائیکی کا یہ ترجمہ پراگ سے ۱۹۳۳ء میں طبع ہو چکا ہے۔

قرآن کریم کا سواحلی ترجمہ وتفسیر

بیان التفسیر

یہ تفسیر تین جلدوں میں ہے، جس کے مصنف شیخ جمعہ صدیقی اور ان کے برادر شیخ سیف صدیقی ہیں۔ اس تفسیر کی اشاعت ''فاروقیہ بکڈ پو'' دہلی سے ۲۰۱۳ء میں ہو چکی ہے۔

کتابیات

آبشار (مجموعۂ شاعری)	غلام یحییٰ انجم	دہلی	۱۹۹۸ء
آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی	عبدالرزاق ملیح آبادی	کلکتہ	ب،ت
الاتقان	جلال الدین سیوطی مصطفی الحلبی		۱۹۳۵ء
اردو تفاسیر (کتابیات)	جمیل نقوی مقتدرہ قومی زبان	اسلام آباد	۱۹۹۲ء
اردو تفاسیر (بیسویں صدی میں)	شاہد علی کتابی دنیا	دہلی	۲۰۰۱ء
اسلامی انسائیکلو پیڈیا،	سید قاسم محمود الفیصل ناشران وتاجران کتب اردو بازار لاہور		۱۹۷۸ء
اسلوب تفسیر اور علمائے امامیہ کی تفسیریں	سید مرتضیٰ حسین امامیہ آرگنائزیشن	پاکستان	۱۴۰۹ھ
اشرف البیان مع اظہار العرفان	مخدوم اشرف جہاں گیر سمنانی	کراچی	۲۰۰۸ء
اصلاح ترجمہ دہلویہ	مولوی اشرف علی تھانوی	مطبع بلالی ساڈھورہ	ب،ت
اضواء البیان فی ترجمۃ القرآن	یوسف موتارا اظہر اکیڈمی	لندن	۲۰۱۴ء
الاعلام بمن فی تاریخ الہند من الاعلام	عبدالحیٔ رائے بریلوی رائے	بریلی	۱۹۲۲ء
اکادمی مخطوطات (توضیحی فہرست)	محمد ابراہیم، کلچرل اکیڈمی	کشمیر	۱۹۸۶ء
الطاف الرحمان	عبدالباری فرنگی محلی	لکھنؤ	۱۹۲۵ء

انباء المعرفین بابناء المصنفین	بہاء الدین محمد دار الہدیٰ چماڈ	کیرلا	۲۰۰۴ء
انفاس العارفین	شاہ ولی اللہ دہلوی کتب خانہ امجدیہ	دہلی	۲۰۱۰ء
ایضاح وانشراح	محمد عتیق فرنگی محلی ٹکسال	لکھنؤ	۱۹۶۶ء
اہل حدیث کے خدام قرآن	محمد اسحاق بھٹی الکتاب انٹرنیشنل	دہلی	۱۰۰۸ء
البحر المحیط	ابوحیان الاندلسی	بیروت	۱۴۱۲ھ
برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن	محمد اسحاق بھٹی الکتاب انٹرنیشنل	نئی دہلی	۲۰۰۸ء
بستان التفاسیر (ترجمہ تفسیر عزیزی)	محمد علی چاندپوری	دہلی	۱۹۳۲ء
بنیادی معلومات قرآن	ظفر علی	اسلام آباد	۱۹۹۱ء
بیان القرآن	اشرف علی تھانوی ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان		۱۴۲۴ھ
بیان القرآن	اشرف علی تھانوی مطبع مجتبائی	دہلی	۱۹۰۸ء
بیان القرآن	ملیح آبادی	کلکتہ	۱۳۶۳ھ
تاج العروس	مرتضی زبیدی بلگرامی مطبعۃ الخیریۃ	مصر	ب،ت
تاریخ ادبیات ایران	ذبیح اللہ صفا	تہران	۱۳۳۵ھ
تاریخ داستان اردو	حامد حسن، اردو اکیڈمی سندھ	کراچی	۱۹۶۶ء
تاریخ دعوت وعزیمت	ابوالحسن علی ندوی	لکھنؤ	۱۹۸۴ء
تاریخ القرآن	عبدالصمد صارم	لاہور	۱۹۷۱ء
تاریخ القرآن (دیباچہ)	اسلم جیراج پوری	علی گڑھ	۱۳۲۵ھ
تاریخ مشائخ قادریہ	غلام یحییٰ انجم کتب خانہ امجدیہ	دہلی	۲۰۱۱ء
تاریخ مشائخ قادریہ رضویہ	عبدالمجتبیٰ رضوی	بنارس	۱۹۸۹ء
تبیان الراسخ (تاریخ التفسیر)	قاضی عبدالصمد صارم	دہلی	۱۳۵۵ھ
تحفۃ المؤمنین	احمد الدین مطبع منشی نول کشور	لاہور	ب،ت
تذکرہ حضرت مولانا فضل الرحمان گنج مرادآبادی	ابوالحسن علی ندوی	لکھنؤ	۲۰۰۰ء

تذکرہ علمائے اہل سنت	محمود احمد قادری، مظفر پور	بہار	۱۳۹۱ھ
تذکرہ علمائے اہل سنت و جماعت لاہور	اقبال احمد فاروقی	لاہور	۱۹۸۷ء
تذکرہ کاملان رام پور	احمد علی خاں شوق	دہلی	۱۹۲۹ء
تذکرہ مشائخ قادریہ جلد دوم	غلام یحییٰ انجم	دہلی	۲۰۰۱ء
تذکرۂ مفسرین امامیہ	سید شہوار حسین انتشارات المصطفےٰ	نئی دہلی	۲۰۱۲ء
تذکرہ مفسرین ہند	محمد عارف اعظمی	اعظم گڑھ	۱۹۹۵ء
تذکرہ اکابر اہل سنت (پاکستان)	عبدالحکیم شرف قادری	لاہور	۱۹۸۳ء
تذکرہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی	ابوالحسن علی ندوی	لکھنؤ	۲۰۰۰ء
تذکرہ صوفیائے میوات	محمد حبیب الرحمٰن خاں میوانی	دہلی	۱۹۸۵ء
تذکرہ علمائے امروہہ	سید شہوار حسین انجمن وظیفہ سوسائٹی	دہلی	۲۰۰۳ء
تذکرہ علمائے اہل سنت	محمود احمد قادری، مظفر پور	بہار	۱۳۹۱ھ
تذکرہ علمائے ہند (ترجمہ)	رحمٰن علی پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی		۱۹۶۱ء
تذکرہ علمائے ہند (فارسی)	رحمٰن علی	لکھنؤ	۱۹۱۴ء
تذکرہ علمائے بستی جلد اول	غلام یحییٰ انجم المجمع الاسلامی	مبارکپور	۱۹۸۸ء
تذکرہ کاملان رام پور	احمد علی خاں شوق	دہلی	۱۹۲۹ء
تذکرہ مشائخ غازی پور	عبیدالرحمان	دہلی	۲۰۰۱ء
تذکرۂ مفسرین ہند	محمد عارف اعظمی عمری	اعظم گڑھ	۱۹۹۵ء
تذکیر سورۃ الکہف	سید مناظر احسن گیلانی، آسیا آباد	بلوچستان	۱۹۷۹ء
ترجمات معانی القرآن الانجلیزیۃ	اورنگ زیب اعظمی	ریاض	۲۰۰۹ء
ترجمہ تذکرہ علمائے ہند	ایوب قادری	کراچی	۱۹۶۱ء
ترجمۃ القرآن بآیات القرآن	عبداللہ چکڑالوی پریس	لاہور	۱۹۰۷ء
ترجمۂ قرآن	وحیدالدین خاں	دہلی	۲۰۱۱ء
ترجمان القرآن	ابوالکلام آزاد، ساہتیہ اکیڈمی	دہلی	۱۹۸۹ء

ترجمان القرآن کا تحقیقی مطالعہ	اخلاق حسین قاسمی، آزاد اکیڈمی	نئی دہلی	ب ت
ترجمہ تفسیر سورۂ لہب	امین احسن اصلاحی سرائے میر	اعظم گڑھ	۱۹۳۷ء
ترجمہ و تفسیر ماجدی	عبدالماجد دریابادی	کراچی	ب،ت
ترجمہ تفسیر سورۂ اخلاص	غلام ربانی	لاہور	۱۳۴۴ھ
ترجمۂ قرآن	شاہ رفیع الدین محدث دہلوی	نئی دہلی	۱۹۱۴ء
ترجمان القرآن	ابوالکلام آزاد، جید برقی پریس	دہلی	۱۹۳۶ء
ترجمان القرآن بلطائف البیان	صدیق حسن، مطبع صدیقی	لاہور	ب،ت
ترجمانی قرآن	قرآن سوسائٹی جامع مسجد	دہلی	۱۹۷۶ء
تشریح القرآن	عبدالکریم پاریکھ	ممبئی	۱۴۱۵ھ
تعارف القرآن	محمد احمد صدیقی اسرار کریمی پریس	الہ آباد	۱۳۷۴ھ
تعارف مخطوطات دارالعلوم دیوبند	محمد ظفیر الدین سہارنپور	یوپی	۱۹۷۰ء
تعارف علمائے اہل سنت	محمد صدیق ہزاروی	لاہور	۱۹۷۹ء
تفسیرات احمدیہ	ملا احمد جیون	دہلی	۲۰۰۸ء
تفسیر احسن البیان	صلاح الدین یوسف	ریاض	۱۹۹۸ء
تفسیر اعوذ	رحمت حسین	ملتان	ب،ت
تفسیر بیان السبحان	عبدالدائم جلالی	دیوبند	ب،ت
تفسیر جلالی	جلال الدین حسامی	حیدآباد دکن	ب،ت
تفسیر جهاں گیر	خواجہ حسن نظامی	دہلی	۱۹۴۲ء
تفسیر حل القرآن	حبیب احمد کیرانوی محبوب المطابع	دہلی	۱۳۴۹ھ
تفسیر خدا کی نعمت	مراد اللہ انصاری مطبع للبی	ہوگلی	۱۲۶۳ھ
تفسیر رفیعی	شاہ رفیع الدین	دہلی	۱۹۷۲ء
تفسیر سورۂ اخلاص	احمد سعید دہلوی	دہلی	۱۳۵۵ھ
تفسیر سورۂ فاتحہ	مولوی خدا بخش خاں خدا بخش لائبریری پٹنہ		۱۹۹۶ء

تفسیر سورۂ فاتحہ	اکرام الدین مطبع مجتبائی	دہلی	۱۳۱۰ھ
تفسیر سورۃ الکہف	محمد عبدالباری نیشنل فائن پرنٹنگ پریس حیدرآباد		ب،ت
تفسیر سورۃ الکہف	سلطان حسن سنبھلی	مطبع رحیمی ممبئی	۱۹۵۴ء
تفسیر سورۂ لہب	امین احسن اصلاحی	اعظم گڈھ	۱۹۳۷ء
تفسیر سورۂ والعصر	عبدالباری ندوی	ادارہ مجلس علمی کراچی	۱۹۶۲ء
تفسیر سورۂ یوسف منظوم	محمد اشرف کاندھلہ	کشمیری بازار لاہور	ب،ت
تفسیر سورۂ یوسف	ابوالکلام آزاد	دہلی	۱۹۸۹ء
التفسیر والمفسرون	محمد حسین الذہبی القاہرہ،	مصر	۲۰۰۳ء
التفسیر والمفسرون	محمد حسین الذہبی القاہرہ	مصر	۱۹۷۶ء
تفسیر فتح العزیز	شاہ عبدالعزیز	کلکتہ	۱۲۴۸ء
تفسیر فتح المنان	عبدالحق حقانی مکتبہ العزیز	لاہور	ب،ت
تفسیر غنی	محمد عبدالغنی	برقی پریس دہلی	ب،ت
تفسیر فاضل	محمد حسام الدین	حیدرآباد دکن	۱۳۶۱ھ
تفسیر فتح العزیز کی پارۂ عم	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی	کانپور	۱۹۵۵ء
تفسیر مظہر القرآن	مفتی مظہر اللہ دہلوی	کراچی	۲۰۰۷ء
تفسیر مظہری	محمد ثناء اللہ پانی پتی	دہلی	ب،ت
تفہیمات	ابوالاعلیٰ مودودی	لاہور	۱۹۴۰ء
تنقیحات	ابوالاعلیٰ مودودی	اسلامک پبلی کیشنز لاہور	ب،ت
توضیح القرآن	محمد تقی عثمانی آصف بک ڈپو جامع مسجد دہلی		۲۰۱۱ء
التلویح مع التوضیح	ابوالحسن عبداللہ بن الحسین آرام باغ	کراچی	ب،ت
تیسیر الرحمان لبیان القرآن	محمد لقمان سلفی مدینۃ السلام	بہار	۲۰۰۱ء
پروفیسر محمد سمیع اللہ اسد۔ اظہار و آثار	احمد سجاد	کولکاتا	۲۰۰۹ء
پیام امین	محمد عبداللہ منہاس	امرتسر	۱۳۵۷ھ

الثقافة الاسلامية فی الهند	عبدالحیٔ رائے بریلوی	دمشق	۱۹۶۵ء
جائزہ تراجم قرآنی	مجلس معارف القرآن دارالعلوم دیوبند	جولائی	۱۹۶۸ء
جنگ آزدی اور علمائے دیوبند	اخلاق حسین قاسمی ادارہ رحمت عالم	دہلی	ب،ت
جواہرالتفاسیر	محمد عبدالحکیم لکھنوی	لکھنؤ	۱۳۳۵ھ
جواہرالقرآن	محمد عبدالرحمان خاں	لکھنؤ	۱۲۸۹ھ
حضرت شاہ ولی اللہ کی قرآنی فکر کا مطالعہ	سعود عالم قاسمی	نئی دہلی	۱۹۹۴ء
حیات عبدالحیٔ	ابوالحسن علی ندوی	پونہ بھارت	۱۹۸۸ء
حیات تاج الفحول	شہاب الدین رضوی،	رضا اکیڈمی ممبئی	۲۰۰۷ء
حیات جاوید	الطاف حسین حالی ترقی اردو بیورو	نئی دہلی	۱۹۹۰ء
حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی	خلیق احمد نظامی علی گڑھ	ندوۃ المصنفین	۱۳۸۴ھ
حیات مظہری	مسعود احمد	کراچی	۱۹۷۴ء
حیات نصیر	نصیرالدین قریشی	آگرہ اخبار رضا پریس	۱۹۷۰ء
خانوادہ قاضی بدرالدولہ	محمد یوسف کوکن، دارالتصنیف	مدراس	۱۹۶۳ء
خطبات برطانیہ	سید محمد مدنی	مدنی پبلی کیشنز ممبئی	۱۹۷۸ء
الخلافۃ البریٰ	خواجہ عبدالحیٔ فاروقی، فیض عام پریس علی گڑھ		۱۳۴۰ھ
خلاصۃ التفاسیر	محمد علی		ب،ت
خلفائے محدث بریلوی	مسعود احمد	کراچی	۲۰۰۵ء
دعوۃ القرآن	شمس پیرزادہ ادارہ دعوۃ القرآن	ممبئی	۱۹۹۶ء
الدولة المكية بالمادة الغيبية	شیخ احمد رضا خاں قادری رضا برقی پریس	بریلی	۱۳۲۶ھ
رسائل ومسائل	ابوالاعلیٰ مودودی اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ لاہور		ب،ت
روح القرآن	عبدالسلام قدوائی مکتبہ جامعہ لمیٹڈ	دہلی	۱۹۸۰ء
رودکوثر	شیخ محمد اکرام تاج کمپنی	دہلی	۱۹۹۱ء
زاد المتقين فی سلوك طريق اليقين	شیخ عبدالحق ترجمہ مسعود انور علوی	دہلی	۲۰۰۹ء

سحر البیان	اثر زبیری لکھنوی	کراچی	۱۹۵۷ء
سورۂ فاتحہ۔ایک تحقیقی مطالعہ	الطاف احمد اعظمی ادارۂ تحقیقات	جونپور	۱۹۸۷ء
سورہ معوذتین۔ایک تحقیقی مطالعہ	محمد افضل خاں اصلاحی	دہلی	۱۹۹۴ء
سوانح اعلیٰ حضرت	بدرالدین احمد رضوی	رضا اکیڈمی بمبئی	۲۰۰۲ء
سواطع الالہام	ابوالفیض فیضی	نول کشور لکھنؤ	۱۳۰۶ھ
سید التفاسیر (تفسیر اشرفی)	سید محمد مدنی اشرفی جیلانی کرجن	گجرات	۲۰۰۹ء
سیر الصحابہ	حبیب اللہ ندوی انارکلی	لاہور	ب،ت
شاہ عبدالقادر کی قرآن فہمی	محمد فاروق خاں	مکتبہ اسلامی دہلی	۱۹۷۹ء
شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان	حکیم محمود برکاتی	مجلس اشاعت اسلام لاہور	
الشفا	قاضی عیاض	دمشق	۱۳۹۲ھ
شیخ عبدالحق محدث دہلوی (حیات وخدمات)	علیم اشرف خاں	دہلی	۲۰۰۱ء
شعاع نقد	نادم بلخی	بہار	۱۹۹۳ء
صحائف اشرفی	سید محمد علی حسین اشرفی	ممبئی	۱۹۹۶ء
الطبقات الکبریٰ	ابن سعد	بیروت	۱۹۹۶ء
عام فہم تفسیر	خواجہ حسن نظامی	درویش پریس دہلی	۱۹۳۴ء
عبادت اور اس کی غایت	مرزا ابوالفضل	الہ آباد	۱۹۳۰ء
علم القرآن	سید قاسم محمود، اسلامک بک سینٹر	نئی دہلی	۱۹۹۶ء
علوم اسلامیہ اور ہندوستانی علما	سالم قدوائی	علی گڑھ	۱۹۹۱ء
علوم القرآن	ہمایوں عباس	فیصل آباد	۲۰۱۵ء
علوم القرآن	محمد عیسیٰ رضوی	رضوی کتاب گھر دہلی	۲۰۱۰ء
علوم القرآن الکریم	نورالدین عتر	دمشق	۱۹۹۳ء
فتح الرحمان بترجمۃ القرآن (مترجم فارسی)	شاہ ولی اللہ دہلوی تاج کمپنی لمیٹڈ	کراچی	۱۹۸۶ء
فورٹ ولیم کالج کی ادبی خدمات	عبیدہ بیگم	لکھنؤ	۱۹۸۳ء

فہرست ذخیرۂ کتب حکیم محمد موسیٰ امرتسری جمیل احمد مغربی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور ۱۹۹۶ء

فہرست نسخہ ہائے خطی کتاب خانہ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی نو
مرکز تحقیقات فارسی رائزنی فرہنگی جمہوری اسلامی ایران دہلی نو ۱۹۹۹ء

فہرست نسخہ ہائے خطی کتاب خانہ جامعہ ہمدرد نئی دہلی
مرکز تحقیقات فارسی سرائزنی فرہنگی جمہوریٔ اسلامی ایران نئی دہلی ۱۹۹۹ء

فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی کتاب خانہ رضا رام پور جلد اول ۱۹۹۴ء

فہرست مخطوطات فارسی رضا لائبریری رام پور شائستہ خاں، خدا بخش لائبریری پٹنہ ۱۹۹۵ء

فہرست مخطوطات شیرانی محمد بشیر حسین دانشگاہ پنجاب لاہور ۱۹۷۵ء

فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی عارف نوشاہی اسلام آباد ۱۹۸۴ء

فہرست نسخہ ہائے خطی گنج بخش لاہور مرکز تحقیقات اسلام آباد ب،ت

فیوض القرآن احمد عبد الصمد فاروقی کراچی ۱۳۹۴ھ

قرآن مجید پارۂ عم (مع ترجمہ و تفسیر) تحریک تبلیغ قرآن پٹھان کوٹ پنجاب ۱۹۴۱ء

قرآن پاک کے منظوم تراجم یا کلام اللہ کے ساتھ کھلواڑ رئیس احمد نعمانی علی گڑھ ۲۰۱۴ء

قرآن کریم کے اردو تراجم ڈاکٹر احمد ضیاء مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد ۱۹۸۷ء

قرآن کریم مع ترجمہ و تفسیر تحریک تبلیغ قرآن لاہور ۱۹۴۱ء

قرآن حکیم کے اردو تراجم صالح عبد الحکیم قدیمی کتب خانہ کراچی ب،ت

قرآن مجید کے تراجم جنوبی ہند کی زبانوں میں ممتاز قریشی بہادر جنگ اکیڈمی کراچی ۱۹۹۰ء

قرآن مجید کی تفسیریں روداد سیمینار خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ ۱۹۹۵ء

قرآن مجید مترجم و محشیٰ عکسیہ جدیدہ احمد علی انجمن خدام الدین لاہور ۱۹۴۹ء

القرآن المجید (نور ہدایت) مختار عالم پونے مہاراشٹر ب،ت

قرآن مجید منظوم آغا شاعر قزلباش کراچی ۱۹۷۶ء

کاشف الاسرار محمد عبد السلام چشتی نظامی دہلی ب،ت

کتاب الہدیٰ یعقوب حسن ممبئی ۱۳۴۵ھ

کتاب خانہ رضا لائبریری رام پور		رام پور	۱۹۹۴ء
کتب خانہ آصفیہ کے اردو مخطوطات، نصیر الدین ہاشمی حیدرآباد		آندھرا پردیش	۱۹۶۱ء
کتب خانہ آصفیہ سرکار عالی (فہرست کتب عربی و فارسی و اردو)		حیدرآباد دکن	۱۳۵۵ء
کتب خانہ جامع مسجد کے اردو مخطوطات، حامد اللہ ندوی،		نئی دہلی	۱۹۹۰ء
کتابیات فراہی	ظفر الاسلام ادارہ علوم القرآن سر سید نگر علی گڑھ		۱۹۹۱ء
کشاف الہدیٰ	یعقوب حسن	مدراس	۱۳۳۳ھ
کلام اللہ	فرمان علی	نظامی پریس لکھنؤ	۱۳۲۶ھ
کلام اللہ کے ساتھ کھلواڑ	رئیس احمد نعمانی	علی گڑھ	ب،ت
کلام الٰہی	نعمان رضا خاں	رائے پور	۲۰۰۴ء
کلام ربانی کی منظوم ترجمانی	مقصود احمد	احمد آباد گجرات	۲۰۱۴ء
الکلام الاوضح فی تفسیر سورہ الم نشرح	محمد نقی علی خاں رضوی کتاب گھر دہلی	دہلی	ب،ت
کنز الایمان اور دیگر تراجم قرآن	کنز الایمان اور معروف تراجم قرآن مجید اللہ قادری کراچی		۱۹۹۹ء
گلزار ابرار	محمد غوثی شطاری مانڈوی، المعارف	لاہور	۱۳۹۵ھ
لسان العرب	ابن منظور افریقی	ایران	۱۴۰۵ھ
مباحث فی علوم القرآن والحدیث	عبد المجید محمود مطلوب		
مجموعہ ہفت رسائل قلندریہ	محمد تقی حیدر	کاکوری لکھنؤ	۲۰۱۶ء
محبوب ذو المنن تذکرہ اولیائے دکن	محمد عبد الجبار خاں صوفی	حیدرآباد دکن	ب،ت
مردان خدا	ضیاء علی خاں بدایونی	بدایوں	۱۹۹۰ء
حیدرآباد دکن فی تطویر اللغۃ العربیۃ	شجاع الدین	حیدرآباد	۲۰۱۳ء
مشکوٰۃ المصابیح	ابن الخطیب فرید بک اسٹال	لاہور	ب،ت
معین الدین کشمیری اور ان کی تصانیف	مقالہ معارف	مارچ	۱۹۶۷ء
من موہن کی باتیں	فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی خدابخش	پٹنہ	۱۹۹۱ء
مولانا اشرف تھانوی کی تفسیر بیان القرآن کا تحقیقی مطالعہ	ریحانہ ضیاء صدیقی	علی گڑھ	۱۹۹۱ء

الثقافة الاسلامیة فی الهند　عبدالحیٔ رائے بریلوی　دمشق　۱۹۶۵ء

جائزہ تراجم قرآنی　مجلس معارف القرآن دارالعلوم دیوبند　جولائی　۱۹۶۸ء

جنگ آزدی اور علمائے دیوبند　اخلاق حسین قاسمی ادارہ رحمت عالم　دہلی　ب،ت

جواہرالتفاسیر　محمد عبدالحکیم لکھنوی　لکھنؤ　۱۳۳۵ھ

جواہرالقرآن　محمد عبدالرحمان خاں　لکھنؤ　۱۲۸۹ھ

حضرت شاہ ولی اللہ کی قرآنی فکر کا مطالعہ　سعود عالم قاسمی　نئی دہلی　۱۹۹۴ء

حیات عبدالحیٔ　ابوالحسن علی ندوی　پونہ بھارت　۱۹۸۸ء

حیات تاج الفحول　شہاب الدین رضوی،　رضا اکیڈمی ممبئی　۲۰۰۷ء

حیات جاوید　الطاف حسین حالی ترقی اردو بیورو　نئی دہلی　۱۹۹۰ء

حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی　خلیق احمد نظامی علی گڑھ　ندوۃ المصنفین　۱۳۸۴ھ

حیات مظہری　مسعود احمد　کراچی　۱۹۷۴ء

حیات نصیر　نصیرالدین قریشی　آگرہ اخبار رضا پریس ۱۹۷۰ء

خانوادہ قاضی بدرالدولہ　محمد یوسف کوکن، دارالتصنیف　مدراس　۱۹۶۳ء

خطبات برطانیہ　سید محمد مدنی　مدنی پبلی کیشنز ممبئی　۱۹۷۸ء

الخلافۃ البریٰ　خواجہ عبدالحیٔ فاروقی، فیض عام پریس علی گڑھ　۱۳۴۰ھ

خلاصۃ التفاسیر　محمد علی　ب،ت

خلفائے محدث بریلوی　مسعود احمد　کراچی　۲۰۰۵ء

دعوۃ القرآن　شمس پیرزادہ ادارہ دعوۃ القرآن　ممبئی　۱۹۹۶ء

الدولة المكية بالمادة الغيبية　شیخ احمد رضا خاں قادری رضا برقی پریس　بریلی　۱۳۲۶ھ

رسائل ومسائل　ابوالاعلیٰ مودودی اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ لاہور　ب،ت

روح القرآن　عبدالسلام قدوائی مکتبہ جامعہ لمیٹڈ　دہلی　۱۹۸۰ء

رود کوثر　شیخ محمد اکرام تاج کمپنی　دہلی　۱۹۹۱ء

زاد المتقين في سلوك طريق اليقين　شیخ عبدالحق ترجمہ مسعود انور علوی　دہلی　۲۰۰۹ء

سحر البیان	اثر زبیری لکھنوی	کراچی	۱۹۵۷ء
سورۂ فاتحہ۔ایک تحقیقی مطالعہ	الطاف احمد اعظمی ادارۂ تحقیقات	جونپور	۱۹۸۷ء
سورہ معوذتین۔ایک تحقیقی مطالعہ	محمد افضل خاں اصلاحی	دہلی	۱۹۹۴ء
سوانح اعلیٰ حضرت	بدرالدین احمد رضوی	رضا اکیڈمی بمبئی	۲۰۰۲ء
سواطع الالہام	ابوالفیض فیضی	نول کشور لکھنؤ	۱۳۰۶ھ
سید التفاسیر (تفسیر اشرفی)	سید محمد مدنی اشرفی جیلانی کرجن	گجرات	۲۰۰۹ء
سیر الصحابہ	حبیب اللہ ندوی انارکلی	لاہور	ب،ت
شاہ عبدالقادر کی قرآن فہمی	محمد فاروق خاں	مکتبہ اسلامی دہلی	۱۹۷۹ء
شاہ ولی اللہ اوران کا خاندان	حکیم محمود برکاتی	مجلس اشاعت اسلام لاہور	
الشفا	قاضی عیاض	دمشق	۱۳۹۲ھ
شیخ عبدالحق محدث دہلوی (حیات وخدمات)	علیم اشرف خاں	دہلی	۲۰۰۱ء
شعاع نقد	نادم بلخی	بہار	۱۹۹۳ء
صحائف اشرفی	سید محمد علی حسین اشرفی	بمبئی	۱۹۹۶ء
الطبقات الکبریٰ	ابن سعد	بیروت	۱۹۹۶ء
عام فہم تفسیر	خواجہ حسن نظامی	درویش پریس دہلی	۱۹۲۴ء
عبادت اوراس کی غایت	مرزا ابوالفضل	الہ آباد	۱۹۳۰ء
علم القرآن	سید قاسم محمود، اسلامک بک سینٹر	نئی دہلی	۱۹۹۶ء
علوم اسلامیہ اور ہندوستانی علما	سالم قدوائی	علی گڑھ	۱۹۹۱ء
علوم القرآن	ہمایوں عباس	فیصل آباد	۲۰۱۵ء
علوم القرآن	محمد عیسیٰ رضوی	رضوی کتاب گھر دہلی	۲۰۱۰ء
علوم القرآن الکریم	نورالدین عتر	دمشق	۱۹۹۳ء
فتح الرحمان بترجمۃ القرآن (مترجم فارسی)	شاہ ولی اللہ دہلوی تاج کمپنی لمیٹڈ	کراچی	۱۹۸۶ء
فورٹ ولیم کالج کی ادبی خدمات	عبیدہ بیگم	لکھنؤ	۱۹۸۳ء

الثقافة الاسلامية فی الهند	عبدالحیٔ رائے بریلوی	دمشق	۱۹۶۵ء
جائزہ تراجم قرآنی	مجلس معارف القرآن دارالعلوم دیوبند	جولائی	۱۹۶۸ء
جنگ آزدی اور علمائے دیوبند	اخلاق حسین قاسمی ادارہ رحمت عالم	دہلی	ب،ت
جواہرالتفاسیر	محمد عبدالحکیم لکھنوی	لکھنؤ	۱۳۳۵ھ
جواہرالقرآن	محمد عبدالرحمان خاں	لکھنؤ	۱۲۸۹ھ
حضرت شاہ ولی اللہ کی قرآنی فکر کا مطالعہ	سعود عالم قاسمی	نئی دہلی	۱۹۹۴ء
حیات عبدالحیٔ	ابوالحسن علی ندوی	پونہ بھارت	۱۹۸۸ء
حیات تاج الفحول	شہاب الدین رضوی،	رضا اکیڈمی ممبئی	۲۰۰۷ء
حیات جاوید	الطاف حسین حالی ترقی اردو بیورو	نئی دہلی	۱۹۹۰ء
حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی	خلیق احمد نظامی علی گڑھ	ندوۃ المصنفین	۱۳۸۴ھ
حیات مظہری	مسعود احمد	کراچی	۱۹۷۴ء
حیات نصیر	نصیرالدین قریشی	آگرہ اخبار رضا پریس	۱۹۷۰ء
خانوادہ قاضی بدرالدولہ	محمد یوسف کوکن، دارالتصنیف	مدراس	۱۹۶۳ء
خطبات برطانیہ	سید محمد مدنی	مدنی پبلی کیشنز ممبئی	۱۹۷۸ء
الخلافۃ البرئی	خواجہ عبدالحیٔ فاروقی، فیض عام پریس علی گڑھ		۱۳۴۰ھ
خلاصۃ التفاسیر	محمد علی		ب،ت
خلفائے محدث بریلوی	مسعود احمد	کراچی	۲۰۰۵ء
دعوۃ القرآن	شمس پیرزادہ ادارہ دعوۃ القرآن	ممبئی	۱۹۹۶ء
الدولة المكية بالمادة الغيبية	شیخ احمد رضا خاں قادری رضا برقی پریس	بریلی	۱۳۲۶ھ
رسائل ومسائل	ابوالاعلیٰ مودودی اسلامک پبلی کیشنز لمیٹیڈ لاہور		ب،ت
. . . روح القرآن	عبدالسلام قدوائی مکتبہ جامعہ لمیٹڈ	دہلی	۱۹۸۰ء
رود کوثر	شیخ محمد اکرام تاج کمپنی	دہلی	۱۹۹۱ء
زاد المتقين فی سلوك طريق اليقين	شیخ عبدالحق ترجمہ مسعود انور علوی	دہلی	۲۰۰۹ء

سحر البیان	اثر زبیری لکھنوی	کراچی	۱۹۵۷ء
سورۂ فاتحہ۔ایک تحقیقی مطالعہ	الطاف احمد اعظمی ادارۂ تحقیقات	جونپور	۱۹۸۷ء
سورہ معوذتین۔ایک تحقیقی مطالعہ	محمد افضل خاں اصلاحی	دہلی	۱۹۹۴ء
سوانح اعلیٰ حضرت	بدرالدین احمد رضوی	رضا اکیڈمی بمبئی	۲۰۰۲ء
سواطع الالہام	ابوالفیض فیضی	نول کشور لکھنؤ	۱۳۰۶ھ
سید التفاسیر (تفسیر اشرفی)	سید محمد مدنی اشرفی جیلانی کرجن	گجرات	۲۰۰۹ء
سیر الصحابہ	حبیب اللہ ندوی انارکلی	لاہور	ب،ت
شاہ عبدالقادر کی قرآن فہمی	محمد فاروق خاں	مکتبہ اسلامی دہلی	۱۹۷۹ء
شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان	حکیم محمود برکاتی	مجلس اشاعت اسلام لاہور	
الشفا	قاضی عیاض	دمشق	۱۳۹۲ھ
شیخ عبدالحق محدث دہلوی (حیات وخدمات)	علیم اشرف خاں	دہلی	۲۰۰۱ء
شعاع نقد	نادم بلخی	بہار	۱۹۹۳ء
صحائف اشرفی	سید محمد علی حسین اشرفی	ممبئی	۱۹۹۶ء
الطبقات الکبریٰ	ابن سعد	بیروت	۱۹۹۶ء
عام فہم تفسیر	خواجہ حسن نظامی	درویش پریس دہلی	۱۹۳۴ء
عبادت اور اس کی غایت	مرزا ابوالفضل	الٰہ آباد	۱۹۳۰ء
علم القرآن	سید قاسم محمود، اسلامک بک سینٹر	نئی دہلی	۱۹۹۶ء
علوم اسلامیہ اور ہندوستانی علما	سالم قدوائی	علی گڑھ	۱۹۹۱ء
علوم القرآن	ہمایوں عباس	فیصل آباد	۲۰۱۵ء
علوم القرآن	محمد عیسیٰ رضوی	رضوی کتاب گھر دہلی	۲۰۱۰ء
علوم القرآن الکریم	نورالدین عتر	دمشق	۱۹۹۳ء
فتح الرحمان بترجمۃ القرآن (مترجم فارسی)	شاہ ولی اللہ دہلوی تاج کمپنی لمیٹڈ	کراچی	۱۹۸۶ء
فورٹ ولیم کالج کی ادبی خدمات	عبیدہ بیگم	لکھنؤ	۱۹۸۳ء

فہرست ذخیرۂ کتب حکیم محمد موسیٰ امرتسری جمیل احمد مغربی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور ۱۹۹۶ء

فہرست نسخہ ہائے خطی کتاب خانہ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی نو
مرکز تحقیقات فارسی رائزنی فرہنگی جمہوری اسلامی ایران دہلی نو ۱۹۹۹ء

فہرست نسخہ ہائے خطی کتاب خانہ جامعہ ہمدرد
نئی دہلی

مرکز تحقیقات فارسی سرائزنی فرہنگی جمہوریٔ اسلامی ایران نئی دہلی ۱۹۹۹ء

فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی کتاب خانہ رضا
رام پور جلد اول ۱۹۹۴ء

فہرست مخطوطات فارسی رضا لائبریری رام پور شائستہ خاں، خدا بخش لائبریری پٹنہ ۱۹۹۵ء

فہرست مخطوطات شیرانی
محمد بشیر حسین دانشگاہ پنجاب لاہور ۱۹۷۵ء

فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی
عارف نوشاہی اسلام آباد ۱۹۸۳ء

فہرست نسخہ ہائے خطی گنج بخش لاہور
مرکز تحقیقات اسلام آباد ب،ت

فیوض القرآن
احمد عبدالصمد فاروقی کراچی ۱۳۹۳ھ

قرآن مجید پارۂ عم (مع ترجمہ وتفسیر) تحریک تبلیغ قرآن پٹھان کوٹ پنجاب ۱۹۴۱ء

قرآن پاک کے منظوم تراجم یا کلام اللہ کے ساتھ کھلواڑ رئیس احمد نعمانی علی گڑھ ۲۰۱۳ء

قرآن کریم کے اردو تراجم ڈاکٹر احمد ضیاء مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد ۱۹۸۷ء

قرآن کریم مع ترجمہ وتفسیر
تحریک تبلیغ قرآن لاہور ۱۹۴۱ء

قرآن حکیم کے اردو تراجم
صالحہ عبدالحکیم قدیمی کتب خانہ کراچی ب،ت

قرآن مجید کے تراجم جنوبی ہند کی زبانوں میں ممتاز قریشی بہادر جنگ اکیڈمی کراچی ۱۹۹۰ء

قرآن مجید کی تفسیریں روداد سیمینار خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ ۱۹۹۵ء

قرآن مجید مترجم ومحشیٰ بحشیہ جدیدہ
احمد علی انجمن خدام الدین لاہور ۱۹۴۹ء

القرآن المجید (نور ہدایت)
مختار عالم پونے مہاراشٹر ب،ت

قرآن مجید منظوم
آغا شاعر قزلباش کراچی ۱۹۷۶ء

کاشف الاسرار
محمد عبدالسلام چشتی نظامی دہلی ب،ت

کتاب الہدیٰ
یعقوب حسن ممبئی ۱۳۴۵ھ

کتاب خانہ رضا لائبریری رام پور		رام پور	۱۹۹۴ء
کتب خانہ آصفیہ کے اردو مخطوطات نصیر الدین ہاشمی حیدرآباد		آندھرا پردیش	۱۹۶۱ء
کتب خانہ آصفیہ سرکار عالی (فہرست کتب عربی وفارسی واردو)		حیدرآباد دکن	۱۳۵۵ء
کتب خانہ جامع مسجد کے اردو مخطوطات، حامد اللہ ندوی،		نئی دہلی	۱۹۹۰ء
کتابیات فراہی	ظفر الاسلام ادارہ علوم القرآن سرسید نگر علی گڑھ		۱۹۹۱ء
کشاف الہدیٰ	یعقوب حسن	مدراس	۱۳۴۳ھ
کلام اللہ	فرمان علی	نظامی پریس لکھنؤ	۱۳۲۶ھ
کلام اللہ کے ساتھ کھلواڑ	رئیس احمد نعمانی	علی گڑھ	ب،ت
کلام الٰہی	نعمان رضا خاں	رائے پور	۲۰۰۴ء
کلام ربانی کی منظوم ترجمانی	مقصود احمد	احمد آباد گجرات	۲۰۱۴ء
الکلام الاوضح فی تفسیر سورہ الم نشرح	محمد نقی علی خاں رضوی کتاب گھر دہلی	دہلی	ب،ت
کنز الایمان اور دیگر تراجم قرآن	کنز الایمان اور معروف تراجم قرآن مجید اللہ قادری کراچی ۱۹۹۹ء		
گلزار ابرار	محمد غوثی شطاری مانڈوی، المعارف	لاہور	۱۳۹۵ھ
لسان العرب	ابن منظور افریقی	ایران	۱۴۰۵ھ
مباحث فی علوم القرآن والحدیث	عبد المجید محمود مطلوب		
مجموعہ ہفت رسائل قلندریہ	محمد تقی حیدر	کاکوری لکھنؤ	۲۰۱۶ء
محبوب ذوالمنن تذکرہ اولیائے دکن	محمد عبد الجبار خاں صوفی	حیدرآباد دکن	ب،ت
مردان خدا	ضیاء علی خاں بدایونی	بدایوں	۱۹۹۰ء
حیدرآباد دکن فی تطویر اللغۃ العربیۃ	شجاع الدین	حیدرآباد	۲۰۱۳ء
مشکوٰۃ المصابیح	ابن الخطیب فرید بک اسٹال	لاہور	ب،ت
معین الدین کشمیری اور ان کی تصانیف	مقالہ معارف	مارچ	۱۹۶۷ء
من سوہن کی باتیں	فضل الرحمن گنج مرادآبادی خدا بخش	پٹنہ	۱۹۹۱ء
مولانا اشرف تھانوی کی تفسیر بیان القرآن کا تحقیقی مطالعہ ریحانہ ضیاء صدیقی		علی گڑھ	۱۹۹۱ء

مولانا نقی علی خاں حیات اور خدمات	ڈاکٹر محمد حسن	کراچی	۲۰۰۵ء
مولانا سلامت اللہ رام پوری	سید شاہد علی رام پوری	رام پور	۱۹۹۲ء
مولانا وصی احمد سورتی کی علمی ودینی خدمات (مقالہ تحقیق) رضوانہ سحر جامعہ		کراچی	۲۰۱۴ء
مولانا حشمت علی لکھنوی۔ ایک تحقیقی مطالعہ غلام یحییٰ انجم		دہلی	۱۹۹۲ء
مطالب القرآن	سید علی حسن	دربھنگہ	ب،ت
معارف القرآن	مفتی محمد شفیع ادارہ القرآن	کراچی	۱۹۸۲ء
مفتی اعظم ہند اور ان کے خلفاء	شہاب الدین	بریلی	۱۹۹۰ء
مقدمہ بیان القرآن	اشرف علی تھانوی تاج کمپنی لمیٹڈ	کراچی	ب،ت
منظوم القرآن	انجم عرفانی	بلرام پور	۲۰۰۴ء
نادر مکتوبات حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نسیم احمد فریدی، شاہ ولی اللہ اکیڈمی		پھلت	۱۹۹۸ء
نزہۃ الخواطر	عبدالحی رائے بریلوی	حیدر آباد	۱۳۹۱ء
نظامی بنسری	خواجہ حسن نظامی حضرت نظام الدین	دہلی	۱۹۸۴ء
نکات القرآن	محمد علی	یونین اسٹیم پریس لاہور	۱۹۱۶ء
وحی منظوم	سیماب اکبرآبادی سیماب اکیڈمی	کراچی	۱۹۸۱ء
وضاحتی فہرست عربی وفارسی مخطوطات حضرت پیر محمد شاہ درگاہ شریف کتب خانہ		احمد آباد	۱۹۹۲ء
ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات ابو یحییٰ امام خاں		دہلی	ب ت
ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں محمد سالم قدوائی مکتبہ جامعہ لمیٹڈ		دہلی	۱۹۷۳ء
یاد ایام	عبدالحی حسنی	علی گڑھ	۱۹۱۹ء

رسائل ومجلّات

البعث الاسلامی (ماہنامہ)	لکھنؤ
اخبار اردو (ماہنامہ)	اسلام آباد
اخبار رام پور	رام پور

اردو بک ریویو	دہلی
اشرفیہ (ماہنامہ)	مبارکپور اعظم گڑھ
اہل سنت کی آواز (سالنامہ)	مارہرہ
برھان (ماھنامہ)	دہلی
پاسبان (ماہنامہ)	الہ آباد
تحقیقات اسلامی (سہ ماہی)	علی گڑھ
ترجمان اہل سنت (شش ماہی)	پیلی بھیت
ترجمان (پندرہ روزہ)	دہلی
تعمیر حیات (ہفت روزہ)	لکھنؤ
تعلیمات (سہ ماہی)	علی گڑھ
پیام حرم (ماھنامہ)	جمداشاہی بستی
جامعہ (ماہنامہ)	دہلی
جام نور (ماہنامہ)	دہلی
چوتھی دنیا (ہفت روزہ)	دہلی
دارالعلوم (ماہنامہ)	دیوبند
رفیق (علمائے بہار نمبر)	پٹنہ
سنی دعوت اسلامی (سہ ماہی)	ممبئی
سیارہ ڈائجسٹ (قرآن نمبر)	لاہور
طوبی (ماہنامہ)	مشرقی چمپارن بہار
فکر ونظر (ماہنامہ)	اسلام آباد
کھکشاں	پھلت مظفرنگر

راہ اسلام خانۂ فرہنگ ایران (قرآنی علوم ومعارف نمبر) شمارہ ۱۶-۲۱۵ جولائی تا جون ۲۰۱۰ء

مجلہ علوم قرآن	علی گڑھ

مجلہ علوم الدین (سالنامہ)	علی گڑھ
مخدوم (سہ ماہی)	بہار شریف، نالندہ
معارف (ماہنامہ)	اعظم گڑھ
منادی (ماہنامہ)	دہلی
نوائے ادب (سالنامہ)	ممبئی

قران کریم اللہ تعالیٰ کی وہ واحد کتاب ہے جو پوری نسل انسانیت کے لیے قیامت تک ہدایت و رہنمائی کا فریضہ انجام دیتی رہے گی۔ اس آسمانی کتاب کی اسی اہمیت کے پیش نظر علمائے کرام ودانشوران عظام نے دنیا کی مختلف زبانوں میں اس کی ترجمے کئے اور تفسیریں لکھیں، تاکہ اللہ تعالیٰ کے تمام بندے اس کی تعلیمات کی روشنی میں اپنی زندگی بسر کر کے ابدی سعادت حاصل کرسکیں۔ ہندوستان کے جن علماء صاحبانِ فکر ونظر کو قرآن کریم کا ترجمہ وتفسیر لکھنے کی سعادت نصیب ہوئی، ان کی طویل فہرست ہے۔ زیر نظر کتاب میں ہندوستان کی سرزمین پر نثر ونظم میں لکھے جانے والے ایسے ہی مکمل ونامکمل تراجم وتفاسیر کا اردو زبان میں جائزہ لیا گیا ہے۔

اس کتاب کے مرتب پروفیسر غلام یحییٰ انجم، جامعہ ہمدرد دہلی میں شعبہ علوم اسلامیہ اور اسکول برائے انسانی وسماجی علوم کے ڈین ہیں اور تقریباً 67 سالوں سے درس وتدریس اور ریسرچ وتحقیق سے وابستہ ہیں۔ اسلامی علوم و معارف پر اب تک ان کی 30 کتابیں اور سیکڑوں مقالے ہندوبیرون ہند کے اہم جرائد ومجلّات میں شائع ہوچکے ہیں۔ متعدد قومی اعزاز سے بھی انھیں سرفراز کیا جاچکا ہے۔

ISBN: 978-93-87510-05-0
9 789387 510050
NCPUL New Delhi
₹ 260/-

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان
وزارت ترقی انسانی وسائل، حکومت ہند
فروغ اردو بھون، ایف سی، 33/9،
انسٹی ٹیوشنل ایریا، جسولا، نئی دہلی۔ 110025